بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سبیلِ سکینہؑ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد۔(پاکستان)

محترم جناب ________________________

السلام علیکم

کتاب کوئی بھی ہو ہر آدمی کی دسترس میں نہیں ہوتی۔ یا تو اس کی قیمت اتنی ہوتی ہے کہ اس مہنگائی کے دور میں عام آدمی اس بات کا متحمل نہیں ہوسکتا کہ وہ ان کتابوں کو خرید کر اپنے گھروں میں رکھے تاکہ ان کے بچوں کی صحیح تربیت ہو سکے۔ اور ان کی معلومات میں اضافہ ہو سکے۔ اگر عام طالبعلم کتابیں پڑھ کر ڈاکٹر یا انجینیر بن سکتا ہے تو وہ اپنی ہی زبان میں دینی کتابیں پڑھے تو اسے کیوں کر سمجھ نہیں آسکتیں اور وہ ان کتابوں کو پڑھ کر دین حق کو سمجھ سکتا ہے چاہے وہ کسی بھی فرقے سے تعلق رکھتا ہو۔ اور پھر علم حاصل کرنا تو ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اسی حدیث رسولؐ کی روشنی میں ہم کو یہ موقع ملا کہ ہم دینِ حق کی بہتر خدمت کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم تقریباً ۵۰۰ کتب پر مشتمل ایک اسلامی ڈیجیٹل لائبریری پیش کر رہے ہیں۔ ان DVD's پر لکھ دیا گیا ہے کہ

NOT FOR COMMERCIAL USE

ہم علماء دین واہلِ نظر سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ تمام مومنوں و مومنات کو دورِ حاضر کے جدید تکنیکی تقاضوں کی ضرورت سے ہم آہنگی کی طرف توجہ دلائیں۔ سبیلِ سکینہؑ اُن تمام حضرات کی شکر گزار ہے جنھوں نے ہماری کاوش میں بھرپور ساتھ دیا خصوصاً ziaraat.com جس کے ذریعے سے مزید اسلامی ویب سائٹس نے اس ڈیجیٹل لائبریری کو اپنی ویب سائٹس پر جگہ دی یعنی ہم سب کی یہی کوشش ہے کہ علم حاصل کرنے کیلئے ہر اس ضروری قدم کی طرف بڑھیں جس سے محمد و آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی حاصل ہو۔ ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ محمد و آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضل سے ہمارے علم میں اضافہ کرے اور ہمیں شیطان کے شر سے محفوظ رکھے اور نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ ہم علم کے ہتھیار سے شیطانی تباہ کاری و موجودہ دہشتگردی کا مقابلہ کر سکیں۔

ہم ایک بار پھر اسلامی معاشرے کے علمی شخصیات سے گزارش کرتے ہیں کہ قولِ رسول کے مطابق
تمام مسلمانوں کو علم حاصل کرنے کی شدید ضرورت پر توجہ دلائیں۔

نوٹ۔(اسلامی ڈیجیٹل لائبریری www.ziaraat.com پر online دستیاب ہے۔)

(دعاگو ۔سید نذر عباس و ممبران سبیل سکینہؑ ۔ ۱۵ شعبان ۱۴۲۹ھ)

email: sabeelesakina@gmail.com

تاریخ ابنِ کثیر

البدایہ والنہایہ

حصہ نہم۔ دہم
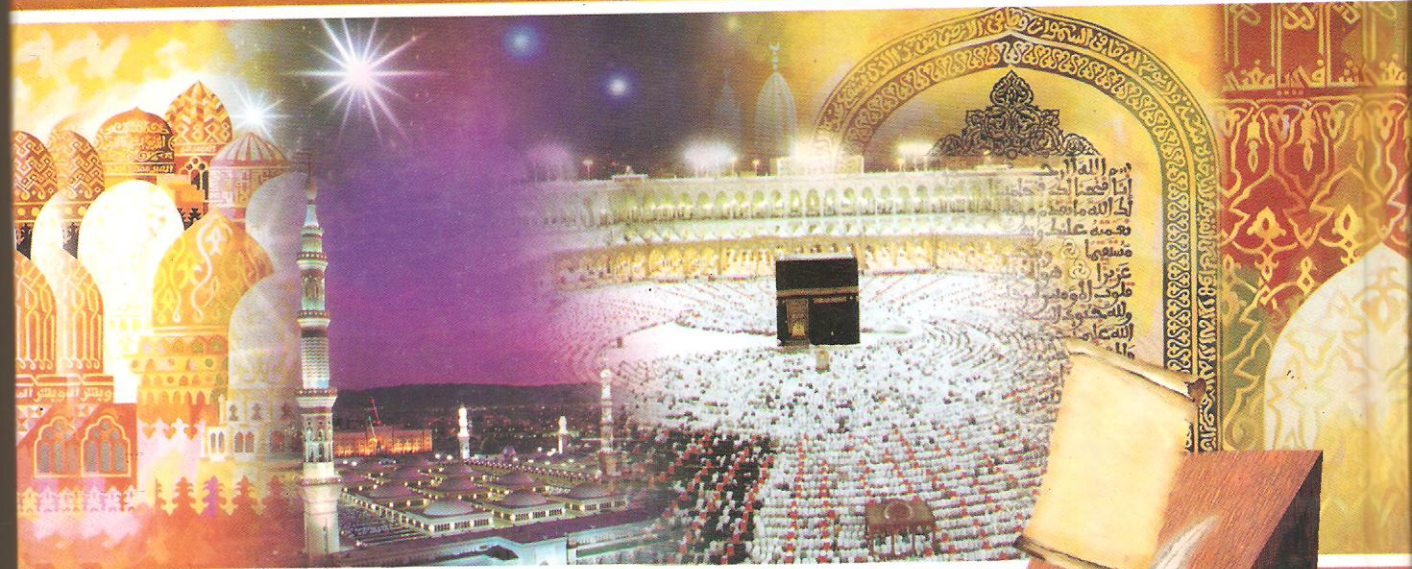
علامہ حافظ ابو الفداء عماد الدین ابن کثیر دمشقی

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ

تاریخ ابن کثیر

شہرۂ آفاق عربی کتاب

البدایۃ والنہایۃ

کا اردو ترجمہ

جلد دہم

۱۲۶ھ سے ۲۴۸ھ تک کے حالات پر مشتمل ہے جس میں شاہان اسلام کی فتوحات اور سیرت وکردار کو بڑی جامعیت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے علاوہ ازیں مشاہیر اسلام میں حضرت امام ابوحنیفہؒ سے حضرت امام احمد بن حنبلؒ تک کے بے نظیر واقعات ہیں جس سے انسان کی روح جھوم جھوم جاتی ہے۔

تصنیف ❁ علامہ حافظ ابوالفدا عماد الدین ابن کثیر (۷۰۱ھ-۷۷۴ھ)

ترجمہ ❁ مولانا اختر فتح پوری

نفیس اکیڈمی

اردو بازار، کراچی

البِدَاية والنهَاية

نام کتاب	تاریخ ابن کثیر (جلد دہم)
مصنف	علامہ حافظ ابوالفدا عماد الدین ابن کثیر
ترجمہ	مولانا اختر فتح پوری
ناشر	نفیس اکیڈمی۔ کراچی
طبع اوّل	جون ۱۹۸۸ء
ایڈیشن	آفسٹ
ضخامت	۴۳۲ صفحات
ٹیلیفون	۰۲۱-۷۷۲۲۰۸۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف

(جلد دھم)

اس وقت ہم قارئین کرام کی خدمت میں ''البدایہ والنہایہ'' کی جلد دوم کا اردو ترجمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں' یہ جلد ۱۲۶ھ سے لے کر ۲۴۸ھ تک کے حالات پر مشتمل ہے جس میں شاہان اسلام میں سے ولید بن یزید بن عبدالملک' یزید بن ولید بن عبدالملک بن مروان' مروان الحمار' ابوالعباس سفاح' ابوجعفر منصور' مہدی بن منصور' موسیٰ ہادی' ہارون الرشید' امین الرشید' معتصم باللہ' واثق باللہ' متوکل علی اللہ اور محمد المنتصر کے حالات اور ان کے زمانوں کی فتوحات اور ان کی سیرت و کردار کو بڑی جامعیت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اس میں ابومسلم خراسانی' ابوسلمہ' بابک خرمی' ابن کرمانی' ابوحمزہ خارجی' محمد بن عبداللہ' ابراہیم بن عبداللہ' ابراہیم بن مہدی' امۃ العزیز زبیدہ اور دیگر اہم شخصیات کے حالات کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

اور مشاہیر اسلام میں سے حضرت امام ابوحنیفہ' حضرت امام محمد بن حسن' حضرت امام شافعی' حضرت امام مالک' حضرت قاضی ابو یوسف' حضرت امام اوزاعی' حضرت ابراہیم بن ادہم' حضرت عبداللہ بن المبارک' حضرت رابعہ عدویہ' حضرت فضیل بن عیاض' حضرت بشر حافی' حضرت ابوسلیمان الدارانی' حضرت ذوالنون مصری' حضرت احمد بن داؤد اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے تعلق باللہ' تقویٰ و طہارت' جوانمردی و استقامت کے ایسے بے نظیر واقعات پیش کیے گئے ہیں کہ جس سے انسان کی روح جھوم جھوم جاتی ہے' اس کے علاوہ ان بزرگوں کے اقوال کو بھی مؤلف نے بڑی دیدہ دری کے ساتھ جمع کیا ہے جن کے مطالعہ سے قلب و نگاہ میں ایک جلاء پیدا ہو جاتی ہے۔

مؤلف نے اس جلد میں ان احادیث کا بھی جائزہ لیا ہے جنہیں بنوامیہ کی حکومت کے خاتمہ اور بنوعباس کی حکومت کے آغاز کے سلسلہ میں پیش کیا جاتا رہا ہے نیز اس میں بغداد کے آثار و اخبار' رصافہ' الرافعۃ اور قصر خلد کی تعمیر وغیرہ کے حالات بھی بیان کئے گئے ہیں غرض کہ یہ جلد اسلام کے سنہری دور کے حالات پر مشتمل ہے جہاں اس کے مطالعہ سے مسلمان قوم کی قوت و سطوت اور شان و شوکت کا علم حاصل ہوتا ہے وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے اس قوم پر زوال کے سایے کیسے دراز ہوئے اور وہ کون

ے عوامل و اسباب تھے جنھوں نے اس قوم کو ثریا سے ثریٰ پر دے مارا۔

نفیس اکیڈمی کے مالک جناب چوہدری طارق اقبال صاحب گاہندری ملت اسلامیہ کے محسن ہیں جنھوں نے ''البدایہ والنہایہ'' جیسی کتاب جو چودہ جلدوں پر مشتمل ہے کے ترجمہ و اشاعت کا بیڑا اٹھایا ہے اور اسلام کے اس ورثہ کو جو مدتوں سے نگاہوں سے اوجھل تھا' مسلمان قوم کے سامنے پیش کر دیا ہے' حقیقت میں یہ ملت اسلامیہ پر ایک بہت بڑا احسان ہے' اس کی صحیح معنوں میں قدر ہونی چاہیے اور اہل علم حضرات کو ان سے بھرپور تعاون کرنا چاہیے تاکہ وہ ورثہ اسلام کو آپ کی زبان میں آپ کے سامنے پیش کر سکیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ ان کا حامی و ناصر اور معین و مددگار رہو۔ (آمین)

والسلام

اختر فتح پوری

۲۷/۱۰/۸۷

فہرست عنوانات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

البداية والنهاية (جلد دہم)

ولید بن یزید بن عبدالملک کی خلافت

واقدی کا بیان ہے کہ ولید کی بیعت خلافت اس کے چچا ہشام بن عبدالملک کی وفات کے روز ۶ ربیع الاول ۱۲۵ھ کو بدھ کے روز ہوئی اور ہشام الکلبی کا بیان ہے کہ اس کی بیعت ربیع الآخر میں ہفتہ کے روز ہوئی اور اس وقت اس کی عمر ۳۴ سال تھی اور اس کے حکمران بننے کا سبب یہ تھا کہ اس کے باپ یزید بن عبدالملک نے اپنے بعد اپنے بھائی ہشام کو امیر مقرر کیا تھا۔ پھر اس کے بعد اپنے بیٹے ولید کو مقرر کیا تھا۔ پس جب ہشام حکمران بنا تو اس نے اپنے اس بھتیجے ولید کی عزت افزائی کی حتیٰ کہ اس پر شراب نوشی برے ہم نشینوں اور لہو ولعب کی مجالس نے غلبہ پا لیا۔ ہشام نے اسے ان باتوں سے روکنا چاہا اور اس نے ۱۱۶ھ میں اسے امیر حج مقرر کر دیا اور وہ اپنے چچا سے خفیہ طور پر شکاری کتے بھی اپنے ساتھ لے گیا' کہتے ہیں کہ وہ انہیں صندوقوں میں ڈال کر لے گیا اور ان میں سے ایک صندوق جس میں کتا تھا گر پڑا اور اس نے اس کی آواز سنی تو انہوں نے اسے اونٹوں پر لاد دیا تو اس نے اس سے روک دیا۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ ولید نے کعبہ کی مقدار کے برابر ایک خیمہ بنایا اور اس کا ارادہ تھا کہ وہ اس خیمہ کو کعبہ کی سطح کے اوپر نصب کرے گا اور وہ اور اس کے احباب وہاں بیٹھیں گے اور وہ اپنے ساتھ شراب اور لہو ولعب کے آلات اور دیگر ناپسندیدہ چیزیں بھی لے گیا اور جب وہ مکہ پہنچا تو وہ کعبہ کی چھت پر بیٹھنے اور لوگوں کے اعتراضات کے خوف کے باعث اپنے ارادے پر عمل کرنے سے ڈر گیا اور جب اس کے چچا کو اس کے بارے میں ان باتوں کا یقین ہو گیا تو اس نے اسے کئی بار منع کیا مگر وہ باز نہ آیا اور اپنی بری حالت اور برے افعال پر قائم رہا پس اس کے چچا نے اسے خلافت سے معزول کر دینے کا ارادہ کر لیا اور کاش وہ ایسا کرتا اور یہ کہ وہ اس کے بعد مسلمہ بن ہشام کو حکمران بنا دے اور امراء کی ایک جماعت اور اس کے ماموؤں اور اہل مدینہ اور دیگر لوگوں نے اس کی اس بات کو قبول کر لیا اور کاش یہ بات تکمیل کو پہنچتی لیکن وہ اس کام کو ٹھیک طور پر نہ کر سکا حتیٰ کہ ہشام نے ایک روز ولید سے کہا تو ہلاک ہو جائے خدا کی قسم مجھے معلوم نہیں کہ تو اسلام پر قائم بھی ہے یا نہیں' بلاشبہ اس نے بے خوف اور بے پرواہ ہو کر ہر برائی کا ارتکاب کیا تو ولید نے اسے لکھا:

''اے وہ شخص جو ہمارے دین کے بارے میں سوال کر رہا ہے' میرا دین ابوشاکر کے دین پر ہے' ہم اسے کبھی خالص اور گرم پانی کے ساتھ اور کبھی نیم گرم پانی کے ساتھ پیتے ہیں''

پس ہشام اپنے بیٹے مسلمہ پر غضب ناک ہو گیا اور وہ ابوشاکر کے نام سے موسوم تھا اور اسے کہنے لگا تو یزید بن ولید کی مانند بنتا ہے اور میں تجھے خلافت تک لے جانا چاہتا ہوں اور اس نے اسے ۱۱۹ھ میں امیر حج بنا کر بھیجا اور اس نے زہد و وقار کا اظہار کیا اور مکہ اور مدینہ میں اموال تقسیم کیے تو اہل مدینہ کے غلام نے کہا:

''اے وہ شخص جو ہمارے دین کے بارے میں سوال کر رہا ہے ہم ابوشاکر کے دین پر ہیں جو ہم کو گھوڑوں کو رسیوں سمیت بخش دیتا ہے اور وہ زندیق اور کافر نہیں ہے''۔

اور ولید کے فواحش و منکرات کے ارتکاب کے باعث ہشام اور ولید بن یزید کے درمیان سخت رنجش پیدا ہوگئی اور ہشام اس سے بگڑ گیا اور اس نے اسے معزول کرنے اور اپنے بیٹے مسلمہ کو ولی عہد بنانے کا عزم کر لیا۔ پس ولید اسے چھوڑ کر صحرا کی طرف بھاگ گیا اور دونوں ایک دوسرے کے ساتھ نازیبا مراسلت کرنے لگے اور ہشام اسے سخت ڈرانے دھمکانے لگا اور اس کی مسلسل یہی کیفیت رہی حتیٰ کہ ہشام فوت ہو گیا اور ولید صحرا ہی میں تھا اور جس رات کی صبح کو وہ آیا وہ ردائے خلافت زیب تن کیے ہوئے تھا اور اس شب کو ولید کو بہت اضطراب تھا اور اس نے اپنے ایک ساتھی سے کہا تو ہلاک ہو جائے آج شب میں بہت مضطرب ہوں سوار ہو جا' شاید ہم خوش ہو جائیں' پس وہ دو میل تک ہشام کے متعلق اور جو اس سے تہدید وعہد کے خطوط اسے لکھے تھے ان کے بارے میں گفتگو کرتے چلے گئے پھر انہوں نے دور سے شوروشغب اور گرد وغبار کو دیکھا پھر ایلچیوں سے اس بات کا پتہ چلا کہ وہ اسے حکمران بنانا چاہتے ہیں تو اس نے اپنے ساتھی سے کہا تو ہلاک ہو جائے یہ ہشام کے ایلچی ہیں' اے اللہ! ہمیں ان سے بھلائی عطا کر اور جب ایلچی اس کے نزدیک آئے اور انہوں نے اسے دیکھا تو وہ زمین پر پاپیادہ چلنے لگے اور انہوں نے آ کر اسے سلام خلافت کیا تو وہ حیران ہو کر کہنے لگا تم ہلاک ہو جاؤ کیا ہشام فوت ہو گیا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں' اس نے پوچھا تمہیں کس نے بھیجا ہے؟ انہوں نے کہا دیوان الرسائل کے افسر سالم بن عبدالرحمٰن نے اور انہوں نے اسے خط دیا جسے اس نے پڑھا پھر اس نے ان سے لوگوں کے حالات دریافت کیے اور یہ کہ اس کے چچا ہشام نے کیسے وفات پائی ہے انہوں نے اسے بتایا تو اس نے فوری طور پر ہشام کے ان اموال و ذخائر کی حفاظت کے متعلق خط لکھا جو رصافہ میں تھے اور کہنے لگا:

''کاش میں زندہ رہتا حتیٰ کہ وہ اپنے پیمانے کو بھرا ہوا دیکھتا۔ ہم نے اسے اسی صاع کے ساتھ ماپ کر دیا ہے جس سے اس نے ماپا ہے اور ہم نے اسے ایک انگلی بھی کم نہیں دیا اور ہم نے یہ کوئی نیا کام نہیں کیا اور قرآن نے یہ سب کچھ میرے لیے جائز قرار دیا ہے''۔

اور زہری ہشام کو ولید کی معزولی کی ترغیب دیا کرتا تھا اور اس معاملے میں اسے برانگیختہ کیا کرتا تھا اور ہشام لوگوں میں رسوائی کے خوف سے اس بات سے رکتا تھا نیز اس لیے کہ اس کی وجہ سے فوجوں کے دلوں میں بگاڑ نہ پیدا ہو جائے اور ولید زہری کی اس حرکت کو سمجھتا تھا اور اس سے بغض رکھتا تھا اور اسے ڈراتا دھمکاتا رہتا تھا اور زہری اسے کہتا تھا اے فاسق خدا تجھے مجھ پر مسلط نہیں کرے گا۔ پھر زہری ولید کی حکومت سے قبل ہی فوت ہو گیا پھر ولید اپنے چچا کو چھوڑ کر صحرا کی طرف بھاگ گیا اور وہیں رہا حتیٰ کہ وہ فوت ہو گیا۔ پس اس نے اپنے چچا کے اموال کی محافظت کی' پھر جلدی سے صحرا سے سوار ہو کر دمشق گیا اور عمال کو مقرر کیا

اور آفاق سے اس کے پاس لوگوں کی بیعت آ گئی اور وفود بھی اس کے پاس آئے اور مروان بن محمد جو اس وقت آرمینیا کا نائب تھا نے اسے خط لکھا جس میں اسے اس بات کی مبارکباد دی کہ اللہ نے اسے اپنے بندوں پر خلیفہ بنایا ہے اور اپنے ممالک پر اسے اختیار دیا ہے اس نے اسے ہشام کی موت پر اور اس پر کامیابی حاصل کرنے اور ان کے اموال و ذخائر پر متصرف ہونے پر بھی مبارکباد دی اور اس نے اسے یہ بھی بتایا کہ اس نے اپنے علاقے میں اس کے لیے از سرِ نو بیعت لی ہے اور لوگ اس سے بہت خوش ہوئے ہیں اور اگر سرحد کے بارے میں اسے خدشہ نہ ہوتا تو وہ اس پر نائب مقرر کر کے اور سوار ہو کر اس کے دیدار سے شاد کام ہوتا۔ پھر ولید نے بظاہر لوگوں میں اچھی روش اختیار کی اور ہر اپاہج' مجذوم اور اندھے کو ایک خادم دینے کا حکم دیا اور اس نے مسلمانوں کے عیال کے لیے بیت المال سے خوشبوئیں اور تحائف نکالے اور لوگوں کے عطیات میں اضافہ کر دیا خصوصاً اہل شام اور وفود کے عطیات میں اضافہ کیا اور وہ قابل تعریف سخی اور بہت اچھا شاعر تھا' اس نے کبھی بھی سوال کرنے پر ''نہ'' نہیں کہا۔

وہ اپنے اشعار میں اپنی سخاوت کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے:

''اگر مجھے رکاوٹیں نہ روکیں تو میں تمہیں ضمانت دیتا ہوں کہ عنقریب تم سے دور ہو جائیں گی اور عنقریب تمہیں دوسرا پھل اور اضافہ بھی اکٹھا مل جائے گا اور میری طرف سے عطیات بھی ملیں گے تمہارا رجسٹر اور عطیہ محفوظ ہے جسے کاتب ایک ماہ تک لکھتے اور طبع کرتے رہتے ہیں''۔

اور اسی سال ولید نے اپنے بیٹے الحکم اور پھر عثمان کے لیے بیعت لی کہ وہ اس کے بعد ولی عہد ہوں گے اور اس نے عراق وخراسان کے امیر یوسف بن عمر کی طرف بیعت کا پیغام بھیجا اور اس نے اسے خراسان کا نائب نصر بن سیار کے پاس بھیج دیا اور اس کے متعلق نصر نے ایک زبردست لمبی تقریر کی جسے مکمل طور پر ابن جریر نے بیان کیا ہے اور مشارق ومغارب کے ممالک میں ولید کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اس کے بعد اس کے دونوں بیٹوں کی اطراف میں بیعت لی گئی اور ولید نے نصر بن سیار کو لکھا کہ وہ خراسان کا با اختیار امیر ہے پھر یوسف بن عمر ولید کے پاس آیا تو اس سے مطالبہ کیا کہ وہ خراسان کی حکومت کو اسے واپس دے دے تو اس نے اسے واپس کر دیا اور اس کی پوزیشن وہی ہو گئی جو ہشام کے زمانے میں تھی اور یہ کہ نصر بن سیار اور اس کے نائبین اس کے ماتحت ہوں گے۔ اس موقع پر یوسف بن عمر نے نصر بن سیار کو لکھا کہ وہ اپنے اہل وعیال کا ایک وفد امیر المومنین کے پاس بھیجے اور بکثرت ہدایا اور تحائف بھی اپنے ساتھ لے جائے۔

پس نصر بن سیار نے ایک ہزار غلاموں اور ایک ہزار لونڈیوں اور بہت سے سونے چاندی کے لوٹوں اور دیگر تحائف کو گھوڑوں پر لادا اور ولید نے اسے لکھا کہ وہ جلدی سے جائے اور اس سے یہ بھی مطالبہ کیا کہ وہ اپنے ستار' بربط' گلوکارائیں اور سبک رفتار تر کی گھوڑے اور دیگر آلات طرب وعیش بھی لے جائے۔ پس لوگوں نے اس کی اس بات کو ناپسند کیا اور اسے بھی ناپسند کیا اور نجومیوں نے نصر بن سیار سے کہا بلاشبہ عنقریب شام میں فتنہ برپا ہونے والا ہے' پس وہ چلنے میں دیر کرنے لگا اور ابھی وہ راستے ہی میں تھا کہ ایلچیوں نے اسے آ کر بتایا کہ خلیفہ ولید قتل ہو گیا ہے اور شام میں لوگوں کے درمیان بڑا فتنہ پیدا ہو گیا ہے تو وہ تمام سامان سمیت ایک شہر میں جا کر اقامت پذیر ہو گیا اور اسے اطلاع ملی کہ یوسف بن عمر عراق سے بھاگ گیا ہے اور حالات

خراب ہو گئے ہیں اور یہ سب کچھ خلیفہ کے قتل ہونے کے باعث ہوا تھا جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔

اور اسی سال ولید نے یوسف بن محمد بن یوسف ثقفی کو مکہ مدینہ اور طائف کا گورنر بنایا اور اسے حکم دیا کہ وہ ہشام بن اسمٰعیل مخزومی کے بیٹوں ابراہیم اور محمد کو ذلیل کر کے مدینہ میں ٹھہرائے کیونکہ وہ ہشام کے ماموں ہیں پھر وہ ان دونوں کو عراق کے نائب یوسف بن عمر کے پاس بھیج دے۔ سو اس نے ان دونوں کو اس کے پاس بھیج دیا اور وہ مسلسل انہیں عذاب دیتا رہا حتیٰ کہ وہ مر گئے اور اس نے ان دونوں سے بہت سے اموال لے لیے اور اسی سال میں اس نے یوسف بن محمد بن یحییٰ بن سعید انصاری کو مدینہ کا قاضی بنایا اور اسی سال میں ولید بن یزید نے اپنے بھائی کے ساتھ اہل قبرص کی طرف فوج روانہ کی اور کہا انہیں اختیار دے دو جو چاہے شام کی طرف چلا جائے اور جو چاہے روم کی طرف چلا جائے۔ پس ان میں سے کچھ لوگوں نے شام میں مسلمانوں کی ہمسائیگی اختیار کر لی اور کچھ لوگ بلاد روم کی طرف چلے گئے۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ بعض اہل سیر کے قول کے مطابق اس سال میں سلیمان بن کثیر' مالک بن الہیثم' لاہز بن قریظہ اور قحطبہ بن شبیب نے محمد بن علی سے ملاقات کی اور اسے ابومسلم کا واقعہ سنایا۔ اس نے پوچھا کیا وہ آزاد ہے یا نہیں؟ انہوں نے کہا اس کا اپنا خیال ہے کہ وہ آزاد ہے اور اس کے آقا کا خیال ہے کہ وہ اس کا غلام ہے' پس انہوں نے اسے خرید کر آزاد کر دیا اور محمد بن علی کو انہوں نے دو لاکھ درہم اور تیس ہزار کی پوشاکیں دیں اور اس نے کہا شاید تم اس سال کے بعد مجھے نہیں ملو گے پس اگر میں مر جاؤں تو ابراہیم بن محمد یعنی اس کا بیٹا تمہارا آقا ہو گا بلاشبہ وہ تمہارا بیٹا ہے اور میں تمہیں اس کے بارے میں وصیت کرتا ہوں اور محمد بن علی اس سال کے ماہ ذوالقعدہ میں اپنے باپ کے سات سال بعد فوت ہو گیا اور اسی سال یحییٰ بن زید بن علی خراسان میں قتل ہو گیا اور اس سال مکہ مدینہ اور طائف کے امیر یوسف بن محمد ثقفی نے لوگوں کو جمع کروایا اور عراق کا یوسف بن عمر تھا اور خراسان کا امیر نصر بن سیار تھا اور وہ وفود کے ساتھ امیر المومنین ولید بن یزید کی جانب ہدایا و تحائف کے ساتھ جانے کا ارادہ کیے ہوئے تھا مگر ولید اس کی ملاقات سے پہلے ہی قتل ہو گیا۔

اس سال میں وفات پانے والے عیان

محمد بن علی:

ابن عبداللہ بن عباس ابوعبداللہ المدنی جو سفاح اور منصور کا باپ تھا اس نے اپنے باپ اور دادا حضرت سعید بن جبیر اور ایک جماعت سے روایت کی ہے اور اس نے ایک جماعت سے روایت کی جس میں اس کے دونوں بیٹے جو خلیفہ ہیں یعنی ابوالعباس عبداللہ السفاح اور ابوجعفر عبداللہ المنصور بھی شامل ہیں اور حضرت محمد بن الحنفیہ نے اپنے بعد اس کے لیے امارت کی وصیت کی تھی اور آپ کے پاس اخبار کا علم بھی تھا پس آپ نے اسے بشارت دی کہ عنقریب تیرے بیٹوں کو خلافت ملے گی اور اس نے ۸۷ھ میں اپنی طرف دعوت دی اور دن بدن اس کا معاملہ بڑھتا گیا حتیٰ کہ اس سال میں اس کی وفات ہو گئی اور بعض کا قول ہے کہ اس سے پہلے سال ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے بعد والے سال میں ۶۳ سال کی عمر میں ہوئی اور وہ بڑا خوبصورت تھا اور اس نے اپنے بیٹے ابراہیم کے لیے امارت کی وصیت کی مگر اس کے بیٹے سفاح کے لیے حکومت مضبوط ہو گئی پس اس نے ۱۳۲ھ

میں بنی امیہ سے حکومت چھین لی جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

یحییٰ بن زید:

ابن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب جب ۱۲۱ھ میں اس کا باپ زید قتل ہو گیا تو یحییٰ بلخ میں الحریش بن عمرو بن داؤد کے پاس مسلسل روپوش رہا یہاں تک کہ ہشام فوت ہو گیا اس موقع پر یوسف بن عمرو نے نصر بن سیار کو لکھا کہ وہ اسے یحییٰ بن زید کے بارے میں اطلاع دے تو نصر بن سیار نے عقیل بن معقل العجلی کے ہاتھ بلخ کے نائب کو خط لکھا جس نے الحریش کو بلا کر اسے چھ سو کوڑوں کی سزا دی مگر اس نے اس کے متعلق کچھ نہ بتایا اور الحریش کے بیٹوں نے آ کر انہیں اس کے متعلق بتا دیا تو وہ بیٹھ گیا اور نصر بن سیار نے یہ بات یوسف کو لکھ بھیجی اور اس نے یزید بن ولید کو اس کی اطلاع دینے کے لیے آدمی بھیج دیا اور ولید نے نصر بن سیار کو حکم دیتے ہوئے خط لکھا کہ وہ اسے قید خانے سے رہا کر دے اور اسے اس کے اصحاب کے ساتھ اس کے پاس بھیج دے۔ پس اس نے انہیں رہا کر دیا اور انہیں دمشق کی طرف بھجوا دیا اور ابھی وہ راستے ہی میں تھے کہ نصر نے اس سے خیانت محسوس کی اور اس نے اس کی طرف دس ہزار کا لشکر بھیجا اور یحییٰ بن یزید سے انہیں شکست دی حالانکہ اس کے ساتھ صرف ستر جوان تھے اور اس نے ان کے امیر کو قتل کر دیا اور ان سے بہت سے اموال چھین لیے پھر اس کے پاس ایک اور لشکر آیا جس نے اسے قتل کر دیا اور اس کا سر کاٹ لیا اور اس کے سب اصحاب کو بھی قتل کر دیا۔

۱۲۶ھ

ولید بن یزید بن عبدالملک کا قتل اور اس کے حالات

ولید بن یزید بن عبدالملک بن مروان بن الحکم' ابوالعباس اموی دمشقی' جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اس کی بیعت خلافت اس کے چچا ہشام کے بعد گزشتہ سال ہوئی کیونکہ اس کے باپ نے اس کا عہد کیا ہوا تھا اور اس کی ماں ام الحجاج بنت محمد بن یوسف ثقفی تھی اور اس کی پیدائش ۹۰ھ میں ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ ۹۲ھ میں اور بعض کہتے ہیں کہ ۸۷ھ میں ہوئی ہے اور یہ جمعرات کے روز جب کہ جمادی الآخر ۱۲۶ھ کی دو راتیں باقی تھیں' قتل ہو گیا اور اس کے قتل کے باعث لوگوں میں بڑا فتنہ پیدا ہوا' اور یہ اپنے فسق و فجور کی وجہ سے قتل ہوا اور بعض کا قول ہے کہ اپنی بداعتقادی کی وجہ سے قتل ہوا اور امام احمد نے بیان کیا ہے کہ ابوالمغیرہ نے بیان کیا ہے کہ ابن عیاش نے ہم سے بیان کیا کہ اوزاعی وغیرہ نے عن الزہری عن سعید بن المسیب عن عمر بن الخطاب نے مجھ سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام انہوں نے ولید رکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم نے فراعین کے نام پر اس کا نام رکھا ہے اور وہ ایسا ہی ہوگا۔ اس امت میں ایک شخص ہوگا جسے ولید کہا جائے اور جس قدر فرعون اپنی قوم کے لیے مفسد تھا وہ اس کی نسبت کہیں بڑھ کر اس امت کے لیے مفسد ہوگا''۔

حافظ ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ اسے ولید بن مسلم، معقل بن زیاد، محمد بن کثیر اور بشر بن بکر نے بحوالہ اوزاعی روایت کیا ہے اور انہوں نے اس کے اسناد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا اور اسے مرسل بیان کیا ہے اور ابن کثیر نے حضرت سعید بن المسیب کا ذکر نہیں کیا' پھر اس نے اس کے تمام طرق کو اس کے اسانید والفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے اور بیہقی سے بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے اسے مرسل حسن کہا ہے پھر انہوں نے محمد کے طریق سے عن محمد بن عمر بن عطاء عن زینب بنت ام سلمہ عن امہا بیان کیا ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میرے پاس آل مغیرہ کا ایک لڑکا ولید نام موجود تھا۔ آپؐ نے دریافت کیا اے ام سلمہ یہ کون ہے؟' حضرت ام سلمہؓ نے کہا یہ ولید ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے ولید کو اچھا بنا لیا ہے اس کے نام کو تبدیل کر دو بلاشبہ عنقریب اس امت میں ایک فرعون ہوگا جسے ولید کہا جائے گا۔

اور ابن عساکر نے عبداللہ بن محمد مسلم کی حدیث سے روایت کی ہے کہ محمد بن غالب انطاکی نے ہم سے بیان کیا ہے کہ محمد بن سلیمان بن ابی داؤد نے ہم سے بیان کیا کہ صدقہ نے عن ہشام بن الغفار عن مکحول عن ابی ثعلبہ الخشنی عن ابی عبیدۃ بن الجراح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''یہ حکومت مسلسل انصاف پر قائم رہے گی حتیٰ کہ بنی امیہ کا ایک شخص اس میں رخنہ اندازی کرے گا''۔

اس کا قتل اور اس کی حکومت کا زوال:

یہ شخص اعلانیہ فواحش کا ارتکاب کرتا تھا اور ان پر مصر تھا اور محارم الٰہیہ کی بے حرمتی کرنے والا تھا' کسی معصیت سے نہیں رکتا تھا اور بسا اوقات بعض نے اس پر زندقت اور بے دینی کی تہمت بھی لگائی ہے واللہ اعلم۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ وہ شاعر' بے حیا اور معاصی کا مرتکب تھا۔ وہ کسی گناہ سے باز نہیں رہتا تھا اور نہ خلافت سے قبل اور نہ اس کے بعد کسی سے شرم محسوس کرتا تھا۔

روایت ہے کہ اس کا بھائی مہران بھی ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے اس کے قتل کے بارے میں چغلی کی تھی اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ بہت شراب نوش اور بے حیا فاسق تھا اور اس نے میرے نافرمان نفس کو برانگیختہ کیا اور المعانی بن زکریا نے عن ابن درید عن ابی حاتم المعتمی نے بیان کیا ہے کہ ولید نے ایک خوبصورت نصرانی عورت کو دیکھا جس کا نام سفری تھا اور اس نے اسے پسند کر لیا اور اس نے اسے گناہ کی ترغیب دینے کے لیے آدمی بھیجا مگر اس نے اس کی بات نہ مانی پس اس نے اس سے اصرار کیا اور اس سے عشق کرنے لگا مگر وہ رام نہ ہوئی۔ اتفاق سے نصاریٰ اپنی ایک عید کے لیے اپنے ایک گرجا میں جمع ہوئے تو ولید بھی وہاں ایک باغ میں چلا گیا اور بھیس بدل لیا اور ظاہر کیا کہ وہ پاگل ہے۔ پس عورتیں اس گرجا سے نکل کر اس باغ کی طرف آئیں اور انہوں نے اسے دیکھ کر اسے گھیر لیا اور وہ سفری سے گفتگو کرنے لگا اور اس سے ہنسی کرنے لگا وہ اسے پہچانتی نہ تھی حتیٰ کہ اس نے اس کی طرف دیکھ کر اپنا دل ٹھنڈا کر لیا اور جب وہ واپس ہوئی تو اس سے پوچھا گیا تو ہلاک ہو جائے کیا تجھے معلوم ہے کہ یہ شخص کون ہے؟ اس نے کہا نہیں اسے بتایا گیا یہ ولید ہے اور جب اسے یقین ہو گیا تو اسکے بعد وہ اس پر مہربان ہو گئی اور وہ اس کے مہربان ہونے سے قبل ہی اس پر بڑا مہربان تھا اور ولید نے اس بارے میں یہ اشعار کہے ہیں:

''اے ولید اپنے غمزدہ دل کو خوش کر جو قدیم سے خوبصورت عورتوں کا شکاری ہے۔ اس خوبصورت رخسار اور نرم و نازک عورت کی محبت کے بارے میں دل کو خوش کر جو عید کے روز ہمارے لیے گرجا سے نمودار ہوئی ہیں میں ہمیشہ اسے عاشق کی آنکھوں سے دیکھتا رہا حتیٰ کہ میں نے اسے لکڑی کو بوسہ دیتے دیکھا یعنی صلیب کی لکڑی کو میری جان ہلاک ہو تم میں سے کس نے صلیب کی مانند معبود دیکھا ہے' پس میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ میں اس کی جگہ ہو جاؤں اور میں جہنم کے شعلوں میں ایندھن بن جاؤں''۔

اور جب لوگوں کو اس کے حال کا علم ہو گیا اور اس کا معاملہ نمایاں ہو گیا تو اس نے اس عورت کے بارے میں کہا اور بعض کا قول ہے کہ یہ اس کے خلیفہ بننے سے پہلے کا واقعہ ہے۔

''اے سفری تیری شراب کے کیا کہنے' خواہ یہ بات کہی جائے کہ میں نصرانی ہو گیا ہوں اور ہمارے لیے یہ معمولی بات ہے کہ ہم دن بھر رات تک اکٹھے رہیں اور ظہر و عصر نہ پڑھیں''۔

قاضی ابوالفرج المعانی بن زکریا الجریری نے جو ابن طراز النہروانی کے نام سے مشہور ہیں ان باتوں کے بیان کرنے کے بعد کہا ہے کہ ولید کی اس قسم کی بے حیائی' عیاشی اور دینی کمزوری کی باتیں ہیں جن کا بیان طویل ہے اور ہم نے اس کے منظوم اشعار میں جو کفر و ضلال کی رکیک باتیں آئی ہیں' ان کی مخالفت کی ہے اور ابن عساکر نے اپنی سند سے روایت کی ہے کہ ولید نے سنا کہ حیرہ میں ڈینگیں مارنے والا اشراب فروش ہے تو وہ اس کے پاس گیا اور اس سے تین رطل شراب لے کر پی گیا اور وہ گھوڑے پر سوار تھا اور اس کے دو ساتھی بھی اس کے ساتھ تھے اور جب وہ واپس ہوا تو اس نے شراب فروش کو پانچ سو دینار دینے کا حکم دیا اور قاضی ابوالفرج نے بیان کیا ہے کہ ولید کے بہت سے واقعات ہیں جنہیں مورخین نے ایک مجموعہ میں اکٹھا کر دیا ہے اور میں نے بھی اس کی سیرت و حالات کے کچھ واقعات اور اس کے اشعار کو جن سے اس کی جرأت' حماقت و سفاہت' بیہودگی' بے حیائی اور دینی کمزوری واضح ہوتی ہے جمع کیا ہے اور اس نے قرآن کے عیوب کی جو صراحت کی ہے اور جس نے اسے اتارا ہے اور جس پر اتارا ہے اس کے کفر کی جو وضاحت کی ہے اسے بھی جمع کیا ہے اور میں نے اسے کے کمزور اشعار کا مضبوط اشعار کے ساتھ معارضہ کیا ہے اور اس کے باطل کا حق کے ساتھ مقابلہ کیا ہے اور میں نے رضائے الٰہی اور اس کی مغفرت کی امید کی ہے۔

اور ابوبکر بن خیثمہ نے بیان کیا ہے کہ سلیمان بن ابی شیخ نے ہم سے بیان کیا کہ صالح بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ ولید بن یزید نے حج کا ارادہ کیا اور کہنے لگا میں کعبے کی چھت کے اوپر شراب نوش کروں گا اور لوگوں نے ارادہ کیا کہ جب وہ نکلے تو اسے قتل کر دیں پس انہوں نے خالد بن عبداللہ القسری کے پاس آ کر اس سے مطالبہ کیا کہ وہ بھی ان کے ساتھ ہو تو اس نے انکار کر دیا انہوں نے اسے کہا ہماری یہ بات پوشیدہ رکھنا' اس نے کہا بہت اچھا یہ بات پوشیدہ رہے گی اس نے ولید کے پاس آ کر کہا باہر نہ نکلنا مجھے تمہارے بارے میں خدشہ ہے اس نے پوچھا وہ کون لوگ ہیں جن کے متعلق تجھے میرے بارے خدشہ ہے اس نے کہا میں ان کے بارے میں تجھے نہیں بتاؤں گا۔ اس نے کہا اگر تو نے مجھے ان کے متعلق نہ بتایا تو میں تجھے یوسف بن عمر کے پاس بھجوا دوں گا اس نے کہا خواہ تو مجھے یوسف بن عمر کے پاس بھیج دے میں نہیں بتاؤں گا۔ پس اس نے اسے یوسف کے پاس بھیج دیا اور

اس نے اسے سزا دی حتیٰ کہ اسے قتل کر دیا اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ جب اس نے اسے ان کے متعلق بتانے سے انکار کر دیا تو اس نے اسے قید کر دیا پھر اسے یوسف بن عمر کے سپرد کر دیا کہ وہ اس سے عراق کے اموال واپس لے لیں پس اس نے اسے قتل کر دیا اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب یوسف ولید کے پاس گیا تو اس نے خالد بن عبداللہ القسری کو اس سے پچاس لاکھ میں خرید لیا تاکہ وہ اس سے اموال لے لے پس وہ مسلسل اسے سزا دیتا رہا اور اس سے اموال لیتا رہا حتیٰ کہ اس نے اسے قتل کر دیا۔ پس اہل یمن اس کے قتل سے برافروختہ ہوئے اور انہوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی۔

زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ مصعب بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے اپنے باپ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں مہدی کے پاس تھا کہ اس نے ولید کا ذکر کیا تو مجلس میں سے ایک شخص نے کہا وہ زندیق تھا' مہدی نے کہا اس کے پاس اللہ کی جو خلافت تھی وہ اس امر سے بہت بڑی ہے کہ اسے زندیق بنا دے۔

اور احمد بن عمیر بن حوصاء دمشقی نے بیان کیا ہے کہ عبدالرحمٰن بن الحسن نے ہم سے بیان کیا کہ وہ ولید بن مسلم نے ہم سے بیان کیا کہ حصین بن ولید نے بحوالہ زہری بن ولید ہم سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے ام الدرداء کو کہتے سنا کہ جب عراق اور شام کے درمیان بنی امیہ کا نوجوان خلیفہ مظلومانہ طور پر قتل ہوگا تو ہمیشہ اس کی اطاعت پوشیدہ رہے گی اور سطح ارض پر ناحق خون بہایا جائے گا یہ قول ابوجعفر جریر طبری کا ہے۔

یزید بن ولید ناقص کا' ولید بن یزید کو قتل کرنا:

ہم نے ولید بن یزید کی بے حیائی اور فسق وعیاشی کے چند واقعات بیان کئے ہیں اور خلافت سے قبل اور بعد اس کے نمازوں میں سستی کرنے اور دین کے احکام کا استخفاف کرنے کے واقعات بھی بیان کئے گئے ہیں۔ بلاشبہ خلافت میں اس کے شر اور لہوولذت اور شکار کے لیے سوار ہونے اور نشہ آور چیزوں کے پینے اور فساق کے ساتھ شراب نوشی کرنے میں اضافہ ہوا ہے اور خلافت نے اسے پہلے بھی زیادہ سرکش اور مغرور بنا دیا اور یہ بات امراء رعیت اور افواج پر گراں گزری اور انہوں نے اسے شدید ناپسند کیا اور اس نے سب سے زیادہ ظلم اپنی جان پر کیا حتیٰ کہ وہ ہلاک ہوگیا اور اس نے یمانیہ کے خراب کرنے کے ساتھ ساتھ جو خراسان کی سب سے بڑی فوج تھی اپنے چچا کے بیٹوں ہشام اور ولید بن عبدالملک کو بھی اپنے خلاف کرلیا اور اس لیے ہوا کہ جب اس نے خالد بن عبداللہ القسری کو قتل کیا اور اسے اس کے قرض خواہ یوسف بن عمر کے سپرد کر دیا جو اس وقت عراق کا نائب تھا تو وہ اسے مسلسل سزائیں دیتا رہا حتیٰ کہ وہ ہلاک ہوگیا تو لوگ اس سے بگڑ گئے اور اس کے قتل نے انہیں تکلیف دی جیسا کہ ہم ابھی اس کے حالات میں بیان کریں گے۔

پھر ابن جریر نے اپنی سند سے روایت کی ہے کہ ولید بن یزید نے اپنے عم زاد سلیمان بن ہشام کو سو کوڑے مارے اور اس کا سر اور داڑھی مونڈھ دی اور اسے عمان کی طرف جلاوطن کر کے وہاں اسے قید کر دیا اور ولید کے قتل تک وہیں رہا اور اس نے اپنے چچا ولید بن عبدالملک کی آل کی لونڈی کو قابو کرلیا اور اس کے بارے میں عمر بن ولید نے اس سے گفتگو کی تو اس نے کہا میں اسے واپس نہیں کروں گا اس نے کہا تب تمہاری فوج کے اردگرد ہنہنانے والے زیادہ ہو جائیں گے اور افقم نے یزید بن ہشام کو قید کر دیا اور

اس کے دونوں بیٹوں الحکم اور عثمان کی بیعت کر لی حالانکہ وہ دونوں نابالغ تھے۔ پس یہ بات بھی لوگوں کو گراں گزری اور انہوں نے اسے نصیحت کی مگر اس نے نصیحت نہ پکڑی اور انہوں نے اسے روکا اور وہ باز نہ آیا اور نہ بات قبول کی۔

المدائنی نے اپنی روایت میں کہا ہے کہ یہ بات لوگوں کو گراں گزری اور بنو ہاشم اور بنو ولید نے اس پر کفر و زندقت اور اپنے باپ کے بیٹوں کی امہات سے خلوت کرنے اور لواطت وغیرہ کی تہمت لگائی اور انہوں نے کہا اس نے ایک سو طوق بنائے ہیں اور ہر طوق پر بنی ہاشم کے کسی شخص کا نام ہے تاکہ وہ اسے اس کے ذریعے قتل کر دے اور انہوں نے اس پر زندقت کی تہمت لگائی اور ان میں سب سے زیادہ سخت کلامی کرنے والا یزید بن ولید بن عبدالملک تھا اور لوگ اس کے قول کی طرف بڑا جھکاؤ رکھتے تھے کیونکہ وہ زہد اور تواضع کا اظہار کرتا تھا اور کہتا تھا ہم ولید سے راضی نہیں ہو سکتے حتیٰ کہ لوگ حملہ کر کے اسے قتل کر دیں۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ اس نے اس کی نگرانی کے لیے قضاعہ اور یمانیہ کی ایک جماعت اور بہت سے بڑے بڑے امراء اور ولید بن عبدالملک کی آل کو مقرر کیا اور اس تمام بوجھ کا ذمہ دار اور اس کی طرف دعوت دینے والا یزید بن عبدالملک تھا جو بنی امیہ کے سادات میں سے تھا اور وہ دین وتقویٰ اور بھلائی کی طرف منسوب تھا' پس لوگوں نے اس امر پر اس کی بیعت کر لی اور اس کے بھائی عباس بن ولید نے اسے منع کیا مگر اس نے اس کی بات نہ مانی اور کہنے لگا خدا کی قسم اگر مجھے تیرے بارے میں خدشہ نہ ہوتا تو میں تجھے بیڑیاں ڈال کر اس کے پاس بھیج دیتا اور اتفاق سے دمشق سے لوگوں کا خروج اس وبا کی وجہ سے ہوا جو وہاں پڑی ہوئی تھی اور نکلنے والوں میں امیر المومنین ولید بن یزید بھی اپنے اصحاب کی ایک پارٹی کے ساتھ جو دو سو آدمیوں پر مشتمل تھی دمشق کے بلند مقامات کی طرف نکلا اور یزید بن ولید کا کام بھی درست ہو گیا اور اس کا بھائی عباس اسے سختی سے اس کام سے روکتا رہا مگر وہ مانتا نہیں تھا اور اس بارے میں عباس نے کہا: میں تم کو ان فتنوں سے جو پہاڑوں کی مانند امڈے آتے ہیں پھر تیز ہو جاتے ہیں' اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں بلاشبہ لوگ تمہاری سیاست سے اکتا چکے ہیں۔ سو تم دین کے ستون کو مضبوطی سے پکڑ لو اور باز آ جاؤ تم بھیڑیئے قسم کے لوگوں کو اپنا گوشت نہ کھلاؤ اور بھیڑیوں کو جب گوشت کھلایا جائے تو وہ خوش حال ہو جاتے ہیں اور تم اپنے ہاتھوں سے اپنے پیٹ نہ پھاڑو' پھر وہاں حسرت اور گھبراہٹ کوئی فائدہ نہ دے گی۔

اور جب یزید بن ولید کا معاملہ قوت پکڑ گیا اور بیعت کرنے والے لوگوں نے اس کی بیع کر لی تو اس نے دمشق کا قصد کیا اور ولید کی غیر حاضری میں اس میں داخل ہو گیا اور رات کو اس کے اکثر باشندوں نے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ پیادہ پا اس کے پاس گیا اور راستے میں انہیں شدید خطرہ لاحق ہوا۔ پس وہ اس کے پاس آئے اور رات کو اس کا دروازہ کھٹکھٹایا پھر اندر داخل ہو گئے اور یزید نے اس بارے میں اس سے گفتگو کی تو معاویہ بن مصار نے اس کی بیعت کر لی۔ پھر یزید اسی شب کو القناۃ کے راستے واپس دمشق آ گیا اور وہ سیاہ گدھے پر سوار تھا اور اس کے اصحاب نے قسم دی کہ وہ ہتھیاروں کے بغیر دمشق میں داخل نہ ہو۔ سو وہ اپنے کپڑوں کے نیچے ہتھیار پہن کر دمشق میں داخل ہو گیا اور ولید نے اپنی غیر حاضری میں دمشق پر عبدالملک بن محمد بن الحجاج بن یوسف ثقفی کو اپنا نائب مقرر کیا اور ابوالعاج کثیر بن عبداللہ سلمی کو سپرنٹنڈنٹ پولیس مقرر کیا اور جب جمعہ کی رات آئی تو یزید کے اصحاب مغرب وعشاء کے درمیان باب الفرادیس کے پاس جمع ہوئے اور جب عشاء کی اذان ہوئی تو وہ مسجد میں داخل ہو گئے

اور جب مسجد میں ان کے سوا اور کوئی شخص باقی نہ رہا تو انہوں نے یزید بن ولید کو پیغام بھیجا وہ ان کے پاس آیا تو انہوں نے حجرے کا قصد کیا اور خادم نے ان کے لیے اسے کھول دیا وہ اندر داخل ہوئے تو انہوں نے ابوالعاج کو مدہوش پایا۔ پس انہوں نے بیت المال کے خزائن اور ذخائر کو قابو کر لیا اور اسلحہ سے طاقتور ہو گئے اور یزید نے شہر کے دروازوں کو بند کرنے کا حکم دے دیا اور یہ کہ انہیں واقف آدمی کے سوا کسی کے لیے کھولا نہ جائے سو جب لوگوں نے صبح کی تو قبائل کے لوگ ہر جانب سے آئے اور شہر کے دیگر دروازوں سے داخل ہو گئے اور ہر محلّہ کے لوگ اپنے نزدیکی دروازے پاس آ گئے اور یزید بن عبدالملک کی نصرت کے لیے فوج جمع ہو گئی اور ان سب نے اس کی بیعت خلافت کی اور ایک شاعر نے اس بارے میں کہا ہے:

''جب سردار گھرانوں کے سکاسک نے صبح کی تو ان کے مددگار ان کے پاس آ گئے اور بنوکلب' ان کے پاس گھوڑوں اور سامان جنگ کے ساتھ آئے جو تلواروں' زرہوں اور بازوبندوں پر مشتمل تھا اور وہاں پر سنت کے مددگار قبائل کی عزت کی جنہوں نے ہر منکر کو اس کی حرکات سے روکا ہے اور شیبان اور راز داور عبس اور لخم' حمایت اور دفاع کرنے والوں کے درمیان نیزے بلند کیے ہوئے ان کے پاس آئے اور غسان اور قیس اور تغلب کے دونوں قبیلے آئے اور ہر سست رو اور بے رغبت آدمی ان سے رکا رہا اور ابھی صبح نہیں ہوئی تھی کہ وہ حکومت والے بن گئے اور انہوں نے ہر سرکش اور اکڑ باز سے عہد و پیمان لے لیا''۔

اور یزید بن ولید نے عبدالرحمٰن بن مصادر کو دو سو سواروں کے ساتھ قطنا کی طرف بھیجا کہ وہ اسے دمشق کے نائب عبدالملک بن الحجاج کے پاس لے آئیں اور اسے امان حاصل ہوئی اور وہاں قلعہ بند ہو چکا تھا وہ اس کے پاس گئے تو انہوں نے اس کے پاس دو توڑے پائے جن میں سے ہر ایک میں تیس ہزار دینار تھے پس وہ المزہ کے پاس سے گزرے تو ابن مصادر کے اصحاب نے کہا اس مال کو لے لے جو یزید بن ولید سے بہتر ہے اس نے کہا نہیں خدا کی قسم' عرب یہ بیان نہیں کریں گے کہ میں پہلا خائن ہوں پھر وہ اسے یزید بن ولید کے پاس لائے تو اس نے اس مال سے جنگ کے لیے تقریباً دو ہزار سواروں کی فوج بنائی اور اسے اپنے بھائی عبدالعزیز بن ولید بن عبدالملک کے ساتھ ولید بن یزید کے پیچھے بھیجا کہ وہ اسے لے کر آئے اور ولید کا ایک غلام ایک تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے چلا کر اپنے آقا کے پاس رات کو لے گیا اور گھوڑا چلانے کے باعث مر گیا اور اس نے اسے اطلاع دی تو اس نے اس کی تصدیق نہ کی اور اسے مارنے کا حکم دے دیا۔ پھر متواتر اس کے پاس اطلاعات آنے لگیں اور اس کے ایک ساتھی نے اسے مشورہ دیا کہ وہ اپنے اس مقام کو چھوڑ کر حمص کی طرف منتقل ہو جائے کیونکہ وہ مضبوط و محفوظ مقام ہے۔

اور ابرش سعید بن ولید کلبی نے کہا تدمر میں میری قوم کے ہاں اتر جائیے مگر اس نے کسی بات کے قبول کرنے سے انکار کر دیا بلکہ اپنے دو سو سواروں کے ساتھ سوار ہو گیا اور یزید کے اصحاب نے اس کا قصد کیا اور راستے کے دوران ثقلہ مقام پر اسے ملے اور اسے پکڑ لیا اور ولید آ کر البخرا کے قلعے میں فروکش ہو گیا جو نعمان بن بشیر کا تھا اور عباس کا ایلچی اس کے پاس آیا کہ میں تیرے پاس آ رہا ہوں اور وہ اس کے مددگاروں میں شامل تھا پس ولید نے اپنا تخت نکالنے کا حکم دیا اور اس پر بیٹھ کر کہنے لگا کیا لوگ مجھ پر حملہ کریں گے' حالانکہ میں شیر پر حملہ کرتا ہوں اور سانپوں کی پٹی بنا لیتا ہوں اور عبدالعزیز بن ولید اپنے ساتھیوں کے ساتھ آیا

اور دو ہزار سواروں میں سے اس کے ساتھ صرف آٹھ سو سوار آئے تھے پس انہوں نے صف بندی کی اور باہم شدید جنگ کی اور عباس کے اصحاب کی ایک جماعت قتل ہوئی اور ان کے سر ولید کے پاس لے جائے گئے حالانکہ عباس بن ولید' ولید بن یزید کی مدد کے لیے آیا تھا' پس اس کے بھائی عبدالعزیز نے اس کی طرف پیغام بھیجا اور اسے زبردستی لایا گیا حتیٰ کہ اس نے اپنے بھائی یزید بن ولید کی بیعت کر لی اور انہوں نے ولید بن یزید کے ساتھ جنگ کرنے پر اتفاق کر لیا اور جب لوگوں نے ان کے اجتماع کو دیکھا تو وہ ولید کے پاس سے بھاگ کر ان کے پاس چلے گئے اور ولید تھوڑے سے لوگوں میں ذلیل ہو کر رہ گیا اور اس نے قلعے کی پناہ لے لی اور انہوں نے اس کے پاس آ کر ہر جانب سے اس کا محاصرہ کر لیا اور ولید نے قلعے کے دروازے کے پاس آ کر پکارا' مجھ سے کوئی شریف آدمی گفتگو کرے تو یزید بن عنبسہ سکسکی نے اس سے گفتگو کی تو ولید نے کہا کیا میں نے موت کو تم سے دور نہیں کیا؟ کیا میں نے تمہارے محتاجوں کو نہیں دیا؟ کیا میں نے تمہاری عورتوں کی خدمت نہیں کی؟ یزید نے کہا ہم محارم کی بے حرمتی کرنے' شراب نوشی کرنے اور اپنے باپ کے بیٹوں کی ماؤں سے نکاح کرنے اور احکام الٰہیہ کے استخفاف کرنے کی وجہ سے تجھے ملامت کرتے ہیں اس نے کہا اے سکاسک کے بھائی تیرے لیے یہی کافی ہے تو نے بہت کچھ کہہ دیا ہے اور حد سے بڑھ گیا ہے اور جو کچھ تو نے بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس سے میرے لیے حلال کردہ چیزوں میں وسعت رکھی ہے۔

پھر اس نے کہا خدا کی قسم! اگر تم نے مجھے قتل کر دیا نہ تمہارا فتنہ بند ہوگا اور نہ تمہاری پراگندگی درست ہوگی اور نہ تم میں اتحاد ہوگا اور محل کی طرف واپس آ گیا اور بیٹھ گیا اور اپنے سامنے قرآن کریم رکھ لیا اور اسے کھول کر اس میں پڑھنے لگا اور کہنے لگا حضرت عثمانؓ کے دن کی طرح دن ہے اور اس نے تابعداری اختیار کر لی اور وہ لوگ دیوار پھاند کر اس کے پاس آ گئے اور سب سے پہلے یزید بن عنبسہ اس کے پاس آیا اور اپنے پہلو میں تلوار لگائے اس کی طرف بڑھا اور کہنے لگا ایک طرف ہو جاؤ' ولید نے کہا اگر تو نے جنگ کا ارادہ کیا ہے تو وہ کسی اور جگہ ہوگی' پس اس نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہ اسے قید کرنا چاہتا تھا تا کہ اسے یزید بن ولید کے پاس بھیج دیئے اور دس امراء جلدی سے ولید کی طرف بڑھے اور اس کے سر اور چہرے پر تلواریں مارنے لگے حتیٰ کہ انہوں نے اسے قتل کر دیا۔

پھر انہوں نے اسے پاؤں سے پکڑ کر باہر نکالنے کے لیے گھسیٹا تو عورتیں چلا اٹھیں تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا اور ابو علاقہ قضاعی نے اس کا سر کاٹ لیا اور جو کچھ اس کے پاس تھا انہوں نے اس کی حفاظت کی اور دس آدمیوں کے ساتھ یزید کے پاس بھیج دیا جن میں منصور بن جمہور' روح بن عقیل' بنی کلب کے کنانہ کا غلام بشر اور عبدالرحمٰن جس کا لقب وجہ الفلس تھا شامل تھے اور جب وہ اس کے پاس پہنچے تو انہوں نے اسے ولید کے قتل کی خوشخبری دی اور اسے اسلام خلافت کہا تو اس نے ان دس آدمیوں میں سے ہر ایک کو دس دس لاکھ درہم دیئے اور روح بن بشیر بن عقیل نے اسے کہا اے امیر المومنین فاسق ولید کے قتل سے خوش ہو جایئے تو اس نے اللہ کے حضور سجدۂ شکر کیا اور فوجیں یزید کے پاس واپس آ گئیں اور سب سے پہلے یزید بن عنبسہ نے بیعت کے لیے اس کا ہاتھ پکڑا تو اس نے اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور کہنے اے اللہ! اگر یہ تیری رضامندی کے لیے ہے تو اس پر میری مدد کرنا اور اس نے ولید کا سر لانے والے کے لیے ایک لاکھ درہم کا انعام مقرر کیا ہوا تھا اور جب سر اس کے پاس لایا گیا اور یہ جمعہ کی شب تھی اور بعض بدھ کا دن بیان کرتے ہیں تو اس وقت جمادی الآخرۃ ۱۲۶ھ کی دو راتیں باقی تھیں یزید نے حکم دیا کہ اس کے سر کو نیزے پر

چڑھا کر شہر میں پھرایا جائے اسے کہا گیا کہ صرف خارجی کے سر کو نیزے پر چڑھایا جاتا ہے' اس نے کہا قسم بخدا میں اسے ضرور نیزے پر چڑھاؤں گا۔ پس اس نے اسے شہر میں نیزے پر چڑھایا۔ پھر ایک ماہ تک ایک شخص کے پاس رکھ دیا پھر اسے اس کے بھائی سلیمان بن یزید کے پاس بھیج دیا اور اس کے بھائی نے اس کے لیے ہلاکت کی بددعا کرتے ہوئے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تو شراب نوش' بے حیا اور فاسق تھا اور اس فاسق نے مجھے میرے نفس کے خلاف برانگیختہ کرنا چاہا حالانکہ میں اس کا بھائی ہوں اور اس نے اسے برا نہیں سمجھا اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کا سر جامع دمشق کی مشرقی دیوار پر جو صحن کے ساتھ ہے مسلسل معلق رہا حتیٰ کہ بنی امیہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور بعض کا قول ہے کہ وہ اس کے خون کا نشان تھا اور قتل کے روز اس کی عمر ۳۶ سال تھی اور بعض ۳۸ اور بعض ۳۱ اور بعض ۳۲ اور بعض ۳۵ اور بعض نے ۴۶ سال بھی بیان کی ہے اور اس کی مدت حکومت مشہور قول کے مطابق ڈیڑھ سال تھی اور بعض نے ایک سال تین ماہ بیان کی ہے۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ وہ سخت گرفت کرنے والا تھا اور اس کے پاؤں کی انگلیاں لمبی تھیں اس کے لیے زمین میں لوہے کی کیل لگائی جاتی اور اس کے ساتھ دھاگہ باندھ کر اسے اس کے پاؤں کے ساتھ باندھ دیا جاتا' پھر وہ چھلانگ لگا کر گھوڑے پر سوار ہو جاتا اور گھوڑے کو مس تک نہ کرتا اور اس کے چھلانگ لگانے کے ساتھ ہی یہ کیل زمین سے اکھڑ جاتا۔

یزید بن ولید بن عبدالملک بن مروان کی خلافت

ولید بن یزید نے لوگوں کے عطیات میں جو اضافہ کیا تھا اسے کم کر دینے کی وجہ سے اس کو ناقص کا لقب دیا گیا ہے اور وہ دس دس عطیات تھے اور یہ انہیں ان عطیات پر واپس لے آیا جو انہیں ہشام کے زمانے میں ملتے تھے کہتے ہیں کہ سب سے پہلے یہ لقب اسے مروان بن محمد نے دیا اور ولید بن یزید کے قتل کے بعد اس کی بیعت خلافت ہوئی اور یہ جمعہ کی رات کا واقعہ ہے جب کہ اس سال کے جمادی الآخرۃ کی دو راتیں باقی تھیں حتیٰ کہ بیعت ۱۲۶ھ تک ہوتی رہی اور اس سے قبل اس میں صلاح وتقویٰ پایا جاتا تھا۔ سب سے پہلے اس نے فوج کی اس رسد کو کم کیا جو ولید انہیں زائد دیتا تھا اور یہ ہر سال دس دس عطیے تھے' اس وجہ سے اس کا نام ناقص رکھا گیا اور کہاوت میں بیان کیا جاتا ہے کہ زخمی سر والا اور ناقص بنی مروان کے دو انصاف پسند خلیفے ہیں یعنی حضرت عمر بن عبدالعزیز اور یہ۔ لیکن اس کی زندگی لمبی نہیں ہوئی اور یہ اس سال کے آخر میں فوت ہو گیا اور حالات خراب ہو گئے اور فتنے پھیل گئے اور بنی مروان کا اتحاد جاتا رہا۔

پس سلیمان بن ہشام جو عمان میں ولید کے قید خانے میں تھا اٹھا اور اس نے اس کے اموال وذخائر پر قبضہ کر لیا اور دمشق آیا اور ولید پر لعنت کرنے لگا اور اس پر عیب لگانے لگا اور اس پر کفر کی تہمت لگانے لگا۔ پس یزید نے اس کی عزت کی اور اس کے وہ اموال اسے واپس کر دیئے جو اس نے ولید سے لیے تھے اور یزید نے سلیمان کی بہن سے نکاح کر لیا اور وہ ام ہشام بنت ہشام تھی اور اہل حمص نے عباس بن ولید کے گھر پر جو ان کے ہاں تھا تیزی سے حملہ کر کے اسے گرا دیا اور اسکے اہل اور بیٹوں کو قید کر دیا اور وہ خود حمص سے بھاگ کر یزید بن ولید کے پاس دمشق پہنچ گیا اور اہل حمص نے ولید بن یزید کے خون کا بدلہ لینے کا اظہار کیا اور انہوں نے شہر کے دروازے بند کر دیئے اور ولید پر نوحہ اور گریہ کرنے والی عورتیں کھڑی کیں اور فوجوں سے بدلہ لینے کے بارے

میں خط وکتابت کی اور فوج کی اکثریت نے اس شرط پر ان کی بات کو قبول کیا کہ الحکم بن ولید بن یزید خلیفہ ہو جس کے لیے اس نے عہد لیا ہوا ہے اور انہوں نے اپنے نائب مروان بن عبداللہ بن عبدالملک بن مروان کو معزول کر دیا پھر اسے اور اس کے بیٹے کو قتل کر دیا اور معاویہ بن یزید بن حسین کو اپنا امیر بنا لیا اور جب یزید بن ولید کو ان کے متعلق اطلاع ملی تو اس نے یعقوب بن ہانی کے ہاتھ انہیں خط لکھا اور خط کا مضمون یہ تھا کہ وہ دعوت دیتا ہے کہ امارت کا معاملہ شوریٰ سے طے ہو' عمرو بن قیس نے کہا جب یہ معاملہ یونہی ہے تو ہم اپنے ولی عہد الحکم بن ولید سے راضی ہیں پس یعقوب نے اس کی داڑھی پکڑ لی اور کہنے لگا تو ہلاک ہو جائے اگر یہ شخص جس کی طرف تو دعوت دیتا ہے یتیم ہوتا اور تیری حفاظت میں ہوتا تو بھی تیرے لیے جائز نہ ہوتا کہ اس کا مال اسے دیتا' پس امت کے معاملہ کو تو اس کے سپرد کیسے کرتا ہے؟ اور اہل حمص یزید بن ولید کے ایلچیوں پر پل پڑے اور انہوں نے انہیں اپنے درمیان سے نکال باہر کیا اور ابو محمد سفیان نے ان سے کہا اگر میں دمشق آتا تو وہ شخص بھی میرے بارے میں اختلاف نہ کرتے۔

پس وہ اس کے ساتھ سوار ہو کر دمشق کی طرف روانہ ہو گئے اور انہوں نے سفیان کو اپنا امیر بنا لیا اور سلیمان بن ہشام انہیں ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ ملا جسے یزید نے اس کے ساتھ تیار کیا تھا اور اسی طرح اس نے عبدالعزیز بن ولید کو تین ہزار فوج کے ساتھ تیار کیا جو ثنیۃ العقاب کے پاس تھی اور اس نے ہشام بن مصاد کو پندرہ سو فوج کے ساتھ تیار کیا تا کہ وہ سلمیہ کی گھاٹی پر رہے' پس اہل حمص روانہ ہو گئے اور انہوں نے سلیمان بن ہشام کی فوج کی بائیں جانب چھوڑا اور اس سے آگے بڑھ گئے اور جب سلیمان نے ان کے متعلق سنا تو وہ ان کی تلاش میں ان کے پیچھے گیا اور سلیمانیہ کے پاس انہیں جا ملا اور انہوں نے زیتون کو اپنی دائیں جانب اور جبل کو اپنی بائیں جانب اور الحبات کو اپنے پیچھے رکھا اور اب ان کے پاس آنے کے لیے ایک ہی جانب باقی رہ گئی تھی اور انہوں نے وہاں پر گرمی میں باہم شدید جنگ کی اور فریقین کے بہت سے آدمی مارے گئے اسی دوران میں اچانک عبدالعزیز بن ولید اپنی فوج کے ساتھ آ گیا اور اس نے اہل حمص پر حملہ کر دیا اور ان کی فوج بکھر گئی حتیٰ کہ وہ اس ٹیلے پر چڑھ گیا جو ان کے وسط میں تھا اور انہیں شکست ہو گئی اور اہل حمص بھاگ گئے اور منتشر ہو گئے اور لوگوں نے انہیں قیدی بناتے اور قتل کرتے ہوئے ان کا تعاقب کیا۔ پھر انہوں نے ایک دوسرے کو آواز دی کہ اس شرط پر ان سے ہاتھ روکا جائے کہ وہ یزید بن ولید کی بیعت کریں اور اس نے ان میں سے ایک جماعت کو قیدی بنا لیا جس میں ابو محمد سفیانی اور یزید بن خالد بن معاویہ بھی شامل تھے۔

پھر سلیمان اور عبدالعزیز کوچ کر گئے اور غدراء میں اترے اور ان کے ساتھ فوجیں اور سرکردہ لوگ اور اہل حمص کے قیدیوں کے سرکردہ آدمی بھی تھے نیز تین سو آدمیوں کے قتل ہو جانے کے بعد جن لوگوں نے قید ہوئے بغیر ان کی بات کو قبول کیا وہ بھی ان کے ساتھ تھے' وہ ان کے ساتھ یزید بن ولید کے پاس گئے تو اس نے ان کی طرف توجہ کی اور ان سے حسن سلوک کیا اور ان سے درگزر کیا اور انہیں عطیات دیئے خصوصاً ان کے اشراف کو اور جس شخص کو انہوں نے ناپسند کیا اسے ان پر امیر مقرر کر دیا اور وہ معاویہ بن یزید بن الحصین تھا اور وہ اس سے خوش ہو گئے اور وہ دمشق میں اس کے پاس اس کی سمع واطاعت کرتے ہوئے اقامت پذیر ہو گئے۔

اور اسی سال میں اہل فلسطین نے یزید بن سلیمان بن عبدالملک کی بیعت کی اور اس کا سبب یہ تھا کہ وہاں بنو سلیمان کی

املاک تھیں اور وہ انہیں چھوڑے رکھے تھے اور انہیں ان کے لیے خرچ کرتے تھے اور اہل فلسطین ان کی ہمسائگی کو پسند کرتے تھے اور جب ولید بن یزید قتل ہو گیا تو اس جانب کے رئیس سعید بن روح بن زنباع نے یزید بن سلیمان بن عبدالملک کو لکھا کہ وہ انہیں اپنی بیعت کی دعوت دے پس انہوں نے اس کی بیعت مان لی اور جب اہل اردن کو ان کے بارے میں اطلاع ملی تو انہوں نے محمد بن عبدالملک بن مروان کی بیعت کر لی اور اسے اپنا امیر بنا لیا اور جب امیر المومنین یزید بن ولید کو ان کے متعلق اطلاع پہنچی تو اس نے سلیمان بن ہشام کے ساتھ اہل حمص اور دماشقہ کی افواج ان کی طرف بھیجیں جو سفیانی کے ساتھ تھیں سو پہلے پہل اہل اردن نے ان سے مصالحت کر لی اور اطاعت کی طرف واپس آ گئے اور اسی طرح فلسطین نے کیا اور یزید بن ولید نے رملہ اور ان افواج کی امارت اپنے بھائی ابراہیم بن ولید کو لکھ بھیجی اور وہاں بادشاہت قائم ہو گئی اور امیر المومنین یزید بن ولید نے دمشق میں لوگوں سے خطاب کیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد کہا:

اے لوگو! خدا کی قسم میں دنیا کی حرص وطمع اور بادشاہت کی رغبت کی وجہ سے باہر نہیں نکلا اور نہ مجھے اپنی تعریف کا شوق ہے میں اپنے نفس پر بہت ظلم کرنے والا ہوں۔ اگر میرے رب نے مجھ پر رحم نہ کیا تو میں ہلاک ہونے والا ہوں لیکن میں خدا اور اس کے رسولؐ اور اس کے دین کے لیے غصہ کھا کر نکلا ہوں اور اللہ کی طرف اور اس کی کتاب کی طرف اور اس کے نبی محمد ﷺ کی سنت کی طرف دعوت دینے والا ہوں کیونکہ دین کی علامات کو منہدم کر دیا گیا ہے اور اہل تقویٰ کے نور کو بجھا دیا گیا ہے اور ہر حرمت کو جائز قرار دینے والا سرکش' مخالف اور ہر بدعت کا ارتکاب کرنے والا ظاہر ہو گیا ہے۔ حالانکہ قسم بخدا وہ نہ کتاب کا مصدق ہے اور نہ یوم حساب کو ماننے والا ہے اور بلاشبہ وہ نسب میں میرا عمزاد اور حسب میں میرا ہمسر ہے اور جب میں نے ان باتوں کو دیکھا تو میں نے اس کے بارے میں اللہ سے استخارہ کیا اور میں نے اس سے دعا کی کہ وہ مجھے میرے نفس کے سپرد نہ کرے اور میں نے اپنی حکومت کے ان لوگوں کو جنہوں نے میری بات کو قبول کیا' دعوت دی اور میں نے اس کے بارے میں کوشش کی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے بلاد وعباد کو راحت دی اور یہ سب کچھ اللہ کی قوت سے ہوا نہ کہ میری قوت سے۔

اے لوگو! مجھ پر تمہاری طرف سے یہ فرض ہے کہ میں پتھر پر پتھر نہ رکھوں اور نہ اینٹ پر اینٹ رکھوں اور نہ نہر کھودوں اور نہ زیادہ مال جمع کروں اور نہ اسے بیوی کو دوں اور نہ بیٹے کو دوں اور ایک شہر سے دوسرے شہر کو مال لے جاؤں' حتیٰ کہ اس ملک کی سرحد کو بند کر دوں اور اس کے باشندوں کی بھوک کو ایسی چیز سے دور کر دوں جو انہیں غنی کر دے اور اگر اس سے کچھ مال بچ رہے تو میں اسے ساتھ والے شہر میں لے جاؤں گا جو اس کا زیادہ محتاج ہے اور نہ میں تمہیں تمہاری سرحدوں میں اکٹھا کروں گا کہ تم کو اور تمہارے اہل کو فتنہ میں ڈالوں اور نہ میں تمہارے آگے اپنا دروازہ بند کروں گا کہ تمہارا طاقتور تمہارے کمزور کو ہڑپ کر جائے اور نہ تمہارے اہل جزیہ پر ایسا بوجھ ڈالوں گا جو انہیں ان کے ملک سے جلاوطن کر دے اور ان کے راستے قطع کر دے اور بلاشبہ میرے پاس تمہارے ہر سال کے عطیات ہیں اور تمہارے ہر مہینے کی رسد ہے' حتیٰ کہ مسلمانوں کی معیشت فرواں ہو جائے اور ان کا دور کا شخص بھی ان کے نزدیک کے شخص کی طرح

ہو جائے اور جو باتیں میں نے تم سے کہی ہیں اگر میں انہیں پورا کروں تو تم پر سمع واطاعت کرنا اور اچھی طرح مدد کرنا فرض ہے اور اگر میں انہیں پورا نہ کروں تو تمہیں مجھے معزول کر دینے کا اختیار ہے سوائے اس کے کہ تم مجھ سے توبہ کا مطالبہ کرو' پس اگر میں توبہ کروں تو تم میری توبہ قبول کرنا اور اگر تم کسی بھلے اور دیندار آدمی کو جانتے ہو جو تمہیں اپنی طرف سے میری طرح دے اور تم اس کی بیعت کرنا چاہو تو میں سب سے پہلے اس کی بیعت کروں گا اور اس کی اطاعت میں داخل ہوگا۔

اے لوگو! خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی کوئی اطاعت نہیں' اطاعت صرف اللہ کی ہے' پس جو اللہ کی اطاعت کرے' اس کی اس وقت تک اطاعت کرو جب تک وہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے اور جب وہ نافرمانی کرے اور معصیت کی طرف دعوت دے تو وہ اس بات کا مستحق ہے کہ اس کی نافرمانی کی جائے اور اس کی اطاعت نہ کی جائے بلکہ اسے قتل کیا جائے اور ذلیل کیا جائے۔ میں یہ بات کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے بخشش طلب کرتا ہوں۔

اور اسی سال یزید بن ولید نے یوسف بن عمر کو عراق کی امارت سے معزول کر دیا کیونکہ اس نے یمانیہ پر ناراضگی ظاہر کی تھی' اور وہ لوگ خالد بن عبداللہ القسری کی قوم ہیں' حتیٰ کہ ولید بن یزید قتل ہو گیا اور اس نے اس قوم کی اکثریت کو قید کر دیا تھا اور خلیفہ کی فوج کے خوف سے اس نے سرحدوں پر نگران مقرر کئے تھے پس امیر المومنین یزید بن ولید نے اسے عراق سے معزول کر دیا اور منصور بن جمہور کو عراق اور اس کے ساتھ سندھ بجستان اور خراسان کے شہروں کا بھی امیر مقرر کر دیا اور منصور بن جمہور اکھڑ بدو تھا جو غیلانیہ قدریہ کا مذہب رکھتا تھا لیکن اس نے اچھے کارنامے کئے تھے اور ولید بن یزید کے قتل میں بڑی مشقت اٹھائی تھی جس کی وجہ سے یزید بن ولید کے ہاں اسے رتبہ حاصل ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ جب لوگ یزید سے فارغ ہوئے تو وہ فوراً عراق گیا اور اس نے وہاں کے باشندوں کی بیعت لے کر یزید کے پاس بھیج دی اور صوبوں میں نائبین اور کارندے مقرر کیے اور رمضان کے آخر میں واپس دمشق آ گیا اور اس وجہ سے خلیفہ نے اسے جس جگہ کا امیر بنانا تھا امیر بنا دیا۔ واللہ اعلم۔

اور یوسف بن عمر' عراق سے بھاگ کر بلاد بلقاء میں چلا گیا' امیر المومنین یزید نے اس کے پاس آدمی بھیجا جو اسے اس کے پاس لے آیا اور جب وہ اس کے سامنے کھڑا ہوا تو اس نے اس کی داڑھی پکڑ لی اور وہ بہت بڑی داڑھی والا تھا جو بسا اوقات اس کی ناف سے بھی تجاوز کر جاتی تھی اور وہ کوتاہ قامت تھا اور اسے زجر دی' تو بیخ کی' پھر اسے قید کر دیا اور اس سے حقوق واپس لینے کا حکم دے دیا اور جب منصور بن جمہور عراق پہنچا تو اس نے انہیں وہ خط پڑھ کر سنایا جو امیر المومنین نے ولید کے قتل کے بارے میں ان کی طرف لکھا تھا کہ اللہ نے اس پر غالب مقتدر کی طرح گرفت کی ہے اور یہ کہ اس نے منصور بن جمہور کو ان کا امیر مقرر کیا ہے کیونکہ وہ اس کی شجاعت اور حربی مہارت کو جانتا ہے۔ پس اہل عراق نے یزید بن ولید کی بیعت کر لی اور اسی طرح سندھ اور بجستان کے لوگوں نے بھی بیعت کر لی۔

اور خراسان کے نائب نصر بن سیار نے منصور بن جمہور کی سمع واطاعت کرنے اور اس کے احکام کو ماننے سے انکار کر دیا اور اس نصر نے ولید بن یزید کے بڑے تحائف تیار کئے تھے جو ہمیشہ اسے ملتے رہتے تھے اور اسی سال میں مروان نے جس کا لقب حمار

تھا' ولید بن یزید کے بھائی عمر بن یزید کو خط لکھا اور اسے اپنے بھائی ولید کے خون کا بدلہ لینے پر برآنگیختہ کیا' ان دنوں مروان آذر بائیجان اور آرمینیا کا امیر تھا' پھر یزید بن ولید نے منصور بن جمہور کو عراق کی امارت سے معزول کر دیا اور عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کو وہاں کا امیر مقرر کر دیا اور اسے کہا بلاشبہ اہل عراق تیرے باپ کو پسند کرتے ہیں اور میں نے تجھے اس کا امیر مقرر کیا ہے یہ شوال کا واقعہ ہے اور اس نے ان امرائے شام کو جو عراق میں تھے اس کے متعلق اس خوف کے پیش نظر تاکیدی حکم لکھا کہ منصور بن جمہور حکومت کو اس کے سپرد کرنے سے انکار کرے گا پس اس نے حکومت کو اس کے سپرد کر دیا اور سمع واطاعت کی اور صلح اور خلیفہ نے نصر بن سیار کو لکھا کہ وہ خراسان کی امارت پر با اختیار ہو کر قائم رہے' پس کرمانی نام ایک شخص نے اس کے خلاف بغاوت کر دی۔ اسے کرمانی اس وجہ سے کہا جاتا تھا کہ وہ کرمان میں پیدا ہوا تھا اور وہ ابوعلی جدیع بن علی بن شبیب المغنی تھا اور بے شمار لوگوں نے اس کی اتباع کی کیونکہ وہ پندرہ سو آدمیوں کے ساتھ جمعہ میں حاضر ہوا کرتا تھا اور وہ نصر بن سیار کو سلام کہا کرتا تھا اور اس کے بعد بیٹھتا تھا۔

پس نصر بن سیار اور اس کے امراء اس کے اس فعل سے حیران ہوئے اور بڑی کوشش کے بعد اس کے قید کرنے پر ان کا اتفاق رائے ہوا تقریباً ایک ماہ تک وہ قید رہا پھر اس نے اسے رہا کر دیا اور بہت سے لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس کے ساتھ سوار ہو گئے' نصر نے ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے آدمی بھیجے تو اس نے انہیں قتل کر دیا اور ان پر غالب آ گیا اور انہیں شکست دی اور اہل خراسان کی کچھ جماعتوں نے نصر بن سیار کو حقیر سمجھا اور اس کی امارت اور حرمت کا خاتمہ کر دیا اور اپنے عطیات کے بارے میں اس سے اصرار کیا اور اسلم بن اخوز کی سفارت سے انہوں نے اسے سخت ناپسندیدہ باتیں سنائیں حالانکہ وہ منبر پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے خطبہ کے دوران خریدار جامع مسجد سے باہر نکل گئے اور بہت سے لوگ اس سے علیحدہ ہو گئے۔ نصر نے ان سے کہا خدا کی قسم! میں نے تمہیں پھیلایا اور سمیٹا ہے اور سمیٹا ہے۔ میرے نزدیک تم میں سے دس شخص دین پر قائم نہیں' اللہ سے ڈرو' خدا کی قسم اگر تم میں دو تلواریں چلیں تو تم میں سے ایک شخص یہ ضرور تمنا کرے گا کہ وہ اپنے اہل و مال اور بیٹوں سے الگ ہو جائے مگر اس نے یہ منظر ابھی نہیں دیکھا' پھر اس نے نابغہ کے شعر کو بطور مثال پڑھا:

اگر تمہاری بدبختی تم پر غالب آ گئی ہے تو میں نے تمہاری بھلائی کی کوشش کی ہے

اور حارث بن عبداللہ بن الحشرج بن الورد بن المغیرۃ الجعد نے کہا ہے:

''میں کہنی پر ٹیک لگا کر ستاروں کو دیکھتا ہوں رات گزارتا ہوں جب ان کے اوائل میری طرف چلتے ہیں یعنی اس فتنہ کی وجہ سے جو بڑھ گیا ہے اور وہ سب نمازیوں پر حاوی ہو گیا ہے۔ خراسان' عراق اور شام کے سب لوگ اس کے غم میں مشغول ہیں۔ وہ بیوقوف جو جہالت سے ڈانٹ ڈپٹ کرتا ہے' اس میں وہ اور عقل مند برابر چلتے ہیں۔ پس لوگ اس کی وجہ سے سیاہ تاریکی میں پڑے ہوئے ہیں اور یہ لوگ مصیبت میں پڑے ہوئے ہیں قریب ہے کہ اس کی وجہ سے حاملہ عورتیں اپنے بچوں کو پھینک دیں وہ اس کے باعث غیر معروف حالات میں صبح کرتے ہیں اور اس کی ہلاکتیں ان کی تمنا کیے ہوئے ہیں اور لوگ اس کے ان عواقب کو دیکھتے ہیں' جسے کہنے والا واضح نہیں کر سکتا' وہ اونٹ کے بلبلانے یا اس

حاملہ عورت کی چیخ و پکار کی طرح ہیں جس کے اردگرد رات کے وقت دائیاں آئی ہوئی ہوں' پس ہم میں وہ بات ہے جو اس کے چہرے کو عیب دار کرتی ہے جس میں مصائب ہیں جن کے زلازل سرخ ہیں۔

اور اسی سال میں خلیفہ نے امراء وغیرہ سے اپنے بعد اپنے بھائی ابراہیم بن ولید بن عبدالملک اور ابراہیم کے بعد عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک بن مروان کی ولی عہدی کی بیعت لی اور یہ کاروائی اس نے اس مرض کے باعث کی جس میں اس کی وفات ہوئی اور یہ ماہ ذوالحجہ کا واقعہ ہے اور تمام امراء' اکابر اور وزراء نے اسے اس امر کی ترغیب دی تھی اور اسی سال میں یزید نے حجاز کی امارت سے یوسف بن محمد ثقفی کو معزول کر دیا اور عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز کو اس کا امیر مقرر کیا جو اس سال کے ذوالقعدہ میں وہاں آیا اور اسی سال میں مروان الحمار نے یزید بن ولید کی مخالفت کا اظہار کیا اور بلاد آرمینیا سے چلا گیا' معلوم ہوتا تھا کہ وہ ولید بن یزید کے خون کے بدلہ کا مطالبہ کرے گا اور جب وہ حران پہنچا تو اس نے موافقت کا اظہار کیا اور امیر المومنین یزید بن ولید کی بیعت کر لی اور اسی سال ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے ابوہاشم بکر بن ہامان کو خراسان کے علاقے کی طرف بھیجا اور اس نے مرو میں ایک خراسانی جماعت سے ملاقات کی اور انہیں ابراہیم بن محمد کا خط سنایا جو اس کی طرف اور ان کی طرف تھا اور اس کی وصیت بھی سنائی۔ انہوں نے اسے قبول کیا اور جو اخراجات ان کے پاس تھے انہوں نے وہ اس کے ساتھ بھیج دیئے اور ذوالقعدہ کے آخر میں اور بعض کا قول ہے کہ ذوالحجہ کے آخر میں اور بعض کا قول ہے کہ ذوالحجہ کے دس دن گزرنے پر اور بعض کہتے ہیں کہ اس ماہ عیدالاضحیٰ کے بعد امیر المومنین کی وفات ہوگئی۔

یزید بن ولید بن عبدالملک بن مروان

امیر المومنین یزید بن ولید بن عبدالملک بن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبدشمس بن عبد مناف بن قصیٰ' ابوخالد اموی سب سے پہلے اس کی بیعت خلافت دمشق کی ایک بستی المزہ میں ہوئی' پھر یہ دمشق آ کر اس پر غالب آ گیا۔ پھر اس نے اپنے عم زاد ولید بن یزید کی طرف فوجیں بھیجیں اور اسے قتل کر دیا اور اس سال کے جمادی الآخرۃ کے آخر میں خلافت پر قابض ہوگیا اور اسے لوگوں کے ان دس عطیات کو جو ولید بن یزید نے انہیں زائد دیئے تھے کم کرنے کی وجہ سے ناقص کا لقب دیا گیا اور بعض کا قول ہے کہ یہ نام اسے مروان الحمار نے دیا ہے اور وہ کہا کرتا تھا الناقص ابن البد۔ اس کی ماں شاہ فرند بنت یزدگرد بن کسریٰ تھی اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس کی ماں شاہ آفرید بنت فیروز بن یزدگرد بن شہریار بن کسریٰ تھی اور وہ کہتا تھا:

''میں کسریٰ کا بیٹا ہوں اور مروان میرا باپ ہے اور قیصر اور خاقان میرے نانا ہیں''۔

اس نے یہ بات اس لیے کہی کہ اس کا نانا فیروز اور اس کی نانی قیصر کی بیٹی تھی اور اس کی ماں شیرویہ ترکوں کے بادشاہ خاقان کی بیٹی تھی' مسلم بن قتیبہ نے اسے اور اس کی بہن کو قیدی بنا کر حجاج کے پاس بھیجا اور اس نے اسے ولید کے پاس بھیج دیا اور دوسری اس کے پاس رہی اور اس نے ولید بن یزید ناقص کو جنم دیا اور دوسری کو حجاج نے لے لیا اور وہ عراق میں اس کے پاس رہی اور اس کی پیدائش ۹۰ھ میں ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ ۹۶ھ میں ہوئی۔ اوزاعی نے اس مسئلہ سلم کو روایت کیا ہے اور اس کی

حکومت کی کیفیت کو ہم اس سال کے گزشتہ واقعات میں بیان کر چکے ہیں اور یہ ایک عادل' دیندار' نیکی کو پسند کرنے والا اور ہر برائی سے نفرت رکھنے والا اور حق کا متلاشی تھا اور یہ اس سال کی عید الفطر کے روز گھڑ سواروں کی دو صفوں کے درمیان نماز عید کے لیے نکلا اور اس کے دائیں بائیں سونتی ہوئی تلواریں تھیں اور ایسے ہی مصلیٰ سے سرسبز جگہ کی طرف واپس آ گیا یہ صالح آدمی تھا اور کہا جاتا ہے کہ زخمی سر والا اور ناقص بنی مروان کے انصاف پسند خلیفے ہیں' یعنی حضرت عمر بن عبدالعزیز اور یہ۔

اور ابوبکر بن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم بن محمد المروزی نے مجھ سے بحوالہ ابوعثمان اللیثی بیان کیا کہ یزید بن ولید الناقص نے کہا اے بنو امیہ راگ سے بچو' بلاشبہ یہ حیا کو کم کرتا ہے اور شہوت کو بڑھاتا اور جوانمردی کو تباہ کر دیتا ہے اور یہ گدھوں کا قائم مقام ہے اور جو کچھ نشہ آور چیز کرتی ہے وہی کچھ یہ کرتا ہے اور اگر تم نے ضرور یہ کام کرنا ہے تو عورتوں کو اس سے بچا کر رکھو' یہ زنا کی دعوت دینے والا ہے۔

اور ابن عبدالحکم نے بحوالہ حضرت امام شافعی بیان کرتے ہیں کہ جب یزید بن ولید بن عبدالملک بن مروان جسے ناقص کہتے ہیں حکمران بنا تو اس نے لوگوں کو مساوات کی دعوت دی اور انہیں اس پر آمادہ کیا اور غیلان کو قریب کیا اور ابن عساکر کا قول ہے کہ اس نے اصحاب غیلان کو قریب کیا کیونکہ غیلان کو ہشام بن عبدالملک نے قتل کیا تھا اور محمد بن المبارک نے بیان کیا ہے کہ یزید بن ولید الناقص نے آخری بات یہ کی' ہائے غم اور ہائے بدبختی اور اس کی انگوٹھی کا نقش ''العظمۃ اللہ'' تھا اور اس کی وفات الخضراء میں طاعون کے باعث ہوئی اور یہ ۷ ذوالحجہ ہفتے کے روز کا واقعہ ہے اور بعض عیدالاضحیٰ کے روز کا بیان کرتے ہیں اور بعض عیدالاضحیٰ کے کئی روز بعد کا بیان کرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ذوالحجہ کے دس دن باقی تھے کہ اس کی وفات ہوئی اور بعض اس کے آخر میں بیان کرتے ہیں اور بعض اس سال کے ذوالقعدہ کے آخر میں بیان کرتے ہیں اور اس کی عمر کے بارہ میں زیادہ یہی بات کہی گئی ہے کہ وہ چھیالیس سال کا تھا اور بعض تیس سال اور بعض کچھ اور بھی بیان کرتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

اور اس کی مدت حکومت مشہور قول کے مطابق چھ ماہ تھی اور بعض پانچ ماہ کچھ دن بیان کرتے ہیں اور اس کے بھائی ابراہیم بن ولید نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور وہ اس کے بعد ولی عہد تھا اور سعید بن کثیر بن عفیر نے بیان کیا ہے کہ اسے باب الجابیہ اور باب الصغیرہ کے درمیان دفن کیا گیا ہے اور بعض کا قول ہے کہ اسے باب الفرادیس میں دفن کیا گیا ہے اور وہ گندم گوں' دبلے اور خوبصورت جسم اور خوبصورت چہرے والا تھا اور علی بن محمد المدائنی نے بیان کیا ہے کہ یزید گندم گوں' طویل قد' چھوٹے سر والا اور اس کے چہرے پر تل تھا اور خوبصورت تھا اور اس کا منہ کچھ بڑا تھا لیکن بہت زیادہ بڑا نہیں تھا اور اس سال نائب حجاز عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز نے لوگوں کو حج کروایا اور اس کا بھائی عبداللہ عراق کا نائب تھا اور نصر بن سیار خراسان کی نیابت پر تھا۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

اس سال وفات پانے والے اعیان

خالد بن عبداللہ بن یزید:

ابن سعد بن کرز بن عامر بن عبقری ابوالہیثم البجلی القسری الدمشقی جو ولید کی طرف سے مکہ وحجاز کا میر رہا پھر سلیمان کی طرف سے بھی امیر رہا اور ہشام کی طرف سے پندرہ سال تک عراقین کا امیر رہا' ابن عساکر نے بیان کیا ہے دمشق میں اس کا گھر مربعۃ القز میں تھا جو آج کل شریف یزیدی کے گھر کے نام سے مشہور ہے اور اسی کی طرف وہ حمام منسوب ہوتا ہے جو باب توما کے اندر ہے۔ اس نے اپنے باپ اور دادا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا' اے اسد[1] کیا تو جنت کو پسند کرتا ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ آپؐ نے فرمایا جو تو اپنے لیے پسند کرتا ہے اسے مسلمانوں کے لیے بھی پسند کر' اسے ابویعلیٰ نے عثمان بن شیبہ نے عن ہیثم بن سیار ابوالحکم سے روایت کیا ہے کہ اسد نے اسے منبر پر یہ بات بیان کرتے سنا اور اس سے اسماعیل بن اوسط' اسماعیل بن ابی خالد' حبیب بن ابی حبیب اور حمید الطویل نے روایت کی ہے اور روایت ہے کہ اس نے اپنے دادا سے بحوالہ حضرت نبی کریم ﷺ مرض کے گناہوں کے کفارہ ہونے کے بارے میں روایت کی ہے اور اس کی ماں نصرانیہ تھی اور ابوبکر بن عیاش نے اشراف میں اس کا ذکر کیا ہے جن میں اس کی نصرانیہ ماں بھی شامل ہے۔

اور المدائنی نے بیان کیا ہے کہ اس کی سرداری کی پہلی بات یہ مشہور ہوگئی کہ اس نے دمشق میں اپنے گھوڑ تلے ایک بچے کو روند دیا' پس اس نے اسے اٹھایا اور لوگوں کی ایک جماعت کو گواہ بنایا کہ اس نے اسے روندا ہے اور اگر یہ مرگیا تو اس کی دیت اس کے ذمے ہوگی اور ولید نے ۸۹ھ میں اسے حجاز پر نائب مقرر کیا یہاں تک کہ ولید فوت ہوگیا اور ۱۰۶ھ میں ہشام نے اسے عراق پر ۱۲۰ھ تک نائب مقرر کیا اور اسے یوسف بن عمر کے سپرد کر دیا جسے اس نے اس کی جگہ نائب مقرر کیا تھا پس اس نے اسے سزا دی اور اس سے اموال لے لیے پھر اسے رہا کر دیا اور یہ اس سال کے محرم تک دمشق میں قیام پذیر رہا۔ پس ولید بن یزید نے اسے یوسف بن عمر کے سپرد کر دیا کہ وہ اس سے پچاس کروڑ وصول کرے اور یہ زبردست سزا سے ہی فوت ہوگیا۔ اس نے اس کے دونوں پاؤں توڑ دیئے پھر اس کی دونوں پنڈلیاں توڑ دیں پھر اس کا سینہ توڑ دیا' پس یہ کوئی بات کئے بغیر مرگیا۔

لیثی نے اپنے باپ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ ایک روز خالد القسری نے تقریر کی اور اس پر لرزہ طاری ہوگیا اور کہنے لگا اے لوگو! بلاشبہ یہ کلام کبھی آتا ہے اور کبھی غائب ہو جاتا ہے اور اس کی آمد پر اس کا سبب بن جاتا ہے اور اس کے غائب ہونے پر اس کا مطلب مشکل ہو جاتا ہے اور اس کا بیان خوش بیان شخص کی طرف جاتا ہے اور اس کا کلام گفتگو سے رکنے والے کی طرف واپس آجاتا ہے اور جو تم پسند کرتے ہو عنقریب وہ ہماری طرف لوٹ آئے گا اور تمہاری پسند کے مطابق ہم تمہاری طرف مائل ہوں گے۔

اور اصمعی وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ ایک روز خالد القسری نے واسط میں تقریر کی اور کہا اے لوگو! اچھے کاموں میں ایک دوسرے سے رغبت کرو اور سخاوت سے تعریف حاصل کرو اور ٹال مٹول سے ذلت نہ کماؤ اور جس نیکی کو تم نے جلدی نہیں اسے اہمیت

---

[1] تاریخ ابن عساکر جلد ۵ ص ۷۶ پر ''یا یزید بن اسد'' کے الفاظ آئے ہیں۔

... جس شخص نے کسی پر احسان کیا ہے اور وہ اس کا شکریہ ادا نہیں کرے گا تو اللہ اسے اس کی بہتر جزا دے گا اور زیادہ عطا کرے گا اور یاد رکھو لوگوں کی ضروریات تمہارے پاس احسانات ہیں پس انہیں اکتا نہیں کہ وہ ناراضگی بن جائیں بلاشبہ افضل مال وہی ہے جو اجر کمائے اور شہرت دے اور اگر تم نیکی کو دیکھتے تو تم اسے حسین وجمیل شخص کی صورت میں دیکھتے اور جب لوگ اس کی طرف دیکھتے تو وہ انہیں خوش کرتا اور عالمین سے بڑھ جاتا اور اگر تم بخل کو دیکھتے تو تم اسے بدشکل قبیح شخص کی صورت میں دیکھتے جس سے دل نفرت کرتے اور آنکھیں اس کے آگے نیچی ہو جاتیں۔ بلاشبہ جواچھا کرتا ہے سردار بن جاتا ہے اور جو بخل کرتا ہے ذلیل ہو جاتا ہے اور سب سے معزز وہ شخص ہے جو اسے دے جو اس سے امید نہیں رکھتا اور طاقت رکھتے ہوئے معاف کردے اور سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قطع تعلق کرنے والوں سے صلہ رحمی کرے اور جس کی کھیتی اچھی نہ ہو اس کے پودے نہیں بڑھتے اور شاخیں بونے کے وقت ہی نشوونما پاتی ہیں اور اپنے تنوں کے ساتھ بڑھتی ہیں اور اصمعی نے بحوالہ عمر ابن الہیثم روایت کی ہے کہ ایک بدو خالد کے پاس آیا اور اس نے اسے مدحیہ قصہ سنایا جس میں وہ کہتا ہے:

''اے بہترین شخص ابن کرز' میں تیرے پاس رغبت سے آیا ہوں تاکہ تو میری پریشان حالی کی اصلاح کردے' اس جامع الفضائل' عقل مند' سخی اور اصل وفرع کے لحاظ سے سب مخلوق سے بہتر شخص کے پاس آیا ہوں جب لوگ اپنے کارناموں میں کوتاہی کرتے ہیں تو تو اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور تو وہاں کوئی گمشدہ چیز نہیں پاتا۔ اے سمندر جس کی موجیں لوگوں کو ڈھانپ لیتی ہیں اور جب اس سے نیکی کا سوال ہو تو وہ جوش مارتا اور جھاگ نکالتا ہے میں نے ابن عبداللہ کو ہر جگہ آزمایا ہے اور میں نے اسے دل کے لحاظ سے بہترین اور شاندار آدمی پایا ہے اور اگر دنیا میں کوئی شخص نیکی کی وجہ سے ہمیشہ رہتا تو تو ہمیشہ رہتا۔ میں نے تجھ سے جو امید کی ہے اس سے مجھے محروم نہ کرنا' میرا چہرہ تیوری چڑھا خاکستری رنگ ہو جائے گا''۔

راوی بیان کرتا ہے خالد نے اس قصیدہ کو حفظ کرلیا اور جب لوگ خالد کے پاس جمع ہوئے تو بدو کھڑا ہوکر اسے پڑھنے لگا تو خالد نے سبقت کر کے اسے اس سے پہلے سنادیا اور کہنے لگا اے شیخ! یہ اشعار ہم آپ سے پہلے کہہ چکے ہیں پس شیخ اٹھا اور پشت پھیر کر جانے لگا تو خالد نے ایک آدمی بھیجا جو اس کی بات کو سنے اور وہ یہ اشعار پڑھتا جاتا تھا:

''آگاہ رہو میں اس سے فی سبیل اللہ امید رکھتا تھا اور مجھے سخت مشقت برداشت نہیں کرنی پڑی میں ایک سمندر کے پاس گیا جو اپنے مال کی سخاوت کرتا ہے اور تعریف کی جستجو میں بہت مال دیتا ہے' میری بدبختی کی وجہ سے میرے منحوس نصیبے نے میری مخالفت کی اور میرا منحوس ستارہ میرے قریب ہو گیا ہے اور میرا اسعد ستارہ مجھے چھوڑ گیا اور اگر میرا رزق اس کے پاس ہوتا تو میں اسے حاصل کرتا لیکن یہ واحد ویگانہ خدا کا حکم ہے''۔

پس وہ اسے خالد کے پاس لے آیا اور جو وہ کہہ رہا تھا اسے اس کے متعلق بتایا تو اس نے اسے دس ہزار درہم دینے کا حکم دیا اور اصمعی نے بیان کیا ہے کہ ایک بدو نے خالد القسری سے سوال کیا کہ وہ اس کے تھیلے کو آٹے سے بھردے تو اس نے اسے دراہم سے بھرنے کا حکم دے دیا اور جب وہ بدو باہر نکلا تو اس سے پوچھا گیا اس نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ اس نے کہا میں نے

اس سے اپنی پسند کا سوال کیا اور اس نے میرے لیے اپنی پسند کا حکم دے دیا اور بعض نے بیان کیا ہے کہ خالد اپنے دستے کے ساتھ جا رہا تھا کہ اچانک اسے ایک بدو ملا اور کہنے لگا مجھے قتل کر دو اس نے پوچھا تو ہلاک ہو جائے کیوں؟ کیا تو نے بغاوت کی ہے یا اطاعت سے دستکش ہو گیا ہے؟ وہ سب باتوں کے جواب میں کہنے لگا نہیں اس نے پوچھا پھر کس وجہ سے تجھے قتل کر دوں؟ اس نے کہا فقر و فاقہ کی وجہ سے اس نے کہا اپنی ضرورت کا سوال کرو اس نے کہا تیس ہزار خالد نے کہا آج جتنا میں نے نفع حاصل کیا ہے کسی نے نہیں کیا میں نے اپنے دل میں سوچا کہ یہ ایک لاکھ کا مجھ سے سوال کرے گا اور اس نے تیس ہزار کا سوال کیا ہے پس میں نے ستر ہزار کا نفع حاصل کیا ہے۔ آج ہمارے ساتھ واپس چلو اور اس نے اسے تیس ہزار دینے کا حکم دے دیا اور جب وہ بیٹھا کرتا تو مال اس کے سامنے رکھ دیا جاتا اور وہ کہتا یہ اموال امانت ہیں ان کا تقسیم کرنا ضروری ہے اور اس کی لونڈی رابعہ کی انگوٹھی گھر کی گندی نالی میں گر پڑی جو تیس ہزار کے مساوی تھی اس نے کہا جو اسے نکالے اسے دے دو اس نے کہا تیرا ہاتھ میرے نزدیک اس سے زیادہ معزز ہے کہ تو اسے اس گندی جگہ پر گرنے کے بعد پہنے اور اس نے اس کے عوض میں اسے پانچ ہزار دینے کا حکم دیا اور اس رابعہ کے زیورات میں بڑی بڑی چیزیں تھیں جن میں ایک یاقوت اور موتی تھا اور ان میں سے ہر ایک ۷۳ ہزار دینار کا تھا۔

اور بخاری نے کتاب افعال العباد میں اور ابن ابی حاتم نے کتاب السنۃ میں اور کئی لوگوں نے جنہوں نے سنت کے بارے میں کتابیں تصنیف کی ہیں بیان کیا ہے کہ خالد بن عبداللہ القسری نے عید الاضحیٰ کے روز لوگوں سے خطاب کیا اور کہا:

اے لوگو! قربانیاں کرو اللہ تعالیٰ تمہاری قربانیوں کو قبول کرے گا اور میں جعد بن درہم کو ذبح کروں گا۔ اس کا خیال ہے کہ اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل نہیں بنایا اور نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے باتیں کی ہیں جعد بن درہم جو بیان کرتا ہے اللہ اس سے بہت بلند ہے۔ پھر اس نے اتر کر اسے منبر کے نیچے ذبح کر دیا اور کئی ائمہ نے بیان کیا ہے کہ جعد بن درہم شامی تھا اور مروان الحمار کا مؤدب تھا اس لیے اسے مروان الجعدی کہا جاتا تھا پس وہ اس کی طرف منسوب ہو گیا اور وہ اس جہم بن صفوان کا شیخ ہے جس کی طرف جہمیہ فرقہ منسوب ہوتا ہے جس کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ بذ تہ ہر جگہ موجود ہوتا ہے جو کچھ یہ لوگ کہتے ہیں اللہ اس سے بہت بلند ہے اور جعد بن درہم نے اس خبیث مذہب کو ایک شخص سے حاصل کیا جسے ابان بن سمعان کہا جاتا ہے اور ابان نے اسے طالوت سے حاصل کیا جو لبید بن عاصم کا بھانجا تھا اور اس نے اسے اپنے ماموں لبید بن اعصم یہودی سے حاصل کیا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کنگھی اور کھجور کے کھوکھلے شگوفے میں جادو کر دیا تھا اور اسے ذی اروان کے کنوئیں کے اس پتھر کے نیچے رکھ دیا جس پر لوگ کھڑے ہو کر پانی نکالتے ہیں اور اس کنوئیں کا پانی بھگوئی ہوئی مہندی کی طرح تھا اور اس بارے میں صحیحین وغیرہ میں حدیث بیان ہوئی ہے اور بعض احادیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے باعث معوذتین کی دو سورتیں نازل فرمائیں ہیں۔

اور ابوبکر بن ابی خثیمہ نے بیان کیا ہے کہ محمد بن یزید زفاعی نے ہم سے بیان کیا ہے کہ میں نے ابوبکر بن عیاش کو کہتے سنا کہ میں نے خالد القسری کو اس وقت دیکھا جب مغیرہ اور اس کے اصحاب کو لایا گیا اور مسجد میں اس کے لیے تخت رکھا گیا تو وہ اس پر بیٹھ گیا۔ پھر اس نے اس کے اصحاب میں سے ایک شخص کو قتل کرنے کا حکم دیا جسے قتل کر دیا گیا تو اس نے مغیرہ سے کہا اسے زندہ کرو مغیرہ کا خیال تھا کہ وہ مردوں کو زندہ کرتا ہے اس نے کہا اللہ آپ کا بھلا کرے میں مردوں کو زندہ نہیں کرتا اس نے کہا تو اسے ضرور

زندہ کریگا یا میں تجھے قتل کر دوں گا' اس نے کہا قسم بخدا میں اس کی طاقت نہیں رکھتا پھر اس نے سرکنڈے کی نالی میں آگ جلانے کا حکم دیا تو انہوں نے اس میں آگ جلائی۔ پھر نبیذ دے دینے لگا اسے کلے لگاؤ' اس نے انکار کیا تو اس کے اصحاب میں سے ایک شخص نے حقیقت کرتے اسے گلے کے ساتھ لگا لیا' ابوبکر بیان کرتا ہے کہ میں نے آگ کو اسے کھاتے دیکھا اور وہ سبابہ (انگشت شہادت) سے اشارہ کر رہا تھا' خالد نے کہا خدا کی قسم یہ تجھ سے سرداری کا زیادہ حق دار ہے۔ پھر اس نے اسے اور اس کے اصحاب کو قتل کر دیا۔ المدائنی نے بیان کیا ہے کہ خالد کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جس نے کوفہ میں دعویٰ نبوت کیا تھا' اس سے دریافت کیا گیا تمہاری نبوت کی نشانی کیا ہے؟ اس نے کہا مجھ پر قرآن نازل ہوا ہے۔ اس نے کہا **انا اعطینک الکماھر' فصل لربک ولا تـجاھر' ولا تطع کل کافر وفاجر** پس اس کے حکم سے اسے صلیب دیا گیا اور اس نے صلیب دیئے جانے کی حالت میں کہا' **انا اعطیناک العمود' فصل لربک علیٰ عود' فانا ضامن لک الا تعود۔**

اور المبرد نے بیان کیا ہے کہ خالد کے پاس ایک نوجوان لایا گیا جسے کچھ لوگوں کے گھر میں پایا گیا اور اس پر سرقہ کا دعویٰ کیا گیا۔ اس نے اس سے پوچھا تو اس نے اعتراف کیا اور اس نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا تو ایک خوبصورت عورت آگے بڑھ کر کہنے لگی:

''اے خالد! خدا کی قسم! تو نے جنگ کو پامال کر دیا ہے اور مسکین عاشق ہم میں چور نہیں ہے' اس نے اس گناہ کا اعتراف کیا ہے جس کا اس نے ارتکاب نہیں کیا لیکن اس نے عاشق کی رسوائی سے ہاتھ کٹنے کو بہتر سمجھا ہے''۔

خالد نے اس عورت کے باپ کو حاضر کرنے کا حکم دیا اور اس نے اس نوجوان سے اس کا نکاح کر دیا اور اس کی جانب سے اسے دس ہزار درہم مہر دیا اور اصمعی نے بیان کیا ہے کہ ایک بدو خالد کے پاس آیا اور کہنے لگا میں نے دو شعروں میں آپ کی مدح کی ہے لیکن میں انہیں دس ہزار درہم اور خادم کے بغیر نہیں سناؤں گا اس نے کہا بہت اچھا تو وہ کہنے لگا:

تو ''ہاں'' کے ساتھ لازم رہتا ہے' گویا تو نے ''ہاں'' کے سوا کوئی بات ہی نہیں سنی اور تو نے ''نہیں'' سے انکار کیا ہے گویا تو نے اسے گزشتہ زمانوں اور امتوں سے سنا ہی ''نہیں'' ہے''۔

اصمعی بیان کرتا ہے کہ اس نے اسے دس ہزار درہم اور ایک خادم انہیں اٹھانے کے لیے دینے کا حکم دیا' راوی کا بیان ہے کہ ایک بدو اس کے پاس آیا تو اس نے اسے کہا اپنی ضرورت کا سوال کر واس نے کہا ایک لاکھ' اس نے کہا تو نے زیادہ مانگا ہے اس سے کچھ کم کرو' اس نے کہا میں نوے ہزار کم کرتا ہوں تو خالد اس سے متعجب ہوا اس نے کہا اے امیر میں نے آپ سے آپ کی قدر کے مطابق سوال کیا ہے اور میں نے اپنی قدر کے مطابق اسے کم کر دیا ہے اس نے اسے کہا تو کبھی مجھ پر غالب نہیں آئے گا اور اسے ایک لاکھ درہم دینے کا حکم دے دیا۔

راوی کا بیان ہے کہ ایک بدو اس کے پاس آیا اور کہنے لگا میں نے آپ کے متعلق اشعار کہے ہیں اور میں انہیں آپ کی شان سے کم سمجھتا ہوں اس نے کہا کہو وہ کہنے لگا:

''تو مجھے سخاوت کے ساتھ ملا حتیٰ کہ تو نے مجھے دولت مند بنا دیا اور تو نے مجھے دیا حتیٰ کہ میں نے خیال کیا کہ تو مجھ سے

کھیل کرتا ہے۔ پس تو سخاوت اور سخاوت کا بھائی اور سخاوت کا بیٹا ہے اور سخاوت کا حلیف ہے اور سخاوت کے لیے تجھے چھوڑ کر جانے کا کوئی راستہ نہیں ہے''۔

اس نے پوچھا اپنی ضرورت کا سوال کرو اس نے کہا میرے ذمے پچاس ہزار دینار ہیں' اس نے کہا میں نے تیرے لیے ان کا حکم دیا اور میں تجھے ان سے دگنے دوں گا پس اس نے اسے ایک لاکھ دینار دیئے۔ ابوالطیب محمد بن اسحاق یحییٰ الوساوی کا بیان ہے کہ ایک بدو خالد القسری کے پاس آیا اور اس نے اسے یہ شعر سنائے:

''میں نے تیرے دروازے پر ''ہاں'' کا لفظ لکھ دیا ہے جو لوگوں کو بے نقاب ہو کر تیری طرف دعوت دیتا ہے اور میں نے ''نہیں'' کے لفظ سے کہا ہے کہ تو میرے دروازے کے سوا کسی اور کے دروازے پر جا' بلاشبہ تو کبھی بھی میرے دروازے کو نہ دیکھ سکے گا''۔

راوی کا بیان ہے کہ اس نے اسے ہر شعر پر پچاس ہزار درہم دیئے اور ابن معین نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ وہ ایک برا شخص تھا جو حضرت علی بن ابی طالب کو گالیاں دیتا تھا اور اصمعی نے اپنے باپ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ خالد نے مکہ میں ایک کنواں کھودا اور زمزم پر اس کی فضیلت کا دعویٰ کیا۔

اور اسی کی ایک روایت میں خلیفہ کو رسول پر فضیلت دی گئی ہے اور یہ کفر ہے سوائے اس کے کہ اس کلام کے ظاہری مفہوم کے سوا کوئی اور مفہوم ہو۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات اس کے بارے میں درست نہیں بلاشبہ وہ گمراہی اور بدعت کو ختم کرنے کے لیے کھڑا ہوا تھا جیسا کہ قبل ازیں ہم بیان کر آئے ہیں کہ اس نے جعد بن درہم اور دیگر ملحدین کو قتل کیا تھا اور صاحب العقد نے اس کی طرف ایسی باتیں منسوب کی ہیں جو درست نہیں کیونکہ صاحب العقد میں شنیع تشیع اور اہل بیت کے بارے میں غلو پایا جاتا تھا اور بسا اوقات کوئی شخص اس کے کلام کو نہ سمجھ سکتا تھا کیونکہ اس کے کلام میں تشیع پایا جاتا ہے اور ہمارے شیخ ذہبی نے بھی دھوکہ کھا کر اس کے حفظ وغیرہ کی تعریف کی ہے۔ ❶

اور ابن جریر اور ابن عساکر وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ ولید بن یزید نے اپنی امارت میں حج کا ارادہ کیا اور اس کی نیت یہ تھی کہ وہ کعبہ کی چھت پر شراب نوشی کرے گا اور جب امراء کی جماعت کو اس کا پتہ چلا تو انہوں نے اس کے قتل کرنے اور جماعت میں سے کسی اور کو حکمران بنانے پر اتفاق کر لیا' پس خالد نے امیر المومنین کو اس سے متنبہ کیا اور اس نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ ان کے نام بتائے تو اس نے انکار کیا پس اس نے اسے سخت سزا دی۔ پھر اسے یوسف بن عمر کے پاس بھیج دیا تو اس نے اسے سزا دی جس سے وہ بری حالت میں مر گیا اور یہ محرم ۱۲۶ھ کا واقعہ ہے اور قاضی ابن خلکان نے الوفیات میں اس کا ذکر کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ وہ اپنے دین کے بارے میں مبہم تھا اور اس نے اپنے گھر میں اپنی ماں کے لیے گرجا بنایا تھا اور اس کے بارے میں بعض شعراء اور

---

❶ میں نے یہ عبارت استنبول کے دوسرے نسخہ میں پائی ہے۔

صاحب الاعیان نے بیان کیا ہے کہ اس کے نسب میں یہودی بھی تھے پس وہ القرب کی طرف منسوب ہوئے جوشق اور سطیح کے قریب تھا۔

قاضی ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ میری خالہ کے دو بیٹے تھے جن میں سے ہر ایک چھ سو سال زندہ رہا اور وہ دونوں ایک ہی روز پیدا ہوئے اور یہ طریقہ بنت الحر کی وفات کے روز کا واقعہ ہے۔ وفات سے قبل اس نے ان دونوں میں سے ہر ایک کے منہ میں تھوکا اور کہا بلاشبہ عنقریب یہ کہانت میں میرے قائم مقام ہوں گے پھر وہ اسی روز فوت ہوگئی۔

اور اس سال وفات پانے والوں میں ایک قول کے مطابق جبلہ بن سحیم' دراج ابوالسمع اور سعید بن مسرو اور دمشق کے قاضی سلیمان ابن حبیب محاربی' عبدالرحمن بن قاسم شیخ مالک' عبیداللہ بن ابی یزید اور عمرو بن دینار شامل ہیں۔

۱۲۷ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو ابراہیم بن ولید بن عبدالملک اپنے بھائی یزید الناقص کی وصیت کے مطابق خلیفہ بنا اور امراء اور سب اہل شام نے اہل حمص کے سوا اس کی بیعت کی' انہوں نے اس کی بیعت نہیں کی اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ مروان الحمار' آذربائیجان اور آرمینیا کا نائب تھا اور اس سے قبل اس کا باپ ان مقامات پر نائب تھا اور وہ یزید بن ولید' ولید بن یزید کے قتل کرنے کی وجہ سے ناراض تھا اور وہ ولید کے خون کا بدلہ لینے آیا اور جب وہ حسران پہنچا تو اس نے رجوع کر لیا اور یزید بن ولید کی بیعت کر لی اور ابھی وہ تھوڑا عرصہ ہی ٹھہرا تھا کہ اسے اس کی موت کی اطلاع مل گئی' پس وہ اہل جزیرہ کی پاس آیا حتیٰ کہ قنسرین پہنچ گیا اور اس نے اس کے باشندوں کا محاصرہ کر لیا تو انہوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ پھر وہ حمص آیا جہاں پر عبدالعزیز بن الحجاج' امیرالمومنین ابراہیم بن ولید کی جانب سے نائب تھا' پس اس نے ان کا محاصرہ کر لیا تا کہ وہ ابراہیم بن ولید کی بیعت کریں اور انہوں نے اس کی بیعت نہ کرنے پر اصرار کیا اور جب عبدالعزیز کو مروان بن محمد کے قریب آنے کی اطلاع ملی تو وہ وہاں سے کوچ کر گیا اور مروان حمص آ گیا اور انہوں نے اس کی بیعت کر لی اور اس کے ساتھ دمشق گئے اور ان کے ساتھ جزیرہ اور قنسرین کی فوجیں بھی تھیں۔

پس مروان ۸۰ ہزار فوج کے ساتھ دمشق گیا اور اس نے ابراہیم بن ولید بن ہشام بن عبدالملک کو جو ایک لاکھ بیس ہزار فوج کے ساتھ بھیجا اور البقاع کے چشمہ الجر کے نزدیک دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ ہوئی' پس مروان نے انہیں جنگ سے رکنے اور ولید بن یزید کے دونوں بیٹوں سے الگ ہو جانے کی دعوت دی اور وہ الحکم اور عثمان تھے جن کے بارے میں اس نے عہد لیا تھا اور یزید نے ان دونوں کو دمشق میں قید کیا ہوا تھا مگر انہوں نے اس بات کو تسلیم نہ کیا اور انہوں نے دن کے بلند ہونے کے وقت سے لے کر عصر تک باہم شدید جنگ کی اور مروان نے ایک دستہ بھیجا جو ابن ہشام کی فوج کے پیچھے سے آئے پس ان کا ارادہ پورا ہو گیا اور وہ ان کے پیچھے سے تکبیر کہتے ہوئے آئے اور دوسروں نے ان کے سامنے سے ان پر حملہ کر دیا اور سلیمان کے اصحاب کو شکست ہوئی اور اہل حمص نے ان سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور ان کی فوج کی بیخ کنی ہوگئی اور اس روز اہل دمشق میں سے تقریباً ۱۷یا ۱۸ ہزار

آدمی قتل ہوئے اور اسی قدر قیدی بنائے گئے اور مروان نے ولید کے دونوں بیٹوں الحکم اور عثمان کی بیعت کرنے پر ان کا مواخذہ کیا اور دو آدمیوں یزید بن العقار اور ولید بن مصار جو کلب قبیلے سے تعلق رکھتے تھے کے سوا سب کو رہا کر دیا' اس نے ان دونوں کو اپنے سامنے کوڑوں سے مارا اور انہیں قید کر دیا اور وہ دونوں قید خانے میں مر گئے۔ اس لیے کہ یہ دونوں ولید بن یزید کے قتل کے وقت قاتلین میں شامل تھے۔

اور سلیمان اور اس کے باقی ماندہ اصحاب مسلسل شکست خوردہ رہے اور انہیں صبح دمشق ہی میں ہوئی پس انہوں نے امیر المومنین ابراہیم بن ولید کو جو کچھ ہوا تھا اس کے متعلق اطلاع دی اور اس وقت سرکردہ امراء عبدالعزیز بن الحجاج' یزید خالد بن عبداللہ القسری' ابو علاقہ سکسکی' اصبغ بن ذوالہ کلبی اور ان کے ہمسروں نے ان کے ساتھ اس بات پر اتفاق کیا کہ وہ ولید کے دونوں بیٹوں الحکم اور عثمان کو اس خدشہ کے پیش نظر قتل کر دیں کہ وہ خلافت حاصل کر کے اپنے دشمنوں اور اپنے باپ کے قاتلوں کو ہلاک کر دیں گے۔ سو انہوں نے ان دونوں کی طرف یزید بن خالد بن عبداللہ القسری کو بھیجا وہ قید خانے میں گیا اور اس میں ولید کے بیٹے الحکم اور عثمان موجود تھے جو بالغ ہو چکے تھے۔ کہتے ہیں کہ ان دونوں میں سے ایک کے ہاں لڑکا پیدا ہوا جس کے سر کو اس نے عمداً کچل دیا اور اس نے یوسف بن عمر کو بھی قتل کر دیا جو ان دونوں کے ساتھ قید تھا۔ اسی طرح ان کے قید خانے میں ابو محمد سفیانی بھی تھا جو بھاگ گیا اور قید خانے کے اندر ایک کمرے میں داخل ہو کر اس نے دروازے کے پیچھے پتھر چن دیئے' انہوں نے اس کا محاصرہ کیا تو اس نے دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا پس وہ دروازے کو جلانے کے لیے آگ لے آئے۔ پھر مروان بن محمد اور اس کے اصحاب کے شکست خوردوں کی تلاش میں دمشق آنے کے باعث اس بات سے غافل ہو گئے۔

مروان الحمار کا دمشق آنا اور خلافت سنبھالنا

جب مروان اپنی فوجوں کے ساتھ چشمہ الجر سے آیا اور دمشق کے نزدیک ہوا اور اس کے باشندے گزشتہ کل کو اس سے شکست کھا چکے تھے اور ابراہیم بن ولید بھاگ گیا اور سلیمان بن ہشام نے بیت المال کی طرف سے آ کر اسے کھولا اور جو کچھ اس میں تھا اسے اپنے اصحاب اور اپنی تابع افواج پر خرچ کر دیا اور ولید بن یزید کے غلاموں نے عبدالعزیز بن الحجاج کے گھر پر حملہ کر دیا اور انہوں نے اسے گھر میں قتل کر دیا اور اسے لوٹ لیا اور یزید بن ولید کی قبر کو اکھیڑ دیا اور اسے باب الجابیہ پر صلیب دے دیا اور مروان بن محمد دمشق آیا اور اس کے بالائی علاقے میں اترا اور دو مقتول نوجوان الحکم اور عثمان کو لایا گیا اور اسی طرح یوسف بن عمر کو بھی لایا گیا پس انہوں نے اسے دفن کیا اور ابو محمد سفیانی کو رسیوں سے جکڑ کر لایا گیا تو اس نے مروان کو سلام خلافت کیا' مروان نے کہا رک جا۔ اس نے کہا ان دونوں نوجوانوں نے اپنے بعد تیرے لیے خلافت مقرر کی تھی پھر اس نے ایک قصیدہ سنایا جسے الحکم نے قید خانے میں کہا تھا جس میں اس کے یہ اشعار بھی ہیں: ؎

ارے کون میری طرف سے مروان کو اور میرے ناواقف چچا کو یہ بات پہنچائے کہ ہمارا غم طویل ہو گیا ہے اور مجھ پر ظلم ہوا ہے اور میری قوم ولید کے قتل پر متفق ہو گئی ہے۔ پس اگر میں ہلاک ہو جاؤں تو میرے ولی عہد امیر المومنین مروان ہوگا۔

پھر ابو محمد سفیانی نے مروان سے کہا' اپنا ہاتھ بڑھایئے اور سب سے پہلے معاویہ بن یزید بن حصین بن نمیر نے اس کی

بیعت خلاف کی۔

پھر اہل شام، دمشق اور اہل حمص وغیرہ کے سرکردہ لوگوں نے اس کی بیعت کی' پھر مروان نے انہیں کہا امراء کو منتخب کرو' ہم انہیں تم پر امیر مقرر کریں۔ پس ہر شہر کے باشندوں نے امیر چنا اور اس نے اسے ان پر امیر بنا دیا اور زامل بن عمرو الحبیرانی دمشق کا اور عبداللہ بن شجرہ کندی حمص کا اور ولید بن معاویہ بن مروان اردن کا اور ثابت بن نعیم جذامی فلسطین کا امیر بنا اور جب مروان بن محمد کے لیے شام ہموار ہو گیا تو وہ حران واپس آ گیا اور اس موقع پر خلیفہ ابراہیم بن ولید اور اس کے عم زاد سلیمان بن ہشام نے ان سے امان طلب کی اور اس نے ان دونوں کو امان دی اور سلیمان بن ہشام اہل تدمر کے ساتھ اس کے پاس آیا اور انہوں نے اس کی بیعت کر لی پھر جب مروان نے حران میں تین ماہ قیام کیا تو اہل شام نے اس کی جو بیعت تھی اسے توڑ دیا اور اہل حمص وغیرہ نے بھی بیعت توڑ دی تو اس نے اہل حمص کی طرف فوج روانہ کی جو اس سال کی عیدالفطر کی شب کو ان کے پاس اچانک پہنچ گئی اور مروان عیدالفطر کے دو دن بعد حمص آیا اور مروان نے بہت سی فوجوں کے ساتھ حمص سے جنگ کی اور اس روز ابراہیم بن ولید مخلوع اور سلیمان بن ہشام بھی اس کے ساتھ تھے اور وہ اس کے ہاں خاص عزت رکھتے تھے اور وہ صبح اور شام کے وقت ان دونوں سے مجالست کرتا تھا۔

اور جب اس نے حمص کا محاصرہ کیا تو انہوں نے اسے پکارا کہ ہم تیری اطاعت میں ہیں اس نے کہا شہر کے دروازہ کو کھول دو تو انہوں نے اسے کھول دیا پھر ان کی طرف سے تھوڑی سی جنگ ہوئی اور اس نے ان میں سے تقریباً پانچ سو آدمیوں کو قتل کر دیا اور اس کے حکم سے انہیں شہر کے اردگرد صلیب دیا گیا اور اس نے شہر پناہ کے کچھ حصے کو گرانے کا حکم دیا اور اہل دمشق اور اہل غوطہ نے اپنے امیر زامل بن عمرو کا محاصرہ کر لیا اور یزید بن خالد القسری کو اپنا امیر بنا لیا اور شہر کا نائب ڈٹا رہا اور امیر المومنین مروان نے حمص سے اس کی طرف تقریباً دس ہزار فوج روانہ کی اور جب وہ فوج دمشق کے نزدیک پہنچی تو نائب اپنے ساتھیوں کے ساتھ نکلا اور وہ فوج اہل غوطہ سے مل گئے اور انہوں نے انہیں شکست دی اور المزہ اور اس کے ساتھ دوسری بستیوں کو جلا دیا اور یزید بن خالد القسری اور ابوعلاقہ کلبی نے المزہ کے باشندوں میں سے لخم کے ایک شخص سے پناہ طلب کی اور زامل بن عمرو نے ان کے متعلق بتا دیا تو اس نے ان دونوں کو قتل کر کے ان کے امیر المومنین مروان کو حمص میں بھیج دیئے۔

اور ثابت بن نعیم نے اہل فلسطین کے ساتھ خلیفہ کے خلاف بغاوت کی اور خلیفہ نے ان کی طرف فوج روانہ کی جس نے انہیں وہاں سے جلاوطن کر دیا اور ان کی فوج کی بیخ کنی کر دی اور ثابت بن نعیم فلسطین کی طرف فرار کر گیا اور امیر ابوالورد نے اس کا تعاقب کر کے اسے دوبارہ شکست دی اور اس کے اصحاب اس سے الگ ہو گئے اور ابوالورد نے اس کے تین لڑکوں کو قید کر لیا اور انہیں زخمی حالت میں خلیفہ کے پاس بھیج دیا' اس نے ان کے علاج کا حکم دیا' پھر امیر المومنین نے فلسطین کے نائب رماحس بن عبدالعزیز کنانی کو حکم دیا کہ وہ ثابت بن نعیم کو جہاں بھی وہ ہے تلاش کرے' پس وہ ہمیشہ اس سے ملاطفت کرتا رہا حتیٰ کہ اس نے اسے قیدی بنا کر پکڑ لیا اور یہ دو ماہ بعد کا واقعہ ہے اور اس نے اسے خلیفہ کے پاس بھیج دیا اور اس نے اس کے دونوں ہاتھ پاؤں کاٹنے کا حکم دیا اور جو جماعت اس کے ساتھ تھی اس کے متعلق بھی اس نے یہی حکم دیا اور اس نے انہیں دمشق بھجوا دیا اور انہیں دمشق

کی مسجد کے دروازے پر کھڑا کیا گیا اس لیے کہ اہل دمشق نے یہ افواہ اڑائی تھی کہ ثابت بن نعیم دیار مصر کی طرف چلا گیا ہے اور وہاں اس نے متغلب ہو کر مروان کے نائب کو قتل کر دیا ہے پس اس نے کٹے ہوئے ہاتھ پاؤں کے ساتھ انہیں ان کے پاس بھیجا کہ وہ اپنی افواہ کے جھوٹا ہونے کو معلوم کر لیں اور خلیفہ مروان نے دیر ایوب علیہ السلام میں ایک عرصہ تک قیام کیا حتیٰ کہ اس نے اپنے بیٹے عبداللہ اور پھر عبیداللہ کے لیے بیعت لی اور ہشام کی دونوں بیٹیوں سے ان کے نکاح کر دیئے اور وہ ام ہشام اور عائشہ تھیں اور یہ ایک بھر پور مجمع اور خوفناک حکومت اور عام بیعت تھی لیکن حقیقت میں مکمل نہ تھی اور خلیفہ دمشق آیا اور ثابت اور اس کے اصحاب کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کے بعد ان کے متعلق حکم دیا کہ انہیں شہر کے دروازوں پر صلیب دی جائے اور ان میں سے ایک شخص عمرو بن الحارث الکلبی کے سوا کسی نے سبقت نہ کی اور جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس کے پاس ان امانات کا علم تھا جو ثابت بن نعیم نے لوگوں کے پاس رکھی ہوئی تھیں اور مروان کے لیے تدمر کے سوا شام کا معاملہ مرتب ہو گیا' پس وہ دمشق سے روانہ ہوا اور حمص کے علاقے القسطل مقام پر اترا اور اسے اطلاع ملی کہ اہل تدمر ان پانیوں میں اتر گئے ہیں جو اس کے اور ان کے درمیان ہیں۔

پس ان پر اس کا غصہ بھڑک اٹھا اور اس کے ساتھ جرار لشکر تھے۔ اس نے ابرش بن ولید سے گفتگو کی اور وہ اس کی قوم تھے اس نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ سب سے پہلے ان کے پاس معذرت کرنے کے لیے آدمی بھیجے۔ اس نے ابرش کے بھائی عمرو بن ولید کو بھیجا اور جب وہ ان کے پاس آیا تو انہوں نے اس کی طرف التفات نہ کیا اور نہ اس کی بات سنی اور وہ واپس چلا گیا۔ پس خلیفہ نے فوج بھیجنے کا ارادہ کیا تو ابرش نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ بنفس نفیس ان کے پاس جائے گا تو اس نے اسے بھیج دیا اور جب ابرش ان کے پاس آیا تو اس نے ان سے گفتگو کی اور انہیں سمع و اطاعت اختیار کرنے کی طرف مائل کیا تو اکثریت نے اس کی بات مان لی اور بعض نے انکار کیا اس نے خلیفہ کو صورت حال سے آگاہ کرنے کے لیے خط لکھا تو خلیفہ نے اسے حکم دیا کہ وہ اس کی ایک فصیل کو گرا دے اور جو اس کی اطاعت کرے وہ اس کی اطاعت قبول کرے' سو اس نے ایسا ہی کیا اور جب وہ اس کے پاس آئے تو وہ اپنی ساتھی فوجوں کے ساتھ البریہ کے راستے اصافہ کی طرف روانہ ہو گیا اور سرداروں میں سے ابراہیم بن ولید اور سلیمان بن ہشام بھی تھے اور ولید' یزید اور سلیمان کے لڑکوں کی ایک جماعت بھی تھی' اس نے کئی روز تک اصافہ میں قیام کیا' پھر البریہ کی طرف گیا تو سلیمان بن ہشام نے اس سے کچھ دن آرام کرنے اور اپنی کمر کو آرام دینے کے لیے وہاں ٹھہرنے کی اجازت طلب کی اور اس نے اسے اجازت دے دی۔

پس مروان تیزی سے چلا اور واسط کے نزدیک فرات کے کنارے پر اترا اور تین دن ٹھہرا' پھر قرقیسیا کی طرف روانہ ہو گیا جہاں ابن ہبیرہ مقیم تھا تا کہ وہ اسے ضحاک بن قیس شیبانی خارجی حروری سے جنگ کرنے کے لیے بھیجے اور مروان اس کام میں مشغول ہو گیا اور دس ہزار سوار جن کو مروان نے بعض سرایا میں بھیجا ہوا تھا آ گئے اور اصافہ سے گزرے اور وہاں پر سلیمان بن ہشام بن عبدالملک بھی موجود تھا جس نے وہاں ٹھہر کر آرام کرنے کے لیے خلیفہ سے اجازت لی ہوئی تھی انہوں نے اسے اپنی بیعت لینے اور مروان بن محمد کو معزول کرنے اور اس سے جنگ کرنے کی دعوت دی۔ پس شیطان نے اس سے لغزش کروائی اور اس نے ان کی

بات کو مان لیا اور اس نے مروان کو معزول کر دیا اور فوجوں کے ساتھ قنسرین کی طرف روانہ ہو گیا نیز اس نے اہل شام سے خط وکتابت کی تو وہ بھی ہر جانب سے اس کے پاس آ گئے اور سلیمان نے ابن ہبیرہ کی طرف خط لکھا جسے مروان نے ضحاک بن قیس خارجی کے ساتھ جنگ کے لیے جانے کا حکم دیا تھا تو وہ بھی تقریباً ستر ہزار فوج کے ساتھ اس کی طرف سمٹ آیا اور مروان نے ستر ہزار فوج کے ساتھ عیسیٰ بن مسلم کو ان کے ساتھ مقابلہ میں بھیجا اور ارض قنسرین میں ان کی مڈبھیڑ ہوئی اور انہوں نے باہم شدید جنگ کی اور مروان اور لوگ جنگ میں آئے اور اس نے ان سے شدید جنگ کی اور انہیں شکست دی اور ابراہیم بن سلیمان بن ہشام اس روز قتل ہوا اور وہ اس کا بڑا بیٹا تھا اور ان میں سے تیس ہزار سے زیادہ آدمی قتل ہو گئے اور سلیمان مغلوب ہو کر حمص گیا اور شکست خوردہ فوج اس کے گرد جمع ہو گئی اور اس نے ان کے ساتھ وہیں پڑاؤ کر لیا اور مروان نے اس کی جس فصیل کو گرا دیا تھا اسے تعمیر کیا اور مروان کے وہاں آ کر ان کا محاصرہ کر لیا اور ان پر سے زیادہ مجانیق نصب کی اور آٹھ ماہ تک دن رات ان پر سنگباری کرتا رہا۔ وہ ہر روز اس کے مقابلہ میں نکلتے اور جنگ کرتے اور واپس چلے جاتے اور سلیمان فوج کے ایک دستے کے ساتھ تدمر کی جانب گیا اور راستے میں انہیں مروان کی فوج ملی اور انہوں نے اس پر حملہ کرنے اور اسے لوٹنے کا ارادہ کیا مگر وہ ایسا نہ کر سکے اور مروان نے ان کے لیے تیاری کی اور ان سے جنگ کی اور اس کی فوج کے چھ ہزار آدمی قتل ہو گئے حالانکہ وہ نو سو تھے اور وہ تدمر کی طرف واپس آ گئے اور مروان نے پورے دس ماہ تک حمص کا محاصرہ کیے رکھا اور جب مسلسل ان پر مصائب آئے اور ذلت ان کے شامل حال ہوئی تو انہوں نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ انہیں امان دے دے مگر اس نے انکار کیا اور کہا جب تک تم میرے حکم کو تسلیم نہیں کرو گے امان نہیں ملے گی۔

پھر انہوں نے اس شرط پر امان طلب کی کہ وہ اسے سعید بن ہشام [1] اور اس کے دونوں بیٹوں مروان اور عثمان اور اس کی سکسکی پر قابو دلا دیتے ہیں جو اس کے ساتھ قید تھا اور اس حبشی پر بھی جو اس پر افتراء کرتا اور اسے گالیاں دیتا تھا، پس اس نے ان کی بات کو قبول کر لیا اور انہیں امان دے دی اور اس نے ان لوگوں کو قتل کر دیا پھر ضحاک کی طرف روانہ ہو گیا اور عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز نائب عراق نے ضحاک خارجی سے کوفہ اور اس کے مضافات پر جو اس کے قبضے میں تھے مصالحت کر لی اور مروان کے سوار کوفہ آئے اور ضحاک کی جانب سے اس کے نائب ملحان شیبانی نے ان سے ملاقات کی اور اس نے ان سے جنگ کی اور ملحان قتل ہو گیا اور ضحاک نے بنی عائذہ کے المثنیٰ بن عمران کو کوفہ کا نائب مقرر کیا اور ضحاک ذوالقعدہ میں موصل کی طرف گیا اور ابن ہبیرہ کوفہ کی طرف گیا اور اس نے خوارج کے ہاتھوں سے اسے چھین لیا اور ضحاک نے کوفہ کی طرف فوج روانہ کی تو اسے وہاں کچھ بھی نہ ملا۔

اور اس سال ضحاک بن قیس شیبانی نے خروج کیا اور اس کے خروج کا باعث یہ تھا کہ ایک شخص سعید بن بہدل نے جو خارجی تھا لوگوں کی غفلت اور ان کے ولید بن یزید کے قتل میں اشتغال سے فائدہ اٹھایا اور اس نے عراق میں خوارج کی ایک جماعت کے ساتھ بغاوت کر دی اور چار ہزار آدمی اس کے گرد جمع ہو گئے اور فوجوں نے ان کا قصد کیا اور انہوں نے ان کے ساتھ

---

[1] یہ اضافہ مصری نسخے میں ہے۔

جنگ کی' پس کبھی وہ شکست دیتے اور کبھی شکست کھاتے۔ پھر سعید بن بہدل طاعون کی بیماری سے مر گیا اور اس نے اپنے بعد اس ضحاک بن قیس کو اپنا جانشین بنایا اور اس کے اصحاب اس کے گرد جمع ہو گئے اور اس کی اور بہت سی فوج کی مڈبھیڑ ہوئی اور خوارج غالب آ گئے اور انہوں نے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا جن میں عاصم بن عمر بن عبدالعزیز بھی شامل تھا جو امیر عراق عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کا بھائی تھا۔ پس اس نے اشعار میں اس کا مرثیہ کہا' پھر ضحاک نے اپنے اصحاب کے ایک دستے کے ساتھ مروان کا قصد کیا اور کوفہ سے گزرا تو وہاں کے باشندوں نے اس پر حملہ کر دیا اور اس نے انہیں شکست دی اور کوفہ میں داخل ہو کر اس پر قابض ہو گیا اور اس نے ایک شخص حسان نام کو وہاں کا نائب مقرر کیا پھر اس سال کے شعبان میں ملحان شیبانی کو نائب مقرر کیا اور خود وہ نائب عراق عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کی تلاش میں روانہ ہو گیا ان کی مڈبھیڑ ہوئی اور ان کے درمیان بہت جنگیں ہوئیں جن کا بیان اور تفصیل طویل ہے۔

اور اس سال بنو عباس کے داعیوں کی ایک جماعت امام ابراہیم بن محمد کے پاس جمع ہوئی اور ان کے ساتھ ابو مسلم خراسانی بھی تھا' انہوں نے اسے بہت سے اخراجات دیئے اور اسے اپنے اموال کا خمس بھی دیا اور لوگوں کے درمیان بکثرت فتنہ وفساد کی وجہ سے اس سال ان کا معاملہ مرتب نہ ہوا اور اس سال معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب نے کوفہ میں خروج کیا اور اپنی طرف دعوت دی اور امیر عراق عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز سے جنگ کرنے گیا' اور ان دونوں کے درمیان طویل جنگیں ہوئی جن کا بیان طویل ہے پھر اس نے اسے وہاں سے جلاوطن کر دیا اور وہ جبال جا کر وہاں متغلب ہو گیا۔

اور اس سال اس حارث بن سریج نے خروج کیا جو بلاد ترک میں چلا گیا تھا اور اس نے انہیں مسلمانوں کے خلاف مدد دی' پس اللہ تعالیٰ نے اسے ہدایت سے سرفراز کیا حتیٰ کہ وہ بلاد شام کی طرف چلا گیا اور یہ کام یزید بن ولید کے اسلام اور مسلمانوں کی طرف رجوع کرنے کی دعوت دینے سے ہوا اور اس نے اس کی یہ دعوت قبول کر لی اور وہ خراسان کی طرف چلا اور سورۃ [1] کے نائب نصر بن سیار نے اس کا عزم واکرام کیا اور حارث بن سریج مسلسل کتاب وسنت اور اطاعت امام کی دعوت دیتا رہا اور اس کے پاس نصر بن سیار کے بعض دشمن بھی تھے۔

واقدی اور ابو بشر نے بیان کیا ہے کہ اس سال حجاز' مکہ' مدینہ اور طائف کے امیر عبدالعزیز بن عبدالعزیز نے لوگوں کو حج کروایا اور نضر بن سعید الحرشی عراق کا امیر تھا اور ضحاک حروری اور عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز اور امیر خراسان نصر بن سیار نے اس کے خلاف بغاوت کی اور کرمانی اور حارث بن سریج نے بھی اس کے خلاف بغاوت کی۔

اور اس سال وفات پانے والوں میں بکر بن الاشج' سعد بن ابراہیم' عبداللہ بن دینار' عبدالملک بن مالک الجزری' عمیر بن ہانی' مالک بن دینار' وہب بن کیسان اور ابو اسحاق السبیعی شامل ہیں۔

---

[1] شاید اس میں تحریف ہوئی ہے اور صحیح نائب خراسان ہے۔

۱۲۸ھ

اس سال حارث بن سریج قتل ہوا اور اس کا باعث یہ تھا کہ یزید بن ولید الناقص نے اس کی طرف پروانہ امان لکھا تھا حتیٰ کہ وہ بلادِ ترک سے نکل کر مسلمانوں کی طرف آ گیا اور مشرکین کی دوستی چھوڑ کر اسلام اور مسلمانوں کی نصرت کی طرف آ گیا' خراسان کے نائب نصر بن سیار اور اس کے درمیان خوف اور بہت سے مقابلے پائے جاتے تھے جن کا ذکر طویل ہے۔ پس جب مروان بن محمد کو خلافت ملی تو حارث بن سریج نے اس سے خوف محسوس کیا اور ابن ہبیرہ نے عراق کی نیابت سنبھال لی اور مروان کی بیعت آئی تو حارث نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور مروان کے بارے میں اعتراضات کئے اور پولیس سپرنٹنڈنٹ مسلمہ بن احوز اور فوجوں کے امراء اور سالار اس کے پاس آئے اور اس سے اپیل کی کہ وہ اپنی زبان اور ہاتھ کو روکے اور مسلمانوں کی جماعت کو منتشر نہ کرے' اس نے انکار کیا اور لوگوں سے ایک طرف ہو گیا اور اس نے اپنے طریق کے مطابق نصر بن سیار کو کتاب وسنت کی طرف دعوت دی تو نصر نے اس کی موافقت سے انکار کر دیا اور وہ اسلام کے خلاف خروج پر قائم رہا اور اس نے بنی راسب کے غلام جہم بن صفوان کو جس کی کنیت ابومحرز تھی حکم دیا اور اس کی طرف فرقہ جہمیہ منسوب ہے کہ وہ لوگوں کو ایک تحریر سنائے جس میں حارث کی سیرت کا بیان ہو اور حارث کہا کرتا تھا کہ میں سیاہ جھنڈوں والا ہوں' نصر نے اس کی طرف پیغام بھیجا وہ اگر تو وہی ہے تو میری زندگی کی قسم تو تم وہی لوگ ہو جو دمشق کی فصیل کو تباہ کرو گے اور بنی امیہ کا خاتمہ کرو گے' پس مجھ سے پانچ سو سر اور ایک سو اونٹ لے لو اور اگر تو کوئی اور ہے تو تو نے اپنے خاندان کو ہلاک کر دیا۔

حارث نے اسے پیغام بھیجا میری زندگی کی قسم یہ ضرور ہو کر رہے گا تو نصر نے اسے کہا تو سب سے پہلے کرمانی سے آغاز کر پھر ری کی طرف جا اور جب تو وہاں پہنچے گا تو میں تیری اطاعت میں ہوں گا پھر نصر اور حارث نے مناظرہ کیا اور اس بات پر راضی ہو گئے کہ مقاتل بن حیان اور جہم بن صفوان' دونوں کے درمیان فیصلہ کریں۔ ان دونوں نے نصر کو معزول کرنے اور شوریٰ سے معاملات طے کرنے کا فیصلہ کیا تو نصر نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور جہم بن صفوان اپنی بات پر قائم رہا اور اس نے جامع مسجد اور راستوں میں حارث کی سیرت کو بدل کر لوگوں کو سنانا شروع کر دیا اور بہت سے لوگوں نے اس کی بات کو قبول کر لیا اس موقع پر نصر بن سیار کے حکم سے فوجوں کے دستوں نے اس سے جنگ کرنے کی دعوت کا جواب دیا اور انہوں نے اس کا قصد کیا اور اس کے اصحاب نے اس کی حفاظت میں جنگ کی اور ان میں سے بہت سے آدمی قتل ہو گئے جن میں جہم بن صفوان بھی شامل تھا۔ ایک شخص نے اس کے منہ میں نیزہ مار کر اسے قتل کر دیا۔

اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جہم کو قید کر کے سلم بن احوز کے سامنے کھڑا کیا گیا تو اس نے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا اس نے کہا مجھے تمہارے باپ کی طرف سے امان حاصل ہے اس نے کہا وہ مجھے امان نہیں دے سکتا اور اگر اس نے ایسا کیا ہے تو میں نے تجھے امان نہیں دی اور اگر تو اس چادر کو ستاروں سے بھر دے اور عیسیٰ بن مریم کو اتار دے تو تو نجات پائے اور قسم بخدا اگر تو میرے پیٹ میں ہوتا تو میں اپنے پیٹ کو شق کر دیتا اور اس کے حکم سے ابن میسرہ نے اسے قتل کر دیا۔ پھر حارث بن سریج اور کرمانی نے نصر

اور اس کی مخالفت کرنے اور کتاب وسنت کی طرف دعوت دینے اور ائمہ ہدیٰ کی اتباع کرنے اور منکرات وغیرہ کی تحریم کرنے پر جو شریعت نے بیان کی ہے پر اتفاق کر لیا پھر دونوں کا آپس میں اختلاف ہو گیا اور دونوں نے باہم شدید جنگ کی اور کرمانی غالب آ گیا اور حارث کے اصحاب کو شکست ہوئی اور وہ ایک خچر پر سوار تھا، وہ ایک گھوڑے کی طرف گیا تو وہ چلنے سے اڑ گیا اور اس کے اصحاب اسے چھوڑ کر بھاگ گئے اور ان میں سے صرف ایک سو آدمی اس کے ساتھ رہ گئے پس کرمانی کے اصحاب نے اسے پکڑ کر زیتون کے درخت تلے قتل کر دیا اور بعض کا قول ہے کہ غُبیرہ کے درخت تلے قتل کیا اور یہ واقعہ اس سال کے ۲۴ رجب کو بروز ہفتہ ہوا اور اس کے ساتھ اس کے ایک سو اصحاب بھی قتل ہو گئے اور کرمانی نے اس کے ذخائر واموال کی حفاظت کی اور اسی طرح جو لوگ اس کے ساتھ نکلے تھے اس نے ان کے اموال بھی لے لیے اور اس نے باب مرو پر حارث کو سر کے بغیر صلیب دینے کا حکم دیا اور نصر بن سیار کو حارث کے قتل کی خبر ملی تو اس نے کہا:

''اے اپنی قوم کو ذلت سے دوچار کرنے والے اور اے ہلاک ہونے والے تجھ پر لعنت ہو، تیری نحوست نے سارے مصر کو ہلاک کر دیا ہے اور تو نے اپنی قوم کی قدر گھٹا دی ہے، ازد اور اس کے پیروکار عمرو اور مالک میں کوئی طمع نہ رکھتے تھے اور نہ ہی بنی سہم میں اس وقت طمع رکھتے تھے جب وہ سیاہ گھوڑوں کو لگا دیتے تھے''۔

اور عباد بن حارث بن سریج نے اسے جواب دیا:

''اے نصر، پوشیدگی جاتی رہی ہے اور امید بھی لمبی ہو گئی ہے اور مزدن، مرو کے علاقے میں جو چاہتے ہیں فیصلہ کرتے ہیں اور مضرہ کے بارے میں ان کا فیصلہ جائز ہوتا ہے خواہ فیصلہ ظالمانہ ہی ہو اور حمیر اپنی جگہوں پر بیٹھتے ہیں اور ان کی گردنوں سے خون ٹپکتا ہے اور اگر مضر اس سے راضی اور رام ہو گیا ہے تو اس کی ذلت اور بدبختی طویل ہو گئی اور اگر اس نے اس میں ناراضگی دور کر لی تو فبہا ورنہ اس کی فوجوں پر ہلاکت نازل ہو گی''۔

اور اس سال ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے ابو مسلم خراسانی کو خراسان کی طرف بھیجا اور اسے اپنے پیروکاروں کی طرف خط بھی لکھ کر دیئے جو وہاں موجود تھے کہ یہ ابو مسلم ہے اس کی سمع واطاعت کرو اور ارض خراسان کے جس علاقے پر اس نے غلبہ پایا ہے میں نے اسے وہاں کا امیر مقرر کیا ہے۔ پس جب ابو مسلم خرسان آیا اور اس نے اپنے اصحاب کو یہ خط سنایا تو انہوں نے اس کی طرف التفات نہ کیا اور نہ اس پر عمل کیا اور اس سے اعراض کیا اور اسے اپنی پشتوں کے پیچھے پھینک دیا، پس وہ ایام حج میں ابراہیم بن محمد کی طرف واپس آ گیا اور آپ کے پاس ان کی شکایت کی اور انہوں نے اس کی جو مخالفت کی تھی اس کے متعلق آپ کو بتایا۔ آپ نے اسے کہا اے عبدالرحمن! بلاشبہ تو ہمارے اہل بیت کا آدمی ہے ان کی طرف واپس جا اور تجھ پر یمن کے اس قبیلے کا خیال رکھنا لازم ہے ان کی عزت کر اور ان کے درمیان اتر بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس معاملے کو انہی کے ذریعے پورا کرے گا۔ پھر آپ نے اسے بقیہ قبائل سے متنبہ کیا اور اسے کہا اگر تو طاقت رکھتا ہے کہ ان علاقوں میں عربی زبان کو نہ رہنے دے تو ایسا کرے اور ان کے بیٹوں میں جو بچہ پانچ بالشت کو پہنچ چکا ہے اور وہ اس پر تہمت لگاتے ہیں تو تو اسے قتل کر دے اور تجھ پر اس شیخ یعنی سلیمان بن کثیر کا خیال رکھنا لازم ہے اسے دور نہ کرنا اور ابھی ابو مسلم خراسانی کے حالات بیان ہوں گے ان شاء اللہ۔

اور ابومخنف کے قول کے مطابق اس سال ضحاک بن قیس خارجی قتل ہو گیا اور اس کا سبب یہ تھا کہ ضحاک نے واسط میں عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز نے اسے خط لکھا کہ میرے محاصرے میں تجھے فائدہ نہ ہوگا بلکہ تجھ پر مروان بن محمد سے نپٹنا لازم ہے پس اس کی طرف روانہ ہو جا اور اگر تو نے اسے قتل کر دیا تو میں تیری پیروی کروں گا۔ پس دونوں نے امیر المومنین مروان بن محمد کی مخالفت پر مصالحت کر لی اور جب ضحاک موصل سے گزرا تو وہاں کے باشندوں نے اس سے خط وکتابت کی اور وہ ان کی طرف مائل ہو گیا اور موصل میں داخل ہو گیا اور اس کے نائب کو قتل کر کے اس پر قابض ہو گیا اور مروان کو یہ اطلاع اس وقت ملی جب وہ حمص کا محاصرہ کیے ہوئے تھا اور اس کے باشندوں اور ان کے اس کی بیعت نہ کرنے کے معاملہ میں مشغول تھا پس اس نے اپنے بیٹے مروان بن عبداللہ کو خط لکھا اور ضحاک کے پاس ایک لاکھ بیس ہزار آدمی جمع ہو چکے تھے جنہوں نے نصیبین کا محاصرہ کیا ہوا تھا اور مروان اس کی تلاش میں گیا اور وہاں دونوں کی مڈبھیڑ ہو گئی اور دونوں نے باہم شدید جنگ کی اور ضحاک میدان کارزار میں قتل ہو گیا اور رات فریقین کے درمیان حائل ہو گئی اور ضحاک کے اصحاب نے ضحاک کو کھو دیا اور اس کے بارے میں شکایت کی حتیٰ کہ اسے دیکھنے والے نے انہیں بتایا کہ وہ قتل ہو چکا ہے پس وہ اس پر گریہ کناں ہوئے اور نوحہ کیا اور مروان کو اطلاع ملی تو اس نے میدان کارزار میں مشعلوں کے ساتھ آدمی بھیجے اور ان لوگوں کو بھی بھیجا جو مقتولین کے درمیان اس کی جگہ کو جانتے تھے۔

اور مروان کو اطلاع ملی کہ وہ قتل ہو چکا ہے اور اس کے سر اور چہرے پر تقریباً بیس ضربات لگی ہیں' پس ان کے حکم سے اس کو سر کو جزیرہ کے شہروں میں گھمایا گیا اور ضحاک نے اپنے بعد اپنی فوج پر ایک شخص کو قائمقام مقرر کیا جسے الخیبری کہا جاتا تھا اور ضحاک کی بقیہ فوج اس کی کے پاس جمع ہو گئی اور الخیبری کے ساتھ سلیمان بن ہشام بن عبدالملک اور اس کے اہل بیت اور موالی جمع ہو گئے اور ان لوگوں کی فوج بھی جنہوں نے گزشتہ سال اس کی بیعت خلافت کی تھی اور اس کی وجہ سے مروان بن محمد کو خلافت سے معزول کر دیا تھا پس جب صبح ہوئی تو انہوں نے مروان کے ساتھ جنگ کی اور الخیبری نے اپنے اصحاب کے چار سو بہادروں کے ساتھ مروان پر حملہ کیا اس وقت وہ قلب لشکر میں تھا اور وہ شکست کھا کر پلٹا اور انہوں نے اس کا پیچھا کیا حتیٰ کہ انہوں نے اسے فوج سے باہر نکال دیا اور اس کی فوج میں داخل ہو گئے اور الخیبری اپنے قالین پر بیٹھ گیا اور مروان کا میمنہ ثابت قدم تھا اور اس کا بیٹا عبداللہ تھا اور اسی طرح اس کا میمنہ بھی ثابت قدم تھا جس کا سالار اسحاق العقیلی تھا اور جب عبداللہ نے فوج کو الخیبری کے ساتھ بھاگتے دیکھا اور ان کی جانب سے میمنہ اور میسرہ قائم تھے تو انہوں نے اس کا لالچ کیا اور وہ خیموں کی لاٹھیاں لے کر اس کے پاس آئے اور ان کے ساتھ اسے قتل کر دیا اور مروان کو اس کے قتل کی اطلاع ملی اور وہ فوج سے پانچ یا چھ میل کے فاصلہ پر تھا پس وہ خوش خوش واپس آیا اور ضحاک کے اصحاب شکست کھا گئے اور انہوں نے شیشان کو اپنا امیر بنا لیا اور اس کے بعد مروان نے امکرادیس مقام پران کا قصد کیا اور انہیں شکست دی۔

اور اس سال وفات پانے والوں میں بکر بن سوادۃ' جابر الجعفی اور جہم بن صفوان قتل ہو کر مرے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور حارث بن سریج بڑے امراء میں سے ایک تھا' اس کے کچھ حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں اور عاصم بن عبدلہ' ابوحصین عثمان بن عاصم' یزید بن ابی حبیب' ابوالتیاح یزید بن حمید' ابوحمزہ النخعی ابوالزبیر مکی' ابوعمران الجونی اور ابوقبیل المغافری بھی وفات پانے والوں میں شامل ہیں اور ہم نے ان کے حالات التکمیل میں بیان کئے ہیں۔

۱۲۹ھ

الخیبری کے بعد خوارج نے شیبان بن عبدالعزیز الحلیس الیشکری الخارجی پر اتفاق کرلیا اور سلیمان بن ہشام نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ موصل میں قلعہ بند ہو جائیں اور اسے اپنی فرودگاہ بنالیں پس وہ اس کی طرف چلے گئے اور امیر المومنین مروان بن محمد نے ان کا پیچھا کیا اور انہوں نے اس کے باہر پڑاؤ کرلیا اور مروان کی فوج کے نزدیک خندق کھودی اور مروان نے بھی ان کی جانب سے اپنی فوج کے پاس خندق کھودلی اور وہ ایک سال تک ان کا محاصرہ کیے رہا اور وہ ہر روز صبح وشام آپس میں جنگ کرتے اور مروان نے سلیمان بن ہشام کے بھتیجے امیہ بن معاویہ بن ہشام پر فتح پائی اور اس کی فوج کے ایک دستے نے اسے قید کرلیا اور اس کے حکم سے اس کے ہاتھ کاٹے گئے پھر اسے قتل کر دیا گیا اور اس کا چچا سلیمان اور اس کی فوج اس کی طرف دیکھ رہے تھے اور مروان نے اپنے عراق کے نائب یزید بن عمر بن ہبیرہ کو حکم دیتے ہوئے خط لکھا کہ اس کے ملک میں جو خوارج موجود ہیں وہ ان سے جنگ کرے اور اس کے ان کے ساتھ کئی معرکے ہوئے اور ابن ہبیرہ نے ان پر فتح پائی اور اس نے ان کے ایک بڑے حصے کو تباہ کر دیا اور عراق میں ان کی کوئی اولاد باقی نہیں رہی اور اس نے کوفہ کو خوارج کے ہاتھوں سے بچالیا۔

اور اس سال رمضان میں قریش کے عائذہ قبیلہ کا المثنیٰ بن عمران العائذی اس کا امیر تھا اور جب ابن ہبیرہ خوارج سے فارغ ہو گیا تو مروان نے اسے لکھا کہ وہ عمار بن صبارہ جو ایک بہادر شخص تھا سے اسے مدد دے پس اس نے سات یا آٹھ ہزار فوج کے ساتھ اسے اس کے پاس بھیجا اور خوارج نے چار ہزار کا دستہ اس کی طرف بھیجا جس نے اسے راستے میں روکا تو ابن صبارہ نے اسے شکست دی اور اس کا امیر الجون الکلاب شیبانی خارجی قتل ہو گیا اور وہ موصل کی طرف آیا اور خوارج کی فوج ان کی طرف لوٹ آئی اور سلیمان بن ہشام نے انہیں موصل سے کوچ کر جانے کا مشورہ دیا۔ بلاشبہ ان کے لیے وہاں قیام کرنا ممکن نہ تھا اور مروان ان کے آگے اور ابن صبارہ ان کے پیچھے تھا اور اس نے ان کا غلہ روک دیا حتیٰ کہ انہیں کھانے کو کوئی چیز نہ ملی تو وہ وہاں سے کوچ کر گئے اور حلوان سے چلتے چلاتے اہواز چلے گئے اور مروان نے ابن صبارہ کو تین ہزار فوج کے ساتھ ان کے پیچھے بھیجا۔

پس اس نے ان میں سے جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے انہیں قتل کرتے ہوئے ان کا تعاقب کیا اور میدان کارزار میں ان سے مل کر ان سے جنگ کرتا اور وہ مسلسل ان کے تعاقب میں رہا حتیٰ کہ ان کی جمعیت مختلف سمتوں میں بکھر گئی اور ان کا امیر شیبان بن عبدالعزیز الیشکری آئندہ سال اہواز میں ہلاک ہو گیا اسے خالد بن مسعود بن جعفر بن خلید ازدی نے قتل کیا اور سلیمان بن ہشام اپنے اموال اور اہل بیت کے ساتھ کشتیوں میں سوار ہوا اور وہ سندھ کی طرف چلے گئے اور مروان موصل سے واپس آ گیا اور اپنے مقام حران پر قیام پذیر ہو گیا اور اسے خوارج کے زوال سے خوشی ہوئی مگر اس کی خوشی پوری نہ ہوئی اور اسے قضاوقدر نے پیچھے سے آلیا' جو بڑی طاقت وشوکت والی اور بڑے پیروکاروں والی اور خوارج سے بڑھ کر جنگ کرنے والی ہے اور وہ ابومسلم خراسانی کا ظہور ہے جو بنو عباس کی حکومت کا داعی تھا۔

ابو مسلم خراسانی کے ظہور کا آغاز

نیز اس سال امام ابراہیم بن محمد عباسی کی جانب سے خط آیا۔ انہوں نے ابو مسلم کو خراسان سے طلب کیا پس وہ معہ نقباء کے ان کے پاس آیا اور وہ جس شہر سے بھی گزرتے لوگ انہیں پوچھتے کہ تم کہاں جا رہے ہو؟ ابو مسلم کہتا ہم حج کو جا رہے ہیں اور جب ابو مسلم ان میں سے بعض کے میلان کو اپنی طرف دیکھتا تو وہ انہیں اپنے مقصد کی دعوت دیتا اور وہ اس بات کو قبول کر لیتے اور ابھی وہ راستے ہی میں تھا کہ ابو مسلم کی طرف امام ابراہیم کا دوسرا خط آیا کہ میں نے تیری طرف فتح کا جھنڈا بھیجا ہے' خراسان کی طرف واپس چلا جا اور دعوت کا اظہار کر اور اس نے قحطبہ بن شبیب کو حکم دیا کہ اس کے پاس جو اموال اور تحائف ہیں وہ انہیں امام ابراہیم کے پاس لے جائے اور حج کے اجتماع میں ان سے ملاقات کرے' ابو مسلم خط لے کر واپس آ گیا اور یکم رمضان کو خراسان میں داخل ہوا اور اس نے سلیمان بن کثیر کو خط پہنچایا جس میں لکھا اپنی دعوت کو ظاہر کر اور انتظار نہ کر۔ پس انہوں نے ابو مسلم خراسانی کو بنوعباس کا داعی بنا کر اپنے آگے کیا اور ابو مسلم نے اپنے داعیوں کو بلاد خراسان میں بھیجا' اور خراسان کا امیر نصر بن سیار کرمانی اور شیبان بن سلمہ حروری سے جنگ کرنے میں مشغول تھا اور وہ اپنے معاملے میں یہاں تک پہنچ چکا کہ اس کے اصحاب خوارج کے بہت سے گروہوں میں اسے سلام خلافت کہتے تھے پس ابو مسلم کا معاملہ نمایاں ہو گیا اور ہر جانب سے لوگوں نے اس کا قصد کیا اور جن لوگوں نے ایک دن میں اس کا قصد کیا ان میں ساٹھ بستیوں کے باشندے شامل ہیں اور اس نے ۴۲ دن وہاں قیام کیا اور اس کے ہاتھوں بہت سے صوبے فتح ہوئے اور جب اس سال ۲۵ رمضان کو جمعرات کی رات آئی تو ابو مسلم نے اس جھنڈے کو باندھا جسے امام نے اسے بھیجا تھا اسے انظل کہا جاتا تھا اسے ۱۴ گز لمبے نیزے پر باندھا گیا اور اس نے اس جھنڈے کو بھی باندھا جسے امام نے بھیجا تھا اسے السحاب کہا جاتا تھا اسے ۱۳ گز لمبے نیزے پر باندھا گیا اور وہ دونوں جھنڈے سیاہ تھے اور یہ آیت پڑھ رہا تھا:

﴿ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ ﴾ .

اور ابو مسلم اور سلیمان بن کثیر اور ان کی دعوت کو قبول کرنے والوں نے سیاہ لباس پہنا اور یہ ان کا شعار ہو گیا اور انہوں نے اس شب عظیم آگ جلائی جس سے وہ ان نواح کے باشندوں کو دعوت دیتے تھے اور یہ ان کے درمیان علامت تھی پس وہ اکٹھے ہو گئے اور ایک جھنڈے کو السحاب نام دینے' مفہوم یہ تھا کہ جس طرح سحاب تمام زمین کو ڈھانپ لیتا ہے اسی طرح بنوعباس کی دعوت اہل زمین کو ڈھانپ لے گی اور دوسرے کا نام انظل رکھنے کا مفہوم یہ ہے کہ جس طرح زمین سائے سے خالی نہیں ہوتی اسی طرح بنوعباس کے قیام سے زمین خالی نہیں ہوگی اور ہر جانب سے ابو مسلم کے پاس لوگ آئے اور اس کی فوج بکثرت ہو گئی۔

اور جب عید الفطر کا دن آیا تو ابو مسلم نے سلیمان بن کثیر کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور اس نے اس کے لیے منبر نصب کیا اور یہ کہ وہ بنی امیہ کی مخالفت کرے اور سنت پر عمل کرے۔ پس نماز کے لیے الصلوۃ جامعۃ کا اعلان کیا گیا اور ان کے برخلاف نہ اذان دی اور نہ اقامت کہی اور خطبہ سے قبل نماز شروع کی اور پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے چھ تکبیریں کہیں' نہ چار اور

دوسری میں پانچ کہیں نہ تین' اور ذکر' تکبیر سے خطبہ کا آغاز کیا اور اسے قرأت پر ختم کیا اور لوگ عید کی نماز سے واپس چلے گئے تو ابو مسلم نے ان کے لیے کھانا تیار کیا تھا اس نے لوگوں کے آگے رکھا اور اس نے نصر بن سیار کی طرف خط لکھا جس میں اس نے اپنے آپ سے آغاز کیا پھر اس نے کہا نصر بن سیار کی طرف۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اما بعد! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اقوام کی کی برائی بیان کی ہے اور فرمایا ہے وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى اِلَّا ۔الی قولہ تَحْوِيْلًا ۔نصر کو یہ بات گراں گزری کہ اس نے اپنے نام کو اس کے نام سے مقدم کیا ہے اور اس نے طویل سوچ بچار کی اور کہنے لگا اس خط کا جواب ہے۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ پھر نصر بن سیار نے ابو مسلم کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بہت سے سوار بھیجے اور یہ اس کے ظہور کے ۱۸ ماہ بعد کا واقعہ ہے اور ابو مسلم نے ان کے مقابلہ میں مالک بن الہیثم خزاعی کو بھیجا' ان کی مڈبھیڑ ہوئی تو مالک نے انہیں رسول اللہ ﷺ کی آل سے رضامندی کی دعوت دی' انہوں نے اس بات سے انکار کیا اور انہوں نے دن کے آغاز سے عصر تک صف بندی کی اور مالک کے پاس فوج آ گئی جس سے طاقتور ہو گیا اور مالک نے ان پر فتح پائی اور یہ پہلا کارزار ہے جس میں بنو عباس اور بنو امیہ کی فوجوں نے باہم جنگ کی۔

اور اس سال خازم بن خزیمہ نے مروالروز پر غلبہ پا لیا اور اس کے عالم کو جو نصر بن سیار کی جانب سے مقرر تھا قتل کر دیا جس کا نام بشر بن جعفر السعدی تھا اور اس نے ابو مسلم کو فتح کی اطلاع لکھ بھیجی اور اس وقت ابو مسلم تو خیر جوان تھا جسے ابراہیم نے اس کی تیز فہمی' بہادری اور جودت ذہنی کی وجہ سے اپنی دعوت کے لیے منتخب کیا تھا اور اس کی اصل کوفہ کے مضافات سے تعلق رکھتی تھی اور وہ ادریس بن معقل العجلی کا غلام تھا جسے بنو عباس کے ایک داعی نے چار سو درہم میں خرید لیا۔ پھر محمد بن علی نے اسے لے لیا پھر اس کی دوستی آل عباس سے ہو گئی اور امام ابراہیم نے ابوالنجم اسماعیل بن عمران کی بیٹی سے اس کا نکاح کر دیا اور اس کی جانب سے اسے مہر دیا اور اپنے عراق و خراسان کے داعیوں کی طرف خط لکھا کہ وہ اس کی بات سنیں تو انہوں نے اس کے حکم پر عمل کیا حالانکہ گزشتہ سال انہوں نے اس کے حکم کو رد کر دیا تھا کیونکہ وہ ان میں چھوٹا تھا۔

پس جب یہ سال آیا تو امام نے ان کی طرف تاکیدی خط لکھا کہ وہ اس کی اطاعت کریں اور اسی میں ان کی اور اس کی بھلائی تھی (اور اللہ کا حکم طے شدہ ہوتا ہے) اور جب خراسان میں ابو مسلم کا معاملہ مشتہر ہو گیا تو ان عرب گروہوں نے جو وہاں موجود تھے اس کے ساتھ جنگ و قتال کے لیے باہم معاہدہ کیا اور اس نے کرمانی اور شیبان کو مجبور نہ کیا کیونکہ وہ دونوں نصر کے باغی تھے اور ابو مسلم بھی ان دونوں کی طرح نصر کا مخالف تھا اس کے باوجود وہ مروان الحمار کی معزولی کی دعوت دیتا تھا اور نصر نے شیبان سے اپیل کی کہ وہ ابو مسلم کے ساتھ جنگ کرنے میں اس کا ساتھ دے یا اس سے رکا رہے تاکہ وہ اس کے ساتھ جنگ میں پوری طاقت لگا دے اور جب وہ ابو مسلم کو قتل کر دے تو وہ دونوں دوبارہ اپنی عداوت پر قائم ہو جائیں اس نے اس کی بات کو تسلیم کر لیا اور نصر نے ابو مسلم کو بھی اس کی اطلاع دی تو اس نے کرمانی کو یہ بات بتانے کے لیے اس کے پاس ایک آدمی بھیجا تو کرمانی نے

شیبان کو اس بات پر ملامت کی اور اسے اس بات سے موڑ دیا اور ابومسلم نے نصر بن نعیم کو ہرات کی طرف بھیجا جس نے اس کے عامل عیسیٰ بن عقیل اللیثی سے اسے چھین لیا اور ابومسلم کو اس کی اطلاع لکھ بھیجی اور اس کا عامل بھاگ کر نصر کے پاس آ گیا۔ پھر شیبان نے نصر بن سیار سے ایک سال تک باہمی جنگ کے ترک کرنے پر مصالحت کر لی اور یہ کرمانی کی ناپسندیدگی کے باوجود ہوا اور کرمانی کے بیٹے نے ابومسلم کو اطلاع بھیجی کہ میں نصر کے ساتھ جنگ کرنے میں تیرے ساتھ ہوں اور ابومسلم سوار ہو کر کرمانی کی خدمت میں گیا اور دونوں نے نصر سے جنگ کرنے اور اس کی مخالفت کرنے پر اتفاق کر لیا اور ابومسلم ایک کھلی جگہ کی طرف منتقل ہو گیا اور اس کی فوج بہت زیادہ ہو گئی اور اس نے محافظین' پولیس' رسائل اور دیوان وغیرہ پر جن کی بادشاہ کو ضرورت ہوتی ہے عمال مقرر کئے اور قاسم بن مجاشع تمیمی کو جو ایک نقیب تھا قاضی مقرر کیا اور وہ ابومسلم کو نماز پڑھاتا تھا اور بعض واقعات بیان کرتا تھا اور بنوہاشم کے محاسن بیان کرتا تھا اور بنوامیہ کی خدمت کرتا تھا۔ پھر ابومسلم بالین نامی بستی میں منتقل ہو گیا جو نشیبی جگہ پر تھی۔ پس اسے خدشہ ہوا کہ نصر بن سیار اس کا پانی بند کر دے گا اور یہ اس سال کے ۶ ذوالحجہ کی بات ہے اور قاضی بن مجاشع نے عیدالاضحیٰ کے روز انہیں نماز پڑھائی اور نصر بن سیار بادل کی مانند افواج کے ساتھ ابومسلم سے جنگ کرنے چلا اور اس نے شہر پر نائب مقرر کئے اور ان دونوں کے واقعات کو ہم آئندہ سال میں بیان کریں گے۔

ابن کرمانی کا قتل:

نصر بن سیار اور کرمانی یعنی جدیع بن علی کرمانی کے درمیان گھمسان کی جنگ ہوئی اور فریقین کے بہت سے آدمی مارے گئے اور ابومسلم دونوں پارٹیوں سے خط وکتابت کرنے لگا اور انہیں اپنی طرف مائل کرنے لگا وہ نصر اور ابن کرمانی کو لکھتا ہے مجھے امام نے تمہارے متعلق بھلائی کی وصیت کی ہے اور میں تمہارے بارے میں اس کی رائے سے تجاوز نہیں کر سکتا اور اس نے جماعت کو بنوعباس کی طرف دعوت دیتے ہوئے خط لکھا تو بہت سے لوگوں نے اس کی بات کو قبول کر لیا اور ابومسلم آ کر نصر کی خندق اور ابن کرمانی کی خندق کے درمیان اتر پڑا اور دونوں فریق اس سے ڈر گئے اور نصر بن سیار نے مروان کو' ابومسلم کے معاملے کی اور اس کے ساتھ جو بے شمار لوگ تھے ان کی اطلاع دیتے ہوئے خط لکھا نیز یہ کہ وہ ابراہیم بن محمد کی طرف دعوت دیتا ہے اور اس نے اپنے خط میں یہ بھی لکھا:

''میں راکھ کے درمیان چنگاری کی چمک دیکھ رہا ہوں جو بھڑک اٹھنے کے لائق ہے بلاشبہ آگ لکڑیوں سے جلائی جاتی ہے اور جنگ کا آغاز باتوں سے ہوتا ہے اور میں نے تعجب سے کہا کاش مجھے معلوم ہو کہ بنوامیہ سوئے ہوئے ہیں یا بیدار ہیں''۔

مروان نے اسے لکھا جو کچھ حاضر شخص دیکھتا ہے اسے غائب نہیں دیکھتا' نصر نے کہا تمہارے ساتھی نے تمہیں خبر دی ہے کہ نصر اس کے پاس نہیں ہے اور بعض ان اشعار کو بالفاظ دیگر بیان کرتے ہیں:

''میں راکھ کے درمیان آگ کی چمک دیکھ رہا ہوں' ہوسکتا ہے کہ وہ بھڑک اٹھے اور بلاشبہ آگ لکڑیوں سے جلائی جاتی ہے اور جنگ کا آغاز باتوں سے ہوتا ہے اور اگر قوم کے عقل مند اسے نہ بجھائیں تو اجسام اور کھوپڑیاں اس کا ایندھن بنتی

ہیں۔ میں متعجب ہو کر کہتا ہوں کاش مجھے معلوم ہوتا کہ بنوامیہ سوئے ہوئے ہیں یا بیدار ہیں اور اگر وہ اس وقت سوئے ہوئے ہیں تو انہیں کہو کہ اٹھ کھڑے ہوں کہ کھڑے ہونے کا وقت آ گیا ہے''۔

ابن خاکان نے بیان کیا ہے کہ یہ اشعار تو اسی طرح کے ہیں جو بعض علویوں نے اس وقت کہے تھے جب عبداللہ بن الحسین کے دونوں بیٹوں محمد اور ابراہیم نے سفاح کے بھائی منصور کے خلاف بغاوت کی تھی۔

''میں میدانوں میں آگ کو بھڑکتے دیکھ رہا ہوں جس کی شعاعیں ہر جانب جارہی ہیں اور بنوعباس اس سے غافل ہو چکے ہیں اور آسودگی اور امن کے ساتھ سوئے ہوئے ہیں جیسے بنوامیہ سو گئے تھے پھر وہ اس وقت دفاع کو اٹھے جب دفاع فائدہ بخش نہ تھا''۔

اور اسی طرح نصر بن سیار نے عراق کے نائب یزید بن عمر بن ہبیرہ سے امداد طلب کرتے ہوئے اسے خط لکھا:

یزید کو اطلاع دو کہ سچی بات ہی بہترین بات ہوتی ہے اور مجھے یقین ہو گیا ہے کہ جھوٹ میں کوئی بھلائی نہیں اور تو نے خراسان کے علاقے میں انڈے دیکھے ہیں جب وہ بچے دیں گے تو مجھے عجیب باتیں بتائی جائیں گی اور وہ دو دن کے بچے ہیں مگر بڑے ہو گئے اور جوان نہیں ہوئے ہیں اور انہوں نے پروں کے روئیں پہن لئے ہیں پس اگر وہ جوان ہو جائیں اور ان کے لیے کوئی حیلہ نہ کیا گیا تو وہ جنگ کی آگ کو خوب بھڑکا دیں گے۔

ابن ہبیرہ نے نصر کے خط کو مروان کے پاس بھیج دیا اور اتفاق سے جب خط اس کے پاس پہنچا تو انہوں نے امام ابراہیم کی جانب سے ایک ایلچی دیکھا جس کے پاس ابراہیم کا ایک خط تھا جو آپ نے ابو مسلم کی طرف بھیجا تھا اس میں انہوں نے ابو مسلم کو برا بھلا کہا اور اسے حکم دیا کہ وہ نصر بن سیار اور ابن کرمانی کے مقابلہ میں کھڑا ہو جائے اور وہاں کسی ایسے شخص کو نہ چھوڑے جو اچھی طرح عربی بول سکتا ہو اس موقع پر مروان نے جو حران میں مقیم تھا' اپنے دمشق کے نائب ولید بن معاویہ بن عبدالملک کی طرف خط لکھا جس میں اسے حکم دیا کہ وہ حمیمہ کی طرف جائے۔ یہ وہ شہر ہے جس میں امام ابراہیم بن محمد مقیم تھے اور انہیں بیڑیاں ڈال کر اس کے پاس بھیج دے۔

پس دمشق کے نائب نے بلقاء کے نائب کو پیغام بھیجا اور وہ مذکورہ شہر کی مسجد میں گیا اور اس نے امام ابراہیم کو بیٹھے دیکھا اور اس نے آپ کو بیڑیاں ڈال کر دمشق کی طرف بھیج دیا اور دمشق کے نائب نے فوراً آپ کو مروان کے پاس بھیج دیا اور اس کے حکم سے آپ کو قید کر دیا گیا اور پھر آپ قتل کر دیئے گئے جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

اور جب ابو مسلم' نصر اور ابن کرمانی کی فوج کے درمیان بیٹھ گیا تو اس نے ابن کرمانی کے ساتھ خط و کتابت کی کہ میں تیرے ساتھ ہوں تو وہ اس کی طرف مائل ہو گیا تو نصر نے اسے خط لکھا تو ہلاک ہو جائے دھوکہ نہ کھانا بلاشبہ وہ تجھے اور تیرے اصحاب کو قتل کرنا چاہتا ہے آؤ تاکہ ہم اپنے درمیان مصالحت کی تحریر لکھیں پس ابن کرمانی اپنے گھر میں آیا' پھر ایک سو سواروں کے ساتھ رحبہ کی طرف گیا اور اس نے نصر کو بھی پیغام بھیجا کہ آؤ تاکہ ہم باہم تحریر کر لیں اور نصر نے ابن کرمانی کی دھوکہ دہی کو معلوم کر لیا اور اس نے بہت سے لوگوں کے ساتھ تیزی سے حملہ کیا اور انہوں نے حملہ کر کے اسے اور اس کی فوج میں سے ایک جماعت کو قتل کر دیا

اور کرمانی میدان کارزار میں مارا گیا۔ ایک شخص نے اس کے پہلو پر نیزہ مارا تو وہ اپنی سواری کے نیچے گر پڑا پھر نصر نے اسے صلیب دینے کا حکم دیا اور اسکے ساتھ ایک جماعت کو بھی صلیب دیا گیا اور اس کے ساتھ سمک کو بھی صلیب دیا گیا اور اس کے بیٹے ابومسلم خراسانی کے ساتھ مل گئے اور ابن کرمانی کے اصحاب میں سے لوگوں کی کئی پارٹیاں اس کے ساتھ تھیں اور وہ نصر کے خلاف متحد ہو گئے۔

ابن جریرؒ نے بیان کیا ہے کہ اس سال عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر جنگ کے بعد جس کا بیان طوالت کا باعث ہوگا' ایران اور اسکے صوبہ جات اور حلوان اور قومس اور اصبہان اور مری پر متغلب ہوگیا۔ پھر عامر بن ضبارہ نے اصطخر میں اس سے مڈبھیڑ کی اور ابن ضبارہ نے اسے شکست دی اور اس کے اصحاب میں سے چالیس ہزار آدمیوں کو قیدی بنالیا جس میں عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس بھی شامل تھے' ابن ضبارہ نے اسے کہا مجھ پر فرض تھا جس میں میں آیا ہوں۔ پس حرب بن قطن بن وہب الہلالی اس کے پاس گیا اور اس سے ہبہ طلب کیا اور کہا وہ ہمارا بھانجا ہے تو اس نے اسے بخش دیا اور کہنے لگا میں قریش کے کسی شخص پر دلیری نہیں کروں گا پھر ابن ضبارہ نے اس سے ابن معاویہ کے حالات معلوم کئے تو اس نے اس کی مذمت کی اور اس نے اور اس کے اصحاب نے اس پر لواطت کی تہمت لگائی اور قیدیوں میں سے ایک سو غلام رنگ دار کپڑوں کے ساتھ لائے گئے اور وہ ان کے ساتھ بے حیائی کرتا تھا اور ابن ضبارہ نے عبداللہ بن علی کو ابن ہبیرہ کا ایلچی بننے پر آمادہ کیا تاکہ وہ اسے کچھ بتائے جو اس نے ابن معاویہ کے بارے میں ابن ضبارہ کو بتایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے کہ بنی امیہ کی حکومت کا زوال اس شخص یعنی عبداللہ بن علی بن عبدالرحمٰن بن عباس کے ہاتھوں ہوگا اور اس بات کا ان میں سے کسی کو بھی علم نہیں۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے اور اس سال کے حج کے اجتماع کا منتظم ابوحمزہ خارجی تھا جس نے مروان کے متعلق تحکم مخالفت اور بیزاری کا اظہار کیا۔ پس مکہ مدینہ اور طائف کے امیر عبدالواحد بن سلیمان بن عبدالملک نے ان سے خط وکتابت کی اور اس سال حجاج کا معاملہ اسی کے سپرد تھا پھر اس نے ۱۲ ذوالحجہ کے روز امان کی شرط پر ان سے مصالحت کرلی اور وہ عرفات میں لوگوں سے علیحدہ ٹھہرے' پھر ان سے ہٹ گئے اور جب منیٰ سے مکہ جانے کا پہلا دن آیا تو عبدالواحد نے جلدی کی اور مکہ کو چھوڑ دیا اور خارجی جنگ کے بغیر اس میں داخل ہوگیا اور ایک شاعر نے اس بارے میں کہا:

''حجاج نے ایک گروہ کی ملاقات کی جس نے اللہ کے دین کی مخالفت کی اور عبدالواحد بھاگ گیا اور وہ بھاگتے ہوئے بیویوں اور امارت کو چھوڑ گیا اور بدکے ہوئے اونٹ کی طرح ٹامک ٹوئیاں مارتا چلا گیا اور اگر اس کا والد اس کے پسینے کو پسند کرتا تو آنے والے کے پسینے سے اس کے گھاٹ صاف ہو جاتے''۔

اور جب عبدالواحد مدینہ واپس آیا تو وہ خارجی کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے دستے بھیجنے لگ گیا اور اس نے اخراجات کیے اور فوجوں کے عطیات میں اضافہ کردیا اور ان کو جلدی سے روانہ کیا اور عراق کا امیر یزید بن ہبیرہ تھا اور خراسان کا امیر نصر بن سیار تھا جس کے بعض شہروں پر ابومسلم خراسانی قابض ہوگیا تھا۔ اور اس سال وفات پانے والے اعیان میں علی بن زید بن جدعان ایک قول کے مطابق اور یحییٰ بن ابی کثیر شامل ہیں اور ہم نے ان کے حالات کو التکمیل میں بیان کیا ہے۔ وللہ الحمد۔

۱۳۰ھ

اس سال کی ۹ جمادی الاولیٰ کو جمعرات کے روز ابومسلم خراسانی مرو آیا اور اس کے دارالامارۃ میں اترا اور اس نے اسے نصر بن سیار کے ہاتھ سے چھین لیا اور یہ علی بن کرمانی کی مدد سے ہوا اور نصر بن سیار لوگوں کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ جو تقریباً تین ہزار تھی بھاگ گیا اور اس کے ساتھ اس کی بیوی المرزبانہ بھی تھی حتیٰ کہ وہ سرخس پہنچ گیا اور اس نے اپنی بیوی کو اپنے پیچھے چھوڑ دیا اور خود بچ گیا اور ابومسلم کا معاملہ بہت بڑھ گیا اور فوجیں اس کے گرد جمع ہوگئیں۔

شیبان بن سلمہ حروری کا قتل:

جب نصر بن سیار بھاگ گیا تو شیبان باقی رہ گیا اور وہ ابومسلم کے خلاف اس کا مددگار تھا پس ابومسلم نے اس کی طرف ایلچی بھیجے تو اس نے انہیں قید کر دیا۔ ابومسلم نے بنی لیث کے غلام بسام بن ابراہیم کو حکم بھیجا کہ وہ شیبان کی طرف جا کر اس سے جنگ کرے وہ اس کی طرف گیا اور دونوں نے باہم جنگ کی اور بسام نے اسے شکست دی اور اسے قتل کر دیا اور اس کے بعد اصحاب نے قتل کرنے اور قیدی بناتے ہوئے ان کا تعاقب کیا۔ پھر ابومسلم کرمانی کے دونوں بیٹوں علی اور عثمان کو قتل کر دیا۔ پھر ابومسلم نے ابوداؤد کو بلخ کی طرف روانہ کیا اور اس نے اسے زیاد بن عبدالرحمٰن قشیری سے چھین لیا اور ان سے بہت سے اموال بھی چھین لیے۔ پھر ایک روز ابومسلم نے ابوداؤد کے ساتھ کرمانی کے بیٹے عثمان کے قتل کرنے پر اتفاق کر لیا اور بعینہ اسی روز ابومسلم علی بن جدیع کرمانی کو قتل کر دے گا اور یہ اسی طرح وقوع میں آیا۔

اور اس سال ابومسلم نے قحطبہ بن شبیب کو نصر بن سیار سے جنگ کرنے کے لیے نیشاپور بھیجا اور قحطبہ کے ساتھ کبار امراء کی ایک جماعت بھی تھی جن میں خالد بن برمک بھی شامل تھا اور انہوں نے تمیم بن نصر بن سیار کے ساتھ مڈبھیڑ کی اور اس کے باپ نے اسے ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بھیجا تھا' قحطبہ نے نصر کے اصحاب میں سے تقریباً ۱۷ ہزار آدمیوں کو میدان کارزار میں قتل کر دیا اور ابومسلم نے علی بن معقل کی سرکردگی میں دس ہزار سواروں کی فوج قحطبہ کی طرف بھیجی اور انہوں نے جنگ کی اور نصر کے اصحاب میں سے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا۔ نیز انہوں نے تمیم بن نصر کو بھی قتل کر دیا اور بے شمار اموال حاصل کئے۔ پھر عراق کے مروانی نائب یزید بن عمر بن ہبیرہ نے نصر بن سیار کی مدد کے لیے ایک فوج بھیجی اور قحطبہ نے ماہ ذوالحجہ کے آغاز میں ان سے مڈبھیڑ کی اور یہ جمعہ کا روز تھا پس انہوں نے باہم شدید جنگ کی اور بنی امیہ کی فوج نے شکست کھائی اور اہل شام وغیرہ کے دس ہزار آدمی قتل ہو گئے جن میں جرجان کا عامل نباتہ بن حنظلہ بھی شامل تھا' قحطبہ نے اس کا سر ابومسلم کو بھجوا دیا۔

ابوحمزہ خارجی کے مدینہ نبویہ میں داخل ہونے اور اس پر قابض ہو جانے کا بیان

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال قدید میں ابوحمزہ خارجی کے ساتھ معرکہ آرائی ہوئی جو ایام حج کے سال کے آغاز میں آیا اور اہل مدینہ میں سے قریش کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا پھر وہ مدینہ میں داخل ہو گیا اور اس کا نائب عبدالواحد بن سلیمان بھاگ گیا اور خارجی نے اس کے بہت سے باشندوں کو قتل کر دیا یہ اس سال کے ۱۹ صفر کا واقعہ ہے۔ پھر اس نے رسول اللہ ﷺ

کے منبر پر چڑھ کر خطاب کیا اور اہل مدینہ کو زجر وتوبیخ کی اور کہا اے اہل مدینہ میں احول یعنی ہشام بن عبدالملک کے زمانے میں تمہارے پاس سے گزرا تھا اور تمہارے پھلوں پر آفت پڑی تھی تو تم نے اس سے اپیل کرتے ہوئے اسے لکھا تھا کہ وہ اندازے کو ساقط کر دے تو اس نے اسے ساقط کر دیا تو تمہارا مالدار مالداری میں اور تمہارا فقیر فقر میں بڑھ گیا اور تم نے اسے لکھا کہ اللہ تم کو جزائے خیر دے پس اللہ نے اسے جزائے خیر دی اور اس نے طویل گفتگو میں یہ بات کہی اور اس نے ان کے پاس تین ماہ صفر کے بقیہ دن اور ربیع کے دو ماہ اور جمادی الاول کے کچھ دن قیام کیا جیسا کہ واقدی وغیرہ نے بیان کیا ہے۔

اور المدائنی نے بیان کیا ہے کہ ایک روز ابوحمزہ رسول اللہ ﷺ کے منبر پر چڑھا پھر کہنے لگا اے اہل مدینہ تمہیں معلوم ہے کہ ہم اپنے ملک سے غرور وتکبر کے لیے نہیں نکلے اور نہ ہم حکومت چاہتے ہیں کہ اس کی آگ میں داخل ہوں۔ ہمیں اپنے گھروں سے اس بات نے نکالا ہے کہ ہم نے دیکھا کہ حق کے چراغ بجھ گئے ہیں اور حق کہنے والے کمزور ہو گئے ہیں اور انصاف پر قائم رہنے والے قتل ہو گئے ہیں اور جب ہم نے یہ بات دیکھی تو زمین اپنی وسعت کے باوصف ہم پر تنگ ہو گئی اور ہم نے ایک داعی کو رحمان کی اطاعت اور قرآن کے فیصلے کی طرف دعوت دیتے دیکھا تو ہم نے اللہ کے داعی کو جواب دیا (اور جو اللہ کے داعی کو جواب نہ دے وہ زمین میں عاجز کرنے والا نہیں) ہم مختلف قبائل سے آئے ہیں ہم میں سے ایک جماعت ایک اونٹ پر آئی ہے اسی پر آپ اور آپ کا زادراہ تھا' وہ باری باری ایک لحاف اوڑھتے تھے اور وہ زمین میں قلیل اور کمزور تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہمیں پناہ دی اور اپنی مدد سے ہماری تائید کی اور ہم اللہ کے احسان سے بھائی بھائی ہو گئے۔ پھر ہم نے قدید میں تمہارے جوانوں سے جنگ کی اور ہم نے انہیں رحمان کی اطاعت اور قرآن کے فیصلے کی طرف دعوت دی اور انہوں نے ہمیں شیطان کی اطاعت اور بنومروان کے فیصلے کی طرف دعوت دی۔ اللہ کی قسم' ہدایت اور گمراہی کے درمیان بڑا فرق ہے۔ پھر وہ ہماری جانب دوڑتے ہوئے آئے اور شیطان نے ان میں اپنے قدم جما لیے اور اس کی ہنڈیاں ان کے خون سے ابلنے لگیں اور اس کا ظن ان کے بارے میں صحیح نکلا اور انہوں نے اس کی پیروی کی اور انصار اللہ بھی ہندی تلواروں کے ساتھ زیب وزینت کے ساتھ آئے اور چکیاں چکر لگانے لگیں اور ان کی چکی نے بھی چکر لگایا اور انہوں ایسی شمشیر زنی کی جس سے باطل کام کرنے والے شک میں پڑ جاتے ہیں۔

اور اے اہل مدینہ اگر تم نے مروان کی مدد کی تو اللہ تعالیٰ تم کو اپنے عذاب سے یا ہمارے ہاتھوں سے ہلاک کر دے گا اور مؤمنین کے دل کو ٹھنڈا کرے گا۔ اے اہل مدینہ تمہارا آغاز بہترین آغاز ہے اور تمہارا انجام برا ہے۔ اے اہل مدینہ لوگ ہم سے ہیں اور ہم ان میں سے ہیں سوائے اس کے کہ کوئی مشرک' بت پرست یا اہل کتاب یا ظالم امام ہو۔ اے اہل مدینہ جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ اللہ کسی نفس کو اس کی طاقت سے بڑھ کر مکلف کرتا ہے یا اس سے اس چیز کا مطالبہ کرتا ہے جو اس نے اسے نہیں دی تو وہ اللہ کا دشمن ہے اور میں اس سے جنگ کروں گا۔ اے اہل مدینہ مجھے آٹھ حصوں کے متعلق بتاؤ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں قوی وضعیف پر فرض کیا ہے' پس نواں آیا اور اس کے لیے ان میں سے ایک حصہ بھی نہ تھا۔ پس اس نے انہیں مخالفت اور اپنے رب سے محاربت کرتے ہوئے لے لیا۔

اے اہل مدینہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم میرے اصحاب کی تنقیص کرتے ہو تم کہتے ہو وہ نوخیز جوان اور اجڈ اور اکھڑ بدو ہیں تم

ہلاک ہو جاؤ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نوخیز جوان نہ تھے۔ خدا کی قسم وہ نوجوان اپنی نوجوانی ہی میں ادھیڑ عمر تھے اور شر سے ان کی آنکھیں جھکی ہوئی تھیں اور باطل کاموں میں کوشش کرنے سے ان کے پاؤں سست تھے' انہوں نے خدا کی خاطر جانوں کو بیچ دیا تھا جو مرنے سے بھی نہیں مرتی تھیں۔ انہوں نے ان کے کالے کو اپنے کالے سے اور ان کے قیام شب کو اپنے دن کے روزوں سے ملا لیا تھا' قرآن کے سیپاروں پر ان کی کمریں جھکی ہوئی ہیں اور جب بھی وہ کسی خوف کی آیت سے گزرتے ہیں تو آگ کے خوف سے چیخیں مارتے ہیں اور جب شوق کی آیت سے گزرتے ہیں تو جنت کے شوق سے آواز بلند کرتے ہیں اور جب وہ سونتی ہوئی تلواروں اور اٹھے ہوئے نیزوں اور سوفار لگے تیروں اور موت کی بجلیوں سے لرزتے لشکروں کو دیکھتے ہیں تو قسم بخدا قرآن کریم میں جو اللہ کی وعید آئی ہے اس کے مقابلہ میں انہوں نے فوج کی وعید کو ہلکا سمجھا اور فوج کی وعید سے اللہ کی وعید کو ہلکا نہیں سمجھا۔ پس انہیں اچھا انجام مبارک ہو اور پرندوں کی چونچوں میں کتنی ہی آنکھیں ہیں جو نصف شب کو بہت دفعہ خوف الٰہی سے روئیں اور بہت دفعہ خوف خدا سے خالی ہو کر روئیں اور کتنے ہی ہاتھ ہیں جو اپنے جوڑوں سے الگ ہو گئے جنہوں نے بہت دفعہ راہ خدا میں شمشیر زنی کی اور دشمنان خدا سے جہاد کیا اور بہت دفعہ اطاعت الٰہی میں ہاتھ والے نے اس پر ٹیک نہ لگائی میں یہ بات کہتا ہوں اور میں اپنی تقصیر کے بارے میں اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں۔ وما توفیقی الا باللہ۔

پھر مدائنی نے عن عباس عن ہارون عن جدہ' روایت کی ہے کہ اس نے بیان کیا کہ ابو حمزہ خارجی نے اہل مدینہ کے ساتھ حسن سلوک کیا تو وہ اس کی طرف مائل ہو گئے حتیٰ کہ انہوں نے اسے کہتے سنا پوشیدگی جاتی رہی ہے ہم تیرے دروازے سے کہاں جائیں پھر اس نے کہا جس نے زنا کیا وہ کافر ہے جس نے چوری کی وہ کافر ہے اس موقع پر لوگوں نے اس سے نفرت کی اور اس کی محبت کو چھوڑ دیا اور اس نے مدینہ میں قیام کیا حتیٰ کہ مروان الحمار نے بنی سعد کے ایک شخص عبدالملک بن عطیہ کو چار ہزار شامی فوجوں کے ساتھ بھیجا جن میں مروان نے اپنی فوج سے منتخب کیا تھا اور اس نے ان میں سے ہر شخص کو ایک سو دینار اور ایک عربی گھوڑا اور ایک خچر اس کا بوجھ اٹھانے کے لیے دیا اور اسے حکم دیا کہ وہ اس سے جنگ کرے اور اسے چھوڑے نہیں اور اگر وہ اسے یمن میں ملے تو وہ اس تک اس کا تعاقب کرے اور صنعاء کے نائب عبداللہ بن یحییٰ سے جنگ کرے۔

پس ابن عطیہ روانہ ہو کر وادی القریٰ تک پہنچ گیا تو ابو حمزہ خارجی اسے شام میں مروان سے جنگ کرنے کے لیے آتے ملا پس انہوں نے رات تک وہاں جنگ کی تو اس نے اسے کہا اے ابن عطیہ! تو ہلاک ہو جائے بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے رات کو سکون کے لیے بنایا ہے۔ جنگ کو کل تک مؤخر کر دو۔ اس نے اس کے ساتھ جنگ بند کرنے سے انکار کر دیا۔ پس وہ مسلسل ان سے جنگ کرتا رہا حتیٰ کہ اس نے انہیں شکست دے دی اور وہ پیٹھ پھیر گئے اور ان کی فوج مدینہ واپس آ گئی اور اہل مدینہ نے تیزی کے ساتھ ان پر حملہ کیا اور انہوں نے ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور ابن عطیہ مدینہ میں داخل ہو گیا اور ابو حمزہ کی فوج نے شکست کھائی۔

کہتے ہیں کہ اس نے وہاں ایک ماہ قیام کیا پھر اس پر نائب مقرر کیا پھر مکہ پر نائب مقرر کیا اور یمن کی طرف روانہ ہو گیا اور نائب صنعا عبداللہ بن یحییٰ اس کے مقابلہ میں نکلا اور دونوں نے باہم جنگ کی اور ابن عطیہ نے اسے قتل کر دیا اور اس کا سر مروان کو بھیج دیا اور مروان کا خط اس کے پاس آیا جس میں اس نے اسے حکم دیا کہ وہ اس سال لوگوں کو حج کروائے اور جلدی سے مکہ کی

طرف چلا جائے۔ پس وہ صنعاء سے بارہ ہزار سواروں کے ساتھ روانہ ہوا اور اس نے اپنی فوج کو صنعاء میں چھوڑا اور اس کے ساتھ چالیس ہزار دینار خراج بھی تھا اور راستے میں وہ ایک منزل پر اترا تو اچانک اس کے پاس دو امیر آ گئے جنہیں جمانہ کے بیٹے کہا جاتا ہے اور وہ اس جانب کے سادات میں سے تھا انہوں نے کہا تم ہلاک ہو جاؤ تم چور ہو اس نے کہا میں ابن عطیہ ہوں اور یہ میرے نام امیر المومنین کا خط امارت حج کے بارے میں ہے ہم اس لیے تیزی سے چل رہے ہیں کہ حج کے اجتماع میں شامل ہو جائیں۔ انہوں نے کہا یہ جھوٹ ہے۔ پھر انہوں نے ان پر حملہ کر دیا اور ابن عطیہ اور اس کے اصحاب کو قتل کر دیا اور ان میں سے صرف ایک شخص بچا اور جو مال ان کے پاس تھا انہوں نے قبضہ میں کر لیا۔

ابو معشر کا بیان ہے کہ اس سال محمد بن عبدالملک بن مروان نے لوگوں کو حج کروایا اور مکہ مدینہ اور طائف کی امارت اس کے پاس تھی اور عراق کا نائب ابن ہبیرہ تھا اور خراسان کی امارت نصر بن سیار کے پاس تھی ہاں ابومسلم نے خراسان کے بہت سے شہروں اور بستیوں پر قبضہ کر لیا اور نصر نے ابن ہبیرہ کو پیغام بھیجا کہ وہ اسے دس ہزار فوج سے مدد دے' قبل اس کے کہ اسے ایک لاکھ کافی نہ ہو اسی طرح اس نے مروان کو بھی استمداد کے لیے خط لکھا اور مروان نے ابن ہبیرہ کو لکھا کہ اس کی مرضی کے مطابق اسے دے گا۔

اور اس سال وفات پانے والے اعیان میں شعیب بن الحجاب' عبدالعزیز بن صہیب' عبدالعزیز بن رفیع' کعب بن علقمہ اور محمد بن المنکدر شامل ہیں۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

۱۳۱ھ

اس سال کے محرم میں قحطبہ بن شبیب نے اپنے بیٹے حسن کو نصر بن سیار سے جنگ کرنے کے لیے قومس کی طرف روانہ کیا اور اس کے پیچھے فوج بھی بھیجی پس اس نے کچھ فوج کو نصر کے ساتھ ملا دیا اور نصر کوچ کر کے ری میں اترا اور اس نے وہاں دو دن قیام کیا پھر وہ بیمار ہو گیا تو وہاں سے ہمدان چلا گیا اور جب وہ ہمدان کے قریب آیا تو اس سال کی ۱۲ ربیع الاول ۸۵ سال کی عمر میں فوت ہو گیا اور جب نصر مر گیا تو ابومسلم اور اس کے اصحاب بلاد خراسان طاقتور ہو گئے اور ان کی طاقت بہت بڑھ گئی اور قحطبہ' جرجان سے روانہ ہوا اور اس نے اپنے آگے زیاد بن زرارہ قشیری کو بھیجا اور وہ ابومسلم کی اتباع پر نادم تھا' پس اس نے فوج کو چھوڑ دیا اور اپنے ساتھ ایک جماعت کو لے کر اصبہان کے راستے چلا تاکہ ابن ضبارہ کے پاس آئے اور قحطبہ نے اس کے پیچھے ایک فوج روانہ کی جس نے اس کے اکثر اصحاب کو قتل کر دیا اور قحطبہ اس کے پیچھے پیچھے قومس آیا اور اسے اس کے بیٹے حسن نے فتح کر لیا تھا۔ پس اس نے وہاں قیام کیا اور اس نے اپنے بیٹے کو اپنے آگے ری کی طرف بھیجا' پھر خود اس کے پیچھے پیچھے گیا تو اس نے دیکھا کہ اس نے اسے فتح کر لیا ہے پس اس نے وہاں قیام کیا اور ابومسلم کو یہ بات لکھ بھیجی اور ابومسلم مرو ان سے کوچ کر کے نیشاپور اترا اور اس کا معاملہ مضبوط ہو گیا اور قحطبہ نے ری میں داخل ہونے کے بعد اپنے بیٹے حسن کو اپنے آگے ہمدان کی طرف بھیجا اور جب وہ اس کے نزدیک آیا تو مالک بن ادہم اور شام وخراسان کی فوجوں کا ایک دستہ وہاں سے نکل گیا اور نہاوند میں جا اترا اور حسن نے ہمدان کو فتح

کرلیا پھر وہ ان کے پیچھے نہاوند روانہ ہو گئے اور اس کے باپ نے اس کی طرف فوج بھیجی اور اس نے ان کا محاصرہ کرلیا حتیٰ کہ اس نے نہاوند کو فتح کرلیا۔

اور اسی سال عامر بن ضبارہ نے وفات پائی اور اس کا باعث یہ ہوا کہ ابن ہبیرہ نے اسے لکھا کہ وہ قحطبہ کی طرف جائے اور اس نے اسے فوجوں سے مدد دی پس ابن ضبارہ روانہ ہو گیا حتیٰ کہ اس نے قحطبہ کے ساتھ بیس ہزار فوج سے مڈبھیڑ کی اور جب دونوں فریق آمنے سامنے ہوئے تو قحطبہ اور اس کے صحاب نے مصاحف بلند کئے اور منادی نے اعلان کیا اے اہل شام ہم تمہیں اس مصحف کی تعلیم کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ انہوں نے منادی اور قحطبہ کو گالیاں دیں۔ پس قحطبہ نے اپنے اصحاب کو ان پر حملہ کرنے کا حکم دے دیا اور ابھی ان کے درمیان بڑی جنگ نہیں ہوئی تھی کہ ابن ضبارہ کے اصحاب شکست کھا گئے اور قحطبہ کے اصحاب نے ان کا تعاقب کیا اور ان سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور انہوں نے ابن ضبارہ کو فوج میں قتل کر دیا اور انہوں نے ان کی فوج سے اس قدر مال حاصل کیا جو بیان نہیں کیا جا سکتا۔

اور اس سال قحطبہ نے نہاوند کا سخت محاصرہ کیا حتیٰ کہ ان شامیوں نے جو وہاں موجود تھے اس سے اپیل کی کہ وہ اس کے باشندوں کو مہلت دے تا کہ وہ اس کے لیے دروازہ کھول دیں پس انہوں نے اس کے لیے دروازہ کھول دیا اور ان سے ان کے لیے امان لے لی اس نے وہاں جو خراسانی موجود تھے انہیں کہا تم نے کیا کیا ہے انہوں نے کہا ہم نے اپنے اور تمہارے لیے امان حاصل کی ہے پس وہ اس خیال سے باہر نکلے کہ وہ امان میں ہیں۔ قحطبہ نے اپنے ساتھی امراء سے کہا جس کے پاس کوئی خراسانی قیدی ہے وہ اسے قتل کر کے اس کا سر ہمارے پاس لے آئے تو انہوں نے ایسے ہی کیا اور جو لوگ ابومسلم سے بھاگ گئے تھے ان میں سے ایک بھی باقی نہ بچا اور اس نے شامیوں کو رہا کر دیا اور ان کے عہد کو پورا کیا اور ان سے عہد لیا کہ وہ اس کے خلاف دشمن کی مدد نہ کریں' پھر قحطبہ نے ابوعون کو ابومسلم کے حکم سے تیس ہزار فوج کے ساتھ شہرزور کی طرف روانہ کیا اور اس نے اسے فتح کرلیا اور اس کے نائب عثمان بن سفیان کو قتل کر دیا اور بعض کا قول ہے کہ وہ قتل نہیں ہوا بلکہ وہ موصل اور جزیرہ کی طرف چلا گیا اور اس نے قحطبہ کو اس کی اطلاع بھیجی اور جب مروان کو قحطبہ اور ابومسلم اور ان کے درمیان ہونے والے واقعہ کی اطلاع ملی تو مروان حران سے منتقل ہو کر ایک جگہ اترا جسے الزاب الاکبر کہا جاتا ہے۔

اور اس سال قحطبہ نے عراق کے نائب یزید بن عمر بن ہبیرہ کا بہت بڑی فوج کے ساتھ قصد کیا اور جب وہ اس کے نزدیک ہوا تو ابن ہبیرہ الٹے پاؤں پیچھے آ گیا اور وہ مسلسل پسپا ہوتا ہوا فرات پار کر گیا اور قحطبہ نے آ کر اس کے پیچھے اسے پار کیا اور ان دونوں کے واقعہ کو ہم عنقریب آئندہ سال میں بیان کریں گے انشاء اللہ۔

۱۳۲ھ

اس سال کے محرم میں قحطبہ بن شبیب نے فرات کو پار کیا اور اس کے ساتھ فوجیں اور سوار بھی تھے اور ابن ہبیرہ فلوجہ کے نزدیک فرات کے دہانے پر بہت بڑی فوج کے ساتھ خیمہ زن تھا اور مروان نے بھی اسے بہت سی فوجوں کے ساتھ مدد دی اور ابن ضبارہ کی فوج سے شکست کھانے والے سب لوگ بھی اس کے ساتھ آ ملے۔ پھر ابن قحطبہ کوفہ پر قبضہ کرنے کے لیے اس کی طرف لوٹ گیا تو ابن ہبیرہ نے اس کا تعاقب کیا اور جب ۸ محرم کو بدھ کی رات آئی تو انہوں نے باہم شدید جنگ کی اور فریقین کے بہت سے آدمی مارے گئے پھر شامی شکست کھا کر پیٹھ پھیر گئے اور خراسانیوں نے ان کا تعاقب کیا اور قحطبہ لوگوں سے گم ہو گیا تو ایک شخص نے انہیں بتایا کہ وہ قتل ہو گیا ہے اور اس نے وصیت کی کہ اس کے بعد اس کا بیٹا حسن لوگوں کا امیر ہو اور حسن موجود نہ تھا پس انہوں نے حمید بن قحطبہ کے ہاتھ پر اس کے بھائی حسن کی بیعت کی اور ایلچی حسن کو لانے کے لیے گیا اور اس شب کو امراء کی ایک جماعت قتل ہو گئی اور قحطبہ کو معن بن زائد اور یحییٰ بن حصین نے قتل کیا اور بعض کا قول ہے کہ اسے اس شخص نے جو اس کے ساتھ تھا نصر بن سیار کے بیٹوں کے بدلہ میں قتل کیا ہے واللہ اعلم۔

اور قحطبہ مقتولین میں پایا گیا اور وہیں اسے دفن کر دیا گیا اور حسن بن قحطبہ آیا اور کوفہ کی طرف روانہ ہو گیا جہاں محمد بن خالد بن عبداللہ القسری کو بھجوایا گیا تھا اس نے بنوعباس کی طرف دعوت دی اور سیاہ لباس پہنا اور اس نے اس سال دس محرم کی شب کو خروج کیا اور ابن ہبیرہ کی طرف جو عامل وہاں مقرر تھا اسے نکال دیا' اس کا نام زید بن صالح حارثی تھا اور محمد بن خالد قصر امارت میں منتقل ہو گیا اور ابن ہبیرہ کی جانب سے بیس ہزار فوج کے ساتھ حوثرہ نے اس کا قصد کیا اور جب حوثرہ کے اصحاب کوفہ کے نزدیک آئے تو وہ محمد بن خالد کے پاس جا کر بنوعباس کے لیے اس کی بیعت کرنے لگے اور جب حوثرہ نے یہ بات دیکھی تو وہ واسط کی طرف چلا گیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حسن بن قحطبہ کوفہ میں داخل ہوا اور قحطبہ نے اپنی وصیت میں بیان کیا تھا کہ خلافت کی وزارت السبیع الکوفی الخلال کے غلام حفص بن سلیمان کے لیے ہو جو کوفہ میں موجود تھا اور جب وہ اس کے پاس آئے تو اس نے اشارہ کیا کہ حسن بن قحطبہ امراء کی ایک جماعت کے ساتھ ابن ہبیرہ سے جنگ کرنے واسط جائے اور اس کا بھائی حمید مدائن کی طرف جائے اور اس نے ہر جانب فوجیں بھیجیں جنہوں نے انہیں فتح کر لیا اور بصرہ کو بھی فتح کر لیا اسے مسلم بن قتیبہ نے ابن ہبیرہ کے لیے فتح کیا اور جب ابن ہبیرہ قتل ہو گیا تو ابو مالک عبداللہ بن اسید خزاعی نے ابو مسلم خراسانی کے لیے بصرہ کو حاصل کر لیا۔

اور اس سال ۱۲ ربیع الاول جمعہ کی شب کو ابوالعباس سفاح کی بیعت ہوئی جس کا نام عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب ہے۔ یہ قول ابومعشر اور ہشام بن الکلبی کا ہے اور واقدی نے اس سال کے جمادی الاول میں بیعت کا ہونا بیان کیا ہے۔

امام ابراہیم بن محمد کے قتل کا بیان:

ہم نے ۱۲۹ھ میں بیان کیا ہے کہ مروان کو یہ خبر اس خط کے متعلق ملی جو امام ابراہیم نے مسلم خراسانی کی طرف لکھا تھا جس میں اسے حکم دیا تھا کہ خراسان جو لوگ عربی بولتے ہیں انہیں تباہ و برباد کر دے جب مروان کو اس کا علم ہوا تو اس نے ابراہیم کے متعلق دریافت کیا تو اسے بتایا گیا کہ وہ بلقاء میں ہے اس نے دمشق کے نائب کو خط لکھا کہ وہ اسے حاضر کرے۔ دمشق کے نائب نے ایلچی بھیجا جس کے پاس اس کی صفت ونعت بھی تھی' ایلچی گیا تو اس نے اس کے بھائی ابوالعباس سفاح کو دیکھا اور خیال کیا کہ یہ وہی ہے پس اس نے اسے پکڑ لیا' اسے بتایا گیا کہ یہ وہ نہیں ہے یہ اس کا بھائی ہے اس نے ابراہیم کے متعلق بتایا تو اس نے اسے پکڑ لیا اور وہ اپنے ساتھ اپنی ام ولد کو بھی لے گیا جس سے وہ محبت کرتا تھا اور اس نے اپنے اہل کو وصیت کی کہ اس کے بعد اس کا بھائی ابوالعباس سفاح خلیفہ ہوگا اور اس نے انہیں کوفہ کی طرف روانگی کا حکم دیا پس وہ اسی روز کوفہ کی طرف کوچ کر گئے جن میں اسکے چھ چچا تھے جو عبداللہ' داؤد' عیسیٰ' اسماعیل اور عبدالصمد تھے جو علی کے بیٹے تھے اور اس کے بھائی ابوالعباس سفاح اور محمد بھی تھے جو محمد بن علی کے بیٹے تھے اور گرفتار امام ابراہیم کے بیٹے محمد اور عبدالوہاب بھی تھے اور ان کے سوا اور بھی بہت سے آدمی تھے۔

اور جب یہ کوفہ آئے تو ابوسلمۃ الخلال نے انہیں ولید بن سعد کے گھر میں اتارا جو بنو ہاشم کا غلام تھا اور اس نے سالاروں اور امراء سے تقریباً چالیس راتوں تک ان کے معاملے کو چھپائے رکھا پھر وہ انہیں ایک اور جگہ لے گیا اور پھر انہیں مسلسل ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتا رہا حتیٰ کہ شہر فتح ہو گئے اور پھر سفاح کی بیعت ہوگئی اور امام ابراہیم بن محمد کو اس دوران میں امیر المومنین مروان بن محمد کے پاس حران لے جایا گیا اس نے آپ کو قید کر دیا اور وہ اس سال قید خانے ہی میں رہے۔ اور اس سال کے صفر میں ۴۸ سال کی عمر میں قید خانے ہی میں وفات پا گئے۔

اور بعض کا قول ہے کہ آپ کے چہرے پر کپڑا رکھ کر ڈھانک دیا گیا حتیٰ کہ آپ ۵۱ سال کی عمر میں فوت ہو گئے اور بہلول بن صفوان نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور بعض کا قول ہے کہ آپ پر مکان گر پڑا حتیٰ کہ آپ فوت ہو گئے اور بعض کا قول ہے کہ اس نے آپ کو زہر ملا دودھ پلایا اور آپ مر گئے' کہتے ہیں کہ امام ابراہیم ۱۳۱ھ کے حج کے اجتماع میں شامل ہوئے اور وہاں آپ کا معاملہ مشتہر ہو گیا کیونکہ آپ بڑی نخوت' بڑی شرافت اور بڑی عزت کے ساتھ کھڑے تھے' مروان تک آپ کا معاملہ پہنچا تو اسے بتایا گیا ابومسلم لوگوں کو اس شخص کی طرف دعوت دیتا ہے اور وہ اسے خلیفہ کہتے ہیں۔ پس اس نے ۱۳۲ھ میں آپ کی طرف آدمی بھیجا اور آپ اس سال کے صفر میں قتل ہو گئے اور یہ پہلے بیانات سے زیادہ صحیح ہے اور بعض کا قول ہے کہ اس نے آپ کو جمیمۃ البلقاء سے نہیں بلکہ کوفہ سے گرفتار کیا تھا۔ واللہ اعلم۔

اور یہ ابراہیم بڑے کریم اور سخی تھے آپ فضائل اور خوبیوں کے حامل ہیں اور آپ نے اپنے باپ اور دادا سے اور ابوہاشم عبداللہ بن محمد بن الحنفیہ سے روایت کی ہے اور آپ سے آپ کے بھائیوں عبداللہ سفاح' ابوجعفر عبداللہ منصور' ابوسلمہ عبدالرحمٰن بن مسلم الخراسانی اور مالک بن ہاشم نے روایت کی ہے۔

اور آپ کے شاندار کلام میں یہ بھی ہے کہ کامل جوانمردوہ ہے جواپنے دین کو بچائے اور صلہ رحمی کرے اور ایسی باتوں سے اجتناب کرے جن پر ملامت کی جاتی ہے۔

ابوالعباس سفاح کی خلافت:

جب اہل کوفہ کوابراہیم بن محمد کے قتل کی اطلاع ملی تو ابوسلمہ الخلال نے یا ارادہ خلافت کو آل علی بن ابی طالب کی طرف منتقل کردے پس بقیہ نقباء اور امراء اس پر غالب آ گئے اور انہوں نے ابوالعباس سفاح کو بلا کر اسے سلام خلافت کہا اور یہ کوفہ کا واقعہ ہے۔ یہ اس سال کے ۱۳ ربیع الآخر جمعہ کی شب کا واقعہ ہے۔ پس جب نماز جمعہ کا وقت آیا تو سفاح ایک سیاہ ترکی گھوڑے پر نکلا اور فوجیں بھی اس کے ساتھ تھیں حتیٰ کہ وہ دارالامارۃ میں داخل ہو گیا پھر وہ جامع مسجد کی طرف گیا اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔ پھر وہ منبر پر چڑھ گیا اور لوگوں نے اس کی بیعت کی اور وہ منبر کے بالائی حصے پر تھا اور اس کا چچا داؤد بن علی اس سے تین زینے نیچے کھڑا تھا اور سفاح نے بولنا شروع کیا اور سب سے پہلے اس نے کہا: سب تعریف اس خدا کی ہے جس نے اپنے لیے دین اسلام کو پسند کیا ہے اور اسے شرف وعظمت دی ہے اور اسے ہمارے لیے بھی پسند کیا ہے اور ہمارے ذریعے اسے مدد دی ہے اور ہمیں اس کا اہل اور پناہ گاہ اور اس کے منتظم اور اس کا دفاع کرنے والے اور مددگار بنایا ہے اور اس نے تقویٰ کی بات کو ہمارے لازم حال کیا ہے اور ہمیں اس کا اہل اور سزاوار بنایا ہے اور ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابتداری اور رشتہ داری کے لیے مخصوص کیا ہے اور ہمیں اسلام اور اہل اسلام میں بلند مقام دیا ہے اور اس نے اس بارے میں اہل اسلام پر ایک کتاب اتاری ہے جو ان پر پڑھی جاتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴾ .

اور فرماتا ہے:

﴿ قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ﴾ .

اور فرماتا ہے:

﴿ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴾ .

اور فرماتا ہے:

﴿ مَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسَاكِيْنِ ﴾ .

پس اللہ نے ان کو ہماری فضیلت بتائی ہے اور ان پر ہمارا حق اور مودت واجب کی ہے اور نے اپنی مہربانی سے ہماری عزت افزائی کے لیے غنیمت میں ہمیں زیادہ حصہ دیا ہے اور اللہ بہت فضل والا ہے۔

اور سبائی گمراہوں نے خیال کیا ہے کہ ہمارے غیر ہم سے ریاست' سیاست اور خلافت کے زیادہ حقدار ہیں ان کے چہرے سیاہ ہو گئے ہیں اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو گمراہی کے بعد ہمارے ذریعے ہدایت دی ہے اور ان کی جہالت کے بعد ان کی مدد کی ہے اور انہیں ہلاکت کے بعد بچایا ہے اور ہمارے ذریعے حق کو غالب اور باطل کو غلط ثابت کیا ہے اور ان میں سے جو بگڑا ہوا تھا

ہمارے ذریعے اس کی اصلاح کی ہے اور ذلت کو ہمارے لیے رفعت دی ہے اور کمی کو پورا کیا ہے اور پراگندگی کو مجتمع کیا ہے۔ حتیٰ کہ لوگ عداوت کے بعد اپنی دنیا میں نیکی اور ہمدردی کی طرف لوٹ آئے اور اپنی آخرت میں ایک دوسرے کے مقابل تختوں پر بیٹھنے والے بھائی بن گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ احسان محمد ﷺ کے ذریعے کیا ہے اور جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وفات دی تو آپؐ کے بعد آپؐ کے اصحاب نے اس کام کو سنبھالا اور ان کے معاملات باہم شوریٰ سے طے ہوتے تھے پس انہوں نے امتوں کے ترکہ کو اکٹھا کیا اور اس میں عدل کیا اور اسے اپنی اپنی جگہ پر رکھا اور اسے اس کے اہل کو دیا اور خود اس سے خالی پیٹ باہر نکل گئے۔ پھر بنوحرب اور بنومروان نے اسے زبردستی اپنے لیے چھین لیا اور اسے باری باری حاصل کرتے رہے اور انہوں نے اس پر ظلم سے کام لیا اور اس کے حاصل کرنے میں اپنے آپ کو ترجیح دی اور اس کے اہل پر ظلم کیا۔

پس اللہ تعالیٰ نے کچھ وقت انہیں مہلت دی (اور جب انہوں نے ہمیں غصہ دلایا تو ہم نے ان سے انتقام لیا) اور جو کچھ ان کے ہاتھوں میں تھا اسے ہمارے ہاتھوں کے ذریعے ان سے چھین لیا اور اللہ نے ہمارا حق ہمیں واپس دیا اور ہمارے ذریعے ہماری قوم کی تلافی کی اور وہ ہماری مدد اور ہمارے معاملے کا متولی ہوگیا تاکہ ہمارے ذریعے ان لوگوں پر مہربانی کرے جنہیں زمین میں کمزور سمجھا گیا ہے اور جس طرح اس نے ہم سے آغاز کیا تھا اسی طرح ہم پر خاتمہ کیا۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ جہاں سے تمہارے لیے بھلائی آئی ہے وہاں سے تمہارے لیے ظلم اور جہاں سے تمہارے لیے اچھائی آئی ہے وہاں سے تمہارے لیے خرابی نہیں آئے گی۔ اور ہم اہل بیت اللہ کو اللہ کی توفیق حاصل ہے۔

اے اہل کوفہ! تم ہماری محبت ومودت کا محل ہو اور تم ہمارے لیے سب لوگوں سے زیادہ خوش نصیب ہو اور ان سے بڑھ کر ہماری تعظیم کرنے والے ہو میں نے تمہارے عطیات میں ایک سو درہم کا اضافہ کر دیا ہے پس تیار ہو جاؤ میں خونریز جنگجو اور تباہ کر دینے والا حملہ آور ہو اور اسے بخار تھا جو بڑھ گیا یہاں تک کہ وہ منبر پر بیٹھ گیا اور اس کے چچا داؤد نے اٹھ کر کہا اس خدا کا شکر ہے جس نے ہمارے دشمن کو ہلاک کیا ہے اور ہمارے گھرانے کی میراث ہمیں دی ہے۔ اے لوگو! سخت تاریکیاں چھٹ گئی ہیں اور ان کے پردے دور ہو گئے ہیں اور ان کے زمین وآسمان روشن ہو چکے ہیں اور آفتاب خلافت اپنے مطلع سے طلوع ہو چکا ہے اور حق اپنے اصل کی طرف لوٹ آیا ہے یعنی تمہارے نبیؐ کے اہل کی طرف جو تم پر مہربانی وشفقت کرنے والے ہیں۔

اے لوگو! قسم بخدا ہم اس لیے باہر نہیں نکلے کہ ہم سونا چاندی جمع کریں اور نہر کھودیں اور محل بنائیں بلکہ ہمیں ہمارے حق چھن جانے کی غیرت نے اور اپنے عم زادوں پر غضب نے اور بنوامیہ نے تم میں جو بدسیرت اختیار کی ہے اور ان کے تمہیں ذلیل کرنے اور تمہاری غنیمت اور صدقات میں اپنے آپ کو ترجیح دینے نے باہر نکالا ہے' اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہم پر تمہاری ذمہ داری ہے کہ ہم تم میں اس کے مطابق فیصلے کریں جو اللہ نے اتارا ہے اور کتاب الٰہی پر عمل کریں اور عوام وخواص میں سیرت رسولؐ کے مطابق چلیں۔ بنوامیہ اور بنومروان کے لیے ہلاکت ہو انہوں نے دنیا کو آخرت پر اور دارالفنا کو دارالبقاء پر ترجیح دی ہے اور گناہوں کا ارتکاب کیا ہے اور لوگوں پر ظلم کیا ہے اور محارم کا ارتکاب کیا ہے اور جرائم کئے ہیں اور انہوں نے بندوں کے ساتھ اپنی روش میں زیادتی کی ہے اور جن علاقوں میں وہ لذت یاب ہوئے ہیں ان میں ان کا

طریق گناہوں کا ارتکاب ہے اور وہ معاصی کی لگاموں میں اکڑ گئے ہیں اور اللہ کی مہلت سے ناواقفیت اور اس کی گرفت سے اندھے ہو کر اس کی تدبیر سے بے خوف ہو کر وہ گمراہی کے میدانوں میں دوڑے پس اللہ کا عذاب شب کو ان پر آیا اور وہ سوئے ہوئے تھے اور مکمل طور پر تباہ ہو گئے اور ظالم قوم کے لیے ہلاکت ہو اور اللہ تعالیٰ نے مروان کو ذلیل کر دیا اور اللہ کے بارے میں دنیا نے اسے دھوکہ دیا اور اللہ کے دشمن کی لگام ڈھیلی کر دی گئی حتیٰ کہ زائد لگام کی وجہ سے اس کا گھوڑا پھسل گیا' کیا اللہ کے دشمن نے خیال کیا کہ اس پر کوئی قابو نہ پا سکے گا؟ پس اس نے اپنی پارٹی کو بلایا اور اپنی فوج کو جمع کیا اور اپنی فوجوں کے ساتھ تیر اندازی کی اور اس نے اللہ کی تدبیر اور عذاب اور ناراضگی کو آگے پیچھے' دائیں بائیں اور اوپر نیچے پایا جس نے اس کے باطل کا خاتمہ کر دیا اور اس کی گمراہی کو تباہ کر دیا اور اسے برے حلقہ میں اتارا اور اس کی خطاؤں نے اس کا احاطہ کر لیا اور ہمارا حق ہمیں واپس کیا اور ہمیں پناہ دی۔

اے لوگو! بلاشبہ امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نماز جمعہ کے بعد منبر پر واپس آئیں گے کیونکہ انہوں نے جمعہ کی گفتگو کے ساتھ کسی اور گفتگو کو ملانا پسند نہیں کیا اور شدت بخار کی وجہ سے اپنی گفتگو کو مکمل نہیں کر سکے پس امیر المومنین کے لیے صحت کی دعا کیجیے جسے اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو دشمن رحمان' خلیفہ شیطان مروان کے بدلہ میں دیا ہے جو زمین میں فساد کرنے والوں اور اصلاح نہ کرنے والے کمینوں کا متبع تھا۔ امیر المومنین اللہ پر توکل کرنے والے اور ان ابرار واخیار کی اقتداء کرنے والے ہیں جنہوں نے ہدایت کے نشانات اور تقویٰ کے راستوں کے ذریعے خرابی کے بعد زمین کی اصلاح کی۔

راوی بیان کرتا ہے لوگوں نے چلا چلا کر اس کے لیے دعا کی پھر اس نے کہا اے اہل کوفہ! یاد رکھو رسول اللہ ﷺ کے بعد تمہارے اس منبر پر امیر المومنین علی بن ابی طالب اور اس امیر المومنین اور اس نے اپنے ہاتھ سے سفاح کی طرف اشارہ کیا کے سوا کوئی خلیفہ نہیں چڑھا اور یاد رکھو یہ امارت ہم میں ہے ہم سے باہر نہیں حتیٰ کہ ہم حضرت عیسیٰ بن مریم کے سپرد کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں جس امتحان میں ڈالا ہے اور جو کچھ ہمیں دیا ہے اس پر اس کا شکر ہے پھر ابوالعباس اور داؤد منبر سے اتر کر محل میں داخل ہو گئے پھر لوگ آ کر عصر تک اور پھر عصر کے بعد رات تک بیعت کرتے رہے۔

پھر ابوالعباس نے نکل کر کوفہ کے باہر پڑاؤ کر لیا اور کوفہ پر اپنے چچا داؤد کو نائب مقرر کیا اور اپنے چچا عبداللہ بن علی کو ابوعون بن یزید کی طرف بھیجا اور اپنے بھتیجے عیسیٰ بن موسیٰ کو حسن بن قحطبہ کی طرف بھیجا' ان دنوں وہ واسط میں ابن ہبیرہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھا اور یحییٰ بن جعفر بن تمام بن عباس کو حمید بن قحطبہ کی طرف مدائن بھیجا اور ابوالیقظان عثمان بن عروہ بن محمد بن عمار بن یاسر کو بسام بن ابراہیم بن بسام کی طرف اہواز بھیجا اور سلمہ بن عمرو بن عثمان کو مالک بن الطواف کی طرف بھیجا اور خود وہ کئی ماہ تک فوج کے ساتھ ٹھہرا رہا پھر وہ کوچ کر گیا اور قصر امارت میں مدینہ ہاشمیہ میں اترا اور ابوسلمہ خلال کے لیے اجنبی بن گیا اور یہ اس وقت ہوا جب اسے اس کے متعلق اطلاع ملی کہ وہ ابن عباس سے خلافت کو آل علی بن ابی طالب کی طرف منتقل کر رہا ہے۔

مروان بن محمد کا قتل:

یہ بنی امیہ کا آخری خلیفہ تھا اور بنو عباس کی طرف خلافت کا منتقل ہونا اس آیت (اللہ جسے چاہتا ہے اپنی حکومت دیتا ہے)

اور اس آیت (کہہ دیجیے اے اللہ جو حکومت کا مالک ہے آلایۃ) سے ماخوذ ہے اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ جب مروان کو ابو مسلم اور اس کے پیروکاروں اور جو کچھ خراسان کے علاقوں میں ماجرا ہوا تھا اس کی اطلاع ملی تو وہ حران سے آ کر موصل کے قریب ایک دریا پر اترا جسے الزاب کہا جاتا ہے اور یہ جزیرہ کے علاقے میں ہے اور جب اسے اطلاع ملی کہ کوفہ میں سفاح کی بیعت ہوئی ہے اور فوجیں اس کے اردگرد جمع ہو گئی ہیں اور اس کی حکومت مجتمع ہو گئی ہے تو اسے یہ بات بہت گراں گزری اور اس نے اپنی فوجوں کو جمع کیا اور ابوعون بن ابی یزید بہت سی فوج کے ساتھ اس کی طرف بڑھا' یہ سفاح کا امیر تھا اور اس نے الزاب میں اس سے جنگ کی اور سفاح کی طرف سے اس کے پاس کمک آ گئی۔ پھر سفاح نے ان لوگوں کو آواز دی جو اس کے اہل بیت میں سے جنگ کے منتظم تھے تو عبداللہ بن علی نے اسے جواب دیا اور کہا اللہ کی برکت سے چلو۔

پس وہ بہت سی افواج کے ساتھ چلا اور ابوعون کے پاس آیا تو ابوعون اپنے خیمے سے کسی اور طرف پھر گیا اور اسے جو کچھ اس میں موجود تھا اس کے لیے چھوڑ دیا اور عبداللہ بن علی نے حیاش بن حبیب طائی اور نصیر بن المحتضر کو اپنی پولیس کا افسر مقرر کیا اور ابوالعباس نے موسیٰ بن کعب کو تیس آدمیوں کے ساتھ ایلچی بنا کر عبداللہ بن علی کی طرف بھیجا کہ وہ اسے قبل اس کے کہ کچھ امور پیدا ہو جائیں اور جنگ کی آگ ٹھنڈی ہو جائے مروان سے جنگ کرنے پر آمادہ کرے پس عبداللہ بن علی اپنی فوج کے ساتھ آگے بڑھا حتیٰ کہ اس نے مروان کی فوج کا سامنا کیا اور مروان بھی اپنی افواج کے ساتھ اٹھا اور دن کے پہلے حصے میں فریقین نے صف بندی کر لی۔

کہتے ہیں کہ اس روز مروان کے ساتھ ایک لاکھ پچاس ہزار فوج تھی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک لاکھ بیس ہزار تھی اور عبداللہ بن علی بیس ہزار فوج کے ساتھ تھا۔ مروان نے عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز سے کہا اگر اس روز زوال آفتاب ہو گیا اور انہوں نے ہم سے جنگ نہ کی تو ہم وہ لوگ ہیں جو انہیں عیسیٰ بن مریم تک پہنچا دیں گے اور اگر انہوں نے زوال آفتاب سے قبل ہم سے جنگ کی تو انا للہ وانا الیہ راجعون پھر مروان نے عبداللہ بن علی کی طرف مصالحت کا پیغام بھیجا تو عبداللہ نے کہا ابن زریق نے جھوٹ بولا ہے' آفتاب کو زوال نہیں ہوگا کہ گھوڑے اسے روند دیں گے انشاء اللہ۔

اور یہ اس سال کے ۱۱ جمادی الآخرہ ہفتہ کے روز کا واقعہ ہے مروان نے کہا ٹھہرو جنگ میں پہل نہ کرنا اور وہ آفتاب کی طرف دیکھنے لگا اور ولید بن معاویہ بن مروان نے اس کی مخالفت کی جو مروان کا داماد تھا۔ پس اس نے حملہ کر دیا اور مروان سے ناراض ہو کر اسے گالیاں دیں اور اس نے میمنہ والوں سے جنگ کی اور ابوعون عبداللہ بن علی کی طرف سمٹ آیا اور موسیٰ بن کعب نے عبداللہ بن علی کی خاطر جنگ کی اور یہ لوگ اس کے حکم سے اتر پڑے اور زمین زمین کی آواز دی گئی تو وہ اتر پڑے اور انہوں نے نیزے بلند کیے اور گھٹنوں کے بل ہو گئے اور ان سے جنگ کی اور اہل شام پیچھے ہٹنے لگے گویا انہیں ہٹایا جا رہا ہے اور عبداللہ پیادہ پا چلنے لگا اور کہنے لگا اے میرے رب! ہم کب تک تیری وجہ سے قتل ہوں گے اور اس نے پکارا' اے اہل خراسان' اے امام ابراہیم کے خوش منظر لباس' اے منصور' اے محمد' اے منصور' اور لوگوں کے درمیان جنگ شدت اختیار کر گئی اور صرف پیتل پر لوہے کی سلاخوں کے پڑنے

کی آواز سنائی دیتی' تھی مروان نے قضاعہ کو اتر جانے کا حکم بھیجا تو انہوں نے کہا بنوسلیم کو کہو کہ اتر جائیں اور اس نے سکاسک کو حملہ کرنے کا پیغام بھیجا تو انہوں نے کہا بنوعامر کو کہو کہ حملہ کریں۔ اس نے سکون کو حملے کرنے کا پیغام بھیجا تو انہوں نے کہا غطفان کو کہو حملہ کریں اس نے اپنے پولیس افسر سے کہا اتر و اس نے کہا نہیں خدا کی قسم! میں اپنے آپ کو نشانہ نہیں بناؤں گا۔ اس نے کہا خدا کی قسم میں ضرور تجھ سے بدسلوکی کروں گا اس نے کہا خدا کی قسم میں چاہتا ہوں کاش تو اس کی قدرت رکھتا۔

کہتے ہیں کہ اس نے یہ بات ابن ہبیرہ کو کہی' مورخین نے بیان کیا ہے پھر اہل شام شکست کھا گئے اور اہل خراسان نے قتل کرتے اور قیدی بناتے ہوئے ان کا تعاقب کیا اور اہل شام کے مقتولین سے زیادہ آدمی غرق ہو گئے اور غرق ہونے والوں میں ابراہیم بن ولید بن عبدالملک کو مخلوع بھی شامل تھا اور عبداللہ بن علی نے پل باندھنے اور غرق ہونے والوں کو پانی سے نکالنے کا حکم دیا اور وہ اس قول الٰہی کی تلاوت کرنے لگا (اور جب ہم نے تمہارے لیے سمندر کو پھاڑ دیا اور تم کو نجات دی اور ہم نے تمہارے دیکھتے دیکھتے آل فرعون کو غرق کر دیا) اور عبداللہ بن علی نے میدان کارزار میں سات روز قیام کیا اور سعید بن العاص کی اولاد میں سے ایک شخص نے اس روز مروان اور اسکے فرار کے متعلق کہا:

> ''مروان نے دوڑ لگائی تو میں نے اسے کہا ظالم مظلوم بن گیا ہے جس کا ارادہ بھاگنے کا ہے' بھاگنا اور حکومت کا چھوڑنا کہاں' جب تجھ سے نرمی رخصت ہوگئی تو نہ دین ہے نہ حسب ہے۔ عقل کا اوچھا پن' دشوار راستے کا فرعون ہے اور اگر تو اس کی بخشش کو طلب کرے تو کتے کے آگے کتا ہے''۔

اور مروان کے پڑاؤ میں جو مال ومتاع اور ذخائر تھے عبداللہ نے اکٹھے کر لیے اور اس نے اس میں عبداللہ بن مروان کی لونڈی کے سوا کوئی عورت نہ پائی پس سفاح نے شکرانہ کی دو رکعت پڑھیں اور جو آدمی معرکے میں حاضر تھے ان میں سے ہر ایک کو پانچ پانچ سو درہم دیئے اور ان کی رسد کو ۸۰ درہم تک زیادہ کر دیا اور (فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ) کی آپ تلاوت کرنے لگا۔

مروان کے قتل کا بیان:

جب مروان نے شکست کھائی تو وہ کسی کی طرف توجہ نہ کرتا تھا اور عبداللہ بن علی نے میدان کارزار میں سات روز قیام کیا پھر اپنی فوجوں کے ساتھ اس کے پیچھے روانہ کیا اور اس بات کا حکم اسے سفاح نے دیا تھا اور جب مروان حران کے پاس سے گزرا تو اس سے آگے گزر گیا اور ابومحمد سفیانی کو اس کے قید خانے سے نکال دیا اور ابان بن یزید کو وہاں کا نائب مقرر کیا۔ وہ اس کا بھانجا اور اس کی بیٹی ام عثمان کا خاوند تھا۔ اور جب عبداللہ حران آیا تو ابان بن یزید سیاہ لباس پہنے اس کے پاس آیا تو عبداللہ بن علی نے اسے امان دی اور اسے اس کی عمل داری پر برقرار رکھا اور جس گھر میں امام ابراہیم قید تھے اسے گرا دیا اور مروان محض جانے کے ارادے سے قنسرین سے گزرا اور جب وہ حمص آیا تو اس کے باشندے بازاروں اور سامان معیشت کے ساتھ اس کے پاس آئے' اس نے وہاں دو یا تین دن قیام کیا' پھر وہاں سے کوچ کر گیا اور جب اہل حمص نے اس کے ساتھ تھوڑے لوگوں کو دیکھا تو

انہوں نے اسے قتل کرنے اور جو کچھ اس کے پاس تھا اسے لوٹنے کے لیے اس کا تعاقب کیا اور کہنے لگے خوفزدہ اور شکست خوردہ ہے اور انہوں نے حمص کے نزدیک ایک وادی میں اسے پکڑ لیا تو اس نے ان کے لیے دو امیروں کو پوشیدہ کر دیا اور جب وہ مروان سے ملے تو اس نے ان پر مہربانی کی اور اسے اپیل کی کہ وہ واپس چلے جائیں مگر انہوں نے اس کے ساتھ جنگ کرنے کے سوا اور کوئی بات نہ مانی پس ان کے درمیان جنگ بھڑک اٹھی اور دونوں گھات میں بیٹھے ہوئے امیروں نے ان کے پیچھے سے حملہ کر دیا اور اہل حمص نے شکست کھائی اور مروان دمشق آیا اور اس کی جانب سے اس کی بیٹی کا خاوند ولید بن معاویہ دمشق کا نائب تھا' اس نے اسے وہاں چھوڑا اور خود وہاں سے دیار مصر کو چلا گیا اور عبداللہ بن علی جس شہر سے گزرتا وہ سیاہ لباس پہنے ہوتے اور اس کی بیعت کرنے لگتے اور وہ انہیں امان دینے لگا اور جب وہ قنسرین پہنچا تو اس کا بھائی عبدالصمد بن علی بن چار ہزار فوج کے ساتھ اس کے پاس پہنچ گیا' اس فوج کو سفاح نے اس کی مدد کے لیے بھیجا تھا۔ پھر عبداللہ روانہ ہو کر حمص آیا۔ پھر وہاں سے بعلبک چلا گیا پھر وہاں سے المزہ کی جانب سے دمشق آیا اور دو تین دن وہاں قیام کیا پھر اس کا بھائی صالح بن علی بن سفاح کی طرف سے آٹھ ہزار کی کمک کے ساتھ اس کے پاس پہنچ گیا اور صالح نے مرج عذرا میں پڑاؤ کیا اور جب عبداللہ بن علی دمشق آیا تو اس نے مشرقی دروازے پر پڑاؤ کیا اور اس کے بھائی صالح نے باب الجابیہ پر پڑاؤ کیا اور ابوعون نے باب کیسان پر پڑاؤ کیا' اور بسام نے باب صغیر پر پڑاؤ کیا اور عبدالصمد یحییٰ بن صفوان اور عباس بن یزید نے باب الفرادیس پر پڑاؤ کیا پس اس نے کئی روز تک اس کا محاصرہ کیا۔ پھر اس نے اسے اس سال کی دس رمضان کو بدھ کے روز اسے فتح کر لیا اور اس نے وہاں کے بہت سے باشندوں کو قتل کر دیا اور تین گھنٹے تک اسے مباح کر دیا اور اس کی فصیل کو گرا دیا۔

کہتے ہیں جب عبداللہ نے اہل دمشق کا محاصرہ کیا تو ان کے مابین عباسی اور اموی کا اختلاف پیدا ہو گیا اور انہوں نے باہم جنگ کی اور ایک دوسرے کو قتل کیا اور اپنے نائب کو بھی قتل کر دیا پھر انہوں نے شہر کو سپرد کر دیا اور سب سے پہلے جو شخص مشرقی دروازے کی جانب سے فصیل پر چڑھا اسے عبداللہ بن طائی اور باب صغیر کی جانب سے فصیل پر چڑھنے والے کو بسام بن ابراہیم کہا جاتا ہے۔ پھر دمشق کو تین گھنٹے تک مباح کر دیا گیا' کہتے ہیں کہ اس مدت میں وہاں پچاس ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا گیا۔

اور ابن عساکر نے جعفر بن ابی طالب کی اولاد میں سے عبید بن الحسن الاعرج کے حالات میں بیان کیا ہے اور وہ عبداللہ بن علی کے ساتھ دمشق کے محاصرہ میں پانچ ہزار فوج کا امیر تھا' انہوں نے پانچ ماہ تک دمشق کا محاصرہ جاری رکھا اور بعض ایک سو دن اور بعض ڈیڑھ ماہ بیان کرتے ہیں اور مروان کے نائب نے شہر کو بہت مضبوط بنایا تھا لیکن اس کے باشندوں نے یمانیہ اور مضریہ کے باعث باہم اختلاف کیا اور یہی بات فتح کا باعث بنی' حتیٰ کہ انہوں نے ہر مسجد میں دو قبلوں کے لیے دو محرابیں بنائیں اور جامع مسجد میں بھی دو منبر بنائے اور جمعہ کے روز دو منبروں پر دو امام خطبہ دیتے تھے اور یہ ایک عجیب وغریب واقعہ اور فتنہ' خواہش اور عصبیت کے باعث ہونے والا ایک بڑا حادثہ تھا' ہم اللہ تعالیٰ سے سلامتی اور عافیت کی دعا کرتے ہیں۔

اور ابن عساکر نے مذکورہ سوانح میں اس واقعہ کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور اس نے محمد بن سلیمان بن عبداللہ نوفلی کے حالات میں بیان کیا ہے وہ بیان کرتا ہے کہ جب عبداللہ بن علی سب سے پہلے دمشق میں داخل ہوا تو میں اس کے ساتھ تھا وہ تلوار

کے ساتھ اس میں داخل ہوا اور اس نے اس میں تین گھنٹے تک قتل کو مباح قرار دیا اور اس کی جامع مسجد کو ستر دن تک اپنی سواریوں اور اونٹوں کے اصطبل بنائے رکھا پھر اس نے بنوامیہ کی قبور کو اکھیڑا اور اس نے معاویہ کی قبر میں غبار کی مانند صرف ایک سیاہ دھاگا پایا اور اس نے عبدالملک بن مروان کی قبر کو بھی اکھیڑا اور ایک کھوپڑی پائی اور وہ قبروں میں ایک ایک عضو پاتا تھا۔ ہاں ہشام بن عبدالملک کو اس نے صحیح سالم پایا' اس کی ناک کے سرے کے سوا اور کوئی چیز بوسیدہ نہیں ہوئی تھی' اس نے اسے کوڑوں سے مارا حالانکہ وہ مردہ تھا اور اسے کئی دن تک صلیب دیئے رکھا پھر اسے جلا دیا اور اس کی راکھ کو کوٹ کر ہوا میں بکھیر دیا اور اس نے یہ اس وجہ سے کیا کہ ہشام نے اس کے بھائی محمد علی کو جب اس پر اس کے چھوٹے لڑکے کے قتل کی تہمت لگائی گئی تھی سات سو کوڑے مارے تھے اور پھر اسے بلقاء میں حمیمہ مقام کی طرف جلاوطن کر دیا تھا۔

ابن عساکر کا بیان ہے کہ پھر عبداللہ بن علی نے بنی امیہ کے خلفاء کے لڑکوں وغیرہ کی تلاش کی اور دریائے رملہ کے پاس ایک روز میں ان سے ۹۲ ہزار کو قتل کر دیا اور ان پر چمڑے کے فرش بچھا کر اور ان پر دستر خوان لگا کر کھانا کھایا اور وہ اس کے نیچے پھڑک رہے تھے اور یہ ایک ظلم ہے جس کا اللہ اسے بدلہ دے گا اور وہ چلتا بنا اور اس کی امید اور مراد پوری نہ ہوئی جیسا کہ ابھی اس کے حالات میں بیان ہوگا اور اس نے ہشام بن عبدالملک کی بیوی عبدہ بنت عبداللہ بن یزید بن معاویہ کو جو خال والی تھی خراسانیوں کی ایک جماعت کے ساتھ ننگے پاؤں اور ننگے جسم پیادہ پا جنگل کی طرف بھیجا۔ کوفیوں نے اسے قتل کر دیا پھر اس نے ان کے مردوں کی جو ہڈی پائی اسے جلا دیا اور عبداللہ نے وہاں پندرہ روز قیام کیا اور اس نے اوزاعی کو بلایا اور آپ کو اس کے سامنے کھڑا کیا گیا تو اس نے آپ سے پوچھا اے ابوعمرو! ہم نے جو کچھ کیا ہے اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

اوزاعی کا بیان ہے میں نے اسے کہا مجھے معلوم نہیں ہاں مجھ سے یحییٰ بن سعید انصاری نے عن محمد بن ابراہیم عن علقمہ عن عمر بن الخطاب بیان کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''اعمال کا دارومدار نیت پر ہے''۔ اوزاعی کا بیان ہے کہ میں انتظار کرنے لگا کہ میرا سر میرے دونوں پاؤں کے درمیان گر پڑے گا پھر مجھے باہر نکال دیا گیا اور اس نے مجھے ایک سو دینار بھیجے پھر وہ مروان کے پیچھے روانہ ہوا اور الکسوہ کے دریا پر اترا اور یحییٰ بن جعفر ہاشمی کو دمشق کا نائب بنا بھیجا پھر روانہ ہو کر مرج الروم میں اترا۔ پھر دریائے ابی خطرس پر آیا اور اس نے دیکھا کہ مروان بھاگ گیا ہے پس مصر میں داخل ہو گیا اور سفاح کا خط اس کے پاس آیا کہ صالح بن علی کو مروان کی تلاش میں بھیجو اور خود شام میں اس کے نائب بن کر قیام کرو۔ سو صالح اس سال کے ذوالقعدہ میں مروان کی تلاش میں گیا اور اس کے ساتھ ابوعمر اور عامر بن اسماعیل بھی تھے اور وہ ساحل سمندر پر اترا اور وہاں جو کشتیاں تھیں اس نے انہیں جمع کیا اور اسے اطلاع ملی کہ مروان ''الفرما'' میں اور بعض کا قول ہے کہ الفیوم میں اترا ہے اور وہ ساحل پر چلنے لگا اور کشتیاں سمندر میں اس کے ساتھ ساتھ چلتی تھیں حتیٰ کہ وہ العریش آ گیا پھر چل کر نیل پر اترا پھر الصعید کی طرف گیا اور مروان نے نیل کو عبور کیا اور پل کو قطع کر دیا اور اس کے اردگرد جو چارا اور کھانا تھا' اسے جلا دیا اور صالح اس کی تلاش میں چلا گیا پس اس نے مروان کے سواروں سے جنگ کر کے انہیں شکست دی۔ پھر جب کبھی مروان کے سواروں کے ساتھ ان کی مڈبھیڑ ہوئی۔ انہوں نے انہیں شکست دی حتیٰ کہ انہوں نے بعض قیدیوں سے مروان کے متعلق پوچھا تو انہوں نے اس کے متعلق انہیں بتایا کیا دیکھتے ہیں کہ وہ

ابوصیر کے کنیسا میں ہے۔ سورت کے آخری حصے میں انہوں نے اسے آلیا اور اس کے ساتھ جو فوج تھی وہ شکست کھا گئی اور مروان تھوڑی سی فوج کے ساتھ ان کے مقابلہ میں نکلا تو انہوں نے اس کا گھیراؤ کر کے اسے قتل کر دیا۔ بصرہ کے ایک شخص محمود نامی نے اسے نیزہ مارا اور اسے جانتا نہیں تھا حتیٰ کہ ایک شخص نے کہا کہ امیر المومنین قتل ہو گئے ہیں اور کوفہ کے ایک انار فروش نے جلدی سے آگے بڑھ کر اس کا سر کاٹ لیا اور اسے اس دستہ کے امیر عامر بن اسماعیل نے ابوعون کے پاس بھیج دیا۔ ابوعون نے اسے صالح بن علی کے پاس بھیج دیا اور صالح نے اپنے پولیس افسر خزیمہ بن یزید بن ہانی کے ہاتھ امیر المومنین سفاح کو بھیج دیا۔

مروان ۷ ذوالحجہ کو اتوار کے روز قتل ہوا اور بعض کا قول ہے کہ ٦ ذوالحجہ ١٣٢ھ کو جمعرات کے روز قتل ہوا اور مشہور قول کے مطابق اس کی خلافت ۵ سال ۱۰ ماہ ۱۰ دن رہی اور اس کی عمر کے بارے میں مورخین نے اختلاف کیا ہے بعض نے چالیس سال بعض نے ۴٦ سال بعض نے ۵۸ سال بعض نے ٦۰ سال بعض نے ٦۲ سال بعض نے ٦۳ سال بعض نے ٦۹ سال اور بعض نے ۸۰ سال بیان کی ہے۔ واللہ اعلم۔ پھر صالح بن علی شام کی طرف روانہ ہو گیا اور اس نے مصر پر ابوعون بن ابویزید کو نائب مقرر کیا۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

مروان الحمار کے مختصر حالات

امیر المومنین مروان بن محمد بن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ قرشی اموی ابوعبدالملک بنوامیہ کا آخری خلیفہ تھا۔ اس کی ماں کرد لونڈی تھی جسے لبابہ کہا جاتا ہے جو ابراہیم بن اشتر کے پاس تھی جسے محمد بن مروان نے اس کے قتل کے روز قابو کر لیا جس سے یہ مروان پیدا ہوا۔

اور بعض کا قول ہے کہ یہ پہلے مصعب بن زبیر کے پاس تھی اور اس مروان کا گھر پالان بنانے والوں کے بازار میں تھا یہ قول ابن عساکر کا ہے ولید بن یزید کے قتل کے بعد اور یزید بن ولید کی موت کے بعد اس کی بیعت لی گئی پھر یہ دمشق آیا اور اس نے ابراہیم بن ولید کو معزول کر دیا اور ۱۵ صفر ۱۲۷ھ میں اس کی حکومت مضبوط ہو گئی۔

اور ابومعشر کا بیان ہے کہ ربیع الاول ۱۲۹ھ میں اس کی بیعت ہوئی۔ اسے الجعد بن درہم کی رائے کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے مروان الجعدی کہا جاتا ہے اس کا لقب الحمار ہے اور یہ بنی امیہ کا آخری بادشاہ ہے اور اس کی خلافت ۵ سال ۱۰ ماہ ۱۰ دن رہی اور بعض کا قول ہے کہ ۵ سال ایک ماہ رہی اور سفاح کی بیعت کے بعد یہ نو ماہ زندہ رہا اور یہ سرخ وسفید نیلی آنکھوں بڑی داڑھی موئے سر اور میانے قد والا تھا اور خضاب نہیں لگاتا تھا ہشام نے اسے ۱۱۴ھ میں آذربائیجان آرمینیا اور جزیرہ کا نائب مقرر کیا اور اس نے بہت سے شہر اور متعدد قلعے فتح کئے اور یہ مسلسل راہ خدا میں جنگ کرتا تھا اور اس نے کفار ترکوں خزریوں اور لانیوں وغیرہ سے جنگ کی اور انہیں شکست دی اور مغلوب کیا اور یہ شجاع بہادر جری اور دانشمند تھا۔ اگر تقدیر الٰہی سے اس کی فوج اسے بے یارو مددگار نہ چھوڑتی تو اس میں اس قدر دانائی تھی کہ یہ اپنی شجاعت اور مستقل مزاجی سے خلافت چھین لیتا لیکن جسے اللہ بے یارو مددگار چھوڑ دے وہ ذلیل ہو جاتا ہے اور جسے اللہ ذلیل کر دے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں ہوتا۔

زبیر بن بکار نے اپنے چچا مصعب بن زبیر سے بیان کیا ہے کہ بنوامیہ کا خیال تھا کہ جب وہ شخص خلیفہ ہو گا جس کی ماں لونڈی ہو گی تو خلافت ان سے جاتی رہے گی اور جب اس مروان نے خلافت سنبھالی تو ١٣٢ھ میں ان سے خلافت چھین لی گئی۔ اور

حافظ ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ ابو محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی الحسین نے ہمیں بتایا کہ سہل بن بشر نے ہمیں خبر دی کہ عباس بن ولید بن صخر نے بتایا کہ عباس بن یحییٰ ابوالحارث نے ہم سے بیان کیا کہ الہیثم بن حمید نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ راشد بن داؤد نے اسماء سے بحوالہ ثوبان مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''بنوامیہ مسلسل خلافت کو اس طرح جلد جلد حاصل کریں گے جیسے کرے گیند کو جلدی سے لیتے ہیں اور جب وہ ان کے ہاتھوں سے نکل جائے گی تو زندگی میں کچھ بھلائی نہ ہوگی''۔

ابن عساکر نے اسے ایسے بھی بیان کیا ہے لیکن یہ بہت منکر حدیث ہے اور ہارون الرشید نے ابوبکر بن عیاش سے دریافت کیا کون اچھے خلفاء ہیں ہم یا بنوامیہ؟ اس نے کہا وہ لوگوں کے لیے زیادہ فائدہ بخش تھے اور تم نماز کے زیادہ پابند ہو تو اس نے اسے چھ ہزار درہم دیئے۔

مؤرخین کا بیان ہے کہ یہ مروان بڑا جوانمرد' بڑا خوش باش تھا اور لہو ولعب کو پسند کرتا تھا لیکن اس کی وجہ سے جنگ سے غافل ہو جاتا تھا۔ ابن عساکر نے بیان کیا ہے میں نے ابوالحسین علی بن مقلد بن نصر بن منقذ بن الامیر کے خطوط کے مجموعہ میں پڑھا ہے کہ مروان بن محمد نے اپنی ایک لونڈی کو جس نے اسے شکست کھا کر مصر کی طرف جانے کے وقت رملہ میں چھوڑا تھا لکھا:

''میرا خیال مجھے ہمیشہ صبر کی دعوت دیتا رہا اور میں انکار کرتا رہا اور وہ مجھے اس بات کے قریب کرتا رہا جو میرے متعلق میرے سینے میں ہے اور یہ بات مجھے عزیز ہے کہ تو رات گزارے اور ہمارے درمیان پردہ ہو مگر اب تو تو مجھ سے دس دن کے فاصلے پر ہے اور قسم بخدا ان دونوں باتوں نے دل کو زخمی کر دیا ہے اور جب تو ان پر اضافہ کرے گی تو یاد رکھ تو ایک ماہ کے فاصلے پر چلی جائے گی اور خدا کی قسم ان دونوں باتوں سے بڑھ کر مجھے اس بات کا خوف ہے کہ ہم کبھی نہ مل سکیں گے میں تجھ پر روؤں گا اور اشک بہانا نہیں چھوڑوں گا اور نہ صبر کے بعد صبر کی جستجو کروں گا''۔

اور بعض نے بیان کیا ہے کہ مروان بھاگتے ہوئے ایک راہب کے پاس سے گزرا' راہب نے اس سے مطلع ہو کر اسے سلام کیا تو اس نے اسے کہا:

اے راہب تیرے پاس کچھ زمانے کا علم ہے؟ اس نے کہا ہاں میرے پاس اس کے کئی رنگ ہیں اس نے کہا کیا دنیا اس انسان تک پہنچے گی کہ اسے مالک ہونے کے بعد مملوک بنا دے اس نے کہا ہاں اس نے کہا کیسے؟ اس نے کہا اس کے دنیا سے محبت کرنے اور اس کی مرغوب چیزوں کو حاصل کرنے کی خواہش کرنے اور مستقل مزاجی کے ضائع کرنے اور مواقع سے فائدہ نہ اٹھانے کے باعث اگر تو اس سے محبت کرتا ہے تو جو اس سے محبت کرتا ہے وہ اس کا غلام ہوتا ہے۔ اس نے پوچھا پھر آزادی کی کیا صورت ہے؟ اس نے کہا اس سے بغض رکھنا اور اس سے الگ رہنا اس نے کہا یہ نہیں ہوگا۔ راہب نے کہا یہ عنقریب ہو جائے گا پس قبل اس کے کہ یہ تجھ سے چھن جائے اس سے بھاگنے میں جلدی کر' اس نے کہا کیا تو مجھے جانتا ہے؟ اس نے کہا ہاں تو عربوں کا بادشاہ مروان ہے۔ تو سوڈان کے ملک میں قتل ہوگا اور بغیر کفن کے دفن ہوگا اور اگر موت تیری تلاش میں نہ ہوتی تو میں تجھے تیرے بھاگنے کی جگہ بھی بتاتا' بعض لوگوں کا بیان ہے کہ اس زمانے میں ع بن ع بن ع م بن م بن م کہا جاتا تھا اور اس سے ان کی مراد تھی کہ عبداللہ بن علی بن عباس مروان بن محمد بن مروان قتل ہوگا۔

اور بعض کا بیان ہے کہ ایک روز مروان بیٹھا تو اس کا گھیراؤ ہو گیا اور اس کے سر پر اس کا ایک غلام کھڑا ہو گیا تو مروان نے ایک شخص سے جو اس سے مخاطب تھا کہا کیا تو ہماری حالت کو نہیں دیکھتا؟ ان احسانات پر افسوس جن کا ذکر نہیں کیا گیا اور ان نعمتوں پر افسوس جن کا شکر ادا نہیں کیا گیا اور اس حکومت پر افسوس جس کی مدد نہیں کی گئی' خادم نے اسے کہا یا امیر المومنین جو تھوڑے کو چھوڑ دے کہ زیادہ ہو جائے اور چھوٹے کو چھوڑ دے کہ بڑا ہو جائے اور پوشیدہ کو چھوڑ دے کہ ظاہر ہو جائے اور آج کے کام کو کل کے لیے مؤخر کر دے اس پر اس سے بھی زیادہ مصیبت نازل ہوگی۔ مروان نے کہا یہ قول خلافت کے کھونے سے بھی مجھ پر گراں ہے اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مروان ۱۳ ذوالحجہ ۱۳۲ھ کو سوموار کے روز قتل ہوا تھا اور اس کی عمر ساٹھ سال سے متجاوز ہو کر ۸۰ تک پہنچ گئی تھی اور بعض کا قول ہے کہ وہ صرف اسی سال زندہ رہا اور پہلا قول زیادہ صحیح ہے اور وہ بنوامیہ کا آخری خلیفہ تھا۔ اس پر ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

بنوامیہ کی حکومت کے خاتمے اور بنوعباس کی حکومت کے آغاز کے بارے میں بیان ہونے والی احادیث نبویہ

العلاء بن عبدالرحمٰن نے اپنے باپ سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب بنوالعباس چالیس آدمیوں تک پہنچ جائیں گے تو وہ اللہ کے دین کو خرابی اور اللہ کے بندوں کو غلام اور اللہ کے مال کو غلبہ کا ذریعہ بنالیں گے''۔

اور اعمش نے اسے عطیہ سے بحوالہ ابوسعید مرفوع روایت کیا ہے اور ابن لہیعہ نے ابوقبیل سے بحوالہ ابن وہب روایت کی ہے کہ وہ حضرت معاویہ کے پاس موجود تھا کہ مروان بن الحکم ان کے پاس آیا اور کسی ضرورت کے متعلق بات کی اور کہا میری ضرورت کو پورا کرو میں دس کا باپ' دس کا بھائی اور دس کا چچا ہوں۔ اور جب مروان نے پیٹھ پھیری تو حضرت معاویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جو آپ کے ساتھ تخت پر بیٹھے تھے کہا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''جب بنوالحکم تیس آدمیوں تک پہنچ جائیں گے تو وہ آپس میں اللہ کے مال کو غلبہ اور اللہ کے بندوں کو غلام اور کتاب اللہ کو خرابی کا ذریعہ بنالیں گے اور جب وہ ۴۹۷ تک پہنچیں گے تو ان کی ہلاکت کھجور کے چبانے سے بھی زیادہ تیزی سے ہوگی''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا' بے شک اور جب مروان نے پیٹھ پھری تو حضرت معاویہؓ نے کہا' اے ابن عباس میں آپ سے خدا کے نام پر اپیل کرتا ہوں کیا آپ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات بیان کی اور فرمایا ''چار سرکشوں کا باپ'' حضرت ابن عباسؓ نے کہا بے شک اور ابوداؤد طیالسی نے بیان کیا ہے کہ قاسم بن فضل نے ہم سے بیان کیا کہ یوسف بن مازن راسبی نے ہم سے بیان کیا کہ ایک شخص نے حضرت حسین بن علی کے پاس جا کر کہا اے امیر المومنین کے چہروں کو سیاہ کرنے

والے حضرت حسین نے کہا اللہ تجھ پر رحم کرے مجھے ڈانٹ ڈپٹ نہ کر بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے بنوامیہ کے ایک ایک شخص کو اپنے منبر پر خطبہ دیتے دیکھا تو آپ کو اس بات نے تکلیف دی تو ''انا اعطیناك الکوثر'' اتری۔ یہ جنت میں ایک نہر ہے اور ''انا انزلناہ فی لیلۃ القدر .... خیر من الف شہر'' تک اتری یہ بنوامیہ کی حکومت ہے۔

راوی بیان کرتا ہے ہم نے اس کا حساب کیا تو وہ بلا کم وبیش آپ کے قول کے مطابق تھا اور ترمذی نے اسے محمود بن غیلان سے بحوالہ ابوداؤد طیالسی روایت کیا ہے' پھر بیان کیا ہے کہ یہ غریب ہے ہم اسے صرف قاسم بن فضل کی حدیث سے یہ جانتے ہیں اور وہ ثقہ ہے اسے یحییٰ القطان اور ابن مہدی نے ثقہ قرار دیا ہے نیز بیان کیا ہے اس کا شیخ یوسف بن سعد جسے یوسف بن مازن بھی کہا جاتا ہے وہ ایک مجہول شخص ہے اور یہ الفاظ کے ساتھ اسی طریق سے مشہور ہے۔ اور حاکم نے اسے اپنے مستدرک میں قاسم بن فضل حدانی کی حدیث سے روایت کیا ہے اور اس حدیث کی نکارت کے متعلق میں نے تفسیر میں مفصل بحث کی ہے اور جب کہا جائے کہ ان کی حکومت ہزار ماہ رہے گی تو اس کی توجیہہ یہ ہوگی کہ ہم اس سے حضرت ابن زبیر کے زمانہ کو ساقط کر دیں' اس لیے کہ حضرت معاویہؓ کے بااختیار بادشاہ ہونے کی بیعت ۴۰ھ میں لی گئی ہے اور یہی عام الجماعۃ ہے۔ جب حضرت حسنؓ نے حضرت علیؓ کے قتل کے چھ ماہ بعد انہیں امارت سپرد کر دی اور یہ ۹۲ سال بنتے ہیں اور جب ان سے حضرت ابن زبیر کی خلافت کے نو سال ساقط کر دیئے جائیں تو ۸۳ سال باقی رہ جاتے ہیں اور جو کچھ اس حدیث میں بیان ہوا یہ اس کے مبائن ہے لیکن یہ حدیث حضرت نبی کریم ﷺ تک مرفوع نہیں۔ اس نے اس آیت کی اس عدد کے ساتھ تفسیر کی ہے اور یہ کسی راوی کا قول ہے اور ہم نے تفسیر میں اس پر طویل گفتگو کی ہے اور قبل ازیں دلائل میں اس کا بیان گزر چکا ہے۔ واللہ اعلم۔

اور علی بن المدائنی نے عن یحییٰ بن سعید عن سفیان ثوری عن علی بن زید عن سعید بن المسیب روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

''میں نے بنوامیہ کو اپنے منبر پر چڑھتے دیکھا تو مجھے یہ بات گراں گزری تو انا انزلناہ فی لیلۃ القدر کا نزول ہوا''۔

اس میں ضعف اور ارسال پایا جاتا ہے اور ابوبکر بن ابی خیثمہ نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن حسین نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن نمیر نے عن سفیان ثوری عن علی بن یزید عن سعید بن المسیب' اللہ تعالیٰ کے قول ''وما جعلنا الرؤیا التی اریناك الا فتنۃ للناس'' کے بارے میں ہم سے بیان کیا کہ آپ نے بنوامیہ کے کچھ آدمیوں کو منابر پر دیکھا تو آپ کو اس بات نے غمگین کر دیا تو آپ سے دریافت کیا گیا یہ صرف دنیا ہے جو انہیں دی گئی ہے اور تھوڑے ہی عرصہ میں یہ جاتی رہے گی تو آپ کا غم دور ہو گیا۔

ابوجعفر رازی نے بحوالہ ربیع بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو اسراء ہوا تو آپ نے منبر پر بنوامیہ کے فلاں شخص کو خطبہ دیتے دیکھا تو آپ کو یہ بات گراں گزری تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ''وان ادری لعلہ فتنۃ لکم ومتاع الی حین'' اتاری۔ اور مالک بن دینار نے بیان کیا کہ میں نے ابوالجوزاء کو بیان کرتے سنا کہ خدا کی قسم' اللہ تعالیٰ بنوامیہ کی حکومت کو بالضرور ایسے ہی عزت دے گا جیسے اس نے لوگوں کو حکومت کی عزت دی تھی جو ان سے پہلے تھے' پھر وہ بالضرور ان کی حکومت کو ایسے ہی ذلیل کرے گا جیسے اس نے ان سے پہلے لوگوں کو حکومت میں ذلیل کیا تھا' پھر اس نے یہ یہ آیت ''وتلك الایام نداولہا بین

الناس ''پڑھی اور ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم بن سعید نے مجھ سے بیان کیا کہ عمر بن حمزہ نے ہم سے بیان کیا کہ عثمان بن عفان کے غلام عمر بن سیف نے مجھے بتایا کہ میں نے سعید بن المسیب کو ابوبکر بن سلیمان بن ابی حیثمہ سے بیان کرتے سنا اور انہوں نے بنوامیہ کا ذکر کیا کہ ان کی ہلاکت آپس ہی میں ہوگی انہوں نے پوچھا کیسے؟ اس نے کہا ان کے خلفاء ہلاک ہو جائیں گے اور ان کے شرارتی باقی رہ جائیں گے اور وہ خلافت کے بارے میں آپس میں مقابلہ کریں گے پھر لوگ ان پر پل پڑیں گے اور انہیں ہلاک کر دیں گے اور یعقوب بن سفیان نے بیان کیا ہے کہ احمد بن ارزقی نے بتایا کہ زنجی نے عن العلاء بن عبدالرحمٰن عن ابیہ عن ابی ہریرۃ' ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

''میں نے خواب میں بنوالحکم یا بنوابوالعاص کو بندروں کی طرح اپنے منبر پر چھلانگیں مارتے دیکھا راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اس کے بعد وفات تک اچھی طرح مسکراتے نہیں دیکھا گیا''۔

ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی نے بیان کیا ہے کہ مسلم بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن زید حماد ز ید کے بھائی نے عن علی بن الحکم البنانی عن ابی الحسن الحمصی عن عمرو بن مرہ جسے صحبت حاصل تھی ہم سے بیان کیا کہ الحکم بن العاص' رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کرتے ہوئے آیا تو آپ نے اس کی گفتگو سے پہچان لیا اور فرمایا اسے اجازت دے دو' اس پر اور جو اس کی صلب سے پیدا ہوا اس پر اللہ کی لعنت ہوگی سوائے مومنین کے اور وہ تھوڑے ہی ہیں جو دنیا میں سربلند اور آخرت میں سرنگوں ہوں گے وہ مکار اور حیلہ باز ہوں گے۔ انہیں دنیا میں دیا جائے گا اور آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہ ہوگا۔

ابوبکر خطیب بغدادی نے بیان کیا ہے کہ ابوعبداللہ محمد بن عبدالواحد بن محمد نے بتایا کہ حافظ محمد بن مظفر نے بتایا کہ ابوالقاسم تمام بن خزیم بن محمد بن مروان دمشقی نے بتایا کہ احمد بن ابراہیم بن ہشام بن ملابس نے بتایا کہ ام الحکم بنت عبدالعزیز کے غلام ابوالنصر اسحاق بن ابراہیم بن یزید نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن ربیعہ نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالاشعث صنعانی نے بحوالہ ثوبان ہم سے بیان کیا کہ:

''رسول اللہ ﷺ حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان کی ران پر سر رکھے سوئے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ بلند آواز سے روئے' پھر مسکرائے۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ ہم نے آپ کو روتے اور مسکراتے دیکھا ہے آپؐ نے فرمایا' میں نے بنوامیہ کو باری باری اپنے منبر پر چڑھتے دیکھا تو اس بات نے مجھ کو غمگین کر دیا' پھر میں نے بنوعباس کو باری باری اپنے منبر پر چڑھتے دیکھا تو اس بات نے مجھے خوش کر دیا''۔

اور یعقوب بن سفیان نے بیان کیا ہے کہ محمد بن خالد بن عباس نے مجھ سے بیان کیا کہ ولید بن مسلم نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعبداللہ نے عن ولید بن ہشام المعیطی عن ابان بن ولید عن عقبہ بن ابی معیط سے بیان کیا کہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو میں بھی موجود تھا' حضرت معاویہ نے آپ کو بہت اچھا عطیہ دیا' پھر کہا اے ابن عباس کیا تمہیں حکومت حاصل ہوگی؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یا امیر المومنین مجھے معاف فرمایئے آپ نے فرمایا' ہاں حضرت معاویہ نے کہا آپ کے مددگار کون ہوں گے؟ آپ نے فرمایا' اہل خراسان اور

بنوامیہ کا ہاشم سے ٹکراؤ تھا۔

اور منہال بن عمرو نے بحوالہ سعید بن جبیرؒ بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ:

''ہم میں سے تین اہل بیت، سفاح، منصور اور مہدی ہوں گے''۔

اسے بیہقی نے اور طریق سے بیان کیا ہے اور اعمش نے اسے ضحاک سے بحوالہ حضرت ابن عباسؓ مرفوع روایت کیا ہے اور ابن ابی خثیمہ نے عن ابی معین عن سفیان عن عیینہ عن عمرو بن دینار عن ابی معبد عن ابن عباس روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ:

''جیسے اللہ تعالیٰ نے ہمارے پہلے آدمی سے اس کا آغاز کیا ہے مجھے امید ہے کہ وہ اس کا خاتمہ بھی ہم پر کرے گا''۔

یہ اسناد آپ کی طرف صحیح ہے اور ایسے ہی واقع ہوا اور مہدی کے لیے بھی انشاء اللہ واقع ہوگا اور بیہقی نے عن الحاکم عن الاصم عن احمد بن عبدالجبار عن ابی معاویہ عن اعمش عن عطیہ عن ابی سعید روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''زمانے کے انقطاع اور فتنوں کے ظہور کے وقت میرے اہل بیت سے ایک شخص ظاہر ہوگا جسے سفاح کہا جائے گا جو کف بھر بھر کر مال دے گا''۔

اور عبدالرزاق نے بیان کیا ہے کہ ثوری نے عن خالد الحذاء عن ابی قلابہ عن ابی اسماء عن ثوبان ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

''تمہاری اس سیاہ پتھروں والی زمین کے پاس تین آدمی باہم جنگ کریں گے جو سب کے سب خلیفہ کے بیٹے ہوں گے اور وہ ان میں سے ایک کو بھی نہیں ملے گی، پھر خراسان سے جھنڈے آئیں گے وہ تم سے ایسی جنگ کریں گے جس کی مثال نہیں دیکھی گئی۔ پھر آپؐ نے کچھ باتوں کا ذکر کیا جب ایسا ہوگا تو وہ اس کے پاس آئیں گے خواہ انہیں برف پر گھٹنوں کے بل آنا پڑے بلاشبہ وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے''۔

اور بعض نے اسے ثوبان سے روایت کیا ہے اور اسے موقوف قرار دیا ہے اور یہ اس کی مثل ہے واللہ اعلم۔

اور امام احمد نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن غیلان اور قتیبہ بن سعید نے مجھ سے بیان کیا کہ راشد بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ یونس بن یزید نے عن ابن شہاب عن قبیصہ عن ذویب عن ابی ہریرہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے بیان کیا کہ آپؐ نے فرمایا کہ:

''خراسان سے سیاہ جھنڈے نکلیں گے اور انہیں کوئی چیز نہ روکے گی حتیٰ کہ انہیں ایلیاء میں نصب کر دیا جائے گا''۔

اور بیہقی نے اسے الدلائل میں راشد بن سعد مصری کی حدیث سے روایت کیا ہے اور وہ ضعیف ہے۔ پھر امام احمد نے بیان کیا ہے کہ اس کے قریب قریب کعب الاحبار سے روایت کی گئی ہے جو اس کی مانند ہے پھر اس نے اس طرح کعب سے بھی روایت کی ہے کہ:

''بنوعباس کے سیاہ جھنڈے ظاہر ہوں گے حتیٰ کہ وہ شام میں آئیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھوں تمام سرکشوں اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کرے گا''۔

اور ابراہیم بن الحسین نے عن ابی اویس عن ابن ابی ذویب عن محمد بن عبدالرحمٰن عن عامری عن سہل عن ابیہ عن ابی ہریرہؓ

روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا تم میں نبوت اور حکومت ہوگی اور عبداللہ بن احمد نے عن ابن معین عن عبید بن ابی قرۃ عن اللیث عن ابی قبیل عن ابی میسرہ مولی عباس روایت کی ہے کہ میں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ میں ایک شب حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس تھا کہ آپ نے فرمایا:

''دیکھو کیا تم آسمان میں کوئی چیز دیکھتے ہو؟ میں نے کہا ہاں' آپؐ نے فرمایا کیا دیکھتے ہو؟ میں نے کہا ثریا' آپ نے فرمایا آپ کی صلب سے عنقریب اسی تعداد کے مطابق اس امت کے بادشاہ بنیں گے''۔

امام بخاریؒ نے بیان کیا ہے کہ عبید بن ابی قرۃ اپنی حدیث پر موافقت نہیں کرتا اور ابن عدی نے سوید بن سعید کے طریق سے عن حجاج بن تمیم عن میمون بن مہران عن ابن عباس روایت کی ہے کہ آپ نے بیان کیا کہ:

''میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا اور جبریل علیہ السلام بھی آپؐ کے ساتھ تھے اور میں انہیں دحیہ کلبی خیال کرتا رہا۔ جبریل نے رسول اللہ ﷺ سے کہا' بلاشبہ یہ میلے کپڑوں والا ہے اور عنقریب ان کے بیٹے ان کے بعد سیاہ لباس پہنیں گے''۔

یہ حدیث اس طریق سے منکر ہے اور اس میں کچھ شبہ نہیں کہ سیاہ رنگ بنوعباس کے شعار میں سے تھا انہوں نے اسے اختیار کیا کہ رسول اللہ ﷺ فتح کے روز سر پر سیاہ عمامہ پہنے مکہ میں داخل ہوئے' پس انہوں نے اسے اعیاد' محافل اور مجامع میں اسے اپنا اشعار بنالیا اور اسی طرح ان کے ہر سپاہی پر کوئی نہ کوئی سیاہ چیز ہوتی تھی اور ان میں سے وہ ٹوپی بھی ہے جسے امراء اس وقت پہنتے ہیں جب انہیں خلعت دی جاتی ہے اسی طرح عبداللہ بن علی جس روز دمشق آیا تو وہ سیاہ لباس پہنے تھا پس عورتیں اور بچے اس کے لباس سے تعجب کرنے لگے اور وہ باب کیسان سے داخل ہوا اور اس نے سیاہ لباس پہنے جمعہ کے روز لوگوں سے خطاب کیا اور انہیں نماز پڑھائی۔

اور ابن عساکر نے ایک خراسانی سے روایت کی ہے کہ جب عبداللہ بن علی نے جمعہ کے روز لوگوں کو نماز پڑھائی تو میرے پہلو میں ایک شخص نے نماز پڑھی اور اس نے کہا ''سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ'' عبداللہ بن علی کی طرف دیکھو' اس کا چہرہ کتنا قبیح اور اس کا سیاہ لباس کتنا برا ہے اور آج تک ان کا یہی شعار ہے جیسا کہ آپ اسے جمعہ اور عیدوں میں خطباء پر دیکھتے ہیں۔

ابوالعباس سفاح کی خلافت کا استحکام اور اپنے دورِ خلافت میں اس کی سیرت حسنہ

قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ سب سے کوفہ میں ۱۲ ربیع الاول کو جمعہ کے روز اس کی بیعت ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ ۱۳۲ھ کے آغاز میں ہوئی پھر اس نے فوجوں کو مروان کی طرف روانہ کیا اور انہوں نے اسے مملکت سے باہر کیا اور انہوں نے مسلسل اس کا پیچھا کیا' حتیٰ کہ سرزمین مصر میں الصعید کے علاقے میں بوصیر مقام پر اس سال کے ذوالحجہ کے آخری عشرہ میں اسے قتل کر دیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اس وقت سفاح بااختیار خلیفہ بن گیا اور بلاد اندلس کے سوا بلاد عراق وخراسان اور حجاز وشام اور دیار مصر پر اس کا ہاتھ مضبوط ہو گیا بلاشبہ اس نے اندلس پر حکومت نہیں کی اور نہ اس کے اقتدار کی وہاں تک رسائی ہوئی ہے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ بنوامیہ کا ایک شخص اندلس میں داخل ہو کر اس پر اور اس کی حکومت پر قابض ہو چکا تھا جیسا کہ ابھی اس کی تفصیل بیان ہو گی۔ اور اس سال کئی پارٹیوں نے سفاح کے خلاف بغاوت کر دی جن میں اہل قنسرین بھی شامل تھے جنہوں نے قبل ازیں اس کے چچا عبداللہ بن علی کی بیعت کی تھی اور اس نے ان کے امیر مجزأۃ بن الکوثر بن زفر بن الحارث کلابی کو ان کا امیر مقرر کیا جو مروان کے اصحاب اور امراء میں سے تھا اس نے سفاح کو معزول کر دیا اور سفید لباس پہنا اور اہل شہر کو اس امر پر آمادہ کیا اور انہوں نے اس سے موافقت کی۔ ان دنوں سفاح حیرہ میں تھا اور عبداللہ بن علی بلقاء میں حبیب بن مرہ المزی سے جنگ میں مشغول تھا اور سفاح کے معزول کرنے میں اہل بلقاء بثینہ اور حوران کے کچھ باشندوں نے اس سے اتفاق کر لیا۔

اور جب سفاح کو اہل قنسرین کے کرتوت کی اطلاع ملی تو اس نے حبیب بن مرہ سے مصالحت کر لی اور قنسرین کی جانب روانہ ہو گیا اور جب وہ دمشق سے گزرا جہاں اس کے اہل وعیال اور نفیس سامان تھا تو اس نے وہاں ابوغانم عبدالحمید بن ربعی کنانی کو چار ہزار فوج کے ساتھ نائب مقرر کیا اور جب وہ شہر سے گزر کر دمشق پہنچا تو اہل دمشق نے عثمان بن عبدالاعلیٰ بن سراقہ کے ساتھ اٹھ کر سفاح کو معزول کر دیا اور سفید لباس پہنا اور امیر ابوغانم کو قتل کر دیا اور انہوں نے اس کے اصحاب کی ایک جماعت کو بھی قتل کر دیا اور عبداللہ کے نفیس سامان اور ذخائر کو لوٹ لیا اور اس کے اہل سے معترض نہ ہوئے اور ابوعبداللہ کا معاملہ بگڑ گیا اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ اہل قنسرین نے اہل حمص کے ساتھ خط وکتابت کی اور ابومحمد سفیانی پر اتفاق کر لیا اور وہ ابومحمد عبداللہ بن یزید بن معاویہ بن ابی سفیان تھا' انہوں نے اس کی بیعت خلافت کی اور تقریباً چالیس ہزار آدمی اس کے ساتھ ہو گئے۔

اور عبداللہ بن علی نے اس کا قصد کیا اور مرج اخرم میں ان کی مڈبھیڑ ہوئی اور انہوں نے سفیان کے ہراول دستہ سے جنگ کی جس کا امیر ابوالورد تھا' پس انہوں نے باہم شدید جنگ کی اور عبدالصمد کو شکست دی اور فریقین کے ہزاروں آدمی بیچ کھیت رہے اور عبداللہ بن علی' حمید بن قحطبہ کے ساتھ ان کی طرف بڑھا اور انہوں نے باہم شدید جنگ کی اور عبداللہ کے ساتھی بھاگنے لگے اور حمید ثابت قدم رہے اور مسلسل ثابت قدم رہے حتیٰ کہ انہوں نے ابوالورد کے اصحاب کو شکست دے دی اور ابوالورد اپنے اہل بیت اور اپنی قوم کے پانچ سو سواروں کے ساتھ ڈٹا رہا حتیٰ کہ وہ سب کے سب قتل ہو گئے۔ اور ابومحمد سفیانی اور اس کے ساتھی بھاگ کر تدمر آ گئے اور عبداللہ نے اہل قنسرین کو امان دی اور انہوں نے سیاہ لباس پہنا اور اس کی بیعت کی اور اس کی اطاعت کی

طرف واپس آ گئے پھر عبداللہ واپس دمشق آیا اور اسے ان کے کرتوت کی اطلاع مل چکی تھی اور جب وہ دمشق کے نزدیک آیا تو وہاں سے منتشر ہو گئے اور انہوں نے جنگ نہ کی پس اس نے انہیں امان دی اور وہ اطاعت میں داخل ہو گئے اور ابومحمد سفانی ہمیشہ بدحال اور پریشان رہا حتیٰ کہ وہ حجاز کے علاقے میں چلا گیا اور منصور کے زمانے میں ابوجعفر منصور کے نائب نے اس سے جنگ کی اور اسے قتل کر دیا اور اس کے سر اور اس کے دو بیٹوں کو جنہیں اس نے قیدی بنا کر پکڑ لیا تھا بھجوا دیا تو منصور نے ان دونوں کو اپنے زمانے میں رہا کر دیا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ سفیان کی جنگ ٣٠ ذوالحجہ ١٣٢ھ کو سوموار کے روز ہوئی' واللہ اعلم۔

اور سفاح کے معزول کرنے والوں میں اہل جزیرہ بھی شامل تھے جب انہیں اطلاع ملی کہ اہل قنسرین نے اسے معزول کر دیا ہے تو انہوں نے ان کے ساتھ اتفاق کیا اور سیاہ لباس پہنا اور سفاح کی طرف سے حران کے نائب موسیٰ بن کعب کی طرف گئے جس نے تین ہزار آدمیوں کے ساتھ شہر میں پناہ لے لی' پس انہوں نے تقریباً دو ماہ تک اس کا محاصرہ کئے رکھا' پھر سفاح نے اپنے بھائی ابوجعفر منصور کو ان لوگوں کے ساتھ جو واسط میں ابن ہبیرہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے بھیجا وہ حران جاتے ہوئے قرقیسیا کے پاس سے گزرا تو وہ سفید لباس پہنے ہوئے تھے انہوں نے شہر کے دروازوں کو اس کے آگے بند کر دیا پھر وہ رقہ کے پاس سے گزرا جس کا امیر بکار بن مسلم تھا' ان کا بھی یہی حال تھا' پھر وہ حاجر کے پاس سے گزرا جہاں اسحاق بن مسلم اپنے ساتھی اہل جزیرہ کے ساتھ امیر تھا وہ اس کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔

پس اسحاق وہاں سے الرہا کی طرف کوچ کر گیا اور موسیٰ بن کعب اپنی حرانی فوج کے ساتھ باہر نکلا تو منصور اسے ملا اور وہ اس کی فوج میں شامل ہو گئے اور بکار بن مسلم اپنے بھائی اسحاق بن مسلم کے پاس الرہا آیا تو اس نے اسے دارا اور ماردین کی ربیعہ کی جماعت کی طرف بھیجا اور ان کا سردار بریکہ حروری تھا پس وہ دونوں ایک جماعت بن گئے اور ابوجعفر نے ان کا قصد کیا اور ان کے ساتھ شدید جنگ کی اور بریکہ میدان کارزار میں مارا گیا اور بکار اپنے بھائی کے پاس الرہا بھاگ گیا اور اس نے وہاں کا نائب مقرر کیا اور فوج کے بڑے حصے کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ حتیٰ کہ سمیساط میں اترا اور اپنی فوج کے اردگرد خندق کھودی اور ابوجعفر نے آ کر الرہا میں بکار کا محاصرہ کر لیا اور اس کے ساتھ اس کے کئی معرکے ہوئے اور سفاح نے اپنے چچا عبداللہ بن علی کو لکھا کہ وہ سمیساط کی طرف روانہ ہو جائے اور اسحاق بن مسلم پر ساٹھ ہزار اہل جزیرہ نے اتفاق کر لیا اور عبداللہ ان کی طرف گیا اور ابوجعفر منصور بھی اس سے آ ملا اور اسحاق نے ان سے خط و کتابت کی اور ان سے امان طلب کی تو انہوں نے امیر المومنین کی اجازت سے اسے امان دے دی اور سفاح نے اپنے بھائی ابوجعفر منصور کو جزیرہ' آذربائیجان اور آرمینیا کا امیر مقرر کیا اور وہ مسلسل وہاں کا امیر رہا حتیٰ کہ اپنے بھائی کے بعد اسے خلافت مل گئی۔ کہتے ہیں کہ اسحاق بن مسلم عقیلی نے اس وقت امان طلب کی جب اسے یقین ہو گیا کہ مروان قتل ہو گیا ہے اور یہ واقعہ سات ماہ گزرنے کے بعد ہوا جب کہ وہ محاصرہ کئے ہوئے تھا اور ابوجعفر منصور کا ساتھی تھا پس اس نے اسے امان دے دی۔

اور اس سال ابوجعفر منصور اپنے بھائی سفاح کے حکم سے امیر خراسان ابومسلم خراسانی کے پاس گیا تا کہ ابوسلمہ کے قتل کے بارے میں اس کی رائے معلوم کرے کیونکہ وہ ان سے خلافت کو ہٹانا چاہتا تھا اور اس سے پوچھے کہ کیا اس بارے میں ابوسلمہ کو

ابومسلم کی رضا حاصل تھی یا نہیں؟ لوگوں نے سکوت اختیار کیا تو سفاح نے کہا اگر یہ بات اس کی رائے سے ہوئی ہے تو ہم ایک عظیم مصیبت میں پڑے ہیں سوائے اس کے اللہ اسے ہم سے دور کر دے۔

ابوجعفر کا بیان ہے کہ میرے بھائی نے مجھے کہا تیری کیا رائے ہے؟ میں نے کہا آپ کی رائے میری رائے ہے۔ اس نے کہا ابومسلم کو تجھ سے بڑھ کر کاٹنے والا کوئی نہیں پس اس کی طرف جا اور مجھے اس کی حقیقت سے آگاہ کر اگر یہ بات اس کی رائے سے ہوئی ہے تو ہم اس کے لیے حیلہ کریں گے اور اگر یہ اس کی رائے سے نہیں ہوا تو ہمارے دل خوش ہو جائیں گے۔ ابوجعفر منصور کا بیان ہے کہ میں ڈرتے ڈرتے اس کے پاس گیا اور جب میں ری پہنچا تو اچانک ابومسلم کا خط ری کے نائب کے پاس پہنچا کہ وہ مجھے جلد اس کے پاس پہنچنے پر آمادہ کرے پس میرے خوف میں اضافہ ہو گیا اور جب میں نیشاپور پہنچا تو اچانک اس کے پاس بھی خط آیا کہ وہ مجھے جلد پہنچنے پر آمادہ کرے اور اس نے اس کے نائب سے کہا کہ اسے ایک گھنٹہ بھی نہ ٹھہرنے دینا' بلاشبہ تیرے علاقے میں خوارج ہیں تو مجھے اس سے انشراح ہو گیا اور جب میں مرو سے دو فرسخ پر تھا تو وہ لوگوں کے ساتھ میری ملاقات کو باہر نکلا اور جب وہ میرے سامنے آیا تو پیادہ پا ہو گیا اور اس نے میرے ہاتھ کو بوسہ دیا' پس میرے حکم سے وہ سوار ہو گیا اور جب میں مرو میں داخل ہوا تو میں اس کے گھر میں اترا تو اس نے تین دن تک کسی چیز کے متعلق مجھ سے نہ پوچھا جو میں لے کر آیا تھا اور جب چوتھا دن ہوا تو اس نے مجھ سے کہا کیسے آنا ہوا؟ میں نے اسے اس بات کے متعلق بتایا تو اس نے کہا یہ ابوسلمہ نے کہا ہے؟ میں تمہیں اس کے بارے میں کفایت کروں گا۔ اس نے مرار بن انس ضبی کو بلا کر کہا کوفہ جاؤ اور جہاں تم ابوسلمہ سے ملو اسے قتل کر دو اور اس بارے میں امام کی رائے تک پہنچو پس مرار کوفہ ہاشمیہ میں آیا اور ابوسلمہ سفاح کے ہاں رات کو باتیں کیا کرتا تھا اور جب وہ باہر نکلا تو مرار نے اسے قتل کر دیا اور مشہور کر دیا کہ خوارج نے اسے قتل کر دیا ہے اور شہر کو بند کر دیا گیا' پھر امیر المومنین کے بھائی یحییٰ بن محمد بن علی نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اسے ہاشمیہ میں دفن کیا گیا۔ اسے آل محمد کا وزیر کہا جاتا تھا اور ابومسلم کو آل محمد کا امیر کہا جاتا تھا۔ ایک شاعر نے کہا ہے:

''بلاشبہ محمد کا وزیر ہی وزیر ہے' وہ ہلاک ہو گیا پس کون وزیر تجھ سے دشمنی رکھتا ہے''۔

کہتے ہیں ابوجعفر' ابوسلمہ کے قتل کے بعد ابومسلم کے پاس گیا اور اس کے ساتھ تیس آدمی تھے جن میں حجاج بن ارطاۃ' اسحاق بن فضل ہاشمی اور سادات کی ایک جماعت بھی شامل تھی اور جب ابوجعفر خراسان سے واپس آیا تو اس نے اپنے بھائی سے کہا جب تک ابومسلم زندہ رہے تو خلیفہ نہیں حتیٰ کہ تو اسے قتل کر دے کیونکہ اس نے دیکھا کہ افواج اس کی اطاعت کرتی ہیں سفاح نے اسے کہا اس بات کو چھپائے رکھو تو وہ خاموش ہو گیا۔ پھر سفاح نے اپنے بھائی ابوجعفر کو واسط میں ابن ہبیرہ کے ساتھ جنگ کرنے کو بھیجا جب وہ حسن بن قحطبہ کے پاس سے گزرا تو اس نے اسے اپنے ساتھ لے لیا اور جب ابن ہبیرہ کا گھیراؤ ہو گیا تو اس نے محمد بن عبداللہ بن حسن کو لکھا کہ وہ اس کی بیعت خلافت کرے۔ اس نے اس کے جواب میں دیر کی تو وہ ابوجعفر سے مصالحت کرنے کی طرف مائل ہو گیا' ابوجعفر نے اس بارے میں اپنے بھائی سفاح سے اجازت طلب کی تو اس نے اسے مصالحت کرنے کی اجازت دے دی۔

پس ابوجعفر نے اسے صلح کا خط لکھا اور ابن ہبیرہ اس بارے میں چالیس روز تک علماء سے مشورہ کرتا رہا پھر یزید بن عمر بن ہبیرہ ۱۳۰۰ انجاریوں کے ساتھ ابوجعفر کے پاس گیا اور جب وہ ابوجعفر کے خیموں کے نزدیک آیا تو اس نے اپنے گھوڑے سمیت داخل ہونا چاہا تو حاجب سلام نے کہا ابوخالد اتریئے تو وہ اتر پڑا اور خیموں کے اردگرد دس ہزار خراسانی تھے پھر اس نے اسے اندر آنے کی اجازت دی تو اس نے کہا میں اور میرے ساتھی بھی آئیں اس نے کہا نہیں بلکہ تم اکیلے آؤ تو وہ اندر داخل ہو گیا اور اس کے لیے تکیہ لگایا گیا تو وہ اس پر بیٹھ گیا اور ابوجعفر نے ایک گھنٹہ تک اس سے گفتگو کی پھر وہ اس کے پاس چلا گیا تو ابوجعفر کی آنکھوں نے اس کا تعاقب کیا پھر وہ روز بروز اس کے پاس پانچ سوسواروں اور تین پیادوں کے ساتھ آنے لگا' لوگوں نے ابوجعفر کے پاس اس کی شکایت کی تو ابوجعفر نے حاجب سے کہا اسے حکم دو کہ وہ اپنے خواص کے ساتھ آیا کرے' پس وہ تیس آدمیوں کے ساتھ آنے لگا' حاجب نے کہا گویا تو تیاری کے ساتھ آتا ہے۔ اس نے کہا اگر تم مجھے پیادہ پا آنے کا حکم دیتے تو میں پیادہ پا تمہارے پاس آتا پھر وہ تین آدمیوں کے ساتھ آنے لگا۔

اور ایک روز ابن ہبیرہ نے ابوجعفر سے خطاب کیا اور اپنی گفتگو کے دوران اسے کہنے لگا اے شخص پھر اس نے اس کے پاس معذرت کی کہ سبقت لسانی سے ایسا ہو گیا ہے تو اس نے اس کی معذرت کو قبول کیا اور سفاح نے ابومسلم کو خط لکھ کر ابن ہبیرہ سے مصالحت کرنے کے بارے میں اس سے مشورہ لیا تو اس نے اسے اس بات سے روک دیا اور سفاح اس کے بغیر کسی کام کا فیصلہ نہ کرتا تھا اور جب ابوجعفر کے ہاتھ پر صلح ہو گئی تو سفاح نے اسے پسند نہ کیا اور اسے اچھا نہ سمجھا اور اس نے ابوجعفر کو خط لکھا جس میں اسے اس کے قتل کا حکم دیا اور ابوجعفر نے کئی بار اس سے بات چیت کی کہ یہ بات اسے کچھ فائدہ بخش نہ ہو گی حتیٰ کہ سفاح کا خط آیا کہ اس کو لامحالہ قتل کرو' لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اس نے کیسے امان دی اور کیسے عہد شکنی کی؟ یہ سرکشوں کا فعل ہے اور اس نے اس بارے میں قسم کھائی' پس ابوجعفر نے اس کی طرف خراسانیوں کی ایک پارٹی بھیجی وہ اس کے پاس گئی تو اس کے پاس اس کا بیٹا داؤد بھی موجود تھا اور اس کی گود میں ایک چھوٹا بچہ بھی تھا اور اسکے غلام اور حاجب اس کے اردگرد تھے' اس کے بیٹے نے اس کا دفاع کیا حتیٰ کہ وہ قتل ہو گیا اور اس کے بہت سے غلام بھی مارے گئے اور وہ اس کے پاس پہنچ گئے تو اس نے بچے کو اپنی گود سے پھینک دیا اور سجدے میں گر پڑا اور سجدہ کی حالت میں ہی اسے قتل کر دیا گیا اور لوگوں نے ایک دوسرے کو مارا اور ابوجعفر نے اعلان کیا کہ عبدالملک بن بشر' خالد بن سلمہ مخزومی اور عمرو بن ذر کے سوا سب لوگوں کو امان حاصل ہے پس لوگ پرسکون ہو گئے پھر ان میں سے بعض کو امان دی گئی اور بعض کو قتل کر دیا گیا۔

اور اس سال ابومسلم خراسانی نے محمد بن اشعث کو ایران کی طرف بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہ ابوسلمہ خلال کے عمال کو پکڑ کر قتل کر دے تو اس نے ایسے ہی کیا اور اسی سال سفاح نے اپنے بھائی یحییٰ بن محمد کو موصل اور اس کے مضافات کا امیر مقرر کیا اور اپنے چچا داؤد کو مکہ' مدینہ' یمن اور دمامہ کا امیر مقرر کیا اور اسے کوفہ سے معزول کر دیا اور اس کی جگہ عیسیٰ بن موسیٰ کو امیر مقرر کیا اور ابن ابی لیلیٰ کو اس کا قاضی مقرر کیا اور سلیمان بن معاویہ مہلبی بصرہ کا نائب تھا اور اس کا قاضی حجاج بن ارطاۃ تھا اور سندھ کا نائب منصور بن جمہور اور ایران کا نائب محمد بن اشعث اور آذربائیجان جزیرہ اور آرمینیا کا نائب ابوجعفر منصور اور شام اور اس کے مضافات کا امیر

سفاح کا چچا عبداللہ بن علی اور مصر کا نائب ابوعون عبدالملک بن یزید اور خراسان اور اس کے مضافات کا نائب ابومسلم خراسانی اور دیوان خراج کا افسر خالد بن برمک تھا اور اس سال داؤد بن علی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان کا ذکر

مروان بن محمد بن الحکم:

ابوعبدالملک اموی بنوامیہ کا آخری خلیفہ تھا اس سال کے ذوالحجہ کے آخری عشرہ میں قتل ہوا جیسا کہ پہلے مفصل بیان ہو چکا ہے اور اس کا وزیر عبدالحمید بن یحییٰ بن سعد' بنی عامر بن لوی کا غلام ایسا زبردست کاتب تھا جس کی مثال بیان کی جاتی تھی کہتے ہیں کہ پیغامبری کا آغاز عبدالحمید سے ہوا اور اس کا خاتمہ ابن الحمید پر ہوا وہ کتابت اور اس کے تمام فنون میں امام تھا اور وہ اس میں مقتداء تھا اس کے رسائل ایک ہزار ورق میں ہیں اور اصل میں وہ قاریۃ کا تھا پھر شام میں سکونت پذیر ہو گیا اور اس نے یہ کام ہشام بن عبدالملک کے غلام سالم سے سیکھا اور یعقوب بن داؤد جو مہدی کا وزیر تھا اس کے سامنے بیٹھ کر لکھتا تھا اور اس کا بیٹا اسماعیل بن عبدالحمید بھی اسی طرح کتابت کا ماہر تھا اور شروع شروع میں وہ بچوں کو تعلیم دیتا تھا پھر اس کے احوال بدل گئے اور وہ مروان کا وزیر بن گیا اور سفاح نے اسے قتل کر کے اس کا مثلہ کیا حالانکہ اس قسم کا شخص عفو کے لائق تھا اور اس کے شاندار قول میں سے یہ بھی ہے کہ علم ایک درخت ہے اور الفاظ اس کا پھل ہیں اور سوچ ایک سمندر ہے جس کا موتی حکمت ہے اور اس کے اقوال میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے ایک شخص کو ردی خط میں لکھتے دیکھا تو کہا اپنے قلم کے تراشے ہوئے حصے کو لمبا کر اور اسے موٹا کر اور اپنے خط کو ٹیڑھا کر اور دائیں طرف لے جا' وہ شخص ❶ کہتا ہے میں نے ایسا کیا تو میرا خط اچھا ہو گیا اور ایک شخص نے اسے کہا کہ وہ اسے ایک بڑے آدمی کی طرف وصیت کا خط لکھ دے تو اس نے اسے لکھا میرے خط کا تیرے پاس پہنچنا ایسا ہی حق ہے جیسے اس کا مجھ پر حق ہے جب کہ وہ تجھے اپنی امیدگاہ سمجھتا ہے اور مجھے اس نے اپنے کام کا اہل سمجھا ہے پس میں نے تو اس کا کام کر دیا ہے اور تو بھی اس کی امید کو سچا کر دے اور وہ اکثر یہ شعر پڑھا کرتا تھا: ؎

''جب کاتب نکلتے ہیں تو ان کی گونج سخت ہوتی ہے اور کمانوں کے قلموں کے تیر ہوتے ہیں''۔

ابوسلمہ حفص بن سلیمان:

یہ پہلا شخص تھا جو آل عباس کا وزیر بنا اسے ابومسلم نے سفاح کے حکم سے اس کی حکومت کے چار ماہ بعد' رجب کے مہینے میں انبار میں قتل کیا۔ یہ بڑا خوش شکل اور خوش طبع آدمی تھا اور سفاح اس سے محبت کرتا تھا اور اس کی اچھی گفتگو کی وجہ سے اس سے رات کو بات چیت کرنا پسند کرتا تھا لیکن اسے وہم ہو گیا کہ اس کا میلان آل علیؓ کی طرف ہے اور ابومسلم نے اس کو دھوکے سے قتل کرنے کی سازش کی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور سفاح نے اس کے قتل ہونے پر یہ شعر پڑھا: ؎

''وہ اور اس جیسے شخص کو دوزخ کی طرف جانا چاہیے اور چیز ہم سے کھو گئی ہے ہمیں اس پر افسوس ہے''۔

---

❶ یہ شخص ابراہیم بن جبلہ تھا۔

اور اسے وزیر آلِ محمد کہا جاتا تھا اور وہ کوفہ میں سرکہ فروشوں کے محلے میں رہنے کی وجہ سے خلال کے نام سے مشہور تھا اور وہ پہلا شخص ہے جسے وزیر کا نام دیا گیا اور ابن خلکان نے ابن قتیبہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ وزیر کا اشتقاق وزر سے ہے جس کے معنی بوجھ کے ہیں اور بادشاہ نے اس کی رائے پر اعتماد کرنے کی وجہ سے اس پر بوجھ ڈال دیا تھا جیسے خوفزدہ شخص پہاڑ کی پناہ لے لیتا ہے۔

۱۳۳ھ

اس سال سفاح نے اپنے چچا سلیمان کو بصرہ اور اس کے مضافات اور دجلہ، بحرین اور عمان کے صوبوں کا امیر مقرر کیا اور اپنے چچا اسماعیل کو اہواز کی طرف بھیجا اور اسی سال داؤد بن علی نے مکہ اور مدینہ میں رہنے والے بنوامیہ کو قتل کیا اور اسی سال داؤد بن علی نے ماہ ربیع الاول میں مدینہ میں وفات پائی اور اپنے بیٹے عیسیٰ کو اپنی عملداری پر اپنا نائب مقرر کیا اور حجاز پر اس کی حکومت تین ماہ تک رہی اور جب سفاح کو اس کی وفات کی خبر ملی تو اس نے حجاز پر اپنے ماموں زیاد بن عبیداللہ بن عبدالدار حارثی کو نائب مقرر کیا اور اپنے ماموں کے بیٹے محمد بن یزید بن عبیداللہ بن عبدالدار کو یمن کا امیر مقرر کیا اور شام کی امارت پر اپنے دو چچاؤں عبداللہ اور صالح بن علی کو مقرر کیا اور ابوعون کو دیار مصر پر نائب مقرر کیا اور اسی سال میں محمد بن اشعث افریقہ گیا اور اس نے ان سے شدید جنگ کر کے اسے فتح کر لیا اور اسی سال میں بخارا میں شریک بن شیخ المہری نے ابومسلم کے خلاف بغاوت کی اور کہا ہم نے آلِ محمد کو خونریزی کرنے اور نفوس کے قتل کرنے پر بیعت نہیں کی اور تقریباً بیس ہزار آدمیوں نے اس امر پر اس سے اتفاق کیا۔ پس ابومسلم نے زیاد بن صالح خزاعی کو اس کے مقابلے میں بھیجا جس نے اس سے جنگ کر کے اسے قتل کر دیا۔

اور اسی سال میں سفاح نے اپنے بھائی یحییٰ بن محمد کو موصل سے معزول کر دیا اور اپنے چچا اسماعیل کو اس کا امیر مقرر کیا اور اسی سال میں اس نے موسم گرما کی جنگ پر اپنی طرف سے صالح بن علی بن سعید بن عبیداللہ کو مقرر کیا اور اس نے الدروب کے پرے تک جنگ کی اور سفاح کے ماموں زیاد بن عبیداللہ بن عبدالدار حارثی نے لوگوں کو حج کروایا اور شہروں کے نائبین معزول ہونے والوں کے سوا وہی تھے جو اس سے پہلے سال تھے۔

۱۳۴ھ

اس سال میں بسام بن ابراہیم بن بسام نے اطاعت چھوڑ دی اور سفاح کے خلاف بغاوت کر دی۔ سفاح نے اس کے مقابلہ میں خازم بن خزیمہ کو بھیجا جس نے اس سے جنگ کی اور اس کے اکثر اصحاب کو قتل کر دیا اور اس کی فوج کی بیخ کنی کر دی اور واپسی پر سفاح کے ماموؤں بنی عبدالدار کے اشراف کے پاس سے گزرا تو اس نے ان سے خلیفہ کی مدد کے بارے میں کچھ باتیں دریافت کیں تو انہوں نے اسے جواب نہ دیا اور اس کی تحقیر کی تو اس نے ان کے قتل کا حکم دے دیا اور وہ تقریباً بیس آدمی تھے اور اسی قدر ان کے اموال بھی تھے۔ پس بنوعبدالدار نے خازم بن خزیمہ کے خلاف سفاح سے مدد طلب کی اور کہنے لگے اس نے ان

لوگوں کو بے گناہ قتل کیا ہے' سفاح نے اس کے قتل کا ارادہ کیا تو بعض امراء نے اسے مشورہ دیا کہ وہ اسے قتل نہ کرے بلکہ اسے کسی مشکل کام پر بھیج دے اگر وہ بچ گیا تو اس کی قسمت اور اگر مارا گیا تو اس کا مقصد پورا ہو جائے گا۔ سو اس نے اسے عمان کی طرف بھیج دیا جہاں خوارج کی ایک پارٹی نے سرکشی اختیار کر لی تھی اور اس نے اس کے ساتھ سات سو آدمی بھی تیار کیے اور بصرہ میں اپنے چچا سلیمان کو لکھا کہ وہ انہیں عمان جانے کے لیے کشتیوں میں سوار کرے سو اس نے ایسے ہی کیا اس نے خوارج سے جنگ کر کے انہیں شکست دی اور وہاں کے شہروں پر قبضہ کر لیا اور صغریہ خوارج کا امیر الجلندی قتل ہو گیا اور اس کے اصحاب وانصار میں سے تقریباً دس ہزار آدمی مارے گئے اور اس نے ان کے سروں کو بصرہ بھیج دیا اور بصرہ کے نائب نے انہیں خلیفہ کے پاس بھیج دیا' پھر کچھ مہینوں کے بعد سفاح نے اسے لکھا کہ وہ واپس آ جائے تو وہ سالم وغانم اور مظفر ومنصور واپس آ گیا۔

اور اسی سال میں ابو مسلم نے بلاد الصفد سے جنگ کی اور ابو مسلم کے ایک نائب ابو داؤد نے بلاد کش سے جنگ کی اور اس نے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور سونے سے منقش بہت سے چینی کے برتنوں کو غنیمت میں حاصل کیا اور اسی سال میں سفاح نے موسیٰ بن کعب کو بارہ ہزار فوج کے ساتھ ہندوستان میں منصور بن جمہور کے مقابلہ میں بھیجا تو موسیٰ بن کعب نے تین ہزار فوج کے ساتھ اس سے مڈبھیڑ کی اور اسے شکست دی اور اس کی فوج کی بیخ کنی کر دی اور اسی سال میں یمن کے عامل محمد بن یزید بن عبداللہ بن عبدالدار نے وفات پائی اور سفاح نے اس کے چچا کو جو خلیفہ کا ماموں تھا اس کا نائب مقرر کیا اور اسی سال میں سفاح حیرہ سے انبار آیا اور کوفہ کے نائب عیسیٰ بن موسیٰ نے لوگوں کو حج کروایا اور صوبوں کے نائب وہی تھے اور اس سال میں وفات پانے والے اعیان میں ابو ہارون العبدی' عمارہ بن جوبن اور یزید بن یزید جابر دمشقی شامل ہیں۔ واللہ اعلم۔

۱۳۵ھ

اس سال ماوراء النہر کے علاقے سے زیادہ بن صالح نے ابو مسلم کے خلاف بغاوت کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے ان پر فتح دی اور اس نے ان کی جمعیت کو پراگندہ کر دیا اور ان نواح میں اس کی حکومت مستحکم ہو گئی اور اس سال بصرہ کے نائب سلیمان بن علی نے لوگوں کو حج کروایا اور نائبین وہی لوگ تھے جو اس سے پہلے سال تھے اور اس سال وفات پانے والے اعیان میں یزید بن سنان' ابو عقیل زہرۃ بن معبد اور عطا خراسانی شامل ہیں۔

۱۳۶ھ

اس سال ابو مسلم' خراسان سے سفاح کے پاس آیا اور اس سے قبل اس نے خلیفہ سے اس کے پاس آنے کی اجازت طلب کی تو اس نے اسے لکھا کہ وہ پانچ صد سپاہیوں کے ساتھ آئے اور اس نے اس کی طرف لکھا کہ میں نے لوگوں کو ستایا ہوا ہے اور مجھے پانچ سو کی قلت سے خدشہ ہے تو اس نے اسے لکھا کہ وہ ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ آئے تو وہ آٹھ ہزار آدمیوں کے ساتھ آیا اس نے انہیں متفرق کر دیا اور اپنے ساتھ بہت سے اموال اور ہدایا وتحائف بھی لایا اور جب وہ آیا تو اس کے ساتھ صرف ایک

ہزار سپاہی تھے اور سالاروں اور امراء نے بعید مسافت پر اس کا استقبال کیا اور جب وہ سفاح کے پاس آیا تو اس نے اس کا اعزاز واکرام کیا اور اسے اپنے قریب اتارا اور وہ ہر روز خلیفہ کے پاس آتا اور اس نے خلیفہ سے حج کے بارے میں اجازت طلب کی تو اس نے اسے اجازت دے دی اور کہا اگر میں نے اپنے بھائی ابوجعفر کو امیر حج مقرر نہ کیا ہوتا تو میں تجھے امیر حج مقرر کرتا اور ابوجعفر اور ابومسلم کے درمیان حالات خراب تھے اور وہ اس سے اس وجہ سے بغض رکھتا تھا کہ جب وہ سفاح اور اس کے بعد منصور کی بیعت کے لیے نیشاپور آیا تو اس نے اس کی ہیبت کو دیکھا تھا اور وہ اس کے معاملے میں انگشت بدنداں ہوگیا اور منصور نے اس سے بغض رکھا اور سفاح کو اس کے قتل کا مشورہ دیا تو اس نے اسے اس بات کے پوشیدہ رکھنے کا حکم دیا اور جس وقت وہ آیا تو اس نے پھر اسے اس کے قتل کرنے کا مشورہ دیا اور اسے اس بات پر برانگیختہ کیا تو سفاح نے اسے کہا تجھے معلوم ہے کہ یہ ہمارے ساتھ آزمائش میں پڑا ہے اور اس نے ہماری خدمت کی ہے ابوجعفر نے کہا اے امیر المومنین! یہ سب ہماری حکومت کی بدولت ہوا ہے۔ خدا کی قسم! اگر آپ ایک بلی کو بھی بھیجتے تو لوگ اس کی سمع واطاعت کرتے اور اگر آپ نے اسے رات کو نہ کھایا تو یہ صبح کو آپ کو کھا جائے گا۔ اس نے کہا اس کام کی سبیل کیا ہوگی؟ اس نے کہا جب وہ آپ کے پاس آئے تو آپ اس سے گفتگو کریں پھر میں اس کے پیچھے پیچھے آ کر اسے تلوار ماروں گا اس نے کہا اس کے ساتھیوں کا کیا ہوگا؟ اس نے کہا وہ بہت ذلیل اور قلیل ہیں تو اس نے اسے اس کے قتل کی اجازت دے دی اور جب ابومسلم سفاح کے پاس آیا تو وہ اس کام کے بارے میں اپنے بھائی کو اجازت دینے پر شرمندہ ہوا اور اس نے اس کی طرف خادم کو روانہ کیا کہ وہ اسے کہے کہ تیرے اور اس کے درمیان جو بات ہوئی ہے وہ اس پر شرمندہ ہے اور تو وہ کام نہ کرنا اور جب خادم اس کے پاس آیا تو اس نے اسے تلوار کو چادر میں لپٹے دیکھا اور وہ ابومسلم کے قتل کے لیے تیار ہو چکا تھا اور جب اس نے اسے اس بات سے روکا تو ابوجعفر کو شدید غصہ آیا اور اس سال ابوجعفر منصور نے سفاح کے امیر بنانے کی وجہ سے لوگوں کو حج کروایا اور خلیفہ کے حکم سے ابومسلم خراسانی اس کے ساتھ حجاز گیا اور اس نے اسے حج کی اجازت دے دی اور جب وہ دونوں حج سے واپسی پر ذات عرق مقام پر تھے تو ابوجعفر کو جو ابومسلم سے ایک دن کی مسافت پر آ گے تھا اپنے بھائی سفاح کے مرنے کی اطلاع ملی تو اس نے ابومسلم کو خط لکھا کہ ایک امر کا وقوع ہو گیا ہے جلدی جلدی چلو اور جب ابومسلم نے خبر معلوم کی تو وہ اس کے پیچھے جلدی جلدی چلا اور کوفہ میں اس سے جا ملا اور منصور کی بیعت کا حال اور تفصیل ابھی بیان ہوگی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

بنوعباس کے پہلے خلیفہ ابوالعباس سفاح کے حالات:

عبداللہ سفاح اسے مرتضیٰ اور قاسم بھی کہا جاتا ہے۔ ابن محمد ابن الامام ابن علی السجاد ابن عبداللہ الحبر ابن عباس بن عبدالمطلب القرشی الہاشمی امیر المومنین، اس کی ماں کا نام ریطہ تھا جسے ریطہ بنت عبید اللہ بن عبداللہ بن عبدالدار الحارثی بھی کہا جاتا ہے۔ سفاح کی پیدائش بلقائے شام میں الشراہ کے علاقے میں حمیمہ مقام پر ہوئی اور وہیں اس نے نشوونما پائی حتیٰ کہ مروان اپنے بھائی امام ابراہیم کو لے کر کوفہ منتقل ہو گئے اور اس کی بیعت خلافت اس کے بھائی کے قتل کے بعد مروان کی زندگی میں کوفہ میں ۱۲ ربیع الاول کو جمعہ کے روز ہوئی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور اس کی وفات ۱۱ ذوالحجہ کو اتوار کے روز چیچک سے ہوئی اور بعض نے ۱۳ ذوالحجہ ۱۳۶ھ کو وفات پانا بیان کیا جاتا ہے اور اس کی عمر ۳۳ سال تھی اور بعض نے ۳۲ سال اور بعض نے ۲۸ سال بیان کی ہے۔

یہ کئی لوگوں کا قول ہے اور اس کی خلافت چار سال نو ماہ دن اور ... تھی' خوبصورت' طویل' گورا چٹا' گھنگھریالے بالوں والا' خوبصورت داڑھی والا' فصیح الکلام' اچھی رائے والا اور بہت اچھا بدیہہ گو تھا۔ اس کی خلافت کے آغاز میں عبداللہ بن حسن بن حسن علیؒ مصحف لیے اس کے پاس آئے تو بنو ہاشم کے سردار جو سفاح کے اہل بیت وغیرہ سے تھے اس کے پاس بیٹھے ہوئے تھے عبداللہ نے اسے کہا امیر المومنین ہمیں ہمارا وہ حق عطا فرمایئے جو اللہ تعالیٰ نے اس مصحف میں ہمارے لیے مقرر کیا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ حاضرین ڈرے کہ سفاح اسے جلدی سے کوئی بات نہ کہہ دے یا اس کا جواب ہی نہ دے تو یہ بات اس کے لیے اور ان کے لیے عار بن جائے گی۔ سفاح نے بغیر کسی گھبراہٹ اور غصے کے اس کی طرف متوجہ ہو کر کہا بلاشبہ آپ کے دادا حضرت علیؓ مجھ سے بہتر اور زیادہ عادل تھے وہ اس کام کے متصرف ہوئے تو انہوں نے تمہارے دادا حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو جو کچھ دیا تھا وہ میں نے تجھے دے دیا ہے اور اس سے زیادہ بھی دیا ہے اور وہ دونوں مجھ سے بہتر تھے' راوی بیان کرتا ہے کہ عبداللہ بن حسن نے اسے کوئی جواب نہ دیا اور لوگ اس کے جواب کی سرعت' جدت اور شاندار بدیہہ گوئی پر حیران رہ گئے۔

اور امام احمد نے اپنے مسند میں بیان کیا ہے کہ عثمان بن ابی شیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے عن اعمش عن عطیۃ العوفی عن ابی سعید خدری ہم سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انقطاع زمانہ اور ظہور فتن کے وقت ایک شخص ظاہر ہوگا جسے سفاح کہا جائے گا وہ مال کو مٹھیاں بھر بھر کر دے گا اور اسی طرح اسے زائدہ اور ابومعاویہ نے اعمش سے روایت کیا ہے اور اس حدیث کے اسناد میں عطیۃ العوفی بھی ہے جس کے بارے میں محدثین نے کلام کیا ہے اور یہ کہ اس حدیث سے مراد یہ سفاح ہے اس بارے میں اعتراض پایا جاتا ہے واللہ اعلم۔

اور قبل ازیں ہم بنوامیہ کی حکومت کے زوال کے موقع پر اس مفہوم کے اخبار و آثار کو بیان کر چکے ہیں اور زبیر بن نے بیان کیا ہے کہ محمد بن سلمہ بن محمد بن ہشام نے مجھ سے بیان کیا کہ محمد بن عبدالرحمٰن مخزومی نے مجھے بتایا کہ داؤد بن عیسیٰ نے اپنے باپ سے بحوالہ محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس جو سفاح کے والد تھے مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس گیا تو آپ کے پاس ایک عیسائی بیٹھا تھا حضرت عمرؓ نے اسے کہا سلیمان کے بعد تم کسے خلیفہ پاتے ہو اس نے ان سے کہا آپ کو تو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس کی طرف متوجہ ہو کر اسے کہا مجھے کچھ تفصیل سے بتایئے اس نے کہا پھر وہ دوسرا خلیفہ ہوگا یہاں تک کہ اس نے بنوامیہ کی خلافت کے آخر تک کا ذکر کیا۔

محمد بن علی کا بیان ہے کہ اس کے بعد اس عیسائی کو دل میں یاد رکھا اور ایک روز میں نے اسے دیکھا تو میں نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ وہ اسے پکڑ کر میرے پاس لائے اور میں اپنے گھر کی طرف چلا گیا اور میں نے اس سے بنوامیہ کے خلفاء کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے ایک ایک کر کے ان کا ذکر کیا اور مروان بن محمد سے چشم پوشی کر گیا میں نے کہا پھر کون خلیفہ ہوگا؟ کہنے لگا ابن الحارثیہ اور وہ تیرا بیٹا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ اس وقت میرا بیٹا ابن الحارثیہ حمل میں تھا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ اہل مدینہ سفاح کے پاس آئے تو انہوں نے عمران بن ابراہیم بن عبداللہ بن مطیع عدوی کے سوا اس کے ہاتھ کے چومنے کی جلدی کی اس نے اس

کے ہاتھ کو بوسہ نہیں دیا اس نے صرف اسے سلام خلافت کیا۔ نیز اس نے کہا اے امیر المومنین! قسم بخدا اگر اس ہاتھ کا چومنا آپ کی رفعت میں اضافہ کرتا اور آپ کے ہاں میرے تقرب میں اضافہ کرتا تو ان لوگوں میں سے کوئی بھی اس کی طرف مجھ سے سبقت نہ لے جاتا اور جس کام میں کوئی اجر نہیں میں اس سے بے نیاز ہوں اور بسا اوقات اس کا کرنا ہمیں گناہ کی طرف لے گیا ہے پھر وہ بیٹھ گیا اس نے کہا خدا کی قسم اس بات نے اس کے ہاں اس کے اصحاب کے حصے میں اس کے حصے کو کم نہیں کیا بلکہ اس نے انہیں پسند کیا اور اسے زیادہ دیا۔

اور قاضی معافی بن زکریا نے بیان کیا ہے کہ سفاح نے ایک شخص کو بھیجا کہ وہ مروان کی فوج میں یہ دو شعر پڑھے' پھر واپس آجائے۔

''اے آل مروان بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم کو ہلاک کرنے والا ہے اور تمہارے امن کو ڈر اور خوف سے بدلنے والا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے کسی شخص کو زندہ نہ رکھے اور تمہیں دھتکار کر خوفزدہ شہر میں منتشر کر دے''۔

اور خطیب بغدادی نے بیان کیا ہے کہ ایک روز سفاح نے آئینہ دیکھا اور وہ بہت خوبصورت شخص تھا اور کہنے لگا اے اللہ! میں سلیمان بن عبدالملک کی طرح نہیں کہتا کہ میں نوجوان خلیفہ ہوں لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ اے اللہ مجھے اپنی اطاعت میں اور عافیت سے شادکام کر کے طویل عمر دے اور ابھی اس کی بات پوری نہیں ہوئی تھی کہ اس نے ایک غلام کو دوسرے غلام سے کہتے سنا کہ میرے اور تیرے درمیان دو ماہ پانچ دن کی مدت ہے تو وہ اس کی بات سے ڈر گیا اور کہنے لگا ''حسبی اللہ لاقوۃ الا باللہ علیہ توکلت وبہ استعین'' اور دو ماہ پانچ دن بعد مر گیا۔

اور محمد بن عبداللہ بن مالک خزاعی نے بیان کیا ہے کہ ہارون الرشید نے اپنے بیٹے کو حکم دیا کہ وہ اسحاق بن عیسیٰ سے وہ باتیں سنے جو وہ سفاح کے واقعہ کے بارے میں اپنے باپ سے بیان کرتا ہے تو اس نے اسے اپنے باپ عیسیٰ کی روایت سے بتایا کہ وہ یوم عرفہ کو صبح صبح سفاح کے ہاں گیا تو اس نے اسے خاموش پایا اس نے اسے حکم دیا کہ وہ اس دن کے بارے میں گفتگو کرے اور اس کے روزہ افطار کرنے کے وقت اس گفتگو کو ختم کرے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے اس سے گفتگو کی حتیٰ کہ اسے نیند نے آلیا تو میں اس کے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا اور میں نے کہا میں اپنے گھر میں قیلولہ کروں گا پھر اس کے بعد آجاؤں گا۔ پس میں جا کر تھوڑی دیر سویا' پھر اٹھ کر اس کے گھر آ گیا' کیا دیکھتا ہوں کہ اس کے دروازے پر ایک بشارت دینے والا سندھ کی فتح کی اور اہل سندھ کے خلیفہ کی بیعت کر لینے کی اور معاملات کو اس کے نائبین کے سپرد کر دینے کی خوشخبری دے رہا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے میں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس نے مجھے اس بشارت کے ساتھ اس کے ہاں داخل ہونے کی توفیق دی۔ میں گھر میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک اور بشارت دینے والا افریقہ کی فتح کی خوش خبری لیے موجود ہے سو میں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور میں نے اسے اس کی بشارت دی اور وہ وضو کے لیے اپنی داڑھی میں کنگھی کر رہا تھا' پس کنگھی اس کے ہاتھ سے گر پڑی اور وہ کہنے لگا سبحان اللہ اس کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے قسم بخدا مجھے اپنی موت کی اطلاع دی گئی ہے۔

امام ابراہیم نے عن ابی ہشام عن عبداللہ بن محمد بن علی بن ابی طالب عن رسول اللہ ﷺ مجھ سے بیان کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا میرے اس شہر میں دو آنے والے ایک محدث اور دوسرا افریقہ سے ان کی سمع واطاعت اور بیعت کے لیے آئیں گے اور اس کے بعد تین دن نہیں گزریں گے کہ میں فوت ہو جاؤں گا۔ اس نے کہا میرے پاس دو آنے والے آ گئے ہیں۔ اے چچا اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے بھتیجے کے بارے میں زیادہ اجر دے میں نے کہا ہرگز نہیں یا امیر المومنین انشاء اللہ اس نے کہا بے شک انشاء اللہ اگر دنیا مجھے محبوب ہے تو آخرت مجھے زیادہ محبوب ہے اور میرے رب کی ملاقات میرے لیے بہتر ہے اور رسول کریم ﷺ سے اس روایت کا صحیح ہونا مجھے اس سے بھی زیادہ محبوب ہے خدا کی قسم نہ مجھ سے جھوٹ بولا گیا ہے اور نہ میں نے جھوٹ بولا ہے پھر وہ اٹھ کر اپنے گھر میں داخل ہو گیا اور اس نے مجھے بیٹھنے کا حکم دیا اور جب مؤذن اسے ظہر کے وقت کی اطلاع دینے آیا تو خادم مجھے باہر بتانے آیا کہ میں اس کی طرف سے نماز پڑھا دوں اور عصر' مغرب اور عشاء میں بھی ایسے ہی ہوا اور میں نے رات وہاں گزاری اور جب سحر کا وقت ہوا تو خادم میرے پاس اس کا خط لایا جس میں اس نے مجھے حکم دیا کہ میں اس کی طرف سے صبح اور عید کی نماز پڑھاؤں پھر میں اس کے گھر واپس چلا جاؤں اور اس خط میں اس نے کہا اے چچا! جب میں مر جاؤں تو لوگوں کو اس خط کے سنانے تک میری موت کی خبر نہ دینا اور جس شخص کا اس میں ذکر ہے وہ اس کی بیعت کر لیں۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے لوگوں کو نماز پڑھائی پھر میں اس کے پاس گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اسے کوئی تکلیف نہیں ہے پھر میں دن کے آخر میں اس کے پاس گیا تو وہ اسی حالت میں تھا ہاں اس کے چہرے پر چھوٹے چھوٹے دانے نکل آئے تھے پھر وہ بڑے ہو گئے پھر اس کے چہرے پر چھوٹے چھوٹے سفید دانے ہو گئے' کہتے ہیں کہ وہ چیچک تھی' پھر میں دوسرے روز صبح صبح اس کے پاس گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اسے ہذیان ہو گیا ہے اور وہ مجھے اور کسی دوسرے کو پہچان نہیں سکتا پھر میں شام کو اس کے پاس گیا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ پھول کر مشکیزے کی مانند ہو گیا ہے اور ایام تشریق کے تیسرے روز فوت ہو گیا اور میں نے اس کے حکم کے مطابق اس پر چادر ڈال دی اور میں نے لوگوں کے پاس جا کر اس کا خط سنایا اس میں لکھا تھا:

امیر المومنین عبداللہ کی طرف سے دوستوں اور جماعت مسلمین کی طرف تم پر سلامتی ہو۔ امابعد! امیر المومنین نے اپنی وفات کے بعد اپنے بھائی کو خلافت سپرد کی ہے' پس سمع واطاعت کرو اگر اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ زندہ رہا تو انہوں نے خلافت کو اس کے سپرد کیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ لوگوں نے سفاح کے قول ''وقد قلدها من بعد عیسیٰ بن موسیٰ ان کان''۔ ان کان کے بارے میں اختلاف کیا اور کہا کہ ان کان کا مفہوم یہ ہے کہ اگر وہ اس کا اہل ہو تو خلافت اس کے سپرد کرنا اور دوسروں نے کہا ان کان کا مفہوم یہ ہے کہ اگر وہ زندہ ہو تو اس کے سپرد کرنا اور یہ دوسرا قول ہی درست ہے' خطیب اور ابن عساکر نے اسے طوالت سے بیان کیا ہے اور یہ اس کا ملخص ہے اور اس میں مرفوع حدیث کا ذکر ہے حالانکہ وہ نہایت ہی منکر ہے اور ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ طبیب اس کے پاس آیا اور اس نے اس کے ہاتھ کو پکڑا تو وہ کہنے لگا۔

حرکت کی کمزوری اور سکون کے بعد اس کی حالت کو دیکھ' تجھے اسکا بیان بتائے گا کہ یہ موت کا پیش خیمہ ہے' طبیب نے اسے کہا تو ٹھیک ہے تو وہ کہنے لگا۔

وہ مجھے بشارت دیتا ہے کہ میں ٹھیک ٹھاک ہوں' مجھ اور اس پر وہ بیماری ظاہر ہے جو پوشیدہ ہونے کے بعد ظاہر ہو کر خرابی پیدا کرتی ہے مجھے یقین ہو چکا ہے کہ میں زندہ نہیں رہوں گا اور جب واضح یقین ہو جائے تو کوئی شک باقی نہیں رہتا۔

بعض اہل علم کا بیان ہے کہ سفاح نے جو آخری بات کی وہ تھی ''الملك الحي القيوم ملك الملوك وجبار الجبابرة'' کہ بادشاہت حی القیوم خدا کے لیے ہے' وہ بادشاہوں کا بادشاہ ہے اور سرکشوں کو درست کرنے والا ہے اور اس کی انگوٹھی کا نقش ''ثقہ عبداللہ'' تھا اور اس کی موت ۱۳ ذوالحجہ ۱۳۶ھ کو اتوار کے روز قدیم انبار میں ۳۳ سال کی عمر میں ہوئی اور مشہور قول کے مطابق اس کی خلافت چار سال نو ماہ رہی اور اس کے چچا عیسیٰ بن علی نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اسے انبار کے قصر امارت میں دفن کیا گیا اور اس نے نو جبے' چار قمیصیں' پانچ شلواریں' چار سبز چادریں اور تین ریشمی منقش چادریں چھوڑیں۔ اور ابن عساکر نے اس کے حالات بیان کئے ہیں اور بعض نے ان باتوں کا ذکر کیا ہے جو ہم نے بیان کی ہیں۔ واللہ اعلم۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان میں سفاح شامل ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور اشعث بن سوار' جعفر بن ابی ربیعہ' حصین بن عبدالرحمٰن' ربیعۃ الرائی' زید بن اسلم' عبدالملک بن عمیر' عبداللہ بن ابی جعفر اور عطاء بن السائب نے بھی اس سال میں وفات پائی اور ہم نے ان کے حالات التکمیل میں بیان کئے ہیں۔ وللہ الحمد۔

ابوجعفر منصور کی خلافت

اس کا نام عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس تھا اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ جب سفاح کی وفات ہوئی تو یہ حجاز میں تھا اور اس کی موت کی اطلاع اسے حج سے واپسی پر ذات عرق میں ملی اور ابو مسلم خراسانی بھی اس کے ساتھ تھا۔ پس یہ تیزی سے چلا اور ابو مسلم نے اس سے اس کے بھائی کی تعزیت کی' اس موقع پر منصور رو پڑا تو اس نے اسے کہا کیا تو روتا ہے حالانکہ تجھے خلافت ملی ہے؟ میں تجھے اس کے بارے میں کفایت کروں گا انشاء اللہ تو اس کا غم دور ہو گیا اور اس نے زیاد بن عبیداللہ کو حکم دیا کہ وہ مکہ کا والی بن کر اس کی طرف واپس چلا جائے اور سفاح نے اسے عباس بن عبداللہ بن معبد بن عباس کے ذریعے مکہ سے معزول کر دیا تھا' پس اس نے اسے وہاں مقرر کیا اور نائبین اپنی اپنی عملداریوں میں تھے' حتیٰ کہ یہ سال گزر گیا اور عبداللہ بن علی اپنے بھتیجے سفاح کے پاس انبار آیا تو اس نے اسے الصائفہ کا امیر مقرر کر دیا اور وہ بڑی فوجوں کے ساتھ بلاد روم کی طرف گیا اور ابھی وہ راستے ہی میں تھا کہ اسے سفاح کی موت کی اطلاع ملی تو وہ حران واپس آ گیا اور اس نے اپنی طرف دعوت دی اور اس نے خیال کیا کہ جب سفاح نے اسے شام کی طرف بھیجا تو اسے وصیت کی تھی کہ وہ اس کے بعد ولی عہد ہوگا۔ پس اس کے اردگرد بڑی فوجیں جمع ہو گئیں اور اس کا حال ہم آئندہ سال میں بیان کریں گے۔ انشاء اللہ۔

۱۳۷ھ

عبداللہ بن علی کی اپنے بھتیجے منصور کے خلاف بغاوت

جب ابوجعفر منصور اپنے بھائی سفاح کی موت کے بعد واپس آیا تو کوفہ گیا اور اس نے جمعہ کے روز اہل کوفہ سے خطاب کیا اور انہیں نماز پڑھائی' پھر وہاں سے انبار کی طرف کوچ کر گیا اور شام کے سوا عراق' خراسان اور دیگر شہروں کے باشندوں سے اس کی بیعت لی گئی اور عیسیٰ بن علی نے بیوت الاموال اور ذخائر کو منصور کے لیے قابو کر لیا حتیٰ کہ وہ آ گیا اور اس نے امارت کو اس کے سپرد کر دیا اور اس نے اپنے چچا عبداللہ بن علی کو سفاح کی موت کی اطلاع دیتے ہوئے خط لکھا اور جب اسے اطلاع مل گئی تو اس نے لوگوں میں الصلاۃ جامعۃ کا اعلان کر دیا اور امراء اور لوگ اس کے پاس آئے تو اس نے انہیں سفاح کی وفات کی خبر سنائی پھر کھڑے ہو کر ان میں تقریر کی اور بتایا کہ سفاح نے اسے مروان کی طرف بھیجتے وقت وصیت کی تھی کہ اگر اس نے اسے شکست دے دی تو اس کے بعد امارت اسے ملے گی اور بعض امرائے عراق نے اس کی گواہی دی اور انہوں نے تیزی سے اٹھ کر اس کی بیعت کر لی اور وہ حران واپس آ گیا اور چالیس روز کے محاصرہ کے بعد اسے منصور کے نائب سے لے لیا اور اس کے نائب مقاتل العتکی کو قتل کر دیا۔

اور جب منصور کو اپنے چچا کی کاروائی کی اطلاع ملی تو اس نے ابومسلم خراسانی کو امراء کی ایک جماعت کے ساتھ اس کے مقابلہ میں بھیجا اور عبداللہ بن علی' حران میں قلعہ بند ہو گیا اور اپنے پاس ضرورت کے مطابق بہت سے کھانے اور ہتھیار مہیا کر لیے' ابومسلم خراسانی اس کے مقابلہ میں روانہ ہوا تو اس کے ہراول کا امیر مالک بن ہیثم خزاعی تھا اور جب عبداللہ کو اپنی طرف سے ابومسلم کی آمد کا یقین ہو گیا تو اسے عراقی فوج کے بارے میں خدشہ پیدا ہو گیا کہ وہ اس کی خیر خواہی نہیں کرے گی اور اس نے ان میں سے سترہ ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا اور اس نے حمید بن قحطبہ کو بھی قتل کرنا چاہا اور وہ اس سے بھاگ کر ابومسلم کے پاس آ گیا اور عبداللہ بن علی چل کر نصیبین میں اترا اور اپنی فوج کے اردگرد خندق کھود لی اور ابومسلم آ کر ایک طرف اتر گیا اور اس نے عبداللہ کو خط لکھا مجھے تمہارے ساتھ جنگ کرنے کا حکم نہیں دیا گیا مجھے امیر المومنین نے صرف شام کا والی بنا کر بھیجا ہے اور میں شام جانا چاہتا ہوں۔

شامی سپاہی اس بات سے خوفزدہ ہو گئے اور کہنے لگے ہمیں اپنی اولاد اور اموال و دیار کے متعلق خدشہ ہے ہم ان کی طرف جاتے ہیں اور انہیں اس سے محفوظ کرتے ہیں۔ عبداللہ نے کہا تم ہلاک ہو جاؤ خدا کی قسم' وہ صرف ہم سے جنگ کرنے آیا ہے مگر انہوں نے شام جانے کے سوا اس کی کوئی بات نہ مانی اور عبداللہ نے اپنی فرودگاہ بدل لی اور شام کا قصد کیا اور ابومسلم نے اٹھ کر اس کی جگہ پڑاؤ کیا اور اس کے اردگرد کے پانی زمین میں جذب ہو گئے اور جس جگہ سے عبداللہ منتقل ہوا تھا وہ بہت اچھی جگہ تھی اور عبداللہ اور اس کے اصحاب نے ضرورت پڑنے پر ابومسلم کی جگہ پر پڑاؤ کیا تو انہوں نے اسے ناکارہ جگہ پایا' پھر ابومسلم نے جنگ کا

آغاز کیا اور پانچ ماہ ان سے جنگ کی اور عبداللہ کے سواروں کا سالار اس کا بھائی عبدالصمد بن علی اور اس کے میمنہ کا سالار بکار بن مسلم عقیلی اور اس کے میسرہ کا سالار حبیب بن سوید اسدی تھا اور ابومسلم کے میمنہ کا سالار حسن بن قحطبہ اور اس کے میسرہ کا سالار حبیب بن سوید اسدی تھا اور ابومسلم کے میمنہ کا سالار حسن بن قحطبہ اور اس کے میسرہ کا سالار ابونصر خازم بن خزیم تھا اور ان کے درمیان کئی معرکے ہوئے اور منحوس دنوں میں ان کی کئی جماعتیں قتل ہوگئیں اور ابومسلم جب حملہ کرتا تو رجز پڑھتے ہوئے کہتا:

جو اپنے اہل کے پاس جانے کا ارادہ رکھتا ہے واپس نہیں جائے گا' وہ موت سے بھاگتا ہے اور موت ہی میں گرے گا۔

اور اس کے لیے ایک خیمہ بنایا گیا اور جب دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ ہوئی تو وہ اس میں رہتا اور اپنی فوج میں جو رخنہ دیکھتا اس کی درستگی کر دیتا اور جب ۷ جمادی الآخرۃ کو منگل یا بدھ کا دن تھا تو انہوں نے باہم شدید جنگ کی اور ابومسلم نے انہیں دھوکہ دیا' اس نے میمنہ کے سالار حسن بن قحطبہ کو حکم دیا کہ وہ تھوڑے سے آدمیوں کو چھوڑ کر باقیوں کے ساتھ میسرہ کی طرف منتقل ہو جائے۔ جب اہل شام نے یہ صورتحال دیکھی تو وہ میسرہ کے بالمقابل جو پر ہو چکا تھا میمنہ کی طرف سمٹ آئے۔ اس وقت ابومسلم نے قلب کو حکم دیا کہ وہ میمنہ کے باقی ماندہ لوگوں کے ساتھ اہل شام کے میسرہ پر حملہ کر دے۔ پس انہوں نے ان کو تباہ و برباد کر دیا اور شامیوں کے قلب اور میمنہ والوں نے چکر لگایا تو خراسانیوں نے شامیوں پر حملہ کر دیا اور انہیں شکست ہوگئی اور عبداللہ بن علی نے تھوڑی دیر بعد شکست کھائی اور جو کچھ ان کی چھاؤنی میں تھا ابومسلم نے اس پر قبضہ کر لیا اور بقیہ لوگوں کو ابومسلم نے امان دے دی اور ان میں سے کسی کو قتل نہ کیا اور اس نے منصور کو اس کی اطلاع لکھ بھیجی تو منصور نے اپنے غلام ابوالخصیب کو بھیجا کہ وہ ان چیزوں کو شمار کرے جو عبداللہ کی چھاؤنی سے ملی ہیں۔ اس بات سے ابومسلم برافروختہ ہو گیا اور ابوجعفر منصور کے لیے ممالک مرتب و منظم ہو گئے اور عبداللہ بن علی اور اس کا بھائی عبدالصمد جدھر سے آئے ادھر چلے گئے اور جب وہ رصافہ کے پاس سے گزرے تو عبدالصمد وہاں ٹھہر گیا اور جب ابوالخصیب واپس آیا تو اس نے اسے وہاں پایا تو وہ اسے بیڑیاں ڈال کر اپنے ساتھ منصور کے پاس لے گیا' اس نے اسے عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس بھیج دیا تو منصور نے اس کے لیے امان طلب کی۔

اور بعض کا قول ہے کہ اسماعیل بن علی نے اس کے لیے امان طلب کی اور عبداللہ بن علی اپنے بھائی سلیمان کے پاس بصرہ چلا گیا اور اس کے پاس چھپا رہا' پھر منصور کو اس کا علم ہوا تو اس نے اس کی طرف حکم بھیجا تو اس نے اسے بنی اسامہ کے گھر میں جو نمک کے اوپر تھا قید کر دیا اور پھر اس پر پانی چھوڑ دیا جس سے نمک پگھل گیا اور گھر عبداللہ پر گر پڑا اور وہ مر گیا اور یہ منصور کی بعض سخت مصیبتیں ہیں۔ واللہ اعلم سبحانہ۔ اور وہ سات سال قید خانے میں رہا۔ پھر وہ جس گھر میں تھا وہ اس پر گر پڑا اور مر گیا جیسا کہ اس کی تفصیل اپنے موقع پر بیان ہوگی انشاء اللہ۔

ابومسلم خراسانی کا قتل:

اسی طرح جب اس سال ابومسلم حج سے فارغ ہوا تو لوگوں سے ایک دن کی مسافت پر آگے چلا گیا اور راستے میں ہی اسے سفاح کی خبر ملی تو اس نے ابوجعفر کو اس کے بھائی کے بارے میں تعزیتی خط لکھا اور اسے خلافت کی مبارکباد نہ دی اور نہ اس کی طرف واپس گیا' منصور کو اس بات پر غصہ آ گیا اور وہ اپنے دل میں یہ بات چھپائے ہوئے تھا کہ جب اسے خلافت ملے گی تو وہ اس سے

برا سلوک کرے گا اور بعض کا قول ہے کہ جو شخص حج سے ایک دن کی مسافت پر آ گیا تھا وہ منصور تھا اور یہ کہ جب اس کے پاس اپنے بھائی وفات کی خبر آئی تو اس نے ابومسلم کو لکھا کہ وہ جلدی سے چلے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور اس نے ابوایوب سے کہا اسے ایک سخت خط لکھو اور جب اسے خط ملا تو اس نے اسے خلافت کی مبارک باد دی اور اس سے علیحدہ ہو گیا اور بعض امراء نے منصور سے کہا' ہماری رائے میں آپ راستے میں اس سے ملاقات نہ کریں بلاشبہ اس کے پاس وہ افواج ہیں جو اس کی مخالفت نہیں کرتیں اور اس سے بہت ڈرتی ہیں اور اس کی اطاعت کی بڑی حریص ہیں اور آپ کے ساتھ ایک سپاہی بھی نہیں ہے۔ منصور نے اس شخص کی رائے کو اختیار کر لیا۔ پھر اس نے ابوجعفر کی بیعت کرنے میں جو کچھ کہا ہم اسے بیان کر چکے ہیں پھر اس نے اسے اپنے چچا عبداللہ کے مقابلہ میں بھیجا تو اس نے اسے شکست دی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور اس دوران میں اس نے حسن بن قحطبہ کو ابوایوب کے پاس بھیجا جو منصور کے خطوط کا کاتب تھا کہ وہ اسے بالمشافہ بتائے کہ ابومسلم' ابوجعفر کے نزدیک متہم ہے اور جب اس کے پاس اس کا خط آتا ہے تو وہ اسے پڑھتا ہے' پھر اپنی باچھوں کو مروڑتا ہے اور خط کو ابوجعفر کی طرف پھینک دیتا ہے اور دونوں استہزاء کرتے ہوئے ہنستے ہیں۔

ابوایوب نے کہا' بلاشبہ ہمارے نزدیک ابومسلم کی تہمت اس سے بھی اظہر ہے اور جب ابوجعفر نے اپنے غلام ابوالخصیب یقطین کو بھیجا کہ وہ ان اموال اور قیمتی جواہرات وغیرہ کی حفاظت کرے جو عبداللہ کی چھاؤنی سے حاصل ہوئے ہیں تو ابومسلم نے ناراض ہو کر ابوجعفر کو گالیاں دیں اور اس نے ابوالخصیب کو قتل کرنے کا ارادہ کیا حتیٰ کہ اسے کہا گیا کہ وہ ایلچی ہے تو اس نے اسے چھوڑ دیا اور وہ واپس آ گیا اور جب اس نے واپس آ کر جو کچھ ہوا تھا اور ابومسلم نے اس کے قتل کا جو ارادہ کیا تھا اس کے متعلق منصور کو اطلاع دی تو منصور برافروختہ ہو گیا اور اسے خدشہ ہوا کہ ابومسلم خراسان کی طرف چلا جائے گا اور اس کے بعد اس کا حاصل کرنا اسے دشوار ہو جائے گا' اور حوادث رونما ہوں گے۔ اس نے یقطین کے ہاتھ اس کی طرف خط لکھا کہ میں نے تجھے شام اور مصر کا امیر مقرر کیا ہے اور یہ دونوں خراسان سے بہتر ہے' پس جسے چاہو مصر کی طرف بھیج دو اور خود شام میں رہو تا کہ تم امیر المومنین کے زیادہ نزدیک رہو اور جب وہ تم سے ملنا چاہیں تو تم ان کے نزدیک ہو۔ ابومسلم نے برافروختہ ہو کر کہا اس نے مجھے مصر وشام کا امیر بنایا ہے حالانکہ میرے لیے خراسان کی حکومت ہے' میں اب خراسان جاؤں گا اور مصر وشام پر نائب مقرر کروں گا' اس نے منصور کو یہ بات لکھی تو منصور کو بہت قلق ہوا۔

اور ابومسلم' شام سے خراسان جانے کے ارادے سے واپس آ گیا اور وہ منصور کی مخالفت کا عزم کیے ہوئے تھا اور منصور انبار سے مدائن کی طرف گیا اور اس نے ابومسلم کو بھی مدائن آنے کا خط لکھا تو ابومسلم نے اسے لکھا کہ وہ الزاب پر خراسان جانے کا عزم کیے کھڑا تھا بلاشبہ امیر المومنین کا جو دشمن بھی باقی رہ گیا تھا اللہ نے اسے اس پر قابو دے دیا ہے اور ہم آل ساسان کے ملوک سے روایت کیا کرتے تھے کہ جب ہنڈیا پرسکون ہو جائے تو سب سے زیادہ خوفناک وزراء ہوتے ہیں' ہم آپ کے قرب سے نفور ہیں اور جب تک آپ اپنے عہد کو پورا کریں گے ہم بھی اسے پورا کریں گے اور ہم سمع واطاعت کے حریص ہیں' ہاں یہ سمع واطاعت دور سے اس وقت تک ہو گی جب تک اس کے ساتھ سلامتی ملی ہو گی۔ اگر آپ کو یہ بات پسند آئے تو میں آپ کا بہترین غلام ہوں گا اور

اگر آپ صرف اپنے دلی ارادے کو پورا کرنے کے سوا اور کوئی بات نہ مانیں تو میں بھی آپ کے اس عہد کو جسے میں نے اپنے نفس کو ذلت اور اہانت کے مقام سے بچانے کے لیے آپ سے پختہ کیا تھا توڑ دوں گا۔

اور جب منصور کو یہ خط ملا تو اس نے ابومسلم کو لکھا میں نے آپ کے خط کو سمجھ لیا ہے' آپ کا حال ان دھوکے باز وزراء کا نہیں جو اپنے ان بادشاہوں سے دھوکہ کرتے ہیں جو اپنے کثرت جرائم کے باعث حکومت کی رسی کے اضطراب کے متمنی ہوتے ہیں اور انہیں نظام جماعت کے درہم برہم ہونے سے راحت حاصل ہوتی ہے' آپ نے اپنے آپ کو ان سے کیوں برابر قرار دیا ہے' حالانکہ آپ اپنی اطاعت اور خیر خواہی پر قائم ہیں اور آپ اس امر کے بوجھ برداشت کرنے کی قوت رکھتے ہیں جیسا کہ آپ کا حال ہے اور میں نے جو شرط آپ پر لازم کی ہے اس کے ساتھ سمع واطاعت کی شرط نہیں اور امیر المومنین نے عیسیٰ بن موسیٰ کو خط دے کر آپ کے پاس بھیجا ہے اگر آپ اس کی طرف کان دھریں گے تو آپ کو سکون قلب حاصل ہوگا اور میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کے اور شیطان کے درمیان اور اس کے وسوسوں کے درمیان حائل ہو جائے۔ بلاشبہ اس نے آپ کی نیت کو خراب کرنے کے لیے اس سے بڑھ کر مضبوط اور اپنی طبیعت کے نزدیک دروازہ کوئی نہیں پایا جسے اس نے آپ پر کھول دیا ہے۔

کہتے ہیں کہ ابومسلم نے منصور کو لکھا: امابعد! میں نے اس شخص کو اپنا امام اور رہنما بنایا ہے جسے اللہ نے اپنی مخلوق پر امام بنایا ہے اور وہ علم کے اترنے کی جگہ میں ہے اور رسول اللہ ﷺ کی قرابت کے قریب ہے اس نے مجھے قرآن سے ناآشنا سمجھا تو اس نے اسے دنیا کی طمع میں محرف کر دیا۔ حالانکہ اللہ نے اسے اپنی مخلوق کے لیے ناپسند کیا ہے اور وہ دھوکہ خوردہ شخص کی طرح ہو گیا اور اس نے مجھے حکم دیا کہ میں تلوار سونت لوں اور مہربانی کو اٹھا دوں اور معذرت نہ کروں اور نہ لغزش کو معاف کروں۔ پس میں نے تمہاری بادشاہت کو مضبوط کرنے کے لیے یہ کام کیا حتیٰ کہ اللہ نے تم کو اس سے متعارف کرا دیا تو تم سے ناآشنا تھا اور جو تمہارا دشمن تھا' اس نے تمہاری اطاعت کی اور اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے تمہیں اخفاء' حقارت اور ذلت کے بعد غالب کیا۔ پھر اللہ نے مجھے توبہ سے بچایا۔ پس اگر وہ مجھے معاف کرے تو قدیم سے وہ معاف کرنے میں مشہور ہے اور عفو اسی کی طرف منسوب ہے اور اگر وہ مجھے اس بات پر سزا دے جو میرے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے تو اللہ بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔

المدائنی نے اسے اپنے شیوخ سے بیان کیا ہے۔

اور منصور نے جریر بن یزید بن جریر بن بعداللہ البجلی کو جو اپنے زمانے کا یکتا آدمی تھا۔ امراء کی ایک جماعت کے ساتھ اس کے پاس بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہ ابومسلم کے ساتھ نرمی سے گفتگو کرے جس سے اس پر قابو پالے اور جو باتیں اس سے کرے اس میں یہ بات بھی کرے کہ وہ تیری قدر ومنزلت کو بلند کرنا چاہتا ہے پس اگر وہ اس بات پر آ جائے تو فبہا اور اگر وہ انکار کرے تو کہہ دینا کہ وہ عباس سے بری ہے اور اگر تو نے جماعت میں افتراق پیدا کیا اور اپنی روش پر چلتا رہا تو وہ خود تجھے پکڑے گا اور دوسروں کو چھوڑ کر خود تجھ سے لڑے گا اور اگر تو بڑے سمندر میں گھس جائے تو وہ تیرے پیچھے اس میں گھس جائے گا حتیٰ کہ وہ پکڑ کر قتل کر دے گا یا اس سے پہلے وہ مر جائے گا اور اسے یہ بات اس وقت کہنا جب تو اس کی واپسی سے جو ایک اچھی بات ہے مایوس ہو جائے۔ اور جب حلوان میں منصور کے امراء اس کے پاس آئے تو انہوں نے اس بات پر جو وہ امیر المومنین کی مخالفت ومقابلہ کا

ارادہ کیے ہوئے تھا' اسے ملامت کی اور اطاعت کی طرف رجوع کرنے کی رغبت دلائی۔ پس اس نے اپنے صاحب الرائے امراء سے مشورہ کیا تو ان سب نے اسے اس کے پاس واپس جانے سے روکا اور اسے مشورہ دیا کہ رئی میں مقیم رہے اور خراسان اور اس کی فوجیں اس کے حکم کے ماتحت رہیں' پس اگر خلیفہ اس سے سیدھا رہے تو فبہا ورنہ وہ فوج کی حفاظت میں ہوگا' اس موقع پر ابومسلم نے منصور کے امراء کی طرف سے پیغام بھیجا اور انہیں کہا اپنے آقا کی طرف چلے جاؤ میں اس سے ملنے کا نہیں اور جب وہ اس سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے اسے وہ بات کہی جو منصور نے انہیں کہی تھی اور اس نے یہ بات سنی تو اس نے اسے نہایت شکستہ کر دیا اور اس نے کہا اسی وقت میرے پاس سے چلے جاؤ۔

ابومسلم نے ابوداؤد ابراہیم بن خالد کو خراسان پر نائب مقرر کیا اور منصور نے اسے ابومسلم کی غیر حاضری میں جب وہ متہم ہوا خط لکھا کہ جب تک میں زندہ ہوں خراسان کی حکومت تیرے لیے ہے میں نے تجھے اس کا امیر مقرر کیا اور ابومسلم کو اس سے معزول کیا۔

اس موقع پر ابوداؤد نے ابومسلم کو جب کہ وہ خلیفہ کے مقابلہ پر قائم تھا لکھا ہمارے لیے خلفائے اہل بیت رسولؐ سے مقابلہ کرنا مناسب نہیں' اپنے امام کی طرف سمع واطاعت کرتے ہوئے واپس آ جایئے والسلام۔

اس بات نے اسے مزید شکستہ کر دیا تو ابومسلم نے انہیں پیغام بھیجا کہ میں عنقریب اپنے قابل اعتماد شخص ابواسحاق کو اس کے پاس بھیجوں گا اور اس نے ابواسحاق کو منصور کی طرف بھیجا تو اس نے اس کا اکرام کیا اور اس سے وعدہ کیا کہ اگر وہ اسے واپس لائے تو اسے عراق کی نیابت دی جائے گی اور جب ابواسحاق واپس اس کے پاس گیا تو اس نے اس سے پوچھا تیرے پیچھے کیا ہے؟ اس نے کہا میں نے انہیں آپ کی تعظیم کرتے اور آپ کی قدر پہچانتے پایا ہے۔ پس اس بات نے اسے دھوکہ دیا اور اس نے خلیفہ کے پاس جانے کا عزم کرتے اور آپ کی قدر پہچانتے پایا ہے۔ پس اس بات نے اسے دھوکہ دیا اور اس نے خلیفہ کے پاس جانے کا عزم کر لیا اور اس نے امیر نیزک سے مشورہ کیا تو اس نے اسے روکا پس اس نے جانے کا مصمم ارادہ کر لیا اور جب نیزک نے اسے روانگی کا عزم کیے دیکھا تو شاعر کے قول کو بطور مثال پڑھا:

آدمیوں کو قضاوقدر کے ساتھ ضرور چلنا پڑتا ہے اور قضاء وقدر لوگوں کی تدبیر کے ساتھ لے جاتی ہے۔

پھر اس نے اسے کہا میری ایک بات یاد رکھ اس نے کہا وہ کیا؟ اس نے کہا جب تو اس کے پاس جائے تو اسے قتل کر دینا' پھر جس کی چاہے بیعت خلافت کر لینا' بلاشبہ لوگ تمہاری مخالفت نہیں کریں گے اور ابومسلم نے منصور کو لکھا کہ وہ اس کے پاس آ رہا ہے۔

ابوایوب کاتب الرسائل کا بیان ہے کہ میں منصور کے پاس گیا اور وہ بالوں کے ایک خیمے میں عصر کے بعد اپنے مصلیٰ پر بیٹھا تھا اور اس کے آگے ایک خط پڑا تھا اس نے اسے میری طرف پھینک دیا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ابومسلم کا خط ہے اور وہ اسے اپنی آمد کے متعلق بتا رہا ہے پھر خلیفہ نے کہا خدا کی قسم اگر میں اسے آنکھ بھر کر دیکھوں تو میں اسے قتل کر دوں گا' ابوایوب نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور میں نے یہ رات گزاری' اور مجھے نیند نہ آتی تھی میں اس واقعہ کے بارے میں سوچتا رہا اور میں نے کہا اگر ابومسلم

ڈرتے ڈرتے آیا تو اس سے خلیفہ کے بارے میں شر بھی ظاہر ہوسکتا ہے اور مصلحت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ پرسکون حالت میں آئے تا کہ خلیفہ اس سے قوت حاصل کرے اور جب صبح ہوئی تو میں نے ایک امیر کو طلب کر کے اسے کہا کیا تو کسکر شہر کا امیر بن سکتا ہے وہ اس سال بہت غلے والا ہے اس نے کہا مجھے کون اس کا امیر بنائے گا میں نے اسے کہا ابومسلم کے پاس جا اور راستے میں مل کر اس سے مطالبہ کر کہ وہ تجھے اس شہر کا امیر بنا دے۔ بلاشبہ امیر المومنین اسے اس کا امیر بنانا چاہتے ہیں جو اس کا دروازہ بند کردے اور خود آرام کرے اور میں نے منصور سے اس کے ابومسلم کے پاس جانے کے لیے اجازت طلب کی تو اس نے اسے اجازت دے دی اور اسے کہا' اسے سلام کہنا نیز یہ بھی کہ ہم اس کی ملاقات کے شائق ہیں یہ شخص یعنی سلمہ بن فلاں [1] ابومسلم کے پاس گیا اور اسے بتایا کہ خلیفہ اس کا مشتاق ہے تو اس بات نے اسے خوش وخرم کردیا حالانکہ یہ اس کے ساتھ ایک مکر وفریب تھا۔

اور جب ابومسلم نے یہ بات سنی تو وہ جلدی سے اپنی موت کی طرف روانہ ہو گیا اور جب وہ مدائن کے نزدیک پہنچا تو خلیفہ نے امراء اور سالاروں کو اس کے استقبال کرنے کا حکم دیا اور وہ اس دن کے آخری حصے میں منصور کے پاس آیا اور ابوایوب نے اسے مشورہ دیا کہ وہ اس کے قتل کو اس ساعت سے کل تک مؤخر کردے تو اس نے اس کی بات مان لی اور جب ابومسلم شام کو منصور کے پاس گیا تو اس نے اس کے اعزاز واکرام کا اظہار کیا پھر کہنے لگا جاؤ اور آرام کرو اور حمام میں داخل ہو جاؤ اور کل کو میرے پاس آؤ وہ اس کے ہاں سے نکلا تو لوگ آ کر اسے سلام کرنے لگے اور جب دوسرا دن ہوا تو خلیفہ نے ایک امیر کو بلایا اور اسے کہا تو میری آزمائش میں کیسا ہے؟ اس نے کہا یا امیر المومنین قسم بخدا اگر آپ مجھے خودکشی کا حکم دیں تو میں خودکشی کرلوں گا' اس نے کہا اگر میں تجھے ابومسلم کے قتل کا حکم دوں تو تیری کیا کیفیت ہوگی؟

راوی کہتا ہے اس نے ناپسندیدگی سے ایک لحہ سر جھکایا' پھر ابوایوب نے اسے کہا تجھے کیا ہو گیا ہے تو بات کیوں نہیں کرتا؟ تو اس نے مشکل سے کہا میں اسے قتل کردوں گا۔ پھر اس نے اس کے لیے چار سر کردہ محافظوں کو چنا اور انہیں اس کے قتل پر آمادہ کیا اور انہیں کہا تم پردے کے پیچھے ہو جانا اور جب میں تالی بجاؤں تو نکل کر اسے قتل کردینا۔ پھر منصور نے ابومسلم کے پاس پے درپے ایلچی بھیجے' پس ابومسلم آیا اور دارالخلافت میں داخل ہو گیا' پھر وہ خلیفہ کے پاس آیا تو وہ مسکرا رہا تھا اور جب وہ اس کے سامنے کھڑا ہوا تو منصور اس کے ایک ایک کرتوت پر اسے ملامت کرنے لگا اور وہ ان سب کرتوتوں پر معذرت کرنے لگا۔ پھر اس نے کہا امیر المومنین! مجھے امید ہے کہ آپ کا دل مجھ پر خوش ہو گیا ہوگا' منصور نے کہا' قسم بخدا مجھے اس بات نے تجھ پر زیادہ غصے کردیا ہے' پھر اس نے اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے پر مارا تو عثمان اور اس کے اصحاب نے باہر نکل کر اسے تلواریں مار مار کر قتل کردیا اور اسے چوغے میں لپیٹ دیا پھر اس نے اسے دریائے دجلہ میں ڈال دینے کا حکم دیا اور یہ اس سے آخری ملاقات تھی۔

اور وہ ۲۶ شعبان ۱۳۷ھ کو بدھ کے روز قتل ہوا اور جن باتوں پر منصور نے اسے ملامت کی ان میں یہ بات بھی اس نے کہی کہ تو نے کئی بار مجھے خط لکھا ہے اور تو خط کا آغاز اپنے نام سے کرتا ہوں اور تو نے میری پھوپھی امینہ کو منگنی کا پیغام بھیجا ہے اور تو اپنے

[1] طبری میں سلمہ بن سعید بن جابر ہے۔

آپ کو ابن سلیط بن عبداللہ بن عباس وغیرہ خیال کرتا ہے' ابومسلم نے کہا یا امیر المومنین! مجھے یہ بات نہیں کہی جا سکتی' میں نے آپ لوگوں کی حکومت کے لیے جو تگ و دو کی ہے اسے ہر کوئی جانتا ہے اس نے کہا تو ہلاک ہو جائے اگر اس کا کام کو ایک سیاہ فام لونڈی بھی شروع کرتی تو ہماری قسمت اور شرافت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کام کی تکمیل کر دیتا۔ پھر اس نے کہا خدا کی قسم! میں تجھے ضرور قتل کروں گا اس نے کہا اے امیر المومنین مجھے اپنے دشمنوں کے لیے زندہ رہنے دیجیے' اس نے کہا تجھ سے بڑھ کر میرا کون شخص ہے؟ پھر اس نے اسے قتل کرنے کا حکم دے دیا' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' بعض امراء نے اسے کہا اے امیر المومنین اب آپ خلیفہ بنے ہیں کہتے ہیں کہ منصور نے اس موقع پر یہ شعر پڑھا:

''اس نے اپنا عصا پھینک دیا اور اس کی جدائی ٹھہر گئی جیسے مسافر کی واپسی سے آنکھ ٹھنڈی ہو جاتی ہے''۔

اور ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ جب منصور نے ابومسلم کے قتل کا ارادہ کیا تو وہ اس کے معاملے میں متحیر ہو گیا کہ وہ اس بارے میں کسی سے مشورہ کرے یا خود اپنی رائے سے یہ کام سرانجام دے تاکہ یہ بات مشہور نہ ہو جائے پھر اس نے اپنے ایک خیر خواہ سے مشورہ کیا تو اس نے کہا یا امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے' اگر زمین وآسمان میں بہت سے الٰہ ہوتے ہیں زمین وآسمان دونوں بگڑ جاتے تو اس نے اسے کہا:

میں نے اسے یاد رکھنے والے کانوں کے پاس امانت رکھ دیا ہے پھر اس نے اس کے قتل کا عزم کیا۔

ابومسلم خراسانی کے حالات:

عبدالرحمٰن بن مسلم' ابومسلم بنوعباس کی حکومت کا ساتھی اور اسے اہل بیت رسول کا امیر بھی کہا جاتا ہے اور خطیب نے بیان کیا ہے کہ اسے عبدالرحمٰن بن شیرون بن اسفندیار ابومسلم المروزی عباسی حکومت کا ساتھی بھی کہا جاتا ہے' وہ ابوالزبیر ثابت البنانی' محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کے دونوں بیٹوں' ابراہیم اور عبداللہ سے روایت کرتا ہے اور ابن عساکر نے اس کے شیوخ میں محمد بن علی' عبدالرحمٰن بن حرملہ اور حضرت ابن عباس کے نام عکرمہ کا بھی اضافہ کیا ہے۔ ابن عساکر کا بیان ہے کہ اس سے ابراہیم بن میمون الصائغ اور مصعب بن بشیر کے والد بشر اور عبداللہ بن شبرمہ اور عبداللہ ابن المبارک اور عبداللہ بن منیب المروزی اور ابومسلم کے داماد قدیر بن منیع نے روایت کی ہے۔

خطیب نے بیان کیا ہے کہ ابومسلم دلیر' عقل مند' دانا اور صاحب تدبیر شخص تھا' ابوجعفر منصور نے اسے مدائن میں قتل کیا اور ابونعیم اصبہانی نے تاریخ اصبہان میں بیان کیا ہے کہ اس کا نام عبدالرحمٰن بن عثمان بن یسار تھا' کہتے ہیں کہ اس کی پیدائش اصبہان میں ہوئی تھی اور السدی وغیرہ سے روایت ہے کہ کہتے ہیں کہ اس کا نام ابراہیم بن عثمان بن یسار بن سندوس ابن حوذون تھا' جو بزرجمہر کی اولاد میں سے تھا اور اس کی کنیت ابواسحاق تھی اس نے کوفہ میں نشوونما پائی اور اس کے باپ نے اس کے بارے میں عیسیٰ بن موسیٰ السراج کو وصیت کی تھی پس وہ اسے سات سال کی عمر میں کوفہ لے آیا اور جب امام ابراہیم بن محمد نے اسے خراسان بھیجا تو اسے کہا اپنا نام اور اپنی کنیت تبدیل کر دو تو اس نے عبدالرحمٰن بن مسلم نام رکھ لیا اور ابومسلم کنیت اختیار کر لی اور وہ ۱۷ سال کی عمر میں پالان دار گدھے پر سوار ہو کر خراسان کی طرف روانہ ہو گیا اور ابراہیم بن محمد نے اسے اخراجات دیئے اور وہ اسی حالت میں

خراسان میں داخل ہوگیا اور پھر اس کی یہ حالت ہوگئی کہ تمام خراسان اس کا مطیع ہوگیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جب وہ خراسان جا رہا تھا تو ایک شراب فروش کی دوکان سے ایک شخص نے دوڑ کر اس کے گدھے کی دم کاٹ دی' اور جب ابومسلم کو قوت حاصل ہوگئی تو اس نے اس جگہ کو ہموار کرا دیا اور اس کے بعد وہ ویران ہوگئی اور بعض نے بیان کیا کہ وہ صغرسی میں قید ہوگیا اور اسے بنوعباس کے ایک داعی نے چار سو درہم میں خرید لیا' پھر امام ابراہیم بن محمد نے اسے ہبۃً مانگ لیا اور اسے خرید لیا تو وہ آپ کی طرف منسوب ہوگیا اور ابراہیم نے ابوالنجم اسماعیل طائی کی لڑکی سے خراسان بھیجتے وقت اس کا نکاح کر دیا' ابوالنجم آپ کا داعی تھا اور امام ابراہیم نے اپنی جانب سے چار سو درہم اس کا مہر دیا اور ابومسلم کے ہاں دو بیٹیاں ہوئی ایک اسماء جس کے ہاں اولاد ہوئی اور دوسری فاطمہ جس کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی اور قبل ازیں خراسان میں ۱۲۹ھ میں ابومسلم کے بااختیار امیر ہونے کا حال بیان ہو چکا ہے اور یہ کہ اس نے بنوعباس کی دعوت کو کیسے پھیلایا اور وہ بڑا پر ہیبت' دلیر' جری اور تیز روی سے کام کرنے والا تھا۔

اور ابن عساکر نے اپنے اسناد سے روایت کی ہے کہ ابومسلم خطبہ دے رہا تھا کہ ایک شخص نے اس کے پاس جا کر کہا یہ سیاہ لباس جو میں آپ پر دیکھ رہا ہوں کیسا ہے؟ اس نے کہا ابوالزبیر نے بحوالہ جابر بن عبداللہ مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ فتح کے روز مکہ میں داخل ہوئے تو آپ سیاہ عمامہ پہنے ہوئے تھے اور یہ حکومتی لباس ہے اے غلام اسے قتل کر دو اور عبداللہ بن منیب کی حدیث سے اس سے عن محمد بن علی عن ابیہ عن جدہ عبداللہ بن عباس سے روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو قریش کی ذلت کا خواہاں ہوگا اللہ اسے ذلیل کر دے گا اور دعوت کے دور میں ابراہیم بن میمون الصائغ اس کے اصحاب اور ہمنشینوں میں سے تھے اور اس نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ جب وہ غالب آ جائیگا تو وہ حدود کو قائم کیا کرے گا۔ پس جب ابومسلم نے غلبہ پا لیا تو ابراہیم بن میمون نے اس سے اس وعدہ کے مطابق جو اس نے اس سے قیام حدود کے متعلق کیا تھا' اصرار کیا' حتیٰ کہ اسے مجبور کر دیا تو اس نے اس کے قتل کا حکم دے دیا اور اس سے کہا تو نصر بن سیار کو کیوں ملامت نہیں کرتا جو شراب کے سنہری برتن بنا کر بنوامیہ کو بھیجتا ہے' اس نے اسے کہا' انہوں نے مجھے اپنے قریب نہیں کیا اور وہ مجھے ان لوگوں میں شمار کرتے ہیں جن سے تو نے وعدہ کیا ہے اور بعض نے مستقل مزاجی سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کی وجہ سے ابراہیم بن میمون کے لیے جنت میں بلند مقامات کو دیکھا ہے' بلاشبہ وہ استقلال کے ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والا تھا اور ابومسلم نے اسے قتل کر دیا۔ رحمہ اللہ

اور ہم نے بیان کیا ہے کہ ابومسلم' سفاح کے احکام وفرامین کی اطاعت وفرمانبرداری کرتا تھا اور جب منصور کے پاس حکومت آئی تو اس نے اسے حقیر سمجھا' اس کے باوجود منصور نے اسے اپنے چچا عبداللہ کے مقابلہ میں شام بھیجا' تو اس نے اسے شکست دی اور اس سے شام کو چھین کر منصور کی حکومت کو واپس کر دیا' پھر اس نے منصور پر تکبر کیا اور اس کے قتل کا ارادہ کیا تو منصور اس کے ارادے کو بھانپ گیا حالانکہ اندرونی طور پر بھی اس سے بغض رکھتا تھا اور اس نے کئی اپنے بھائی سفاح سے مطالبہ کیا کہ وہ اسے قتل کر دے' جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ مگر اس نے اس کی بات نہ مانی۔ پس جب منصور خلیفہ بنا تو وہ مسلسل اس سے مکر وفریب کرتا رہا' حتیٰ کہ وہ اس کے پاس آیا تو اس نے اسے قتل کر دیا۔

اور بعض نے بیان کیا ہے کہ منصور نے ابومسلم کو لکھا:

امابعد! بلاشبہ دلوں پر زنگ لگ جاتا ہے اور گناہ ان پر مہر لگا دیتے ہیں اے او چھے غصے سے جھاگ نکال اور اے مدہوش ہوش میں آ اور اے سونے والے! بیدار ہو بلاشبہ تو پراگندہ جھوٹے خوابوں سے دھوکہ کھا گیا ہے اور برزخ دنیا میں تجھ سے پہلے لوگوں نے بھی دھوکہ کھایا ہے اور اس نے گزرے ہوئے لوگوں کے نام بھی لئے (کیا تو ان میں سے کسی کو محسوس کرتا یا ان کی آہٹ سنتا ہے) اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ کو بھاگنے سے عاجز نہیں کیا جا سکتا' اور نہ تلاش وجستجو میں اس سے سبقت کی جا سکتی ہے اور میرے پیروکاروں اور داعیوں میں سے جو لوگ تیرے ساتھ ہیں ان سے دھوکہ نہ کھا وہ تیرے ساتھ حملہ کرنے کے بعد تجھ پر حملہ کریں گے اور اگر تو نے اطاعت چھوڑ دی اور جماعت سے علیحدگی اختیار کر لی ہے اور جو بات تیرے وہم وگمان میں بھی نہ تھی وہ تیرے سامنے آ گئی ہے تو آہستہ روی اختیار کر' اے ابومسلم بغاوت سے اجتناب کر' بلاشبہ جو شخص بغاوت اور تعدی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے چھوڑ دیتا ہے اور جو شخص دونوں ہاتھوں اور منہ سے اسے پچھاڑتا ہے اسے اس پر فتح دے دیتا ہے اور اپنے سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کے طریق کو اختیار کرنے اور اپنے بعد آنے والے لوگوں کے لیے عبرت بننے سے اجتناب کر' اب حجت قائم ہو چکی ہے اور میں اور میرے اطاعت کنندگان نے تیرے بارے میں کوتاہی سے کام لیا ہے اور (انہیں اس شخص کی خبر سنا دے' جسے ہم نے اپنے نشانات دیئے تو وہ ان سے علیحدہ ہو گیا اور شیطان نے اس کا پیچھا کیا تو وہ گمراہوں میں سے ہو گیا۔

ابومسلم نے اسے جواب دیا:

امابعد! میں نے آپ کا خط پڑھا' اور میں نے اس میں آپ کو حق وصواب سے پہلوتہی کرنے والا پایا جب کہ اس میں بے موقع مثالیں بیان کی گئی ہیں اور آپ نے میری طرف وہ آیات لکھی ہیں جو کافروں کے بارے میں نازل کی گئی ہیں اور جاننے نہ جاننے والے لوگ برابر نہیں ہوتے اور قسم بخدا میں نشانات الٰہیہ سے علیحدہ نہیں ہوا۔ لیکن اے عبداللہ بن محمد' میں وہ شخص ہوں جو قرآن کریم سے تمہارے بارے میں آیات کی تاویلات کرتا رہا ہوں اور ان کی وجہ سے میں نے تمہاری محبت اور اطاعت کو واجب قرار دیا ہے اور میں نے تم سے پہلے تمہارے دو بھائیوں اور پھر ان دونوں کے بعد تمہارے ساتھ پوری محبت کی ہے اور میں ان دونوں کا دیندار اور پیروکار تھا اور اس نے مجھے اچھا ہادی اور ہدایت یافتہ خیال کیا اور میں نے تاویل میں غلطی کی' ہے اور پہلے بھی تاویل کرنے والے غلطی کرتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (جب ہماری آیات پر ایمان لانے والے تیرے پاس آئیں تو کہو تم پر سلام ہو تمہارے رب اپنے رحمت کو فرض قرار دیا ہے اور یہ کہ تم میں سے جو شخص ناواقفیت سے برے کام کرے گا پھر اس کے بعد توبہ کرے گا اور اصلاح کرے گا تو بلاشبہ وہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے) اور تیرا بھائی سفاح مہدی کی صورت میں ظاہر ہو حالانکہ وہ گمراہ تھا اور اس نے مجھے تلوار سونتنے اور تہمت پر قتل کرنے اور شبہ کو مقدم کرنے اور رحم کو چھوڑ دینے اور لغزش کو معاف نہ کرنے کا حکم دیا' پس میں نے اہل دنیا کو تمہاری اطاعت کرنے اور تمہاری بادشاہت کے لیے ہموار کرنے کے لیے ستایا' حتیٰ کہ اللہ نے ان لوگوں سے بھی تمہارا تعارف کروایا جو تم سے ناواقف تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ندامت سے میری تلافی کی اور توبہ سے مجھے بچایا' پس اگر وہ مجھ سے عفو ودرگزر کرے تو بلاشبہ وہ رجوع کرنے والوں کو بخشنے والا ہے اور اگر وہ مجھے سزا دے تو وہ میرے گناہوں

کی وجہ سے ہوگی اور تیرا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔

منصور نے اسے لکھا:

اما بعد! اے نافرمان مجرم! بلاشبہ میرا بھائی امام ہدایت تھا جو اپنے رب کی طرف سے دلیل پر قائم ہو کر دعوت الی اللہ کرتا تھا' سو اس نے تیرے لیے راستے کو واضح کیا اور تجھے سیدھے راستے پر ڈالا اور اگر تو میرے بھائی کی اقتداء کرتا تو تو حق سے پہلو تہی نہ کرتا اور شیطان اور اس کے اوامر کی طرف واپس نہ جاتا لیکن تجھے دو کام تبھی سوجھ سکتے ہیں کہ تو ان دونوں میں سے زیادہ راست کام کا تارک ہو اور ان دونوں میں سے زیادہ گمراہ کام کا مرتکب ہو تو فراعنہ کی طرح قتل کرتا اور جابروں کی طرح گرفت کرتا اور تو مفسدین کی طرح ظالمانہ فیصلے کرتا ہے اور مالی فضول خرچی کرتا ہے اور اسے فضول خرچ لوگوں کی طرح بے جا خرچ کرتا ہے۔ پھر اے فاسق مجھے یہ بھی پتہ چلا کہ تو نے موسیٰ بن کعب کو خراسان کا امیر مقرر کیا ہے اور اسے حکم دیا ہے کہ وہ نیشاپور میں قیام کرے اور اگر تو نے خراسان کا ارادہ کیا تو وہ تجھے میرے ان جرنیلوں اور پیروکاروں کے ساتھ آ ملے گا جو اس کے ساتھ ہیں اور میں تجھ سے تیرے ہمسروں کے ساتھ جنگ کرنے جا رہا ہوں اچھی طرح سے اپنی تدابیر کر لے اور امیر المومنین اور اس کے اتباع کو اللہ نعم الوکیل کافی ہے۔

اور منصور لگاتار اس سے کبھی رغبت سے اور کبھی خوف سے خط و کتابت کرتا رہا اور اس کے اردگرد جو امراء اور ایلچی تھے جنہیں ابومسلم' منصور کے پاس بھیجتا تھا ان کو کم عقل قرار دیتا رہا اور ان سے وعدے کرتا رہا' حتیٰ کہ انہوں نے منصور کے پاس جانے کے بارے میں ابومسلم کی رائے کی تحسین کی۔ صرف امیر نیزک نے اس سے اتفاق نہ کیا اور جب اس نے ابومسلم کو ان کا فرمانبردار دیکھا تو اس نے متقدم الذکر شعر پڑھا کہ:

آدمیوں کو قضاء وقدر کے ساتھ ضرور چلنا پڑتا ہے اور قضاوقدر لوگوں کی تدبیر سے لے جاتی ہے۔

اور اس نے اسے منصور کو قتل کرنے اور اس کی بجائے خلیفہ بن جانے کا مشورہ دیا مگر اس سے یہ نہ ہو سکا اور جب وہ مدائن آیا تو خلیفہ کے حکم سے امراء نے اس کا استقبال کیا اور دن کے آخری حصے میں ابوایوب کاتب الرسائل نے اسے مشورہ دیا کہ وہ اسے آج کا دن قتل نہ کرے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور جب وہ خلیفہ کے سامنے کھڑا ہوا تو اس نے اس کی تعظیم وتکریم کی اور اس کے احترام کا اظہار کیا اور کہا آج شب چلے جاؤ تم سے سفر کی تھکان دور ہو جائے گی پھر کل میرے پاس آنا اور جب دوسرا دن آیا تو اس نے اس کے قتل کے لیے کچھ امراء کو مقرر کیا جن میں عثمان بن نہیک اور شبیب بن واج شامل تھے سو انہوں نے اسے قتل کر دیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے کئی دن تک قیام کیا اور منصور اس کے اکرام واحترام کا اظہار کرتا رہا پھر اس نے خوف محسوس کیا اور ابومسلم خوفزدہ ہو گیا اور اس نے عیسیٰ بن موسیٰ کی سفارش چاہی اور اس سے پناہ مانگی اور کہا مجھے اس سے اپنی جان کا خوف ہے اس نے کہا تم پر کوئی خوف نہیں' چلئے میں آپ کے پیچھے آ رہا ہوں اور میرے آنے تک آپ میری پناہ میں ہیں اور عیسیٰ کو خلیفہ کے ارادے کا کچھ علم نہ تھا۔ ابومسلم آ کر منصور سے اجازت مانگنے لگا تو لوگوں نے اسے کہا یہیں بیٹھ جاؤ امیر المومنین وضو کر

رہے ہیں' وہ بیٹھ گیا اور وہ اپنی بیٹھک کوطول دینا چاہتا تھا تا کہ عیسیٰ بن موسیٰ آ جائے مگر اس نے دیر کر دی اور خلیفہ نے اسے اجازت دے دی تو وہ اس کے پاس بیٹھ گیا تو وہ اسے چھ باتوں پر جو اس سے صادر ہوئی تھیں ملامت کرنے لگا اور وہ ان کے بارے میں اچھی طرح معذرت کرنے لگا حتیٰ کہ اس نے اسے کہا تو نے سلیمان بن کثیر' ابراہیم بن میمون اور فلاں فلاں شخص کو کیوں قتل کیا ہے؟ اس نے کہا اس لیے کہ انہوں نے میری نافرمانی کی ہے اور میرے حکم کی مخالفت کی ہے۔ اس موقع پر منصور نے غضبناک ہو کر کہا تو ہلاک ہو جائے۔ جب تیری نافرمانی ہو تو قتل کر دیتا ہے اور میں تجھے اپنی نافرمانی کرنے کی وجہ سے قتل نہ کروں؟ اور اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے تالی بجاؤ۔ یہ اس کے اور گھات میں بیٹھے ہوئے لوگوں کے درمیان اس کے قتل کے لیے اشارہ تھا۔ پس وہ اسے قتل کرنے کے لیے دوڑ پڑے اور ان میں سے ایک نے اسے تلوار مار کر اس کی تلوار پر تلہ کاٹ دیا تو اس نے کہا اے امیر المومنین مجھے اپنے دشمنوں کے لیے زندہ رکھئے' اس نے کہا تجھ سے بڑھ کر میرا دشمن کون ہے؟ پھر منصور نے انہیں ڈانٹا تو انہوں نے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور ایک چوغے میں لپیٹ دیا اور اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ آیا اور کہنے یا امیر المومنین یہ کیا ہے؟ اس نے کہا یہ ابومسلم ہے' اس نے کہا انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

منصور نے اسے کہا میں اس خدا کا شکر گزار ہوں کہ اچانک میرے پاس نعمت آئی ہے اور اچانک میرے پاس ناراضگی نہیں آئی اور اس بارے میں ابودلامہ کہتا ہے:

اے ابومسلم' اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے پر جو نعمت کی ہے' جب تک بندہ اسے نہ بدلے وہ اسے نہیں بدلتا' اے ابومسلم تو نے مجھے قتل سے خوفزدہ کیا اور جس بات سے تو نے مجھے خوفزدہ کیا' اسی سے سرخ شیر نے تجھے ڈرایا۔

اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ منصور' عثمان بن نہیک' شبیب بن داج' ابوحنیفہ' حرب بن قیس اور دیگر محافظوں کے پاس آیا کہ اور وہ اس کے نزدیک رہیں اور جب ابومسلم اس کے پاس آئے اور وہ اس سے خطاب کرے اور ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارے تو وہ اسے قتل کر دیں اور جب ابومسلم اس کے پاس آیا تو منصور نے اسے کہا عبداللہ بن علی سے تمہیں جو دو تلواریں ملی تھیں ان کا کیا بنا؟ اس نے کہا ان دونوں میں سے ایک یہ ہے۔ اس نے کہا مجھے دکھاؤ پس اس نے تلوار لے کر اپنے گھٹنے کے نیچے رکھ لی پھر اسے کہنے لگا تجھے اس بات پر کس نے آمادہ کیا تھا؟ کہ تو ابوعبداللہ سفاح کو لکھے کہ تم مردہ زمینوں سے رک جاؤ تو ہمیں دین سکھانا چاہتا ہے؟ اس نے کہا میرا خیال تھا کہ اس کا لینا جائز نہیں اور جب امیر المومنین کا خط میرے پاس آیا تو مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ اور ان کے اہل بیت علم کی کان ہیں۔ اس نے کہا حج کے راستے میں تم مجھ سے آگے کیوں بڑھے؟ اس نے کہا میں نے پانی پر اپنے اجتماع کو ناپسند کیا اس سے لوگوں کو تکلیف ہوگی پس میں آسائش کے حصول کے لیے آگے بڑھ گیا۔ اس نے کہا جب تیرے پاس ابوالعباس کی موت کی اطلاع آئی تو میرے پاس واپس کیوں نہ آیا؟ اس نے کہا میں نے حج کے راستے میں لوگوں کو تنگی میں ڈالنا پسند نہ کیا اور مجھے معلوم تھا کہ ہم عنقریب کوفہ میں اکٹھے ہوں گے اور میں نے آپ کی کوئی خلاف ورزی نہیں کی اس نے کہا تو عبداللہ بن علی کی لونڈی کو اپنے لیے مخصوص کرنا چاہتا ہے؟ اس نے کہا نہیں مجھے اس کے ضیاع کا خدشہ ہوا تو میں اسے اٹھا کر خیمہ میں لے گیا اور وہاں میں نے اسے محافظوں کی حفاظت میں دے دیا۔ پھر اس نے اسے کہا کیا تو میری طرف اپنے نام سے ابتداء

کرنے اور آمنہ بنت علی کی طرف منگنی کا پیغام لکھنے والا نہیں؟ اور تو اپنے آپ کو سلیط بن عبداللہ بن عباس خیال کرتا ہے یہ سب باتیں ہو ئیں اور منصور کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھا اور وہ اسے مل رہا تھا اور اسے الٹ پلٹ کر رہا تھا اور وہ معذرت کر رہا تھا۔ پھر اس نے کہا تجھے کس نے میری ذلت کرنے اور خراسان جانے پر آمادہ کیا تھا؟ اس نے کہا مجھے خوف ہوا کہ ہوسکتا ہے کہ میرے بارے میں آپ کو کوئی شک ہو جائے میں نے چاہا کہ خراسان جا کر آپ کی طرف اپنا عذر لکھوں۔ اس نے کہا تو نے سلیمان بن کثیر کو کیوں قتل کیا؟ حالانکہ وہ تجھ سے پہلے ہمارے نقیبوں اور داعیوں میں تھا' اس نے کہا اس نے میری مخالفت کا ارادہ کیا تھا' اس نے کہا تو ہلاک ہو جائے تو نے میری مخالفت اور نافرمانی کا ارادہ کیا ہے۔ اور اگر میں تجھے قتل نہ کروں تو اللہ مجھے قتل کر دے۔ پھر اس نے اسے خیمے کی لکڑی ماری اور وہ لوگ اس کے پاس آ گئے اور عثمان نے تلوار مار کر اس کی تلوار کا پرتلہ کاٹ دیا اور شبیب نے تلوار مار کر اس کا پاؤں کاٹ دیا اور بقیہ لوگوں نے بھی تلواروں کے ساتھ حملہ کر دیا اور منصور چلا تا رہا تم ہلاک ہو جاؤ اللہ تمہارے ہاتھوں کو کاٹ دے اسے مارو پھر انہوں نے اسے ذبح کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ پھر اسے دریائے دجلہ میں ڈال دیا گیا اور روایت ہے کہ جب منصور نے اسے قتل کر دیا تو اس کے پاس کھڑے ہو کر کہا اے ابومسلم اللہ تجھ پر رحم کرے تو نے ہم سے معاہدہ کیا ہم نے تجھ سے عہد کیا تھا تو نے ہم سے وفا کی اور ہم نے تجھ سے وفا کی اور ہم نے تجھ سے معاہدہ کیا تھا کہ جس نے ان ایام میں ہمارے خلاف بغاوت کی ہم اسے قتل کر دیں گے پس تو نے ہمارے خلاف بغاوت کی اور ہم نے تجھے قتل کر دیا اور ہم نے تیرے بارے میں وہی فیصلہ کیا ہے جو تو نے ہمارے متعلق فیصلہ کیا ہے کہتے ہیں کہ منصور نے کہا اس خدا کا شکر ہے جس نے اے دشمن خدا ہمیں تیرا یہ دن دکھایا ہے یہ ابن جریر کا قول ہے اور منصور نے اس موقع پر کہا:

تو نے خیال کیا کہ قرض کا مطالبہ نہیں ہوگا مجرم کے باپ سے پورا ماپ لو' تجھے وہی پیالہ پلایا گیا ہے جو تو پلایا کرتا تھا۔ جو حلق میں ایلوے سے بھی زیادہ تلخ ہے۔

پھر منصور نے ابومسلم کے قتل کے بعد لوگوں سے خطاب کیا اور کہا اے لوگو! پرندہائے نعمت کو ترک شکر سے نہ بھگاؤ ورنہ تم پر ناراضگی کا نزول ہوگا اور ائمہ کی خیانت کو نہ چھپاؤ بلاشبہ تم میں سے جو شخص کسی بات کو چھپاتا ہے وہ اس کی زبان کی لغزشوں اور چہرے کی اطراف اور اس کی نظر کے زاویوں سے ظاہر ہو جاتی ہے اور جب تک تم ہمارے حق کو پہچانو گے ہم تمہارے حق سے ہرگز ناواقف نہیں رہیں گے اور جب تک تم ہمارے احسان کو یاد کرتے رہو گے ہم تم سے حسن سلوک کرنا نہیں بھولیں گے۔ اور جس نے اس قمیص کے بارے میں ہم سے کشاکش کی ہم اس کی کھوپڑی کچل دیں گے حتیٰ کہ تمہارے آدمی درست ہو جائیں گے اور تمہارے عمال باز آ جائیں گے اور اس جاہل ابومسلم نے اس شرط پر بیعت کی تھی کہ جس نے ہماری بیعت توڑ دی اور ہم سے فریب کاری کی ہم اس کے خون کو مباح کر دیں گے' پس اس نے عہد شکنی اور خیانت کی اور فجور و کفر کا ارتکاب کیا' پس ہم نے اس کے لیے وہی فیصلہ کیا جو ہمارے لیے دوسروں کے متعلق کرتا تھا۔

بلاشبہ ابومسلم کا آغاز اچھا اور انجام برا ہے اور اس نے جو کچھ ہمیں دیا ہے اس سے زیادہ ہمارے ذریعے لوگوں سے حاصل کیا ہے اور اس نے باطن کی قباحت کو اپنے ظاہر کے حسن پر ترجیح دی ہے اور ہم نے اس کی اندرونی خباثت اور فسادنیت کو جان لیا

ہے اور اگر ہمیں ملامت کرنے والے کو اس کا علم ہو جاتا تو وہ ملامت نہ کرتا اور جو کچھ ہمیں معلوم ہوا ہے اگر اسے معلوم ہوتا تو وہ ہمیں اس کے قتل میں معذور سمجھتا اور اس کے مہلت دینے پر ہمیں عتاب کرتا اور وہ مسلسل اپنے بیعت اور عہد کو توڑتا رہا حتیٰ کہ اس نے اپنی سزا کو ہمارے لیے جائز کر دیا اور اپنے خون کو ہمارے لیے مباح کر دیا۔ پس ہم نے اس کے بارے میں حق کے نفاذ سے نہیں روکا اور نابغہ ذبیانی نے نعمان بن المنذر کے متعلق کیا خوب کہا ہے:

''جس نے تیری اطاعت کی ہے اسے اس کی اطاعت کے مطابق نفع دے' قسم بخدا وہ راہ راست پر ہے اور جو تیری نافرمانی کرے اسے ایسی سزا دے جو ظالم کو روک دے اور ظلم پر نہ بیٹھ''۔

اور بیہقی نے حاکم سے اپنی سند سے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک سے ابومسلم کے متعلق دریافت کیا گیا کہ وہ اچھا تھا یا حجاج؟ تو آپ نے فرمایا میں نہیں کہتا کہ ابومسلم کسی سے اچھا تھا لیکن حجاج اس سے برا تھا اور بعض نے اسے اسلام پر متہم کیا ہے اور اس پر بے دینی کی تہمت لگائی ہے لیکن انہوں نے جو باتیں ابومسلم کے متعلق بیان کی ہیں میں نے ان پر دلالت کرنے والی کوئی بات نہیں دیکھی بلکہ یہ دیکھا ہے کہ وہ ان لوگوں میں سے تھا جو اپنے گناہوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے ہیں اور عباسی حکومت کے قیام میں اس سے جو خونریزی ہوئی تھی اس سے اس نے توبہ کا ادعاء کیا ہے اور اللہ اس کے حال کو بہتر جانتا ہے۔

اور خطیب نے اس سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا میں نے صبر کی چادر اوڑھ لی ہے اور گزارے کے مطابق روزی کو ترجیح دی ہے اور غموں سے معاہدہ کیا ہے اور تقدیرات واحکام سے بلندی میں مقابلہ کیا ہے حتیٰ کہ میں اپنے ارادے کی انتہاء کو پہنچ گیا اور میں نے اپنی خواہش کی انتہا کو پالیا پھر وہ کہنے لگا:

اور تو نے عزم اور پوشیدگی سے وہ بات حاصل کر لی ہے جس سے بنومروان کے بادشاہ اکٹھے ہو کر بھی عاجز رہے ہیں اور میں مسلسل انہیں تلوار سے مارتا رہا تو وہ ایسی نیند سے بیدار ہو گئے جو نیند ان سے پہلے لوگوں میں سے کسی نے نہیں لی تھی اور میں ان کے دیار میں ڈرتا ہوا چکر لگاتا رہا اور قوم اپنے ملک شام میں سوئی ہوئی تھی اور جو شخص درندوں کی زمین میں بکریاں چرائے اور ان سے غافل ہو جائے ان کے چرانے کی ذمہ داری شیر لے لیتا ہے۔

اور ابومسلم ۷ شعبان ۱۳۷ھ کو بروز بدھ مدائن میں قتل ہوا اور بعض نے ۲۷ شعبان اور بعض ۲۶ شعبان اور بعض ۲۸ شعبان بیان کرتے ہیں اور بعض نے بیان کیا ہے کہ اس کے ظہور کی ابتداء رمضان ۱۲۸ھ میں ہوئی اور بعض نے ۱۲۷ھ بیان کی ہے اور بعض کا خیال ہے وہ بغداد میں ۱۴۰ھ میں قتل ہوا اور قائل کا یہ قول غلط ہے۔ بلاشبہ بغداد ابھی تک تعمیر ہی نہ ہوا تھا' جیسا کہ خطیب نے تاریخ بغداد میں بیان کیا ہے اور اس قول کو رد کیا ہے۔

پھر منصور' ابومسلم کے اصحاب کی عطیات رغبت' خوف اور امارتوں سے دلجوئی کرنے لگا اور اس نے ابواسحاق کو بلایا جو ابومسلم کے معزز اصحاب میں سے تھا اور ابومسلم کا پولیس سپرنٹنڈنٹ تھا اور اس نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے کہا یا امیر المومنین خدا کی قسم میں آج کے سوا کبھی پرسکون نہیں ہوا اور جس روز بھی میں آپ کے پاس آیا خوشبو لگا کر اور اپنا کفن پہن کر آیا' پھر اس کے جسم کے ساتھ جو کپڑے تھے اس نے ہٹائے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ خوشبو لگائے ہوئے ہے اور کفن کی چادریں پہنے ہوئے

ہے۔ پس منصور کو ترس آ گیا اور اس نے اسے رہا کر دیا۔

اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ ابو مسلم نے اپنی جنگوں میں اور جو کچھ وہ بنوعباس کی حکومت کی خدمت کے لیے کرتا تھا اس میں چھ لاکھ آدمیوں کو باندھ کر قتل کیا اور اس کے علاوہ جو آدمی اس نے قتل کئے وہ اس سے الگ ہیں اور اس نے منصور سے جب کہ وہ اسے اس کے کاموں پر ملامت کر رہا تھا کہا یا امیر المومنین میری اس آزمائش کے بعد میں نے جو کچھ کہا ہے مجھ پر کوئی اعتراض نہ ہوگا تو اس نے اسے کہا اے خبیث عورت کے بیٹے اگر تیری جگہ کوئی لونڈی ہوتی تو وہ اس کی ایک جانب کو کافی ہوتی تو نے جو کچھ کیا ہے ہماری حکومت اور ہماری قوت سے کیا ہے اگر یہ بات تیری طرف سے ہوتی تو تو چراغ کی بتی تک بھی نہ پہنچتا اور جب منصور نے اسے قتل کیا تو اسے ایک چادر میں لپیٹ دیا اور اس کا عضو عضو کٹا ہوا تھا۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے آ کر پوچھا یا امیر المومنین ابو مسلم کہاں ہے؟ اس نے کہا ابھی وہ یہیں تھا اس نے کہا یا امیر المومنین آپ اس کی اطاعت اور خیر خواہی اور اس کے بارے میں امام ابراہیم کی رائے کو جانتے ہیں اس نے کہا اے بیوقوف خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ زمین میں اس سے بڑھ کر میرا دشمن ہو دیکھو وہ اس بچھونے میں پڑا ہے اس نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پھر منصور نے اسے کہا اللہ تیرے دل کو آزاد کرے کیا تمہیں ابو مسلم کے ساتھ کوئی مقام یا اقتدار یا امر و نہی حاصل تھا۔ پھر منصور نے سرکردہ امراء کو بلایا اور قبل اس کے کہ انہیں اس کے قتل کا علم ان سے ابو مسلم کے قتل کے بارے میں مشورہ کرنے لگا پس سب نے اس کے قتل کا مشورہ دیا اور ان میں سے جب کوئی بات کرتا وہ ابو مسلم کے خوف سے آہستہ کلام کرتا کہ اس تک بات نہ پہنچ پائے اور جب اس نے انہیں ان کے قتل کی اطلاع دی تو اس بات نے انہیں گھبرا دیا اور انہوں نے بہت خوشی کا اظہار کیا پھر منصور نے لوگوں سے اس کے متعلق خطاب کیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے پھر منصور نے ابو مسلم کی زبان سے ابو مسلم کے اموال و ذخائر کے نائب کو خط لکھا کہ اس کے پاس جو اموال و ذخائر اور جواہر موجود ہیں انہیں لے کر آ جائے اور خط پر ابو مسلم کی مکمل مہر لگا دی جو انگوٹھی کے نگینے پر مطبوع تھی جب خازن نے اسے دیکھا تو اسے اس بارے میں شک ہوا اور ابو مسلم پہلے اپنے خازن کو کہہ چکا تھا کہ جب تیرے پاس میرا خط آئے تو اس پر نصف نگینے کی مہر دیکھے تو جو کچھ اس میں لکھا ہوا اس پر عمل کرنا اور میں اپنے خطوط پر اس کے نصف نگینے سے مہر لگاتا ہوں اور جب تیرے پاس مکمل مہر والا خط آئے تو اسے قبول نہ کرنا اور نہ اس پر عمل کرنا۔ پس اس موقع پر اس کے خازن نے منصور کے بھیجے ہوئے خط پر عمل نہ کیا تو منصور نے اس کے بعد اس کی طرف اس شخص کو بھیجا جس نے اس سے سب کچھ لے لیا اور خازن کو قتل کر دیا اور منصور نے ابوداؤد بن ابراہیم بن خالد کو خراسان کی امارت کا خط لکھ دیا جیسا کہ اس نے ابو مسلم کے عوض اس سے اس کا وعدہ کیا تھا۔

اور اس سال سنباذ ابو مسلم کے خون کا بدلہ طلب کرتے ہوئے نکلا اور یہ سنباذ مجوسی تھا جو قومس اور اصبہان پر متغلب ہو گیا تھا اور فیروز اصبہند کے نام سے موسوم تھا ابوجعفر منصور نے اس کے مقابلہ میں جمہور بن مرار العجلی کی سرکردگی میں دس ہزار سواروں کا جیش بھیجا اور ہمدان اور ری کے درمیان جنگل میں ان کی مڈبھیڑ ہوئی پس جمہور نے سنباذ کو شکست دی اور اس کے ساٹھ ہزار اصحاب کو قتل کر دیا اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا اور اس کے ستر دن بعد اس نے سنباذ کو بھی قتل کر دیا اور ری میں ابو مسلم

کے جن اموال پر وہ قابض تھا انہیں لے لیا اور اسی طرح اسی سال ملبد بن حرملہ شیبانی نام ایک شخص نے جزیرہ میں ایک ہزار خوارج کے ساتھ بغاوت کی اور منصور نے اس کی طرف متعدد بڑے بڑے جیوش بھیجے جن سب نے اس سے شکست کھائی اور بھاگ اٹھے۔ پھر جزیرہ کے نائب حمید بن قحطبہ نے اس سے جنگ کی تو ملبد نے اسے بھی شکست دی اور حمید نے ایک قلعے میں قلعہ بند ہو کر اس سے اپنا بچاؤ کیا پھر حمید بن قحطبہ نے ایک لاکھ درہم پر اس سے مصالحت کر لی اور دراہم اسے دے دیئے اور ملبد نے انہیں قبول کر لیا اور اسے چھوڑ دیا۔

اور اس سال خلیفہ کے چچا اسماعیل بن علی بن عبداللہ بن عباس نے لوگوں کو حج کروایا' یہ واقدی کا قول ہے اور منصور کا چچا موصل کا نائب تھا اور کوفہ کی نیابت پر عیسیٰ بن موسیٰ اور بصرہ کی نیابت پر سلیمان بن علی اور جزیرہ کی نیابت پر حمید بن قحطبہ اور مصر کی نیابت پر صالح بن علی اور خراسان کی نیابت پر ابوداؤد ابراہیم بن خالد اور حجاز کی نیابت پر زیاد بن عبداللہ مقرر تھے اور اس سال خلیفہ کے سنباذ کے ساتھ مشغول ہونے کی وجہ سے لوگوں کے لیے موسم گرما کی خوراک نہ رہی۔

اور اس سال میں وفات پانے والے مشاہیر میں سے ابومسلم خراسانی ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور یزید بن ابی زیاد واحد شخص ہے جس نے اس کے بارے میں گفتگو کی جیسا کہ ہم نے التکمیل میں اس کا ذکر کیا ہے' واللہ سبحانہ اعلم۔

۱۳۸ھ

اس سال شاہ روم قسطنطین ملطیہ میں زبردستی داخل ہو گیا اور اس نے اس کی فصیل کو گرا دیا اور اس کے جن جانبازوں پر اس نے قابو پایا انہیں معاف کر دیا اور اس سال نائب مصر صالح بن علی نے موسم گرما کی جنگ لڑی اور شاہ روم نے ملطیہ کی جو فصیل بنائی تھی اسے گرا دیا اور اپنے بھائی عیسیٰ بن علی کو چالیس ہزار دینار دیئے اور اسی طرح اپنے بھتیجے عباس بن محمد بن علی کو چالیس ہزار دینار دیئے اور اس سال عبداللہ بن علی نے بیعت کی جسے ابومسلم نے شکست دی تھی اور وہ بصرہ بھاگ گیا تھا اور اپنے بھائی سلیمان بن علی کی پناہ لے لی تھی حتیٰ کہ اس نے اس سال خلیفہ کی بیعت کر لی اور اس کی اطاعت کی طرف لوٹ آیا لیکن اسے بغداد کے قید خانے میں محبوس کر دیا گیا جیسا کہ ابھی بیان ہو گا۔

اور اس سال جمہور بن مرار العجلی نے خلیفہ منصور کو سنباذ کو شکست دینے اور ابومسلم کے اموال و ذخائر پر قابض ہونے کے بعد معزول کر دیا اور اس کے دل میں یہ خیال پختہ ہو گیا کہ وہ اس پر قابو نہیں پا سکتا سو خلیفہ نے محمد اشعث خزاعی کو بہت بڑی فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ میں بھیجا اور انہوں نے باہم شدید جنگ کی اور اس نے جمہور کو شکست دی اور اس کے پاس جو اموال و ذخائر تھے چھین لیے پھر انہوں نے اس کو مل کر قتل کر دیا اور اس سال ملبد خارجی خازم بن خزیمہ کے ہاتھوں آٹھ ہزار فوج میں مارا گیا اور ملبد کے اصحاب میں سے ایک ہزار سے زائد آدمی مارے گئے اور بقیہ شکست کھا گئے۔

واقدی کا بیان ہے کہ اس سال فضل بن علی نے لوگوں کو حج کروایا اور اس میں وہی لوگ نائب تھے جو اس سال سے پہلے تھے۔

ایک قول کے مطابق اس سال وفات پانے والے اعیان میں زید بن واقد' العلاء بن عبدالرحمٰن اور لیث بن ابی سلیم شامل ہیں۔

اور اس سال بنوامیہ میں سے الداخل کی خلافت بلاد اندلس میں قائم ہوئی اور وہ عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک بن مروان ہاشمی ہے۔

میں کہتا ہوں وہ ہاشمی نہیں ہے' وہ بنوامیہ میں سے ہے اور اموی کے نام سے موسوم ہے۔ وہ عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس کے مقابلہ میں فرار ہو کر بلادِ مغرب کو چلا گیا اور وہ اپنے بھگوڑے ساتھیوں کے ساتھ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا جو باہم یمانی اور مضری عصبیت پر جنگ کر رہے تھے اس نے اپنے غلام بدر کو ان کے پاس بھیجا تو اس نے انہیں ان کی طرف مائل کر دیا اور انہوں نے اس کی بیعت کر لی اور وہ ان کے ساتھ داخل ہو گیا اور اس نے بلاد اندلس کو فتح کیا اور ان پر قابض ہو گیا اور انہیں یوسف بن عبدالرحمٰن بن حبیب بن ابی عبیدہ بن عقبہ بن نافع فہری سے جو ان کا نائب تھا چھین لیا اور اسے قتل کر دیا اور عبدالرحمٰن نے قرطبہ میں سکونت اختیار کر لی اور ان شہروں میں اس کی خلافت اس سال سے لے کر ۱۷۲ھ تک قائم رہی اور اس سال میں اس نے وفات پائی اور اس کی حکومت ۳۴ سال چند ماہ رہی۔ پھر اس کے بعد اس کے بیٹے ہشام نے چھ سال چند ماہ حکومت کی' پھر وہ مر گیا تو اس کے بعد الحکم بن ہشام نے ۲۶ سال حکومت کی' پھر وہ مر گیا' پھر اس کے بعد اس کے بیٹے عبدالرحمٰن بن الحکم نے ۳۳ سال حکومت کی اور مر گیا۔ پھر اس کے بعد محمد بن عبدالرحمٰن بن الحکم نے ۲۶ سال حکومت کی۔ پھر اس کے بیٹے المنذر بن محمد' پھر اس کے بھائی عبدالرحمٰن بن محمد بن المنذر نے حکومت کی اور اس کا زمانہ حکومت ۳۰۰ھ کے بعد بھی رہا ہے۔ پھر اس حکومت کو زوال آ گیا' جیسا کہ ہم ابھی ان سالوں میں اور اس کے باشندوں کے زوال میں اس کا ذکر کریں گے انہوں نے بافراغت نعمتوں اور حسین وجمیل عورتوں میں کیسے زندگی گزاری' پھر یہ سال اور ان کے باشندے گویا وعدے کے وقت کے پابند تھے' گزر گئے پھر وہ خشک پتوں کی طرح ہو گئے جنہیں کمزور یا ورصبا خشک کر دیتی ہے۔

۱۳۹ھ

اس سال صالح بن علی نے ملطیہ کی تعمیر مکمل کی' پھر نئے طریق سے موسم گرم کی جنگ کی اور وہ بلاد روم میں دور تک چلا گیا اور اس کے ساتھ اس کی دونوں بہنوں ام عیسیٰ اور لبابہ نے بھی جنگ کی جو علی کی بیٹیاں تھیں اور ان دونوں نے نذر مانی تھی کہ اگر بنوامیہ کی حکومت جاتی رہی تو وہ خدا کی راہ میں جہاد کریں گی اور اس سال منصور اور شام روم کے درمیان قیدیوں کے چھڑانے کا معاہدہ ہوا اور اس نے بعض مسلمان قیدیوں کو چھڑایا پھر اس سال ۱۴۶ھ تک لوگوں کے لیے موسم گرما کی جنگ نہیں ہوئی' اس لیے کہ منصور' عبدالرحمٰن بن حسن کے دونوں بیٹوں کے معاملے میں مشغول تھا جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔ اور بعض نے بیان کیا ہے کہ حسن بن قحطبہ نے عبدالوہاب بن امام ابراہیم کے ساتھ ۱۴۰ھ میں موسم گرما کی جنگ کی۔ واللہ اعلم۔

اور اس سال منصور نے مسجد الحرام کو وسیع کیا اور یہ سال نہایت سرسبز وشاداب تھا اور بعض کا قول ہے کہ یہ کام ۱۴۰ھ میں ہوا تھا اور اس سال منصور نے اپنے چچا سلیمان کو بصرہ کی امارت سے معزول کر دیا اور عبداللہ بن علی اور اس کے اصحاب اپنی جانوں کے خوف سے روپوش ہو گئے اور منصور نے اپنے بصرہ کے نائب سفیان بن معاویہ کو پیغام بھیجا جس میں اسے عبداللہ بن علی کو اس

کے پاس حاضر کرنے کی ترغیب دی۔ پس اس نے اسے اس کے اصحاب کے ساتھ بھیجا تو اس نے بعض کو قتل کر دیا اور اپنے چچا عبداللہ بن علی کو قید کر دیا اور اس کے بقیہ اصحاب کو خراسان کے نائب ابوداؤد کے پاس بھیج دیا' جس نے انہیں وہاں پر قتل کر دیا۔

اور اس سال عباس بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے لوگوں کو حج کروایا اور اس سال میں عمرو بن مجاہد یزید بن عبداللہ بن الہاد اور یونس بن عبید نے وفات پائی جو ایک عبادت گزار اور حسن بصری کا دوست تھا۔

۱۴۰ھ

اس سال فوج کے ایک دستے نے خراسان کے نائب ابوداؤد کے خلاف بغاوت کر دی اور اس کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ اس نے انہیں دیکھا تو وہ اپنے سپاہیوں سے مدد مانگنے لگا کہ اس کے پاس آ جائیں اور اس نے دیوار کی ایک اینٹ کے ساتھ ٹیک لگائی جو ٹوٹ گئی تو وہ گر پڑا اور اس کی کمر ٹوٹ گئی اور وہ مر گیا اور اس نے پولیس سپرنٹنڈنٹ عاصم کو خراسان کا نائب بنایا حتیٰ کہ خلیفہ کی طرف سے اس کا امیر آ گیا اور وہ عبدالجبار بن عبدالرحمٰن ازدی تھا اس نے بلاد خراسان کو قابو کر لیا اور امراء کی ایک جماعت کو قتل کر دیا کیونکہ اسے ان کے متعلق اطلاع ملی تھی کہ وہ آل علی بن ابی طالب کی خلافت کی دعوت دیتے ہیں اور دوسروں کو اس نے قیدی کر دیا اور ابوداؤد کے نائبین نے شکستہ اموال کا ان سے ٹیکس لیا۔

اور اس سال خلیفہ منصور نے ان لوگوں کو حج کروایا اس نے حیرہ سے احرام باندھا اور حج کے اختتام پر مدینہ واپس آ گیا۔ پھر بیت المقدس جا کر اس کی زیارت کی پھر شام کے راستے کوفہ گیا' پھر ہاشمیہ ہاشمیۃ الکوفہ گیا اور صوبوں کے نائبین وہی تھے جو اس سے پہلے سال تھے۔ ہاں خراسان کا نائب وہ نہ تھا اس کا نائب ابوداؤد فوت ہو گیا تھا اور اس کا قائمقام عبدالجبار ازدی تھا۔

اور اس سال داؤد بن ابی ہند' ابوحازم سلمہ بن دینار' سہیل بن ابی صالح اور عمارہ بن غزیہ قیس اسکونی نے وفات پائی۔

۱۴۱ھ

اس سال راوندیہ پارٹی نے منصور کے خلاف بغاوت کر دی' ابن جریر نے بحوالہ المدائنی بیان کیا ہے کہ وہ اصل میں خراسانی تھے اور وہ ابومسلم خراسانی کی رائے پر تھے اور وہ تناسخ کے قائل تھے اور ان کا خیال تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی روح عثمان بن نہیک کی طرف منتقل ہوئی ہے اور ان کا وہ رب جو انہیں کھلاتا پلاتا ابوجعفر منصور ہے اور الہیثم بن معاویہ جبریل ہے' اللہ ان کا بھلا کرے۔

ابن جریر کا بیان ہے کہ ایک روز وہ منصور کے محل میں آئے اور وہ اس کا طواف کرنے لگے اور کہنے لگے یہ ہمارے رب کا محل ہے' منصور نے ان کے رؤساء کو پیغام بھیجا اور اس نے ان میں سے دو سو آدمیوں کو قید کر لیا تو وہ اس بات پر غضبناک ہو گئے اور کہنے لگے تو انہیں کیوں قید کرتا ہے؟ پھر وہ اس چارپائی کی طرف گئے جس پر بادشاہ کو بیمار ہونے کے بعد اٹھاتے ہیں اور اسے اپنے کندھوں پر اٹھا لیا اور اس پر کوئی شخص نہ تھا اور اس کے اردگرد جمع ہو گئے گویا وہ جنازہ کی مشایعت کر رہے ہیں اور وہ قید خانے کے دروازے کے پاس سے گزرے اور انہوں نے چارپائی کو پھینک دیا اور زبردستی قید خانے میں داخل ہو گئے اور ان کے اصحاب قید خانے میں تھے' انہیں باہر نکال لیا اور انہوں نے منصور کا قصد کیا اور وہ چھ سو کی تعداد میں تھے اور لوگوں نے ایک دوسرے کو

آوازیں دیں اور شہر کے دروازے بند کر دیئے گئے اور منصور محل سے پاپیادہ باہر نکلا' اس لیے کہ اسے سواری کے لیے کوئی جانور نہ ملا۔ پھر جانور لایا گیا تو اس پر سوار ہوا اور راوندیہ کی طرف گیا اور ہر جانب سے لوگ آئے اور معن بن زائدہ بھی آ گیا اور جب اس نے منصور کو دیکھا تو پاپیادہ ہو گیا اور منصور کے سواری کے جانور کی لگام پکڑ لی اور کہنے لگا اے امیر المومنین! واپس ہو جایئے ہم آپ کو ان کے بارے میں کفایت کریں گے' مگر منصور نے انکار کیا اور اہل بازار نے ان کے پاس جا کر ان سے جنگ کی اور فوجیں ہر جانب سے آ کر ان کے گرد جمع ہو گئیں اور انہوں نے ان سب کا قلع قمع کر دیا اور ان میں سے کوئی بھی باقی نہ بچا اور انہوں نے عثمان بن نہیک کو دونوں کندھوں کے درمیان تیر مار کر زخمی کر دیا اور وہ کئی روز بیمار رہا پھر مر گیا اور خلیفہ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اس کی قبر پر دفن ہونے تک کھڑا رہا اور اس کے لیے دعا کی اور اس کے بھائی عیسیٰ بن نہیک کو محافظوں کا امیر مقرر کیا اور یہ سب کچھ کوفہ کے شہر ہاشمیہ میں ہوا۔

اور جب منصور اس روز راوندیہ کی جنگ سے فارغ ہو گیا تو اس نے آخر وقت میں لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائی' پھر کھانا لایا گیا تو اس نے پوچھا معن بن زائدہ کہاں ہے؟ اور وہ کھانا کھانے سے رک گیا حتیٰ کہ معن بن زائدہ آ گیا اور اس نے اسے اپنے پہلو میں بٹھایا' پھر وہ ان لوگوں کے سامنے جو اس کے پاس موجود تھے اس کی اس تیز فہمی کی تعریف کرنے لگا جس کا نظارہ اس نے اس روز دیکھا تھا معن نے کہا یا امیر المومنین میں آیا تو میں خوفزدہ تھا اور جب میں نے آپ کو ان کی تحقیر کرتے اور ان پر دلیری کرتے دیکھا تو میرا دل مضبوط اور مطمئن ہو گیا اور میرا خیال بھی نہ تھا کہ کوئی شخص جنگ میں ایسے ہو سکتا ہے۔ یا امیر المومنین اس بات نے میرا حوصلہ بڑھا دیا' پس منصور نے اسے دس ہزار درہم دینے کا حکم دیا اور اس سے راضی ہوا اور اسے یمن کا امیر مقرر کر دیا اور اس سے قبل معن بن زائدہ گمنام تھا' اس لیے اس نے ابن ہبیرہ کے ساتھ المسوذہ سے جنگ کی تھی اور اسی دن وہ نمایاں ہوا اور جب خلیفہ نے اس کی سخت جنگ کو دیکھا تو اس سے راضی ہوا کہتے ہیں کہ منصور نے اپنے بارے میں کہا کہ میں نے تین باتوں میں غلطی کی ہے۔ میں نے ابو مسلم کو قتل کیا اور میں چھوٹی سی جماعت کے ساتھ تھا اور جب میں شام گیا تو اگر عراق میں دو تلواریں چل جاتیں تو خلافت جاتی رہتی اور راوندیہ کی جنگ کے روز اگر مجھے کسی نامعلوم شخص کا تیر آ لگتا تو میں ضائع ہو جاتا اور یہ اس کی بہادری اور دانائی کی بات ہے۔

اور اس سال منصور نے اپنے بعد اپنے بیٹے محمد کو ولی عہد مقرر کیا' اور اسے مہدی کے نام سے پکارا اور اُسے خراسان کا امیر مقرر کیا' اور عبدالجبار بن عبدالرحمن کو وہاں سے معزول کر دیا' اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ اس نے خلیفہ کے بہت سے مددگاروں کو قتل کر دیا تھا' پس منصور نے ابوایوب کاتب الرسائل کے پاس اس کا ذکر کیا' تو اس نے کہا' یا امیر المومنین! اُسے لکھیے کہ وہ خراسان سے ایک بہت بڑی فوج' رومیوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بھیج دے' اور جب وہ لوگ چلے جائیں تو آپ جس کو مناسب سمجھیں اس کے مقابلہ میں بھیج دیں۔ پس انھوں نے بلادِ خراسان سے اُسے ذلیل کر کے نکال دیا۔ اور منصور نے اسے یہ بات لکھ بھیجی' تو اس نے واپسی جواب دیا کہ بلادِ خراسان میں ترکوں نے فساد مچایا ہوا ہے' اور جب یہاں سے فوج باہر جائے گی تو اس کے بارے میں خوف پیدا ہو جائے گا اور اس کا معاملہ بگڑ جائے گا۔

منصور نے ابوایوب سے کہا تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا اسے لکھئے' بلاشبہ بلادخراسان دوسروں کی نسبت مسلمانوں کی سرحدوں کے لیے کمک کے زیادہ حق دار ہیں اور میں نے تیری طرف افواج کو روانہ کر دیا ہے تو اس نے منصور کو لکھا بلاشبہ اس سال خراسان کو خوراک کی تنگی ہے اور جب یہاں فوج آئے گی تو وہ بلادخراسان کو خراب کر دے گی' خلیفہ نے ابوایوب سے کہا تو کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا' یاامیرالمومنین اس شخص نے اپنا پہلو واضح کر دیا ہے اور بے حیا ہو گیا ہے' آپ اس سے بحث نہ کریں اس وقت منصور نے اپنے بیٹے محمد مہدی کو ری میں قیام کرنے کے لیے بھیجا اور مہدی نے خازم بن خزیمہ کو اپنے آگے ہراول کے طور پر عبدالجبار کے پاس بھیجا اور وہ مسلسل اسے اور اس کے ساتھیوں کو فریب دیتا رہا حتیٰ کہ اس کے ساتھی بھاگ گئے اور انہوں نے اسے پکڑ کر اونٹ پر بٹھا دیا اور اس کا منہ اس کی دم کی طرف کر دیا اور وہ اسی طرح اسے شہر میں پھراتے رہے حتیٰ کہ اسے منصور کے پاس لے آئے اور اس کے ساتھ اس کا بیٹا اور اس کے اہل کی ایک جماعت بھی تھی' پس منصور نے اسے قتل کر دیا اور اسکے بیٹے اور اس کے ساتھیوں کو یمن کی حد پر جزیرہ کی طرف بھجوا دیا' اسکے بعد ہنود نے انہیں قیدی بنالیا۔ پھر ان میں سے بعض مر گئے اور مہدی خراسان کا نائب مقرر ہو گیا اور اس کے باپ نے اسے طبرستان سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔ نیز یہ کہ وہ اصبہذ کے ساتھ اپنی فوجوں کے ساتھ جنگ کرے' اور اس نے اسے ایک فوج سے مدد دی جس کا سالار عمر بن العلاء جو سب لوگوں سے بڑھ کر طبرستان سے جنگ کرنے کا ماہر تھا اور اسی کے متعلق شاعر کہتا ہے:

متہم شخص میں کوئی بھلائی نہیں ہوتی اور اگر تو خلیفہ کے پاس اس کا خیرخواہ بن کر جائے تو اسے کہنا جب دشمنوں کی جنگیں تجھے بیدار کریں تو عمر کو ان کے لیے بیدار کر دے پھر سوجا وہ ایسا جوان ہے جو گھوڑے پر نہیں سوتا اور خون کا پانی پیتا ہے۔

اور جب طبرستان میں فوجیں ایک دوسرے کے سامنے کھڑی ہوئیں تو انہوں نے اسے فتح کر لیا اور اصبہذ کا محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ انہوں نے اسے اس کے قلعہ کی طرف جانے پر مجبور کر دیا تو اس نے جو کچھ بھی اس میں ذخائر تھے اس پر ان سے مصالحت کر لی اور مہدی نے یہ بات اپنے باپ کو لکھ بھیجی اور اصبہذ بلاد دیلم میں چلا گیا اور وہیں مر گیا اور اسی طرح انہوں نے ترکوں کے بادشاہ المصمغان کو بھی شکست دی اور بہت سے بچوں کو قیدی بنالیا۔ یہ طبرستان کی پہلی فتح ہے۔

اور اسی سال جبریل بن یحییٰ خراسانی کے ہاتھوں المصیصہ کی تعمیر مکمل ہوئی اور اسی سال محمد بن امام ابراہیم نے بلاد ملطیہ میں پڑاؤ کیا اور اسی سال میں منصور نے زیاد بن عبیداللہ کو حجاز کی امارت سے معزول کیا اور محمد بن خالد القسری کو مدینہ کا امیر مقرر کیا اور وہ جب مدینہ آیا تو الہیثم بن معاویہ العتکی کو مکہ اور طائف کا امیر مقرر کیا اور اسی سال میں منصور کے سپرنٹنڈنٹ پولیس موسیٰ بن کعب نے وفات پائی اور مصر کا امیر وہی تھا جو اس سے پہلے سال تھا۔ پھر اس نے محمد بن اشعث کو مصر کا امیر مقرر کیا' پھر اسے وہاں سے معزول کر دیا اور نوفل بن الفرات کو اس کا امیر مقرر کیا اور اس سال قنسرین' حمص اور دمشق کے نائب صالح بن علی نے لوگوں کو حج کروایا اور بقیہ بلاد میں وہی امیر تھے جن کا ہم نے اس سے پہلے سال میں ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

اور اس سال ایک قول کے مطابق ابان بن تغلب' موسیٰ بن عقبہ صاحب المغازی اور ابواسحاق شیبانی نے وفات پائی۔ واللہ اعلم۔

۱۴۲ھ

اس سال سندھ کے نائب عیینہ بن موسیٰ بن کعب نے خلیفہ کو معزول کر دیا تو خلیفہ نے عمر بن حفص بن ابی صفرہ کے ساتھ اس کے مقابلہ کے لیے فوج روانہ کی اور اسے ہند اور سندھ کا امیر مقرر کیا۔ پس عمر بن حفص نے اس سے جنگ کی اور اسی سرزمین میں اسے مغلوب کر کے اس سے سندھ کو حاصل کر لیا اور اسی سال میں اصبہذ نے طبرستان کا وہ عہد توڑ دیا جو اس کے اور مسلمانوں کے درمیان تھا' اور طبرستان میں جو لوگ موجود تھے ان کی ایک جماعت کو بھی قتل کر دیا' خلیفہ نے خازم بن خزیمہ اور روح بن حاتم کے ساتھ اس کے مقابلہ میں فوج روانہ کی اور منصور کا غلام مرزوق ابوالخصیب بھی ان کے ساتھ تھا' پس انہوں نے طویل مدت تک اس کا محاصرہ کیے رکھا اور جب اس قلعہ کی فتح نے جس میں وہ موجود تھا نہیں درماندہ کر دیا تو انہوں نے اس کے خلاف تدبیر کی اور وہ یہ کہ ابوالخصیب نے کہا مجھے مارو اور میرا سر اور داڑھی مونڈ دو' انہوں نے ایسے ہی کیا تو وہ مسلمانوں سے ناراض ہو کر اس کے پاس گیا کہ انہوں نے اسے مارا ہے اور اس کی داڑھی مونڈھی ہے' وہ قلعے میں داخل ہوا تو اصبہذ اس کی آمد سے خوش ہوا اور اس کا اعزاز واکرام کیا اور اسے اپنے قریب کیا اور ابوالخصیب اس کی خیر خواہی اور خدمت کا اظہار کرنے لگا حتیٰ کہ اس نے اسے فریب دے دیا اور اس نے اس کے ہاں بڑا رتبہ حاصل کر لیا اور اس نے اسے ان لوگوں میں شامل کر دیا جو قلعہ کے کھولنے اور بند کرنے کے منتظم تھے اور جب اس نے یہ کامیابی حاصل کر لی تو اس نے مسلمانوں سے خط وکتابت کی اور انہیں بتایا کہ فلاں رات کو وہ ان کے لیے قلعے کا دروازہ کھول دے گا۔ پس تم دروازے کے نزدیک آ جانا حتیٰ کہ میں اسے تمہارے لیے کھول دوں گا اور جب وہ رات آئی تو اس نے ان کے لیے قلعے کا دروازہ کھول دیا تو وہ اندر داخل ہو گئے اور اس میں جو جانباز موجود تھے انہوں نے انہیں قتل کر دیا اور بچوں کو قیدی بنا لیا اور اصبہذ زہر آلود انگوٹھی چوس کر مر گیا اور اس روز جو لوگ قیدی بنائے گئے ان میں ام منصور بن المہدی اور ام ابراہیم المہدی بھی شامل تھیں جو بادشاہوں کی خوبصورت بیٹیوں میں سے تھیں۔

اور اس سال منصور نے اہل بصرہ کے لیے ان کا وہ قبلہ تعمیر کیا جس کے پاس جبان میں وہ نماز پڑھتے تھے اور اس کی تعمیر کا منتظم' فرات اور ابلہ کا نائب سلمہ بن سعید بن جابر تھا اور منصور نے ماہ رمضان کے روزے بصرہ میں رکھے اور لوگوں کو اسی عید گاہ میں عید کی نماز پڑھائی اور اسی سال میں منصور نے نوفل بن الفرات کو مصر کی امارت سے معزول کر دیا اور حمید بن قحطبہ کو اس کا امیر مقرر کیا اور اس سال اسماعیل بن علی نے لوگوں کو حج کروایا۔

اور اس سال خلیفہ کے چچا اور بصرہ کے نائب سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس نے ۲۳ جمادی الآخرہ کو ہفتہ کے روز ۵۹ سال کی عمر میں وفات پائی اور اس کے بھائی عبدالصمد نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اس نے اپنے باپ اور عکرمہ اور ابو بردہ بن ابو موسیٰ سے روایت کی ہے اور اس سے ایک جماعت نے' جس میں اس کے بیٹے جعفر اور محمد اور زینب اور اصمعی بھی شامل ہیں' روایت کی ہے اور بیس سال کی عمر میں اس کے بال سفید ہو گئے تھے اور وہ اس عمر میں سفیدی کی وجہ سے اپنی داڑھی کو خضاب لگاتا تھا اور وہ بڑا شریف' سخی اور قابل تعریف آدمی تھا اور وہ ہر سال عرفہ کی شام کو ایک سو جانوں کو آزاد کرتا تھا اور وہ بنو ہاشم اور دیگر

قریش اور انصار کو پانچ کروڑ تک عطیات دیتا تھا۔

ایک روز اس نے اپنے محل سے دیکھا کہ عورتیں بصرہ کے ایک گھر میں سوت کات رہی ہیں جونہی اس نے ان کی طرف دیکھا تو اتفاق سے ان میں سے ایک عورت نے کہا کاش امیر ہماری طرف دیکھے اور ہمارے حال سے مطلع ہو تو ہمیں سوت کاتنے سے بے نیاز کر دے۔ پس وہ جلدی سے اٹھ کر اپنے محل میں گھومنے لگا اور اپنی بیویوں کے زیورات جو سونے اور جواہرات وغیرہ سے بنے ہوئے تھے اکٹھے کرنے لگا حتیٰ کہ اس نے ان سے ایک بہت بڑا رومال بھر لیا' پھر اس نے ان عورتوں کی طرف لٹکا دیا اور ان پر بہت سے دراہم ودنانیر بھی نچھاور کئے اور ان میں سے ایک عورت خوشی کی شدت سے مرگئی تو اس نے اس کی دیت دی اور اس نے ان زیورات اور دراہم ودنانیر کا جو ترکہ چھوڑا وہ اس کے وارثوں کو دیا اور سفاح کے زمانے میں اس نے حج کی امارت کی اور منصور کے زمانے میں بصرہ کا امیر بنا اور وہ بنوعباس کے نیک لوگوں میں سے تھا اور وہ اسماعیل' داؤد' صالح' عبدالصمد' عبداللہ' عیسیٰ اور محمد کا بھائی تھا اور سفاح اور منصور کا چچا تھا۔

اور ایک قول کے مطابق اس سال میں وفات پانے والے اعیان میں خالد الحذاء' عاصم احول اور عمرو بن عبید القدری شامل ہیں اور وہ عمرو بن عبید بن ثوبان ہے جسے ابن کیسان بھی کہا جاتا ہے یہ التیمی ہے اور ان کا آقا ابوعثمان بصری تھا جو اصل میں ایرانی تھا اور قدریہ اور معتزلہ کا شیخ تھا' اس نے حسن بصری' عبیداللہ بن انس' ابوالعالیہ اور ابوقلابہ سے حدیث کی روایت کی ہے اور اس سے الحمادان اور سفیان بن عیینہ اور اعمش اور یہ اس کے ہمسروں میں سے تھا اور عبدالوارث اور ہارون بن موسیٰ اور یحییٰ القطان اور یزید بن زریع نے روایت کی ہے' حضرت امام احمد بن حنبل نے فرمایا ہے کہ یہ اس قابل نہیں کہ اس سے روایت کی جائے۔

اور علی بن المدینی اور یحییٰ ابن معین نے کہا ہے کہ یہ کچھ چیز نہیں اور ابن معین نے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ یہ ایک برا شخص تھا اور ان دہریوں میں سے تھا جو کہتے ہیں کہ لوگ کھیتی کی مانند ہیں اور الفلاس نے اسے متروک اور بدعتی کہا ہے اور یحییٰ القطان ہمارے پاس اس سے روایت کرتا تھا پھر اس نے اسے ترک کر دیا اور ابن مہدی اس سے روایت نہیں کرتا تھا اور ابوحاتم نے اسے متروک کہا ہے اور نسائی نے کہا ہے کہ یہ ثقہ نہیں۔

اور شعبہ نے بحوالہ یونس بن عبید بیان کیا ہے کہ عمرو بن عبید حدیث کے بیان میں کذب بیانی کرتا تھا اور حماد بن سلمہ نے کہا ہے کہ مجھے حمید نے بتایا ہے اس سے روایت نقل نہ کرو وہ حضرت حسن بصری پر جھوٹ بولا کرتا تھا اور یہی کچھ ایوب' عوف اور ابن عون نے بیان کیا ہے اور ایوب نے بیان کیا ہے کہ میں عقلی طور پر اسے عادل قرار نہیں دیتا اور مطر الوراق نے کہا ہے خدا کی قسم میں اسے کسی بات پر سچا نہیں سمجھتا اور ابن المبارک نے کہا ہے کہ لوگوں نے اس کی حدیث کو اس لیے چھوڑا ہے کہ وہ قدر کی دعوت دیا کرتا تھا اور کئی آئمہ جرح وتعدیل نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اور دوسروں نے اس کی عبادت اور زہد وتقشف کی تعریف کی ہے۔ حضرت حسن بصری نے فرمایا ہے جب تک بدعت نہ کرے یہ نوجوان قراء کا سردار ہے۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے خدا کی قسم یہ سخت بدعتی تھا اور ابن حبان نے کہا ہے کہ یہ متقی اور عبادت گزار تھا یہاں تک کہ اس نے بدعتیں ایجاد کیں اور وہ اور اس کے ساتھی جماعت حضرت حسن کی مجلس سے الگ ہو گئے تو انہوں نے ان کا نام معتزلہ رکھ دیا اور

وہ صحابہؓ کو گالیاں دیتا تھا اور حدیث کے بیان میں وہماً نہ کہ عمداً جھوٹ بولتا تھا اور اس سے روایت کی گئی ہے کہ اس نے کہا کہ اگر آج لوح محفوظ میں ابولہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہو گئے ہیں تو اس سے ابن آدم پر حجت نہیں ہو سکتی اور اس کے سامنے حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث بیان کی گئی کہ صادق و مصدوق نے ہم سے بیان کیا کہ بلاشبہ تم میں سے ہر ایک کی پیدائش اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس روز اکٹھی رہتی ہے حتیٰ کہ آپ نے فرمایا کہ اسے چار باتوں کا حکم دیا جاتا ہے اس کے رزق' اجل' عمل اور شقی اور سعید ہونے کا' اس نے کہا اگر میں اعمش کو اسے روایت کرتے سنتا تو میں اس کی تکذیب کرتا اور اگر میں اسے زید بن وہب سے سنتا تو میں اسے پسند نہ کرتا اور اگر میں اسے حضرت ابن مسعودؓ سے سنتا تو اسے قبول نہ کرتا۔ اور اگر میں اسے رسول اللہ ﷺ سے سنتا تو اسے رد کر دیتا۔ اور اگر میں اسے اللہ کو بیان کرتے سنتا تو میں کہتا تو نے ہم سے اس پر میثاق نہیں لیا اور یہ بہت بڑا کفر ہے اور اگر اس نے یہ بات کہی ہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہو اور اگر اس کے متعلق جھوٹ بولا گیا ہے تو جس شخص نے اس پر افتراء کیا ہے اسے وہ سزا ملے جس کا وہ مستحق ہے اور حضرت عبداللہ بن المبارک نے کہا ہے: ؎

اے علم کے طلبگار! حماد بن زید کے پاس آیا اور بردباری بے علم حاصل کر' پھر اسے بیڑیاں ڈال اور بدعت کو چھوڑ دے اور جو عمرو بن عبید کے آثار میں سے ہے۔

اور ابن عدی نے بیان کیا ہے کہ عمرو اپنے تقشف سے لوگوں کو فریب دیتا تھا اور وہ مذموم اور نہایت ضعیف الحدیث اور اعلانیہ بدعتی تھا۔

اور دارقطنی نے بیان کیا ہے کہ وہ ضعیف الحدیث تھا اور خطیب بغدادی نے کہا ہے اس نے حضرت حسن بصری کی ہم نشینی کی اور آپ کی صحبت کی وجہ سے مشہور ہو گیا۔ پھر واصل بن عطاء نے اسے اہل سنت کے مذہب سے ہٹا دیا اور اس نے قدر کی بات کی اور اس کی دعوت دی اور اصحاب الحدیث سے الگ ہو گیا اور اس کا ایک راستہ تھا اور وہ زہد کا اظہار کرتا تھا۔

کہتے ہیں کہ وہ اور واصل بن عطاء ۸۰ھ میں پیدا ہوئے تھے اور بخاری نے بیان کیا ہے کہ عمرو نے ۱۴۲ھ یا ۱۴۳ھ میں مکہ کے راستے میں وفات پائی ہے اور عمرو کو ابوجعفر منصور کے ہاں مرتبہ حاصل تھا اور منصور اس بات سے محبت کرتا تھا اور اس کی تعظیم کرتا تھا کیونکہ وہ منصور کے پاس قراء کے ساتھ جاتا تھا اور منصور انہیں عطیات دیتا تو وہ لے لیتے اور عمرو اس سے کچھ نہ لیتا اور وہ اس سے مطالبہ کرتا کہ وہ بھی اپنے اصحاب کی طرح عطیے کو قبول کرے مگر وہ اس سے قبول نہ کرتا اور وہ یہ بات تھی جس سے وہ منصور کو دھوکہ دیتا اور اس سے اپنے حال کو چھپاتا تھا کیونکہ منصور بخیل تھا اور اسے اس کی یہ بات پسند آتی تھی اور وہ شعر پڑھتا: ؎

''تم سب آہستگی سے چلتے ہو اور عمرو بن عبید کے سوا سب شکار کے طالب ہو''۔

اور اگر منصور غور کرتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ ان قراء میں سے ہر ایک روئے زمین کے لوگوں سے بہتر تھا عمرو بن عبید جیسے شخص کا زہد' نیکی پر دلالت نہیں کرتا۔ بلاشبہ ایک راہب کے پاس اس قدر زہد ہوتا ہے کہ جس کی عمرو طاقت ہی نہیں رکھتا اور نہ اس کے زمانے کے بہت سے مسلمانوں کو اس کی طاقت تھی۔

اور ہم نے بحوالہ اسماعیل بن خالد القعنبی روایت کی ہے وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے حسن بن جعفر کو عبادان میں وفات

یانے کے بعد خواب میں دیکھا تو اس نے مجھے کہا ایوب' یونس اور ابن عون جنت میں ہیں۔ میں نے پوچھا اور عمرو بن عبید؟ اس نے کہا دوزخ میں ہے۔ پھر اس نے اسے دوبارہ دیکھا اور وہ تیسری بار روایت کرتا ہے کہ وہ اس سے پوچھتا اور وہ اُسے اس طرح جواب دیتا اور اس کے متعلق بہت برے خواب دیکھے گئے ہیں اور ہمارے شیخ نے اپنی کتاب التہذیب میں اس کے حالات کو طوالت کے ساتھ بیان کیا ہے اور ہم نے اس کے مفہوم کا خلاصہ اپنی کتاب ''کتاب التکمیل'' میں بیان کیا ہے اور ہم نے یہاں پر اس کے کچھ حالات کی طرف اشارہ کیا ہے تاکہ حقیقت معلوم ہو جائے اور کوئی اس سے دھوکہ نہ کھائے۔ واللہ اعلم۔

۱۴۳ھ

اس سال منصور نے لوگوں کو ویلم کے ساتھ جنگ پر برانگیختہ کیا کیونکہ انہوں نے بہت سے مسلمانوں کو قتل کر دیا تھا اور اس نے اہل کوفہ اور اہل بصرہ کو حکم دیا کہ ان میں سے جو شخص دس ہزار یا اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہے وہ فوج کے ساتھ ویلم کے مقابلہ میں چلا جائے تو اس پکار کا بے شمار لوگوں نے جواب دیا اور اور اس سال کوفہ اور اس کے مضافات کے نائب عیسیٰ بن موسیٰ نے لوگوں کو حج کروایا اور اس سال حجاج الصواف' حمید بن رؤیۃ الطویل اور سلیمان بن طرخان تیمی نے وفات پائی اور ہم نے اس سے پہلے سال میں اس کا ذکر کیا ہے اور ایک قول کے مطابق عمرو بن عبید نے بھی وفات پائی اور صحیح قول کے مطابق لیث بن ابی سلیم اور یحییٰ بن سعید نے وفات پائی ہے۔

۱۴۴ھ

اس سال محمد بن ابوالعباس سفاح اپنے چچا منصور کے حکم سے کوفہ' بصرہ' واسط' موصل اور جزیرہ کی افواج کے ساتھ ویلم کی طرف روانہ ہوا اور اسی سال میں محمد مہدی بن جعفر منصور بلاد خراسان سے اپنے باپ کے پاس آیا اور اپنی عم زادی رابطہ بنت سفاح کو حیرہ لایا اور اس سال ابوجعفر منصور نے لوگوں کو حج کروایا اور حیرہ اور عسکر پر خازم بن خزیمہ کو نائب مقرر کیا اور رباح بن عثمان مزنی کو مدینہ کا امیر مقرر کیا اور محمد بن خالد القسری کو وہاں سے معزول کر دیا اور ۱۴۴ھ کے حج میں لوگوں نے کعبہ کے راستے میں ابوجعفر منصور کا استقبال کیا اور استقبال کرنے والوں میں عبداللہ بن محمد بن حسین ابی طالب بھی شامل تھے۔ منصور نے انہیں اپنے ساتھ دسترخوان پر بٹھایا پھر ان کے ساتھ بڑی توجہ سے گفتگو کرنے لگا حتیٰ کہ منصور کو اپنا صبح کا عمومی ناشتہ بھی یاد نہ رہا اور اس نے اس سے اس کے دونوں بیٹوں ابراہیم اور محمد کے متعلق دریافت کیا کہ وہ دونوں لوگوں کے ساتھ میرے پاس کیوں نہیں آئے؟ جو عبداللہ بن حسن نے اسے حلفاً بتایا کہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ دونوں خدا کی زمین میں کہاں چلے گئے ہیں اور اس نے یہ سچ کہا تھا اور یہ معاملہ اس وجہ سے ہوا کہ مروان الحمار کی حکومت کے آخر میں اہل حجاز کی ایک جماعت نے محمد بن عبداللہ بن حسن کی بیعت خلافت کر لی تھی اور اس نے مروان کو معزول کر دیا تھا اور اس کی بیعت خلافت کرنے والوں میں ابوجعفر منصور بھی شامل تھا اور یہ بات بنوعباس کی طرف خلافت کے منتقل ہونے سے پہلے کی ہے' پس ابوجعفر منصور خلیفہ بن گیا تو محمد بن عبداللہ بن حسن اور اس کا بھائی

ابراہیم اس سے بہت خوفزدہ ہو گئے اس لیے کہ منصور کو ان دونوں کے متعلق وہم ہو گیا تھا کہ وہ اس کے خلاف اسی طرح بغاوت کریں گے جیسے انہوں نے مروان کے خلاف بغاوت کا ارادہ کیا تھا اور منصور نے جو وہم کیا تھا اس میں پھنس گیا اور وہ دونوں دور دراز علاقوں میں بھاگ کر یمن کی طرف چلے گئے پھر ہند میں آ کر روپوش ہو گئے تو حسن بن یزید نے ان کی جگہ کے متعلق بتا دیا تو وہ کسی دوسری جگہ بھاگ گئے، حسن بن یزید نے اس کا پتہ کر کے ان دونوں کے متعلق بتایا تو پھر ایسے ہی ہوا اور وہ منصور کے ہاں ان دونوں کی عداوت پر قائم رہا اور حیرت کی بات یہ ہے کہ وہ ان دونوں کے پیروکاروں میں سے تھا اور منصور نے ہر طریق سے ان کو حاصل کرنے کی کوشش کی مگر اسے اس کا اتفاق نہ ہوا اور اب تک ایسا اتفاق نہیں ہوا اور جب اس نے ان کے باپ سے ان کے متعلق پوچھا تو اس نے قسم کھا کر کہا کہ اسے معلوم نہیں کہ وہ خدا کی زمین میں کس جگہ پر ہیں۔ پھر منصور نے عبداللہ سے اپنے دونوں بیٹوں کی تلاش کے بارے میں اصرار کیا تو عبداللہ کو اس سے غصہ آ گیا اور کہنے لگا خدا کی قسم! اگر وہ دونوں میرے پاؤں کے نیچے ہوں تو بھی میں تجھے ان کے متعلق نہیں بتاؤں گا۔

منصور نے غصے ہو کر اس کو قید کرنے کا حکم دے دیا۔ نیز اس کے غلاموں اور اموال کو بھی فروخت کرنے کا حکم دے دیا اور وہ تین سال قید خانے میں رہا اور لوگوں نے منصور کو مشورہ دیا کہ وہ سب بنو حسن کو قید کر دے تو اس نے انہیں قید کر دیا اور اس نے محمد اور ابراہیم کی تلاش میں بڑی تگ و دو کی اور یہ اور وہ دونوں اکثر سالوں میں حج میں حاضر ہوتے رہے اور وہ دونوں اکثر اوقات مدینہ میں چھپے رہتے اور ان دونوں کے متعلق چغل خوروں میں سے کسی کو پتہ نہ چلا۔ وللہ الحمد، اور منصور مدینہ کے نائب کو معزول کرتا اور دوسرے کو اس کی جگہ نائب مقرر کرتا اور اسے ان دونوں کے پکڑنے اور تلاش کرنے کی ترغیب دیتا اور اس نے ان دونوں کی تلاش میں اموال کو خرچ کیا اور جو وہ چاہتا تھا تقدیر الٰہی نے اس کو اس سے عاجز کر دیا۔

اور منصور کے امراء میں سے ایک امیر کو ابوالعساکر خالد بن حسان نے ان دونوں سے ان کے مقابلہ میں اتفاق کیا اور انہوں نے ایک حج میں صفا اور مروہ کے درمیان منصور کو اچانک قتل کر دینے کا ارادہ کیا تو عبداللہ بن حسن نے انہیں اس قطعہ زمین کے شرف کی وجہ سے روک دیا اور منصور کو اس کی اطلاع ملی اور اس امیر نے ان دونوں کی جو مدد کی تھی اس کا بھی پتہ چل گیا تو اس نے اسے سزا دی حتیٰ کہ اس نے اعتراف کیا کہ انہوں نے اسے اچانک قتل کرنے میں ایک دوسرے کی مدد کی تھی، اس نے پوچھا تمہیں کس نے اس بات سے روکا؟ تو اس نے کہا عبداللہ بن حسن نے ہمیں اس بات سے روکا تھا۔ خلیفہ نے اس کے متعلق حکم دیا تو وہ زمین میں روپوش ہو گیا اور ابھی تک ظاہر نہیں ہوا۔

اور منصور نے اپنے ان صاحب الرائے امراء اور وزراء سے مشورہ لیا جو عبداللہ بن حسن کے دونوں بیٹوں کے معاملے کو جانتے تھے اور اس نے جاسوسوں اور متلاشیوں کو شہروں میں بھیجا، مگر انہیں ان دونوں کے متعلق کوئی خبر نہ ملی اور ان کا کوئی نام ونشان نہ ملا اور اللہ اپنے امر پر غالب ہے اور محمد بن عبداللہ بن حسن نے اپنی ماں کے پاس آ کر کہا اے میری ماں مجھے اپنے باپ اور چچاؤں پر رحم آ گیا ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ میں اپنا ہاتھ ان لوگوں کے ہاتھ پر رکھ دوں تا کہ اپنے اہل کو آرام دوں۔ سو اس کی ماں قید خانے کی طرف گئی اور ان کے سامنے وہ بات پیش کی جو اس کے بیٹے نے کہی تھی وہ کہنے لگے نہیں یہ کوئی عزت کی بات

نہیں بلکہ ہم اس کے معاملہ میں صبر کریں گے۔ شاید اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں بھلائی کا دروازہ کھول دے اور ہم صبر کریں گے اور ہم اللہ کے فضل سے کشادگی حاصل کریں گے چاہے وہ ہم پر کشادگی کرے یا تنگی کرے اور اس معاملے میں سب نے ایک دوسرے کی مدد کی۔ رحمہم اللہ۔

اور اسی سال میں آل حسن کو مدینہ کے قید خانے سے عراق کے قید خانے میں منتقل کیا گیا اور ان کے پاؤں میں بیڑیاں اور گردنوں میں طوق پڑے ہوئے تھے اور ابوجعفر منصور کے حکم سے انہیں بیڑیاں ڈالنے کی ابتداء ربذہ سے ہوئی اور اس نے ان کے ساتھ محمد بن عبداللہ عثمانی کو بھی تکلیف دی اور وہ عبداللہ بن حسن کا ماں جایا بھائی تھا اور اس کی بیٹی ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کے ساتھ شادی شدہ تھی اور وہ تھوڑے دنوں سے حاملہ تھی' خلیفہ نے اسے بلا کر کہا اگر تو مجھ سے فریب نہ کرے تو میں نے طلاق وعتاق کی قسم کھائی ہے اور یہ تیری بیٹی حاملہ ہے' اور اگر وہ اپنے خاوند سے حاملہ ہوئی ہے تو تجھے اس کے متعلق علم ہے اور اگر وہ کسی اور سے حاملہ ہے تو تو دیوث ہے۔ عثمان نے اسے ایسا جواب دیا جس نے اسے برافروختہ کر دیا' پس اس کے حکم سے اس کے کپڑے اتارے گئے تو اس کا جسم صاف چاندی کی طرح تھا۔ پھر اس نے اسے اپنے سامنے ڈیڑھ سو کوڑا مارا۔ جن میں سے تیس کوڑے اس کے سر پر مارے جن میں سے ایک اس کی آنکھ پر لگا جس سے وہ پھوٹ گئی۔ پھر اس نے قید خانے میں واپس بھیج دیا اور وہ مار کی نیلاہٹ اور جلد کے اوپر خون کے جم جانے کے باعث ایک سیاہ غلام کی مانند ہو گیا اور اس نے اسے اس کے ماں جائے بھائی عبداللہ بن حسن کے پہلو میں بٹھا دیا اور اس نے پانی مانگا تو کسی نے اسے پانی پلانے کی جسارت نہ کی حتیٰ کہ خراسانی نے اسے پانی پلایا جو ان جلادوں میں سے جو ان پر مقرر کئے گئے تھے۔ پھر منصور اپنے ہودج پر سوار ہوا اور انہیں تنگ محملوں میں سوار کیا گیا اور یہ بیڑیاں اور طوق بھی پہنے ہوئے تھے۔

منصور اپنے ہودج میں ان کے پاس سے گزرا تو عبداللہ بن حسن نے اسے آواز دی' اے ابوجعفر قسم بخدا ہم نے معرکہ بدر کے روز تمہارے قیدیوں سے یہ سلوک نہیں کیا تھا' اس نے اس بات سے منصور کو ذلیل کر دیا اور اسے یہ بات گراں گزری اور اس نے ان سے اعراض کیا اور جب وہ عراق پہنچے تو انہیں ہاشمیہ میں قید کر دیا گیا اور ان میں محمد بن ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بھی تھا۔ اور وہ خوبصورت جوان تھا اور لوگ اس کے حسن و جمال کو دیکھتے جاتے تھے اور اسے زرد دیباج کہا جاتا تھا۔ منصور نے اسے اپنے سامنے بلایا اور اسے کہا میں تجھے ایسے قتل کروں گا کہ میں نے کسی کو اس طرح قتل نہ کیا ہوگا۔ پھر اس نے اسے دوستونوں کے درمیان لٹکا دیا اور اسے بند کر دیا حتیٰ کہ وہ مر گیا' پس منصور پر اللہ کا وہ عذاب اور لعنت ہو جس کا وہ مستحق ہے اور ان میں سے بہت سے آدمی قید خانے میں ہلاک ہو گئے' حتیٰ کہ منصور کے مرنے کے بعد انہیں رہائی ملی' جیسا کہ ہم ابھی اسے بیان کریں گے اور قید خانے میں ہلاک ہونے والوں میں سے عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب اور زیادہ مشہور بات یہ ہے کہ انہیں باندھ کر قتل کیا گیا ہے اور ان کے بھائی ابراہیم بن حسن وغیرہ شامل ہیں اور ان میں سے کم ہی قید خانے سے باہر نکلے اور منصور نے انہیں ایسے قید خانے میں رکھا جس میں وہ اذان نہیں سنتے تھے اور انہیں صرف تلاوت سے نماز کا وقت معلوم ہوتا تھا۔

پھر اہل خراسان نے محمد بن عبداللہ عثمانی کے بارے میں سفارشی بھیجا تو اس نے ان کے متعلق حکم دیا اور اسے قتل کر کے اس کا

سر اہل خراسان کے پاس بھیج دیا' اللہ اسے جزائے خیر دے اور محمد بن عبداللہ عثمانی پر رحم فرمائے۔

اور وہ محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان اموی' ابوعبداللہ المدنی تھا جو اپنی خوبروئی کے باعث دیباج کے نام سے مشہور تھا اور اس کی ماں فاطمہ بنت حسین بن علی تھا اس نے اپنے باپ اور ماں اور خارجہ بن زید اور طاؤس اور ابوالزناد اور زہری اور نافع وغیرہ سے حدیث روایت کی ہے اور اس سے ایک جماعت نے روایت کی ہے اور نسائی اور ابن حبان نے اسے ثقہ قرار دیا ہے اور وہ عبداللہ بن حسن کا ماں جایا بھائی تھا اور اس کی بیٹی رقیہ اس کے بھتیجے ابراہیم بن عبداللہ کی بیوی تھی اور وہ خوبصورت ترین عورتوں میں سے تھی اور اس کی وجہ سے ابوجعفر منصور نے اس سال اسے قتل کیا اور وہ شریف' سخی اور قابل تعریف آدمی تھا' زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ سلیمان بن عباس السعدی نے مجھے ابوزجرۃ السعدی کے اشعار سنائے وہ اس کی مدح کرتے ہوئے کہتا ہے:

''ہم نے قریش میں سے ایک نوجوان کو خلیفہ اور رسول کے درمیان خالص سفید پایا' بزرگی یہاں اور وہاں سے تیرے پاس آئی ہے اور تو اس کے لیے سیلابوں کے ٹکرانے کی جگہ پر ہے' بزرگی کے لیے تیرے سوا کوئی شبستان نہیں اور نہ اس کے لیے تیرے سوا کوئی قیلولہ کرنے کی جگہ ہے اور وہ تیرے پیچھے اسے تلاش کرنے نہیں جائے گی اور نہ وہ تیرا بدل قبول کرنے والی ہے''۔

۱۴۵ھ

اس سال جو واقعات ہوئے ان میں محمد بن عبداللہ بن حسن کا مدینہ میں اور اس کے بھائی ابراہیم کا بصرہ میں خروج کرنا ہے جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے انشاء اللہ۔

محمد نے ابوجعفر منصور کے اپنے اہل بنی حسن کو مدینہ سے عراق لے جانے کے بعد اس حالت میں خروج کیا کہ جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور اس نے انہیں ایک بڑے مقام پر قید کر دیا جس میں وہ اذان نہ سنتے تھے اور نہ ہی انہیں اذکار و تلاوت کے بغیر اوقات نماز کا پتہ چلتا تھا اور ان کے اکثر اکابر نے وہیں وفات پائی رحمہم اللہ۔

اور وہ محمد جسے وہ تلاش کرتا تھا مدینہ میں روپوش تھا حتیٰ کہ بعض اوقات وہ کنوئیں میں چھپ جاتا اور اپنے سر کے سوا پورے کا پورا اس کے پانی میں اتر جاتا اور اس کا باقی جسم پانی میں ڈوبا رہتا اور اس نے اور اس کے بھائی نے باہم ایک معین وقت پر ظاہر ہونے کا وعدہ کیا۔ وہ مدینہ میں تھا اور ابراہیم بصرہ میں تھا اور لوگ ہمیشہ ہی اہل مدینہ وغیرہ محمد بن عبداللہ کو اس کی روپوشی اور عدم ظہور کی وجہ سے ملامت کرتے رہے' حتیٰ کہ اس نے خروج کا ارادہ کر لیا اور یہ اس وجہ سے ہوا کہ جب روپوشی کی شدت اور نائب مدینہ زباح کے لگاتار دن رات اس کی تلاش میں لگا رہنے نے اسے تکلیف دی اور اس کا حال تنگ ہو گیا تو اس نے اپنے اصحاب سے وعدہ کیا کہ وہ فلاں شب کو ظاہر ہو جائے گا اور جب وہ رات آئی تو ایک چغل خور نے مدینہ کے منتظم کے پاس آ کر اسے اس امر کے متعلق بتایا تو وہ سخت گھبرا گیا اور اس نے اپنی فوجوں کے ساتھ سوار ہو کر مدینہ اور مروان کے گھر کے اردگرد چکر لگایا اور وہاں پر اکٹھے ہو چکے تھے' پس اسے ان کے متعلق پتہ نہ چلا اور وہ اپنے گھر کی طرف واپس آیا تو اس نے بنو حسین بن علی کے پاس پیغام بھیجا اور انہیں اکٹھا کیا اور ان کے ساتھ سادات قریش کے سرکردہ لوگ بھی تھے۔ پس اس نے انہیں نصیحت و ملامت کی اور کہا اے

اہل مدینہ کے گروہ! امیر المومنین نے اس شخص کو مشارق ومغارب میں تلاش کیا ہے اور وہ تمہارے درمیان موجود ہے۔ پھر تم نے اسی پر بس نہیں کی حتیٰ کہ تم نے سمع واطاعت پر اس کی بیعت کی ہے؟ خدا کی قسم! تم میں سے مجھے جس کے متعلق اطلاع ملی کہ وہ اس کے ساتھ ہو گیا ہے میں اسے قتل کر دوں گا نیز جو لوگ وہاں موجود تھے انہوں نے کہا کہ انہیں اس بارے میں کچھ علم نہیں ہے اور کہنے لگے اگر اس قسم کی کوئی بات ہو تو ہم تیرے پاس مسلح جوان لے آئیں گے جو تیرے آگے لڑیں گے اور وہ اٹھ کر اس کے پاس ایک مسلح جماعت کو لے آئے اور انہوں نے اس سے اس کے پاس آنے کی اجازت طلب کی تو اس نے کہا انہیں اجازت نہیں ہے مجھے خدشہ ہے کہ یہ فریب نہ ہو پس دروازے پر بیٹھ گئے اور لوگ بھی امیر کے ارد گرد بیٹھے رہے اور وہ غم کے باعث سر جھکائے ہوئے تھا اور بہت کم بات کرتا تھا حتیٰ کہ رات کا ایک حصہ گزر گیا۔ پھر اچانک لوگوں کو پتہ چلا کہ محمد بن عبداللہ کے اصحاب ظاہر ہو گئے ہیں اور انہوں نے بلند آواز سے تکبیر کہی اور لوگ نصف شب کو گھبرا گئے اور بعض لوگوں نے امیر کو مشورہ دیا کہ وہ بنی حسین کو قتل کر دے تو ان میں سے ایک نے کہا کیوں ہم نے اطاعت کا اقرار کیا ہے اور اچانک معاملہ ہونے کی وجہ سے امیر ان سے غافل ہو گیا تو انہوں نے غفلت سے فائدہ اٹھایا اور جلدی سے اٹھ کر گھر کی دیوار پر چڑھ گئے اور اپنے آپ کو کوڑا کرکٹ پھینک دیا۔

اور محمد بن عبداللہ بن حسن ۲۵۰ آدمیوں کے ساتھ آیا اور قید خانے کے پاس سے گزرا اور جو لوگ اس میں موجود تھے انہیں نکالا اور آکر دارالامارۃ کا محاصرہ کر لیا اور اسے فتح کر لیا اور مدینہ کے نائب رباح بن عثمان کو پکڑ کر مروان کے گھر میں قید کر دیا اور اس کے ساتھ مسلم بن عقبہ کے بیٹے کو بھی قید کر دیا اور اسی نے اس شب کے آغاز میں بنی حسین کے قتل کا مشورہ دیا تھا' پس وہ بچ گئے اور اس کا گھیراؤ ہو گیا اور محمد بن عبداللہ بن حسن صبح کو مدینہ پر غالب آ گیا اور اہل مدینہ نے اس کی اطاعت کر لی اور اس نے لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی اور اسی میں سورۃ انا فتحنا لك فتحا مبینا پڑھی اور اس شب نے اس سال کے رجب کے چاند کو واضح کر دیا اور اس دن محمد بن عبداللہ نے اہل مدینہ سے خطاب کیا اور بنو عباس پر اعتراضات کئے گئے اور ان کی قابل مذمت باتوں کا ذکر کیا اور انہیں بتایا کہ وہ جس شہر میں بھی گیا ہے لوگوں نے سمع واطاعت پر اس کی بیعت کی ہے اور تھوڑے سے آدمیوں کے سوا سب اہل مدینہ نے اس کی بیعت کر لی۔

اور ابن جریر نے بحوالہ امام مالکؒ روایت کی ہے کہ آپ نے محمد بن عبداللہ کی وسعت کرنے کا فتویٰ دیا' اس سے دریافت کیا گیا کہ ہماری گردنوں میں منصور کی بیعت ہے۔ اس نے فرمایا تمہیں مجبور کیا گیا ہے اور مجبور کی کوئی بیعت نہیں ہوتی۔ پس لوگوں نے حضرت امام مالکؒ کے قول کی وجہ سے اس کی بیعت کر لی اور حضرت امام مالکؒ اپنے گھر کے ہو رہے اور جب اس نے اسماعیل بن عبداللہ بن جعفر کو اپنی بیعت کی دعوت دی تو اس نے اسے کہا اے میرے بھتیجے بلاشبہ تو مقتول ہے تو بعض لوگ اس کی بیعت سے باز رہے اور ان کی اکثریت اس کے ساتھ رہی۔ اور اس نے عثمان بن محمد بن خالد بن زبیر کو ان پر نائب مقرر کیا اور عبدالعزیز بن المطلب بن عبداللہ مخزومی مدینہ کا قاضی مقرر کیا اور عثمان بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب کو اس کا پولیس سپرنٹنڈنٹ بنایا اور عبداللہ بن جعفر بن عبداللہ بن مسور بن مخرمہ کو عطیات کے دفتر کا امیر مقرر کیا اور اس پر طمع پر مہدی کا لقب اختیار کیا کہ وہ احادیث میں مذکور مہدی ہے مگر وہ مہدی نہ تھا اور نہ ہی اس کی امید اور تمنا پوری ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور اس کی آمد کے روز اہل مدینہ کا ایک شخص وہاں سے کوچ کر گیا اور اس نے منصور کی طرف سات راتوں میں مراحل بعیدہ کو طے کیا اور جب وہ اس کے پاس گیا تو اس نے اسے رات کو سوتے پایا تو اس نے ربیع حاجب سے کہا خلیفہ سے اجازت طلب کرو اس نے کہا وہ اس گھڑی میں اسے جگا نہیں سکتا۔ اس نے کہا اسے جگانا ضروری ہے' اس نے خلیفہ کو خبر دی تو وہ باہر نکلا اور کہنے لگا تو ہلاک ہو جائے' تیرے پیچھے کیا ہے؟ اس نے کہا' ابن حسن نے مدینہ میں خروج کیا ہے۔ پس منصور نے اس بات کی پرواہ نہ کی اور نہ گھبراہٹ کا اظہار کیا اور اسے پوچھا تو نے اسے دیکھا ہے اس نے کہا ہاں اس نے کہا خدا قسم وہ ہلاک ہو گیا ہے اور اس نے پیروکار ساتھیوں کو بھی ہلاک کر دیا ہے۔ پھر اس نے اس شخص کے قید کرنے کا حکم دے دیا تو اسے قید کر دیا گیا۔ پھر اس بارے میں متواتر خبریں آنے لگیں تو منصور نے اسے رہا کر دیا اور ہر رات کے عوض اسے ایک ہزار درہم دیا اور اس نے اسے سات ہزار درہم دیئے۔

اور جب منصور کو اس کے خروج کا یقین ہو گیا تو اس کا دل گھبرا گیا اور بعض منجموں نے اسے کہا اے امیر المومنین اس کی طرف سے آپ کو کوئی تکلیف نہ ہوگی اور قسم بخدا اگر وہ تمام زمین کا بھی بادشاہ بن جائے تو وہ ستر دن سے زیادہ نہیں ٹھہر سکے گا۔ پھر منصور نے تمام سرکردہ امراء کا حکم دیا کہ وہ قید خانے کی طرف جائیں اور محمد کے والد عبداللہ بن حسن سے ملاقات کریں اور اسے اس کے بیٹے کے خروج کے واقعہ کے متعلق بتائیں اور اس کی بات کو سنیں تو وہ انہیں کیا کہتا ہے اور جب انہوں نے اس کے پاس جا کر یہ بات بتائی تو اس نے کہا تم ابن سلامۃ یعنی منصور کو کیا کرتے دیکھتے ہو؟ انہوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں اس نے کہا خدا کی قسم اسے بخل نے مار دیا ہے' اسے اموال خرچ کرنے چاہئیں اور جوانوں سے کام لینا چاہیے اگر وہ غالب آ گیا تو خرچ کردہ اموال کی واپسی سہل ہوگی۔ بصورت دیگر تمہارے آقا کے خزائن میں کچھ نہیں رہے گا اور اس نے دوسروں کے لیے کچھ جمع ہی نہیں کیا' انہوں نے واپس آ کر خلیفہ کو اس بات کی اطلاع دی اور لوگوں نے خلیفہ کو اس سے جنگ کرنے کا مشورہ دیا تو اس نے عیسیٰ بن موسیٰ کو بلایا تو اس نے اس کے بلاوے کا جواب دیا۔ پھر کہنے لگا میں ابھی اسے خط لکھتا ہوں جس میں اس نے اسے جنگ کرنے سے قبل انتباہ کیا اور اسے لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امیر المومنین عبداللہ بن عبداللہ کی طرف سے محمد بن عبداللہ کی طرف

﴿ اِنَّـمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا ﴾ الی قوله ﴿ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾۔

پھر لکھا مجھے اللہ کا عہد و میثاق اور اللہ اور اس کے رسول کی حفاظت حاصل ہوگی اگر تو اطاعت کی طرف واپس آ یا تو میں تجھے اور تیرے پیروکاروں کو ضرور امان دوں گا اور تجھے ایک لاکھ درہم بھی ضرور عطا کروں گا اور تو اپنی پسند کے جس شہر میں رہنا چاہے میں تجھے اس کی اجازت دوں گا اور میں تیری تمام ضروریات کو بھی ضرور پورا کروں گا۔

محمد بن عبداللہ نے اس کے خط کے جواب میں اسے لکھا:

عبداللہ مہدی بن محمد عبداللہ بن حسن کی طرف سے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿ طٰسٓمّٓ تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ. نَتْلُوْا عَلَیْکَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰی وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ. اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِیَعًا یَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ یُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَیَسْتَحْیٖ نِسَآءَهُمْ اِنَّهٗ کَانَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ. وَنُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَی الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِی الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِیْنَ ﴾.

پھر اس نے لکھا میں تجھ پر اسی طرح امان کو پیش کرتا ہوں جس طرح تو نے مجھ پر پیش کی ہے اور میں تم سے اس امارت کا زیادہ حق دار ہوں اور تم صرف ہمارے ذریعے اس تک پہنچے ہو بلاشبہ حضرت علیؓ وصی اور امام تھے تم اس کے بچوں کے زندہ ہوتے ہوئے اس کی حکومت کے کس طرح وارث بن گئے ہو؟ اور ہم نسبی لحاظ سے روئے زمین کے باشندوں سے اشرف ہیں اور رسول اللہ ﷺ جو سب لوگوں سے بہتر تھے ہمارے نانا ہیں اور حضرت خدیجہ جو آپ کی سب سے افضل بیوی ہیں ہماری نانی ہیں اور آپ کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہماری ماں ہے اور وہ آپ کی بیٹیوں میں سب سے زیادہ معزز ہے اور ہاشم نے دو دفعہ علی کو جنم دیا اور حسن کو عبدالمطلب نے دو دفعہ جنم دیا اور وہ اس کا بھائی حسن رضی اللہ عنہما نوجوانان بہشت کے سردار ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے میرے باپ کو دو دفعہ جنم دیا ہے۔ اور میں بنی ہاشم کا سب سے زیادہ شریف النسب اور باپ کے لحاظ سے سب سے زیادہ خالص ہوں' مجھ میں عجم کی ملاوٹ نہیں اور نہ میرے بارے میں امہات الاولاد کی کشاکش پائی جاتی ہے۔ اور میں اس کا بیٹا ہوں جو جنت میں سب لوگوں سے بلند درجہ ہوگا اور سب سے کم عذاب والا ہوگا اور میں تجھ سے حکومت کا زیادہ حق دار اور زیادہ عہد والا اور اسے تجھ سے زیادہ پورا کرنے والا ہوں' بلاشبہ تو عہد کرتا ہے پھر توڑ دیتا ہے اور اسے پورا نہیں کرتا جیسا کہ تو نے ابن ہبیرہ سے کیا ہے تو نے اسے عہد دیا' پھر تو نے اس سے خیانت کی اور خائن امام سے بڑھ کر کسی کو سخت عذاب نہ ہوگا۔ اور اسی طرح تو نے اپنے چچا عبداللہ بن علی اور ابومسلم خراسانی سے خیانت کی اور اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تو سچ بولتا ہے تو جس طرف تو نے مجھے دعوت دی ہے میں تجھے اس کا جواب دیتا۔ لیکن تیرے جیسے شخص کا مجھ جیسے شخص سے وفائے عہد کرنا دور کی بات ہے۔ والسلام۔

ابوجعفر نے اسے اس خط کے جواب میں ایک طویل خط لکھا جس کا خلاصہ یہ ہے:

امابعد' میں نے آپ کا خط پڑھا' آپ کا سارا فخر و ناز' عورتوں کی قرابت پر ہے تاکہ آپ اجڈ اور کمینے لوگوں کو گمراہ نہ کرسکیں اور اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو چچاؤں اور آبا کی طرح نہیں بنایا اور نہ عصبیت اور اولیاء کی طرح بنایا ہے اور اللہ نے (وانذر عشیرتك الاقربین) کی آیت نازل کی ہے اور اس وقت آپ کے چار چچا تھے جن میں سے دو نے آپ کو قبول کیا جن میں ایک ہمارا دادا تھا۔ اور دو نے انکار کیا جن میں ایک تمہارا باپ تھا۔ یعنی اس کا دادا ابوطالب۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی محبت کو آپ سے قطع کر دیا اور نہ ان دونوں کے درمیان کوئی قرابت اور عہد رہا اور اللہ تعالیٰ نے ابوطالب کے عدم اسلام کے بارے میں

آیت (انك لا تهدى من احببت و لكن الله يهدى من يشاء) اتاری اور آپ نے اس پر فخر کیا کہ وہ دوزخیوں میں سے کم عذاب والا ہوگا اور شر میں افضلیت نہیں ہوتی اور مومن کے لیے مناسب نہیں کہ وہ دوزخیوں پر فخر کرے اور آپ نے فخر کیا ہے کہ بنی ہاشم نے دو دفعہ جنم دیا ہے اور حسن کو عبدالمطلب نے دو دفعہ جنم دیا ہے اور یہ رسول اللہ ﷺ ہیں آپ ﷺ کو عبداللہ نے ایک دفعہ جنم دیا ہے اور آپ کا کہنا کہ آپ کو امہات الاولاد نے جنم نہیں دیا دیکھئے یہ رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ابراہیم ہیں جو حضرت ماریہ سے پیدا ہوئے ہیں اور وہ آپ سے بہتر ہیں اور حضرت علی بن حسن ام ولد سے ہیں اور وہ آپ سے بہتر ہیں۔ اسی طرح ان کے بیٹے محمد بن علی اور ان کے بیٹے جعفر بن محمد کا حال ہے۔ ان کی نانیاں امہات الاولاد ہیں اور وہ دونوں آپ سے بہتر ہیں۔

اور آپ کا یہ کہنا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ہیں' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (محمد ﷺ' تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں) اور سنت میں ہے جس کے متعلق مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ نانا یعنی ماں کا باپ اور ماموں اور خالہ وارث نہیں ہوں گے اور نص حدیث کے مطابق حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ سے میراث نہیں ملی اور رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے اور آپ کا باپ وہاں موجود تھا لیکن رسول اللہ ﷺ نے اسے لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم نہیں دیا بلکہ دوسرے آدمی کو دیا اور جب آپ ﷺ وفات پا گئے تو لوگوں نے کسی شخص کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے برابر قرار نہیں دیا' پھر انہوں نے شوریٰ اور خلافت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس پر مقدم کیا۔ پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو بعض نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قتل پر متہم کیا اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اس بات پر ان سے جنگ کی اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا' پھر اس کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے انکار کیا' پھر آپ کے باپ نے بیعت کا مطالبہ کیا اور اس پر لوگوں سے جنگ کی' پھر اس پر اتفاق کیا اور اسے بھی پورا نہ کیا۔ پھر خلافت حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس گئی اور انہوں نے اسے دراہم اور کپڑوں کے عوض فروخت کر دیا اور ناجائز طور پر مال لینے کے لیے حجاز میں قیام کیا اور نااہلوں کو حکومت دے دی اور اپنے پیروکاروں کو بنوامیہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں چھوڑ دیا اور اگر خلافت تمہارے لیے تھی تو تم نے اسے چھوڑ دیا ہے اور اسے اس کی قیمت کے عوض فروخت کر دیا ہے۔

پھر آپ کے چچا حضرت حسین نے ابن مرجانہ کے خلاف خروج کیا اور لوگ اس کے ساتھ تھے حتیٰ کہ انہوں نے اسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو اس کے پاس لے آئے۔ پھر تم نے بنوامیہ کے خلاف خروج کیا تو انہوں نے تمہیں قتل کیا اور تم کو کھجور کے تنوں پر صلیب دی اور تمہیں آگ سے جلایا اور تمہاری عورتوں کو قیدیوں کی طرح اونٹوں پر سوار کر کے شام لے گئے حتیٰ کہ ہم نے ان کے خلاف خروج کیا اور ہم نے تمہارے خون کا بدلہ لیا اور ان کے ارض و دیار کا تمہیں وارث بنایا اور ہم نے تمہارے سلف کی فضیلت کا ذکر کیا اور آپ نے اس بات کو ہم پر حجت بنا دیا اور آپ نے خیال کیا ہے کہ ہم نے اس کی امثال حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور جعفر رضی اللہ عنہ پر اس کی فضیلت کا ذکر کیا ہے۔ یہ بات یوں نہیں جیسے آپ نے خیال کیا ہے۔ بلاشبہ یہ لوگ گزر گئے ہیں اور انہوں نے فتنوں میں شمولیت نہیں کی اور دنیا سے چھٹکارا پا گئے اور انہیں کسی چیز کی کمی نہیں رہی اور انہوں نے اپنا پورا ثواب حاصل کیا اور آپ کا باپ اس آزمائش میں پڑ گیا اور بنوامیہ فرض نمازوں میں اس پر اس طرح لعنت کرتے تھے جیسے کفار کو لعنت کی

جاتی ہے پس ہم نے اس کے ذکر کو زندہ کیا اور اس کی فضیلت بیان کی اور ہم نے اسے گالیاں دینے پر ڈانٹ ڈپٹ کی اور آپ کو معلوم ہی ہے کہ جاہلیت میں حجاج کو پانی پلانے اور زمزم کی خدمت کی وجہ سے ہمیں بڑی عزت حاصل تھی اور رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہمارے حق میں فیصلہ کیا تھا۔

اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگ قحط زدہ ہو گئے تو انہوں نے ہمارے باپ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے توسل سے بارش طلب کی اور آپ کے باپ کی موجودگی میں ان کے ذریعے اپنے رب کے حضور توسل کیا اور آپ کو معلوم ہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد عبدالمطلب کے بیٹوں میں سے صرف حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہی باقی رہ گئے تھے پس سقایہ ان کا تھا' وراثت ان کی تھی اور خلافت ان کی اولاد کی ہوئی اور جاہلیت اور اسلام کا جو شرف بھی باقی رہ گیا تھا حضرت عباسؓ اس کے وارث اور مورث تھے۔ اس کے طویل کلام میں بحث ومناظرہ اور فصاحت پائی جاتی ہے اور ابن جریر نے پوری طوالت کے ساتھ اسے انتہا تک بیان کیا ہے۔

باب

محمد بن عبداللہ بن حسن کا قتل

اس دوران میں محمد بن عبداللہ بن حسن نے اہل شام کی طرف ایک ایلچی بھیجا کہ وہ انہیں اس کی بیعت اور خلافت کی طرف دعوت دے مگر انہوں نے اس کی بات قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہنے لگے ہم جنگ وقتال سے اکتا گئے ہیں اور وہ اہل شہر کے سرداروں کی مہربانی کا طالب ہوا تو کچھ نے اسے جواب دیا اور کچھ نے انکار کر دیا اور بعض نے اسے کہا ہم تمہاری بیعت کیسے کریں جب کہ تم نے ایسے شہر میں ظہور کیا ہے جس میں مال ہی نہیں جس سے تو لوگوں سے کام لینے کے لیے مدد لے سکتا ہے؟ اور بعض اپنے گھروں میں بیٹھ رہے اور اس وقت باہر نکلے جب محمد قتل ہو گئے اور اس محمد نے حسین بن معاویہ کو ستر پیادوں اور تقریباً دس سواروں کے ساتھ مکہ کی طرف نائب بنا کر بھیجا کہ اگر وہ مکہ میں داخل ہو جائے تو وہ بھی مکہ چلے جائیں۔

اور جب اہالیان مکہ کو ان کی آمد کا علم ہوا تو وہ ہزاروں جانبازوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں نکلے تو حسین بن معاویہ نے ان سے کہا ابوجعفر فوت ہو چکا ہے تم کیوں لڑتے ہو؟ اہل مکہ کے سردار السری بن عبداللہ نے کہا ان کی ڈاک چار راتوں میں ہمارے پاس آتی ہے اور میں نے اس کی طرف خط روانہ کیا ہے اور میں چار راتوں تک اس کے جواب کا انتظار کروں گا۔ پس اگر تمہاری بات سچ ہوئی تو میں شہر کو تمہارے سپرد کر دوں گا اور تمہارے جوانوں اور گھوڑوں کا خرچ میرے ذمے ہوگا مگر حسن بن معاویہ نے انتظار کرنے سے انکار کیا اور جنگ کے سوا ہر بات کا انکار کر دیا اور اس نے قسم کھائی کہ وہ مکہ میں رات بسر نہیں کرے گا سوائے اس کے وہ مر جائے اور اس نے السری کو پیغام بھیجا کہ حرم سے نکل کر حل کی طرف آ جاؤ تاکہ حرم میں خونریزی نہ ہو مگر وہ حل کی طرف نہ گیا تو یہ ان کی طرف بڑھے اور ان کے مقابلہ میں صف بندی کی اور حسن اور اس کے اصحاب نے یکبارگی ان پر حملہ

کر دیا اور انہیں شکست دی اور ان کے ساتھ آدمی مارے گئے اور یہ مکہ میں داخل ہو گئے اور جب صبح ہوئی تو حسن بن معاویہ نے لوگوں سے خطاب کیا اور انہیں ابوجعفر کے خلاف برانگیختہ کیا اور انہیں محمد مہدی بن عبداللہ بن حسن کی طرف دعوت دی۔

ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کا خروج:

اور اسی طرح ابراہیم بن عبداللہ بن حسن نے بصرہ میں ظہور کیا اور اس کے بھائی محمد کے پاس رات کے وقت ایلچی پہنچا اور اسے بتایا گیا کہ وہ مروان کے گھر میں ہے تو اس نے اس کا دروازہ کھٹکھٹایا تو اس نے کہا اے اللہ میں تجھ سے رات اور دن کے مصائب کے شر سے پناہ مانگتا ہوں سوائے اس رات کے آنے والے کے جو اے رحمان بھلائی کے ساتھ آتا ہے' پھر وہ باہر نکلا تو اس نے اس کے اصحاب کو اس کے بھائی کے بارے میں خبر دی تو وہ بہت خوش ہوئے اور وہ صبح اور مغرب کی نماز کے بعد لوگوں سے کہا کرتا تھا تم اللہ تعالیٰ سے اپنے بصری بھائیوں اور حسین بن معاویہ کے لیے جو مکہ میں ہے دعا کرو اور اپنے دشمنوں کے خلاف اس سے مدد مانگو۔

اور منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کے ساتھ دس ہزار چنندہ بہادر سواروں کا جیش' محمد بن عبداللہ بن حسن کے مقابلے کے لیے روانہ کیا جن میں محمد بن ابی العباس سفاح' جعفر بن حنظلہ البہرانی اور حمید بن قحطبہ بھی شامل تھے اور منصور نے اس سے اس بارے میں مشورہ لیا تو اس نے کہا یا امیر المومنین اپنے قابل اعتماد غلاموں میں سے جسے چاہیں بلالیں اور انہیں وادی القریٰ کی طرف بھیج دیں۔ وہ ان سے شام کے غلہ کو روک دیں گے اور وہ اور اس کے ساتھی بھوک سے مر جائیں گے' بلاشبہ وہ ایسے شہر میں ہے جس میں نہ مال ہے نہ جوان ہیں نہ گھوڑے ہیں نہ ہتھیار ہیں اور اس نے کثیر بن الحصین العبدی کو اپنے آگے آگے بھیجا اور منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو الوداع کرتے وقت کہا' اے عیسیٰ میں تجھے اپنے دونوں پہلوؤں کی طرف بھیج رہا ہوں اگر تو اس شخص پر فتح پالے تو اپنی تلوار کو نیام میں کر لینا اور لوگوں میں امان کا اعلان کر دینا اور اگر وہ غائب ہو جائے تو انہیں اس کا ذمہ دار بنا۔ حتیٰ کہ وہ اسے تیرے پاس لے آئیں۔ بلاشبہ وہ اس کے راستوں کو بہتر جانتے ہیں نیز اس نے اس کے ہاتھ اہل مدینہ کے قریش وانصار کے سرداروں کے نام خطوط لکھے کہ وہ انہیں خفیہ طور پر ان کے پاس پہنچا دے اور انہیں اطاعت کی طرف واپس آنے کی دعوت دے۔

پس جب عیسیٰ بن موسیٰ مدینہ کے نزدیک آیا تو اس نے ایک شخص کے ہاتھ خطوط بھیجے جسے محمد بن عبداللہ بن حسن کے محافظوں نے پکڑ لیا اور انہوں نے اس کے پاس یہ خطوط بھی پائے' انہوں نے وہ خطوط محمد کے پاس پہنچا دیئے تو اس نے ان لوگوں کو بلا کر سزا دی اور سخت زدوکوب کیا اور انہیں بھاری بیڑیاں ڈال دیں اور انہیں قید خانے میں ڈال دیا۔ پھر محمد نے اپنے اصحاب سے مدینہ میں ٹھہرنے کے بارے میں مشورہ لیا تاکہ عیسیٰ بن موسیٰ آ کر مدینہ میں ان کا محاصرہ کر لے یا یہ کہ وہ اپنے ساتھیوں سے باہر چلا جائے اور اہل عراق سے جنگ کرے۔ کچھ لوگوں نے اس بات کا مشورہ دیا اور کچھ لوگوں نے اس بات کا مشورہ دیا۔ پھر مدینہ میں قیام کرنے پر اتفاق رائے ہو گیا۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ جنگ احد کے روز مدینہ سے باہر نکلنے پر نادم ہوئے تھے پھر انہوں نے مدینہ کے اردگرد خندق کھودنے پر اتفاق کیا جیسے کہ جنگ احزاب کے روز رسول اللہ ﷺ نے کہا پس سب لوگوں نے اس بات کو قبول کیا اور اس نے رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں لوگوں کے ساتھ اپنے ہاتھ سے خندق کھودی اور انہیں اس خندق

سے جسے رسول اللہ ﷺ نے کھودا تھا ایک اینٹ نظر آئی تو وہ خوش ہو گئے اور انہوں نے تکبیر کہی اور اسے فتح کی بشارت دی اور محمد کا سینہ کا پیٹ کے وسط میں تیلی تھی سو بود تھا اور وہ سرخ وسفید رنگ کے گندم گوں اور بڑے سر والا تھا۔

اور جب عیسیٰ بن موسیٰ احوص میں اترا اور مدینہ کے نزدیک ہوا تو محمد بن عبد اللہ نے منبر پر چڑھ کر لوگوں سے خطاب کیا اور انہیں جہاد کی ترغیب دی اور وہ تقریباً ایک لاکھ آدمی تھے اس نے جو باتیں ان سے کیں ان میں ایک یہ بات بھی تھی کہ میں نے تمہیں اپنی بیعت کے بارے میں آزادی دی ہے تم میں سے جو چاہے بیعت پر قائم رہے اور جو چاہے اسے چھوڑ دے' پس ان میں سے بہت سے آدمی یا ان کی اکثریت اس سے الگ ہوگئی اور ایک چھوٹی سی جماعت اس کے ساتھ رہ گئی اور اہل مدینہ کی کثرت اپنے اہل سمیت وہاں سے باہر چلی گئی تاکہ وہاں پر جنگ میں شامل نہ ہوں۔ اور وہ اطراف اور پہاڑوں پر چوٹیوں پر چلے گئے اور محمد نے اسے باہر جانے سے روکنے کے لیے ابواللیث کو بھیجا مگر وہ ان کی اکثریت کو واپس لانے میں کامیاب نہ ہوا اور وہ مسلسل باہر جاتے رہے اور محمد نے ایک شخص سے کہا کیا تو تلوار اور نیزہ پکڑ کر ان لوگوں کو جو مدینہ سے باہر نکل گئے ہیں واپس لاؤں گا' اس نے کہا ہاں اگر آپ نے مجھے نیزہ دیا تو میں انہیں اطراف میں نیزہ ماروں گا اور اگر آپ نے مجھے تلوار دی تو میں انہیں پہاڑوں کی چوٹیوں پر ماروں گا' پس محمد خاموش ہو گیا۔

پھر اس نے مجھے کہا تو ہلاک ہو جائے شامیوں' عراقیوں اور خراسانیوں نے میری موافقت میں سفید لباس پہنا ہے اور سیاہ لباس کو اتار دیا ہے' اس نے کہا اگر دنیا سفید جھاگ کی طرح باقی رہے تو وہ مجھے کیا فائدہ دے سکتی ہے۔ جب کہ میں دوات کی صوف کی مانند لباس میں ہوں۔ اور دیکھو یہ عیسیٰ بن موسیٰ احوص میں اترنے والا ہے۔ پھر عیسیٰ بن موسیٰ مدینہ کے ایک میل نزدیک آکر اتر گیا اور اس کے راہنما ابن الاصم نے اسے کہا مجھے خدشہ ہے کہ جب تم ان کے سامنے ہو گے تو قبل اس کے کہ سوار انہیں پکڑیں وہ جلدی سے اپنے پڑاؤ کی طرف لوٹ جائیں گے۔ پھر وہ اس کے ساتھ کوچ کر گیا اور اس نے اسے الجرف میں سلیمان بن عبدالملک کے حوض پر مدینہ سے چار میل کے فاصلے پر اتارا۔ اور یہ واقعہ اس سال کی ۱۲ رمضان کی صبح کو ہفتہ کے روز ہوا اور اس نے کہا جب پیادہ بھاگتا ہے تو وہ دو یا تین میل سے زیادہ بھاگنے کی طاقت نہیں رکھتا اور سوار اسے پکڑ لیتے ہیں۔

اور عیسیٰ بن موسیٰ نے پانچ سو سواروں کو بھیجا اور وہ مکہ کے راستے میں درخت کے پاس اترے اور اس نے انہیں کہا اگر یہ شخص بھاگ جائے تو مکہ کے سوا اس کی کوئی پناہ گاہ نہیں پس اس کے اور اس کے درمیان حائل ہو جاؤ۔ پھر عیسیٰ نے محمد کو امیر المومنین منصور کی سمع واطاعت اختیار کرنے کا پیغام بھیجا' نیز یہ کہ اگر اس نے اس کی بات مان لی تو اس نے اسے اور اس کے اہل بیت کو امان دے دی ہے۔ محمد نے ایلچی سے کہا اگر ایلچیوں کے قتل نہ کرنے کا کوئی اصول نہ ہوتا تو میں تجھے قتل کر دیتا۔ پھر اس نے عیسیٰ بن موسیٰ کو پیغام بھیجا میں تجھے کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی طرف دعوت دیتا ہوں اور تو انکار سے بچ' ورنہ میں تجھے قتل کر دوں گا اور تو بڑا مقتول ہوگا اور یا تو مجھے قتل کر دے گا اور تو اس شخص کا قاتل ہوگا جس نے تجھے کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی طرف دعوت دی ہے۔

پھر ان دونوں کے درمیان تین دن تک ایلچی آتے جاتے رہے اور وہ اسے دعوت دیتا اور وہ اسے دعوت دیتا اور عیسیٰ بن

موسیٰ ان تینوں دنوں میں ہر روز سلع کی نزدیکی گھاٹی پر کھڑے ہو کر اعلان کرتا۔ اے اہل مدینہ تمہارے خون ہم پر حرام ہیں۔ پس جو شخص ہمارے پاس آ کر ہمارے جھنڈے تلے کھڑا ہو جائے گا اسے امن حاصل ہوگا اور جو مدینہ سے باہر چلا جائے گا وہ بھی امن میں ہوگا اور جو اپنے گھر میں داخل ہو جائے گا وہ بھی امن میں ہوگا اور جو اپنے ہتھیار پھینک دے گا وہ بھی امن میں ہوگا۔ ہمیں تم سے جنگ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں' ہمیں صرف محمد کی ضرورت ہے کہ ہم اسے خلیفہ کے پاس لے جائیں' پس وہ اسے اور اس کی ماں کو دشنام دینے لگے اور اس سے بری مکالمت ومخاطبت کرنے لگے اور اسے کہنے لگے ہمارے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا صاحبزادہ ہے اور ہم اس کے ساتھ ہیں اور ہم اس کی حفاظت میں جنگ کریں گے۔

اور جب تیسرا دن ہوا تو وہ سواروں' پیادوں' ہتھیاروں اور نیزوں کے ساتھ ان کے پاس آیا جن کی مثل کبھی دیکھی نہیں گئی اس نے پکار کر کہا اے محمد' امیر المومنین نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھے اطاعت کی دعوت دیئے بغیر تجھ سے جنگ نہ کروں۔ اگر تو نے اطاعت کر لی تو وہ تجھے امان دے گا اور تیرا قرض ادا کرے گا اور تجھے اموال اور اراضی دے گا اور اگر تو نے انکار کیا تو میں تجھ سے جنگ کروں گا' میں نے متعدد بار تجھے دعوت دی ہے اور اس نے پکار کر کہا اے محمد' میرے پاس تمہارے لیے جنگ کے سوا کچھ نہیں' پس اسی وقت ان کے درمیان گھمسان کا رن پڑا اور عیسیٰ بن موسیٰ کی فوج چار ہزار سے اوپر تھی اور اس کے ہراول پر حمید بن قحطبہ اور میمنہ پر محمد بن السفاح اور میسرہ پر داؤد بن کرار اور ساقہ پر الہیثم بن شعبہ امیر تھے اور ان کے پاس ایسا سامان جنگ تھا جس کی مثل کبھی نہیں دیکھی۔

اور عیسیٰ نے اپنے اصحاب کو تقسیم کر کے ہر جانب ایک دستہ بھیج دیا اور محمد اور اس کے اصحاب اہل بدر کی تعداد کے مطابق تھے' فریقین نے باہم شدید قتال کیا اور محمد زمین پر پا پیادہ ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ اس نے عیسیٰ بن موسیٰ کی فوج کے ستر بہادروں کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا اور اہل عراق نے ان کا گھیراؤ کر کے محمد بن عبداللہ کے اصحاب کے ایک دستے کو قتل کر دیا اور جو خندق انہوں نے کھودی ہوئی تھی وہ اس میں ان پر پل پڑے اور انہوں نے اس کے مطابق دروازے بھی بنائے ہوئے تھے اور بعض کا قول ہے کہ انہوں نے اسے اونٹوں کے بوجھوں سے بند کر دیا اور ان کے لیے اس سے گزرنا ممکن ہو گیا اور انہوں نے یہ کام ایک جگہ پر کیا تھا اور یہ دوسری جگہ پر تھا۔ واللہ اعلم۔

اور ان کے درمیان مسلسل گھمسان کا رن پڑا حتیٰ کہ عصر کی نماز پڑھی گئی اور جب محمد نے عصر کی نماز پڑھی تو وہ سلع میں وادی کے پانی بہنے کی جگہ کی طرف چلے گئے اور اس نے اپنی تلوار کا میان توڑ دیا اور اپنے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں اور اس کے اصحاب نے بھی اسی طرح کیا اور اپنے دلوں کو جنگ کے لیے مضبوط کیا اور اس وقت جنگ بہت تیز ہو گئی اور اہل عراق غالب آ گئے اور انہوں نے سلع کے اوپر سیاہ جھنڈا بلند کر دیا اور پھر وہ مدینہ کے نزدیک آ کر اس میں داخل ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کی مسجد کے اوپر سیاہ جھنڈا نصب کر دیا۔

اور جب محمد کے اصحاب نے اسے دیکھا تو وہ ایک دوسرے کو آواز دے کر کہنے لگے' مدینہ چھن گیا ہے اور وہ بھاگ گئے اور محمد کے ساتھ ایک نہایت ہی چھوٹی سی جماعت باقی رہ گئی پھر وہ اکیلا ہی باقی رہ گیا اور اس کے ساتھ کوئی شخص نہ تھا اور اس کے ہاتھ

میں سونتی ہوئی تلوار تھی اور جو شخص اس کی طرف بڑھتا تھا وہ اسے اس سے مارتا تھا اور جو شخص بھی اس کا سامنا کرتا وہ اسے موت کی نیند سلا دیتا حتیٰ کہ اس نے اہل عراق کے بہت سے بہادروں کو قتل کر دیا۔

کہتے ہیں کہ اس روز اس کے ہاتھ میں ذوالفقار تھی پھر لوگوں نے اس پر ہجوم کر دیا اور ایک شخص نے آگے بڑھ کر اس کے دائیں کان کی لو کے نیچے تلوار ماری اور وہ اپنے گھٹنوں کے بل گر پڑا اور اپنے آپ کو بچانے لگا اور کہنے لگا تم ہلاک ہو جاؤ تم ہمارے نبی کا بیٹا مجروح اور مظلوم ہے اور حمید بن قحطبہ کہنے لگا تم ہلاک ہو جاؤ اسے چھوڑ دو' اسے قتل نہ کرو' تو لوگ اس سے رک گئے اور حمید بن قحطبہ نے آگے بڑھ کر اس کا سر کاٹ لیا اور اسے عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس لے گیا اور اسے اس کے سامنے رکھ دیا اور حمید نے قسم کھائی تھی کہ وہ جب بھی اسے دیکھے گا اسے قتل کر دے گا اور اس نے اسے اسی حالت میں پایا اور اگر وہ اپنی حالت اور قوت پر قائم ہوتا تو نہ ہی حمید اور نہ ہی فوج میں سے کوئی دوسرا شخص اس کے قتل کی استطاعت پاتا۔

اور محمد بن عبداللہ ۱۴ رمضان ۱۴۵ھ کو سوموار کے روز عصر کے بعد احجار الزیت کے پاس قتل ہوا اور عیسیٰ بن موسیٰ نے جب اس کے سر کو اپنے سامنے رکھا تو اپنے اصحاب سے کہا اس کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ تو کئی لوگوں نے اسے گالیاں دیں اور اس پر اعتراضات کئے تو ایک شخص نے کہا قسم بخدا تم نے ایک جھوٹ بولا ہے' وہ روزہ دار شب زندہ دار تھا لیکن اس نے امیر المومنین کی مخالفت کی اور مسلمانوں کی وحدت کو پارا پارا کیا تو اس وجہ سے ہم نے اسے قتل کر دیا ہے پس اسی وقت وہ خاموش ہو گئے۔

اور اس کی تلوار ذوالفقار بنوعباس کے پاس چلی گئی اور وہ یکے بعد دیگرے اس کے وارث ہوتے رہے حتیٰ کہ ایک شخص نے اس کا تجربہ کیا اور اسے ایک کتے کو مارا وہ کٹ گیا' یہ بیان ابن جریر وغیرہ کا ہے۔ اس دوران میں منصور کو اطلاع ملی کہ محمد جنگ سے بھاگ گیا ہے تو اس نے کہا یہ نہیں ہوسکتا ہم اہل بیت بھاگا نہیں کرتے۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن راشد نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ ابوالحجاج نے مجھ سے بیان کیا کہ میں منصور کے سر پر کھڑا تھا اور وہ مجھ سے محمد کے نکلنے کی جگہ کے بارے میں پوچھ رہا تھا کہ اچانک اسے اطلاع ملی کہ عیسیٰ بن موسیٰ شکست کھا گیا ہے اور وہ ٹیک لگائے ہوئے تھا پس اس نے بیٹھ کر اپنی چھڑی کو اپنے مصلیٰ پر مارا اور کہنے لگا ہرگز نہیں' کہاں ہمارے بچوں کا منابر پر اس سے کھیلنا اور کہاں عورتوں کے مشورے؟ اور عیسیٰ بن موسیٰ قاسم بن حسن کے ہاتھ فتح کی بشارت اور سر کو ابن ابی الکرام کے ہاتھ بھیجا اور جسم کو دفن کرنے کا حکم دیا اور اسے بقیع میں دفن کر دیا گیا اور اس کے جو اصحاب اس کے ساتھ قتل ہوئے انہیں مدینہ سے باہر تین دن تک دو صفوں میں صلیب دیا گیا۔ پھر انہیں سلع کے پاس یہود کے قبرستان میں پھینک دیا گیا' پھر انہیں وہاں ایک خندق میں منتقل کر دیا گیا اور اس نے بنوحسن کے سب اموال پر قبضہ کر لیا اور منصور نے انہیں اس کے لیے مخصوص کر دیا۔

اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ بعد ازاں اس نے یہ اموال انہیں واپس کر دیئے۔ یہ بیان ابن جریر کا ہے اور اہل مدینہ میں امان کا اعلان کر دیا گیا اور لوگوں نے اپنے بازاروں میں صبح کی اور عیسیٰ بن موسیٰ فوج کے ساتھ الجرف کی طرف چڑھ گیا کیونکہ جس روز محمد قتل ہوا اس دن لوگوں پر بارش ہوئی تھی اور وہ الجرف سے مسجد آتا اور اس نے ۱۹ رمضان تک مدینہ میں قیام کیا پھر وہاں سے نکل کر مکہ چلا گیا جہاں پر محمد کی طرف سے حسن بن معاویہ نائب مقرر تھا اور محمد نے اسے لکھا تھا کہ وہ اس کے پاس آئے۔ پس جب

وہ مکہ سے نکلا اور ابھی وہ راستے ہی میں تھا کہ اسے محمد کے قتل کی اطلاعات ملیں تو وہ مسلسل بھاگتے ہوئے محمد کے بھائی ابراہیم بن عبداللہ کے پاس بصرہ پہنچ گیا جس نے وہاں خروج کیا ہوا تھا پھر وہ بھی اسی سال میں اپنے بھائی کے بعد قتل ہو گیا جیسا کہ ہم ابھی اسے بیان کریں گے۔

اور جب منصور کے پاس محمد بن عبداللہ کا سر لایا گیا تو اس نے اسے اپنے سامنے رکھا اور حکم دیا کہ ایک سفید طشتری میں رکھ کر اسے گھمایا جائے پس اسے گھمایا گیا پھر بعد ازاں اسے صوبوں میں گھمایا گیا' پھر منصور نے اہل مدینہ کے ان اشراف کو بلانا شروع کیا جنہوں نے محمد کے ساتھ خروج کیا تھا۔ ان میں سے بعض کو اس نے قتل کر دیا اور بعض کو شدید دکھ دہ مار دی اور بعض کو معاف کر دیا اور جب عیسیٰ مکہ گیا تو اس نے کثیر بن حصین کو مدینہ پر نائب مقرر کیا اور وہ مسلسل ایک ماہ تک نائب رہا۔ تا آنکہ منصور نے عبداللہ بن ربیع کو اس کا نائب بنا کر بھیجا اور اس کے سپاہیوں سے مدینہ میں فساد پیدا کر دیا اور جب وہ لوگوں سے کوئی چیز خریدتے تو انہیں اس کی قیمت ادا نہ کرتے اور اگر ان سے مطالبہ کیا جاتا تو وہ مطالبہ کرنے والے کو مارتے اور اسے قتل سے ڈراتے' پس حبشیوں کی ایک جماعت نے ان پر حملہ کر دیا اور وہ اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے اپنا بگل بجایا اور اس کی آواز پر مدینہ کے سب حبشی اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے ان پر یکبارگی حملہ کر دیا جب کہ وہ اس سال کی ۲۳ ذوالحجہ کو جمعہ پڑھنے جا رہے تھے۔

اور بعض کا قول ہے کہ اس سال کی ۲۵ شوال کو جا رہے تھے سو انہوں نے سپاہیوں کی ایک بڑی جماعت کو برچھیوں وغیرہ سے قتل کر دیا اور امیر عبداللہ بن ربیع بھاگ گیا اور اس نے جمعہ کی نماز بھی چھوڑ دی اور حبشیوں کے لیڈر وثیق' یعقل' رمقہ' حدیا' عنقود' مسعر اور ابوالنار تھے اور جب عبداللہ بن ربیع واپس آیا تو اس نے اپنے فوجیوں کے ساتھ حبشیوں سے مڈبھیڑ کی تو انہوں نے اسے پھر شکست دی اور اسے بقیع میں آ ملے تو اس نے ان کے لیے اپنی چادر پھینک دی تاکہ انہیں اس میں مشغول کر دے حتیٰ کہ وہ اور اس کے پیروکار بچ نکلے اور وہ مدینہ سے دو راتوں کے فاصلہ پر بطن نخل میں چلا گیا اور حبشیوں نے منصور کے اس کھانے پر حملہ کر دیا جو مروان کے گھر میں سٹور کیا ہوا تھا اور اس نے اسے سمندر میں لانے کا حکم دیا تھا۔

پس انہوں نے اسے لوٹ لیا اور وہ آٹا اور ستو بھی لوٹ لئے جو مدینہ کے سپاہیوں کے لیے سٹور کئے ہوئے تھے اور انہوں نے انہی ارزاں تر قیمت پر فروخت کر دیا اور منصور کو حبشیوں کے معاملے کی اطلاع ملی اور اہل مدینہ اس رسوائی سے ڈر گئے۔ پس وہ اکٹھے ہوئے اور ابن سبرہ نے جو قید میں تھا ان سے خطاب کیا۔ وہ پاؤں میں بیڑیوں سمیت منبر پر چڑھ گیا اور اس نے انہیں منصور کو سمع واطاعت کرنے کی ترغیب دی اور جو کچھ ان کے غلامیوں نے کیا تھا ان کی کارروائی کے شر سے انہیں خوفزدہ کیا۔ پس اس امر پر ان کا اتفاق رائے ہو گیا کہ وہ اپنے غلاموں کو روکیں اور انہیں پراگندہ کر دیں اور اپنے امیر کے پاس جائیں اور اسے اپنی عملداری پر واپس کر دیں تو انہوں نے ایسے ہی کیا اور حالات اطمینان بخش ہو گئے اور لوگ پرسکون ہو گئے اور شرور کی آگ سرد ہو گئی اور عبداللہ بن ربیع مدینہ واپس آ گیا اور اس نے وثیق' ابوالنار' یعقل اور مسعر کے ہاتھ کاٹ دیئے۔

ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کے بصرہ میں خروج کرنے کا بیان

ابراہیم بصرہ کی طرف بھاگ گیا تھا اور اہل بصرہ میں سے بنی ضبیعہ کے ہاں حارث بن عیسیٰ کے گھر اترا تھا اور دن کو دکھائی نہ دیتا تھا اور وہ بہت سے شہروں کا چکر لگانے کے بعد بصرہ آیا تھا اور اس پر اور اس کے بھائی پر شدید خوفناک مصائب آئے اور متعدد اوقات میں ان دونوں کی ہلاکت کے سامان اکٹھے ہوئے پھر بالآخر ۱۴۳ھ میں حاجیوں کی واپسی کے بعد بصرہ میں اس کی حکومت قائم ہوگئی۔

اور بعض کا قول ہے کہ ۱۴۵ھ کے رمضان کے آغاز میں بصرہ میں اس کی آمد ہوئی اس کے بھائی نے مدینہ میں اپنے ظہور کے بعد اسے بصرہ بھیجا تھا' یہ قول واقدی کا ہے' راوی کا بیان ہے کہ وہ خفیہ طور پر اپنے بھائی کی دعوت دیتا تھا اور جب اس کا بھائی قتل ہوگیا تو اس نے اس سال کے شوال میں اعلانیہ طور پر اپنی طرف دعوت دی اور مشہور یہ ہے کہ وہ اپنے بھائی کی زندگی میں بصرہ آیا اور اپنی طرف دعوت دی جیسے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم۔

اور جب وہ بصرہ آیا تو یحییٰ بن زیاد بن حسان النبطی کے ہاں اترا اور اس تمام مدت میں اس کے ہاں روپوش رہا حتیٰ کہ اس سال میں ابوفردہ کے گھر میں ظاہر ہوگیا اور سب سے پہلے نمیلہ بن مرہ' عبداللہ بن سفیان' عبدالواحد بن زیاد' عمر بن سلمہ الجہیمی اور عبداللہ بن یحییٰ بن حصین الرقاشی نے اس کی بیعت کی اور انہوں نے لوگوں کو اس طرف بلایا تو بہت سے لوگوں نے اسے قبول کرلیا اور وہ بصرہ کے وسط میں ابومروان کے گھر میں منتقل ہوگیا اور اس کا معاملہ بڑھ گیا اور لوگوں کی کئی جماعتوں نے اس کی بیعت کرلی اور اس کے مصائب بڑھ گئے اور منصور کو اس کی اطلاع ملی تو اس کے بھائی محمد کے غم کے ساتھ اس کے غم میں بھی اضافہ ہوگیا۔ اس لیے کہ یہ اپنے بھائی کے قتل سے قبل ظاہر ہوگیا تھا۔ اور اس کے جلد ظاہر ہونے کا سبب اس کے بھائی کا وہ خط تھا جو اس نے اسے لکھا تھا۔ پس اس نے اس کے حکم کو مانا اور اپنی طرف دعوت دی' پس بصرہ میں اس کی امارت مرتب ہوگئی اور منصور کی جانب سے اس کا نائب سفیان بن معاویہ تھا جو درپردہ اس ابراہیم کا مددگار تھا۔ اسے اس کے متعلق اطلاعات پہنچیں تو وہ ان کی پرواہ نہ کرتا اور جو اسے اس کی خبر دیتا وہ اس کی تکذیب کرتا اور چاہتا کہ ابراہیم کا معاملہ واضح ہو جائے اور منصور نے اہل خراسان کے دو امیروں سے اسے مدد دی جن کے ساتھ دو ہزار سوار اور پیادے تھے اور اس نے ان دونوں کو اس کے ہاں اتارا تاکہ وہ ابراہیم کے ساتھ جنگ کرنے میں ان سے قوت حاصل کرے اور منصور بغداد سے وہ اس کی تعمیر میں مصروف تھا کوفہ منتقل ہوگیا اور جب کوئی کوفہ کا رہنے والا ابراہیم کے معاملے میں متہم ہوتا تو یہ رات کو اس کے گھر میں اسے قتل کرنے کے لیے آدمی بھیج دیتا۔

اور فرافصہ عجلی نے کوفہ پر حملہ کرنا چاہا مگر منصور کو وہاں جو مقام حاصل تھا اس کی وجہ سے اس کے لیے یہ کام ممکن نہ ہو سکا اور ہر راستے سے لوگ ابراہیم کی بیعت کے لیے بصرہ آنے لگے اور انفرادی اور اجتماعی طور پر آنے لگے اور منصور نے ان کی گھات میں مسلح لوگ بٹھا دیئے جو انہیں راستے میں قتل کر دیتے اور ان کے سروں کو اس کے پاس لے آتے اور وہ کوفہ میں انہیں صلیب دے

دیتا تا کہ لوگ ان سے نصیحت پکڑیں۔ اور منصور نے حرب الراوندی کو اپنے پاس کوفہ آنے کا پیغام بھیجا۔ یہ دو ہزار سواروں کے ساتھ خوارج سے جنگ کرنے کے لیے جزیرہ میں پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ اور وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ آیا اور ایک شہر کے پاس سے گزرا جہاں ابراہیم کے انصار موجود تھے انہوں نے اسے کہا ہم تجھے گزرنے نہیں دیں گے کیونکہ منصور نے تجھے ابراہیم کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے بلایا ہے اس نے کہا تم ہلاک ہو جاؤ مجھے چھوڑ دو انہوں نے انکار کیا تو اس نے ان سے جنگ کی اور ان کے پانچ سو آدمی قتل کر دیئے اور ان کے سروں کو منصور کے پاس بھیج دیا تو اس نے کہا یہ فتح کا آغاز ہے۔

اور جب اس سال کے رمضان کے آغاز میں سوموار کی شب آئی تو ابراہیم رات کے وقت دس پندرہ سواروں کے ساتھ بنی یشکر کے قبرستان کی طرف گیا اور اسی شب کو ابوحماد ابرص دو ہزار سواروں کے ساتھ سفیان بن معاویہ کی مدد کو آیا اور امیر نے انہیں محل میں اتارا اور ابراہیم اور اس کے اصحاب نے اس فوج کی سواریوں اور ان کے ہتھیاروں پر حملہ کر دیا اور ان سب کو لوٹ کر لے گئے اور ان سے طاقتور ہو گئے یہ پہلا مال تھا جو اس نے حاصل کیا اور جب صبح ہوئی تو اسے زیادہ غلبہ حاصل ہو گیا اور اس نے جامع مسجد میں لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی اور دیکھنے والے اور مدد کرنے والے لوگ اس کے گردوپیش میں جمع ہو گئے اور خلیفہ کا نائب سفیان بن معاویہ قصر امارت میں قلعہ بند ہو گیا اور اس نے سپاہیوں کو بھی اپنے پاس روک لیا۔ پس ابراہیم نے ان کا محاصرہ کر لیا اور سفیان بن معاویہ نے ابراہیم سے امان طلب کر لی تو اس نے اسے امان دے دی اور ابراہیم قصر امارت میں داخل ہوا تو اس کے لیے ایک چٹائی بچھائی گئی تا کہ اسے وہ محل کے اگلے حصے میں بیٹھ جائے' ہوا چلی تو چٹائی الٹ گئی اور لوگوں نے اس سے بدشگون گیا تو ابراہیم نے کہا ہم بدشگون نہیں لیتے اور وہ چٹائی کی پشت پر بیٹھ گیا اور اس نے سفیان بن معاویہ کو بیڑیاں ڈال کر قید کرنے کا حکم دیا اور بیت المال میں جو کچھ تھا اس پر قبضہ کر لیا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ اس میں چھ لاکھ اور بعض کا قول ہے کہ دو کروڑ درہم ہیں۔ پس وہ ان سے بہت طاقتور ہو گیا۔

اور بصرہ میں سلیمان بن علی کے دو بیٹے جعفر اور محمد بھی تھے جو خلیفہ منصور کے عم زاد تھے۔ وہ دونوں چھ سو سواروں کے ساتھ اس کے مقابلہ میں گئے تو اس نے دونوں کو شکست دی اور ابراہیم بن المضاء بن القاسم کو اٹھارہ سواروں اور تیس پیادوں کے ساتھ بھیجا تو اس نے جعفر اور محمد کے چھ سو سواروں کو شکست دی اور جو ان میں سے باقی بچ گئے ان کو امان دے دی اور ابراہیم نے اہل اہواز کی طرف پیغام بھیجا تو انہوں نے اس کی اطاعت اور بیعت کر لی اور اس نے اس کے نائب کے مقابلہ میں مغیرہ کی سرکردگی میں دو سو سوار بھیجے تو محمد بن الحصین جو ان شہروں کا نائب تھا چار ہزار سواروں کے ساتھ اس کے مقابلہ میں نکلا تو مغیرہ نے اسے شکست دی اور شہروں پر قابض ہو گیا اور ابراہیم نے اسے بلاد فارس کی طرف بھیجا تو اس نے ان پر قابو پا لیا اور یہی حال واسط' مدائن اور سواد کا ہوا اور اس کا معاملہ بہت قوت اختیار کر گیا لیکن جب اسے اپنے بھائی محمد کی موت کی اطلاع ملی تو وہ بہت شکستہ خاطر ہو گیا اور اس نے اسی دل شکستگی میں لوگوں کو عید کے روز نماز پڑھائی۔

اور ایک شخص کا بیان ہے کہ قسم بخدا جب وہ لوگوں سے خطاب کر رہا تھا تو میں نے اس کے چہرے پر موت کے آثار دیکھے اور اس نے لوگوں کو اپنے بھائی محمد کی موت کی اطلاع دی تو منصور پر لوگوں کا غصہ بڑھ گیا اور صبح کو اس نے لوگوں کے ساتھ پڑاؤ کیا

اور نمیلہ کو بصرہ کا نائب مقرر کیا اور اپنے بیٹے حسن کو اس کے پاس پیچھے چھوڑا۔

اور جب منصور کو ان کی اطلاع ملی تو وہ اس کے معاملے میں متفکر رہ گیا اور ممالک میں ان کی بغاوت پھیلی ہوئی تھی اس پر افسوس کرنے لگا اور اس نے اپنے بیٹے مہدی کے ساتھ تیس ہزار فوج رے کی طرف بھیجی ہوئی تھی اور چالیس ہزار فوج محمد بن اشعث کے ساتھ افریقہ بھیجی ہوئی تھی اور باقی فوج عیسیٰ بن موسیٰ کے ساتھ حجاز میں تھی اور منصور کے پاس صرف دو ہزار سوار باقی رہ گئے تھے اور وہ بہت سی آگ جلانے کا حکم دیتا جنہیں رات کو جلایا جاتا تو ان کی طرف دیکھنے والا خیال کرتا کہ وہاں بہت فوج ہے۔

پھر منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو لکھا کہ:

جب تو میرا یہ خط پڑھے تو فوراً آ جانا اور جس کام میں تو مصروف ہے اسے بالکل چھوڑ دینا۔ اس نے دیر نہ لگائی اور فوراً اس کے پاس آ گیا تو اس نے اسے کہا' بصرہ میں ابراہیم کے مقابلہ میں روانہ ہو جا اور اس کے ساتھ جو لوگوں کی کثرت ہے وہ تجھے خوفزدہ نہ کرے' بلاشبہ وہ بنی ہاشم کے دو اونٹ ہیں جو اکٹھے قتل ہونے والے ہیں' اپنا ہاتھ بڑھاؤ اور جو کچھ تمہارے پاس ہے اس پر بھروسہ کرو اور جو کچھ میں کہہ رہا ہوں تم عنقریب اسے یاد کرو گے' پس جیسے منصور نے کہا ویسے ہی ہوا اور منصور نے اپنے بیٹے مہدی کو لکھا کہ وہ خازم بن خزیمہ کو چار ہزار سپاہیوں کے ساتھ اہواز کی طرف روانہ کر دے۔ وہ اہواز گیا تو اس نے وہاں سے ابراہیم کے نائب مغیرہ کو نکال باہر کیا اور تین دن تک اسے مباح کر دیا اور مغیرہ واپس بصرہ آ گیا اور اسی طرح اس نے ہر ضلع میں جس نے اس کی بیعت توڑ دی تھی فوج بھیجی اور وہ اس کے باشندوں کو اطاعت الٰہی کی طرف واپس لے آئی تھی۔

مؤرخین کا بیان ہے کہ منصو اپنے مصلی کی جگہ پر بیٹھ گیا اور وہ گھٹیا سے لباس میں جو پیلا ہو چکا تھا' دن رات اسی جگہ بیٹھا رہا اور وہ پچاس ساٹھ روز تک اسی جگہ بیٹھا رہا حتیٰ کہ اللہ نے اسے فتح دے دی' اس دوران میں اسے یہ بات کہی گئی کہ تیری غیر حاضری کی وجہ سے تیری بیویوں کے دل خراب ہو گئے ہیں تو اس نے کہنے والے کو ڈانٹ کر کہا تو ہلاک ہو جائے یہ عورتوں کے دن نہیں ہیں حتیٰ کہ میں ابراہیم کے سر کو اپنے سامنے دیکھوں یا میرے سر کو اس کے پاس لے جایا جائے۔

ایک شخص کا بیان ہے کہ میں منصور کے پاس گیا تو کثرت شرور کے باعث مغموم تھا اور کثرت غم اور آفات کے باعث وہ مسلسل بات نہ کر سکتا تھا اس کے باوجود اس نے ہر امر کے لیے ایسی تیاری کی جو اس کے خلل کو پر کر سکے اور بصرہ' اہواز' ارض فارس' مدائن اور ارض السواد اس کے ہاتھ سے نکل چکے تھے اور کوفہ میں اس کے پاس ایک لاکھ جوان تلواریں نیام میں کیے ہوئے تھے جو اس کی اولاد کے منتظر تھے اور وہ ابراہیم کے ساتھ لڑ پڑے۔ اس کے باوجود وہ مصائب سے مزاحمت کرتا اور اس کے دل نے اسے رکاوٹ نہیں کی جیسے ایک شاعر کہتا ہے:

عصام کے نفس نے عصا کو سیاہ کر دیا اور اسے حملہ اور اقدام کرنا سکھایا اور اسے بلند ہمت بادشاہ بنا دیا اور ابراہیم ایک لاکھ بصری جانبازوں کی فوج کے ساتھ کوفہ آیا اور منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو پندرہ ہزار فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ میں بھیجا اور حمید بن قحطبہ تین ہزار فوج کے ساتھ اس کے ہراول میں تھا اور ابراہیم عظیم افواج کے ساتھ آ کر باخمری میں اتر گیا تو ایک امیر نے اسے کہا آپ منصور کے نزدیک آ گئے ہیں اور اگر آپ اپنی فوج کے ایک دستے کے ساتھ اس کے مقابلہ میں جاتے تو آپ اسے گدی سے

پکڑ لیتے۔ بلاشبہ اس کے پاس اس کا دفاع کرنے والی کوئی فوج موجود نہیں اور دوسرے امراء نے کہا بہتر یہ ہے کہ ہم ان لوگوں سے جنگ کریں جو ہمارے بالمقابل ٹھہرے ہیں پھر وہ ہماری مٹھی میں ہوگا تو اس بات نے انہیں پہلی رائے سے موڑ دیا اور اگر وہ ایسا کرتا تو ان کی امارت مکمل ہو جاتی۔ پھر بعض نے کہا فوج کے ارد گرد خندق کھود لیجیے اور دوسرے کہنے لگے یہ فوج اپنے اردگرد خندق کھودنے کی محتاج نہیں تو اس نے اس بات کو بھی ترک کر دیا پھر بعض نے مشورہ دیا کہ وہ عیسیٰ بن موسیٰ کی فوج پر شبخون مارے تو ابراہیم نے کہا میری یہ رائے نہیں ہے اور اس نے اسے بھی چھوڑ دیا پھر دوسروں نے مشورہ دیا کہ وہ اپنی فوج کو دستہ دستہ کر دے۔ اور اگر ایک دستہ مغلوب ہو جائے تو دوسرا ثابت قدم رہے اور دوسرے نے کہا بہتر یہ ہے کہ ہم صف باندھ کر لڑیں' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو اس کی راہ میں صف باندھ کر لڑتے ہیں۔ گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں) اور امر اللہ کے ہاتھ میں ہے اور وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور اگر وہ کوفہ کی طرف جاتے اور فوج پر شبخون مارتے یا وہ اپنی فوج کو دستہ دستہ بنا دیتا تو تقدیر الٰہی کے ساتھ اس کی امارت مکمل ہو جاتی۔

اور دونوں فوجوں نے آ کر باخمریٰ میں ایک دوسرے کے مقابل صف بندی کر لی' یہ جگہ کوفہ سے سولہ فرسخ پر ہے' پس وہاں انہوں نے شدید جنگ کی اور حمید بن قحطبہ نے اپنے ہراول دستے سمیت شکست کھائی اور عیسیٰ ان سے اللہ کے نام پر واپس آنے اور حملہ کرنے کی اپیل کرنے لگا مگر کوئی اس کی طرف نہ مڑتا اور عیسیٰ بن موسیٰ اپنے اہل کے ایک سو اشخاص کے ساتھ ثابت قدم رہا' اسے کہا گیا کاش تو اس مقام سے ایک طرف ہو جائے تا کہ ابراہیم کی فوج تجھے تباہ نہ کر دے اس نے کہا خدا کی قسم جب تک مجھے اللہ تعالیٰ فتح نہ دے یا میں اس جگہ پر قتل نہ ہو جاؤں میں اس جگہ سے نہیں ہٹوں گا اور منصور نے اسے قبل ازیں یہ بات بتا دی تھی جو اسے بعض منجمین نے بتائی تھی کہ ایک دفعہ اگر عیسیٰ بن موسیٰ سے ہٹ جائیں گے پھر اس کے پاس آ جائیں گے اور انجام کار اسے فتح ہوگی اور شکست خوردہ لوگ مسلسل بھاگتے ہوئے اس دریا تک پہنچ گئے جو دو پہاڑوں کے درمیان ہے مگر وہ اس میں گھس نہ سکے اور سب کے سب واپس پلٹ آئے اور سب سے پہلے واپس آنے والا حمید بن قحطبہ تھا جس نے سب سے پہلے شکست کھائی تھی۔ پھر وہ ابراہیم کے اصحاب آپس میں لڑ پڑے اور انہوں نے شدید جنگ کی اور فریقین کے بہت سے آدمی مارے گئے' پھر ابراہیم کے اصحاب نے شکست کھائی اور خود ابراہیم پانچ سو اور بعض کے قول کے مطابق چار سو اور بعض کے قول کے مطابق نوے آدمیوں کے ساتھ ثابت قدم رہا۔

اور عیسیٰ بن موسیٰ اور اس کے اصحاب غالب آ گئے اور ابراہیم بھی مقتولین کے ساتھ قتل ہو گیا اور اس کا سر اس کے اصحاب کے سروں کے ساتھ مل جل گیا اور حمید سروں کو عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس بھجوانے لگا حتیٰ کہ انہوں نے ابراہیم کے سر کو پہچان لیا اور اسے بشارت دینے کے ساتھ منصور کے پاس بھیج دیا اور منجم سر کی آمد سے قبل منصور کے پاس آیا اور اس نے اسے بتایا کہ ابراہیم قتل ہو چکا ہے' مگر اس نے اس کی تصدیق نہ کی تو اس نے کہا یا امیر المومنین! اگر آپ مجھے سچا نہیں سمجھتے تو مجھے قید کر دیجیے اور اگر یہ بات ایسے نہ ہوئی جیسے میں نے بیان کی ہے تو مجھے قتل کر دینا۔

اور ابھی وہ اس کے پاس ہی تھا کہ اچانک ابراہیم کی فوج کی شکست کی بشارت دینے والا آ گیا اور جب سر لایا گیا تو منصور

نے معقر بن اوس حمار البارقی کا شعر بطور مثال پڑھا: ۔

''اس نے اپنا عصا پھینک دیا اور جدائی ٹھہر گئی جیسے مسافر کی واپسی سے آنکھ ٹھنڈی ہو جاتی ہے''۔

کہتے ہیں کہ جب منصور نے سر کو دیکھا تو رو پڑا حتیٰ کہ اس کے آنسو سر پر گرنے لگے اور وہ کہنے لگا خدا کی قسم! میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں لیکن تو میرے ذریعے آزمائش میں پڑا' پھر اس کے حکم سے سر کو بازار میں نصب کیا گیا اور اس نے کتاب منجم کو دو ہزار جریب جاگیر دی۔

اگر چہ اس منجم نے ایک قضیہ میں درست بات کی ہے مگر بہت سی غلط باتوں میں غلطی کی ہے۔ اسکا کذب اسکے کفر سے کیا جاسکتا ہے اور منصور اس منجم کے ساتھ گمراہی میں تھا اور بادشاہ منجمین کے اقوال کے وارثاً معتقد ہوئے ہیں اور یہ گمراہی جائز نہیں۔

اور منصور کے غلام صالح نے بیان کیا ہے کہ جب ابراہیم کا سر لایا گیا تو منصور نے عام نشست کی اور لوگ آکر اسے مبارک دینے لگے اور ابراہیم کو گالیاں دینے لگے اور منصور کی خوشی کے لیے اس کے بارے میں بری باتیں کرنے لگے اور منصور کا رنگ متغیر ہو گیا اور وہ خاموش تھا حتیٰ کہ جعفر بن حنظلۃ البہرانی آکر کھڑا ہو گیا اور سلام کر کے کہنے لگا:

اے امیر المومنین! آپ کے عم زاد کے بارے میں اللہ آپ کے اجر کو زیادہ کرے اور اس نے آپ کے حق میں جو کوتاہی کی ہے اسے بخشے۔

راوی بیان کرتا ہے منصور کا رنگ زرد پڑ گیا اور اس کی طرف متوجہ ہو کر اسے کہنے لگا اے ابو خالد' خوش آمدید' یہاں بیٹھ جاؤ لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ یہ کام اس سے اچھے موقع پر ہوا ہے تو ہر کوئی وہی بات کہنے لگا جو جعفر بن حنظلہ نے کہی تھی' ابونعیم الفضل بن دکین نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم اس سال ۲۵ ذوالحجہ کو جمعرات کے روز قتل ہوا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان کا ذکر:

اہل بیت کے اعیان میں سے عبداللہ بن حسن اور اس کے دونوں بیٹے محمد اور ابراہیم اور اس کا بھائی حسن بن حسن اور اس کا ماں جایا بھائی محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان المقلب بالدیباج بھی تھے اور اس کے حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں۔

اور اس کا بھائی عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب قرشی ہاشمی تابعی تھا' اس نے اپنے باپ اور ماں' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت حسینؓ اور عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب سے روایت کی ہے اور وہ جلیل القدر صحابی تھے اور اس سے ایک جماعت نے روایت کی ہے جس میں سفیان ثوری' الدراوردی اور مالک شامل ہیں اور وہ علماء کے ہاں معظم ہے اور عالی قدر عابد ہے۔

اور یحییٰ بن معین نے کہا ہے کہ وہ ثقہ اور صدوق تھا اور وہ عمر بن عبدالعزیز کے پاس گیا آپ نے اس کی عزت کی اور وہ سفاح کے پاس گیا اور اس نے اس کی تعظیم کی اور اسے ایک روڑ درہم دیا اور جب اس نے منصور کو اپنا عامل مقرر کیا تو وہ اس کے الٹ ثابت ہوا اور اسی طرح اس کے اہل و اولاد تھے اور وہ سب کے سب گزر گئے اور اللہ کے ہاں ایک دوسرے سے جا ملے اور منصور اسے اور اس کے اہل بیت کو طوق اور بیڑیاں ڈال کر ذلیل کر کے مدینہ سے ہاشمیہ لے گیا اور انہیں تنگ قید خانے میں ڈال دیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے قید خانے میں اسے عمداً قتل کر دیا اور ان کی اکثریت اسی

قید خانے میں مر گئی اور عبداللہ بن حسن پہلا شخص تھا جو اپنے بیٹے محمد کے خروج کے بعد مدینہ میں فوت ہوا اور اس کی عمر ۷۵ سال تھی اور اس کے ماں جائے بھائی حسن بن حسن بن علی نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی پھر ان دونوں کے بعد یہ بھی قتل ہو گیا اور اس کے سر کو خراساں لے جایا گیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

اور اس کے بیٹے محمد جس نے مدینہ میں خروج کیا تھا اس نے اپنے باپ نافع اور ابوالزناد سے عن اعرج ابی ہریرہ جد سے میں گرنے کے بارے میں روایت کی ہے اور اس سے ایک جماعت نے روایت کی ہے اور نسائی اور ابن حیان نے اسے ثقہ قرار دیا ہے اور بخاری نے بیان کیا ہے کہ وہ اپنی حدیث پر موافقت نہیں کرتا اور اس نے بیان کیا ہے کہ اس کی ماں چار سال اسے حمل میں لیے رہی اور وہ طویل' فربہ' گندم گوں' موٹا' بلند ہمت' عالی سطوت اور بڑی شجاعت والا تھا اور وہ ۱۵ رمضان ۱۴۵ھ کو قتل ہوا اس کی عمر ۴۵ سال تھی اور وہ اسکے سر کو اٹھا کر منصور کے پاس لے گئے اور اسے صوبوں میں پھرایا گیا۔

اور اس کے بھائی ابراہیم کا اپنے بھائی کے مدینہ میں ظہور کرنے کے بعد بصرہ میں ظہور ہوا اور اس کا قتل اپنے بھائی کے قتل کے بعد اس سال کے ذوالحجہ میں ہوا اور اس کے کتب ستہ میں اس کی کوئی روایت موجود نہیں اور ابوداؤد سجستانی نے بحوالہ ابوعوانہ بیان کیا ہے کہ ابراہیم اور اس کا بھائی باغی تھے اور داؤد نے کہا ہے کہ وہ ایسے نہ تھے جیسے اس نے بیان کیا ہے یہ زیدیہ کی رائے ہے میں کہتا ہوں علماء اور آئمہ کی ایک جماعت سے روایت بیان کی گئی ہے کہ وہ ان دونوں کے ظہور سے رغبت رکھتے تھے۔

اس سال میں وفات پانے والے مشاہیر واعیان

ایک قول کے مطابق اجلح بن عبداللہ اور اسماعیل بن خالد نے وفات پائی اور حبیب بن الشہید' عبدالملک بن ابی سلیمان اور عفرہ کے غلام عمرو' یحییٰ بن حارث الزمازی' یحییٰ بن سعید' ابوحیان تیمی' روبۃ بن الحجاج' الحجاج لقب ہے اور اس کا نام ابوالشعثاء عبداللہ بن روبۃ ہے' ابومحمد تیمی بصری' راجز بن راجز' ان دونوں میں سے ایک کا رجز دیوان ہے ان دونوں میں سے ہر ایک اپنے فن کا ماہر ہے جس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا اور نعمت کا عالم ہے' عبداللہ بن المقفع عمدہ کاتب جس نے سفاح اور منصور کے چچا عیسیٰ بن علی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور اس کا کاتب بنا اور اس کے رسائل والفاظ صحیح ہیں اور اس پر بے دینی کی تہمت تھی اور اسی نے کتاب کلیلہ ودمنہ تصنیف کی ہے اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے مجوسیہ سے اسے عربی میں ترجمہ کیا ہے' مہدی کا بیان ہے کہ جو بھی بے دینی کی کتاب موجود ہے اس کی اصل ابن المقفع' مطیع بن ایاس اور یحییٰ بن زیاد ہیں' مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ وہ جاحظ کا نام بھول گیا ہے جو ان کا چوتھا آدمی ہے اور اس کے باوجود فاضل وفصیح اور ماہر آدمی تھا' اصمعی کا بیان ہے کہ ابن المقفع سے دریافت کیا گیا کہ تجھے کس نے ادب سکھایا ہے؟ اس نے کہا میرے نفس نے جب میں دوسرے شخص میں کوئی بری بات دیکھتا تو میں اسے قبول کرنے سے انکار کرتا اور جب اچھی بات دیکھتا تو اس پر عمل کرتا اور اس کے اقوال میں سے یہ بھی ہے کہ میں نے سیر ہو کر تقاریر کو پیا ہے اور میں نے انہیں روایت کے لیے اچھی طرح ضبط نہیں کیا پس وہ تقاریر خشک ہو گئیں پھر بہہ پڑیں اور وہ موتیوں کی لڑی کا دھاگا نہ تھیں اور میں ان کے سوا کسی کلام کو نہیں بھولا۔

ابن المقفع بصرہ کے نائب سقیان بن معاویہ بن یزید بن المہلب بن ابی صفرۃ کے ہاتھوں اس وجہ سے قتل ہوا کہ یہ اس کی توہین کرتا تھا اور اس کی ماں کو گالیاں دیتا تھا اور یہ اسے ابن المغتلمہ کہتا تھا اور اس کی ناک بڑی تھی اور جب یہ اس کے پاس جاتا تو اسے تمسخرانہ رنگ میں السلام علیکما کہتا اور اس نے ایک دفعہ سفیان بن معاویہ سے کہا میں سکوت پر کبھی نادم نہیں ہوا' اس نے کہا تیرے کلام کرنے سے تیرا گونگا پن اچھا ہے۔ پھر اتفاق سے منصور ابن المقفع پر ناراض ہوا تو اس نے اپنے نائب سفیان بن معاویہ کو لکھا کہ اسے قتل کر دو سو اس نے اسے پکڑ لیا اور اس کے لیے ایک تنور گرم کیا اور اس کا ایک ایک عضو کاٹ کر اسے اس تنور میں ڈالنے لگا حتیٰ کہ اس نے اسے مکمل طور پر جلا دیا اور وہ اپنے اطراف بدن کو دیکھ رہا تھا کہ انہیں کیسے قطع کیا جاتا ہے اور کیسے جلایا جاتا ہے اور اس کے قتل کے بارے اور اور باتیں بھی بیان کی گئی ہیں۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ابن المقفع' القفاع کی خرید وفروخت کی طرف منسوب ہے اور القفاع' کھجور کی شاخ سے زنبیل کی طرح بنی ہوئی چیز کو کہتے ہیں جس کے کان نہیں ہوتے اور صحیح بات یہ ہے کہ وہ المقفع کا بیٹا ہے جس کا نام ابو داروبہ ہے جسے حجاج نے خراج پر عامل مقرر کیا تو اس نے خیانت کی اور اس نے اسے سزا دی حتیٰ کہ اس کے دونوں ہاتھ اکڑ گئے اور اسی سال میں ترکوں اور خزریوں نے باب الابواب سے نکل کر آرمینا میں مسلمانوں کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور اس سال نائب مدینہ عبداللہ بن ربیع حارثی نے لوگوں کو حج کروایا اور عیسیٰ بن موسیٰ کوفہ کا اور مسلم بن قتیبہ بصرہ کا اور یزید بن حاتم مصر کا امیر مقرر تھا۔

۱۴۶ھ

اس سال میں مدینۃ السلام بغداد کی تعمیر مکمل ہوئی اور منصور نے اس سال کے صفر میں وہاں سکونت اختیار کی اور اس سے قبل وہ ہاشمیہ میں مقیم تھا جس کی حد کوفہ سے ملی ہوئی ہے اور اس نے اس کی تعمیر خوارج کے سال میں شروع کی تھی اور بعض کا قول ہے کہ ۱۴۴ھ میں شروع کی تھی۔ واللہ اعلم۔

اور جس بات نے اسے اس کی تعمیر پر آمادہ کیا تھا وہ یہ تھی کہ جب راندیہ نے کوفہ میں اس پر حملہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے ان کے شر سے بچایا اور ان کے لیے شہر کی تعمیر کے واسطے جگہ تلاش کرنے نکلا اور وہ علاقے میں چلتا چلتا جزیرہ پہنچ گیا اور اس نے شہر بنانے کے لیے بغداد کی جگہ سے جس جگہ پر آج کل بغداد ہے بہتر جگہ نہ دیکھی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایسی جگہ ہے جہاں صبح وشام اردگرد سے بروبحر کی بہترین چیزیں لائی جاتی ہیں اور وہ ادھر ادھر سے دجلہ اور فرات سے محفوظ ہے اور پل کے بغیر کوئی شخص خلیفہ کی جگہ تک رسائی حاصل کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اور اس کی تعمیر سے قبل منصور نے یہاں کئی راتیں بسر کیں اور اس نے ہواؤں کو دیکھا کہ وہ یہاں دن رات غبار اور بو کے بغیر چلتی ہیں اور اس نے اس قلعہ ارض کی اچھائی اور اس کی ہوا کی خوشگواری کو بھی دیکھا اور اس جگہ پر نصاریٰ وغیرہ کے عابدین کی بستیاں اور خانقاہیں تھیں۔ ابو جعفر ابن جریر نے اس کے السماء اور تعداد کو مفصل بیان کیا ہے۔ پس اس وقت منصور نے اس کی حد بندی کا حکم دے دیا اور انہوں نے راکھ کے ساتھ اس کے نشان لگا دیئے

اور وہ اس کے راستوں اور پگڈنڈیوں پر چلا تو اس بات نے اسے بہت خوش کیا پھر اس نے اس کے ہر محلے کی تعمیر ایک ایک امیر کی نگرانی میں دے دی اور اس نے تمام شہروں سے کاریگر اور انجینئر طلب کیے اور مزدور اور کاریگر اور انجینئر اس کے پاس جمع ہو گئے پھر سب سے پہلے اس نے اپنے ہاتھ سے اس میں اینٹ رکھی اور کہا بسم اللہ والحمدللہ والارض للہ یورثہا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین پھر کہنے لگا اللہ کی برکت سے بناؤ اور اس نے اسے گولائی میں بنانے کا حکم دیا اس کی فصیلوں کی لمبائی نیچے سے پچاس ہاتھ اور اوپر سے بیس ہاتھ تھی اور اس نے اس کی ابتدائی فصیل میں آٹھ دروازے بنائے اور اتنے ہی الجوانی دیوار میں بنائے اور ہر دروازہ دوسرے کے سامنے نہ تھا بلکہ اس نے اسے ساتھ والے دروازے سے کچھ ٹیڑھا بنایا اسی لیے بغداد کو اس کے دروازوں کے ٹیڑھا ہونے کی وجہ سے بغداد الزوراء کا نام دیا گیا ہے۔

اور بعض کا قول ہے کہ اس وجہ سے یہ نام دیا گیا ہے کہ دریائے دجلہ اس کے پاس آ کر منحرف ہو جاتا ہے اور اس نے شہر کے وسط میں قصر امارت بنایا تا کہ لوگ اس سے برابر حد پر رہیں اور محل کے پہلو میں جامع مسجد کی حد بندی کی اور حجاج بن ارطاۃ نے اس کا قبلہ بنایا' ابن جریر کا بیان ہے کہتے ہیں کہ اس کے قبلہ میں انحراف پایا جاتا ہے جس میں نمازی کو ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ وہ باب البصرۃ کی طرف منحرف ہو جائے نیز اس نے بیان کیا ہے کہ مسجد الرصافہ اس کی نسبت زیادہ صحیح ہے اس لیے کہ وہ محل سے پہلے بنی ہے اور شہر کی جامع مسجد محل پر بنائی گئی ہے جس کی وجہ سے اس کا قبلہ خراب ہو گیا ہے اور ابن جریر نے بحوالہ سلیمان بن مجالد بیان کیا ہے کہ منصور نے امام ابوحنیفہ ثابت بن نعمان کو بغداد کا قاضی بنانا چاہا تو آپ نے انکار کیا تو منصور نے قسم کھائی کہ انہیں قضاء کی ذمہ داری لینی پڑے گی اور امام ابوحنیفہ نے قسم کھائی کہ وہ اس کی ذمہ داری نہیں لیں گے تو اس نے شہر کے کاموں اور اینٹیں بنانے اور لوگوں کو کام پر لانے کی ذمہ داری آپ کو دے دی' پس آپ نے یہ ذمہ داری لے لی حتیٰ کہ آپ خندق کے قریب شہر کے فصیل کی تکمیل سے فارغ ہو گئے اور اس کی تکمیل ۱۴۹ھ میں ہوئی۔

ابن جریر کا بیان ہے کہ الہیثم بن عدی سے روایت ہے کہ منصور نے حضرت امام ابوحنیفہ پر قضا اور بے انصافی کو پیش کیا تو آپ نے انکار کر دیا تو اس نے قسم کھائی کہ جب تک وہ یہ کام نہیں کریں گے وہ انہیں نہیں چھوڑے گا' حضرت امام ابوحنیفہ کو قصبہ میں اس کی اطلاع ملی تو آپ نے ابوجعفر کی قسم کو پورا کرنے کے لیے اینٹیں تیار کیں اور اس کے بعد حضرت امام ابوحنیفہ بغداد میں فوت ہو گئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ خالد بن برمک نے منصور کو بغداد کی تعمیر کا مشورہ دیا تھا اور وہی کاریگروں کو اس کی ترغیب دیتا تھا اور منصور نے قصر ابیض کو مدائن سے بغداد منتقل کرنے کے بارے میں امراء سے مشورہ کیا تا کہ وہاں سب سے بڑا قصر امارت ہو تو انہوں نے کہا ایسا نہ کیجیے بلاشبہ یہ دنیا میں ایک نشان ہے اور اس میں امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب کا مصلّی ہے' پس اس نے ان کی مخالفت کی اور اس سے بہت سی چیزیں اٹھالیں اور جو چیزیں اس نے اس سے حاصل کیں وہ اس اجرت کو بھی پورا نہ کر سکیں جو اس کے اٹھانے میں صرف ہوئی تو اس نے اسے چھوڑ دیا اور وہ قصر واسط کے دروازوں کو بغداد کے قصر امارت کے دروازوں کی جگہ لے گیا اور وہاں پر حضرت سلیمان بن داؤد کا ایک تعمیر شدہ شہر تھا جس کے پتھروں کو حجاج لے گیا اور ان دروازوں کو جنات نے تعمیر کیا تھا اور وہ خوفناک پتھر تھے اور قصر امارت سے بازاروں کے شوروغل کو سنا جاتا تھا اور صحنوں کی آوازیں اور بازاروں کا

اضطراب وفساد بھی سنا جاتا تھا' نصاریٰ کے بعض قدیم جرنیلوں نے رومیوں کے بعض خطوط میں اس بات کو برا قرار دیا ہے پس منصور نے حکم دیا کہ ان بازاروں کو یہاں سے کسی اور جگہ منتقل کر دیا جائے نیز اس نے راستوں کو ۴۰ ہاتھ ... کرنے کا حکم دے دیا اور جس کسی نے اس جگہ پر کچھ بنایا تھا اسے گرا دیا۔

ابن جریر نے بحوالہ عیسیٰ بن منصور بیان کیا ہے کہ میں نے منصور کے خزائن میں کتابوں میں دیکھا کہ اس نے مدینۃ السلام اور اس کی جامع مسجد اور اس کے سنہری محل اور بازاروں وغیرہ پر چار کروڑ آٹھ لاکھ تراسی ہزار درہم خرچ کئے اور معماروں کے استاد کی ہر روز کی اجرت چاندی کا ایک قیراط تھا اور کاریگر کی اجرت دو سے تین حصے تک تھی' خطیب بغدادی نے بیان کیا ہے کہ میں نے بھی یہ بات بعض کتب میں دیکھی ہے اور ایک شخص سے روایت کی گئی ہے کہ اس نے بیان کیا کہ اس شخص نے اس پر اٹھارہ کروڑ درہم خرچ کئے۔ واللہ اعلم۔

اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ منصور نے ایک انجینئر کو جس نے قصر امارت میں اس کے لیے ایک خوبصورت گھر تعمیر کیا تھا طے شدہ اجرت سے ایک درہم کم کر دیا اور اس نے برانگیختہ کرنے والے کے مال کی جانچ پڑتال کی تو اس کے پاس پندرہ درہم زائد بچ گئے تو اس نے اسے قید کر دیا حتیٰ کہ اس نے انہیں لا کر پیش کر دیا اور منصور بخیل آدمی تھا' خطیب نے بیان کیا ہے کہ اس نے بغداد کو گول بنایا اور اس کے سواد نیا میں کوئی شہر گول نہیں ہے اور اس کی بنیاد اس نے اس وقت رکھی جسے نو بخت منجم نے اس کے لیے انتخاب کیا تھا پھر اس نے ایک منجم کے حوالے سے بتایا ہے وہ کہتا ہے کہ جب منصور بغداد کی تعمیر سے فارغ ہوا تو اس نے مجھے کہا اس کا زائچہ بناؤ تو میں نے اس کے زائچہ میں دیکھا تو مشتری قوس میں تھا تو میں نے اسے وہ بات بتائی جس پر ستارے دلالت کرتے تھے یعنی اس کے زمانے کی طوالت اور آبادی کی کثرت اور دنیا کے اس کی طرف آنے اور لوگوں کو اس کا محتاج ہونے کے حالات بتائے راوی کہتا ہے پھر میں نے اسے کہا اے امیر المومنین میں آپ کو خوشخبری دیتا ہوں کہ خلفاء میں سے کوئی خلیفہ کبھی اس میں نہیں رہے گا' راوی کہتا ہے کہ میں نے اسے مسکراتے دیکھا پھر اس نے کہا الحمد ذالك فضل اللہ یوتیہ من یشآء واللہ ذو الفضل العظیم اور ایک شاعر نے اس بارے میں شعر کہا ہے کہ:

بغداد کے رب نے فیصلہ کیا ہے کہ اس میں کوئی خلیفہ نہیں رہے گا اور وہ اپنی مخلوق کے بارے میں جو چاہے فیصلہ کرے اور خطیب نے اس غلطی کا اس سے اعتراف کروایا اور وہ اس سے بچ گیا اور اس نے اس کی کچھ مخالفت نہ کی بلکہ اس کی اطلاع ومعرفت کے ساتھ اس کا اقرار کیا' راوی کا بیان ہے کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ امین کو بغداد کے بڑے دروازے پر قتل کیا گیا تھا میں نے حسن تنوخی کے حوالے سے قاضی ابوالقاسم کے پاس اس کا ذکر کیا تو اس نے کہا محمد امین شہر میں قتل نہیں ہوا اور وہ ایک کشتی میں بیٹھ کر دجلہ کی سیر کو گیا تو دجلہ کے وسط میں اسے پکڑ کر وہیں قتل کر دیا گیا' الصولی وغیرہ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔

اور بغداد کے ایک شیخ سے روایت ہے کہ اس نے بیان کیا کہ بغداد کی وسعت ایک سوتیس جریب تھی اور یہ ۲+۲ میل کے برابر ہوتی ہے اور امام احمد نے بیان کیا ہے بغداد' الصراۃ سے باب التبن تک ہے اور خطیب نے بیان کیا ہے کہ اس کے آٹھوں دروازوں میں سے ہر دروازہ کے درمیان ایک میل کا فاصلہ ہے اور بعض کا قول ہے کہ اس سے کم ہے اور خطیب نے قصر امارت کا

حال بیان کیا ہے کہ اس میں ایک سبز گنبد ہے جس کا طول ۸۰ ہاتھ ہے اور اس کی چوٹی پر گھوڑے کی تمثال ہے جس پر ایک سوار بیٹھا ہے جس کے ہاتھ میں نیزہ ہے جو جہت اس کے سامنے آئے وہ اس میں گھماتا ہے اور مسلسل سامنے کی طرف منہ کئے رہتا ہے سلطان کو معلوم ہوا کہ اس کی طرف جو بھی کوئی واقعہ ہوگا خلیفہ کو اس کی خبر مل جائے گی اور یہ گنبد عدالت کے محل کے اگلے حصے کی نشست گاہ کے اوپر ہے اور اس کا طول ۲۰ ہاتھ اور عرض ۱۰ ہاتھ ہے اور یہ گنبد ایک سرد اور برق و باراں والی شب کو گر پڑا تھا اور یہ ۷ جمادی الآخرۃ ۱۲۹ھ کے منگل کی رات تھی۔

خطیب بغدادی نے بیان کیا ہے کہ منصور کے زمانے میں بغداد میں مینڈھا اور بکری ایک درہم اور اونٹ چار دوانق[1] میں فروخت ہوتا تھا اور اعلان ہوتا تھا کہ بکری کا گوشت ایک درہم کا ساٹھ رطل[2] اور گائے کا گوشت ایک درہم کا نوے رطل اور کھجور ایک درہم کی ساٹھ رطل اور تیل ایک درہم کا سولہ رطل اور گھی ایک درہم کا آٹھ رطل اور شہد ایک درہم کا دس رطل ملے گا اس امن اور ارزانی کی وجہ سے اس کے باشندوں کی تعداد بڑھ گئی اور اس کے بازاروں اور کوچوں میں غبار زیادہ ہو گیا حتیٰ کہ گزرنے والا اس کے باشندوں کی بھیڑ کی وجہ سے اس کے بازاروں میں سے گزر نہیں سکتا تھا ایک امیر نے بازار سے واپس آ کر کہا خدا کی قسم بہت دفعہ میں اس جگہ خرگوش کے پیچھے بھاگا ہوں۔

اور خطیب نے بیان کیا ہے کہ منصور ایک روز اپنے محل میں بیٹھا تھا کہ اس نے ایک عظیم چیخ پکار سنی۔ پھر ایک اور چیخ سنی تو اس نے ربیع بن حاجب سے کہا یہ کیا ہے؟ اس نے معلوم کیا تو پتہ چلا کہ ایک گائے اپنے گلے سے بدک کر بازاروں میں دوڑ رہی ہے رومی نے کہا یا امیر المومنین آپ نے ایسا محل بنایا ہے کہ آپ سے قبل کسی نے ایسا محل نہیں بنایا اور اس میں تین عیب ہیں یہ پانی سے دور ہے اور بازاروں کے قریب ہے اور اس کے نزدیک کوئی سبزہ نہیں اور آنکھ سبز ہے اور سبزے کو پسند کرتی ہے اور منصور نے ابھی سر کو اٹھایا تھا کہ حکم دے دیا کہ اسے تبدیل کر دیا جائے پھر اس کے بعد وہ اس کے پاس پانی لایا اور اس کے نزدیک باغات بنائے اور بازاروں کو وہاں سے کرخ کی طرف منتقل کر دیا۔

یعقوب بن سفیان کا بیان ہے بغداد کی تعمیر ۱۴۶ھ میں مکمل ہوئی اور ۱۵۷ھ میں بازاروں کو باب الکرخ باب الشعیر اور باب المحول کی طرف منتقل کیا گیا اور اس نے بازاروں کو چالیس ہزار تک وسیع کرنے کا حکم دے دیا اور اس کے دو ماہ بعد اس نے اپنے قصر خلد کی تعمیر شروع کی اور وہ ۱۵۸ھ میں مکمل ہو گیا۔

اور اس نے اس کی تعمیر کا کام الوناح نام ایک شخص کے سپرد کیا اور اس نے عوام کے لیے نماز اور جمعہ کے واسطے ایک جامع مسجد تعمیر کی تاکہ وہ جامع منصور میں نہ آئیں اور بغداد کا دار الخلافت اس کے بعد تعمیر ہوا وہ حسن بن سہل کے لیے تھا پھر اس کے بعد وہ مامون کی زوجہ بوران کو منتقل ہو گیا اور اس سے معتضد نے مانگ لیا اور بعض کا قول ہے کہ معتمد نے مانگ لیا اور اس نے اسے

---

[1] دوانق فارسی زبان کا لفظ ہے اور دوانق درہم کا چھٹا حصہ ہوتا ہے۔ مترجم۔

[2] رطل ایک پیمانہ ہے جو شام میں پانچ پونڈ کا اور مصر میں سولہ اونس کا ہوتا ہے۔ مترجم۔

مہلت دے دی اور اس نے ان دونوں میں اس کی ترمیم و تحسین اور تزئین کا کام تمام کر دیا پھر اس ... میں انواع و اقسام کے
قالین بچھائے اور انواع و اقسام کے پردے لٹکائے اور اس میں خلافت کے خادموں اور لونڈیوں کے مناسب حال چیزیں تیار
کیں اور انہیں انواع و اقسام کے لباس پہنائے اور خزائن میں انواع و اقسام میں کھانے رکھے اور اس کے بعض کمروں میں کئی قسم
کے اموال وذخائر رکھے پھر اس کی چابیاں اس کے پاس بھیج دیں پھر وہ اس میں داخل ہوا تو اس نے جو کچھ اس کے لیے تیار کیا تھا
دیکھا تو اس بات نے اسے حیران کر دیا اور اس نے اسے بڑی بات خیال کیا اور یہ پہلا خلیفہ تھا جس نے اس میں رہائش اختیار کی
اور اس کے اردگرد فصیل بنائی خطیب نے اس کا ذکر کیا ہے۔

اور تاج کو مکتفی نے دجلہ کے کنارے بنایا اور اس کے اردگرد گنبد نشست گاہیں' میدان' ثریا اور چڑیا گھر بنائے اور خطیب
نے اس دار الشجرہ کا حال بیان کیا جو مقتدر باللہ کے زمانے میں تھا اور اس میں جو قالین' پردے' خادم' غلام اور ظاہری جاہ وحشمت تھی
اسے بیان کیا ہے اور یہ کہ وہاں گیارہ ہزار خصی سات سو دربان اور ہزاروں غلام تھے جن کا کثرت کے باعث شمار نہیں ہوسکتا
اور عنقریب اس کا مفصل حال ان کے زمانے اور حکومت میں بیان ہوگا جو ختم ہو چکی ہے گو یہ وہ ۳۰۰ھ کے بعد نیند کا خواب تھی۔اور
خطیب نے الحرم کے دار الملک کا بھی ذکر کیا ہے اور ان مساجد کا بھی ذکر کیا ہے جن میں جمعہ ہوتا تھا اور وہاں کی نہروں اور پلوں کا
بھی ذکر کیا ہے اور جو کچھ منصور کے زمانے میں تھا اور جو کچھ اس کے بعد' اس کے زمانے تک بنا ہے اس کا بھی ذکر کیا ہے اور اس نے
بغداد کے ان پلوں کے متعلق جو دجلہ پر واقع ہیں ایک شاعر کے شعر بھی بیان کئے ہیں۔

اس روز جس میں ہم نے دجلہ کے صحن کی یکتا مجلس میں تھوڑی دیر کے لیے عیش کو چوری کیا ہوا نرمی کے ساتھ چلی اور میں
خوش بخت زمانے کا غلام بن گیا گویا دجلہ ایک سفید چادر تھی اور پل اس پر سیاہ دھاری تھے اور دوسرے شاعر نے کہا ہے۔

دریائے دجلہ کی سطح پر مضبوط بنیاد اور خوبصورت پل کے کیا کہنے وہ عراق کے لیے حسن وجمال اور سیر وتفریح کا مقام ہے
اور جسے عشق کی زیادتی نے کمزور کر دیا ہو اس کے لیے تسلی کی جگہ ہے اور جب تو اس کے پاس آ کر غور سے اسے دیکھے گا تو تو اسے
بڑی سطر کی طرح پائے گا جسے سفید ریشم میں کھینچا گیا ہے یا وہ ہاتھی دانت ہے جس میں آبنوس سجایا گیا ہے جیسے ہاتھیوں کے نیچے
پارے کی زمین ہو۔

اور الصولی نے بیان کیا ہے کہ احمد بن ابی طاہر نے کتاب بغداد میں بیان کیا ہے کہ بغداد جانبین سے ۵۳ ہزار جریب
اور شرقی جانب سے ۲۶ ہزار جریب اور سات سو پچاس جریب تھا اور اس کے حماموں کی تعداد ایک ہزار تھی اور ہر حمام میں کم از کم
پانچ آدمی ہوتے تھے' حمام والا' نگران' اٹھائی گیرا' آگ جلانے والا اور ماشکی اور حمام کے سامنے پانچ مساجد ہوتی تھیں اور یہ تین
ہزار مساجد تھیں اور ہر مسجد میں کم از کم پانچ آدمی ہوتے تھے امام' نگران' مؤذن اور دو مقتدی' پھر اس کے بعد اس میں کمی آتی گئی
پھر اس کے بعد یہ مٹ مٹا گیا اور وہ صورۃً اور معناً ایک ویرانہ بن گیا جیسا کہ اپنے مقام پر اس کا ذکر آئے گا۔

حافظ ابو بکر بغدادی نے بیان کیا ہے کہ جلالت قدر' عظمت شان' کثرت علماء واعلام اور عوام وخواص کی تمیز اور اطراف کی
بڑائی اور کناروں کی وسعت اور گھروں اور کوچوں اور منازل اور سڑکوں اور مساجد اور حماموں اور سراؤں کی کثرت اور ہوا کی

خوشگواری اور پانی کی مٹھاس اور سائے کی ٹھنڈک اور موسم گرما اور سرما کے اعتدال اور ربیع وخریف کی صحت میں دنیا بھر میں بغداد کی کوئی نظیر موجود نہ تھی اور ہارون الرشید کے زمانے میں اس کی آبادی اور باشندوں کی تعداد بہت بڑھ گئی پھر اس نے اس کی شان کی کمی کو بیان کیا ہے اور وہ اس کے زمانے تک مسلسل کم ہوتی گئی میں کہتا ہوں کہ اس کے بعد ہمارے زمانے تک وہی صورت حال چلی آ رہی ہے خصوصاً ہلاکو بن تولی بن چنگیز خاں ترکی کے زمانے میں جس نے اس کے نشانات کو مٹا دیا اور اس نے خلیفہ اور علماء کو قتل کر دیا اور اس کے گھروں اور محلات کو گرا دیا اور اس سال اس کے عوام وخواص کو تباہ وبرباد کر دیا اور اموال وذخائر کو چھین لیا اور بچوں اور اولاد کو لوٹ لیا اور اسے اس قدر غم دیئے جنہیں صبح وشام شمار کیا جاتا تھا اور اس نے اسے دنیا میں ہر صاحب علم عبرت حاصل کرنے والے کے لیے عبرت اور ہر صحیح العقل شخص کے لیے یادداشت بنا دیا اور تلاوت وقرآن کی بجائے نغمے اور اشعار پڑھے جانے لگے اور احادیث نبویہ کی بجائے یونانی فلسفہ اور مناہج کلامیہ اور تاویلات قرسطیہ کے درس دیئے جانے لگے اور علماء کی بجائے اطباء آ گئے اور عباسی خلیفہ کی بجائے لوگوں کے بدترین حکمران آ گئے اور ریاست وشرافت کی بجائے کمینگی اور سفاہت آ گئی اور طالب علموں کی بجائے ظالم اور عیار آ گئے اور علم فقہ حدیث اور تعبیر الرویاء کی بجائے اشعار اور دوہے آ گئے اور یہ سب کچھ ان کے بعض گناہوں کے باعث ہوا (اور تیرا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں) اور اس زمانے تک اس میں بے شمار حسی اور معنوی برائیاں اور بھنگ نوشی کی بیماری آ گئی ہے اور وہاں سے بلاد شام کو منتقل ہو گئی ہے اللہ تعالیٰ اس کے باشندوں کی اچھی طرح کفالت کرے اور امام احمد نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا قیامت اس وقت تک برپا نہ ہو گی جب تک اہل عراق کے نیک لوگ شام منتقل نہ ہوں اور اہل شام کے بڑے لوگ عراق منتقل نہ ہوں۔

بغداد کے آثار واخبار کا بیان

اس کے بارے میں چار لغات بیان ہوئی ہیں بغداد' بغداذ' بغذان اور مغدان یہ ایک عجمی لفظ ہے اور بعض کا قول ہے کہ یہ بغ اور داد سے مرکب ہے اور بغ باغ کو کہتے ہیں اور داد ایک شخص کا نام ہے اور بعض کا قول ہے کہ بغ ایک بت کا نام ہے اور بعض کہتے ہیں کہ شیطان کا نام ہے اور داد عطیہ کو کہتے ہیں یعنی بت کا عطیہ' اس وجہ سے حضرت عبداللہ بن المبارک اور اصمعی وغیرہ نے اس کے بغداد نام رکھنے کو ناپسند کیا ہے اور اسے مدینۃ السلام بھی کہا جاتا ہے اور اس کے بانی ابوجعفر منصور نے اسے یہی نام دیا ہے کیونکہ دجلہ کو وادی السلام کہا جاتا ہے اور بعض اس کا نام الزوراء رکھتے ہیں۔ خطیب بغدادی نے عمار بن سیف جو متہم ہے کے طریق سے روایت کی ہے وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے عاصم احول کو عن سفیان ثوری عن ابی عثمان عن جریر بن عبداللہ بیان کرتے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''دجلہ' دجیل' قطربل اور الصراۃ کے درمیان ایک شہر تعمیر کیا جائے گا جس کی طرف زمین کے خزائن لائے جائیں گے' اس کے بادشاہ سرکش ہوں گے اور وہ لوہے کی کیل کے نرم زمین میں گھسنے سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ زمین میں گھس جائے گا''۔

خطیب نے بیان کیا ہے کہ اس نے اسے سفیان ثوری کے بھانجے عاصم احول سیف سے روایت کی ہے اور جو عمار بن سیف کا بھائی ہے میں کہتا ہوں کہ یہ دونوں ضعیف ہیں اور متہم ہیں ان پر جھوٹ کی تہمت ہے اور محمد بن عمار ربانی بھی ضعیف ہے اور ابوشہاب الخناطی بھی ضعیف ہے اور سفیان ثوری سے بحوالہ عاصم کئی طرف سے روایت کی گئی ہے پھر اس نے اس سے کا اسناد کیا ہے اور اس نے یحییٰ بن معین کے طریق سے عن یحییٰ بن ابی کثیر عن عمار بن سیف عن ثوری عن عاصم عن ابی عثمان عن جریر عن النبی ﷺ بیان کیا ہے اور احمد اور یحییٰ نے بیان کیا ہے کہ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں اور امام احمد نے بیان کیا ہے اسے کسی ثقہ انسان نے بیان نہیں کیا اور خطیب نے اسے اس کے تمام طرق سے **معلل** قرار دیا ہے اور اسے اسی طرح عمار بن سیف کے طریق سے عن ابی عبیدہ حمید الطویل عن انس بن مالک بیان کیا ہے اور یہ بھی صحیح نہیں ہے اور کئی طریق سے حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت ابن مسعود اور حضرت ثوبان اور حضرت ابن عباس سے بیان کیا گیا ہے اور بعض طرق میں اس نے سفیان کا بھی ذکر کیا ہے اور وہ انہیں خراب کرتا ہے اور ان احادیث کے اسناد میں کچھ بھی صحیح نہیں ہے اور خطیب نے انہیں ان کے الفاظ واسانید کے ساتھ بیان کیا ہے اور ان سب میں نکارت پائی جاتی ہے اور سب میں سے قریب تر کعب الاحبار کی روایت ہے کہ یعلی کتب میں بیان ہوا ہے کہ اس کے بانی کو اس کے بخل کی وجہ سے مقلاص اور ذوالدوانیق کہا جائے گا۔

بغداد کی خوبیاں اور برائیاں اور اس بارے میں آئمہ کی روایات

یونس بن عبدالاعلیٰ الصدفی نے بیان کیا ہے کہ امام شافعی نے مجھ سے پوچھا کیا تو نے بغداد دیکھا ہے؟ میں نے کہا نہیں' تو آپ نے فرمایا تو نے دنیا نہیں دیکھی اور امام شافعی نے فرمایا کہ میں جس شہر میں بھی گیا ہوں میں نے اسے سفر شمار کیا ہے مگر بغداد کو میں نے سفر شمار نہیں کیا میں جب اس میں داخل ہوا تو میں نے اسے وطن شمار کیا اور بعض نے بیان کیا ہے کہ دنیا جنگل ہے اور بغداد اس کا شہر ہے اور ابن علیہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے طلب حدیث میں اہل بغداد سے زیادہ عقل مند نہیں دیکھا اور نہ ان سے اچھا آرام والا دیکھا ہے اور ابن مجاہد نے بیان کیا ہے کہ میں نے خواب میں ابوعمرو بن العلاء کو دیکھا تو میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ تو اس نے مجھے کہا اس بات کو چھوڑ و جو بغداد میں سنت اور جماعت پر قائم رہا اور مر گیا تو وہ جنت میں منتقل ہو گیا اور ابوبکر بن عیاش نے بیان کیا ہے کہ اسلام بغداد میں ہے اور یہ ایک شکاری ہے جو آدمیوں کا شکار کرتا ہے اور جس نے اسے نہیں دیکھا اس نے دنیا نہیں دیکھی اور ابومعاویہ نے بیان کیا ہے کہ بغداد دنیا و آخرت کا گھر ہے اور بعض نے بیان کیا ہے کہ اسلام کی خوبیوں میں سے بغداد میں جمعہ کا دن اور مکہ کی نماز ر تراویح اور طرسوس کا عید کا دن بھی ہے اور خطیب نے بیان کیا ہے کہ جو شخص مدینۃ السلام میں جمعہ کے روز حاضر ہو گا اللہ تعالیٰ اس کے دل میں اسلام کی عظمت کو بڑھا دے گا کیونکہ ہمارے مشائخ کا قول ہے کہ بغداد میں جمعہ کا دن اور دوسرے شہروں میں عید کے دن کی طرح ہے۔

اور ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ میں مواظبت سے جامع منصور میں جمعہ پڑھتا تھا' مجھے ایک پیش آ گیا تو میں نے دوسری مسجد میں نماز پڑھ لی تو میں نے خواب میں ایک شخص کو کہتے دیکھا تو نے شہر کی جامع مسجد میں نماز پڑھی اور بلاشبہ اس میں ہر جمعہ کو ستر

ولی نماز پڑھتے ہیں اور ایک اور شخص نے بیان کیا ہے کہ میں نے بغداد سے منتقل ہونا چاہا تو میں خواب میں ایک شخص کو کہتے دیکھا کیا تو ایسے شہر سے منتقل ہونا چاہتا ہے جس میں اللہ کے دس ہزار ولی ہیں اور ایک اور شخص نے بیان کیا ہے کہ میں نے دیکھا گویا دو فرشتے بغداد میں آئے ہیں اور ایک نے دوسرے سے کہا اسے الٹ دے اس پر فرد جرم لگ چکی ہے تو دوسرے نے کہا میں ایسے شہر کو کیسے الٹ دوں جس میں ہر شب پانچ ہزار قرآن کا ختم ہوتا ہے! ابومسہر نے بحوالہ سعید بن عبدالعزیز بن سلیمان بن موسیٰ بیان کیا ہے کہ جب کسی شخص کا علم حجازی پیدائش عراقی اور نماز شامی ہو تو وہ کامل ہو جاتا ہے اور زبیدہ نے منصور النمری سے کہا ایسے اشعار کہو جو بغداد کو مجھے محبوب بنا دیں اور الرافقہ نے اسے منتخب شعر سنائے۔

بغداد کی خوشبو کے کیا کہنے اور کون دین و دنیا کے لیے پاکیزگی اختیا کرتا ہے وہاں جب ہوائیں چلتی ہیں تو بیماروں کو زندگی بخش دیتی ہیں اور رات بھر خوشبو دار پودوں کے درمیان چلتی رہتی ہیں۔

راوی بیان کرتا ہے کہ زبیدہ نے اسے دو ہزار دینار دیئے اور خطیب نے بیان کیا ہے کہ میں نے طاہر بن مظفر بن طاہر خازن کی کتاب میں اس کی تحریر میں اس کے اشعار پڑھے ہیں۔

صبح کے برسنے والے بادل بغداد کے اس محلہ کو سیراب کریں جو کرخ' خلد اور پل کے درمیان ہے وہ ایک خوبصورت شہر ہے جس کے اہل کے لیے کچھ چیزوں کو مخصوص کیا گیا ہے اور جب وہ کسی شہر میں تھیں تو وہ اکٹھی نہیں ہوتی تھیں اس کی ہوا نرم' معتدل اور صحت والی ہے اور اس کے پانی کا مزا شراب سے زیادہ لذیذ ہے اور اس کے دجلہ کے دونوں کناروں نے ہمارے لیے تاج سے تاج تک اور محل سے محل تک مرتب کیا ہے اس کی مٹی کستوری کی طرح ہے اور اس کے سنگریزے یاقوت اور موتیوں کی طرح ہیں۔

اور خطیب نے اس بارے میں بہت سے اشعار بیان کئے ہیں اور جن کو ہم نے بیان کیا ہے وہی کافی ہیں اور ۱۴۶ھ میں بغداد کی تعمیر سے فراغت ہوگئی اور بعض نے ۱۴۸ھ میں فارغ ہونا بیان کیا ہے' کہتے ہیں کہ اس کی خندق اور فصیل ۱۴۷ھ میں مکمل ہوئی تھیں اور منصور مسلسل اس میں اضافہ کرتا رہا اور اس کی تعمیر میں خوبصورتی پیدا کرتا رہا حتیٰ کہ آخر میں اس نے قصر خلد تعمیر کیا اور اس نے خیال کیا کہ وہ اس میں ہمیشہ رہے گا یا کہ وہ ہمیشہ رہے گا اور برباد نہ ہوگا اور وہ اس کی تکمیل کے وقت فوت ہو گیا اور بغداد کئی بار تباہ ہوا جیسا کہ ابھی اس کی تفصیل بیان ہوگی۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال منصور نے مسلم بن قتیبہ کو بصرہ سے معزول کر دیا اور محمد بن سلیمان بن علی کو اس کا امیر مقرر کیا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس نے مسلم کو حکم دیا کہ وہ ان لوگوں کے گھروں کو مسمار کر دے جنہوں نے ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کی بیعت کی ہے تو اس نے اس بارے میں سہل نگاری سے کام لیا تو اس نے اسے معزول کر دیا اور اس کے عم زاد محمد بن سلیمان کو روانہ کیا جس نے وہاں بہت فساد برپا کیا اور بہت گھروں کو مسمار کر دیا اور اس نے عبداللہ بن ربیع کو مدینہ کی امارت سے معزول کر دیا اور جعفر بن سلیمان کو اس کا امیر مقرر کیا اور السری بن عبداللہ کو مکہ سے معزول کر کے عبدالصمد بن علی کو اس کا امیر بنا دیا' راوی بیان کرتا ہے کہ اس سال عبدالوہاب بن ابراہیم بن محمد بن علی نے لوگوں کو حج کروایا یہ قول واقدی وغیرہ کا ہے راوی کہتا ہے کہ اس

سال بلاد روم میں موسم گرما کی جنگ جعفر بن حنظلہ البہرانی نے لڑی اور اس میں فوت ہونے والے اعیان میں اشعث بن عبدالملک' ہشام بن السائب کلبی' ہشام بن عروہ اور ایک قول کے مطابق یزید بن ابی حبیب شامل ہیں۔

۱۴۷ھ

اس سال اشترخاں خوارزمی نے ترک فوج پر جو آرمینیا کی جانب تھی غارت گری کی اور انہوں نے تفلیس میں داخل ہو کر بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور بہت سے مسلمانوں اور ذمیوں کو قیدی بنا لیا اور اس روز قتل ہونے والوں میں حرب بن عبداللہ الراوندی بھی شامل ہے جس کی طرف بغداد کی حربیہ منسوب ہوتی ہے وہ موصل میں خوارج کے مقابلہ کے لیے دو ہزار فوج کے ساتھ مقیم تھا تو منصور نے اسے بلاد آرمینیا کے مسلمانوں کی مدد کے لیے بھیج دیا اور فوج جبریل بن یحییٰ بھی تھا اور حرب قتل ہو گیا رحمہ اللہ اور اس سال منصور کا چچا عبداللہ بن علی بھی فوت ہو گیا اسی نے بنوامیہ کے ہاتھوں سے شام کو چھینا تھا اور وہ سفاح کے مرنے تک شام کا والی رہا اور جب سفاح مر گیا تو اس نے اپنی طرف دعوت دی تو منصور نے ابومسلم خراسانی کو اس کے مقابلہ میں بھیجا اور ابومسلم نے اسے شکست دی اور عبداللہ اپنے بھائی سلیمان بن علی والی بصرہ کے پاس بھاگ گیا اور ایک مدت تک اس کے ہاں روپوش رہا پھر منصور نے اس کے بارے میں اطلاع پا کر اسے بلا کر قید کر دیا اور اس سال منصور نے حج کا عزم کیا اور اپنے چچا عیسیٰ بن موسیٰ کو طلب کیا جو سفاح کی وصیت کے مطابق منصور کے بعد ولی عہد تھا اور اپنے چچا عبداللہ بن علی کو اس کے سپرد کر دیا اور اسے کہا یہ میرا اور تیرا دشمن ہے' میری غیر حاضری میں اسے قتل کر دینا اور سستی سے کام نہ لینا۔

پس منصور حج کو روانہ ہو گیا اور راستے سے اسے خط لکھنے لگا اور اس بات پر اسے آمادہ کرنے لگا اور اس سے پوچھنے لگا کہ جو بات میں نے راز درانہ پر تجھے کہی تھی تو نے اس کے بارے میں کیا کیا ہے۔ یہ بات اس نے بار بار پوچھی اور عیسیٰ بن موسیٰ نے جب اس کے چچا کی سپرداری لی تو اس کے معاملے میں حیران رہ گیا اور اس نے اپنے اہل کے بعض لوگوں سے مشورہ کیا اور بعض اہل الرائے نے اسے مشورہ دیا کہ مصلحت کا تقاضا یہ ہے کہ تو اسے قتل نہ کر اور اسے اپنے پاس رکھ اور مشہور کر دے کہ تو نے اسے قتل کر دیا ہے' ہمیں خدشہ ہے کہ وہ اعلانیہ تجھ سے اس کا مطالبہ کرے گا اور تو کہہ دینا کہ میں نے اسے قتل کر دیا ہے وہ قصاص کا مطالبہ کرے گا تو تو دعویٰ کرنا کہ اس نے تجھے خفیہ طور پر اس کے قتل کا حکم دیا تھا اور یہ اس کے اور تیرے درمیان ایک راز تھا پس تو اس کے ثابت کرنے سے عاجز آ جائے گا اور وہ تجھے اس کے بدلے میں قتل کر دے گا اور منصور تجھے اور اسے دونوں کو قتل کرنا چاہتا ہے تاکہ تم دونوں سے اکٹھے ہی راحت حاصل کرے۔

اس موقع پر موسیٰ بن عیسیٰ کا ارادہ بدل گیا اور اس نے اپنے چچا کو چھپا دیا اور مشہور کر دیا کہ اس نے اسے قتل کر دیا ہے اور جب منصور حج سے واپس آیا تو اس نے اپنے اہل کو حکم دیا کہ اس کے پاس آئیں اور اس کے چچا عبداللہ بن علی کے بارے میں سفارش کریں اور انہوں نے اس بارے میں اصرار کیا تو اس نے ان کی بات مان لی اور عیسیٰ بن موسیٰ کو بلا کر کہا ان لوگوں نے عبداللہ بن علی کے بارے میں سفارش کی ہے اور میں نے ان کی بات مان لی ہے اسے ان کے سپرد کر دو' عیسیٰ نے کہا عبداللہ کہاں

ہے؟ جب سے آپ نے مجھے حکم دیا ہے میں نے اسے قتل کر دیا ہے' منصور نے کہا میں نے تجھے یہ حکم نہیں دیا اور اس سے انکار کیا کہ اس کی طرف سے اس کے پاس کوئی ایسا حکم آیا ہو عیسیٰ نے وہ خط پیش کر دیئے جو منصور نے اس کے بارے میں اسے یکے بعد دیگرے لکھے تھے اس نے اس قسم کے ارادے سے انکار کر دیا اور انکار پر اصرار کیا اور عیسیٰ بن موسیٰ نے اس پر اصرار کیا کہ اس نے اسے قتل کر دیا ہے اس موقع پر منصور نے عبداللہ کے قصاص میں عیسیٰ بن موسیٰ کو قتل کرنے کا حکم دے دیا اور بنو ہاشم اسے قتل کرنے کو نکلے اور جب وہ تلوار لائے تو اس نے کہا مجھے خلیفہ کے پاس واپس لے جاؤ تو وہ اسے واپس اس کے پاس لے گئے تو اس نے اسے کہا تیرا چچا موجود ہے میں نے اسے قتل نہیں کیا اس نے کہا اسے لاؤ تو اس نے اسے حاضر کر دیا اور وہ خلیفہ کے ہاتھ پر نادم ہوا اور اس نے اسے ایسے گھر میں قید کرنے کا حکم دیا جس کی دیواریں نمک پر بنی ہوئی تھیں اور جب رات ہوئی تو اس نے اس کی دیواروں پر پانی چھوڑ دیا اور مکان اس کے اوپر گر پڑا اور وہ مر گیا۔

پھر منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو ولی عہدی سے الگ کر دیا اور اپنے بیٹے مہدی کو اس پر مقدم کیا اور وہ اسے اپنی دائیں جانب عیسیٰ بن موسیٰ سے اوپر بٹھاتا تھا پھر وہ عیسیٰ بن موسیٰ کی طرف التفات نہ کرتا اور اجازت دینے' مشورہ کرنے اور آمدورفت کے بارے میں اس کی توہین کرتا پھر ہمیشہ ہی وہ اسے دور کرتا رہا اور ڈراتا دھمکاتا رہا حتیٰ کہ اس نے اس سے اپنی جان چھڑا لی اور محمد بن منصور کے لیے بیعت لی اور منصور نے اسے اس کے بارہ کروڑ درہم دیئے اور منصور کے ہاں عیسیٰ بن موسیٰ اور اس کے بیٹوں کا معاملہ درست ہو گیا اور وہ اس سے اعراض کرنے کے بعد اس کے پاس آیا اور اس سے قبل دونوں کے درمیان اس بارے میں بہت خط و کتابت ہو چکی تھی اور اس کے بیٹے مہدی کی بیعت کی تیاری کے لیے ترغیبات ہو چکی تھیں۔ اور عیسیٰ بن موسیٰ نے خود کو معزول کر دیا اور عوام کسی کو مہدی کے برابر نہ قرار دیتے تھے اور یہی حال خواص اور امراء کا تھا اور مسلسل اس کی یہی حالت رہی حتیٰ کہ اس نے بادل نخواستہ یہ بات قبول کر لی تو اس کے عوض اس نے اسے وہ کچھ دیا جسے ہم بیان کر چکے ہیں اور دور و نزدیک اور مشرق و مغرب میں مہدی کی بیعت ہو گئی اور منصور کو اس سے بہت خوشی ہوئی اور ہمارے اس زمانے تک خلافت اسی کی اولاد میں قائم ہے اور بنو عباس میں جو بھی خلیفہ ہوا اسی کی نسل سے ہے (یہ عزیز و علیم خدا کی تقدیر ہے) اور اس سال عبیداللہ بن عمر العمری' ہاشم بن ہاشم اور خواجہ حسن بصری کے دوست ہشام بن حسان نے وفات پائی۔

۱۴۸ھ

اس سال منصور نے حمید بن قحطبہ کو ان ترکوں کے ساتھ جنگ کرنے کو بھیجا جنہوں نے گزشتہ سال بلاد تفلیس میں فساد برپا کیا تھا پس اس نے ان میں سے کسی کو نہ پایا وہ اپنے ملک کو چلے گئے تھے اور اس سال جعفر بن ابی جعفر نے لوگوں کو حج کروایا اور شہروں کے نائب وہی تھے جو اس سے پہلے سال تھے اور اس سال حضرت جعفر بن محمد الصادق نے وفات پائی جن کی طرف کتاب اختلاج الاعضاء منسوب ہے اور یہ کتاب جھوٹی طور پر آپ کی طرف منسوب کی گئی ہے اور اس سال ماہ ربیع الاول میں شیخ الحدیث سلیمان بن مہران الاعمش نے وفات پائی اور عمرو بن حارث' العوام بن حوشب' محمد بن عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ اور محمد بن

عجلان نے بھی وفات پائی۔

۱۴۹ھ

اس سال منصور بغداد کی فصیل اور خندق کی تعمیر سے فارغ ہوا اور عباس بن محمد نے موسم گرما کی جنگ لڑی اور بلاد روم میں داخل ہو گیا اور حسین بن قحطبہ اور محمد بن اشعث بھی اس کے ساتھ تھے اور محمد بن اشعث راستے میں فوت ہو گیا اور اس سال محمد بن ابراہیم بن علی نے لوگوں کو حج کروایا اور منصور نے اسے اپنے چچا عبدالصمد بن علی کے بدلے میں مکہ اور حجاز کا امیر مقرر کیا اور شہروں کے عمال وہی تھے جو اس سے پہلے سال میں تھے اور اس میں زکریا بن ابی زائدہ' کہمس بن حسن' المثنیٰ بن الصباح' عیسیٰ بن عمر ابوعمرو ثقفی بصری نحوی نے وفات پائی جو سیبویہ کا شیخ تھا کہتے ہیں کہ وہ حضرت خالد بن ولید کے غلاموں میں سے تھا وہ ثقیف کے ہاں اترا تو انہی کی طرف منسوب ہو گیا' وہ لغت' نحو اور قرآت کا جلیل القدر امام تھا' اس نے یہ علوم عبیداللہ بن کثیر' ابن المحیص اور عبداللہ بن ابی اسحاق سے سیکھے اور حضرت حسن بصری وغیرہ سے سماع کیا اور اس سے خلیل بن احمد' اصمعی اور سیبویہ نے علم حاصل کیا اور سیبویہ اس کے ساتھ رہا اور اس کے ذریعے مشہور ہوا اور اس سے فائدہ حاصل کیا اور اس کی وہ کتاب لے لی جس کا نام اس نے الجامع رکھا ہے اور اس پر اضافہ کیا اور اس کی تفصیل کی اور وہی آج کل سیبویہ کی کتاب ہے حالانکہ وہ اس کے شیخ کی کتاب ہے اور سیبویہ کو جو اس میں مشکل پیش آتی تھی وہ اسے اپنے شیخ خلیل بن احمد سے پوچھتا تھا اور خلیل نے بھی اسی طرح اس سے عیسیٰ بن عمر کی تصنیفات کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا اس نے ستر پچھتر کتابیں جمع کی تھیں اور کتاب الاکمال کے سوا سب ضائع ہو گئی ہیں اور وہ ایران کے علاقے میں تھا اور اسی میں مشغول ہوں اور میں اس کے مشکل مقامات کے متعلق آپ سے پوچھتا ہوں تو خلیل نے کچھ دیر سر جھکایا پھر یہ شعر پڑھے:

سب علم نحو ختم ہو گیا ہے سوائے اس کے جسے عیسیٰ بن عمر نے زندہ کیا ہے وہ اکمال ہے اور یہ جامع ہے اور یہ دونوں کتابیں لوگوں کے لیے شمس و قمر ہیں۔

اور عیسیٰ اپنی عبارت میں پیچیدہ اور نہایت گہرا چلا جاتا تھا اور جوہری نے الصحاح میں اس سے روایت کی ہے کہ ایک روز اپنے گدھے سے نیچے گر پڑا تو لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس نے کہا تمہیں کیا ہو گیا ہے تم میرے پاس ایسے جمع ہوئے ہو جیسے تم مجنون کے پاس جمع ہوتے ہو میرے پاس سے چلے جاؤ اور ایک اور شخص نے کہا کہ اسے ضیق النفس کی بیماری تھی جس کے باعث وہ گر پڑا تو لوگوں نے خیال کیا کہ اسے مرگی پڑ گئی ہے پس وہ اس کی تیمارداری کرنے لگے اور اس پر پڑھنے لگے اور جب اسے اپنی غشی سے ہوش آیا تو اس نے وہ بات بیان کی جو بیان ہو چکی ہے اور ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ میں نے خیال کیا کہ وہ فارسی بول رہا ہے اور ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ وہ ابوعمرو بن العلاء کا دوست تھا اور عیسیٰ بن عمر نے ایک روز ابوعمرو بن العلاء سے کہا میں معد بن عدنان سے زیادہ فصیح ہوں تو ابوعمرو نے اسے کہا تو اس شعر کو کیسے پڑھتا ہے:

قد كن يخبأن الوجوه تسترا فاليوم حين يدأن للنظار

''وہ چہروں کو حیاء کی وجہ سے چھپاتی تھیں اور آج انہوں نے دیکھنے والوں کے لیے پہل کی ہے''

اس نے پوچھا یہ لفظ بدان ہے یا بدین؟ تو اس نے کہا بدین ہے ابوعمرو نے کہا تو نے غلطی کی ہے اور اگر وہ بدأن کہتا تب بھی غلطی کرتا اور ابوعمرو نے صرف اس کی تغلیط کرنا چاہی ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ لفظ بدا یبدو نہیں جس کے معنی ظاہر ہونے کے ہیں بلکہ بدأ یبدأ ہے جس کے معنی کسی بات میں پہل کرنے کے ہیں۔

۱۵۰ھ

اس سال کفار میں سے ایک شخص استاذسیس نے بلادِ خراسان میں خروج کیا اور خراسان کے اکثر علاقے پر قبضہ کر لیا اور تین لاکھ کے قریب آدمی اس کے پاس جمع ہو گئے اور انہوں نے وہاں پر بہت سے مسلمانوں کو قتل کر دیا اور ان شہروں میں جو افواج تھیں انہیں شکست دی اور بہت سے لوگوں کو قیدی بنا لیا اور ان کے باعث فساد کی حکمرانی ہو گئی اور حالات بگڑ گئے۔ پس منصور نے خازم خزیمہ کو اپنے بیٹے مہدی کے پاس بھیجا کہ وہ اسے ان علاقوں سے جنگ کا امیر مقرر کرے اور اس کے ساتھ وہ افواج بھی کر دے جو ان لوگوں کا مقابلہ کریں سو اس دوران میں مہدی بھی ہاشمی قابلیت کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے خازم بن خزیمہ کو یکجائی کے طور پر ان علاقوں اور افواج کی امارت دے اور اس کو چالیس ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا پس وہ ان کے مقابلہ میں روانہ ہو گیا اور وہ مسلسل ان سے مکر وفریب کرتا رہا حتیٰ کہ اس نے اچانک ان سے جنگ شروع کر دی اور شمشیر زنی اور نیزہ زنی سے ان کا مقابلہ کیا اور ان میں سے تقریباً ستر ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا اور چودہ ہزار آدمیوں کو قیدی بنا لیا اور ان کا بادشاہ استاذسیس بھاگ گیا اور پہاڑ میں محفوظ ہو گیا اور خازم بھی پہاڑ کے دامن میں آ گیا اور اس نے سب قیدیوں کو قتل کر دیا اور وہ مسلسل اس کا محاصرہ کیے رہا حتیٰ کہ اس نے ایک امیر کے حکم کو تسلیم کر لیا تو اس نے حکم دیا کہ اسے اور اس کے اہل بیت کو بیڑیاں ڈال دی جائیں اور اس کے ساتھ جو سپاہی ہیں انہیں آزاد کر دیا جائے اور وہ تیس سپاہی تھے۔ خازم نے یہ سب کچھ کیا اور استاذسیس کے ساتھ جو سپاہی تھے ان میں سے ہر ایک کو دو دو کپڑے دیئے اور جو فتح ہوئی اس کے بارے میں مہدی کو خط لکھا اور مہدی نے فتح کی اطلاع اپنے باپ منصور کو لکھ دی اور اسی طرح خلیفہ نے جعفر بن سلیمان کو مدینہ کی امارت سے معزول کر دیا اور حسن بن زید بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کو اس کا امیر مقرر کیا اور اس سال خلیفہ کے چچا عبدالصمد بن علی نے لوگوں کو حج کروایا اور اس میں امیر المومنین منصور کے بیٹے جعفر نے وفات پائی اور سب سے پہلے اسے بغداد میں بنو ہاشم کے قبرستان میں دفن کیا گیا پھر اسے وہاں سے دوسری جگہ منتقل کر دیا اور اسی سال میں عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج نے جو اہل حجاز کے ایک امام تھے وفات پائی کہتے ہیں کہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے سنن کو جمع کیا اور عثمان بن اسود اور عمر بن محمد بن زید نے وفات پائی اور اسی میں امام ابوحنیفہ کی وفات ہوئی۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ کے حالات

آپ کا نام نعمان بن ثابت تیمی ہے آپ عراق کے فقیہ اور آئمہ اسلام اور سادات، علام اور شریف علماء اور مذاہب اربعہ

کہ آپ تابعین میں سے ایک ہیں اور آپ ان سے پہلے وفات پانے والے ہیں کیونکہ آپ نے صحابہ کا زمانہ پایا ہے اور حضرت انس
بن مالک کو دیکھا ہے اور بعض کا قول ہے کہ کسی اور صحابی کو دیکھا ہے اور بعض نے بیان کیا کہ آپ نے سات صحابہ سے روایت کی
ہے۔ واللہ اعلم۔

اور تابعین کی ایک جماعت سے بھی روایت کی ہے جس میں الحکم حماد بن ابی سلیمان' سلمہ بن کہیل' عامر الشعبی' عکرمہ' عطاء' قتادہ' زہری' حضرت ابن عمر کے غلام نافع' یحییٰ بن سعید انصاری اور ابواسحاق السبیعی شامل ہیں۔

اور آپ سے ایک جماعت نے روایت کی ہے جس میں آپ کا بیٹا حماد اور ابراہیم بن طہمان' اسحاق بن یوسف ازرق قاضی اسد بن عمرو' حسن بن زیاد ہ لؤلؤی' حمزہ زیات' داؤد طائی' زفر' عبدالرزاق' ابونعیم' محمد بن حسن شیبانی' وکیع اور قاضی ابو یوسف شامل ہیں۔

یحییٰ بن معین نے بیان کیا ہے کہ آپ ثقہ اور راست باز تھے اور کذب سے متہم نہ تھے اور ابن ہبیرہ نے قضاء کے بارے میں آپ کو مارا مگر آپ نے قاضی بننے سے انکار کر دیا اور یحییٰ بن سعید' فتویٰ میں آپ کے قول کو پسند کرتے تھے اور یحییٰ کہا کرتے تھے ہم اللہ کی تکذیب کرتے ہیں ہم نے امام ابوحنیفہ کی رائے سے بہتر رائے نہیں سنی اور ہم نے آپ کے اکثر اقوال کو اپنایا ہے اور حضرت عبداللہ بن مبارک نے فرمایا ہے اگر اللہ تعالیٰ نے ابوحنیفہ اور سفیان ثوری کے ذریعے میری مدد نہ کرتا تو میں بھی بقیہ لوگوں کی طرح ہوتا اور حضرت امام شافعی نے فرمایا ہے میں نے ایک شخص کو دیکھا ہے کہ اگر وہ تجھ سے اس ستون کے بارے میں گفتگو کرے تو وہ اسے اپنی حجت سے سونا ثابت کر دے نیز حضرت امام شافعی نے فرمایا ہے جو علم فقہہ حاصل کرنا چاہے وہ امام ابوحنیفہ کا محتاج ہے اور جو سیرت حاصل کرنا چاہے وہ محمد بن اسحاق کا محتاج ہے اور جو علم حدیث حاصل کرنا چاہے وہ حضرت امام مالک کا محتاج ہے اور جو علم تفسیر حاصل کرنا چاہے وہ مقاتل بن سلیمان کا محتاج ہے۔

اور عبداللہ بن داؤد الحربی نے بیان کیا ہے' لوگوں کو چاہیے کہ وہ ہر نماز میں حضرت امام ابوحنیفہ کے لیے ان کے حفظ' فقہہ' سنن کی وجہ دعا کریں اور سفیان ثوری اور ابن المبارک نے بیان کیا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ اپنے زمانے کے لوگوں سے سب سے بڑے فقیہ تھے اور ابونعیم نے بیان کیا ہے کہ آپ مسائل کی تہ تک پہنچنے والے تھے اور مکی بن ابراہیم نے بیان کیا ہے کہ آپ اہل ارض کے سب سے بڑے عالم تھے اور خطیب نے اپنی سند سے بحوالہ اسد بن عمر روایت کی ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رات کو نماز پڑھتے تھے اور ہر شب کو قرآن پڑھتے تھے اور روتے تھے حتیٰ کہ آپکے پڑوسیوں کو آپ پر رحم آ جاتا تھا' آپ چالیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے رہے اور جس جگہ آپ نے وفات پائی آپ نے اس میں ستر ہزار دفعہ قرآن ختم کیا اور آپ کی وفات اس سال یعنی ۱۵۰ھ کے ماہ رجب میں ہوئی اور ابن معین نے ۱۵۱ھ اور دوسروں نے ۱۵۳ھ میں آپ کی وفات بیان کی ہے اور پہلا قول صحیح ہے اور آپ کی پیدائش ۸۰ھ میں ہوئی اور آپ کی مکمل عمر ستر سال ہوئی اور بھیڑ کی کثرت کی وجہ سے بغداد میں آپ کی نماز جنازہ چھ بار پڑھی گئی اور آپ کی قبر بھی وہیں ہے۔

۱۵۱ھ

اس سال منصور نے عمر بن حفص کو سندھ سے معزول کر دیا اور ہشام بن عمرو تغلبی کو اس کا امیر مقرر کیا اور سندھ سے اس کی معزولی کا سبب یہ ہوا کہ جب محمد بن عبداللہ نے ظہور کیا تو اس نے اس کے بیٹے عبداللہ اشتر کو ایک جماعت کے ساتھ ہدایا اور اصیل گھوڑوں کے ساتھ عمر بن حفص کے پاس سندھ بھیجا اور اس نے ان ہدایا کو قبول کر لیا۔ پس انہوں نے خفیہ طور سے اس کے باپ محمد بن عبداللہ بن حسن کی طرف دعوت دی تو اس نے ان کی بات قبول کر لی اور انہوں نے سفید لباس پہن لیا اور جب محمد بن عبداللہ کے مدینہ میں قتل ہونے کی اطلاع آئی تو وہ شرمندہ ہوئے اور عبداللہ بن محمد کے پاس معذرت کرنے لگے تو عبداللہ نے اسے کہا' مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔ اس نے کہا میں عنقریب تجھے مشرکین کے بادشاہ کے پاس بھیج دوں گا جو ہمارے علاقے کے پڑوس میں رہتا ہے اور وہ رسول کریم ﷺ کی بہت تعظیم کرنے والا ہے اور جب اسے تیرے متعلق یہ پتہ چلا کہ تو ان کی اولاد میں سے ہے تو وہ تجھ سے محبت کرے گا تو اس نے اس کی بات مان لی اور عبداللہ بن محمد اس بادشاہ کے پاس چلا گیا اور وہ اس کے ہاں امن سے رہا اور عبداللہ' زیدی کی ایک جماعت میں منتقل ہو گیا اور ایک بڑی فوج کے ساتھ شکار کرنے لگا اور بہت سے لوگ اس کے ساتھ مل گئے اور زیدیہ کی جماعتیں اس کے پاس آنے لگیں۔

منصور نے سندھ کے نائب عمر بن حفص کو ناراضگی کا پیغام بھیجا تو امراء میں سے ایک شخص نے کہا مجھے اس کی طرف بھیجو اور معاملہ کو میرے سپرد کر دو میں اس کے پاس اس بارے میں معذرت کروں گا اور اگر میں بچ گیا تو فبہا ورنہ میں تیرا اور تیرے پاس جو امراء ہیں ان کا فدیہ بن جاؤں گا پس اس نے اس معاملہ میں اسے سفیر بنا کر منصور کے پاس بھیجا اور جب وہ منصور کے سامنے کھڑا ہوا تو اس نے اس کے قتل کا حکم دے دیا اور عمر بن حفص کو سندھ سے معزولی کا خط لکھا اور سندھ کی امارت کے عوض اسے بلاد افریقہ کا امیر بنا دیا اور جب منصور نے ہشام بن عمرو کو سندھ کی طرف بھیجا تو اسے حکم دیا کہ وہ عبداللہ بن محمد کے حاصل کرنے میں پوری کوشش کرے اور وہ اس میں سستی کرنے لگا تو منصور نے اس امر کی ترغیب دیتے ہوئے اسے پیغام بھیجا پھر اتفاق سے ہشام بن عمرو کا بھائی سیف' عبداللہ بن محمد کو ایک جگہ ملا تو انہوں نے باہم جنگ کی تو عبداللہ اور اس کے سب ساتھی قتل ہو گئے اور انہیں مقتولین میں اس کی جگہ کا پتہ نہ چلا اور نہ وہ اس کی جگہ کو معلوم کر سکے۔

ہشام بن عمرو نے منصور کو اس کے قتل کی اطلاع دیتے ہوئے خط لکھا تو اس نے اسے شکریہ کا پیغام بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہ بادشاہ سے جنگ کرے جس نے اسے پناہ دی تھی' نیز اسے بتایا کہ عبداللہ نے وہاں ایک لڑکی کو لونڈی بنایا تھا اور اس نے ایک بچہ جنا ہے جس کا نام اس نے محمد رکھا ہے پس جب تو بادشاہ پر فتح پائے تو اس بچے کو یاد رکھنا' پس ہشام بن عمرو نے اس بادشاہ پر حملہ کیا اور اس سے جنگ کر کے اسے مغلوب کر لیا اور اموال و ذخائر اور بلاد پر قبضہ کر لیا اور اس بادشاہ اور اس بچے اور خمس اور فتح کی

بشارت کو منصور کے پاس بھیجا جس سے منصور خوش ہوا اور اس بچے کو مدینہ بھجوا دیا اور منصور نے مدینہ کے نائب کو اس کی صحت نسب کے متعلق لکھا اور اسے حکم دیا کہ وہ اسے اس کے اہل کے پاس پہنچا دے اور وہ ان کے پاس رہے تا کہ اس کا نسب ضائع نہ ہو اور یہی وہ بچہ ہے جسے ابوالحسن بن الاثیر کہتے ہیں اور اس سال مہدی بن منصور خراسان سے اپنے باپ کے پاس آیا اور اس کے باپ اور امراء اور اکابر نے راستے میں اس کا استقبال کیا اور اس کے بعد بلاد کے نائبین اور شام وغیرہ کے نائب اس کو سلام کرنے اور فتح وسلامتی کی مبارکباد دینے آئے اور وہ اس کے پاس اس قدر تحائف لایا جو شمار و بیان میں نہیں آ سکتے۔

رصافہ کی تعمیر

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال منصور نے اپنے بیٹے مہدی کے لیے اس کے خراسان سے آنے کے بعد رصافہ کی تعمیر کا آغاز کیا اور یہ بغداد سے مشرق کی جانب ہے اور اس نے اس کے لیے فصیل اور خندق بنائی اور اس کے پاس میدان اور باغ بنایا اور نہر مہدی سے اس کی طرف پانی جاری کیا اور اس سال منصور نے اپنے لیے اور پھر اپنے بعد اپنے بیٹے مہدی کے لیے اور پھر ان دونوں کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کے لیے از سر نو بیعت لی اور امراء اور خواص نے آ کر بیعت کی اور وہ منصور کے ہاتھ اور اس کے بیٹے کے ہاتھ کو بوسہ دینے لگے اور عیسیٰ بن موسیٰ کے ہاتھ کو چومنے لگے اور وہ اسے چومتے نہ تھے' واقدی نے بیان کیا ہے کہ منصور نے معن بن زائدہ کو بجستان کا امیر مقرر کیا۔

اور اس سال مکہ اور طائف کے نائب محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی نے لوگوں کو حج کروایا اور حسن بن زید مدینہ کا اور محمد بن سلیمان کوفہ کا اور جابر بن زید کلابی بصرہ کا اور یزید بن حاتم مصر کا اور رحید بن قحطبہ خراسان کا اور معن بن زائدہ بجستان کا امیر تھا اور اس سال عبدالوہاب بن ابراہیم بن محمد نے موسم سرما کی جنگ کی۔

اور اس سال حنظلہ بن ابی سفیان' عبداللہ بن عون اور محمد بن اسحاق بن یسار مؤلف سیرۃ نبویہ نے وفات پائی' محمد بن اسحاق نے سیرت نبویہ کو جمع کر کے ایک راہنما نشان بنا دیا ہے جس پر فخر کا اظہار کیا جاتا ہے اور سب لوگ اس بارے میں اس کے محتاج ہیں۔ جیسا کہ امام شافعی وغیرہ آئمہ نے بیان کیا ہے۔

۱۵۲ھ

اس سال منصور نے زید بن حاتم کو مصر کی امارت سے معزول کر دیا اور محمد بن سعید کو اس کا امیر بنایا اور افریقہ کے نائب کی طرف فوج بھیجی اس کے متعلق اسے اطلاع ملی تھی کہ وہ نافرمان اور مخالف ہو گیا ہے اور جب اسے اس کے پاس لایا گیا تو اس نے اسے قتل کرنے کا حکم دے دیا اور بصرہ سے جابر بن زید کلابی کو معزول کر دیا اور یزید بن منصور کو اس کا امیر بنا دیا اور اس سال خوارج نے معن بن زائدہ کو بجستان میں قتل کر دیا اور اس سال میں عباد بن منصور اور یونس بن یزید الایلی نے وفات پائی۔

۱۵۳ھ

اس سال منصور اپنے کاتب ابوایوب المور یانی سے ناراض ہوگیا اور اسے اس کے بھائی خالد اور اس کے چاروں بھتیجوں سعید' مسعود' مخلط اور محمد کو قید کر لیا اور ان سے بہت سے اموال کا مطالبہ کیا اور ابن عساکر نے ابوجعفر منصور کے حالات میں اس کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ وہ اپنی جوانی کے ایام میں موصل آیا اور وہ ایک محتاج آدمی تھا جس کے پاس کوئی چیز موجود نہ تھی تو اس نے کسی ملاح کے پاس مزدوری شروع کر دی حتیٰ کہ انہوں نے کچھ مال کما لیا جس سے اس نے ایک عورت سے نکاح کر لیا پھر وہ اس سے وعدے کرنے لگا اور اسے آرزوئیں دلانے لگا کہ وہ بڑے گھرانے سے تعلق رکھتا ہے اور عنقریب جلد ہی انہیں بادشاہت ملنے والی ہے' اتفاق سے وہ اس سے حاملہ ہوگئی پھر ابوامیہ نے اسے تلاش کیا تو وہ بھاگ گیا اور اسے حمل کی حالت میں چھوڑ گیا اور اس کے پاس ایک رقعہ رکھ گیا جس میں اس کا نسب لکھا تھا کہ وہ عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس ہے اور اس نے اسے حکم دیا کہ جب اسے اس کا حکم ملے تو وہ اس کے پاس آ جائے اور جب اس کے ہاں لڑکا پیدا ہو تو اس کا نام جعفر رکھے اس نے ایک بچے کو جنم دیا اور اس کا نام جعفر رکھا اور بچے نے پروان چڑھ کر کتابت سیکھی اور عربی اور ادب میں شاندار مہارت پیدا کر لی۔

پھر بنوعباس کے پاس حکومت آ گئی تو اس عورت نے سفاح کے بارے میں پوچھا تو وہ اس کا آقا نہیں تھا پھر منصور خلیفہ بنا تو بچہ بغداد چلا گیا اور رسائل کے کاتبوں میں مل جل گیا اور منصور کے دیوان انشاء کا افسر ابوایوب المور یانی اس سے بہت خوش ہوا اور اس نے اس کے ہاں مرتبہ حاصل کر لیا اور اس نے اسے دوسروں پر مقدم کیا' اتفاق سے یہ اس کے ساتھ خلیفہ کے سامنے حاضر ہوا تو خلیفہ اسے دیکھنے لگا پھر اس نے ایک روز خادم کو بھیجا کہ وہ کاتب کو لے کر آئے پس وہ آیا اور یہ نوجوان بھی اس کے ساتھ تھا اور اس نے منصور کے سامنے خط لکھا اور منصور اسے دیکھنے لگے اور غور وفکر کرنے لگا پھر اس نے اس کے نام کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا اس کا نام جعفر ہے اس نے پوچھا کس کے بیٹے ہو تو نوجوان خاموش ہوگیا' اس نے پوچھا تو بولتے کیوں نہیں؟ اس نے کہا اے امیر المومنین میرے حالات ایسے ایسے ہیں پس خلیفہ کا چہرہ متغیر ہوگیا پھر اس نے اس سے اس کی ماں کے متعلق دریافت کیا تو اس نے اسے بتایا پھر اس نے موصل شہر کے حالات کے بارے میں اس سے پوچھا تو وہ اسے بتانے لگا اور نوجوان متعجب ہونے لگا پھر خلیفہ نے اس کے پاس آ کر اسے گود میں لے لیا اور کہنے لگا تو میرا بیٹا ہے پھر اس نے اسے قیمتی ہار اور بہت سا مال اور اس کی ماں کی طرف خط دے کر بھیجا جس میں اسے اصل حقیقت اور بچے کا حال بتایا۔

اور وہ نوجوان اس مال کے ساتھ خلیفہ کے خفیہ دروازے سے باہر نکلا اور اسے محفوظ کر کے پھر ابوایوب کے پاس آیا تو اس نے پوچھا خلیفہ کے ہاں تجھے کس وجہ سے دیر ہوئی ہے؟ اس نے کہا اس نے مجھے بہت سے خطوط لکھنے کو کہا پھر ان دونوں نے باہم گفتگو کی پھر نوجوان نے ناراض ہو کر اسے چھوڑ دیا اور فوراً اٹھ کر موصل جانے کے لیے کرایہ پر مزدور لیا تاکہ اپنی ماں کو بتائے اور اسے اور اس کے اہل کو اپنے خلیفہ باپ کے پاس لے آئے۔ پس وہ کئی دن چلتا رہا پھر ابوایوب نے اس کے بارے میں دریافت کیا تو اسے بتایا گیا کہ وہ سفر پر چلا گیا ہے اور ابوایوب نے خیال کیا کہ اس نے خلیفہ کے پاس کوئی راز افشا کر دیا ہے اور اس کو چھوڑ

کر بھاگ گیا ہے پس اس نے اس کی تلاش شروع کی ایلچی بھیجا اور اسے کہا تو اسے جہاں بھی پائے اسے میرے پاس لے آنا' ایلچی اس کی تلاش میں روانہ ہو گیا اور اس نے اسے ایک منزل پر پایا تو اس نے اس کا گلا گھونٹ کر اسے کنوئیں میں پھینک دیا اور جو کچھ اس کے پاس تھا اسے لے کر ابوایوب کے پاس آ گیا اور جب ابوایوب خط پر مطلع ہوا تو شرمندہ ہو گیا اور اسے اس کے پیچھے بھیجنے پر بھی شرمندہ ہوا اور خلیفہ نے اپنے بیٹے کی واپسی کا انتظار کیا اور اس نے دیر کر دی تو اس نے اس کا حال معلوم کیا تو اچانک اسے پتہ چلا کہ ابوایوب کے ایلچی نے پیچھے سے مل کر اسے قتل کر دیا ہے اس موقع پر اس نے ابوایوب کو طلب کیا اور اموال عظیمہ کو اس کے ذمے واجب کیا اور وہ مسلسل سزا پاتا رہا حتیٰ کہ اس نے اپنے سب اموال وذخائر حاصل کر لیے اور پھر اسے قتل کر دیا اور کہنے لگا اس نے میرے حبیب کو قتل کیا ہے اور منصور جب کبھی اپنے بیٹے کو یاد کرتا سخت غمگین ہو جاتا۔

اور اس سال صفریہ خوارج وغیرہ نے بلاد افریقہ میں خروج کیا اور ان میں سے ساڑھے تین لاکھ سوار اور پیادے ابوحاتم انماطی اور ابوعباد کی سرکردگی میں اکٹھے ہو گئے اور ابوقرۃ صفری بھی چالیس ہزار جوانوں کے ساتھ ان سے آ ملا اور انہوں نے افریقہ کے نائب سے جنگ کی اور اس کی فوج کو شکست دی اور اسے قتل کر دیا اور وہ عمر بن عثمان بن ابی صفرۃ تھا جو سندھ کا نائب تھا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے ان خوارج نے اسے قتل کر دیا رحمہ اللہ اور خوارج نے اپنے شہروں میں بہت فساد برپا کیا اور بیوی بچوں کو قتل کر دیا اور اس سال منصور نے لوگوں پر بہت طویل سیاہ ٹوپیاں پہننا لازم قرار دیا حتیٰ کہ وہ انہیں اٹھانے کے لیے سرکنڈوں کی مدد لینے لگے اور ابودلامہ شاعر نے اس بارے میں کہا ہے:

اور ہم امام سے اضافہ کی امید رکھتے تھے اور امید گاہ امام نے ٹوپیوں میں اضافہ کر دیا ہے تو انہیں مردوں کے سروں پر دیکھے گا گویا وہ یہود کے لٹکے ہیں جو برانس[1] سے ڈھانکے گئے ہیں۔

اور اس سال معیوف بن یحییٰ الحجوری نے موسم گرما کی جنگ لڑی اور بہت سے رومیوں کو جو چھ ہزار سے بھی زائد تھے' قیدی بنا لیا اور بہت سے اموال غنیمت میں حاصل کئے اور مہدی بن منصور نے لوگوں کو حج کروایا اور محمد بن ابراہیم مکہ اور طائف کا اور حسن بن زید مدینہ کا اور محمد بن سلیمان کوفہ کا اور یزید بن منصور بصرہ کا اور محمد بن سعید مصر کا نائب تھا اور واقدی نے بیان کیا ہے کہ منصور نے اس سال یزید بن منصور کو یمن کا نائب مقرر کیا تھا اور اس سال ابان بن صمعۃ' اسامہ بن زید لیثی' ثور بن یزید حمصی' حسن بن عمارۃ' قطر بن خلیفہ اور ہشام بن الغازی نے وفات پائی۔ واللہ اعلم۔

۱۵۴ھ

اس سال منصور بلاد روم میں آیا اور بیت المقدس کی زیارت کی اور یزید بن حاتم کو پچاس ہزار فوج کے ساتھ تیار کیا اور اسے بلاد افریقہ کا امیر مقرر کیا اور اسے خوارج کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا اور اس نے اس فوج پر تقریباً تریسٹھ ہزار درہم خرچ

---

[1] برنس ہر اس لباس کو کہتے ہیں جس کے ایک حصے سے سر کو ڈھک لیا جائے۔ مترجم۔

کئے اور ظفر بن عاصم ہلالی نے موسم گرما کی جنگ لڑی۔

اور اس سال محمد بن ابراہیم نے لوگوں کو حج کروایا اور بصرہ کے سوا شہروں اور صوبوں کے نائبین وہی تھے جو اس سے پہلے سال تھے بصرہ کا نائب عبدالملک بن ایوب بن ظبیان تھا۔

اور اس سال ابوایوب کاتب اور اسکے بھائی خالد نے وفات پائی اور منصور نے اس کے بھتیجوں کے متعلق حکم دیا کہ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں پھر اس کے بعد انہیں قتل کیا جائے اور اس نے ان کے ساتھ یہی سلوک کیا۔

اشعب الطامع

اور اس سال اشعب الطامع نے وفات پائی جو اشعب بن جبیر ابوالعلاء تھا اور اسے ابواسحاق المدینی اور ابوحمیدہ بھی کہا جاتا ہے اس کا باپ آل زبیر کا غلام تھے جسے مختار نے قتل کر دیا تھا اور وہ واقدی کا ماموں تھا عبداللہ بن جعفر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے اور ابان بن عثمان' سالم اور عکرمہ سے بھی یہی روایت ہے اور وہ خوش شکل اور بے حیا تھا اور اس کے زمانے کے لوگ اس کی بے حیائی اور اس کے طمع کی وجہ سے اسے پسند نہ کرتے تھے اور وہ بڑا اچھا گویا تھا اور وہ یزید بن ولید کے پاس دمشق گیا اور ابن عساکر نے اس کے حالات بیان کئے ہیں جن میں اس کے بارے مضحک باتیں بیان کی ہیں اور اس سے دو حدیثوں کا اسناد کیا ہے اور اسی سے روایت کی گئی ہے کہ اس سے پوچھا گیا کہ وہ حدیث بیان کرے تو اس نے کہا کہ عکرمہ نے بحوالہ ابن عباس مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص دو باتوں پر عمل کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ پھر وہ خاموش ہو گیا اس سے دریافت کیا گیا وہ دو باتیں کیا ہیں؟ اس نے کہا ایک عکرمہ کو بھول گئی تھی اور ایک مجھے بھول گئی ہے اور سالم بن عبداللہ بن عمر اسے جاہل سمجھتے تھے اور اسے شیریں خیال کرتے تھے اور اس سے ہنسی کرتے تھے اور اسے اپنے ساتھ جنگل کی طرف لے جاتے تھے اور اسی طرح دوسرے اکابر بھی کرتے تھے۔

اور امام شافعی نے بیان کیا ہے کہ ایک روز بچوں نے اشعب سے مذاق کیا تو اس نے انہیں کہا یہاں پر وہ لوگ موجود ہیں جو اخروٹ تقسیم کر رہے ہیں تاکہ انہیں اپنے پاس سے دور کر دے۔ پس بچے جلدی اس طرف چلے گئے اور جب اس نے دوڑتے دیکھا تو کہنے لگا شاید یہ بات سچ ہی ہو تو خود بھی ان کے پیچھے پیچھے چل پڑا' ایک شخص نے اسے کہا تیرا طمع کہاں تک پہنچا ہے اس نے کہا کہ مدینہ میں جو بھی دلہن آئی ہے میں نے چاہا ہے کہ وہ میرے پاس آئے اور میں اپنی حویلی کو صاف کر دوں اور اپنے دروازے کو صاف کر دوں اور اپنے گھر میں جھاڑو دوں ایک روز وہ ایک شخص کے پاس سے گزرا جو ردی کھجوروں سے ایک طشتری بنا رہا تھا اس نے اسے کہا اس میں ایک یا دو پھیروں کا اضافہ کر دینا شاید کسی روز کوئی اس میں ہمارے ہاں ہدیہ بھیجے۔

اور ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ ایک روز اشعب نے سالم بن عبداللہ بن عمر کو ایک شاعر کے اشعار گا کر سنائے:

وہ اسے لے کر چلتے بنے اور ماہ کامل اس کے چہرے کی مانند تھا اور صاف لباس میں بڑی دیندار تھی اس کا حسب پاکیزہ اور عزت پاک ہے اور ہر ناپسندیدہ بات سے اسے روکنے والا ہے اور وہ حیادار خوبصورت عورتوں میں سے ہے جو کسی تہمت سے دوچار نہیں ہوئی اور خوف خدا سے کسی شاعر نے اس کی نوازش نہیں چاہی۔

سالم نے اسے کہا بہت اچھا ہمیں کچھ اور سناؤ تو اس نے گا کر اسے یہ شعر سنائے:

وہ ہمارے پاس تاریک شب میں آئی گویا وہ کوے کا پر ہے اور اس سے قطرے ٹپک رہے تھے تو میں نے کہا کیا کوئی عطار ہمارے گھروں میں ٹھہر گیا ہے اور لیلیٰ کو پتہ نہ چلا اس کی خوشبو ہی عطر کے برابر تھی۔

سالم نے اسے کہا بہت اچھا اگر لوگوں کی باتوں کا خدشہ نہ ہوتا تو میں تجھے بہت انعام دیتا اور تجھے اس معاملے میں ایک مقام حاصل ہے۔

اور اس سال جعفر بن برقان' الحکم بن ربان' عبدالرحمٰن بن زید بن جابر' حرۃ بن خالد اور ابوعمرو بن العلاء نے وفات پائی جو ائمۃ القراء میں سے ایک تھا اور اس کا نام ہی اس کی کنیت تھی اور بعض کا قول ہے کہ اس کا نام ریان تھا اور پہلا قول صحیح ہے اور وہ ابوعمرو بن العلاء بن عمار بن العریان بن عبداللہ بن الحصین تمیمی مازنی بصری ہے اور اس کے نسب کے بارے میں اور باتیں بھی بیان کی گئی ہیں اور وہ اپنے زمانے میں فقہ' نحو اور علم القرات کا نشان تھا اور وہ بڑے بڑے علماء عاملین میں سے تھا' کہتے ہیں کہ اس نے کلام عرب میں سے ایک گھر بھر کے برابر لکھا پھر درویشی اختیار کرلی اور وہ سارا لکھا لکھایا جلا دیا پھر اس نے پہلے کلام کی مراجعت کی تو اس کے پاس وہی کچھ رہ گیا جو کلام عرب سے اسے حفظ تھا اور اس نے بہت سے جاہلی بدوؤں سے ملاقات کی اور وہ حسن بصری کے زمانے میں اور آپ کے بعد بھی مقدم تھا اور عربی زبان میں اس کے منتخب کلام میں سے اس کا یہ قول بھی ہے جو اس نے الغرۃ فی الجنین کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ وہ اس میں سفیدی کے سوا کسی بات کو قبول نہیں کرتی خواہ لڑکا ہو یا لڑکی اس نے یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول غرۃ عبد وامہ سے سمجھی ہے اور اگر آپ کی مراد غلام یا لونڈی ہوتی تو میں آپ سے عزۃ سے مقید نہ کرتے اور الغرۃ صرف سفیدی کو کہتے ہیں۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ یہ غریب قول ہے اور مجھے معلوم نہیں کہ آئمہ مجتہدین میں سے کسی نے اس سے اتفاق کیا ہے یا نہیں؟ اور اس کے متعلق بیان کیا گیا ہے جب ماہ رمضان آ جاتا تو وہ اس کے گزر جانے تک شعر نہ پڑھتا اور وہ صرف قرآن مجید پڑھتا رہتا اور وہ ہر روز ایک نیا کوزہ اور تازہ خوشبو خریدتا تھا اور اصمعی نے تقریباً دس سال اس کی صحبت اٹھائی ہے۔

اس کی وفات اس سال ہوئی اور بعض ۱۵۶ھ اور بعض ۱۵۹ھ میں بیان کرتے ہیں۔ واللہ اعلم اور اس کی عمر نوے سال کے قریب تھی اور بعض کہتے ہیں کہ وہ نوے سال سے متجاوز تھا واللہ اعلم اور اس کی قبر شام میں ہے اور بعض نے کوفہ میں بیان کی ہے واللہ اعلم اور ابن عساکر نے صالح بن علی بن عبداللہ بن العباس کے حالات میں اس کے باپ سے بحوالہ اس کے دادا عبداللہ بن عباس مرفوعاً روایت کی ہے کہ اگر ۱۵۴ سال بعد تم میں سے کوئی کتے کے پلے کو پرورش کرے تو یہ اس کے لیے اپنی صلب کے بیٹے کو پرورش کرنے سے بہتر ہے اور یہ بہت ہی منکر ہے اور اسکے اسناد میں اعتراض پایا جاتا ہے' اس نے اسے تمام کے طریق سے عن حثیمہ بن سلیمان عن محمد بن عوف حمصی عن ابی المغیرہ عبداللہ بن السحط عن صالح بیان کیا ہے اور اس عبداللہ بن السحط کو میں نہیں جانتا اور ہمارے شیخ ذہبی نے اپنی کتاب المیزان میں اس کا ذکر کیا ہے ہے اور بیان کیا ہے کہ صالح بن علی سے موضوع حدیث روایت کی گئی ہے۔

۱۵۵ھ

اس سال یزید بن حاتم' بلاد افریقہ میں داخل ہوا اور انہیں دوبارہ شروع سے فتح کیا اور جو خوارج وہاں پر متغلب ہو گئے تھے انہیں قتل کر دیا اور ان کے امراء کو قتل کر دیا اور ان کے اکابر کو قیدی بنا لیا اور ان کے اشراف کو ذلیل کیا اور ان شہروں کے باشندوں کو خوف کے بدلے امن وسلامتی اور ذلت کے بدلے عزت دی اور ان کے مقتول امراء میں سے ابوحاتم اور ابوعباد بھی تھے جو دونوں خارجی تھے اور جب شہروں کے حالات درست ہو گئے تو اس کے بعد وہ بلاد قیروان میں داخل ہو گیا اور انہیں ٹھیک ٹھاک کیا اور ان کے باشندوں کو سکون دیا اور ان کے معاملات کو درست کیا اور ان کے خوف کو دور کیا۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

الرافقہ کی تعمیر

اس سال منصور نے بغداد کی طرز پر الرافقہ کی تعمیر کا حکم دیا اور اس میں فصیل بنانے کا بھی حکم دیا اور کوفہ کے اردگرد خندق بنائی اور اس کے باشندوں کے اموال پر جو ٹیکس لگایا تھا اسے وصول کیا ہر آسودہ حال سے چالیس درہم وصول کئے اور پہلے اس نے پانچ پانچ درہم مقرر کئے تھے پھر اس نے چالیس چالیس درہم ٹیکس لگا دیا اور اس بارے میں ایک شخص نے کہا ہے۔

اے میری قوم ہم نے امیر المومنین کے بارے میں یہ دیکھا ہے اس نے پانچ پانچ درہم لگائے اور چالیس چالیس اکٹھے کئے اور اس سال یزید بن اسید سلمی نے موسم گرما کی جنگ لڑی اور اسی سال میں شاہ روم نے منصور سے اس شرط پر مصالحت کا مطالبہ کیا کہ وہ اسے جزیہ دے گا اور اسی سال میں منصور نے اپنے بھائی عباس بن محمد کو جزیرہ سے معزول کر دیا اور اسے بہت سے اموال کا تاوان ڈالا اور اسی سال میں اس نے محمد بن سلیمان کو کوفہ کی امارت سے معزول کر دیا' کہتے ہیں کہ اس نے اسے اس وجہ سے معزول کیا کہ اسے اس کے متعلق خبر ملی کہ وہ برے کاموں کا ارتکاب کرتا ہے نیز ایسے کام بھی کرتا ہے جو عمال کی شان کے مناسب نہیں ہوتے اور بعض کا قول ہے کہ محمد بن ابی العوجاء کے قتل کی وجہ سے اسے معزول کیا گیا۔ اور یہ ابوالعوجاء زندیق تھا۔

کہتے ہیں کہ جب اس نے اس کے قتل کا حکم دیا تو اس نے چار ہزار احادیث کے وضع کرنے کا اعتراف کیا جن میں اس نے حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنا دیا اور وہ عید الفطر کے روز لوگوں سے روزہ رکھواتا اور روزوں کے دنوں میں انہیں افطار کرواتا اور منصور نے چاہا کہ اس کے قتل کو اس کا گناہ بنا دے پس اس نے اس کی وجہ سے اسے معزول کر دیا اور اس نے اس سے قصاص لینے کا بھی ارادہ کیا تو عیسیٰ بن موسیٰ نے اسے کہا اے امیر المومنین اس وجہ سے نہ اسے معزول کرو اور نہ اسے قتل کرو اور اس نے اسے زندقت (بے دینی) کی وجہ سے قتل کر دیا اور جب اس وجہ سے آپ اسے معزول کریں گے تو عوام اس کی تعریف کریں گے اور آپ کو مذمت کریں گے' پس اس نے ایک وقت تک اسے چھوڑ دیا پھر اسے معزول کر دیا اور اس کی جگہ کوفہ پر عمر بن زہیر کو امیر مقرر کیا اور اسی سال میں اس نے حسن بن زید کو مدینہ سے معزول کر دیا اور وہ اپنے چچا عبدالصمد بن علی کو اس کا امیر مقرر کیا اور اس کے ساتھ فلیح بن سلیمان کو اس کا نگران مقرر کیا اور محمد بن ابراہیم بن محمد مکہ پر اور الہیثم بن معاویہ بصرہ پر اور محمد بن سعید مصر پر اور یزید بن

حاتم افریقہ پر امیر مقرر تھا اور اس سال صفوان بن عمرو اور عثمان بن الصائکہ یہ دونوں دمشق کے رہنے والے تھے اور عثمان بن عطاء اور مسعر بن کدام نے وفات پائی۔

حماد الراویہ

ابن ابی لیلیٰ میسرہ اسے سابور بھی کہا جاتا ہے۔ بن المبارک بن عبید الدیلمی الکوفی کبیر بن زید الخیل طائی کا غلام تھا جو عرب کی جنگوں' اخبار واشعار اور لغات کا سب لوگوں سے زیادہ عالم تھا اور اسی نے سبع معلقات طوال کو جمع کیا اور عربوں سے بکثرت شعر کی روایت کی وجہ سے اس کا نام الراویہ رکھا ہے' ولید بن یزید بن عبدالملک نے اس بارے میں اس کا امتحان لیا تو اس نے اسے حروف تہجی کے مطابق ۲۹ قصیدے سنائے' ہر قصیدہ تقریباً ایک سو اشعار کا تھا اور اس کا خیال تھا کہ شعرائے عرب میں سے جس شاعر کا بھی نام لیا جائے وہ اس کے اشعار سنا دیتا تھا جو دوسروں کو یاد نہیں ہوتے تھے' پس اس نے اسے ایک لاکھ درہم دیا اور ابومحمد شریری نے اپنی کتاب درۃ الغواص میں بیان کیا ہے کہ ہشام بن عبدالملک نے اسے اپنے نائب یوسف بن عمر کے ذریعے عراق سے بلایا اور جب وہ اس کے پاس آیا تو وہ ایک کشادہ گھر میں جو سنگ مرمر اور سونے سے مرصع تھا موجود تھا اور اس کے پاس دو نہایت خوبصورت لڑکیاں تھیں تو اس نے اسے کچھ سنانے کو کہا تو اس نے اسے شعر سنائے تو اس نے اسے کہا اپنی ضرورت کا سوال کرو' اس نے کہا یا امیر المومنین ایک بات ہے جو نہیں ہوگی' اس نے کہا وہ کیا ہے اس نے کہا ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک کو میری خاطر طلاق دے دو اس نے کہا' یہ دونوں اور جو کچھ ان دونوں کے اوپر ہے تمہارا ہوا اور اس نے اپنے گھر میں اسے علیحدہ جگہ دے دی اور ایک لاکھ درہم اسے دیا یہ کہانی ملخص ہے ظاہر ہے کہ یہ خلیفہ ولید بن یزید تھا اور اس نے بیان کیا ہے کہ اس نے اس کے ساتھ شراب نوشی کی حالانکہ ہشام شراب نہیں پیتا تھا اور نہ ہی یوسف بن عمر اس کا نائب تھا' اس کا نائب خالد بن عبداللہ القسری تھا اور اس کے بعد یوسف بن عمر بن عبدالعزیز تھا اور اس سال حماد نے ساٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ کہتے ہیں کہ اس نے ۱۵۸ھ میں مہدی کی خلافت کے آغاز کا زمانہ پایا ہے اور اس سال میں حماد عجرد کو زندقت کی وجہ سے قتل کیا گیا اور یہ حماد بن عمر بن یوسف بن کلیب کوفی ہے اور اسے واسطی بھی کہا جاتا ہے' یہ بنی سواد کا غلام تھا اور بیہودہ گو شاعر' ذہین' زندیق اور اسلام کے بارے میں متہم تھا اور اس نے اموی اور عباسی دونوں حکومتوں کا زمانہ پایا اور صرف بنوعباس کے زمانے میں مشہور ہوا اور اس کے اور بشار بن برد کے درمیان بہت سی ہجوگوئی ہوئی اور اس بشار کو زندقت کی وجہ سے قتل کیا گیا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا اور حماد کی قبر میں اسکے ساتھ دفن کیا گیا اور بعض کا قول ہے کہ حماد عجرد نے ۱۵۸ھ میں وفات پائی اور بعض نے ۱۶۱ھ میں اس کی وفات بیان کی ہے واللہ اعلم۔

۱۵۶ھ

اس سال الہیثم بن معاویہ نے جو بصرہ پر منصور کا نائب تھا عمرو بن شداد پر فتح پائی جو ابراہیم بن محمد بن علی کی طرف سے ایران کا عامل تھا کہتے ہیں کہ اس نے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹنے کا حکم دیا اور اسے قتل کر کے صلیب دیا گیا اور اسی سال میں منصور نے الہیثم بن معاویہ کو جس نے یہ کارنامہ سرانجام دیا تھا بصرہ سے معزول کر دیا اور سوار بن عبداللہ کو اس کا قاضی مقرر کر دیا اور اس نے اسے قضاء اور نماز دونوں کی امارت دے دی اور اس کی پولیس اور جوانوں پر سعید بن دعلج کو افسر مقرر کر دیا اور عمرو بن شداد کا قاتل الہیثم بن معاویہ بغداد واپس آ گیا اور اس سال میں اچانک وفات پا گیا اور وہ اپنی ایک لونڈی کے پیٹ پر لیٹا ہوا تھا منصور نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اسے بنو ہاشم کے قبرستان میں دفن کیا گیا کہتے ہیں کہ اسے عمرو بن شداد کی بد دعا لگی جس کو اس نے قتل کیا تھا پس بندے کو ظلم سے بچنا چاہیے۔

اور منصور کے بھائی عباس بن محمد نے لوگوں کو حج کروایا اور شہروں کے نائبین وہی تھے جو اس سے پہلے سال تھے' ایران' اہواز اور دجلہ کے صوبہ پر عمارہ بن حمزہ اور سندھ اور کرمان پر ہشام بن عمرو امیر تھے اور ایک قول کے مطابق اس سال حمزہ زیات نے وفات پائی جو مشہور قراء اور عابدین میں سے ہے اور قرأت میں طویل روایت اسی کی طرف منسوب ہوتی ہیں جو اسی کی اصلاح ہے اور بعض آئمہ نے ان کے سبب اس پر اعتراضات کیے ہیں اور اس پر عیب لگائے ہیں اور سعید بن عروبہ ایک قول کے مطابق پہلا شخص ہے جس نے سنن کو جمع کیا اور عبداللہ بن شوذب عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم افریقی اور عمرو بن ذر نے بھی اسی سال میں وفات پائی۔

۱۵۷ھ

اس سال منصور نے بغداد میں اپنا قصر خلد اس نیک شگون پر تعمیر کیا کہ وہ دنیا میں ہمیشہ رہے گا اور وہ اس کی تکمیل کے وقت مر گیا اور اس کے بعد محل برباد ہو گیا اور اس کی تعمیر کی ترغیب دینے والا ابان بن صدقہ اور منصور کا غلام ربیع تھے اور وہ اس کا حاجب بھی تھا اور اسی سال میں منصور نے دارالامارۃ کے قریب سے بازاروں کو کرخ کی طرف منتقل کر دیا اور اس سے قبل ہم اس کے سبب کو بیان کر چکے ہیں اور اسی سال میں اس نے راستوں کی کشادگی کا حکم دیا اور اسی میں باب الشعیر کے پاس پل بنانے کا حکم دیا اور اسی سال میں منصور نے اپنے سپاہیوں کی نمائش کی اور وہ ہتھیار بند تھے اور وہ خود بھی ہتھیار بند تھا اور یہ نمائش دجلہ کے پاس ہوئی اور اسی سال میں اس نے سندھ سے ہشام بن عمرو کو معزول کر دیا اور سعید بن الخلیل کو اس کا امیر مقرر کیا اور یزید بن اسید اسلمی نے اس سال موسم گرما کی جنگ لڑی اور وہ بلاد روم میں دور تک چلا گیا اور اس نے البطال کے غلام سنان کو اپنے آگے بطور ہراول بھیجا اور اس نے قلعوں کو فتح کیا اور قیدی بنائے اور غنیمت حاصل کی اور اس سال ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی نے لوگوں کو حج کروایا اور شہروں کے نائبین وہی تھے جو اس سے پہلے سال تھے اور اسی میں حسین بن واقد اور جلیل القدر امام علامہ زماں ابو عمرو عبدالرحمٰن

بن عمرو بن محمد ابوعمرو اوزاعی نے وفات پائی جو شامیوں کا فقیہ اور امام تھا اور اہل دمشق اور اس کے اردگرد کے شہروں کے لوگ تقریباً ۲۲۰ھ تک اس کے مذہب پر قائم رہے۔

امام اوزاعی کے حالات:

عبدالرحمن بن عمرو بن محمد ابوعمرو اوزاعی' اوزاع' حمیر کا ایک بطن ہے اور وہ انہی میں سے ہے یہ قول محمد بن سعد کا ہے اور دوسروں کا بیان ہے کہ یہ بطن ان میں سے نہیں ہے' آپ اوزاع کے محلّہ میں اترے اور یہ باب الفرادیس سے باہر دمشق کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے اور آپ یحییٰ بن عمرو سیبانی کے عم زاد ہیں' ابوزرعۃ نے بیان کیا ہے کہ اصل میں یہ سندھ کے قیدی ہیں اور یہ اوزاع میں اترے تو اس کی نسبت ان پر غالب آ گئی اور دوسروں کا بیان ہے کہ آپ بعلبک میں پیدا ہوئے اور آپ نے یتیمی کی حالت میں بقاع میں اپنی ماں کی گود میں پرورش پائی اور وہ ایک شہر سے دوسرے شہر میں منتقل ہوتی رہتی تھی اور آپ نے خود ہی اچھی پرورش پائی اور بادشاہوں اور وزراء اور تجاروں کے بیٹوں میں سے کوئی آپ سے بڑھ کر عقل مند' متقی' عالم' فصیح' باوقار' حلیم اور زیادہ خوش طبع نہ تھا اور آپ نے جو بات بھی کی آپ کے ہم نشینوں میں سے جس نے بھی اسے سنا اس نے اس کی خوبصورتی کی وجہ سے اپنے آپ کو اس کے لکھنے پر متعین کر لیا اور آپ رسائل وکتابت میں بڑی مشقت برداشت کرتے تھے اور ایک بار آپ نے یمامہ کی طرف فوج بھجوانے کے بارے میں املا کروائی اور یحییٰ بن ابی کثیر سے حدیث سنی اور اسی کی صحبت اختیار کر لی تو اس نے حضرت حسن اور حضرت ابن سیرین سے سماع کے لیے آپ کو بصرہ جانے کی راہ دکھائی تو آپ بصرہ چلے گئے آپ بصرہ گئے تو آپ کو معلوم ہوا کہ حضرت حسن تو دو ماہ ہوئے فوت ہو چکے ہیں اور حضرت ابن سیرین بیمار ہیں' پس آپ ان کی عیادت کے لیے گئے اور ان کا مرض شدت اختیار کر گیا اور وہ فوت ہو گئے اور امام اوزاعی نے ان سے کوئی بات نہ سنی' پھر آپ آ کر دمشق کے محلّہ اوزاع میں باب الفرادیس کے باہر فروکش ہو گئے اور فقہ' حدیث' مغازی اور دیگر علوم اسلامیہ میں اپنے زمانے میں اہل دمشق اور دیگر شہروں کے لوگوں کے سردار بن گئے اور آپ نے بہت سے تابعین وغیرہ سے ملاقات کی اور بڑے بڑے مسلمانوں کی جماعتوں نے آپ سے روایت کی ہے جیسے حضرت امام مالک بن انس' ثوری اور زہری آپ ان کے شیوخ میں سے ہیں اور کئی آئمہ نے آپ کی تعریف کی ہے اور مسلمانوں نے آپ کی امامت وعدالت پر اتفاق کیا ہے۔

امام مالک نے فرمایا ہے اوزاعی ایسے امام ہیں جن کی اقتدا کی جاتی ہے اور سفیان بن عیینہ وغیرہ نے فرمایا ہے اوزاعی اپنے اہل زمانہ کے امام تھے' ایک دفعہ آپ نے حج کیا اور مکہ آئے تو سفیان ثوری آپ کے اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے تھے اور مالک بن انس اسے پیچھے سے ہانک رہے تھے اور ثوری کہہ رہے تھے شیخ کے لیے کشادگی کرو حتیٰ کہ ان دونوں نے آپ کو کعبہ کے پاس بٹھا دیا اور دونوں آپ کے سامنے آپ سے علم حاصل کرنے کے لیے بیٹھ گئے اور ایک دفعہ امام مالک اور اوزاعی نے ظہر سے لے کر عصر کے پڑھنے تک باہم مدینہ میں گفتگو کی اور عصر سے مغرب کے پڑھنے تک پس اوزاعی' مغازی میں ان پر غالب آ گئے اور مالک' فقہ میں ان پر غالب آ گئے یا فقہ کے بعض مسائل میں ان پر غالب آ گئے اور امام اوزاعی اور ثوری نے مسجد الخیف میں رکوع اور رکوع سے اٹھنے پر مسئلہ رفع یدین کے بارے میں مناظرہ کیا اور اوزاعی نے رفع یدین کے بارے میں اس روایت سے حجت

پکڑی جسے اس نے زہری سے عن سالم عن ابیہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ رکوع میں اور رکوع سے اٹھنے پر اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے اور ثوری نے اس بارے میں یزید بن ابی زیاد کی حدیث سے حجت پکڑی تو اوزاعی نے غضب ناک ہو کر کہا تو یزید بن ابی زیاد کی حدیث سے زہری کی حدیث کا مقابلہ کرتا ہے حالانکہ وہ ضعیف آدمی ہے؟ تو ثوری کا چہرہ سرخ ہو گیا اور اوزاعی نے کہا جو بات میں نے کہی ہے شاید آپ نے اسے ناپسند کیا ہے؟ اس نے کہا ہاں' تو اوزاعی نے کہا ہمارے ساتھ آؤ تا کہ ہم رکن کے پاس ایک دوسرے پر لعنت کریں کہ ہم میں سے حق پر کون ہے تو ثوری نے سکوت اختیار کر لیا اور ہقل بن زیاد نے بیان کیا ہے کہ اوزاعی نے ستر ہزار مسائل کے بارے میں فتویٰ دیا ہے اور ابوزرعہ نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ۱۱۳ھ میں فتویٰ دیا اور اس وقت آپ کی عمر ۲۵ سال تھی پھر آپ ہمیشہ فتویٰ دیتے رہے حتیٰ کہ آپ فوت ہو گئے اور آپ کی عقل ٹھیک ٹھاک تھی اور یحییٰ القطان نے بحوالہ مالک بیان کیا ہے کہ میرے ہاں اوزاعی' ثوری اور ابوحنیفہ اکٹھے ہوئے ہیں میں نے پوچھا ان میں سے کون زیادہ غالب تھا؟ اس نے کہا اوزاعی اور محمد بن عجلان نے بیان کیا ہے کہ میں نے اوزاعی سے بڑھ کر مسلمانوں کا خیر خواہ کوئی نہیں دیکھا اور دوسروں نے بیان کیا ہے اوزاعی کو کبھی قہقہے مار کر ہنستے نہیں دیکھا گیا آپ لوگوں کو وعظ کرتے تھے اور آپ کی مجلس میں ہر شخص اپنی آنکھ یا دل سے گریہ کناں ہوتا تھا اور ہم نے آپ کو کبھی اپنی مجلس میں روتے نہیں دیکھا اور جب آپ خلوت میں ہوتے تو روتے حتیٰ کہ آپ پر رحم آجاتا اور یحییٰ بن معین نے بیان کیا ہے کہ علماء چار ہیں' ثوری' ابوحنیفہ' مالک اور اوزاعی ابوحاتم نے بیان کیا ہے کہ جب سے سنا ہے آپ ثقہ اور قابل اتباع ہیں۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ اپنی گفتگو میں اعرابی غلطی نہیں کرتے تھے اور آپ کے خطوط منصور کے پاس جاتے تھے اور وہ ان میں غور وفکر کرتا تھا اور ان کی مضاحت اور عبارت کی حلاوت سے حیران ہوتا تھا' ایک روز منصور نے اپنے سب سے بلند مرتبہ کاتب سلیمان بن مجالد کو کہا' ہمیں اوزاعی کو ہمیشہ جواب دینا چاہیے تا کہ ہم آفاق میں جو کچھ ان لوگوں کی طرف لکھتے ہیں جو اوزاعی کے کلام کو نہیں جانتے اس میں ان کے کلام سے مدد لیں' اس نے کہا امیر المومنین قسم بخدا' روئے زمین کا کوئی شخص ان کے کلام کی مثل پر قدرت نہیں رکھتا اور نہ اسکے کچھ حصے پر پر قدرت رکھتا ہے اور ولید بن مسلم نے بیان کیا ہے کہ اوزاعی جب صبح کو نماز پڑھتے تو طلوع آفتاب تک بیٹھ کر ذکر الٰہی کرتے اور آپ سلف سے اسے نقل کرتے تھے' راوی کا بیان ہے پھر وہ کھڑے ہو جاتے اور فقہ وحدیث کے بارے میں باہم تذکرہ کرتے اور اوزاعی نے بیان کیا ہے کہ میں نے خواب میں رب العزت کو دیکھا تو اس نے فرمایا تو ہی ہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہے میں نے عرض کیا اے میرے رب آپ کے فضل سے کرتا ہوں پھر میں نے کہا اے میرے رب مجھے اسلام پر موت دینا تو اس نے فرمایا اور سنت پر' اور محمد بن شعیب بن شابور نے بیان کیا ہے کہ جامع دمشق میں ایک شیخ نے مجھے کہا میں فلاں دن مرنے والا ہوں اور جب وہ دن آیا تو میں نے اسے جامع دمشق کے صحن میں جوئیں نکالتے دیکھا اس نے مجھے کہا قبل اس کے کہ تجھ سے قبل کوئی شخص مردوں کے ٹپڑے کی طرف سبقت کرے اس کی طرف جا کر اسے میرے لیے اپنے پاس محفوظ کر لو میں نے کہا آپ کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا وہی ہے جو میں آپ کو کہہ رہا ہوں اور میں نے دیکھا کہ گویا کوئی کہنے والا کہہ رہے کہ فلاں قدری ہے اور فلاں ایسا ہے اور عثمان بن العاتکہ کیا ہی اچھا آدمی ہے اور ابوعمر و اوزاعی زمین پر چلنے

والے لوگوں سے بہتر ہے اور تو فلاں فلاں دن کو مرنے والا ہے۔

محمد بن شعیب نے بیان کیا ہے کہ جب ظہر کا وقت آیا تو وہ شخص مر گیا اور ہم نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اس کا جنازہ نکالا گیا یہ بات ابن عساکر نے بیان کی ہے۔

اور اوزاعی رحمتہ اللہ علیہ بہت عبادت گزار خوبصورت نماز پڑھنے والے متقی زاہد اور بڑے خاموش طبع تھے اور آپ فرمایا کرتے تھے جو شخص رات کی نماز میں قیام کو طویل کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز طول قیام کو آسان کر دے گا' آپ نے یہ بات اللہ تعالیٰ کے اس قول

﴿ وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا . اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَ هُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ﴾.

سے اخذ کی ہے اور ولید بن مسلم نے بیان کیا ہے کہ میں نے اوزاعی سے بڑھ کر عبادت میں سخت کوشش کرنے والا نہیں دیکھا اور دوسروں نے بیان کیا ہے کہ آپ نے حج کیا اور آپ اونٹنی پر نہیں سوئے' آپ صرف نماز میں مشغول رہے اور جب آپ کو اونگھ آتی تو پالان سے ٹیک لگا لیتے اور شدت خشوع سے آپ اندھے کی طرح معلوم ہوتے تھے' ایک عورت اوزاعی کی بیوی کے پاس آئی تو اس نے اس چٹائی کو جس پر آپ نماز پڑھتے تھے بھیگا ہوا دیکھا تو اس نے اوزاعی کی بیوی سے کہا شاید بچے نے پیشاب کر دیا ہے تو وہ کہنے لگی یہ شیخ کے ان آنسوؤں کا نشان ہے جو وہ اپنے سجدوں میں روتے ہیں آپ ہر روز اسی طرح صبح کرتے ہیں اور اوزاعی نے بیان کیا ہے خواہ لوگ تجھے چھوڑ دیں تجھ پر سلف کی سنت پر قائم رہنا لازم ہے اور لوگوں کے اقوال سے اجتناب کرنا خواہ وہ انہیں خوبصورت کر کے بیان کریں بلاشبہ معاملہ واضح ہو جائے گا اور تو صراط مستقیم پر ہوگا نیز فرمایا سنت پر استقلال سے قائم رہ اور وہاں کھڑا رہ جہاں لوگ کھڑے ہوتے ہیں اور وہی کہہ جو انہوں نے کہا ہے اور اس سے رک جس سے وہ رکے ہیں اور وہ تجھے وسعت دے گا جو اس نے انہیں دی ہے۔

اور آپ نے فرمایا علم وہ جو آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے آیا ہے اور جو علم ان سے نہیں آیا وہ علم نہیں ہے اور آپ فرمایا کرتے تھے حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کی محبت صرف مومن کے دل میں اکٹھی ہو سکتی ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم سے برائی کا ارادہ کرتا ہے تو ان پر جھگڑے کا دروازہ کھول دیتا ہے اور علم و عمل کا دروازہ ان پر بند کر دیتا ہے' مورخین نے بیان کیا ہے اوزاعی سب لوگوں سے بڑھ کر شریف اور سخی تھے اور بیت المال میں خلفاء کے ذمے موٹی چادریں تھیں جو بنی امیہ کی طرف سے آپ کو ملی تھیں نیز خلفائے بنی امیہ اور ان کے اقارب اور بنی عباس کی طرف سے بھی آپ کو تقریباً ستر ہزار دینار کی چادریں ملی تھیں مگر آپ نے ان سے کچھ بھی نہیں لیا اور نہ عمدہ سامان وغیرہ حاصل کیا اور جس روز آپ کی وفات ہوئی آپ نے اسے سات دنانیر کے سوا کچھ باقی نہیں چھوڑا اور انہیں سے آپ کی تیاری کا سامان ہوا' آپ سب کچھ فی سبیل اللہ فقرا اور مساکین پر خرچ کر دیا کرتے تھے اور جب سفاح کا چچا عبداللہ بن علی' جس نے بنی امیہ کو شام سے جلاوطن کر دیا اور اللہ نے اس کے ہاتھ سے ان کی حکومت کا خاتمہ کیا دمشق آیا تو اس نے اوزاعی کو طلب کیا تو وہ تین دن اس سے غائب رہے پھر اس کے سامنے حاضر ہو گئے۔

اوزاعی بیان کرتے ہیں میں اس کے پاس گیا تو وہ تخت پر بیٹھا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک چھری تھی اور المسودہ اس کے

دائیں بائیں تلواریں سونتے کھڑے تھے میں نے اسے سلام کیا تو اس نے جواب نہ دیا اور اپنے ہاتھ کی چھڑی سے زمین کو کریدنے لگا پھر کہنے لگا اے اوزاعی ہم نے عباد و بلاد سے ان ظالموں کے ہاتھوں کا جو ازالہ کیا ہے اس کے بارے میں آپ کا خیال ہے کیا وہ جہاد و رباط ہے؟ میں نے کہا اے امیر میں نے یحییٰ بن سعید انصاری کو بیان کرتے سنا ہے کہ محمد بن ابراہیم تیمی کو بیان کرتے سنا ہے کہ میں علقمہ بن وقاص کو بیان کرتے سنا ہے کہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب کو بیان کرتے سنا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے سنا ہے اعمال کا دارومدار نیات پر ہے اور ہر انسان کے لیے وہی کچھ ہے جو اس نے نیت کی ہے پس جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہے تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہوگی اور جس کی ہجرت دنیا کے حصول کے لیے ہوگی یا عورت کے حصول کے لیے ہوگی کہ اس سے نکاح کرے تو اس کی ہجرت اسی طرف ہوگی جس کی طرف اس نے ہجرت کی ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اس نے چھری کے ساتھ پہلے سے بھی زیادہ زمین کو کریدنا شروع کر دیا اور اس کے اردگرد جو لوگ کھڑے تھے وہ اپنے ہاتھ اپنی تلواروں کے قبضوں میں رکھنے لگے پھر اس نے پوچھا اے اوزاعی' بنو امیہ کے خون کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ میں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی مسلمان کا خون تین باتوں کے سوا جائز نہیں ہوتا' جان کے بدلے جان' شادی شدہ زانی' دین کو ترک کرنے والا جماعت کو چھوڑنے والا' پس اس نے پہلے سے بھی بڑھ کر زمین کو کریدا پھر اس نے پوچھا ان کے اموال کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ میں نے کہا اگر ان کے ہاتھ میں حرام مال تھے تو وہ آپ پر بھی حرام ہوں گے اور اگر وہ ان کے لیے حلال تھے تو وہ شرعی طریق کے مطابق ہی آپ کے لیے حلال ہوں گے تو اس نے پہلے سے بھی بڑھ کر زمین کو کریدا پھر کہنے لگا کیا ہم آپ کو قاضی نہ مقرر کر دیں؟ میں نے کہا آپ کے اسلاف نے مجھ پر یہ مشقت نہیں ڈالی اور میں چاہتا ہوں کہ انہوں نے مجھ پر جس احسان کی ابتداء کی ہے وہ مکمل ہو' اس نے کہا گویا آپ باز رہنے کو پسند کرتے ہیں؟ میں نے کہا میرے پیچھے بیویاں ہیں جو نگرانی اور پردے کی محتاج ہیں اور میرے باعث ان کے دل مشغول ہیں۔

راوی بیان کرتا ہے اور میں انتظار کرنے لگا کہ میرا سر میرے آگے آ گرے گا پس اس نے مجھے واپس جانے کا حکم دیا اور جب میں باہر نکلا کیا دیکھتا ہوں کہ اس کا ایلچی میرے پیچھے ہے اور اس کے پاس دو سو دینار ہیں اس نے کہا امیر آپ کو کہتا ہے کہ ان دنانیر کو خرچ کر دو' راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے انہیں صدقہ کر دیا اور میں نے خوف کے باعث انہیں لیا تھا راوی بیان کرتا ہے اور میں ان تین دنوں میں روزے سے تھا' کہتے ہیں کہ جب امیر کو اس بات کی اطلاع ملی تو اس نے آپ نے سامنے افطاری پیش کی تو آپ نے اس کے ہاں روزہ افطار کرنے سے انکار کر دیا۔

مورخین نے بیان کیا ہے کہ پھر اوزاعی' دمشق سے کوچ کر گئے اور اپنے اہل و اولاد کے ساتھ بیروت اترے اور اوزاعی کا بیان ہے کہ بیروت میں مجھے اس بات نے حیرت زدہ کر دیا کہ میں اس کے قبرستان کے پاس سے گزرا تو میں نے قبرستان میں ایک سیاہ فام عورت دیکھی میں نے اس سے پوچھا آبادی کہاں ہے؟ اس نے کہا اگر آبادی میں جانا چاہتا ہے تو وہ یہی ہے اور اس نے قبرستان کی طرف اشارہ کیا اور اگر تو ویرانے میں جانا چاہتا ہے تو وہ تیرے سامنے ہے اور اس نے شہر کی طرف اشارہ کیا۔ پس میں نے وہیں پر قیام کرنے کا ارادہ کر لیا۔

محمد بن کثیر کا بیان ہے کہ میں نے اوزاعی کو بیان کرتے سنا کہ ایک روز میں صحرا کی طرف گیا تو میں نے رسالے کے ایک آدمی کو دیکھا اور ایک شخص کو رسالے کے ایک گھوڑے پر سوار دیکھا اور وہ لوہے کے ہتھیار لگائے ہوئے تھا اور جب بھی وہ اپنے ہاتھ سے ایک جیت کی طرف اشارہ کرتا تو اس کے ہاتھ کے ساتھ ہی رسالہ اس طرف مائل ہو جاتا اور وہ کہتا دنیا باطل ہے باطل ہے باطل ہے اور جو کچھ اس میں موجود ہے وہ بھی باطل ہے۔ باطل ہے باطل ہے اور اوزاعی نے بیان کیا ہے کہ ہمارے ہاں ایک آدمی تھا جو جمعہ کے روز شکار کو نکل جاتا تھا اور جمعہ کا انتظار نہیں کرتا تھا پس وہ اپنے خچر سمیت زمین میں دھنس گیا اور خچر کے صرف دو کان ہی باہر رہے اور ایک روز اوزاعی بیروت کی مسجد کے دروازے سے باہر نکلے تو وہاں ایک دوکان تھی جس میں ایک شخص صاف پانی فروخت کرتا تھا اور اس کے پہلو میں ایک شخص پیاز فروخت کرتا تھا اور وہ کہتا تھا شہد سے شیریں پیاز یا کہتا تھا پانی سے شیریں پیاز' اوزاعی نے کہا سبحان اللہ کیا یہ شخص خیال کرتا ہے کہ جھوٹ میں سے بھی کچھ مباح ہوگا؟ گویا یہ شخص جھوٹ بولنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ اوزاعی نے فرمایا ہے کہ ہم آج کے دن سے قبل ہنستے اور کھیلتے تھے اور جب ہم قابل اقتداء امام بن گئے ہیں تو یہ بات ہمارے لیے مناسب نہیں اور ہمیں بچنا چاہیے اور آپ نے اپنے ایک بھائی کو لکھا:

اما بعد' ہر جانب سے آپ کا گھیراؤ ہو گیا ہے اور ہر روز وشب آپ کو چلائے لیے جاتا ہے' اللہ سے ڈرو اور اس کے سامنے کھڑے ہونے سے بھی ڈرو' ہو سکتا ہے یہ آپ کے لیے آخری ملاقات ہو۔ والسلام۔

اور ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ محمد بن ادریس نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ میں نے لیث کے کاتب ابوصالح کو الہقل بن زیاد سے بحوالہ اوزاعی بیان کرتے سنا کہ آپ نے وعظ کیا اور اپنے وعظ میں فرمایا اے لوگو جن نعمتوں سے تم شاد کام ہو ان کے ذریعے اس جلنے والی آگ سے جو دلوں پر بھڑکتی ہے فرار اختیار کرنے میں قوت حاصل کرو بلاشبہ تم ایسے گھر میں ہو جس میں قیام کرنے کا عرصہ کم ہے اور تم تھوڑے عرصے بعد یہاں سے کوچ کرنے والے ہو تم ان گزشتہ لوگوں کے جانشین ہو جو دنیا کی زیب وزینت سے دوچار ہوئے اور وہ تم سے زیادہ عمر بڑے اجسام بڑی عقل اور زیادہ اموال واولاد والے تھے اور انہوں نے پہاڑوں کو کھودا اور وادی میں چٹانوں کو توڑا اور شہروں میں گھومے اور وہ سخت گرفت سے مؤید تھے اور ان کے جسم ستونوں کی طرح تھے اور چند ہی دنوں میں ان کی صف لپیٹ دی گئی اور ان کے گھر بار ویران ہو گئے اور ان کی یاد بھلا دی گئی۔

پس کیا تو ان میں سے کسی کو محسوس کرتا ہے یا ان میں سے کسی کی آہٹ سنتا ہے؟ اور وہ امیدوں کی غفلت میں پرسکون تھے اور اپنی موت کے مقررہ وقت سے غافل تھے اور وہ متندم لوگوں کی طرح واپس لوٹ گئے اور تمہیں اس عذاب الٰہی کے متعلق علم ہی ہے جو رات کو ان کے صحن میں اترا اور ان میں سے بہت سے لوگ اپنے گھروں میں دوزانو ہو کر بیٹھ گئے اور باقی ماندہ لوگ اللہ کی نعمتوں میں غور وفکر کرنے لگے اور اس کی سزا کے آثار اور ان سے پہلے جو لوگ ہلاک ہو چکے تھے ان کے زوال نعمتوں کے بارے سوچ بچار کرنے لگے وہ ویران اور خالی گھروں میں غور وفکر کرتے حالانکہ وہ عزت سے گرے ہوئے تھے اور آسائش سے مشہور تھے اور دل ان کی طرف متوجہ تھے اور آنکھیں ان کی طرف محو نظارہ تھیں اور وہ عذاب الیم سے ڈرنے والے لوگوں کے لیے ایک نشان

بن گئے اور خشیت اختیار کرنے والوں کے لیے عبرت بن گئے اور ان کے بعد تم نے منقوص میعاد اور منقوص دنیا میں ایک ایسے وقت میں ہیں جس کی عمدگی آسودگی اور بھلائی اور صفائی رخصت ہو چکی ہے اور اس میں سے بڑے شر اور گدلاہٹ کے بقیہ حصے اور عبرتوں کے خوف اور بدلنے والی سزاؤں اور فتنوں کے بھیجنے اور زلزلوں کے پے در پے آنے کے سوا کچھ باقی نہیں رہا جو دور میں خرابی نمایاں ہو چکی ہے وہ گھروں کو تنگ کرتے ہیں اور بھاؤ گراں کرتے ہیں جس سے وہ عار اور بے عزتی کا ارتکاب کرتے ہیں پس ان کی مانند نہ ہو جنہیں امل اور طول اجل نے دھوکہ دیا ہے اور جھوٹی خواہشات نے ان سے مذاق کیا ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اور تمہیں ان لوگوں سے بنا دے کہ جب وہ بلائے جائیں تو جلدی کریں اور جب روکے جائیں تو رک جائیں اور اپنے ٹھکانے کو سمجھ لیں اور اپنے لیے کام کریں۔

جب منصور شام آیا تو امام اوزاعی نے اس سے ملاقات کی اور اسے نصیحتیں کیں اور منصور نے آپ کو پسند کیا اور آپ کی تعظیم کی اور جب آپ نے اس کے سامنے سے واپسی کا ارادہ کیا تو آپ نے سیاہ لباس نہ پہننے کے بارے میں اس سے اجازت طلب کی تو اس نے آپ کو اجازت دے دی اور جب آپ باہر چلے گئے تو منصور نے ربیع حاجب سے کہا انہیں مل کر پوچھو کہ انہوں نے سیاہ لباس کو کیوں ناپسند کیا ہے اور انہیں یہ نہ بتانا کہ میں نے تجھے یہ بات کہی ربیع نے آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا میں نے کسی کو محرم کو اس کا احرام باندھے نہیں دیکھا اور نہ کسی مردے کو اس میں کفن دیئے دیکھا ہے اور نہ کسی دلہن کو اس میں آراستہ ہوتے دیکھا ہے اس وجہ میں سے اسے ناپسند کرتا ہوں' اوزاعی شام میں بڑے معزز اور مکرم تھے اور آپ کا حکم ان کے ہاں بادشاہ سے بھی زیادہ بڑا تھا اور ایک امیر نے ایک دفعہ آپ کے متعلق برا ارادہ کیا تو اس کے اصحاب نے اسے کہا اس سے دشمنی نہ رکھو اگر اس نے اہل شام کو تیرے قتل کرنے کا حکم دے دیا تو وہ تجھے قتل کر دیں گے اور جب آپ فوت ہو گئے تو ایک امیر نے آپ کی قبر پر بیٹھ کر کہا اللہ آپ پر رحم فرمائے خدا کی قسم میں آپ سے اس کی نسبت زیادہ ڈرتا تھا جس نے مجھے امیر بنایا ہے یعنی منصور کی نسبت اور ابن ابی العشرین نے بیان کیا ہے اوزاعی اس وقت فوت ہوئے جب آپ اکیلے بیٹھے اور اپنے کانوں سے گالیاں سنیں۔

ابوبکر بن ابی خثیمہ نے بیان کیا ہے کہ محمد بن عبید طنافسی نے ہم سے بیان کیا ہے کہ میں ثوری کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص نے اس کے پاس آ کر کہا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا پھولوں کا گلدستہ اکھڑ گیا ہے اس نے کہا اگر تیرا خواب سچا ہے تو اوزاعی فوت ہو چکا ہے' پس انہوں نے یہ خواب لکھ لیا تو اسی روز اوزاعی کی موت کی خبر آ گئی اور ابومسہر نے بیان کیا ہے کہ ہمیں پتہ چلا ہے کہ آپ کی موت کا باعث یہ ہوا کہ آپ کی بیوی نے آپ پر حمام کا دروازہ بند کر دیا اور آپ اس میں فوت ہو گئے اور اس نے یہ کام ارادۃً نہیں کیا تھا پس سعید بن عبدالعزیز نے اسے ایک گردن آزاد کرنے کا حکم دیا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے اپنے پیچھے نہ سونا چھوڑا نہ چاندی نہ جاگیر اور نہ سامان صرف چھیاسی درہم چھوڑے جو آپ کے عطیہ سے بچ گئے تھے اور آپ نے دیوان الساحل میں لکھوائے تھے اور دوسروں نے بیان کیا ہے کہ جس نے آپ پر حمام کا دروازہ بند کیا وہ حمام کا مالک تھا وہ اسے بند کر کے اپنے کسی کام سے چلا گیا پھر اس نے آ کر حمام کھولا تو اس نے آپ کو اپنا دایاں ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھے قبلہ کی طرف منہ کئے مردہ پایا رحمہ اللہ۔

میں کہتا ہوں اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ آپ نے بیروت میں پڑاؤ کیے وفات پائی ہے اور آپ کی وفات اور آپ کی عمر کے بارے میں مورخین نے اختلاف کیا ہے یعقوب بن سفیان نے بحوالہ ضمرہ بیان کیا ہے کہ احمد نے بیان کیا ہے کہ احمد نے بیان کیا ہے کہ میں نے اوزاعی کو دیکھا ہے آپ نے ۱۵۰ھ میں وفات پائی ہے اور عباس بن ولید البیروتی نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ۲۸ صفر ۱۵۷ھ کو اتوار کے روز چاشت کے وقت وفات پائی اور جمہور کا یہی خیال ہے اور یہی صحیح ہے اور یہ ابو مسہر اور ہشام بن عمار اور ولید بن مسلم کا قول ہے۔ آپ سے صحیح ترین روایات میں اور یحییٰ بن معین اور دحیم اور خلیفہ بن خیاط اور ابو عبید اور سعید بن عبدالعزیز اور کئی لوگوں نے بیان کیا ہے کہ عباس بن ولید نے کہا ہے کہ آپ ستر سال کو نہیں پہنچے تھے اور دوسروں نے بیان کیا ہے کہ آپ ستر سال سے متجاوز تھے اور صحیح یہ ہے کہ آپ ستاسٹھ سال کے تھے کیونکہ صحیح قول کے مطابق آپ کی پیدائش ۸۸ھ میں ہوئی ہے اور بعض نے آپ کی پیدائش ۷۳ھ میں بیان کی ہے اور یہ قول ضعیف ہے اور ایک شخص نے آپ کو خواب میں دیکھا تو اس نے آپ سے پوچھا مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو مجھے اللہ کے قریب کر دے آپ نے فرمایا میں نے جنت میں باعمل علماء کے درجہ سے بلند تر درجہ کوئی نہیں دیکھا پھر محزونین کے درجہ کو دیکھا ہے۔

۱۵۸ھ

اس سال منصور کے خلد کی تعمیر مکمل ہوئی اور وہ چند دن اس میں ٹھہرا پھر اسے چھوڑ کر مر گیا اور اسی سال میں طاغیۃ الروم نے وفات پائی اور اس میں منصور نے اپنے بیٹے مہدی کو رقہ کی طرف بھیجا اور اسے کعب بن موسیٰ کو موصل سے معزول کرنے اور خالد بن برمک کو وہاں کا امیر بنانے کا حکم دیا اور یہ واقعہ یحییٰ بن خالد کو ایک عجیب لطیفہ پیش آنے کے بعد ہوا اور وہ یہ کہ منصور خالد بن برمک سے ناراض ہو گیا اور اس نے اسے تین کروڑ کا تاوان ڈال دیا جس سے اس کا دل تنگ ہو گیا اور اس کے پاس کوئی مال نہ رہا اور نہ اس کی کوئی حالت رہی اور وہ اکثر رقم کے جمع کرنے سے عاجز آ گیا اور اس کی مدت تین دن تھی کہ وہ ان تین دنوں میں یہ رقم لے کر آئے بصورت دیگر اس کا خون رائیگاں جائے گا اور وہ اپنے بیٹے یحییٰ کو امراء کے پاس قرض طلب کرنے کے لیے بھیجنے لگا' ان میں سے کسی نے اسے ایک لاکھ درہم دیا اور کسی نے اس سے کم وبیش دیا۔

یحییٰ بن خالد کا بیان ہے کہ ان تین ایام میں سے ایک روز میں بغداد کے پل پر اس رقم کے حصول کے لیے جس کی ادائیگی کی ہمیں طاقت نہیں تھی' غمگین کھڑا تھا کہ اچانک ان لوگوں میں سے ایک شخص جو پل کے پاس راستہ چلنے والوں کو ہٹانے پر مامور ہوتے ہیں میرے پاس آیا اور اس نے مجھے کہا خوش ہو جا میں نے اس کی طرف توجہ نہ کی تو اس نے آگے بڑھ کر میرے گھوڑے کی لگام پکڑ لی پھر مجھے کہنے لگا تو غمگین ہے اللہ تعالیٰ ضرور تیرے غم کو دور کر دے گا اور کل ضرور تو اس جگہ سے گزرے گا اور جھنڈا تیرے آگے آگے ہوگا اور جو بات میں نے تجھے کہی ہے اگر یہ سچ ہوئی تو آپ کے ذمے میرے پانچ ہزار درہم ہوں گے میں نے کہا بہت اچھا اور اگر وہ پچاس ہزار بھی کہتا تو میں ہاں کہہ دیتا کیونکہ میرے نزدیک یہ بات ناممکن تھی اور میں اپنے کام کو چلا گیا اور تین کروڑ کا تاوان ہمارے ذمے تھا' منصور کو موصل کی بغاوت اور اس میں کردوں کے پھیل جانے کی اطلاع ملی تو اس نے امراء سے مشورہ کیا

کہ موصل کے لیے کون شخص مناسب رہے گا تو ایک امیر نے کہا خالد بن برمک' منصور نے اسے کہا ہم نے اس سے جو سلوک کیا ہے کیا اس کے بعد بھی وہ اس کے مناسب ہے؟ اس نے کہا ہاں اور میں اس بات کا ضامن ہوں کہ وہ اس کے لیے مناسب رہے گا پس اس نے اسے حاضر کرنے کا حکم دیا اور اس نے اسے موصل کا امیر بنا دیا اور جو بقیہ رقم اس کے ذمے تھی وہ اس سے ساقط کر دی اور اس کے لیے جھنڈا باندھا اور اس کے بیٹے یحییٰ کو آذربائیجان کا امیر مقرر کر دیا اور لوگ ان دونوں کی خدمت میں نکلے' یحییٰ کا بیان ہے کہ ہم پل پر سے گزرے تو وہ راستہ سے ہٹانے والا کود کر میرے پاس آیا اور میں نے جو وعدہ کیا تھا اس کا اس نے مجھ سے مطالبہ کیا تو میں نے اسے اس کے دینے کا حکم دیا اور اس نے پانچ ہزار درہم لیے اور اس سال منصور حج کو گیا اور اپنے ساتھ قربانی کے جانور بھی لے گیا اور جب وہ کوفہ سے کچھ مراحل آگے گیا تو اسے اس درد نے آ لیا جس سے وہ مر گیا اور اسے سوءمزاج کا مرض تھا جو گرمی کی شدت اور دوپہر کو سفر کرنے کی وجہ سے بڑھ گیا اور اسے اسہال مفرط نے آ لیا اور اس کا مرض بڑھ گیا اور وہ مکہ میں آیا اور وہیں ٦ ذوالحجہ کو ہفتہ کی شب کو فوت ہو گیا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور مکہ کے بالائی حصے میں باب المعلاۃ کی گھاٹی کے پاس کداء میں دفن ہوا اور اس وقت اس کی عمر ٦٣ سال تھی اور بعض نے چونسٹھ اور بعض نے پینسٹھ بیان کی ہے اور بعض نے ٦٨ سال بیان کی ہے واللہ اعلم۔

اور ربیع حاجب نے اس کی موت کی خبر کو چھپائے رکھا حتیٰ کہ اس نے جرنیلوں اور بنو ہاشم کے سرداروں سے مہدی کی بیعت لے لی پھر اسے دفن کر دیا گیا اور ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اسی نے اس سال لوگوں کے لیے حج کی تکبیر کہی۔

منصور کے حالات:

عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم ابوجعفر المنصور اور یہ اپنے بھائی ابوالعباس سفاح سے بڑا تھا اور اس کی ماں ام ولد تھی جس کا نام سلامہ تھا اس نے اپنے دادا حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے ابن عساکر نے اسے محمد بن ابراہیم سلمی کے طریق سے عن المامون عن الرشید عن المہدی عن ابیہ المنصور بیان کیا ہے اس کے بھائی کے بعد ذوالحجہ ۱۳٦ھ میں اس کی بیعت ہوئی اس وقت اس کی عمر ۴۱ سال تھی اس لیے کہ مشہور قول کے مطابق اس کی پیدائش صفر ۹۵ھ میں بلقاء کے شہر حمیمہ میں ہوئی ہے اور اس کی خلافت چند دن کم بائیس سال رہی ہے اور منصور کا رنگ گندم گوں' بال بڑے' داڑھی ہلکی' پیشانی چوڑی' ناک اونچی اور آنکھیں بڑی تھیں' گویا اس کی آنکھیں دو بولتی زبانیں ہیں اسکے ساتھ شاہانہ نخوت بھی ملی ہوئی تھی اور دل اسے قبول کرتے تھے اور آنکھیں اس کا پیچھا کرتی تھیں' شرف اس کی محبت سے اور سختی اس کی صورت سے معلوم ہوتی تھی اور وہ اپنی چال میں شیر تھا' اسے ایک دیکھنے والے نے ایسے ہی بیان کیا ہے اور حضرت ابن عباس سے صحیح روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ سفاح اور منصور ہم میں سے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حتی کہ ہم اسے حضرت عیسیٰ بن مریم کے سپرد کر دیں گے اور اسے مرفوع روایت کیا گیا ہے اور یہ صحیح نہیں اور نہ شکی ہے۔

خطیب نے بیان کیا ہے کہ اس کی ماں کہتی ہے کہ جب مجھے اس کا حمل ہوا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھ سے ایک شیر

باہر نکلا ہے اور وہ اپنے اگلے ہاتھوں پر کھڑا ہوا دھاڑتا ہے اور سب شیر آ کر اسے سجدہ کرتے ہیں اور منصور نے بھی اپنی صغرسنی میں ایک عجیب خواب دیکھا وہ کہا کرتا تھا کہ اسے سنہری تختیوں پر لکھا جانا چاہیے اور بچوں کی گردنوں میں لٹکانا چاہیے اس نے بیان کیا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں مسجد الحرام میں ہوں اور رسول اللہ ﷺ کعبہ میں ہیں اور لوگ اس کے گرد جمع ہیں تو آپ کے پاس منادی کرنے والا نکلا اور کہنے لگا عبداللہ کہاں ہے؟ تو میرا بھائی سفاح کھڑا ہوا اور آدمیوں کو پھاندتا ہوا کعبہ کے دروازے کے پاس آ گیا اور اس نے آپ کے ہاتھ کو پکڑ لیا تو آپ نے اسے کعبہ میں داخل کر لیا پھر جونہی وہ باہر نکلا تو اس کے پاس سیاہ جھنڈا تھا پھر اعلان کیا گیا عبداللہ کہاں ہے؟ تو میں اور میرا چچا عبداللہ بن علی ایک دوسرے سے سبقت کرتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور میں کعبہ کے دروازے کی طرف اس سے سبقت کر گیا اور کعبہ میں داخل ہو گیا کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کھڑے ہیں پس آپ نے میرے لیے جھنڈا باندھا اور مجھے اپنی امت کے متعلق وصیت کی اور آپ نے مجھے عمامہ باندھا جس کے ۲۳ پیچ تھے اور آپ نے فرمایا اے قیامت کے دن تک ہونے والے خلفاء کے باپ اسے لے لو۔

اتفاق سے بنوامیہ کے دور میں منصور قید ہو گیا تو نوبخت منجم نے اس سے ملاقات کی اور اس میں سرداری کی علامات دیکھیں اور اس سے پوچھا تم کس خاندان سے ہو؟ اس نے کہا بنوعباس سے اور جب اس نے اس کا نسب اور کنیت معلوم کر لی تو کہنے لگا تو وہ خلیفہ ہے جو زمین کا والی ہو گا اس نے کہا تو ہلاک ہو جائے تو کیا کہہ رہا ہے؟ اس نے کہا وہی جو میں تمہیں کہہ رہا ہوں میرے لیے اپنا خط اس کپڑے میں رکھ دیجیے کہ جب آپ امیر بنیں گے تو مجھے کچھ دیں گے تو اس نے اسے خط لکھ دیا اور جب وہ امیر بنا تو منصور نے اس کی عزت کی اور اسے عطیہ دیا اور نوبخت اس کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا اور اس سے قبل وہ مجوسی تھا پھر وہ منصور کے خاص اصحاب میں ہو گیا اور منصور نے ۱۴۰ھ میں لوگوں کو حج کروایا اور حیرہ سے احرام باندھا اور ۱۴۴ھ، ۱۴۷ھ، ۱۴۲ھ میں بھی حج کیا پھر اس سال میں بھی جس میں اس کی وفات ہوئی اور اس نے بغداد، رصافہ، رافقہ اور اپنے قصر خلد کو تعمیر کیا۔

اور ربیع بن یونس حاجب نے بیان کیا ہے کہ میں نے منصور کو بیان کرتے سنا کہ خلفاء چار ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور بادشاہ بھی چار ہیں حضرت معاویہ، عبدالملک بن مروان، ہشام بن عبدالملک اور میں، اور مالک کا بیان ہے کہ منصور نے مجھے کہا رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل کون ہے؟ میں نے کہا حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما، اس نے کہا تو نے ٹھیک کہا ہے اور یہی رائے امیر المومنین کی ہے اور اسماعیل الفہری کی روایت ہے کہ میں نے منصور کو عرفہ کے روز عرفہ کے منبر پر بیان کرتے سنا اے لوگو میں اللہ کی زمین میں اس کا بادشاہ ہوں اور میں اس کی توفیق اور راہنمائی سے تمہاری دیکھ بھال کروں گا اور اس کے مال کا خازن ہوں جسے میں اس کی مرضی اور اجازت سے تقسیم کروں گا اور اللہ نے مجھے اس مال کا قفل بنایا ہے اور جب وہ مجھے تمہارے عطیات کے لیے کھولنا چاہے تو مجھے کھول دے گا اور جب اس پر قفل لگانا چاہے گا تو مجھے قفل بنا دے گا، اے لوگو اللہ کی طرف رغبت کرو اور اس شرف والے دن سے اس سے مانگو جس میں اس نے تم کو اپنے فضل سے نوازا ہے جس کے متعلق اس نے تمہیں اپنی کتاب میں خبر دی ہے کہ:

﴿ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ﴾ ۔

وہ مجھے حق کا کہنے کی توفیق دے اور تم سے رحم اور احسان کرنا میرے دل میں ڈالے اور عدل و انصاف [illegible]

اور رحمت کے لیے میرے دل کو کھول دے بلاشبہ وہ قریب و مجیب ہے۔

اور ایک روز اس نے خطبہ دیا تو ایک شخص اسے ملا وہ اللہ عزوجل کی ثنا کر رہا تھا اس نے کہا یا امیر المومنین اسے یاد کیجیے جسے آپ یاد کر رہے ہیں اور جو کام آپ کرتے ہیں اور چھوڑتے ہیں ان میں اللہ سے ڈریئے' منصور خاموش رہا حتیٰ کہ اس شخص کی بات ختم ہوگئی تو اس نے کہا میں اس بات سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں وہ شخص بن جاؤں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ (جب اسے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈر تو غیرت اسے گناہ میں لگا دیتی ہے) یا یہ کہ سرکش نافرمان بن جاؤں اے لوگو' نصیحت ہم پر اتری ہے اور ہمارے ہاں پیدا ہوئی ہے پھر اس نے اس شخص سے کہا میرے خیال میں تو نے یہ بات اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی خاطر نہیں کی تو نے یہ بات صرف اس لیے کی ہے کہ تیرے بارے میں کہا جائے کہ تو نے امیر المومنین کو نصیحت کی ہے اے لوگو یہ بات تمہیں دھوکہ میں نہ ڈالے کہ تم بھی اس کی مانند کام کرنے لگو پھر اس نے اس کے متعلق حکم دیا اور اس نے اسے یاد کر لیا اور اس نے دوبارہ اپنے خطبہ کو شروع کر کے اسے مکمل کر دیا پھر اس نے ایک شخص سے جو اس کے پاس موجود تھا کہا اس پر دنیا کو پیش کرو پس اگر وہ اسے قبول کرے تو مجھے بتانا اور اگر اسے رد کر دے تو پھر بھی مجھے بتانا۔ پس وہ شخص جو اس کے پاس تھا مسلسل اس کے سامنے دنیا کو پیش کرتا رہا حتیٰ کہ اس نے مال لے لیا اور دنیا کی طرف مائل ہوگیا اور اس نے اسے جانچ پڑتال اور بے انصافی کے معاملات سپرد کر دیئے اور اسے خوبصورت اور باریک لباس دنیوی ہیئت میں خلیفہ کے پاس لے گیا تو خلیفہ نے اسے کہا تو ہلاک ہو جائے اگر تو اس بات میں جو تو نے لوگوں کے سامنے کہی تھی راست باز اور رضائے الٰہی کا طالب ہوتا تو تو ان چیزوں میں سے جنہیں میں دیکھ رہا ہوں کچھ بھی قبول نہ کرتا لیکن تیرا مقصد یہ تھا کہ لوگ تیرے بارے میں کہیں کہ تو نے امیر المومنین کو نصیحت کی ہے اور اس کی بغاوت کی ہے پھر اس کے حکم سے اسے قتل کر دیا گیا۔

اور منصور نے اپنے بیٹے مہدی سے کہا خلیفہ کی اصلاح تقویٰ سے ہوتی ہے اور سلطان کی اصلاح' اطاعت سے ہوتی ہے اور رعیت کی اصلاح عدل سے ہوتی ہے اور سب لوگوں سے بڑھ کر عفو کرنے کا حقدار وہ ہے جو ان سب سے بڑھ کر سزا دینے پر قدرت رکھتا ہے اور سب سے کم عقل وہ شخص ہے جو اپنے سے کم تر پر ظلم کرے اور اسی طرح اس نے یہ بھی کہا اے میرے بیٹے شکر کے ذریعے نعمت کو اور عفو کے ذریعے قدرت کو اور تالیف کے ذریعے اطاعت کو اور تواضع اور لوگوں سے مہربانی کرنے کے ذریعے مدد کو ہمیشہ طلب کرتا رہ اور اپنے دنیا کے حصے کو اور اپنے رحمت الٰہی کے حصے کو فراموش نہ کر۔

ایک روز مبارک بن فضالہ اس کے پاس حاضر ہوئے تو اس نے ایک شخص کے قتل کرنے کا حکم دیا اور چمڑے کا فرش اور تلوار بھی حاضر تھی مبارک نے اسے کہا میں نے حضرت حسین کو بیان کرتے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ وہ شخص کھڑا ہو جائے جس کا اجر اللہ کے ذمے ہے تو وہی شخص ہوگا جس نے معاف کیا ہوگا تو اس نے اس شخص کو معاف کرنے کا حکم دے دیا پھر وہ اس شخص کے عظیم جرائم اور اس کے کرتوتوں کو اپنے ہم نشینوں کے

سامنے شمار کرنے لگا اور اصمعی نے بیان کیا ہے کہ منصور کے پاس ایک شخص کو سزا کے لیے لایا گیا تو اس نے کہا یا امیر المومنین، انتقام عدل ہے اور عفو احسان ہے اور امیر المومنین نے اپنے لیے احسن میں سے کم حصے کو اور وہ دو درجوں میں سے کم درجے کو پسند کرنے سے اللہ کی پناہ مانگی راوی بیان کرتا ہے کہ اس نے اس شخص کو معاف کر دیا۔

اور اصمعی نے بیان کیا ہے کہ منصور نے شام کے ایک شخص سے کہا اے بدو! اس اللہ کا شکر ادا کر وجس نے ہماری حکومت کے ذریعے تم سے طاعون کو دور کیا ہے اس نے کہا بلاشبہ اللہ تعالیٰ ردی کھجور اور کم ناپ اور تمہاری حکومت اور طاعون کو ہم پر جمع نہیں کرے گا' اس کی بردباری اور عفو کے واقعات بہت سے ہیں۔

ایک درویش کے پاس آ کر کہنے لگا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ساری دنیا عطا کر دی ہے اس کے پاس کچھ حصے کو اپنے لیے خرید لو اور اس رات کو یاد کرو جو آپ قبر میں گزاریں گے اس سے قبل آپ نے ایسی رات نہیں گزاری اور اس رات کو بھی یاد کریئے جو دن سے الگ ہوگی اور اس کے بعد کوئی رات نہ ہوگی۔

راوی بیان کرتا ہے اس کی بات نے منصور کا منہ بند کر دیا اور اس نے اسے مال دینے کا حکم دیا تو اس نے کہا اگر میں تیرے مال کا محتاج ہوتا تو میں تجھے نصیحت کرتا اور عمر بن عبید القدری' منصور کے پاس آیا تو اس نے اس کا اعزاز واکرام کیا اور اسے اپنے قریب کیا اور اس سے اس کے اہل وعیال کے بارے میں دریافت کیا پھر اسے کہنے لگا مجھے نصیحت کیجیے تو اس نے اسے سورہ فجر (بلاشبہ تیرا رب گھات میں ہے) تک سنائی تو منصور شدت کے ساتھ رویا گویا اس نے اس سے قبل ان آیات کو سنا ہی نہ تھا پھر اسے کہنے لگا مجھے مزید نصیحت فرمایئے اس نے کہا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ساری دنیا عطا کی ہے اس کے کچھ حصہ کو اپنے لیے خرید لو' اور یہ حکومت تجھ سے پہلے ان لوگوں کے پاس تھی جو تجھ سے پہلے تھے پھر وہ تیرے پاس آ گئی پھر وہ ان لوگوں کے پاس چلی جائے گی جو تیرے بعد آئیں گے اور اس رات کو یاد کر جو قیامت کے دن کو روشن کر دے گی تو منصور پہلے سے بڑھ کر شدت کے ساتھ رویا حتیٰ کہ اس کی پلکیں حرکت کرنے لگیں۔

اور سفیان بن مجالد نے اسے کہا امیر المومنین سے نرمی کیجیے تو عمرو نے کہا اور امیر المومنین پر خوف الٰہی کے باعث رونے سے کوئی حرج نہیں پھر منصور نے اسے دس ہزار درہم دینے کا حکم دیا تو اس نے کہا مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے' منصور نے کہا خدا کی قسم آپ کو یہ ضرور لینے پڑیں گے اس نے کہا خدا کی قسم میں انہیں نہیں لوں گا تو مہدی نے جو اس کے پاس ہی بیٹھا تھا اور اس کی تلوار اس کے باپ کے پہلو میں تھی اسے کہا امیر المومنین بھی قسم کھاتے ہیں اور تو بھی قسم کھاتا ہے؟ اس نے منصور کی طرف متوجہ ہو کر کہا یہ کون ہے؟ اس نے کہا یہ میرا بیٹا محمد ہے جو میرے بعد ولی عہد ہوگا عمرو نے کہا تو نے اسے جو نام دیا ہے یہ اپنے عمل سے اس کا استحقاق نہیں رکھتا اور تو نے اسے جو لباس پہنایا ہے وہ نیک لوگوں کا لباس نہیں ہے اور تو نے اس کے لیے حکومت کو ہموار کر دیا ہے وہ اس سے فائدہ اٹھانے کی نسبت اس سے زیادہ غافل ہوگا پھر اس نے مہدی کی طرف متوجہ ہو کر کہا اے میرے بھتیجے جب تیرا باپ بھی حلف اٹھائے اور تیرا چچا بھی حلف اٹھائے تو تیرے باپ کا حلف توڑنا تیرے چچا کے حلف توڑنے کی نسبت زیادہ آسان ہے کیونکہ تیرا باپ تیرے چچا کی نسبت کفارہ دینے کی زیادہ قدرت رکھتا ہے پھر منصور نے کہا اے ابو عثمان کوئی ضرورت ہے؟ اس

نے کہا ہاں' اس نے پوچھا وہ کیا؟ اس نے کہا میری طرف پیغام نہ بھیجئے کہ مجھے آپ کے پاس آنا پڑے اور مجھے عطا نہ کیجیے کہ مجھے آپ سے سوال کرنا پڑے۔ منصور نے کہا تب تو ہم باہم نہیں ملیں گے؟ عمرو نے کہا آپ نے میری ضرورت کے مطابق دریافت کیا ہے پس اس نے اسے الوداع کہا اور روانہ ہو گیا اور جب وہ پیٹھ پھیر گیا تو منصور کی نگاہیں دور تک اس کا تعاقب کرتی رہیں اور وہ کہہ رہا تھا

تم میں سے ہر کوئی آہستگی سے چلتا ہے اور شکار کو تلاش کرتا ہے مگر عمر بن عبید ایسا نہیں ہے کہتے ہیں کہ عمرو بن عبید نے منصور کو اپنا وہ قصیدہ سنایا جو اس نے اس کی نصیحت کے لیے کہا تھا اور وہ یہ ہے: ۔

اے وہ شخص جسے آرزوؤں نے فریب دیا ہے اور اس کی آرزوؤں کے ذریے زندگی کو مکدر کرنے والی چیزیں اور موت بھی ہے کیا تو دیکھتا نہیں کہ دنیا اور اس کے زینت قافلے کی فرودگاہ کی طرح ہے جہاں وہ اترتے ہیں اور پھر وہیں سے کوچ کر جاتے ہیں اس کی موتیں گھات میں ہیں اور اس کی زندگی تنگ گزران والی ہے اور اس کا خلوص' گدلا ہے اور اس کی حکومت بدلنے والی ہے اور اس کے باشندے کو خوف زخم لگاتے رہتے ہیں اور اسے نرمی اور خوشی راس نہیں آتی گویا وہ موتوں اور ہلاکتوں کا نشانہ ہے جس میں حوادث زمانہ آتے جاتے رہتے ہیں اس کی مصیبتیں اسے گھماتی رہتی ہیں جن میں سے بعض اسے لاحق ہو جاتی ہیں اور بعض خطا کر جاتی ہیں' نفس بھاگنے والا ہے اور موت اس کی تلاش میں ہے اور آدمی کی ہر تنگی اس کے نزدیک معمولی ہے اور آدمی جو کوشش بھی کرتا ہے اپنے وارث کے لیے کرتا ہے اور آدمی جو کوشش بھی کرتا ہے قبر اس کی وارث ہو جاتی ہے۔

اور ابن ورید نے ریاشی سے بحوالہ محمد بن سلام بیان کیا ہے کہ ایک لونڈی نے منصور کو پیوند والے کپڑوں میں دیکھا تو کہنے لگی خلیفہ اور پیوند والی قمیص؟ اس نے کہا تو ہلاک ہو جائے کیا تو نے ابن ہرمہ کا شعر نہیں سنا: ۔

نوجوان' شرف کو حاصل کر لیتا ہے اور اس کی چادر بوسیدہ ہوتی ہے اور اس کی قمیص کا کچھ حصہ پیوند والا ہوتا ہے اور ایک درویش نے منصور سے کہا اس رات کو یاد کر جو تو قبر میں گزارے گا تو نے اس سے قبل ایسی رات نہیں گزاری اور اس رات کو بھی یاد کر جو قیامت کے دن سے الگ ہوگی اور اس کے بعد کوئی رات نہ ہوگی اس نے اپنی بات سے منصور کا منہ بند کر دیا تو اس نے اسے مال دینے کا حکم دیا تو اس نے کہا اگر میں تیرے مال کا محتاج ہوتا تو میں تجھے نصیحت نہ کرتا اور جب اس نے ابومسلم کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے یہ اشعار کہے: ۔

اور جب تو صاحب الرائے ہو تو پختہ ارادے والا بن' با شبہ رائے کی خرابی یہ ہے کہ وہ بار بار ہو اور دشمنوں کو خیانت کے لیے ایک دن کی بھی مہلت نہ دے اور انہیں جلدی سے آلے کہ وہ کل اس کی مانند خیانت کا اختیار رکھیں۔

اور جب اس نے اسے قتل کر دیا اور اسے اپنے سامنے پھینکا تو کہنے لگا: ۔

تجھے تین عادتوں نے گھیر رکھا تھا جو تجھ پر قطعی موت کو لے آئیں' ایک میری مخالفت کرنا اور دوسرے میرے عہد سے رکنا اور تیسرے جمہور عوام کو تیرا آگے سے پکڑ کر چلانا اور اسی طرح اس کے یہ اشعار بھی ہیں۔

آدمی چاہتا ہے کہ وہ زندہ رہے اور اس کی طوالت عمر اسے نقصان دیتی ہے اس کی خندہ پیشانی بوسیدہ ہو جاتی ہے اور خوش

عیش ہونے کے بعد تلخی باقی رہ جاتی ہے اور زمانہ اس سے خیانت کرتا ہے حتیٰ کہ وہ خوشی کی کوئی چیز نہیں دیکھتا اور اگر میں ہلاک ہو جاؤں تو کتنے ہی لوگ مجھ پر ہنسی کرنے والے ہیں اور کتنے ہی لوگ شاباش کہنے والے ہیں۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ منصور دن کے پہلے حصے میں امر بالمعروف نہی عن المنکر کرنے اور والی بنانے اور معزول کرنے اور امت کے معاملات میں غور وفکر کرنے میں متوجہ رہتا تھا اور جب ظہر کی نماز پڑھ لیتا تو اپنے گھر میں چلا جاتا اور عصر تک آرام کرتا اور جب عصر پڑھ لیتا تو اپنے اہل بیت کے ساتھ نشست کرتا اور ان کے خاص مفادات کے بارے میں سوچ بچار کرتا اور جب عشاء کی نماز پڑھ لیتا تو اطراف سے آنے والے خطوط میں غور وفکر کرتا اور اس کے پاس وہ شخص بیٹھ جاتا جو تہائی رات تک اس سے بات چیت کرتا پھر وہ اٹھ کر اپنے اہل کے پاس چلا جاتا اور دوسری تہائی تک اپنے بستر پر سوتا پھر وضو اور نماز کے لیے چلا جاتا یہاں تک کہ صبح نمودار ہو جاتی پھر وہ باہر آ کر لوگوں کو نماز پڑھاتا پھر اندر آ کر اپنے محل میں بیٹھ جاتا اور اس نے ایک شخص کو ایک شہر پر گورنر مقرر کیا تو اسے اطلاع ملی کہ وہ شکار کی طرف متوجہ رہتا ہے اور اس نے اس کام کے لیے کتے اور باز تیار رکھے ہیں اس نے اسے لکھا کہ تیری ماں اور تیرا خاندان تجھے کھو دے تو ہلاک ہو جائے ہم نے تجھے مسلمانوں کے امور پر عامل مقرر کیا ہے ہم نے تجھے جنگلات کے وحشی جانوروں پر عامل مقرر نہیں کیا تو ہمارے جس کام کا منتظم تھا اسے فلاں شخص کے سپرد کر دے اور قابل ملامت اور دھتکارے ہونے کی حالت میں اپنے اہل کے پاس چلا جا۔

ایک روز ایک خارجی کو لایا گیا جس نے کئی دفعہ منصور کی فوجوں کی شکست دی تھی اور جب وہ اس کے سامنے کھڑا ہوا تو منصور نے اسے کہا اے ابن فاعلہ تو ہلاک ہو جائے تیرے جیسا شخص فوجوں کو شکست دیتا ہے؟ خارجی نے کہا تیرا برا ہو گزشتہ کل میرے اور تیرے درمیان تلوار اور قتل کا بازار گرم تھا اور آج دشنام طرازی اور تہمت تراشی ہو رہی ہے اور تجھے کس بات نے یقین دلایا ہے کہ مجھے تیرے پاس لوٹا دیا جائے حالانکہ میں زندگی سے مایوس ہو چکا ہوں اور میں کبھی اس کی طرف متوجہ نہیں ہوں گا۔ راوی بیان کرتا ہے منصور نے اس سے شرمندہ ہو کر اسے رہا کر دیا اور ایک سال تک اس کا منہ نہ دیکھا اور جب اس نے اپنے بیٹے کو ولی عہد بنایا تو اسے کہا:

اے میرے بیٹے شکر کے ذریعے نعمت کو اور عفو کے ذریعے قدرت کو اور تواضع کے ذریعے مدد کو اور تابعداری کے ذریعے دوستی کو ہمیشہ قائم رکھ اور دنیا سے اپنے حصے کو رحمت الٰہی سے اپنے حصے کو فراموش نہ کر۔

نیز اس نے کہا اے میرے بیٹے عقلمند وہ نہیں جو اس کام کے لیے تدبیر کرتا ہے جس میں وہ پڑا ہوتا ہے حتیٰ کہ اس سے باہر نکل جاتا ہے بلکہ عقلمند وہ ہے جو اس کام کے بارے میں تدبیر کرتا ہے جو اس کے پاس آتا ہے حتیٰ کہ وہ اس میں نہیں پھنستا اور منصور نے کہا اے میرے بیٹے کسی مجلس میں اس وقت بیٹھ جا جب تیرے پاس اہلحدیث ہوں جو تجھے احادیث بتائیں' زہری نے بیان کیا ہے کہ علم حدیث مرد ہے جسے مرد ہی پسند کرتے ہیں اور ان کے مؤنث اسے ناپسند کرتے ہیں اور زہرہ کے بھائی نے سچ کہا ہے اور منصور اپنی جوانی میں اپنے خیال کے مطابق علم' حدیث اور فقہ حاصل کرتا تھا اور اس نے اس میں دسترس حاصل کر لی تھی ایک روز اس سے دریافت کیا گیا کیا کوئی ایسی لذت باقی رہ گئی ہے جسے تو نے حاصل نہیں کیا؟ اس نے کہا ایک چیز باقی رہ گئی ہے انہوں نے

پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا جس شیخ کا میں نے ذکر کیا ہے اسے محدث کا رحمک اللہ کہا' پس اس کے وزراء اور کاتب اکٹھے ہو کر اس کے اردگرد بیٹھ گئے اور کہنے لگے یا امیر المومنین! ہمیں کوئی حدیث لکھوائیے اس نے کہا تم ان سے کچھ مناسبت نہیں رکھتے ان لوگوں کے کپڑے میلے کچیلے اور پاؤں پھٹے ہوئے اور بال طویل ہوتے ہیں۔۔۔ آفاق میں آنے جانے والے اور مسافتوں کے طے کرنے والے ہوتے ہیں وہ کبھی عراق' کبھی حجاز میں' کبھی شام میں اور کبھی یمن میں ہوتے ہیں یہ لوگ ناقلین حدیث ہیں۔

ایک روز اس نے اپنے بیٹے مہدی سے کہا' تمہارے پاس سواری کے کتنے جانور ہیں اس نے کہا مجھے معلوم نہیں' اس نے کہا یہ ایک کوتاہی ہے تو تو میرا امر خلافت کو بہت زیادہ ضائع کرنے والا ہوگا اے میرے بیٹے اللہ سے ڈر اور مہدی کی ایک چہیتی لونڈی خالصہ نے کہا کہ ایک روز میں منصور کے پاس گئی تو اس کی داڑھ درد کر رہی تھی اور اس کے دونوں ہاتھ اس کی دونوں کنپٹیوں پر تھے' اس نے مجھے اے خالصہ تیرے پاس کتنا مال ہے؟ میں نے کہا ایک ہزار درہم اس نے کہا اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھ کر قسم کھا' میں نے کہا میرے پاس دس ہزار درہم دینار ہیں اس نے کہا جا انہیں میرے پاس لے آ وہ بیان کرتی ہے میں آ کر اپنے آقا مہدی کے پاس گئی اور وہ اپنی بیوی خیزران کے پاس تھا میں نے اس کے پاس اس امر کی شکایت کی تو اس نے مجھے اپنا پاؤں مارا اور کہنے لگا تو ہلاک ہو جائے اسے درد نہیں ہے میں نے گزشتہ کل اس سے مال مانگا تو وہ جان بوجھ کر بیمار بن گیا اور اب جو اس نے تجھے حکم دیا ہے اس پر عمل کیے بغیر تجھے کوئی چارا نہیں ہوگا' پس خالصہ دس ہزار دینار لے کر اس کے پاس گئی تو اس نے مہدی کو بلا کر اسے کہا تو مالی ضرورت کی شکایت کرتا ہے اور یہ سب خالصہ کے پاس ہے؟ اور منصور نے اپنے خزانچی سے کہا جب تجھے مہدی کی آمد کا علم ہو تو اس کی آمد سے قبل میرے پاس دو بوسیدہ کپڑے لے آنا اس نے انہیں لا کر اس کے سامنے رکھ دیا اتنے میں مہدی آ گیا اور منصور انہیں الٹ پلٹ رہا تھا' پس مہدی ہنسنے لگا تو اس نے کہا اے میرے بیٹے جس کے پاس بوسیدہ کپڑے نہیں اس کے لیے نئے بھی نہیں اور سردی کا موسم آ گیا ہے اور ہمیں اہل وعیال کی مدد کی ضرورت ہے مہدی نے کہا امیر المومنین اور ان کے عیال کے لباس کی ذمہ داری مجھ پر ہے اس نے کہا اس کام کو کرو۔

اور ابن جریر نے بحوالہ الہیثم بیان کیا ہے کہ منصور نے ایک دن میں اپنے بعض چچاؤں کو ایک ایک ہزار درہم دیا اور اسی دن اپنے گھر میں دس ہزار درہم تقسیم کیے اور کسی خلیفہ کے متعلق معلوم نہیں کہ اس نے ایک دن میں اس قدر رقم تقسیم کی ہو اور ایک روز ایک قاری نے منصور کے پاس یہ آیت (جو لوگ بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کرنے کا حکم دیتے ہیں) پڑھی تو اس نے کہا خدا کی قسم اگر بادشاہ کے لیے مال قائمہ نہ ہوتا اور دین و دنیا کے لیے ستون نہ ہوتا اور ان دونوں کی عزت نہ ہوتا تو میں ایک رات بھی دینار و درہم جمع کرتے نہ گزارتا' صاحب عزت کو مال خرچ کرنے سے لذت حاصل ہوتی ہے اور مجھے معلوم ہے کہ اس کے عطاء کرنے میں بڑا ثواب ہے اور ایک اور قاری نے اس کے پاس یہ آیت (اور اپنے ہاتھ کو اپنی گردن کے ساتھ باندھ اور نہ اسے پوری طرح پھیلا) پڑھی تو اس نے کہا ہمارے رب نے ہمیں کیا اچھا ادب سکھایا ہے نیز منصور نے کہا میں نے اپنے باپ کو بیان کرتے سنا ہے کہ میں نے علی بن عبداللہ کو بیان کرتے سنا ہے کہ دنیا میں اہل دنیا کے سردار سخی ہیں اور آخرت میں اہل آخرت کے سردار متقی ہیں۔

اور جب منصور نے اس سال حج کا ارادہ کیا تو اس نے اپنے بیٹے مہدی کو بلا کر اسے خاص طور پر اس کے متعلق اور اس کے اہل کے متعلق اور اس کے اہل بیت اور دیگر مسلمانوں کے متعلق بھلائی کی وصیت کی اور اسے بتایا کہ کام کیسے کئے جاتے ہیں اور سرحدوں کو کیسے بند کیا جاتا ہے اور اسے ایسی وصایا کیں جن کی تفصیل طویل ہے اور اس پر حرام قرار دیا کہ وہ مسلمانوں کے خزانے میں سے کسی چیز کو نہ کھولے حتیٰ کہ اسے اس کی وفات کا یقین ہو جائے بلا شبہ اس خزانے میں اس قدر اموال ہیں جو مسلمانوں کے لیے کافی ہیں خواہ دس سال تک ٹیکس کا ایک درہم بھی ان کی طرف نہ آئے اور اس نے اسے وصیت کی کہ اس کے ذمے جو قرض ہے وہ اسے ادا کرے اور وہ قرض تین لاکھ دینار ہے اور وہ بیت المال سے اس کی ادائیگی کو مناسب نہیں سمجھتا' مہدی نے پوری طرح اس پر عملدرآمد کیا اور منصور نے رصافہ سے حج اور عمرہ کا احرام باندھا اور اپنا اونٹ بھی لے گیا اور کہنے لگا اے میرے بیٹے میں ذوالحجہ میں پیدا ہوا ہوں اور مجھے ذوالحجہ ہی میں موت کا حادثہ پیش آئے گا اور اسی بات نے اس سال مجھے حج کی جرأت دلائی ہے اور اس نے اسے الوداع کیا اور چل پڑا اور راستے ہی میں اسے مرض الموت نے آلیا اور وہ مکہ میں بہت بوجھل ہو کر داخل ہوا اور جب وہ آخری منزل پر پہنچا تو مکہ سے درے ہی اتر پڑا کیا دیکھتا ہے کہ اس کی منزل کے سامنے لکھا ہوا ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے ابوجعفر تیری موت کا وقت قریب آ گیا ہے اور تیرے سال ختم ہو چکے ہیں اور امر الٰہی ضرور واقع ہو کر رہے گا اے ابوجعفر کیا کوئی کاہن اور منجم آج موت کی مصیبت کو تجھ سے روکنے والا ہے۔

اس نے خارجیوں کو بلا کر یہ تحریر پڑھائی تو انہیں کچھ نظر نہ آیا تو اسے معلوم ہو گیا کہ اس کی اجل نے اسے موت کی اطلاع دی ہے مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ منصور نے خواب میں دیکھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسے ہاتف نے آواز دی اور وہ کہہ رہا تھا۔

حرکت وسکون کے رب کی قسم' موتوں کے بہت سے جال ہیں' اے نفس اگر تو نے برائی یا بھلائی کی ہے تو اس کی ذمہ داری تجھ پر ہوگی دن اور رات کا آنا جانا اور فلک میں ستاروں کا گردش کرنا اس وقت ہوتا ہے جب بادشاہ بادشاہت کو چھوڑتا ہے اور اس کی بادشاہت ختم ہو کر کسی دوسرے بادشاہ کے پاس چلی جاتی ہے حتیٰ کہ وہ بدل کر بادشاہ کے پاس چلی جاتی ہے اور اس کی بادشاہت کی عزت' مشترک نہیں ہوتی یہ کام زمین وآسمان کے پیدا کرنے والے اور پہاڑوں کے استوار کرنے والے اور فلک کو مسخر کرنے والے کا ہے۔

منصور نے کہا یہ میری موت کی آمد اور میری عمر کے خاتمے کا وقت ہے اور اس سے قبل اس نے اپنے قصر خلد میں جسے اس نے تعمیر کیا تھا اور اسے احتیاط وحکمت سرانجام دیا تھا خواب دیکھا جس نے اسے خوف زدہ کر دیا تو اس نے ربیع سے کہا اے ربیع تو ہلاک ہو جائے' میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس نے مجھے خوفزدہ کر دیا ہے میں نے اس محل کے دروازے میں ایک شخص کو کھڑے ہوئے دیکھا ہے اور وہ کہہ رہا ہے مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے کہ اس محل کے رہنے والے تباہ ہو گئے ہیں اور اس کے اہل اور منازل اجڑ گئے ہیں اور محل کا سردار خوشی کے بعد ایک قبر کی طرف چلا گیا ہے جس پر چٹانوں سے تعمیر کی جائے گی۔

اور وہ قصر خلد میں ایک سال سے بھی کم عرصہ ٹھہرا حتیٰ کہ حج کے راستے میں بیمار ہو گیا اور مکہ میں مرض کی شدت سے قریب

الرگ اور بوجھل ہو کر داخل ہوا اور اس کی وفات ۶ یا ۷ ذوالحجہ کو ہفتہ کی شب کو ہوئی اور اس نے آخری بات یہ کی کہ اے اللہ اپنی ملاقات میں مجھے برکت دے اور بعض کا قول ہے کہ اس نے کہا اے میرے رب اگر میں نے بہت سے احکام میں تیری نافرمانی کی تو میں نے اس بات میں جو مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے تیری اطاعت بھی کی ہے اور وہ محبوب بات اخلاص کے ساتھ لا الہ الا اللہ کی شہادت دینا ہے پھر وہ مر گیا اور اس کی انگوٹھی کا نقش اللہ ثقۃ عبداللہ و بہ یومن تھا اور مشہور قول کے مطابق بروز وفات اس کی عمر ساٹھ سال تھی جن میں سے ۲۲ سال وہ خلیفہ رہا اور اسے باب المعلات میں دفن کیا گیا رحمہ اللہ ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس کے جو مرثیے کیے گئے ہیں ان میں سلم الخاسر کا مرثیہ بھی ہے جو شاعر تھا:

اس شخص پر تعجب ہے جسے موت کی خبر دینے والوں نے خبر دی' اس کی موت کو دونوں ہونٹوں نے کیسے بیان کیا وہ ایسا بادشاہ تھا اگر کسی روز وہ زمانے پر حملہ کرتا تو زمانہ گردن کے بل گر پڑتا وہ ہتھیلی جس نے اس پر مٹی ڈالی کاش وہ اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیوں کو شمار نہ کرتی' اس وقت ممالک بالجبر اس کے مطیع ہو گئے اور جن وانس نے اس کے خوف سے نگاہیں جھکا لیں' الزدراء کا مالک کہاں ہے جس نے اسے ۲۲ سال تک بادشاہت دے رکھی جب آدمی کی آگ کی رگڑ پکڑ لیتی ہے تو وہ چمقاق کی طرح ہو جاتا ہے اور کوئی ڈانٹ اس کی خواہش کو نہیں موڑتی اور نہ ذہین آدمی اسکی ذمہ داری میں قدح کرتے ہیں تو نے اسے حکومت کی باگ ڈور دی حتیٰ کہ وہ باگ ڈور کے بغیر اپنے دشمنوں کا سردار بن گیا اس کے آگے نگاہیں جھک جاتی ہیں اور اس کے خوف سے تو ہاتھوں کو تھوڑیوں پر دیکھے گا اس نے اپنی حکومت کی اطراف کو اکٹھا کیا پھر ان کے انتہائی آدمی تک کا جانشین بن گیا اور قریبیوں کے آگے ہو گیا وہ ہاشمی ارادے والا ہے اور وہ بدکے ہوئے سست دوانٹوں پر بوجھ نہیں لادتا' وہ بردبار ہے جس سے خائف اپنے خوف کو بھول جاتا ہے اور ایسے ارادے والا ہے کہ پورے دل کے ساتھ عزم کرتا ہے اس کے خوف سے جانیں نکل جاتی ہیں حالانکہ ارواح' ابدان میں ہوتی ہیں۔

اسے مکہ میں باب المعلاۃ کے پاس دفن کیا گیا لیکن اس کی قبر کسی کو معلوم نہیں کیونکہ اس کی قبر کو پوشیدہ رکھا گیا ہے' ربیع نے ایک سو قبر میں کھودی تھیں اور اسے کسی دوسری جگہ دفن کر دیا تا کہ اس کا پتہ نہ چلے۔

منصور کی اولاد:

محمد مہدی یہ اس کا ولی عہد اور جعفر اکبر یہ اس کی زندگی میں ہی مر گیا اور ان دونوں کی ماں اروی بنت منصور تھی اور عیسیٰ' یعقوب اور سلیمان کی ماں فاطمہ بنت محمد تھی جو حضرت طلحہ بن عبیداللہ کی اولاد میں سے تھا اور جعفر اصغر' کرو یہ ام ولد سے تھا۔ اور صالح المسکین رومیہ ام ولد سے تھا۔ قالی الفراشہ کہا جاتا ہے اسی طرح قاسم بھی ام ولد سے تھا اور عالیہ' بنی امیہ کی ایک عورت سے تھی۔

مہدی بن منصور کی خلافت:

جب ۶ یا ۷ ذوالحجہ ۱۵۸ھ کو اس کا باپ مکہ میں مر گیا تو اس کے دفن ہونے سے قبل بنو ہاشم کے سرداروں اور جرنیلوں سے جو منصور کے ساتھ حج میں شامل تھے مہدی کی بیعت لی گئی اور ربیع حاجب نے ایلچیوں کے ذریعے بیعت کو مہدی کے پاس بغداد بھیجا

اور ایلچی ۱۵ ذوالحجہ کو منگل کے روز بیعت لے کر اس کے پاس پہنچا اور اس نے اسے سلام خلافت کیا اور اسے بیعت کے خطوط دیئے اور اہل بغداد نے اس کی بیعت کی اور دیگر آفاق میں بھی اس کی بیعت چلی گئی اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ منصور نے اپنی وفات سے ایک قبل مشقت برداشت کی اور سہارا لیا اور امراء کو بلایا اور از سر نو اپنے بیٹے مہدی کے لیے بیعت لی تو انہوں نے جلدی سے اس کی طرف سبقت کی اور اس سال ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے اپنے چچا منصور کی وصیت کے مطابق لوگوں کو حج کروایا اور اسی نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور بعض کا قول ہے کہ عیسیٰ بن موسیٰ نے جو مہدی کے بعد ولی عہد تھا اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور پہلا قول صحیح ہے اس لیے کہ وہ مکہ اور طائف کا نائب تھا اور عبدالصمد بن علی' مدینہ کا اور عمرو بن زہیر ضبی کوفہ کا نائب تھا جو خلیفہ کی پولیس کے امیر المسیب بن زہیر کا بھائی تھا اور حمید بن قحطبہ خراسان کا نائب تھا اور بصرہ اور اس کی زمین کے ٹیکس کا امیر عمارہ بن حمزہ تھا اور اس کی نمازوں اور قضاء کا امیر عبداللہ بن حسن عنبری تھا اور اس کے نئے کاموں کا امیر سعید بن دعلج تھا۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ اس سال لوگوں کو ایک سخت وباء نے آ لیا جس سے بہت سے لوگ مر گئے جن میں افلح بن حمید' حیوۃ بن شریح اور معاویہ بن صالح نے مکہ میں وفات پائی اور زفر بن ہذیل بن سلیم نے بھی وفات پائی پھر اس نے اس کے نسب کو معد بن عدنان تک بیان کیا ہے اور اسے تمیمی' عنبری کوفی اور حنفی فقیہ کہا جاتا ہے جو حضرت امام ابوحنیفہ کے اصحاب میں سے سب سے پہلے وفات پانے والا اور قیاس کا سب سے زیادہ استعمال کرنے والا ہے اور یہ ایک عابد آدمی تھا' شروع شروع میں یہ علم حدیث میں مشغول ہوا پھر اس پر فقہ اور قیاس غالب آ گیا اس کی پیدائش ۱۱۶ھ اور وفات ۱۵۸ھ میں ۴۲ سال کی عمر میں ہوئی۔ رحمہ اللہ وایانا۔

۱۵۹ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو عبیداللہ محمد مہدی بن منصور لوگوں کا خلیفہ تھا اس نے اس سال کے شروع میں عباس بن محمد کو ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ بلاد روم کی طرف بھیجا اور خود بھی ان کی مشایعت کے لیے ان کے ساتھ سوار ہوا اور انہوں نے وہاں جا کر رومیوں کے ایک عظیم شہر کو فتح کر لیا اور بہت سی غنائم حاصل کر کے خیریت کے ساتھ واپس آ گئے اور ان میں سے ایک آدمی بھی ضائع نہ ہوا اور اس سال خراسان کے نائب حمید بن قحطبہ نے وفات پائی اور مہدی نے اس کی جگہ ابوعون عبدالملک بن یزید کو امیر مقرر کیا اور حمزہ بن مالک کو سجستان کا امیر بنایا اور جبریل بن یحییٰ کو سمرقند کا امیر بنایا اور اسی سال میں مہدی نے رصافہ کی مسجد اور خندق تعمیر کی اور اسی سال میں اس نے ایک بہت بڑی فوج بلاد ہند کی طرف روانہ کی جو آئندہ سال وہاں پہنچی اس کے حالات کو ہم ابھی بیان کریں گے اور اس سال سندھ کے نائب معبد بن خلیل نے وفات پائی اور مہدی نے اس کی جگہ اپنے وزیر ابوعبداللہ کے مشورے سے روح بن حاتم کو نائب مقرر کیا اور اس سال مہدی نے قاتلوں' مفسدہ پردازوں یا جن کے ذمے کسی کا حق تھا ان کے سوا قید خانوں میں جو لوگ بھی تھے ان کو رہا کر دیا اور جن لوگوں کو اس نے زمین دوز قید خانے سے نکالا ان میں یعقوب بن داؤد

موسیٰ بن سلیم اور حسن بن ابراہیم بن عبداللہ بن حسین بھی شامل تھے اور اس نے اس حسن کو خادم نصیر کے پاس لے جانے کا حکم دیا تا کہ وہ اس کی حفاظت کرے اور حسن نے قید خانے سے نکلنے سے قبل وہاں سے بھاگ جانے کا عزم کیا ہوا تھا اور جب یعقوب بن داؤد باہر نکلا تو اس نے خلیفہ کو جو وہ عزم کئے ہوئے تھا اس کے بارے میں نصیحت کی تو اس نے اسے قید خانے سے نکال کر خادم نصیر کے پاس رکھ دیا تا کہ وہ اس کی حفاظت کرے اور یعقوب بن داؤد نے مہدی کے ہاں بڑا رتبہ حاصل کرلیا حتیٰ کہ وہ رات کو بلا اجازت اس کے پاس آ جاتا اور اس نے اسے بہت سے امور کا منتظم مقرر کردیا اور اسے ایک لاکھ دراہم دیئے اور مسلسل اس کے پاس اس کی یہی پوزیشن رہی حتیٰ کہ مہدی نے حسن بن ابراہیم پر کامیابی حاصل کرلی اور اس کے ہاں یعقوب کا مقام گر گیا اور مہدی نے بہت سے نائبین کو معزول کردیا اور ان کی جگہ دوسروں کو نائب مقرر کیا۔

اور اس سال مہدی نے اپنے چچا کی بیٹی ام عبداللہ بنت صالح بن علی سے نکاح کیا اور اسی طرح اپنی لونڈی خیزران کو آزاد کر کے اس سے نکاح کرلیا اور یہی ہارون الرشید کی ماں ہے اور اس سال دجلہ بغداد میں جو کشتیاں تھیں ان میں بڑی آگ لگ گئی اور جب مہدی خلیفہ بنا تو اس نے عیسیٰ بن موسیٰ سے جو اس کے بعد ولی عہد تھا کہا کہ وہ امر خلافت سے دستبردار ہو جائے تو اس نے مہدی کی بات کو تسلیم نہ کیا اور اس نے مہدی سے اپنی کوفہ کی جاگیر میں اقامت اختیار کرنے کے بارے میں پوچھا تو اس نے اسے اجازت دے دی اور کوفہ کی امارت پر روح بن حاتم مقرر تھا اس نے مہدی کو لکھا کہ عیسیٰ بن موسیٰ سال کے مہینوں کے سوا لوگوں کے ساتھ جمعہ اور نماز میں حاضر نہیں ہوتا اور جب وہ آتا ہے تو اپنی سواری سمیت مسجد کے دروازے کے اندر آ جاتا ہے اور اس کی سواری کا جانور وہاں لید کر دیتا ہے جہاں لوگ نماز پڑھتے ہیں مہدی نے اسے لکھا کہ وہ گلیوں کے دہانوں پر لکڑیاں لگا دے تا کہ لوگ پیدل چل کر مسجد میں آئیں۔

عیسیٰ بن موسیٰ کو بھی اس بات کا پتہ چل گیا تو اس نے جمعہ سے قبل مختار بن ابی عبید کے مکان کو اس کے وارثوں سے خرید لیا اور وہ مسجد سے ملحق تھا اور وہ جمعرات کے روز اس مکان میں آ جاتا اور جب جمعہ کا دن آتا تو گدھے پر سوار ہو کر مسجد کے دروازے تک جاتا اور وہاں اتر کر تو لوگوں کے ساتھ نماز میں شامل ہو جاتا اور اس نے اپنے اہل سمیت کوفہ میں کلیتہً اقامت اختیار کرلی پھر مہدی نے اس سے دستبردار ہونے کے متعلق اصرار کیا اور دستبردار نہ ہونے کی صورت میں اسے دھمکی دی اور اس سے وعدہ کیا کہ اگر وہ اس کی بات مان لے گا تو وہ اسے بڑی بڑی جاگیریں اور دس کروڑ درہم دے گا اور بعض نے بیس کروڑ درہم بیان کئے ہیں اور مہدی نے اپنے بعد اپنے دونوں بیٹوں موسیٰ ہادی اور ہارون الرشید کے لیے بیعت لی جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

اور مہدی کے ماموں یزید بن منصور نے لوگوں کو حج کروایا اور وہ یمن کا نائب تھا اس نے اسے حج کے اجتماع کا امیر مقرر کیا اور وہ شوق سے اس کی طرف آیا اور مہدی نے شہروں کے اکثر نائبین کو معزول کردیا اور وہاں افریقہ یزید بن حاتم کے پاس تھا اور مصر پر محمد بن سلیمان ابوضمرہ اور خراسان پر ابوعون اور سندھ پر بطام بن عمرو اور اہواز فارس پر عمارہ بن حمزہ اور یمن پر رجاء بن روح اور یمامہ پر بشر بن المنذر اور جزیرہ پر فضل بن صالح اور مدینہ پر عبیداللہ بن صفوان اور مکہ اور طائف پر ابراہیم بن یحییٰ اور کوفہ کے نئے کاموں پر اسحاق بن صباح کندی اور اس کے اخراج پر ثابت بن موسیٰ اور اس کی قضا پر شریک بن عبداللہ نخعی اور بصرہ

کے بنئے کاموں پر عمارہ بن حمزہ اور اس کی نماز پر عبدالملک بن ایوب بن ظبیان نمیری اور اس کی قضا پر عبیداللہ بن حسن عنبری نائب مقرر تھے۔

اور اس سال عبدالعزیز بن ابوداؤد' عکرمہ بن عمار' مالک بن مغول' محمد بن عبدالرحمن بن ابی ذیب المدنی نے وفات پائی جو فقہ میں مالک بن انس کی نظیر تھے اور بسا اوقات انہوں نے حضرت امام مالک کی بعض باتوں پر اعتراضات کئے ہیں جن میں انہوں نے بعض احادیث سے حجت پکڑ کر ترک کیا ہے' حضرت امام مالک انہیں اہل مدینہ کے اجماع کے نقطہ نظر سے دیکھتے تھے اور اس قسم کے اور بھی مسائل ہیں۔

۱۶۰ھ

اس سال خراسان میں ایک شخص نے مہدی کے خلاف بغاوت کی اور اس کے احوال وسیرت اور اس کے کاموں پر عیب لگائے اس شخص کو یوسف البرم کہا جاتا تھا اور بہت سے لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے اور حالات بگڑ گئے اور اس سے بڑی مصیبت پڑی' پس یزید بن مزید اس کے مقابلہ میں گیا اور دونوں نے شدید جنگ کی حتیٰ کہ دونوں نے گھوڑوں سے اتر کر مقابلہ کیا اور ایک دوسرے سے گتھ گئے اور یزید بن مزید نے اس یوسف کو قید کر لیا اور اس کے اصحاب کی ایک جماعت کو بھی قید کر لیا اور اس نے انہیں مہدی کے پاس بھیج دیا اور انہیں مہدی کے پاس بھیج دیا اور انہیں اس کے حضور پیش کیا گیا اور انہیں اونٹوں پر ان کی دموں کی طرف منہ پھیر کر سوار کرایا گیا اور خلیفہ نے ہرثمہ کو یوسف کے ہاتھ پاؤں کاٹنے کا حکم دیا پھر اسے اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر کے دجلہ کے بڑے پل پر جو مہدی کی فوج کے قریب تھا صلیب دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی بغاوت کو ٹھنڈا کر دیا اور ان کے شر کو کافی ہو گیا۔

موسیٰ ہادی کی بیعت

ہم بیان کر چکے ہیں کہ مہدی نے عیسیٰ بن موسیٰ سے دستبردار ہونے کے متعلق اصرار کیا تو اس نے اس سے مکمل انکار کر دیا اور وہ کوفہ میں مقیم تھا پس مہدی نے اس کی طرف ایک بڑے جرنل ابوہریرہ محمد بن فروغ کو اس کے ایک ہزار اصحاب کے ساتھ بھیجا کہ وہ اسے اس کے پاس حاضر کرے اور اس نے ان میں سے ہر ایک کو ڈھول اٹھانے کا حکم دیا پس جب وہ فجر کے روشن ہو جانے کے وقت کوفہ کے سامنے آئے تو ان میں سے ہر ایک نے اپنے ڈھول پر ضرب لگائی جس سے کوفہ لرز اٹھا اور عیسیٰ بن موسیٰ خوفزدہ ہو گیا اور جب وہ اس کے پاس پہنچے تو انہوں نے اسے خلیفہ کے پاس حاضر ہونے کی دعوت دی تو اس نے بیماری کا اظہار کیا مگر انہوں نے اس کی بات کو قبول نہ کیا اور وہ اسے اپنے ساتھ لے گئے اور اسے اس سال کی ۳ محرم کو جمعرات کے روز خلیفہ کے سامنے پیش کر دیا' پس بنو ہاشم کے سرداروں' قضاۃ اور اعیان نے اکٹھے ہو کر اس سے اس بارے میں دریافت کیا تو اس نے ان کا انکار کر دیا اور لوگ مسلسل اسے ڈراتے اور امیدیں دلاتے رہے حتیٰ کہ اس نے ۴ محرم کو عصر کے بعد جمعہ کے روز ان کی بات مان لی اور مہدی کے دونوں بیٹوں موسیٰ اور ہارون الرشید کی ۲۷ محرم کو جمعرات کی صبح کو ایوان خلافت میں ایک عظیم خیمہ میں بیعت ہوئی اور

امراء نے آکر بیعت کی پھر مہدی اٹھ کر منبر پر چڑھا اور اس کا بیٹا ہادی اس کے نیچے بیٹھا اور عیسیٰ بن موسیٰ پہلی سیڑھی پر کھڑا ہوا اور مہدی نے تقریر کی اور لوگوں کو بتایا کہ عیسیٰ بن موسیٰ نے خود کو دستبردار کر دیا ہے اور لوگوں کو اس عہد سے جو ان کی گردنوں میں تھا حلال کر دیا ہے اور اسے موسیٰ ہادی کے سپرد کر دیا ہے اور عیسیٰ بن موسیٰ نے اس کی تصدیق کی اور مہدی کی بیعت کر لی پھر لوگوں نے اپنے اپنے مراتب اور عمر کے مطابق اٹھ کر خلیفہ کی بیعت کر لی اور اس نے عیسیٰ بن موسیٰ کے متعلق طلاق وعتاق تک پہنچی ہوئی مؤکد قسموں سے ایک تحریر لکھی اور امراء وزراء اور بنو ہاشم کے اعیان کی ایک جماعت وغیرہ نے اس پر گواہی ڈالی اور اس نے اسے وہ اموال وغیرہ دے دیئے جن کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔

اور اسی سال عبدالملک بن شہاب المسمعی ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ ہندوستان کے شہر باربد میں آیا اور اس نے اس کا محاصرہ کر لیا اور اس پر مجانیق نصب کر دیں اور ان کے ذریعے مٹی کا تیل پھینکا اور اس شہر کا ایک حصہ جلا دیا اور اس کے بہت سے باشندے ہلاک ہو گئے اور انہوں نے اسے بزور قوت فتح کر لیا اور واپس جانے کا ارادہ کیا تو سمندر کے چڑھ جانے کی وجہ سے وہ واپس نہ جا سکے' پس انہوں نے وہاں قیام کیا تو ان کے مونہوں کو ایک بیماری لگ گئی جسے حمام قر کہا جاتا ہے جس سے ان میں سے ایک ہزار آدمی مر گئے جن میں ربیع بن صبیح بھی شامل تھا اور جب ان کے لیے چلنا ممکن ہوا تو انہوں نے سمندر میں سفر کیا اور ہوا نے ان پر حملہ کر دیا تو ایک جماعت ان میں سے غرق ہو گئی اور باقی ماندہ لوگ بصرہ پہنچ گئے اور ان کے ساتھ بہت سے قیدی بھی تھے جن میں ان کے ایک بادشاہ کی بیٹی بھی تھی اور اسی سال مہدی نے ابوبکرہ ثقفی کے بیٹوں کو رسول اللہ ﷺ کی قرابت سے ملا دینے کا حکم دیا اور ان کے نسب کو ثقیف سے منقطع کر دیا اور اسی طرح کا ایک خط والی بصرہ کو لکھا اور زیاد اور نافع سے اس کے نسب کو قطع کر دیا اور اس بارے میں ایک شاعر خالد النجار کہتا ہے:

بلاشبہ زیاد' نافع اور ابوبکرہ میرے نزدیک ایک عجیب تر چیز ہیں وہ اپنے قول کے مطابق قرشی ہے اور وہ غلام ہے اور یہ اپنے خیال میں عربی ہے۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ بصرہ کے نائب نے اس حکم کو پورا نہیں کیا۔

اور اس سال مہدی نے لوگوں کو حج کروایا اور بغداد پر اپنے بیٹے موسیٰ ہادی کو نائب مقرر کیا اور اپنے بیٹے ہارون الرشید اور بہت سے امراء کو اپنے ساتھ لے گیا جن میں یعقوب بن داؤد اپنے مقام ومرتبہ پر تھا اور حسن بن ابراہیم خادم سے بھاگ کر ارض حجاز میں چلا گیا اور یعقوب بن داؤد نے اس کے لیے امان طلب کی تو مہدی نے اس کے عطیہ کو بہتر کر دیا اور اس کے انعام کو بڑھا دیا اور مہدی نے اہل مکہ میں بہت سا مال تقسیم کیا اور وہ اپنے ساتھ ۳۰ کروڑ درہم اور ایک لاکھ کپڑے لایا تھا اور مصر سے تین لاکھ دینار اور یمن سے دو لاکھ دینار آئے تو اس نے یہ سب مکہ اور مدینہ کے باشندوں کو دے دیئے اور حاجیوں نے مہدی کے پاس شکایت کی کہ انہیں خدشہ ہے کہ کعبہ غلافوں کی کثرت کے باعث گر پڑے گا تو اس نے کعبہ سے غلافوں کے اتارنے کا حکم دے دیا اور جب وہ ہشام بن عبدالملک کے غلافوں تک پہنچے تو انہوں نے ان کو نہایت موٹے ریشم کا پایا تو اس نے ان کو ہٹانے کا حکم دے دیا اور اس سے قبل وبعد کے خلفاء کے غلاف باقی رہنے دیئے اور جب اس نے کعبہ سے غلاف اتارے تو اسے خوشبو کا لیپ کیا اور

اسے نہایت خوبصورت غلاف پہنایا' کہتے ہیں کہ اس نے حضرت امام مالک سے کعبہ کو حضرت ابن زبیر کی بنیادوں پر دوبارہ تعمیر کرنے کے بارے میں فتویٰ پوچھا تو حضرت امام مالک نے فرمایا مجھے خدشہ ہے کہ بادشاہ اسے کھیل بنالیں گے تو اس نے اسے اسی حالت میں چھوڑ دیا۔

اور بصرہ کا نائب محمد بن سلیمان اس کے لیے برف کو اٹھا کر مکہ لایا اور یہ پہلا خلیفہ تھا جس کے لیے برف اٹھا کر مکہ لائی گئی اور جب وہ مدینہ آیا تو اس نے مسجد نبوی کو وسیع کیا اور اس میں ایک کمرہ تھا جسے اس نے گرادیا اور اس نے منبر کے اس حصے کو بھی کم کرنا چاہا جسے حضرت معاویہ بن ابی سفیان نے بڑھایا تھا تو حضرت امام مالک نے اسے کہا' انہیں خدشہ ہے جب اسے ہلایا گیا تو اس کی پرانی لکڑی ٹوٹ جائے گی تو اس نے اسے چھوڑ دیا اور اس نے رقیہ بنت عمرو العثمانیہ سے مدینہ میں نکاح کیا اور اس نے اہل مدینہ کے پانچ سو اعیان کو منتخب کیا کہ وہ عراق میں اس کے اردگرد محافظ وانصار بن کر رہیں اور اس نے عطیات کے علاوہ ان کی رسد جاری کی اور ان کی جاگیریں بھی دیں جو انہی کے نام سے مشہور ہیں۔

اور اس سال ربیع بن صبیح' سفیان بن حسین جوزہری کے اصحاب میں سے تھا اور شعبہ بن حجاج بن الورد العتکی الازدی ابوبسطام واسطی نے وفات پائی پھر وہ بصرہ منتقل ہو گیا اور شعبہ نے حسن اور ابن سرین کو دیکھا اور تابعین کی کئی جماعتوں سے روایت کی اور اس سے اس کے بہت سے مشائخ' ساتھیوں اور آئمہ اسلام نے روایت کی ہے اور وہ شیخ المحدثین ہے جسے ان میں امیر المومنین کا لقب دیا گیا ہے یہ قول ثوری کا ہے اور یحییٰ بن معین نے بیان کیا ہے کہ وہ امام المتقین ہے اور بڑا درویش' متقی' تنگ حال حافظ اور اچھی سیرت والا تھا اور حضرت امام شافعی نے فرمایا ہے کہ اگر وہ نہ ہوتا تو عراق میں حدیث کا پتہ نہ ہوتا اور امام احمد نے فرمایا ہے کہ وہ اس کام میں اکیلا ہی ایک جماعت تھا اور اس کے زمانے میں اس کی نظیر موجود نہ تھی اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے وہ ثقہ' مامون' حجت اور صاحب حدیث تھا اور وکیع نے بیان کیا ہے مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ حدیث رسول کے دفاع کی وجہ سے شعبہ کے درجات کو جنت میں بلند کرے گا۔

اور صالح بن محمد بن حرزہ نے بیان کیا ہے کہ شعبہ پہلا شخص ہے جس نے رجال کے بارے میں گفتگو کی ہے اور یحییٰ القطان نے اس کی پیروی کی ہے پھر احمد اور ابن معین نے اس کی پیروی کی ہے اور ابن مہدی نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام مالک سے زیادہ عقلمند اور شعبہ سے زیادہ تنگ حال اور ابن المبارک سے زیادہ امت کا خیر خواہ اور ثوری سے زیادہ حافظ حدیث نہیں دیکھا اور مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا ہے کہ جب بھی میں نماز کے وقت شعبہ کے پاس گیا میں نے اسے نماز پڑھتے دیکھا اور وہ فقراء کا باپ اور ان کی ماں تھا اور نضر بن شمیل نے بیان کیا ہے کہ میں نے اس سے بڑھ کر مسکین پر رحم کرنے والا نہیں دیکھا' جب وہ مسکین کو دیکھتا تو مسلسل اسے دیکھتا رہتا حتیٰ کہ وہ اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو جاتا اور ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ میں نے اس سے زیادہ عبادت گزار شخص نہیں دیکھا اس نے اللہ کی اس طرح عبادت کی کہ اس کی کھال اس کی ہڈیوں کے ساتھ چپک گئی اور یحییٰ القطان نے بیان کیا ہے کہ میں نے اس سے بڑھ کر مسکین پر ترس کھانے والا نہیں دیکھا وہ مسکین کو اپنے گھر لے جاتا اور جو کچھ اس کے لیے ممکن ہوتا اسے دیتا اور محمد بن سعد وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ اس نے ۷۸ سال کی عمر میں ۱۶۰ھ کے آغاز میں بصرہ میں

وفات پائی ہے۔

۱۶۱ھ

اس سال ثمامہ بن ولید نے موسم گرما کی جنگ کی اور دابق میں اترا اور رومی بھی اس کے خلاف جوش میں آ گئے اس وجہ سے مسلمان اس میں داخل نہ ہو سکے اور اس سال مہدی نے کنوئیں کھودنے' کارخانے بنانے اور مکہ کے راستے میں محلات تعمیر کرنے کا حکم دیا اور یقطین بن موسیٰ کو اس کام کا منتظم مقرر کیا اور وہ دس سال یعنی ۱۷۱ھ تک مسلسل کام کرتا رہا حتیٰ کہ عراق سے حجاز کا راستہ تمام راستوں سے زیادہ پر آسائش' پر امن اور خوشگوار ہو گیا اور اسی سال میں مہدی نے بصرہ کی جامع مسجد کو اس کے قبلہ اور مغرب کی جانب سے وسیع کیا اور اسی سال اطراف کو خطوط لکھے کہ مسجد جماعت میں کمرہ باقی نہ رہے نیز منابر کو رسول اللہ ﷺ کے منبر کی مقدار کے برابر چھوٹا کر دیا جائے اور اس نے سب شہروں میں ایسے ہی کیا اور اسی سال مہدی کے وزیر ابو عبداللہ کا مقام گر گیا اور اس کی خیانت اس پر واضح ہو گئی' پس مہدی نے اس کی نگرانی کے لیے کئی آدمیوں کو اپنے ساتھ لگا لیا اور جن آدمیوں کو اس نے اپنے ساتھ لگایا ان میں اسماعیل بن علیہ بھی تھا پھر اس نے اسے دور کر دیا اور اسے اپنی چھاؤنی سے دیا اور اسی سال اس نے عافیہ بن یزید ازدی کو قاضی مقرر کیا اور رصافہ میں مہدی کی فوج میں یہ اور ابن علاثہ فیصلے کیا کرتے تھے اور اسی سال خراسان کی بستیوں میں سے ایک مرو کی ایک بستی میں ایک شخص نے جسے مقنع کہا جاتا تھا خروج کیا اور وہ تناسخ کا قائل تھا اور بہت سے لوگوں نے اس کی اتباع اختیار کر لی اور مہدی نے اس کی طرف اپنے کئی امراء کو بھیجا اور بہت سی افواج بھی روانہ کیں جن میں امیر خراسان معاذ بن مسلم بھی شامل تھا' مقنع اور ان کے حالات کو ہم ابھی بیان کریں گے۔

اس سال موسیٰ ہادی بن مہدی نے لوگوں کو حج کروایا اور اس سال اسرائیل بن یونس بن اسحاق السبیعی زائدہ بن قدامہ اور سفیان بن سعید بن مسروق ثوری ابو عبداللہ کوفی نے وفات پائی جو اسلام کے ایک امام' عابد اور مقتدا تھے' آپ نے کئی تابعین سے روایت کی ہے اور آپ سے بے شمار آئمہ اور دیگر لوگوں نے روایت کی ہے شعبہ' ابو عاصم' سفیان بن عیینہ' یحییٰ بن معین اور کئی لوگوں نے روایت کی ہے کہ آپ حدیث میں امیر المومنین تھے اور ابن المبارک نے بیان کیا ہے کہ میں نے گیارہ سو شیخ سے لکھا ہے وہ ان سب سے افضل تھے اور ایوب نے بیان کیا ہے کہ میں نے کسی کوفی کو نہیں دیکھا جسے میں آپ پر ترجیح دوں اور یونس بن عبید نے بیان کیا ہے میں نے آپ سے افضل آدمی نہیں دیکھا اور عبداللہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے ثوری سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا اور شعبہ نے بیان کیا ہے کہ آپ نے علم تقویٰ سے لوگوں کی سیادت کی ہے اور اصحاب مذاہب ثلاثہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس اپنے زمانے میں اور شعبی اپنے زمانے میں اور ثوری اپنے زمانے میں امام تھے اور امام احمد نے بیان کیا ہے کہ میرے دل میں ان سے کسی کو تقدم حاصل نہیں نیز فرمایا کہ تجھے معلوم ہے کہ امام کون ہے؟ سفیان ثوری امام ہے اور عبدالرزاق نے بیان کیا ہے کہ میں نے ثوری کو بیان کرتے سنا ہے کہ میں نے جو چیز بھی اپنے دل میں امانت رکھی ہے اس نے مجھ سے خیانت نہیں کی حتیٰ کہ میں ملامت کرنے سے گانا گاتے شخص کے پاس سے گزرتا ہوں تو اس خوف سے اپنے کان بند کر لیتا ہوں کہ وہ جو کہہ رہا ہے مجھے یاد نہ

ہو جائے۔

اور آپ نے فرمایا مجھے لوگوں کے محتاج ہونے کی بجائے دس ہزار دینار چھوڑنا زیادہ پسند ہے جن کے متعلق اللہ مجھ سے محاسبہ کرے گا۔

اور محمد بن سعد نے بیان کیا ہے کہ مورخین کا اتفاق ہے کہ آپ نے ۱۶۱ھ میں بصرہ میں وفات پائی ہے' وفات کے روز آپ کی عمر ۶۴ سال تھی اور بعض نے خواب میں آپ کو جنت میں ایک کھجور کے درخت سے دوسرے کھجور کے درخت تک اور ایک درخت سے دوسرے درخت تک اڑتے دیکھا ہے اور آپ (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَہٗ) پڑھ رہے تھے اور آپ نے فرمایا ہے جب انسان جلدی سردار بن جاتا ہے تو بہت سے علم کو پیچھے چھوڑ دیتا ہے۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

ابودلامہ:

زید بن الجون' مزاحیہ شاعر اور دانشمند' اس کی اصل کوفی ہے اور اس نے بغداد میں اقامت اختیار کر لی اور منصور کے ہاں بڑا رتبہ حاصل کر لیا اس لیے کہ یہ اسے ہنساتا تھا اور اسے اشعار سناتا تھا اور اس کی مدح کرتا تھا ایک روز منصور کی بیوی کے جنازہ میں شامل ہوا اور وہ اس کی عم زادی تھی جسے حمادہ بنت عیسیٰ کہا جاتا تھا اور منصور کو اس کا غم تھا اور جب لوگوں نے اس پر مٹی ڈال دی تو ابودلامہ بھی موجود تھا' منصور نے اسے کہا اے ابودلامہ تو ہلاک ہو جائے آج کے دن کے لیے تو نے کیا تیار کیا ہے اس نے امیر المومنین کی عم زادی کو تیار کیا ہے تو منصور ہنس ہنس کر لیٹ گیا پھر کہنے لگا تو ہلاک ہو جائے تو نے ہمیں رسوا کر دیا ہے اور ایک روز مہدی کے پاس اس کی سفر کی واپسی پر مبارکباد دینے گیا تو اس نے یہ شعر سنائے:

میں نے قسم کھائی ہے کہ اگر میں نے عراق کی بستیوں میں تجھے صحیح سلامت دیکھا اور تو وافر مال والا ہوا تو ضرور محمد ﷺ پر درود پڑھے گا اور میری جھولی کو دراہم سے بھر دے گا۔

مہدی نے کہا پہلا مصرعہ تو ٹھیک ہے ہم محمد ﷺ پر درود پڑھیں گے اور دوسرا مصرا ٹھیک نہیں' اس نے کہا یا امیر المومنین یہ دو باتیں ہیں ان کے درمیان فرق نہ کیجیے اس نے حکم دیا کہ اس کی جھولی کو دراہم سے بھر دیا جائے پھر اس نے اسے کہا اٹھ کھڑا ہو تو وہ کہنے لگا ان دراہم سے میری قمیص پھٹ جائے گی اور اس نے جھولی سے انہیں تھیلوں میں ڈال دیا اور انہیں اٹھا کر چلتا بنا۔

اور ابن خلکان نے اس کے متعلق بیان کیا ہے کہ اس کا بیٹا بیمار ہو گیا تو طبیب نے اس کا علاج کیا اور جب وہ صحتمند ہو گیا تو اس نے اسے کہا ہمارے پاس تجھے دینے کو کچھ نہیں لیکن تو فلاں یہودی پر اتنی رقم کا دعویٰ کر دے جتنی رقم تو ہم سے لینے کا استحقاق رکھتا ہے اور میں اور میرا بیٹا مذکورہ رقم کے بارے میں اس پر گواہی دیں گے۔

راوی بیان کرتا ہے طبیب نے کوفہ کے قاضی محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ اور بعض کا قول ہے کہ ابن شبرمہ کے پاس جا کر اس پر دعویٰ کر دیا اور یہودی نے انکار کر دیا پس ابودلامہ اور اس کے بیٹے نے اس کے خلاف گواہی دی اور قاضی ان دونوں کی شہادت کو رد نہ کر سکا اور صفائی کے گواہوں کے طلب کرنے سے ڈر گیا' پس اس نے مدعی طبیب کو اپنے پاس سے مال دے دیا اور

یہودی کو چھوڑ دیا اور قاضی نے مصالح میں موافقت کر دی ابودلامہ نے اسی سال وفات پائی ہے اور بعض کا قول ہے کہ اس نے سے [illegible]ھ میں ہارون الرشید کی خلافت کا زمانہ پایا ہے واللہ اعلم۔

۱۶۲ھ

اس سال ارض قسرین میں عبدالسلام بن ہاشم یشکری نے بغاوت کی اور بہت سے لوگ اس کے پیروکار بن گئے اور اس کی طاقت بڑھ گئی اور امراء کی ایک جماعت نے اس سے جنگ کی مگر اس پر قابو نہ پا سکے اور مہدی نے اس کے مقابلہ میں فوجیں روانہ کیں اور ان میں اموال خرچ کیے تو اس نے کئی بار انہیں شکست دی پھر انجام کار اس کے بعد وہ قتل ہو گیا۔

اور اس سال حسن بن قحطبہ نے رضا کاروں کے بغیر ۸۰ ہزار رسد پانے والی فوج کے ساتھ موسم گرما کی جنگ لڑی اور رومیوں کو تباہ و برباد کر دیا اور بہت سے شہروں کو جلایا اور جگہوں کو ویران کر دیا اور بہت بچوں کو قیدی بنالیا اور اسی طرح یزید بن ابی اسید سلمی نے باب قالیقلا سے بلاد روم سے جنگ کی اور غنیمت حاصل کی اور بچ گیا اور بہت سے لوگوں کو قیدی بنالیا۔

اور اس سال جریان میں ایک جماعت نے خروج کیا اور انہوں نے ایک شخص عبدالقہار کے ساتھ سرخ لباس پہنا اور عمر بن العلاء نے طبرستان سے اس کے ساتھ جنگ کی اور اس نے عبدالقہار کو مغلوب کر لیا اور اسے اور اس کے اصحاب کو قتل کر دیا اور اس سال مہدی نے دوسرے صوبوں کے ٹنڈوں اور قیدیوں کی رسد جاری کی اور یہ ایک بڑی خوبی ہے اور اس سال ابراہیم بن جعفر بن منصور نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

حضرت ابراہیم بن ادھم:

آپ ایک مشہور عابد اور بڑے درویش تھے اور اس بارے میں آپ بڑے بلند ہمت تھے ابراہیم بن ادھم بن منصور بن یزید بن عامر بن عامر اسحاق تمیمی' آپ کو عجلی بھی کہا جاتا ہے آپ اصلاً بلخی ہیں پھر آپ نے شام میں سکونت اختیار کر لی اور دمشق آ گئے اور آپ اپنے باپ اور اعمش اور حضرت ابوہریرہ کے ساتھی محمد بن زیاد' ابواسحاق سبعی اور بہت سے لوگوں سے حدیث کی روایت کی اور آپ سے بہت سے لوگوں نے روایت کی ہے جن میں بقیہ ثوری ابواسحاق خزاری اور محمد بن حمید شامل ہیں اور اوزاعی نے بھی ان سے روایت کی ہے اور ابن عساکر نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن الجزری کے طریق سے عن ابراہیم بن ادھم عن محمد بن زیاد عن ابی ہریرہ روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے میں نے پوچھا یارسول اللہ آپ بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں آپ کو کیا تکلیف ہے آپ نے فرمایا اے ابوہریرہ بھوک نے تکلیف دی ہے' راوی بیان کرتا ہے میں رو پڑا تو آپ نے فرمایا مت رو جب بھوکا دار دنیا میں قناعت اختیار کرے گا تو قیامت کے روز کی شدت اسے تکلیف نہیں دے گی اور بقیہ کے طریق سے بحوالہ ابراہیم بن ادہم بیان ہوا ہے کہ ابواسحاق ہمدانی نے عمارہ بن غزیہ سے بحوالہ ابوہریرہ مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ ایک فتنہ آئے گا جو بندوں کو تباہ کر دے گا اور عالم اپنے علم کے ذریعے اس سے نجات پائے گا۔

نسائی نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم بن ادھم ثقہ مامون اور ایک درویش آدمی ہیں اور ابونعیم وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ آپ ملوک خراسان میں سے ایک بادشاہ کے بیٹے تھے اور شکار کے بہت دلدادہ تھے آپ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں باہر نکلا اور ایک لومڑ کے پیچھے لگ گیا تو ہاتف نے مجھے میری زین کے پچھلے حصے سے آواز دی تجھے اس کام کے لیے پیدا نہیں کیا گیا اور نہ تجھے اس کا حکم دیا گیا ہے راوی بیان کرتا ہے میں کھڑا ہو گیا اور میں نے کہا میں رک گیا میں رک گیا میرے پاس رب العالمین کا قاصد آ گیا ہے پس میں اپنے اہل کے پاس واپس آ گیا اور اپنے گھوڑے کو چھوڑ دیا اور اپنے باپ کے ایک چرواہے کے پاس آ کر اس سے جبہ اور چادر لے لی پھر میں نے اپنے کپڑے اسے دے دیئے پھر میں عراق آ گیا اور کئی روز وہاں کام کرتا رہا لیکن وہاں مجھے خالص حلال رزق نہ ملا تو میں نے ایک شیخ سے حلال کے متعلق دریافت کیا تو اس نے بلاد شام کی طرف میری راہنمائی کی تو میں طرسوس آ گیا اور میں نے کئی روز وہاں کام کیا میں باغات کی دیکھ بھال کرتا اور فصلیں کاٹتا۔

اور آپ فرمایا کرتے تھے مجھے صرف بلاد شام میں خوشگوار زندگی ملی' میں اپنے دین کو لے کر ایک چوٹی سے دوسری چوٹی کی طرف اور ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ کی طرف بھاگتا اور جو شخص مجھے دیکھتا وہ کہتا اس کی عقل خراب ہے پھر آپ مکہ آ گئے اور ثوری اور فضیل بن عیاض کی صحبت اختیار کی اور شام آئے اور یہیں فوت ہو گئے اور آپ صرف اپنے ہاتھوں کی کمائی مثلاً کٹائی' مزدوری اور باغات کی حفاظت وغیرہ کر کے کھانا کھاتے تھے اور آپ سے یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ آپ نے جنگل میں ایک شخص کو دیکھا تو آپ نے اسے اللہ کا اسم اعظم سکھا دیا اور وہ اس نام سے اسے پکارتا تھا حتیٰ کہ اس نے خضر کو دیکھا تو اس نے اسے کہا میرے بھائی داؤد نے تجھے اللہ کا اسم اعظم سکھایا ہے' قشیری اور ابن عساکر نے آپ سے ایسے ایسے اسناد سے بیان کیا ہے جو صحیح نہیں ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ اس نے اسے کہا کہ الیاس نے مجھے اللہ کا اسم اعظم سکھایا ہے اور ابراہیم نے بیان کیا ہے اپنے کھانے کو حلال کر اور اگر تو رات کو قیام نہ کرے اور دن کو روزہ نہ رکھے تو تجھ پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔

اور ابونعیم نے آپ سے بیان کیا ہے کہ آپ اکثر دعا مانگا کرتے تھے اے اللہ مجھے اپنی نافرمانی کی ذلت سے اپنی اطاعت کی عزت کی طرف لے جا' آپ سے کہا گیا گوشت گراں ہو گیا ہے آپ نے فرمایا اسے سستا کر دو یعنی اسے نہ خرید و بلاشبہ وہ سستا ہو جائے گا اور بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ ایک ہاتف نے آپ کو اوپر سے آواز دی اے ابراہیم یہ کیا بیہودگی ہے (کیا تم نے خیال کیا ہے کہ ہم نے تم کو لغو طور پر پیدا کیا ہے اور تم کو ہماری طرف نہیں لوٹایا جائے گا) اللہ سے ڈر اور قیامت کے دن کے لیے توشہ تیار کرو تو آپ اپنی سواری کے نیچے اتر پڑے اور دنیا ترک کر دی اور آخرت کے اعمال میں مشغول ہو گئے اور ابن عساکر نے ایک اسناد سے جس کے آغاز سے اعتراض پایا جاتا ہے' روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک روز میں بلخ میں اپنی ایک خوشنما جگہ پر بیٹھا تھا کہ اچانک ایک خوش منظر اور خوبصورت داڑھی والا شیخ اس کا سایہ لینے آ گیا اور اس کی محبت میرے دل کے ریشے ریشے میں سما گئی میں نے ایک غلام کو حکم دیا تو اس نے اسے بلایا وہ آیا تو میں نے اس کے سامنے کھانا پیش کیا تو اس نے انکار کر دیا میں نے پوچھا آپ کہاں سے آئے ہیں؟ اس نے کہا ماوراء النہر کے علاقے سے آیا ہوں میں نے پوچھا آپ کہاں جانا چاہتے ہیں' اس نے کہا حج کو جاتا ہوں میں نے کہا اسی وقت؟ اور وہ ذوالحجہ کا پہلا یا دوسرا دن تھا۔ اس نے کہا اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے' میں نے

کہا میں آپ کی صحبت اختیار کرنا چاہتا ہوں اس نے کہا اگر آپ کو یہ بات پسند ہے تو تمہاری وعدہ گاہ رات ہے اور جب رات ہوئی تو وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا اللہ کے نام سے اٹھ کھڑے ہو تو میں نے اپنے سفر کے کپڑے لے لیے اور ہم چلنے لگے گویا زمین ہمارے نیچے سکڑتی جاتی ہے اور ہم شہروں کے پاس سے گزرنے لگے اور ہم کہنے لگے یہ فلاں شہر ہے اور یہ فلاں شہر ہے اور جب صبح ہوئی تو وہ مجھ سے جدا ہو گیا اور کہنے لگا تمہاری وعدہ گاہ رات ہے اور جب رات ہوئی تو وہ میرے پاس آیا اور ہم نے اسی طرح کیا اور ہم مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچ گئے پھر ہم مکہ کی طرف رُوانہ ہو گئے اور رات کو وہاں پہنچ گئے اور ہم نے لوگوں کے ساتھ حج ادا کیا پھر ہم شام کی طرف واپس آ گئے اور ہم نے بیت المقدس کی زیارت کی اور اس نے کہا میں شام میں قیام کا ارادہ کئے ہوئے ہوں پھر میں دیگر ضعفا کی طرح اپنے شہر بلخ کو واپس آ گیا حتیٰ کہ ہم اس کی طرف لوٹ آئے اور میں نے اسے اس کے نام کے بارے میں دریافت نہ کیا اور یہ میرے معاملے کا آغاز تھا۔

اور ایک طریق سے جس میں اعتراض پایا جاتا ہے روایت کی گئی ہے اور ابوحاتم رازی نے ابونعیم سے بحوالہ سفیان ثوری بیان کیا ہے کہ ابراہیم بن ادھم، حضرت ابراہیم خلیل کی مانند تھے اور اگر آپ صحابہ میں ہوتے تو آپ ایک فاضل آدمی ہوتے اور آپ کے راز دار ہوتے اور زمین میں آپ کو ظاہراً تسبیح کرتے اور کوئی کام کرتے نہیں دیکھا اور جب آپ کسی کے ساتھ کھانا کھاتے تو آخر میں اپنا ہاتھ اٹھاتے۔

اور عبداللہ بن مبارک نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم ایک فاضل شخص تھے ان کے اور اللہ کے درمیان کچھ راز اور معاملات ہیں اور میں نے آپ کو ظاہراً تسبیح کرتے اور کوئی کام کرتے نہیں دیکھا اور جب آپ کسی کے ساتھ کھانا کھاتے تو آخر میں اپنا ہاتھ اٹھاتے اور حضرت بشر بن حارث بن حافی نے بیان کیا ہے چار آدمیوں کو اللہ تعالیٰ ان کے رزق حلال کی وجہ سے بلند کرے گا، ابراہیم بن ادھم، سلیمان بن الخواص، وہیب بن الورد اور یوسف بن اسباط اور ابن عساکر نے معاویہ بن حفص کے طریق سے روایت کی ہے کہ آپ نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم بن ادھم نے صرف ایک حدیث سنی ہے اور اس سے آپ نے اپنے زمانے کے باشندوں کی خرابی کو پکڑ لیا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ منصور نے ہم سے بحوالہ ربیع بن خراش بیان کیا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا یارسول اللہ مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جس سے اللہ مجھے پسند کرے اور لوگ بھی مجھے پسند کریں آپ نے فرمایا جب تو چاہے کہ اللہ تجھ سے محبت کرے تو دنیا سے بغض رکھ اور جب تو چاہے کہ لوگ تجھ سے محبت کریں تو جو کچھ تیرے پاس زائد ہے اسے ان کی طرف پھینک دے۔ اور ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ ابوالربیع نے بحوالہ ادریس ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بعض علماء کے پاس بیٹھے تو وہ باہم حدیث کا تذکرہ کرنے لگے اور ابراہیم خاموش بیٹھے رہے پھر کہنے لگے منصور نے ہم سے بیان کیا پھر خاموش ہو گئے اور ایک حرف بھی نہ بولے حتیٰ کہ اس مجلس سے اٹھ گئے تو آپ کے بعض اصحاب نے اس بارے میں آپ کو ملامت کی تو آپ نے فرمایا میرے دل میں آج تک اس مجلس کی مضرت کا خوف پایا جاتا ہے اور رشدین بن سعد نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم بن ادہم، اوزاعی کے پاس سے گزرے اور ان کے اردگرد لوگ حلقہ کئے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا اگر یہ حلقہ ابوہریرہ کے گرد ہوتا تو آپ ان سے

عاجز آ جاتے' پس اوزاعی کھڑے ہو گئے اور انہیں چھوڑ دیا اور ابراہیم بن بشار نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن ادہم سے پوچھا گیا آپ نے حدیث کی روایت کو کیوں ترک کیا ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے تین باتوں کی وجہ سے اسے ترک کیا ہے نعمتوں پر شکر کرنے گناہ سے بخشش مانگنے اور موت کے لیے تیاری کرنے کی وجہ سے' پھر آپ نے چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئے اور لوگوں نے ہاتف کو کہتے سنا میرے اور میرے اولیاء کے درمیان دخل نہ دو۔

اور ایک روز حضرت امام ابوحنیفہ نے ابراہیم بن ادہم سے کہا آپ کو عبادت سے اچھا حصہ ملا ہے چاہیے کہ علم تمہارے دل میں ہو بلاشبہ وہ عبادت کی چوٹی اور دین کا حسن ہے اور ابراہیم نے ان سے کہا آپ کو دل سے علم سے عمل وعبادت کرنی چاہیے وگرنہ آپ ہلاک ہو جائیں گے' ابراہیم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فقراء پر احسان فرمایا ہے قیامت کے روز ان سے نہ زکوٰۃ نہ حج نہ جہاد اور نہ صلہ رحمی کے متعلق پوچھے گا صرف مساکین اغنیاء سے سوال ومحاسبہ ہوگا' شفیق بن ابراہیم نے بیان کیا ہے میں شام میں ابن ادہم سے ملا اور میں نے آپ کو عراق میں بھی دیکھا ہے اور آپ کے آگے تیس نوکر تھے میں نے آپ سے کہا آپ نے خراسان کی بادشاہت چھوڑی ہے اور اپنی آسائش سے باہر آ گئے ہیں؟ آپ نے فرمایا خاموش رہ' مجھے یہاں خوشگوار زندگی ملی ہے میں اپنے دین کے ساتھ ایک چوٹی سے دوسری چوٹی تک بھاگتا رہا اور جو مجھے دیکھتا وہ کہتا اس کی عقل کی خرابی ہے یا قلی یا ملاح ہے۔

پھر آپ نے فرمایا مجھے اطلاع ملی ہے کہ ایک فقیر کو قیامت کے دن لا کر اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا تو وہ اس سے پوچھے گا اے میرے بندے تو نے حج نہیں کیا؟ وہ کہے گا اے میرے رب تو نے مجھے کوئی چیز نہیں دی تھی جس سے میں حج کرتا اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے بندے نے سچ کہا ہے اسے جنت کی طرف لے جاؤ اور آپ نے فرمایا میں نے ۲۴ سال شام میں قیام کیا اور وہاں پر میری اقامت' جہاد ورباط کے لیے نہ تھی میں صرف وہاں اس لیے فروکش ہوا کہ حلال کی روٹی سے سیر ہو جاؤں اور آپ نے فرمایا غم دو ہیں ایک فائدہ مند دوسرا نقصان دہ' آخرت کے متعلق تیرا غم کرنا فائدہ مند ہے اور دنیا اور اس کی زینت کے لیے تیرا غم کرنا تیرے لیے نقصان دہ ہے اور آپ نے فرمایا زہد تین واجب مستحب اور سلامتی کا زہد واجب زہد' حرام کو ترک کرنا اور حلال خواہشات کو ترک کرنا مستحب زہد ہے اور شبہات کو ترک کرنا زہد سلامت ہے اور آپ اور آپ کے اصحاب اپنے آپ کو حمام اور ٹھنڈے پانی اور جوتیوں سے روکتے تھے اور نہ اپنے نمک میں مصالحہ ڈالتے تھے اور آپ جب توشہ دان پر بیٹھتے اور اس میں اچھا کھانا ہوتا تو آپ اچھا کھانا اپنے اصحاب کو دے دیتے اور خود روٹی اور زیتون کھاتے۔

اور آپ نے فرمایا ہے حرص طمع کی کمی صدق اور تقویٰ پیدا کرتی ہے اور حرص طمع کی کثرت غم اور گھبراہٹ پیدا کرتی ہے اور ایک شخص نے آپ سے کہا یہ جبہ ہے اسے آپ مجھ سے قبول کر لیں' آپ نے فرمایا اگر تو تونگر ہے تو میں اسے قبول کر لیتا ہوں اور اگر تو فقیر ہے تو میں اسے قبول نہیں کروں گا اس نے کہا میں تونگر ہوں آپ نے فرمایا تیرے پاس کتنا مال ہے اس نے کہا دو ہزار' آپ نے فرمایا تو چاہتا ہوگا کہ چار ہزار ہو جائے اس نے کہا آپ نے فرمایا پھر تو فقیر ہے میں تجھ سے اس جبہ کو قبول نہیں کروں گا آپ سے کہا گیا کہ کاش آپ نکاح کر لیتے آپ نے فرمایا اگر وہ مجھے اپنے نفس کو طلاق دینے کی طاقت دیتا تو میں اسے طلاق دے

دیتا اور آپ مکہ میں پندرہ روز ٹھہرے آپ کے پاس کوئی چیز نہ تھی اور پانی والی ریت کے سوا آپ کا کوئی توشہ نہ تھا اور آپ نے ایک وضو سے پندرہ نمازیں پڑھیں اور ایک روز آپ نے گھاٹ کے کنارے پر پانی میں بھگوئے ہوئے ٹکڑے کھائے۔

انہیں یوسف الغولی نے آپ کے سامنے رکھا تو آپ نے ان ٹکڑوں میں کچھ ٹکڑے کھائے پھر کھڑے ہو گئے اور گھاٹ سے پانی پیا پھر آکر اپنی گدڑی کے بل لیٹ گئے اور کہنے لگے اے ابو یوسف اگر بادشاہوں اور بادشاہوں کے بیٹوں کو ہماری آسودہ حالت کا علم ہو جاتا تو وہ زندگی بھر ہماری لذت عیش پر ہم سے تلواروں کے ساتھ جنگ کرتے ابو یوسف نے آپ سے کہا ان لوگوں نے راحت و آرام کو طلب کیا اور صراط مستقیم سے بھٹک گئے ہیں ابراہیم نے مسکرا کر فرمایا آپ نے یہ بات کہاں سے سیکھی ہے اسی دوران میں آپ مصیصہ میں اپنے اصحاب کی ایک جماعت میں بیٹھے تھے کہ اچانک ایک سوار نے آکر پوچھا تم میں ابراہیم ادہم کون ہے؟ اس کی راہنمائی کی گئی تو اس نے کہا اے میرے آقا میں آپ کا غلام ہوں آپ کے والد وفات پا چکے ہیں اور مال چھوڑ گئے ہیں جو قاضی کے پاس ہے اور میں آپ کے پاس دس ہزار درہم لایا ہوں تا کہ آپ انہیں بلخ تک اپنے پر خرچ کریں اور ایک گھوڑا اور خچر بھی لایا ہوں' ابراہیم دیر تک خاموش رہے پھر اپنا سر اٹھا کر فرمایا اگر تو سچا ہے تو دراہم' گھوڑا اور خچر تیرے ہوئے اور کسی کو اس کے متعلق نہ بتانا' کہتے ہیں کہ اس کے بعد آپ بلخ گئے اور حاکم سے آپ نے مال حاصل کیا اور سب کا سب راہ خدا میں دے دیا۔

اور آپ کے ساتھ آپ کے بعض اصحاب بھی تھے اور وہ دو ماہ تک ٹھہرے رہے انہیں کوئی چیز کھانے کو نہ ملی' ابراہیم نے ان سے کہا اس جنگل میں داخل ہو جاؤ اور یہ ایک سرد دن تھا وہ بیان کرتا ہے میں جنگل میں داخل ہوا تو آپ نے ایک درخت دیکھا جس پر بہت سے آڑو لگے ہوئے تھے' میں نے ان سے اپنا تھیلا بھر لیا پھر میں باہر نکل آیا آپ نے پوچھا تیرے پاس کیا ہے؟ میں نے کہا آڑو ہیں آپ نے فرمایا اے کمزور یقین' اگر تو صبر کرتا تو پکی ہوئی تر کھجوریں پاتا جیسے مریم بنت عمران کو ملی تھیں اور آپ کے ایک ساتھی نے آپ کے پاس بھوک کی شکایت کی تو آپ نے دو رکعت نماز پڑھی کیا دیکھتے ہیں کہ آپ کے ارد گرد بہت سے دینار ہیں آپ نے اپنے ساتھی سے کہا ان میں سے ایک دینار لے لو' اس نے لے کر اس سے ان کے لیے کھانا خریدا' مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ کام کرتے تھے پھر جا کر انڈے اور مکھن خریدتے تھے اور کبھی بھنا ہوا گوشت' اخروٹ اور حلوہ خریدتے اور اسے اپنے اصحاب کو کھلا دیتے اور خود روزہ رکھتے اور جب افطار کرتے تو ناکارہ سا کھانا کھاتے اور اپنے آپ کو اچھا کھانے سے محروم رکھتے تا کہ اس کے ذریعے لوگوں سے ان کی محبت والفت کے لیے حسن سلوک کریں۔

اور اوزاعی نے ابراہیم ادہم کی مہمانی کی تو ابراہیم نے کم کھایا اس نے کہا آپ نے کم کیوں کھایا ہے؟ ابراہیم نے کہا اس لیے کہ آپ نے کھانے میں کمی کی ہے پھر ابراہیم نے بہت سا کھانا تیار کیا اور اوزاعی کو بلایا تو اوزاعی نے کہا کیا آپ اسراف سے نہیں ڈرتے ابراہیم نے کہا نہیں اسراف وہ ہے جو معصیت الٰہی میں ہو جو کچھ آدمی اپنے بھائیوں پر خرچ کرتا ہے وہ دین کا حصہ ہے' مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ایک دفعہ بیس دینار کے عوض کٹائی کی اور ایک دفعہ آپ اور آپ کا ایک ساتھی ایک حجام کے پاس سر منڈانے اور پچھنے لگوانے کے لیے بیٹھے تو وہ ان سے زچ ہو گیا اور انہیں چھوڑ کر دوسرے لوگوں میں مشغول رہا تو آپ

کے ساتھی کو اس سے اذیت پہنچی پھر حجام ان کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا تم کیا چاہتے ہو؟ ابراہیم نے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ میرا سر مونڈ دیں اور پچھنے لگا دیں' اس نے ایسے ہی کیا تو ابراہیم نے اسے تیس دینار دے دیئے اور فرمایا میں چاہتا ہوں کہ اس کے بعد تو کسی فقیر کی حقارت نہ کرے اور مضامین عیسیٰ نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم اور آپ کے اصحاب نے صوم وصلوٰۃ سے فوقیت نہیں پائی بلکہ صدق وسخاوت سے پائی ہے۔

اور ابراہیم فرمایا کرتے تھے لوگوں سے اس طرح بھاگو جیسے تم پھاڑنے والے شیر سے بھاگتے ہو اور جمعہ اور جماعت سے پیچھے نہ رہو اور جب آپ اپنے کسی ساتھی کے ساتھ سفر کرتے تو ابراہیم اس سے حدیث بیان کرتے اور جب آپ کسی مجلس میں حاضر ہوتے تو گویا ان کے سروں پر آپ کے ہیبت وجلال کی وجہ سے پرندے بیٹھے ہیں اور بسا اوقات آپ اور سفیان ثوری سرد رات میں صبح تک گفتگو کرتے رہتے اور ثوری آپ کے ساتھ گفتگو کرنے سے بچتے اور آپ نے ایک شخص کو دیکھا اور آپ کو بتایا گیا کہ یہ آپ کے ماموں کا قاتل ہے تو آپ نے اس کے پاس جا کر اسے سلام کہا اور اسے تحفہ دیا اور فرمایا مجھے اطلاع ملی ہے کہ آدمی اس وقت یقین کے درجہ پر پہنچتا ہے جب اس کا دشمن اس سے امن میں ہو اور ایک شخص نے آپ سے کہا آپ کو مبارک ہو آپ نے اپنی عمر عبادت میں فنا کر دی ہے اور دنیا اور بیویوں کو ترک کر دیا ہے آپ نے فرمایا بعض اوقات انسان کا اپنے عیال کے فاقہ سے ڈرنا فلاں فلاں سالانہ عبادت سے بہتر ہے اور اوزاعی نے آپ کو بیروت میں گردن پر لکڑیوں کا گٹھا اٹھائے دیکھا تو فرمایا اے ابواسحاق آپ کے بھائی آپ کو اس میں کفایت کریں گے تو آپ نے انہیں فرمایا' اے ابوعمرو خاموش رہ' مجھے اطلاع ملی ہے کہ جب کوئی شخص طلب حلال میں ذلت کے مقام پر کھڑا ہوتا ہے تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

اور ابن ادہم بیت المقدس سے باہر نکل کر ایک راستے سے گزرے تو پہریداروں نے آپ کو پکڑ لیا اور پوچھنے لگے تو غلام ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں' انہوں نے پوچھا بھگوڑا؟ آپ نے فرمایا ہاں' تو انہوں نے آپ کو قید کر لیا بیت المقدس کے باشندوں کو آپ کی اطلاع ملی تو وہ سب طبریہ کے نائب کے پاس آئے اور کہنے لگے تو نے ابراہیم ادہم کو کیوں قید کیا ہے؟ اس نے کہا میں نے انہیں قید نہیں کیا انہوں نے کہا وہ تیرے قید خانے میں ہیں تو اس نے آپ کو بلا کر پوچھا آپ کو کیوں قید کیا گیا ہے آپ نے فرمایا پہریداروں سے پوچھیے' انہوں نے پوچھا بھگوڑا؟ میں نے کہا ہاں میں اپنے گناہوں سے بھاگنے والا غلام ہوں تو اس نے آپ کو رہا کر دیا۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ اپنے رفقاء کے ساتھ گزرے تو کیا دیکھتے ہیں کہ راستے میں شیر کھڑا ہے حضرت ابراہیم ادہم نے اس کی طرف بڑھ کر اسے کہا اے شیر اگر تجھے ہمارے متعلق حکم دیا گیا ہے تو اسے کر گزر' وگرنہ جدھر سے آیا ہے ادھر واپس چلا جا' مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ درندہ اپنی دم مارتا ہوا واپس چلا گیا پھر ابراہیم نے ہمارے پاس کر کہا کہو' اے اللہ اپنی نہ سونے والی آنکھ سے ہماری حفاظت فرما اور ہمیں اپنی اس پناہ میں لے لے جس کا قصد نہیں کیا جاتا اور اپنی قدرت سے ہم پر رحم کر' اے اللہ اے اللہ اے اللہ ہم ہلاک نہ ہوں جب کہ تو ہماری امید ہو' خلف بن تمیم نے بیان کیا ہے کہ جب سے میں نے یہ دعا سنی ہے مسلسل اسے کر رہا ہوں اور مجھے کوئی چور وغیرہ نہیں ملا۔

اور اس کے اور طریقوں سے بھی شواہد روایت کئے گئے ہیں' روایت ہے کہ ایک شب آپ نماز ادا کر رہے تھے تو آپ کے

پاس تین شیر آ گئے ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر آپ کے کپڑوں کو سونگھا پھر چلا گیا اور آپ کے قریب ہی بیٹھ گیا' دوسرے نے بھی آ کر ایسا ہی کیا اور تیسرے نے بھی آ کر ایسے ہی کیا اور حضرت ابراہیم مسلسل نماز پڑھتے رہے اور جب سحر کا وقت ہوا تو آپ نے ان سے کہا اگر تمہیں کوئی حکم دیا گیا ہے تو آؤ' وگرنہ واپس چلے جاؤ تو وہ واپس چلے گئے اور ایک دفعہ آپ مکہ میں ایک پہاڑ پر چڑھے اور آپ کے ساتھ ایک جماعت بھی تھی آپ نے ان سے فرمایا اگر اولیاء اللہ میں سے کوئی ولی پہاڑ سے کہے کہ ہل جاؤ تو وہ ہل جائے' پس پہاڑ آپ کے نیچے حرکت کرنے لگا تو آپ نے اس پر پاؤں مار کر فرمایا ٹھہر جا' میں نے تجھے اپنے اصحاب کی عبرت کے لیے مارا ہے اور وہ پہاڑ ابوقبیس تھا اور ایک دفعہ آپ کشتی پر سوار ہوئے تو ہر طرف سے موجوں نے انہیں آلیا تو حضرت ابراہیم نے اپنی چادر سے اپنے سر کو لپیٹا اور پہلو کے بل لیٹ گئے اور کشتی والوں نے چیخوں اور دعاؤں سے شور مچادیا اور انہوں نے آپ کو جگا کر کہا کیا آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس مصیبت میں ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ مصیبت نہیں' مصیبت تو لوگوں کی محتاجی ہے' پھر آپ نے فرمایا اے اللہ تو نے ہمیں اپنی قدرت دکھائی ہے اب ہمیں اپنا عفو بھی دکھا تو سمندر تیل کے پیالے کی طرح ہو گیا اور کشتی والے نے آپ سے آپ کے بوجھ کی اجرت دو دینار طلب کی آپ نے فرمایا میرے ساتھ چل' تا کہ میں تجھے تیرے دو دینار دوں' پس اسے سمندر میں ایک جزیرہ میں لے آئے اور حضرت ابراہیم نے وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی اور دعا کی تو آپ کا اردگرد دیناروں سے بھر گیا آپ نے اسے کہا اپنا حق لے لو اور زیادہ نہ لینا اور اس کا کسی سے ذکر بھی نہ کرنا۔ اور حذیفہ المرعشی کا بیان ہے کہ میں اور ابراہیم کوفہ کی ایک ویران مسجد میں پہنچے اور ہم پر کئی دن گزر چکے تھے اور ہم نے کچھ کھایا پایا نہیں تھا آپ نے مجھے فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ آپ بھوکے ہیں' میں نے کہا ہاں' آپ نے ایک کاغذ کا ایک ٹکڑا لیا اور اس میں لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تو ہی ہر حال میں مقصود اور ہر معنی میں مشار الیہ ہے۔

میں تعریف کرنے والا' ذکر کرنے والا اور شکر کرنے والا ہوں میں بھوکا ننگا اور بےلباس ہوں' یہ چھ باتیں ہیں اور میں ان میں سے نصف کا ضامن ہوتا ہوں اور تو اسے پیدا کرنے والے ان میں سے نصف کا ضامن بن جا میرا' تیرے غیر کی مدح کرنا آگ کی تپش ہے جس میں میں گھسا ہوں اپنے بندوں کو آگ میں داخل ہونے سے بچا۔

پھر آپ نے مجھے فرمایا اس رقعہ کو نکالو اور اپنے دل کو غیر اللہ کے ساتھ نہ لگاؤ اور یہ رقعہ اس شخص کو دے دو جو سب سے پہلے ملے' میں باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص خچر پر سوار ہے میں نے رقعہ اس شخص کو دے دیا اور جب اس نے اسے پڑھا تو رو پڑا اور اس نے مجھے چھ سو دینار دیئے اور واپس چلا گیا' میں نے پوچھا وہ کون شخص تھا جو خچر پر سوار تھا' انہوں نے بیان کیا وہ ایک نصرانی آدمی تھا' میں نے آ کر حضرت ابراہیم کو بتایا تو آپ نے فرمایا ابھی وہ آ کر اسلام قبول کرے گا' کچھ دیر بعد وہ آ کر حضرت ابراہیم کے سر پر جھک گیا اور مسلمان ہو گیا اور حضرت ابراہیم فرمایا کرتے تھے ہمارا گھر ہمارے سامنے ہے اور ہماری زندگی ہماری وفات کے بعد ہے خواہ جنت کی طرف چلی جائے یا دوزخ کی طرف چلی جائے اپنی آنکھ کو بتا کہ ملک الموت اور اس کے مددگار تیری روح کو قبض کرنے آئے ہیں اور دیکھ اس وقت تیری کیا حالت ہوگی اور اسے لیٹنے کی جگہ کے خوف اور منکر ونکیر کے سوالات کے متعلق بتا'

اور دیکھ تیرا کیا حال ہوگا اور ... قیامت اور اس کے خوف اور گھبراہٹ اور پیشی اور حساب کے متعلق بتا اور دیکھ تیرا کیا حال ہوگا پھر آپ نے ایک چیخ ماری اور غش کھا کر گر پڑے اور آپ نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کو ہنستے دیکھا تو اسے فرمایا اس چیز کی طمع نہ کر جو نہیں ہوگی اور اس کو نہ بھول جو ہوگی' آپ سے دریافت کیا گیا اے ابواسحاق یہ کیسے ہوگا؟ آپ نے فرمایا جا کی طمع نہ کر' موت تجھے تلاش کرے گی پس وہ شخص کیسے ہنس سکتا ہے جو مرنے والا ہے اور اسے معلوم نہیں کہ اسے جنت کی طرف لے جایا جائے گا یا دوزخ کی طرف' اور موت کو نہ بھول اور صبح ومسا تیرے پاس آنے والی ہے پھر آپ نے آہ آہ کہا اور غش کھا کر گر پڑے اور آپ فرمایا کرتے تھے ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ ہم اپنے فقر کی شکایت اپنے جیسے لوگوں کے پاس کرتے ہیں اور ہم اپنے رب سے اس کے دور کرنے کی دعا نہیں کرتے پھر فرمانے لگے اس بندے کو اس کی ماں کھو دے جس نے دنیا کو پسند کیا اور جو کچھ اس کے مولیٰ کے خزانوں میں ہے اسے بھول گیا اور آپ نے فرمایا جب تو رات کو سوئے اور دن کو دیوانہ ہو جائے اور ہمیشہ گناہوں میں مبتلا رہے تو تو اپنے امور کے ذمہ دار کو کیسے راضی کرے گا اور آپ کے ایک ساتھی نے آپ کو بیروت کی مسجد میں روتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے سر پر مارتے دیکھا تو اس نے پوچھا آپ کیوں روتے ہیں؟ آپ نے فرمایا میں نے اس دن کو یاد کیا ہے جس میں دل اور آنکھیں الٹ پلٹ جائیں گی اور آپ نے فرمایا جب بھی تو توبہ کے آئینے کو غور سے دیکھے گا تو تجھ پر معصیت کی برائی قباحت واضح ہو جائے گی۔

اور آپ نے ثوری کو لکھا جو اپنے مطلوب کو پہچان لیتا ہے اس پر جو کچھ وہ خرچ کرتا ہے ہیچ ہو جاتا ہے اور جو اپنی نظر کو کھلا چھوڑ دیتا ہے اس کا غم طویل ہو جاتا ہے اور جو اپنی امید کو کھلا چھوڑ دیتا ہے اس کا عمل برا ہو جاتا ہے اور جو اپنی زبان کو کھلا چھوڑ دیتا ہے وہ اپنے آپ کو قتل کر دیتا ہے اور ایک والی نے آپ سے دریافت کیا آپ کی معیشت کا سامان کہاں سے آتا ہے تو آپ یہ شعر پڑھنے لگے: ~

ہم اپنے دین کے ٹکڑے کر کے اپنی دنیا کو پیوند لگاتے ہیں' پس نہ ہمارا دین باقی رہتا ہے اور نہ وہ جسے ہم پیوند لگاتے ہیں۔

اور آپ اکثر ان اشعار کو بطور ضرب المثل پڑھا کرتے تھے: ~

دنیا اسے اپنے شرور سے کیوں بچاتی ہے جس گھڑی بچہ پیدا ہوتا ہے وہ روتا ہے اور وہ صرف اس لیے روتا ہے کہ وہ جس دنیا میں تھا اس سے یہ زیادہ آرام دہ اور وسیع دنیا ہے اور جب وہ دنیا کو دیکھتا ہے تو رو پڑتا ہے گویا وہ دنیا کی ان تکالیف کو دیکھتا سنتا ہے جس سے عنقریب اس نے دوچار ہونا ہوتا ہے۔

اور آپ ان اشعار کو بھی ضرب المثل پڑھا کرتے تھے: ~

میں نے دیکھا ہے کہ گناہ دلوں کو مار دیتے ہیں اور ان پر ہمیشگی اختیار کرنا دلوں کو ذلت عطا کرتا ہے اور گناہوں کا ترک کرنا' دلوں کی زندگی ہے اور گناہوں کی نافرمانی کرنا تیرے لیے بہتر ہے اور دین کو بادشاہوں اور برے عالموں اور راہبوں نے خراب کیا ہے اور انہوں نے دلوں کو فروخت کر دیا ہے مگر انہیں نفع حاصل نہیں ہوا اور نہ فروخت کرنے سے ان کی قیمتیں بڑھی ہیں اور لوگ مردار ہیں آسودگی محسوس کرتے ہیں اور عقل مند پر ان کی بدبو واضح ہو جاتی ہے۔

نیز فرمایا تقویٰ کی تیرے دل میں حسن اخلاق کے راسخ ہو جانے اور لوگوں کے عیوب سے غافل ہو کر اپنے گناہوں میں مشتغل ہونے کے باعث ململ ہوتا ہے تجھ پر لازم ہے کہ تو ایسے دل سے جو رب جلیل کا مطیع ہو اچھے الفاظ کو اختیار کرے اپنے گناہوں کے بارے میں غور وفکر کر اور اپنے رب کے حضور توبہ کر وہ تیرے دل میں تقویٰ پیدا کر دے گا اور اپنے رب کے سوا کسی سے امید نہ رکھ اور یہ محبت کی علامت نہیں کہ تو اس بات کو پسند کرے جس سے تیرا محبوب نفرت کرتا ہے ہمارے آقا نے دنیا کی مذمت کی ہے اور ہم نے اس کی مدح کی ہے اور اس نے اس سے نفرت کی ہے اور ہم نے اسے پسند کیا ہے اور ہم نے اسے چھوڑ کر اسے ترجیح دی ہے اور اس کی طلب میں دلچسپی لی ہے اور اس نے تم سے دنیا کی بربادی کا وعدہ کیا ہے اور تم نے اسے محفوظ کر لیا ہے اور اس نے تمہیں خزانوں سے ڈرایا ہے اور تم نے انہیں جمع کر لیا ہے اور اس جنگلی نرگس کی طرف اس کے اس باب نے تمہیں دعوت دی ہے اور تم نے اس کے منادی کو جلدی جواب دیا ہے اس نے اپنے فریب سے تمہیں دھوکہ دیا ہے اور اس نے تمہیں امیدیں دلائی ہیں اور تم اس کی امیدوں کے مطیع ہو گئے ہو اور تم اس کے حسن اور چمک میں لوٹتے ہو اور تم اس کی لذات میں آسودہ زندگی گزارتے ہو اور اس کی شہوات میں لوٹتے ہو اور اس کے تاوانوں میں لتھڑے ہو اور حرص کے تیجوں سے اس کے خزانوں کو ظاہر کرتے ہو اور طمع کی کدالوں سے اس کی کانوں کو کھودتے ہو اور ایک شخص نے آپ کے پاس کثرت عیال کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا ان میں سے اس شخص کو میرے پاس بھیج دو جس کا رزق اللہ کے ذمے نہیں ہے تو وہ شخص خاموش ہو گیا اور فرمایا کہ میں ایک پہاڑ کے پاس سے گزرا تو ایک پتھر پر عربی زبان میں لکھا تھا: ؎

ہر زندہ خواہ باقی رہے وہ زندگی سے پانی مانگتا ہے پس آج کام کر اور کوشش کر اور اسے بدبخت موت سے خوف کھا۔

اور فرمایا: میں کھڑا ہو کر پڑھ رہا تھا اور رو رہا تھا کہ ایک بالوں والا اور غبار آلود شخص جو بالوں کی قمیص پہنے ہوئے تھا آیا اور اس نے سلام کہا اور پوچھا تو کیوں روتا ہے میں نے کہا یہ کون ہے؟ تو اس نے میرا ہاتھ پکڑ کر اور زیادہ دور نہ گیا' کیا دیکھتا ہوں کہ قلعے کی مانند ایک بہت بڑی چٹان ہے اس نے کہا پڑھ' رو اور کوتاہی نہ کر اور خود وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا تو اس کے بالائی حصے میں واضح عربی زبان میں لکھا تھا: ؎

جاہ وحشمت کا طالب نہ بن تیری جاہ حشمت بادشاہ کے نزدیک ساقط ہونے والی ہے اور تو اپنی جاہ وحشمت کی اصلاح کرنے والا بن۔

اور دوسری جانب واضح زبان میں لکھا تھا: ؎

جو قضاء قدر پر بھروسہ نہیں کرتا وہ بہت نقصان دو غموں سے دوچار ہوتا ہے۔

اور اس کی بائیں جانب واضح عربی میں لکھا تھا:

تقویٰ کیا ہی خوب صورت اور فحش کیا ہی برا ہے اور ہر کوئی اپنے گناہ میں ماخوذ ہوگا اور اللہ کے پاس جزا ہے۔

اور قلعے نیچے زمین سے ایک ہاتھ یا اس سے کچھ زیادہ اوپر لکھا تھا:

کامیابی اور تونگری اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے اور عمل کرنے میں ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ جب میں پڑھنے سے فارغ ہوا تو میں متوجہ ہوا تو وہ شخص وہاں نہیں تھا' مجھے معلوم نہیں وہ واپس چلا گیا یا مجھ سے پوشیدہ ہو گیا اور آپ نے فرمایا ترازو میں سب سے زیادہ بوجھل وہ اعمال ہوں گے جو اجسام پر سب سے زیادہ بوجھل ہوں گے اور جس نے عمل کو پورا کیا اسے پورا اجر ملے گا اور جس نے عمل نہ کیا وہ قلیل و کثیر عمل کے بغیر دنیا سے آخرت کی طرف کوچ کر گیا' نیز فرمایا ہر وہ بادشاہ جو عادل نہیں اس کا اور چور کا ایک ہی مقام ہے اور ہر وہ عالم جو پرہیز گار نہیں اس کا اور بھیڑیئے کا ایک ہی مقام ہے اور ہر وہ شخص جو ماسویٰ اللہ کی خدمت کرتا ہے اس کا اور کتے کا ایک ہی مقام ہے نیز فرمایا جس شخص نے اللہ کی اطاعت میں عاجزی اختیار کی اس کے لیے مناسب نہیں کہ وہ اپنی بھوک میں غیر اللہ کے سامنے عاجزی کرنے پس اس شخص کا کیا حال ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کی کفایت میں لوٹتا ہے؟ نیز فرمایا ہم نے اپنی گفتگو وضاحت سے کی اور اعرابی غلطی نہیں کی اور ہم نے اپنے اعمال میں غلطیاں کیں اور انہیں عمدگی سے نہیں کیا نیز فرمایا ہم جب کسی جوان کو مجلس میں گفتگو کرتا دیکھتے ہیں تو ہم اس کی بھلائی سے مایوس ہو جاتے ہیں اور فرمایا لوگوں سے پہلو تہی اختیار کرو لیکن جمعہ اور جماعت سے الگ نہ رہو۔

اور حافظ ابوبکر خطیب نے بیان کیا ہے کہ قاضی ابو محمد حسن بن حسن بن محمد بن زامین استر آبادی نے ہمیں بتایا کہ عبداللہ بن محمد الحمیدی شیرازی نے بتایا کہ قاضی احمد خرزاداحوازی نے بتایا کہ علی بن محمد القصوی نے مجھ سے بیان کیا کہ احمد بن محمد الحلی نے مجھ سے بیان کیا میں نے حضرت سری سقطی کو بیان کرتے سنا کہ میں نے حضرت بشر بن حارث حافی کو بیان کرتے سنا کہ حضرت ابراہیم ادہم نے فرمایا کہ میں ایک راہب کے پاس کھڑا ہوا تو اس نے میری طرف دیکھا تو میں نے اسے کہا مجھے نصیحت کیجیے تو وہ کہنے لگا:

> لوگوں سے پہلو تہی اختیار کر لے اور اپنے دشمن سے ڈر بلاشبہ زمانہ مجھ پر سایہ فگن ہے اور اس نے مجھے عجیب امور دکھائے ہیں تو جس طرح چاہے لوگوں کو پھیر دے تو انہیں بچھو پائے گا۔

حضرت بشر کہتے ہیں میں نے حضرت ابراہیم سے کہا یہ تو راہب نے آپ کو نصیحت کی ہے آپ مجھے نصیحت فرمائیے تو آپ کہنے لگے:

> بھائیوں سے الگ ہو جا اور کئی مونس تلاش نہ کر اور نہ کسی کو دوست بنا اور نہ کوئی ساتھی تلاش کر اور نسل آدم میں سے سامری والے کام کرنے والا بن جا اور واحدانیت والا ہو جا اور جس قدر تجھے طاقت ہے اس کے مطابق الگ تھلگ ہو جا بھائی' محبت اور اخوت سب بگڑ چکے ہیں اور تو ہر ایک کو منافق اور جھوٹا پائے گا اور اگر یہ نہ کہا جائے کہ لڑھکا ہوا ہے اور تو میرے حالات سے ناواقف ہوتا تو میں کہتا تو راہب ہو گیا ہے۔

حضرت سری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت بشر سے کہا یہ حضرت ابراہیم نے آپ کو نصیحت کی ہے آپ مجھے نصیحت کریں' آپ نے فرمایا تجھ پر گمنام رہنا اور اپنے گھر میں بیٹھ رہنا لازم ہے' میں نے کہا مجھے حضرت حسن کی روایت پہنچی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اگر رات اور بھائیوں کی ملاقات نہ ہوتی تو میں پرواہ نہ کرتا کہ میں کب مرتا ہوں اور حضرت بشر کہنے لگے:

> اے وہ شخص جو بھائیوں کی ملاقات سے خوش ہوتا ہے' آہستگی اختیار کر تو شیطان کی چالوں سے امن میں آ گیا ہے' دل معاذ اور اس کے ذکر سے خالی ہو گئے ہیں اور حرص اور گھاٹے میں مصروف ہو گئے ہیں تو جن لوگوں کو دیکھتا ہے ان کی

مجالس اور گفتگو' پردہ پوشی کی پردہ دری اور دل کی موت کے بارے میں ہے۔

جلی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سری سے کہا یہ تو حضرت بشر کی نصیحت ہے آپ مجھے نصیحت فرمائیں تو آپ نے فرمایا تجھ پر گمنام رہنا لازم ہے میں نے کہا میں اسے پسند کرتا ہوں آپ فرمانے لگے:

اے وہ شخص جو بزعم خویش گمنامی کا خواہاں ہے اگر یہ بات درست ہے تو کچھ باتوں کے لیے تیار ہو جا اے میرے بھائی مجالس اور باہمی گفتگو کو ترک کر دے اور نماز کے لیے اپنے باہر نکلنے کو گمان بنا لے بلکہ تو وہاں پر مردے کی طرح کا زندہ بن جا جس سے قرابت دار' ملاقات کی امید نہیں رکھتا۔

علی بن محمد القصری نے بیان کیا ہے کہ میں نے جلی سے کہا یہ تو حضرت سری سقطی نے آپ کو نصیحت کی ہے آپ مجھے نصیحت کریں آپ نے فرمایا اے میرے بھائی اللہ کے نزدیک سب سے محبوب عمل وہ ہے جو دنیا سے بے رغبت انسان کے دل سے اس کی طرف جاتا ہے پس تو دنیا سے بے رغبت ہو جا اللہ تجھ سے محبت کرے گا پھر آپ فرمانے لگے:

تو پراگندگی کے گھر میں ہے پس تو اپنی پراگندگی کے لیے تیاری کر اور دنیا کو ایک دن کی طرح بنا دے جس میں تو نے اپنی خواہشات سے روزہ رکھ لیا ہے اور جب تو اس میں روزہ رکھ لے تو اپنے یوم وفات کو افطاری کا دن بنا دے۔

ابن خزراء کا بیان ہے کہ میں نے علی سے کہا یہ تو جلی نے آپ کو نصیحت کی ہے' آپ مجھے نصیحت کریں تو آپ نے فرمایا اپنے وقت کا خیال رکھ اور اللہ کے لیے اپنے دل کو سخی بنا اور اپنے دل سے اشیاء کی قیمت کو نکال دے' اس سے تیرا خفیہ طریق لیے صاف ہو جائے گا اور اس سے تیرا دل ذکر پاک ہو جائے گا پھر آپ نے اشعار سنائے۔

تیری زندگی کے سانس گنے ہوئے ہیں اور جب ان میں سے کوئی سانس چلا جاتا ہے تو اس سے ایک جز کم ہو جاتا ہے اور تو کمی کی حالت میں صبح وشام کرتا ہے اور تیرا مال رکا ہوا ہے اور تو اسے مصیبت سمجھتا ہے اور جو چیز تجھے ہر گھڑی زندگی بخش رہی ہے اور تجھے موت دے رہی ہے اور تجھے ایک حدی خوان چلا رہا ہے وہ تجھ سے زیادہ مسخری نہیں کر رہا۔

ابومحمد کا بیان ہے میں نے احمد سے کہا یہ تو علی نے آپ کو نصیحت کی ہے آپ مجھے نصیحت کریں تو آپ نے فرمایا اے میرے بھائی تجھ پر اطاعت سے لازم رہنا واجب ہے اور قناعت کے دروازے کو ترک کرنے سے اجتناب کر اور اپنے ٹھکانے کو درست کر اور اپنی خواہش کو ترجیح نہ دے اور اپنی آخرت کو اپنی دنیا کے عوض فروخت نہ کر اور بے مقصد باتوں کو ترک کر کے بامقصد باتوں میں مصروف ہو جا پھر آپ نے مجھے یہ اشعار سنائے:

اور جو کچھ مجھ سے ہوا میں اس پر بہت نادم ہوا اور جو خواہش نفس کی پیروی کرتا ہے وہ نادم ہوتا ہے وہ ڈرے تا تم اپنی موت کے بعد' امن میں آ جاؤ اور عنقریب تم عادل رب سے ملاقات کرو گے جو ظلم نہیں کرتا اور اپنی دنیا سے فریب کھائے ہوئے شخص کو کوئی روکنے والا نہیں اور جان لو اگر اس کا جوتا پھسل گیا تو وہ عنقریب نادم ہو گا۔

ابن زامین کا بیان ہے کہ میں نے ابومحمد سے کہا یہ تو احمد نے آپ کو نصیحت کی ہے آپ مجھے نصیحت کریں تو آپ نے فرمایا اللہ تجھ پر رحم کرے اس بات کو سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کو وہاں اتارتا ہے جہاں ان کے دل اپنے ہموم کے ساتھ اترتے ہیں' پس

دیکھ تیرا دل کہاں اٹکتا ہے اور اس بات کو بھی سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ دلوں کے اسی قدر قریب ہوتا ہے جس قدر دل اس کے قریب ہوتے ہیں اور دل بھی اس کے اسی قدر قریب ہوتے ہیں جتنا وہ دلوں کے قریب ہوتا ہے پس دیکھ کون تیرے دل کے قریب ہے اور آپ نے مجھے یہ اشعار سنائے:

لوگوں کے دل حجاب میں اترے ہیں اوران کی روحیں بھی وہیں اتری ہیں اورانس کی آسودگی اس کے قرب کی عزت ہیں، جلیل خدا کی یکتا توحید کے ساتھ آتی جاتی ہے محض اس کے احسان سے قرب کے صحن میں ان کے لیے بخشش کی مہربانیاں ہیں جن کی بہت بڑی اہمیت ہے۔

خطیب نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابن زامین سے کہا یہ تو حمیدی نے آپ کو نصیحت کی ہے آپ مجھے نصیحت کریں تو آپ نے فرمایا اللہ سے ڈرو اور اس پر بھروسہ کر اور اس پر تہمت نہ لگا بلاشبہ اس نے جو کچھ تیرے لیے پسند کیا ہے وہ تیری اپنی پسند سے تیرے لیے بہتر ہے اور آپ نے مجھے یہ اشعار سنائے:

اللہ کو دوست بنا اور لوگوں کو ایک جانب چھوڑ دے تو جس طرح چاہے لوگوں کو آزمالے تو انہیں بچھو پائے گا۔

ابوالفرج غیث الصوری کا بیان ہے کہ میں نے خطیب سے کہا یہ تو ابن زامین نے آپ کو نصیحت کی ہے آپ مجھے نصیحت کریں تو آپ نے فرمایا اپنے نفس کی خواہشات کی پیروی کرنے سے بچ وہ تیرا سب سے بڑا دشمن ہے اور یہ تیری سب سے پیچیدہ بیماری ہے اور خوف الٰہی سے اس کی خلاف ورزی کے لیے اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے دل پر بار بار اس کے اوصاف کو پیش کر بلاشبہ وہ برائی اور بے حیائی کا بہت حکم دینے والا ہے اور اپنے اطاعت کرنے والوں کو تباہی اور مصیبت کی گھاٹوں پر وارد کرنے والا ہے اور اپنے تمام معاملات میں سچ کی جستجو کا مقصد کر اور خواہش کی پیروی نہ کر وہ تجھے اللہ کے راستے سے گمراہ کر دے گی اور اللہ تعالیٰ خواہشات کی مخالفت کرنے والے کا ضامن ہے کہ وہ اس کا ٹھکانہ جنت میں بنائے گا پھر آپ نے یہ اشعار سنائے:

اگر تو اپنے دنیا اور معاد کے معاملات میں خالص صحیح راہ کو اختیار کرنا چاہتا ہے تو خواہش نفس کی مخالفت کر خواہش سب خرابیوں کی جامع ہے۔

ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ محفوظ روایت ہے کہ حضرت ابراہیم بن ادہم نے ۱۶۲ھ میں وفات پائی ہے اور ایک نے ۱۶۱ھ اور ایک نے ۱۶۳ھ میں وفات پانا بیان کیا ہے اور ابن عساکر کا قول صحیح ہے واللہ اعلم، مورخین نے بیان کیا ہے کہ آپ نے بحر روم کے ایک جزیرہ میں مرابط ہونے کی حالت میں وفات پائی آپ تقریباً بیس مرتبہ بیت الخلا گئے اور اس کے بعد ہر بار نیا وضو کرتے رہے اور آپ کو پیٹ کی بیماری تھی اور جب آپ پر موت کی بے ہوشی طاری ہوئی تو آپ نے فرمایا میری کمان پر میرے لیے چلہ چڑھاؤ تو انہوں نے اس پر چلہ چڑھایا اور آپ نے اسے پکڑا اور اسے پکڑے ہوئے فوت ہو گئے آپ اس سے دشمنوں کی طرف تیراندازی کرنا چاہتے تھے رحمہ اللہ واکرمثواہ۔

ابوسعید بن الاعرابی نے بیان کیا ہے کہ محمد بن علی بن یزید زرگر نے ہم سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام شافعی کو بیان کرتے سنا کہ سفیان آپ سے خوش ہوتے تھے:

دنیا نے انہیں بھوکا رکھا اور وہ ڈر گئے اور صاحب تقویٰ ہمیشہ اسی طرح عیش سے رکا رہتا ہے' ان میں سے داؤد طائی اور مسعر اور وہیب اور العریب ابن ادہم ہیں اور ابن سعید ہیں نیکی اور عقل کا نمونہ پایا جاتا ہے اور وارث فاروق میں صدق و دلیری کا نمونہ پایا جاتا ہے اور ان میں سے فضیل اپنے بیٹے کے ساتھ تجھے کفایت کرے گا اور اگر یوسف بیر دگی میں کوتاہی نہ کرے تو وہ بھی کفایت کرے گا یہ سب میرے دوست اور محبوب ہیں اور خدائے ذوالجلال ان پر درود و سلام پڑھتا ہے اور تیز دن کے پھلوں نے صاحب تقویٰ کو نقصان نہیں پہنچایا اور صاحب تقویٰ ہمیشہ ہی معزز ومکرم رہا ہے اور جب کوئی نوجوان خالص تقویٰ اختیار کرتا ہے تو تقویٰ ہمیشہ تجھے اس پر عزت کا نشان دکھائے گا۔

اور امام بخاری نے کتاب الادب میں حضرت ابراہیم بن ادہم سے روایت کی ہے اور ترمذی نے اپنی جامع میں' موزوں پر مسح کے بارے میں ایک معلق حدیث بیان کی ہے واللہ سبحانہ اعلم۔

اور اس سال ابوسلیمان داؤد بن نصیر طائی کوفی نے وفات پائی جو فقیہ اور درویش آدمی تھے آپ نے حضرت امام ابوحنیفہ سے فقہ سیکھی' سفیان بن عیینہ نے بیان کیا ہے کہ پھر داؤد نے فقہ کو ترک کر دیا اور عبادت اور اپنی کتب کو دفن کرنے کی طرف متوجہ ہو گئے اور عبداللہ بن مبارک نے بیان کیا ہے کہ بات وہی ہے جو داؤد طائی نے اختیار کی ہے اور ابن معین نے آپ کو ثقہ بیان کیا ہے آپ مہدی کے پاس بغداد گئے پھر کوفہ واپس آ گئے یہ بات خطیب بغدادی نے بیان کی ہے نیز بیان کیا ہے کہ آپ نے ۱۶۰ھ میں وفات پائی ہے اور بعض نے آپ کی وفات ۱۶۵ھ میں بیان کی ہے اور ہمارے شیخ ذہبی نے اپنی تاریخ میں آپ کی وفات اس سال یعنی ۱۶۲ھ میں بیان کی ہے۔

۱۶۳ھ

اس سال مقنع زندیق کا محاصرہ کیا گیا جو خراسان میں ظاہر ہوا تھا اور تناسخ کا قائل تھا اور بہت سے کمینوں اور بے وقوف لوگوں نے اس کی جہالت وضلالت کے باوجود اس کی اتباع کی اور جب یہ سال آیا تو اس نے قلعہ کش کی پناہ لے لی اور سعید الحرشی نے اس کا محاصرہ کر لیا اور لگاتار اس کا محاصرہ جاری رکھا اور جب اس نے غلبہ محسوس کیا تو زہر پی لیا اور اپنی بیویوں کو بھی زہر دے دیا اور سب مر گئے ان پر اللہ کی لعنت ہو اور اسلامی فوج اس کے قلعہ میں داخل ہو گئی اور انہوں نے اس کا سر کاٹ لیا اور اسے مہدی کی طرف بھیج دیا اور مہدی اس وقت حلب میں مقیم تھا' ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ مقنع کا نام عطاء تھا اور بعض کا قول ہے کہ اس کا نام حکیم تھا اور پہلا قول صحیح ہے' پہلے وہ دھوبی تھا پھر اس نے ربوبیت کا دعویٰ کر دیا حالانکہ وہ ایک چشم اور قبیح منظر تھا اور اس نے اپنے لیے سونے کا چہرہ بنایا ہوا تھا اور بہت سے لوگوں نے اس کی جہالت سے موافقت کر لی اور وہ لوگوں کو چاند دکھاتا تھا جو دو ماہ کی مسافت سے نظر آتا تھا پھر غائب ہو جاتا تھا' پس ان کا اعتقاد اس پر بڑھ گیا اور انہوں نے ہتھیاروں سے اس کی حفاظت کی اور وہ ملعون ان کے قول سے اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھتا تھا اور خیال کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ سے آدم کی صورت میں ظاہر ہوا ہے اس لیے فرشتوں نے اسے سجدہ کیا پھر وہ نوح کی صورت میں ظاہر ہوا پھر ایک ایک کر کے انبیاء کی صورت میں ظاہر ہوا پھر

ابومسلم خراسانی کی صورت میں آ گیا پھر اس کی صورت میں آ گیا اور جب مسلمانوں نے اس کے قلعہ بنام میں جسے اس نے ماوراء النہر کے علاقے میں کش کی جانب از سر نو تعمیر کیا تھا اس کا محاصرہ کیا تو اس نے اور اس کی بیویوں نے زہر پی لیا اور مر گئے اور مسلمانوں نے اس کے اموال و ذخائر پر قبضہ کر لیا۔

اور اس سال مہدی نے خراسان وغیرہ شہروں سے رومیوں سے جنگ کرنے کے لیے فوجیں بھیجیں اور ان سب فوجوں پر اپنے لڑکے ہارون الرشید کو امیر مقرر کیا اور وہ بغداد سے اس کی مشایعت کو نکلا اور کئی مراحل اس کے ساتھ چلا اور اس نے بغداد پر اپنے بیٹے موسیٰ ہادی کو نائب مقرر کیا اور اس فوج میں حسین بن قحطبہ' ربیع بن حاجب' خالد بن برمک جو ولی عہد رشید کے وزیر کی مانند تھا۔ اور یحییٰ بن خالد شامل تھے۔ یحییٰ اس کا کاتب تھا اور اسی کے پاس اخراجات تھے اور مہدی اپنے بیٹے کے ساتھ مسلسل اس کی مشایعت کرتا رہا حتیٰ کہ ہارون الرشید بلاد روم میں پہنچ گیا اور اس نے بلاد روم میں مہدیہ نام ایک شہر تلاش کر لیا پھر شام واپس آ گیا اور بیت المقدس کی زیارت کی اور ہارون الرشید بڑی افواج کے ساتھ بلاد روم کی طرف روانہ ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت فتوحات دیں اور انہوں نے بہت سے اموال غنیمت میں حاصل کئے اور خالد بن برمک کا اس میں بڑا اچھا کردار تھا جو کسی دوسرے کا نہیں تھا اور انہوں نے سلیمان بن برمک کے ذریعے فتح کی بشارت مہدی کو بھیجی تو مہدی نے اس کا اکرام کیا اور اس کا عطیہ زیادہ کر دیا۔

اور اس سال مہدی نے اپنے چچا عبدالصمد بن علی کو جزیرہ سے معزول کر دیا اور زفر بن عاصم ہلالی کو اس پر نائب مقرر کیا پھر اسے معزول کر دیا اور عبداللہ بن صالح بن علی کو نائب مقرر کیا اور اسی سال مہدی نے اپنے بیٹے ہارون الرشید کو بلاد مغرب' آذربائیجان اور آرمینا کا نائب مقرر کیا اور یحییٰ بن خالد بن برمک کو اس کے خطوط پر مقرر کیا اور نائبین کی ایک جماعت کا عزل ونصب کیا اور علی بن مہدی نے اس سال لوگوں کو حج کروایا۔

اور اس سال ابراہیم بن طہمان' حریز بن عثمان الحمصی الرجسی' موسیٰ بن علی لخمی مصری' شعیب بن ابی حمزہ اور سفاح کے چچا عیسیٰ بن علی بن عبداللہ بن عباس نے وفات پائی اور اسی کی طرف بغداد کا قصر عیسیٰ اور نہر عیسیٰ منسوب ہوتی ہے اور یحییٰ بن معین نے بیان کیا ہے کہ اس کا طریق بہت اچھا تھا اور یہ اقتدار سے الگ تھا' اس نے اس سال ۷۸ سال کی عمر میں وفات پائی اور ہمام بن یحییٰ' یحییٰ بن ابی ایوب مصری اور عبیدہ بنت ابی کلاب العابد نے بھی اس سال وفات پائی' عبیدہ چالیس سال تک خوف الٰہی سے روتی رہی حتیٰ کہ اندھی ہو گئی اور یہ کہا کرتی تھی کہ میں موت کی خواہاں ہوں میں ڈرتی ہوں کہ میں اپنے نفس کو ایسے گناہ سے متہم کر لوں گی جو بروز قیامت میری ہلاکت کا باعث ہوگا۔

۱۶۴ھ

اس سال عبدالکبیر بن عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب نے بلاد روم سے جنگ کی اور جنرل میخائیل تقریباً نوے ہزار فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ میں آیا جن میں جنرل طازاذ ارمنی بھی شامل تھا اور عبدالکبیر نے بزدلی دکھائی اور مسلمانوں کو جنگ کرنے سے روکا اور واپس آ گیا مہدی نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اس کے بارے میں اس سے گفتگو کی گئی تو اس نے اسے زمین دوز قید خانے میں بند کر دیا اور ذوالقعدہ کے آخر میں بدھ کے روز مہدی نے عیساباز میں اینٹوں کے محل کی بنیاد رکھی پھر حج کو جانے کا عزم کیا تو اسے بخار نے آلیا اور وہ راستے ہی سے واپس آ گیا اور واپس میں لوگوں کو پیاس لگی قریب تھا کہ ان میں سے بعض ہلاک ہو جاتے اور مہدی حوضوں کے افسر یقطین پر ناراض ہوا اور جہاں سے وہ واپس ہوا تھا وہاں سے اس نے مہلب بن صالح بن ابی جعفر کو بھیجا کہ وہ اس سال لوگوں کو حج کروائے اور اس سال شیبان بن عبدالرحمٰن بن نحوی' عبدالعزیز بن ابی سلمہ ماجشون اور حضرت حسن بصری کے دوست مبارک بن فضالہ نے وفات پائی۔

۱۶۵ھ

اس سال مہدی نے اپنے بیٹے ہارون الرشید کو موسم گرما کی جنگ کے لیے تیار کیا اور اس کے ساتھ ۹۵ ہزار ۷۹۳ جوانوں کی فوج روانہ کی اور اس کے پاس اخراجات کے لیے ایک لاکھ دینار' اور ۹۴ ہزار دینار اور ۴۵۰ دینار تھے اور چاندی کے ۲۱ کروڑ چار لاکھ چودہ ہزار آٹھ سو درہم تھے' یہ قول ابن جریر کا ہے کہ وہ اپنی افواج کے ساتھ قسطنطنیہ کے سمندر کی خلیج پر پہنچ گیا اور ان دنوں الیون کی بیوی اغسطہ رومیوں کی حکمران تھی اور اس کی گود میں اسے چھوڑ کر مرنے والے بادشاہ کا بیٹا بھی تھا اس نے ہارون الرشید کو اس شرط پر مصالحت کی پیش کش کی کہ وہ اسے ہر سال ۷۰ ہزار دینار ادا کرے گی' رشید نے اسے قبول کر لیا اور یہ صلح معرکوں میں ۴۵ ہزار رومیوں کے قتل ہونے اور پانچ ہزار چھ سو چوالیس آدمیوں کے قیدی بن جانے کے بعد ہوئی اور قیدیوں میں سے دو ہزار آدمیوں کو باندھ کر قتل کیا گیا اور جانوروں میں سے بیس ہزار گھوڑے ساز وسامان سمیت غنیمت میں ملے اور ایک لاکھ گایوں اور بکریوں کو ذبح کیا گیا اور ٹٹو ایک درہم میں اور خچر دس درہم سے بھی کم میں فروخت ہوا اور زرہ ایک درہم سے بھی کم میں اور بیس تلواریں ایک درہم میں فروخت ہوئی اور اس بارے میں مروان بن ابی حفصہ نے کہا ہے:

تو نے رومیوں کے قسطنطنیہ میں نیزوں کو لگا کر اس کا چکر لگایا حتیٰ کہ اس کی فصیلوں نے ذلت کو زیب تن کر لیا اور تو نے اس پر تیر اندازی نہیں کی حتیٰ کہ اس کے بادشاہ اپنا جزیہ لے کر آ گئے اور جنگ کی ہنڈیاں جوش مار رہی تھیں۔

اور صالح بن ابی جعفر منصور نے لوگوں کو حج کروایا اور اس سال سلیمان بن مغیرہ' عبداللہ بن العلاء ابن دمبر' عبدالرحمٰن بن نائب بن ثوبان اور وہب بن خالد نے وفات پائی۔

۱۶۶ھ

اس سال کے محرم میں ہارون الرشید بلاد روم سے آیا اور بغداد میں بڑی نخوت کے ساتھ داخل ہوا اور اس کے ساتھ رومی بھی سونے وغیرہ کا جزیہ اٹھائے ہوئے تھے اور اسی سال مہدی نے موسیٰ ہادی کے بعد اپنے بیٹے ہارون کی بیعت لی اور اسے رشید کا لقب دیا اور اسی سال میں مہدی' داؤد بن یعقوب پر ناراض ہوگیا اور اسے اس کے ہاں بڑا مرتبہ حاصل تھا حتیٰ کہ اس نے اسے وزیر بنالیا اور وزارت میں اس کا مقام بلند ہوگیا حتیٰ کہ اس نے خلافت کے سارے معاملات کو اس کے سپرد کردیا اور اس بارے میں بشار بن برد کہتا ہے:

اے بنی امیہ اٹھو تمہاری نیند طویل ہوگئی ہے' بلاشبہ یعقوب بن داؤد خلیفہ ہے' اے لوگو تمہاری خلافت ضائع ہو چکی ہے' اللہ کے خلیفہ کو ڈھول اور سارنگی کے درمیان تلاش کرو۔

پس چغل خور ہمیشہ اس کے اور خلیفہ کے درمیان مصروف عمل رہے حتیٰ کہ انہوں نے اسے نکلوا دیا اور جب کبھی انہوں نے اس کی شکایت کی تو وہ اس کے پاس گیا اور اس کا معاملہ اس کے ساتھ درست ہوگیا حتیٰ کہ اس کا وہ معاملہ ہوا جسے میں ابھی بیان کروں گا اور وہ یہ کہ ایک روز وہ ایک حسین مجلس میں مہدی کے پاس آیا اس جگہ انواع واقسام کے قالین اور رنگدار ریشم بچھا ہوا تھا اور اس جگہ کے اردگرد مختلف پھولوں کے پررونق صحن تھے' اس نے کہا اے یعقوب تو نے ہماری مجلس کو کیسا پایا؟ اس نے کہا یا امیر المومنین میں نے اس سے خوبصورت مجلس نہیں دیکھی اس نے کہا یہ سب کچھ سمیت تمہاری ہوئی اور یہ لونڈی بھی تمہاری ہوئی تاکہ اس سے تمہاری خوشی مکمل ہو جائے اور وہ مجھے تم سے ایک کام ہے میں چاہتا ہوں کہ تم اسے کردو' میں نے کہا یا امیر المومنین وہ کیا کام ہے؟ اس نے کہا تم ہاں کہو پھر تمہیں بتاؤں گا' میں نے کہا ہاں اور مجھ پر سمع واطاعت لازم ہوگئی۔

اس نے کہا اللہ کو گواہ بناتے ہو میں نے کہا اللہ کو گواہ بناتا ہوں اس نے کہا میرے سر کی قسم' میں نے کہا آپ کے سر کی قسم اس نے کہا اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھو اور کہو وہ بات بتاؤ میں نے ایسے ہی کیا تو اس نے کہا' یہاں ایک علوی شخص ہے میں چاہتا ہوں تو مجھے اس سے کفایت کرے' اور ظاہر ہے کہ وہ حسن بن ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب تھا' میں نے کہا بہت اچھا اس نے کہا جلدی سے کام کر کے میرے پاس آ جاؤ پھر اس نے اس مجلس میں جو سامان پڑا تھا میرے گھر منتقل کردیا اور مجھے ایک لاکھ درہم اور اس لونڈی کو دینے کا حکم دیا اور میں جس قدر اس لونڈی سے خوش ہوا اور کسی چیز سے خوش نہ ہوا اور جب وہ میرے گھر آئی میں نے اسے اپنے گھر کی ایک جانب میں پردے میں چھپا دیا اور میں نے اس علوی کے بارے میں حکم دیا تو اسے لایا گیا اور اس نے میرے پاس بیٹھ کر گفتگو کی اور میں نے اس سے بڑھ کر عقلمند اور سمجھدار شخص نہ دیکھا پھر اس نے مجھے کہا اے یعقوب تو میرے خون کے ساتھ اللہ سے ملاقات کرے گا حالانکہ میں رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ کی اولاد میں سے ہوں؟ میں نے کہا نہیں تو جہاں اور جس طرف جانا چاہتا ہے چلا جا' اس نے کہا میں فلاں فلاں شہر کو پسند کرتا ہوں میں نے کہا تو جس طرف چاہتا ہے چلا جا' اور مہدی تجھ پر غلبہ نہ پائے تو بھی اور تیرے اہل بھی ہلاک ہو جائیں گے پس وہ میرے پاس سے چلا گیا اور میں

نے دو آدمیوں کو اس کے ساتھ سفر کرنے اور اسے کسی شہر تک پہنچانے کے لیے تیار کیا اور مجھے پتہ نہ چلا کہ لونڈی کو اس سارے ماجرے کا علم ہو چکا ہے اور وہ مجھ پر جاسوس تھی اس نے اپنے خادم کو مہدی کے پاس بھیجا اور جو ماجرا ہوا تھا اسے بتا دیا مہدی نے اس راستے کی طرف ایک دستہ روانہ کیا جو اس علوی کو واپس لے آیا اور اس نے اسے دارالخلافت کے ایک کمرے میں قید کر دیا اور دوسرے دن اس نے میری طرف پیغام بھیجا تو میں اس کے پاس گیا اور مجھے علوی کے بارے میں کچھ علم نہیں تھا اور جب میں اس کے پاس آیا تو اس نے کہا علوی کا کیا بنا؟ میں نے کہا وہ مرگیا ہے اس نے کہا اللہ کو گواہ بنا کر کہتے ہو میں نے کہا اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں اس نے کہا اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھو اور میرے سر کی قسم کھاؤ میں نے ایسے ہی کیا تو اس نے کہا اے غلام اس گھر میں جو کچھ ہے اسے نکالو تو وہ علوی بھی باہر آ گیا تو میں شرمندہ ہو گیا' مہدی نے کہا تیرا خون میرے لیے حلال ہے پھر اس کے حکم سے مجھے زمین دوز قید خانے کے کنوئیں میں لٹکا دیا۔

یعقوب بیان کرتا ہے میں ایسی جگہ پر تھا کہ میں دیکھ سن نہیں سکتا تھا' پس میری نظر جاتی رہی اور میرے بال لمبے ہو گئے حتیٰ کہ میں بہائم کی طرح ہو گیا پھر مجھ پر لمبی مدت گزر گئی اور ایک روز میں اسی حالت میں تھا کہ مجھے بلایا گیا پس میں کنوئیں سے نکلا تو مجھے کہا گیا امیر المومنین کو سلام کہو' میں نے سلام کیا اور میں اسے مہدی خیال کر رہا تھا اور جب میں نے مہدی کا ذکر کیا تو اس نے کہا اللہ مہدی پر رحم کرے میں نے کہا ہادی ہے؟ اس نے کہا اللہ ہادی پر رحم کرے میں نے کہا رشید ہے؟ اس نے کہا ہاں' میں نے کہا یا امیر المومنین جو کمزوری اور بیماری میرے لاحق حال ہے آپ اسے دیکھ رہے ہیں' اگر آپ مناسب سمجھیں تو مجھے رہا کر دیں اس نے کہا تو کہاں جانا چاہتا ہے؟ میں نے کہا میں مکہ جانا چاہتا ہوں اس نے کہا سیدھے چلے جاؤ' پس وہ مکہ چلا گیا اور تھوڑی دیر وہاں ٹھہرا کہ اس کی وفات ہو گئی۔

اور یہ یعقوب اپنے سامنے مہدی کو نبیذ پینے اور بکثرت گانے سننے کے بارے میں نصیحت کیا کرتا تھا اور اسے اس بارے میں ملامت کرتے ہوئے کہتا تھا تو نے اس بات کے لیے مجھے وزیر نہیں بنایا اور نہ اس کام میں مجھ پر تیری صحبت اختیار کرنا لازم ہے کیا وہ مسجد الحرام میں پانچ نمازوں کے بعد شراب پیئے' اور تیرے سامنے گائے اور مہدی اسے کہتا ہے عبداللہ بن جعفر نے بھی سماع کیا ہے' یعقوب نے اسے کہا' یہ بات اس کی نیکی نہیں ہے اور اگر یہ کوئی پسندیدہ عمل ہوتا تو اس پر بندے کا مداومت اختیار کرنا بہتر ہوتا اور اس بارے میں ایک شاعر نے مہدی کو اس امر کی ترغیب دیتے ہوئے کہا ہے:

یعقوب بن داؤد کو ایک طرف چھوڑ دے اور خوشبودار شراب کی طرف متوجہ ہو۔

اور اس سال مہدی اپنے قصر عیاز باز میں گیا اور اس نے اپنے پہلے محل کے بعد جسے اس نے اینٹوں سے بنایا تھا اسے بھی اینٹوں سے بنایا اور اس نے وہاں سکونت اختیار کی اور وہاں درہم و دنانیر بنائے اور اسی سال مہدی نے مکہ' مدینہ اور یمن کے درمیان ڈاک خانے قائم کرنے کا حکم دیا اور اس سال سے قبل کسی نے یہ کام نہ کیا تھا اور اسی سال موسیٰ ہادی' جریان کی طرف گیا اور اسی سال اس نے حضرت امام ابوحنیفہ کے ساتھی ابو یوسف کو قاضی مقرر کیا اور اس سال کوفہ کے گورنر ابراہیم بن یحییٰ بن محمد نے لوگوں کو حج کروایا۔

اور اس سال ہارون الرشید اور رومیوں کے درمیان مصالحت کی وجہ سے موسم گرما کی جنگ نہ ہوئی اور اس سال صدقہ بن عبداللہ السمین ابوالاشہب العطاردی' ابوبکر ہشلی اور عفیر بن معدان نے وفات پائی۔

۱۶۷ھ

اس سال مہدی نے اپنے بیٹے ہادی کو ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ جس کی نظیر نہیں دیکھی گئی' جرجان کی طرف بھیجا اور ربان بن صدقہ کو اس کے خطوط پر مقرر کیا اور اسی سال میں اس عیسیٰ بن موسیٰ نے وفات پائی جو مہدی کے بعد ولی عہد تھا اس نے کوفہ میں وفات پائی اور کوفہ کے نائب نے قاضی روح بن حاتم اور سرکردہ لوگوں کی ایک جماعت کو اس کی وفات پر گواہ بنایا پھر اسے دفن کر دیا گیا اور اس نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی' تو مہدی نے اسے سخت زجر وتوبیخ کی اور اس نے عمل کے محاسبہ کا حکم دیا اور اس سال مہدی نے ابوعبیداللہ بن معاویہ بن عبیداللہ کو دیوان الرسائل سے معزول کر دیا اور ربیع بن یونس الحاجب کو اس پر مقرر کر دیا' پس اس نے سعید بن واقد کو اس کام میں نائب مقرر کر لیا اور ابوعبیداللہ اپنے مرتبے کے مطابق آیا کرتا تھا اور اس سال بغداد اور بصرہ میں شدید وبا اور کھانسی کی بیماری پڑی اور دنیا تیرہ وتار ہوگئی حتیٰ کہ دن بلند ہو گیا اور یہ واقعہ اس وقت ہوا جب کہ اس سال کے ذوالحجہ کی کچھ راتیں باقی تھیں اور اس سال مہدی نے بقیہ اطراف میں زنادقہ کی ایک جماعت کو تلاش کیا اور انہیں بلوا کر اپنے سامنے انہیں قتل کیا اور زنادقہ کے معاملے کا متولی عمر کلواذی تھا اور اس سال مہدی نے مسجد الحرام میں بہت زیادہ اضافہ کرنے کا حکم دیا اور اس میں بہت سے گھر شامل ہو گئے اور اس نے یہ کام حرمین کے امور کے منتظم یقطین بن موسیٰ کے سپرد کیا اور وہ مسلسل اس کی تعمیر میں لگا رہا حتیٰ کہ مہدی مر گیا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا اور مصالحت کی وجہ سے لوگوں کے لیے موسم گرما کی کوئی جنگ نہ تھی اور نائب مدینہ ابراہیم بن محمد نے لوگوں کو حج کروایا اور حج سے فارغ ہونے کے چند دن بعد مر گیا اور اس نے اس کی جگہ اسحاق بن عیسیٰ بن علی بن عبداللہ بن عباس کو مقرر کیا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

بشار بن برد ابو معاذ شاعر عقیل کا غلام' اندھا پیدا ہوا اور دس سال سے کم عمر میں شعر کہنا شروع کیے اور اس نے ایسی تشبیہات بیان کی ہیں جس کی طرف آنکھوں والوں نے بھی راہ نہیں پائی اور اصمعی' حافظ' ابوتمام اور ابوعبید نے اس کی تعریف کی ہے اس نے تیرہ ہزار اشعار کہے ہیں اور جب مہدی کو اطلاع ملی کہ اس نے اس کی ہجو کی ہے اور لوگوں نے اس کے متعلق گواہی دی کہ وہ زندیق ہے تو اس کے حکم سے اسے مارا گیا حتیٰ کہ وہ ستر' پچھتر سال کی عمر میں مر گیا' ابن خلکان نے الوفیات میں اس کا ذکر کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ بشار بن برد بن یرجوخ عقیلی ان کا غلام تھا اور اغانی کے مؤلف نے اس کا طویل نسب بیان کیا ہے اور وہ بصری ہے جو بغداد آیا اور اصل میں وہ طخارستان کا ہے اور وہ بڑا موٹا تازہ تھا اور اس کے شعر مولدین کے اول طبقہ میں شامل ہیں اور اس کے اشعار میں یہ مشہور شعر بھی ہے:

کیا تو محبت کے پرے بھی کوئی مقام جانتی ہے جو تیرے قریب ہوتا ہے بلاشبہ محبت نے مجھے دور کر دیا ہے۔

اور اس کا یہ شعر ہے:

قسم بخدا میں تیری آنکھوں کے جادو کا خواہاں ہوں اور عشاق کے بچھڑنے کی جگہوں سے ڈرتا ہوں۔

اور اس کا شعر ہے:

اے لوگو قبیلے کے کسی فرد پر میرے کان عاشق ہیں اور بھی بھی کان' آنکھ سے پہلے عاشق ہو جاتے ہیں انہوں نے کہا تم تیری آنکھوں کو کیوں نہیں دیکھتے' میں نے انہیں کہا کان کبھی کبھی آنکھ کی طرح دل کو سیراب کرتا ہے۔[1]

اور اس کا شعر ہے:

جب باہمی مشورے تک پہنچ جائے تو خیر خواہ کی دانائی یا دانا کی خیر خواہی سے مدد حاصل کر اور کونسل کو اپنے لیے رکاوٹ نہ بنا چھوٹے پر بڑے پروں کے لیے قوت کا باعث ہوتے ہیں وہ ہتھیلی اچھی نہیں جسے کینہ اپنی بہن سے روک دے اور وہ تلوار اچھی نہیں جسے دستے کی قوت حاصل نہ ہو۔

اور بشار' مہدی کی طرح مدح کیا کرتا تھا حتیٰ کہ وزیر[2] نے اس کے پاس شکایت کی کہ اس نے اس کی ہجو کی ہے اور اس پر تہمت لگائی ہے اور اس کی طرف کچھ زندقت بھی منسوب کی ہے اور وہ مٹی پر آگ کی تفصیل کا قائل ہے اور ابلیس کو آدم سجدہ کے بارے میں مغرور قرار دیتا ہے اور اس نے شعر کہا ہے:

زمین تاریک اور آگ روشن ہے اور آگ جب سے آگ ہے معبود ہے۔

پس مہدی نے اسے مارنے کا حکم دیا پس اسے مار پڑی حتیٰ کہ وہ مر گیا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ وہ غرق ہو گیا پھر اسے اس سال بصرہ لایا گیا' اور اس سال حسن بن صالح بن حی' حماد بن سلمہ' ربیع بن مسلم' سعید بن عبدالعزیز بن مسلم' عتبہ الغلام یعنی عتبہ بن ابان بن صمعہ' نے جو ایک مشہور گریہ زاری کرنے والا عابد تھا وفات پائی وہ اپنے ہاتھ سے کھجور کے پتوں کی چیزیں بنا کر کھانا کھاتا تھا اور ہمیشہ روزے رکھتا تھا اور روٹی اور نمک سے افطاری کرتا تھا اور القاسم الحذاء' ابو ہلال محمد بن سلیم' محمد بن طلحہ' ابو حمزہ یشکری محمد بن میمون نے وفات بھی اسی سال پائی۔

---

[1] اس شعر میں تعریف ہوئی ہے۔

[2] ترکی نسخہ کے حاشیہ میں ہے کہ وزیر نے بشار کی طرف یہ بات منسوب کی۔

۱۶۸ھ

اس سال کے رمضان میں رومیوں نے اس صلح کو توڑ دیا جو ان کے اور مسلمانوں کے درمیان ہارون الرشید نے اپنے باپ مہدی کے حکم سے طے کیا اور وہ صلح بصرف ۳۲ ماہ قائم رہی پس جزیرہ کے نائب نے رومیوں کی طرف دستوں کو بھیجا تو انہوں نے لوگوں کو قتل کر دیا قیدی بنایا اور غنیمت حاصل کی اور صلح کی اور اسی سال مہدی نے دواوین الازمۃ ❶ بنائے اور بنوامیہ اس سے واقف نہ تھے اور اس سال علی بن محمد مہدی نے جسے ابن ریطہ کہا جاتا ہے لوگوں کو حج کروایا اور اسی میں حسن بن یزید بن حسن بن ابی طالب نے وفات پائی' منصور نے اسے پانچ سال مدینہ کا نائب مقرر کیے رکھا پھر اس سے ناراض ہو گیا اور اسے مارا اور اسے قید کر دیا اور اس کا سب مال چھین لیا۔

اور حماد عجرد ایک بیہودہ گو' مزاحیہ شاعر تھا' وہ ولید بن یزید کے ساتھ رہتا تھا اور بشار بن برد کی ہجو کرتا تھا' مہدی کے پاس آ کر کوفہ میں فروکش ہو گیا اور اس پر زندیق ہونے کی تہمت لگی' ابن قتیبہ نے طبقات الشعراء میں بیان کیا ہے کوفہ میں تین حمادوں پر زندیق ہونے کی تہمت لگی ہے حماد الرالدیہ' حماد عجرد اور حماد بن الزبرقان نحوی پڑ' اور یہ شاعر تھے اور تکلیف سے بیہودہ گوئی کرتے تھے اور خارجہ بن مصعب' عبداللہ بن حسن بن الحصین بن ابی الحسن بصری جو سوار کے بعد بصرہ کے قاضی تھے آپ نے خالد الحذاء اور داؤد بن ابی ہند اور سعید الجریری سے سماع کیا ہے اور آپ سے ابن مہدی نے روایت کی ہے' آپ ثقہ اور فقیہ تھے اور آپ کے کچھ منتخب مسائل ہیں جن میں اصول وفروع میں آپ کی طرف غیر مانوس کلام منسوب کیا جاتا ہے' آپ سے ایک مسئلہ دریافت کیا گیا جس کے جواب میں آپ غلطی کھا گئے تو ایک کہنے والے نے آپ سے کہا اس بارے میں ایسا ایسا حکم ہے تو آپ نے کچھ دیر سر جھکائے رکھا پھر فرمایا جب میں واپس جاؤں گا تو ذلیل ہوں گا حق بات میں دم ہونا باطل میں سر ہونے سے مجھے زیادہ پسند ہے آپ نے اس سال کے ذوالقعدہ میں وفات پائی اور بعض نے کہا ہے کہ آپ نے اس سے دس سال بعد وفات پائی ہے واللہ اعلم۔

اور قاضی مصر غوث بن سلیمان بن زیاد بن ربیعہ ابو یحییٰ الحرمی نے بھی اسی سال وفات پائی جو نیک حاکم تھا اس نے منصور اور مہدی کے زمانے میں تین دفعہ دیار مصر کی امارت سنبھالی اور فلیح بن سلیمان اور قیس بن ربیع نے بھی ایک قول کے مطابق اس سال وفات پائی اور محمد بن عبداللہ بن علاثہ بن علقمہ بن مالک' ابوالیسر العقیلی جو بغداد کی مشرقی جانب مہدی کا قاضی تھا' اس کا نام عافیہ بن یزید تھا' ابن علاثہ کو قاضی الجن بھی کہا جاتا ہے اس لیے کہ ایک کنواں تھا جس سے کوئی چیز لینے سے تکلیف ہو جاتی تھی تو اس نے کہا اے جن' ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ رات تمہارے لیے اور دن ہمارے لیے ہے پس جو شخص دن کو اس سے کوئی چیز لیتا تھا اسے کوئی چیز نہیں ہوتی تھی ابن معین نے بیان کیا ہے کہ وہ ثقہ تھا اور امام بخاری نے بیان کیا ہے کہ اس کے حفظ میں کچھ کمی تھی۔

---

❶ اس کا واحد دیوان الزام ہے' روایت ہے کہ جب عمر بن بزیع کے لیے دواوین جمع کیے گئے تو اس نے سوچا کہ وہ انہیں باگ کے بغیر نہیں سنبھال سکتا پس اس نے ہر دیوان پر باگ باندھ دی اور اس نے مہدی کی خلافت میں دواوین الازمۃ بنائے۔

۱۶۹ھ

اس سال محرم میں مہدی بن منصور بخار کے باعث ماسبذان مقام پر فوت ہو گیا اور بعض کا قول ہے کہ زہر خورانی سے فوت ہوا اور بعض کا قول ہے کہ اسے گھوڑے نے کاٹا اور وہ فوت ہو گیا۔

مہدی کے حالات:

محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس' ابوعبداللہ مہدی امیر المومنین' اسے اس پر مہدی کا لقب دیا گیا کہ وہ حدیث کا موعود مہدی ہوگا مگر یہ وہ موعود نہ تھا اگرچہ یہ دونوں نام میں مشترک اور فعل میں متفرق ہیں' وہ مہدی آخری زمانے میں دنیا کے خراب ہو جانے کے موقع پر آئے اور زمین کو اسی طرح عدل وانصاف سے پر کر دے گا جیسے وہ ظلم وجور سے بھرپور ہے اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کے زمانے میں حضرت عیسیٰ بن مریم دمشق میں نازل ہوں گے جیسا کہ عنقریب احادیث فتن وملاحم میں بیان ہوگا اور ایک حدیث میں جو عثمان بن عفان کے طریق سے مروی ہے بیان ہوا ہے کہ مہدی بن عباس سے ہوگا اور یہ حدیث حضرت ابن عباس اور حضرت کعب الاحبار تک موقوف ہے اور صحیح نہیں ہے اور اگر بالفرض اسے صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو بھی تعیین لازم نہیں آتی اور ایک حدیث میں بیان ہوا ہے کہ مہدی' حضرت فاطمہ کی اولاد میں سے ہوگا اور یہ اس کے معارض ہے واللہ اعلم۔

اور مہدی بن منصور کی ماں' موسیٰ بنت منصور بن عبداللہ حمیری کی ماں ہے اس نے اپنے باپ اور دادا حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو جہراً پڑھا اور اس سے دمشق کے قاضی یحییٰ بن حمزہ نہشلی نے روایت کی ہے اور بیان کیا ہے کہ جب وہ دمشق آیا تو اس نے مہدی کے پیچھے نماز پڑھی تو اس نے دونوں صورتوں میں بسم اللہ کو جہراً پڑھا اور اس کا اسناد رسول اللہ ﷺ سے کیا ہے اور یحییٰ بن حمزہ نے اسے کئی لوگوں نے روایت کیا ہے اور مہدی نے اسے مبارک بن فضالہ سے روایت کیا ہے اور اسی طرح اسے جعفر بن سلیمان الضبعی' محمد بن اللہ الرقاشی اور ابوسفیان سعید بن یحییٰ بن مہدی نے اس سے روایت کیا ہے۔

مہدی ۱۲۶ھ یا ۱۲۷ھ یا ۱۲۱ھ میں پیدا ہوا اور اس نے اپنے باپ کی وفات کے بعد ذوالحجہ ۱۵۸ھ میں خلافت سنبھالی اس وقت اس کی عمر ۳۳ سال تھی یہ ارض بلقاء میں حمیمہ مقام پر پیدا ہوا اور اس سال یعنی ۱۶۹ھ کے محرم میں اس نے ۴۳ یا ۴۸ سال کی عمر میں وفات پائی اور اس کی خلافت دس سال ڈیڑھ ماہ رہی وہ گندم گوں' دراز قد اور گھونگریالے بالوں والا تھا اور اس کی ایک آنکھ میں داغ تھا اور بعض کا قول ہے کہ دائیں آنکھ میں تھا اور بعض کہتے ہیں کہ بائیں آنکھ میں تھا' ربیع حاجب کا بیان ہے کہ میں نے مہدی کو چاندنی رات میں اس کے ملاقات کے کمرے میں نماز پڑھتے دیکھا وہ خوب صورت لباس پہنے ہوئے تھا' مجھے معلوم نہیں وہ زیادہ حسین تھا یا چاند یا اس کی ملاقات کا کمرہ یا اس کا لباس' اس نے آیت (فهل عسيتم ان توليتم ان تفسدوا في الارض وتقطعوا ارحامكم) پڑھی پھر اس نے مجھے حکم دیا تو میں نے اس کے اقارب میں سے ایک شخص کو جو قید تھا' حاضر کیا تو اس نے اسے رہا کر دیا اور جب اس کے باپ کی وفات کی اطلاع آئی تو جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اس نے دو دن تک اس بات کو

چھپائے رکھا پھر جمعرات کے روز لوگوں میں الصلاۃ جامعۃ کا اعلان کیا گیا اور اس نے لوگوں میں کھڑے ہو کر انہیں اپنے باپ کی موت سے متعلق بتایا اور کہا بلاشبہ امیر المومنین بلایا گیا ہے اور اس نے جواب دیا ہے اور میں اپنے آپ کو عند اللہ امیر المومنین سمجھتا ہوں اور مسلمانوں کی خلافت پر اس سے مدد مانگتا ہوں پھر اسی دن لوگوں نے اس کی بیعت خلافت کی اور ابو دلامہ نے ایک قصیدہ میں اس سے تعزیت کی اور اسے مبارکباد بھی دی وہ اس میں بیان کرتا ہے:

میری دو آنکھوں میں سے ایک کو تو اپنے امیر کے ساتھ خوش باش اور دوسری کو اشکبار دیکھے گا وہ کبھی روتی ہے اور کبھی ہنستی ہے اسے وہ بات تکلیف دیتی ہے جس سے وہ ناواقف ہے اور جس سے وہ واقف ہے وہ اسے خوش کرتی ہے محرم میں خلیفہ کی موت اسے تکلیف دیتی ہے اور اسے یہ بات خوش کرتی ہے کہ یہ بہت مہربان خلیفہ کھڑا ہو گیا ہے تو نے اس طرح نہیں دیکھا جسے میں نے دیکھا ہے اور میں نے بالوں کو نہیں دیکھا کہ میں انہیں کنگھی اور دوسرا انہیں نوچے' امت محمد کا انتظام کرنے والا خلیفہ فوت ہو گیا ہے اور اس کے بعد تمہارے پاس اس کا جانشین آ گیا ہے اللہ تعالیٰ نے اسے خلافت کی فضیلت دی ہے اور اسے خوشنما باغات سے سرفراز فرمایا ہے۔

ایک روز مہدی نے اپنی تقریر میں کہا' اے لوگو جیسے تم ہماری اطاعت کا اظہار کرتے ہو اسی طرح اسے پوشیدہ بھی رکھو' عافیت تمہیں خوش کرے گی اور انجام کی تم تعریف کرو گے اور جو شخص تم میں عدل وانصاف کرتا ہے اور گناہ کے لباس کو تم سے لپیٹتا ہے اور تمہیں سلامتی سے شاد کرتا ہے اور کسی فعل سے قبل منشائے الٰہی سے تمہیں خوش گوار زندگی عطا کرتا ہے' اس کی اطاعت کرو' خدا کی قسم میں اپنی عمر کو تمہاری سزا سے بچاؤں گا اور اپنے دل کو تم پر احسان کرنے کی طرف آمادہ کروں گا۔

راوی بیان کرتا ہے لوگوں کے چہرے اس کے حسن کلام سے دمک اٹھے پھر اس نے اپنے باپ کے سونے چاندی کے بے شمار ذخائر نکالے اور انہیں لوگوں میں تقسیم کر دیا اور اپنے اہل اور رشتہ داروں کو ان میں سے کچھ بھی نہ دیا بلکہ بیت المال سے ان کی کفایت کے مطابق انہیں رسد جاری کی عطیات کے علاوہ ہر ایک کو پانچ سو درہم دیئے اور اس کا باپ بیت المال کو بڑھانے کا حریص تھا اور وہ سرداروں کے اموال میں سے سال میں دو ہزار درہم خرچ کر دیتا تھا اور مہدی نے رصافہ کی مسجد کی تعمیر کا حکم دیا اور اس کے اردگرد ایک خندق اور فصیل بنائی اور کئی شہر بھی تعمیر کیے جن کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔

قاضی شریک بن عبداللہ کے متعلق اسے بتایا گیا کہ وہ اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں سمجھتا تو اس نے اسے بلوا کر اس سے گفتگو کی پھر مہدی نے اپنی گفتگو میں اسے کہا اے پسر زانیہ تو شریک نے اسے کہا یا امیر المومنین بس بس' وہ روزے دار شب زندہ دار تھی تو اس نے اسے کہا اے زندیق میں تجھے ضرور قتل کروں گا تو شریک نے ہنس کر کہا' یا امیر المومنین بلاشبہ زندیقوں کی کچھ علامات ہیں جن سے وہ پہچانے جاتے ہیں' وہ قہوہ پیتے ہیں اور گلوکارہ لونڈیا تیار کرتے ہیں' پس مہدی نے سر جھکا لیا اور شریک اس سامنے سے باہر چلا گیا لوگوں نے بیان کیا ہے کہ سخت آندھی آئی تو مہدی اپنے گھر کے ایک کمرے میں داخل ہو گیا اور اپنے رخسار کو خاک کے ساتھ لگا لیا اور کہنے لگا اے اللہ اگر لوگوں کو چھوڑ کر میں اس سزا کے لیے مطلوب ہوں تو میں تیرے سامنے پڑا ہوں اے اللہ دشمنان دین کو مجھ پر ہنسی کا موقع نہ دے پس وہ مسلسل یہی بات کہتا رہا حتیٰ کہ آندھی دور ہو گئی۔

اور ایک روز ایک شخص اس کے پاس آیا اور اس کے پاس ایک جوتا تھا وہ کہنے لگا یہ رسول اللہ ﷺ کا جوتا ہے میں آپ کو یہ ہدیۃً دیتا ہوں اس نے کہا لاؤ اس نے جوتا اسے پکڑا دیا تو اس نے اسے بوسہ دیا اور اسے اپنی آنکھوں پر رکھا اور اسے دس ہزار درہم دینے کا حکم دیا اور جب وہ شخص واپس چلا گیا تو مہدی نے کہا خدا کی قسم مجھے اچھی طرح علم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس جوتے کو پہنا تو کجا اسے دیکھا بھی نہیں لیکن اگر میں اسے واپس کر دیتا تو وہ جا کر لوگوں سے کہتا کہ میں نے اسے رسول اللہ ﷺ کو جوتا ہدیۃً دیا اور اس نے مجھے واپس کر دیا تو لوگ اسے سچا قرار دیں گے کیونکہ عوام اس قسم کی باتوں کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اور ان کی عادت ہے کہ وہ طاقتور کے مقابلے میں کمزور کی مدد کرتے ہیں خواہ وہ ظالم ہی ہو پس ہم نے دس ہزار درہم میں اس کی زبان خرید لی ہے اور ہمارے رائے ہی بہتر اور وزنی ہے۔

اور اس کے متعلق مشہور ہو گیا کہ وہ کبوتر بازی اور گھوڑ دوڑ کا شوقین ہے تو محدثین کی ایک جماعت اس کے پاس آئی جس میں عتاب بن ابراہیم بھی شامل تھا اس نے اسے ابوہریرہ کی حدیث سنائی کہ لا سبق الا خیف او نعل او حافر[1] اور حدیث میں جناح کے لفظ کا اضافہ کر دیا تو اس نے اسے دس ہزار درہم دینے کا حکم دیا اور جب وہ باہر چلا گیا تو اس نے کہا خدا کی قسم مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ عتاب نے رسول اللہ ﷺ پر افترا کیا ہے پھر اس نے کبوتروں کے متعلق حکم دیا تو انہیں ذبح کر دیا گیا اور اس کے بعد اس نے عتاب کو یاد نہیں کیا۔

واقدی کا بیان ہے کہ ایک روز میں مہدی کے پاس گیا اور اسے میں نے احادیث سنائیں تو اس نے انہیں میری طرف سے لکھ لیا پھر اٹھ کر اپنی بیویوں کے کمروں میں چلا گیا پھر باہر نکلا تو وہ غصے سے بھرا ہوا تھا' میں نے کہا یا امیر المومنین آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ اس نے کہا میں خیزران کے پاس گیا تو وہ میرے پاس آئی اور اس نے میرے کپڑے پھاڑ دیئے اور کہنے لگی میں نے تجھ سے کوئی بھلائی نہیں دیکھی اور اے واقدی قسم بخدا میں نے اسے غلاموں کے تاجر سے خریدا تھا اور اس نے میرے ہاں وہ مرتبہ حاصل کر لیا ہے جو کر لیا ہے اور میں نے اپنے بعد اس کے بیٹوں کی امارت کے لیے بیعت لے لی ہے میں نے کہا یا امیر المومنین' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

''بلاشبہ یہ عورتیں' شرفاء پر غالب آ جاتی ہیں اور کمینے انہیں مغلوب کر لیتے۔ نیز آپ نے فرمایا ہے تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل کے لیے بہتر ہے اور میں تم میں سے اپنے اہل کے لیے بہتر ہوں اور عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے اگر تو نے اسے سیدھا کیا تو تو اسے توڑ دے گا''۔

اور اس بارے میں جو باتیں مجھے یاد تھیں میں نے اس سے بیان کیں تو اس نے مجھے دو ہزار دینار دینے کا حکم دیا اور جب میں گھر آیا تو اچانک خیزران کا ایلچی مجھے ملا اس کے پاس دس دینار کم دو ہزار دینار تھے اور اس کے پاس کچھ کپڑے بھی تھے اس

---

[1] حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اونٹ' جانور اور گھوڑے دوڑانے میں مقابلہ کرنا چاہیے' عتاب نے اس کے آگے جناح کے لفظ کا اضافہ کر دیا جس سے اس کا مطلب یہ تھا کہ کبوتر بازی میں بھی مقابلہ کرنا چاہیے مہدی کو معلوم تھا کہ اس نے یہ اضافہ صرف میری رضا جوئی کے لیے کیا ہے اس لیے اس نے کبوتروں کو ذبح کروا کر عملی طور پر بتا دیا کہ عتاب نے رسول کریم ﷺ پر افتراء کیا ہے۔ مترجم۔

نے میرا شکریہ ادا کرتے ہوئے میری تعریف کرتے ہوئے یہ دینار مجھے بھیجے۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ مہدی نے کوفہ کے ایک شخص کے خون کو مباح کر دیا اور اس کو لے کر آنے والے کے لیے ایک لاکھ درہم انعام مقرر کیا' پس وہ شخص کئی سال بدل کر بغداد آیا تو ایک شخص اسے ملا اور اس نے اسے کپڑ دوں سمیت پکڑ لیا اور پکار کر کہنے لگا یہ امیر المومنین کا مطلوب ہے اور وہ شخص اس سے چھوٹ کر بھاگنا چاہتا تھا مگر وہ اس کی طاقت نہ رکھتا تھا' اس دوران میں کہ وہ دونوں باہم کشاکش کر رہے تھے اور لوگ ان کے اردگرد جمع ہو چکے تھے کہ اچانک امیر معن بن زائدہ اپنے سواروں کی جماعت کے ساتھ گزرا تو اس شخص نے کہا' اے ابوالولید یہ خوفزدہ اور پناہ کا طالب ہے' معن نے کہا تو ہلاک ہو جائے تیرا اور اس کا کیا معاملہ ہے؟ اس نے کہا یہ امیر المومنین کا مطلوب ہے اور آپ نے اس کو لے کر آنے والے کے لیے ایک لاکھ درہم انعام رکھا ہے' معن نے کہا کیا تجھے معلوم نہیں کہ میں نے اسے پناہ دی ہوئی ہے' اسے اپنے ہاتھ سے چھوڑ دے پھر اس نے اپنے ایک غلام کو حکم دیا تو اس نے اتر کر اسے سوار کرایا اور وہ اسے اپنے گھر لے گیا اور وہ شخص خلیفہ کے دروازے پر چلا گیا اور انہیں اطلاع دی' مہدی کو اطلاع ملی تو اس نے معن کی طرف آدمی بھیجا' اس نے جا کر اسے سلام کہا تو اس نے سلام کا جواب نہ دیا اور نہ اس نے کہا اے معن کیا تمہارا معاملہ یہاں تک پہنچ چکا ہے کہ تو میرے مقابلے میں پناہ دیتا ہے؟ اس نے کہا ہاں' ہاں' ہاں' میں نے تمہاری حکومت میں چار ہزار نمازیوں کو قتل کیا ہے کیا ایک شخص میری پناہ نہیں لے سکتا؟ پس مہدی نے اپنا سر جھکا لیا پھر اس کی طرف سر اٹھا کر کہا اے معن جسے تو نے پناہ دی ہے اسے ہم نے بھی پناہ دی ہے' اس نے کہا یا امیر المومنین وہ شخص کمزور ہے تو اس نے اسے تیس ہزار درہم دینے کا حکم دیا اور اس نے کہا اس کا جرم عظیم ہے اور خلفاء کے انعامات' رعیت کے جرائم کے مطابق ہوتے ہیں تو اس نے اسے ایک لاکھ درہم دینے کا حکم دیا اور انہیں معن کے آگے سے اٹھا کر اس شخص کے پاس لے جایا گیا تو معن نے اسے کہا مال لے لے اور امیر المومنین کے لیے دعا کر اور مستقبل میں اپنی نیت ٹھیک کر لے۔

ایک دفعہ مہدی بصرہ آیا اور لوگوں کو نماز پڑھانے کے لیے باہر نکلا تو ایک بدو نے آ کر کہا یا امیر المومنین ان مؤذنین کو حکم دیجیے کہ میرا انتظار کریں تاکہ میں وضو کر لوں۔ اس نے انہیں حکم دیا کہ وہ اس کا انتظار کریں اور مہدی محراب میں کھڑا ہو گیا اور اس نے اس وقت تک تکبیر نہیں کہی جب کہ اسے یہ نہیں بتا دیا گیا کہ وہ بدو آ گیا ہے پس اس نے تکبیر کہی اور لوگ اس کی وسعت اخلاق سے تعجب کرنے لگے اور ایک بدو آیا جس کے پاس ایک مہر شدہ خط تھا اور وہ کہنے لگا یہ امیر المومنین نے مجھے خط لکھا ہے وہ شخص کہاں ہے جسے ربیع حاجب کہا جاتا ہے؟ اس نے خط لے لیا اور اسے خلیفہ کے پاس لے کر آیا اور بدو کو کھڑا کیا اور خط کو کھولا گیا دیکھتا ہے کہ وہ چمڑے کا ایک ٹکڑا ہے جس میں کمزور سی تحریر ہے اور بدو خیال کرتا ہے کہ یہ خلیفہ کا خط ہے مہدی نے مسکرا کر کہا بدو سچ کہتا ہے یہ میرا خط ہے' ایک روز میں شکار کو گیا اور فوج سے الگ ہو گیا اور رات آ گئی تو میں نے رسول اللہ ﷺ کے دعا مانگنے کی طرح دعا مانگی تو دور سے مجھے آگ نظر آئی اور میں نے اس کا قصد کر لیا کیا دیکھتا ہوں کہ یہ بوڑھا اور اس کی بیوی ایک خیمے میں آگ جلا رہے ہیں' میں نے انہیں سلام کہا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا اور اس نے میرے لیے چادر بچھائی اور مجھے تھوڑا سا پانی ملا اور دودھ پلایا اور میں نے جو چیز بھی پی ہے وہ اس سے شاندار تھا اور میں اس چوغے پر سو گیا' مجھے یاد نہیں کہ میں اس سے بڑھ کر میٹھی

نیند سے بیدار ہوا؟ پس اس نے جا کر اپنے ایک بکرو ٹے کو ذبح کیا اور میں نے اس کی بیوی کو اسے کہتے سنا تو نے اپنی کمائی اور اپنے بچوں کی گزران کو ذبح کر دیا ہے اور تو نے اپنے آپ کو اور اپنے عیال کو ہلاک کر دیا ہے مگر اس نے اس کی کوئی توجہ نہ کی' پس میں بیدار ہوا اور میں نے اس بکرو ٹے کے گوشت کو بھونا اور میں نے اسے کہا کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے جس میں میں تجھے ایک تحریر لکھ دوں؟ تو وہ میرے پاس یہ ٹکڑا لے کر آیا اور میں نے اس کے لیے کوئلے سے پانچ لاکھ درہم لکھ دیئے اور میں نے تو صرف پچاس ہزار لکھنے کا ارادہ کیا تھا' خدا کی قسم یہ ساری رقم اسے دوں گا خواہ بیت المال میں اس کے سوا کچھ نہ ہو' پس اس نے اسے پانچ لاکھ درہم دینے کا حکم دیا اور بدو نے انہیں لے لیا اور وہ انبار کی طرف اس جگہ پر حاجیوں کے راستے میں مسلسل مقیم رہا اور وہ مہمانوں کی اور گزرنے والے لوگوں کی مہمان نوازی کرنے لگا اور اس کا گھر امیر المومنین کے میزبان کے نام سے مشہور ہو گیا۔

اور سوار سے روایت ہے کہ ایک روز میں مہدی کے ہاں سے اپنے گھر واپس آیا تو میرے سامنے ناشتہ رکھا گیا جسے میرے دل نے قبول نہ کیا پس میں اپنی خلوت گاہ میں دوپہر کو سونے کے لیے داخل ہوا تو مجھے نیند نہ آئی اور میں نے اپنی ایک پیاری لونڈی کو بلایا تا کہ میں اس سے دل لگی کروں مگر میرا دل اس سے بھی خوش نہ ہوا اور میں اٹھ کر گھر سے باہر نکلا اور اپنے خچر پر سوار ہو گیا اور ابھی میں گھر سے آگے نہیں گیا تھا کہ ایک شخص مجھے ملا جس کے پاس دو ہزار درہم تھے میں نے پوچھا تم نے یہ درہم کہاں سے لیے ہیں اس نے کہا تیرے نئے بادشاہ سے' پس میں نے اسے اپنے ساتھ لے لیا اور میں بغداد کے کوچوں میں چلنے لگا تا کہ میں اکتاہٹ کو بھول جاؤں اور ایک محلے کی مسجد میں نماز کا وقت آ گیا تو میں اس میں نماز پڑھنے کے لیے اتر پڑا اور جب میں نے نماز ادا کی کہ اچانک ایک نابینا شخص نے میرے کپڑوں کو پکڑ لیا اور کہنے لگا مجھے آپ سے ایک کام ہے؟ میں نے کہا تجھے کیا کام ہے؟ اس نے کہا میں ایک نابینا آدمی ہوں لیکن جب میں نے تیری خوشبو سونگی تو میں نے خیال کیا کہ تو آسودہ اور صاحب ثروت آدمی ہے اور میں نے چاہا کہ تجھ تک اپنی حاجت پہنچاؤں۔

میں نے کہا کیا حاجت ہے؟ اس نے کہا یہ محل جو مسجد کے بالمقابل ہے میرے باپ کا ہے۔ وہ خراسان کی طرف سفر کر گیا اور اس نے اسے فروخت کر دیا اور مجھے اپنے ساتھ لے گیا اور اس وقت میں چھوٹا بچہ تھا پس ہم وہاں ایک دوسرے سے بچھڑ گئے اور مجھے تکلیف پہنچی اور میرے باپ کے مرنے کے بعد ہم بغداد واپس آ گئے اور میں اس محل کے مالک کے پاس کچھ مانگنے آیا تا کہ میں اس کے ذریعے سوار سے ملاقات کروں وہ میرے باپ کا دوست ہے اور شاید اس کے ہاں کچھ گنجائش ہو جس سے وہ مجھ پر بخشش کرے' میں نے پوچھا تیرا باپ کون ہے؟ اس نے ایک شخص کا ذکر کیا جو سب لوگوں سے بڑھ کر میرا دوست تھا۔ میں نے کہا میں تیرے باپ کا دوست سوار ہوں اور تیرے آج کے دن اللہ تعالیٰ نے مجھ سے نیند' کھانا اور آرام و راحت کو روک دیا ہے حتیٰ کہ اس نے مجھے تجھ سے ملاقات کرنے کے لیے گھر سے نکالا اور تیرے سامنے بٹھا دیا ہے اور میں نے اپنے وکیل کو حکم دیا تو اس نے وہ دو ہزار درہم اسے دے دیئے جو اس کے پاس تھے اور میں نے اسے کہا کل فلاں جگہ پر میرے گھر آ جانا اور میں سوار ہو کر دار الخلافت میں آ گیا اور میں نے کہا' مہدی کو آج شب اس سے عجیب تر کہانی نہیں سنائی جائے گی اور جب میں نے پورا واقعہ سنایا تو وہ اس سے بہت متعجب ہوا اور اس نے اس نابینا آدمی کو دو ہزار درہم دینے کا حکم دیا اور مجھے پوچھا کیا تجھ پر کچھ قرض ہے؟ میں

نے کہا ہاں' اس نے پوچھا کتنا؟ میں نے کہا پچاس ہزار دینار' پس وہ کمزور ہو گیا اور اس نے کچھ دیر مجھ سے گفتگو کی پھر جب میں نے اس کے سامنے سے اٹھا اور گھر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ فلیوں نے پچاس ہزار دینار میرے لیے اور دو ہزار دینار نابینا شخص کے لیے لانے میں مجھ سے سبقت کی ہے پس اس روز میں نے نابینا شخص کے آنے کا انتظار کیا تو وہ لیٹ ہو گیا اور جب شام ہوئی تو میں مہدی کے پاس واپس گیا تو اس نے کہا میں نے تیرے بارے میں غور و فکر کیا ہے اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ جب تو اپنا قرض ادا کرے گا تو تیرے پاس کچھ نہیں بچے گا اور میں نے تیرے لیے مزید پچاس ہزار درہم کا حکم دے دیا ہے اور جب تیسرا دن ہوا تو نابینا میرے پاس آیا اور میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے تیرے سبب سے بہت سا مال دیا ہے اور میں نے اسے وہ دو ہزار دینار دیئے جو خلیفہ کے ہاں سے آئے تھے اور اپنے پاس سے بھی اسے مزید دو ہزار دینار دیئے۔

اور ایک عورت مہدی کے پاس کھڑی ہوئی اور کہنے لگی اے رسول اللہ ﷺ کے رشتہ دار' میری حاجت پوری کر' مہدی نے کہا میں نے یہ بات اس کے سوا اور کسی سے نہیں سنی' اس کی حاجت پوری کرو اور اسے دس ہزار درہم دے دو اور ابن الخیاط مہدی کے پاس آیا اور اس کی مدح کی تو اس نے اسے پچاس ہزار درہم دینے کا حکم دیا جنہیں ابن الخیاط نے تقسیم کر دیا اور کہنے لگا:

میں تونگری کی جستجو میں اس کی ہتھیلی کے مطابق لے لیا مگر مجھے معلوم نہ تھا کہ اس کی ہتھیلی سے سخاوت آگے بڑھ جاتی ہے پس اس نے جو کچھ دیا ہے میں اس سے تونگر نہیں ہوا' میں نے اسے دے دیا ہے اور اس نے مجھے سخاوت کی لت ڈال دی ہے پس جو شخص میرے پاس تھا میں نے اسے تقسیم کر دیا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے جب مہدی کو اس امر کی اطلاع ملی تو اس نے اسے ہر درہم کے عوض ایک دینار دیا' مختصر یہ کہ مہدی کے محاسن اور کارنامے بہت سے ہیں اور اس کی وفات ماسبذان میں ہوئی اور وہ ماسبذان اس لیے گیا تھا کہ اپنے بیٹے ہادی کی طرف پیغام بھیجے کہ وہ جرجان سے اس کے پاس آئے تا کہ وہ اسے ولی عہدی سے معزول کر کے ہارون الرشید کے بعد اسے مقرر کرے مگر ہادی نے اس سے انکار کیا اور مہدی اس کے پاس اسے بلوانے کے ارادے سے گیا اور جب ماسبذان پہنچا تو وہیں مر گیا اور اس نے بغداد میں اپنے قصر السلامۃ میں خواب دیکھا کہ ایک بوڑھا محل کے دروازے پر کھڑا ہے اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے ہاتف کو کہتے سنا:

میں اس محل کے باشندوں کو تباہ شدہ دیکھ رہا ہوں اور اس کی حویلیاں اور منازل ویران ہو چکی ہیں اور قوم کا سردار خوشی اور بادشاہت کے بعد ایک قبر کی طرف چلا گیا ہے جس پر پتھر پڑے ہوئے ہیں اور اس کی صرف یاد اور باتیں ہی باقی رہ گئی ہیں اور اس کی بیویاں اس پر واویلا کر رہی ہیں۔

اور اس کے بعد وہ صرف دس دن زندہ رہا اور مر گیا' روایت ہے کہ جب ہاتف نے اسے کہا کہ میں اس محل کے باشندوں کو تباہ شدہ دیکھ رہا ہوں اور اس کے نشانات اور منازل مٹ چکے ہیں تو مہدی نے اسے جواب دیا لوگوں کے امور کو اسی طرح جدید امور بوسیدہ کر دیتے ہیں اور ہر جوان کو عنقریب اس کی عادات بوسیدہ کر دیں گی۔

ہاتف نے کہا دنیا سے زاد لے لے تو کوچ کرنے والا ہے اور تو جواب دہ ہے تو کیا کہہ رہا ہے۔

مہدی نے اسے جواب دیا میں کہتا ہوں اللہ حق ہے میں نے اس کی گواہی دی ہے اور اس بات کے فضائل شمار نہیں کیے جا سکتے۔

ہاتف نے کہا دنیا سے زاد لے لے تو کوچ کرنے والا ہے اور تجھ پر نازل ہونے والا حکم قریب آ گیا ہے۔

مہدی نے اسے جواب دیا تو ہدایت پائے تو نے کب مجھے اس کی خبر دی ہے جو تو نے مجھے کہا ہے میں اسے عنقریب جلد کروں گا۔

ہاتف نے کہا بیس راتوں کے بعد وہ تین دن مہینے کے آخر تک ٹھہر تو اسے پورا کرنے والا نہیں ہے۔

مؤرخین کا بیان ہے کہ اس کے بعد وہ ۲۹ دن زندہ رہا حتیٰ کہ فوت ہو گیا۔

اور ابن جریر نے اس کی وفات کے سبب کے بارے میں اختلاف بیان کیا ہے کہتے ہیں کہ وہ ایک ہرن کے پیچھے لگا اور کتے اس کے آگے تھے وہ ہرن ایک ویران جگہ داخل ہو گیا اور کتے بھی اس کے پیچھے داخل ہو گئے اور گھوڑا آیا اور اپنے پاؤں اٹھا کر ویرانے میں داخل ہو گیا اور اس نے اس کی کمر توڑ دی اور اس کے باعث اس کی وفات ہو گئی اور بعض کا قول ہے کہ اس کی ایک چہیتی لونڈی نے دوسری کی طرف زہر آلود دودھ بھیجا تو ایلچی مہدی کے پاس سے گزرا اور اس نے اس سے دودھ پیا اور مر گیا بعض کا قول ہے کہ اس نے ایک پلیٹ میں اس کی طرف امرود بھیجے اور اس کے اوپر ایک بڑا سا زہر آلود امرود رکھ دیا اور مہدی کو امرود بہت اچھے لگتے تھے' پس اس کے پاس سے ایک لونڈی یہ پلیٹ لئے گزری تو اس نے اس امرود کو جو اوپر پڑا تھا لے کر کھا لیا اور اسی وقت مر گیا اور وہ چہیتی لونڈی اس کا گریہ کرنے لگی اور کہنے لگی ہائے امیر المومنین' میں نے چاہا کہ وہ مجھ اکیلی کے لیے ہو اور میں نے اسے اپنے ہاتھوں سے قتل کر دیا ہے اور اس کی وفات اس سال یعنی ۱۶۹ھ کے محرم میں ہوئی اور مشہور قول کے مطابق اس کی عمر ۴۳ سال تھی اور اس کی خلافت دس سال ایک ماہ اور کچھ دن رہی اور شعراء نے اس کے بہت سے مرثیے کہے جن کا ذکر ابن جریر اور ابن عسا کر نے کیا ہے۔

اور اس سال عبداللہ بن زیاد' نافع بن عمر الجمی اور نافع بن ابی نعیم القاری نے وفات پائی۔

موسیٰ ہادی بن مہدی کی خلافت:

اس کے باپ نے ماہ محرم ۱۶۹ھ کے آغاز میں وفات پائی اور یہ اپنے باپ کے بعد ولی عہد تھا اور اس کے باپ نے اپنی موت سے پہلے اس کے بھائی ہارون الرشید کو ولی عہدی میں مقدم کرنے کا ارادہ کیا ہوا تھا مگر اس نے اتفاق نہ کیا حتیٰ کہ مہدی ماسبذان میں وفات پا گیا اور ہادی اس وقت جرجان میں تھا' پس حکومت کے بعض آدمیوں نے جن میں ربیع حاجب اور جرنیلوں کی ایک پارٹی بھی شامل تھی' ہارون الرشید کو اس پر مقدم کرنے اور اس کی بیعت کرنے کا ارادہ کیا اور رشید بغداد میں موجود تھا اور انہوں نے مہدی کی خواہش کی تنفیذ کے لیے فوج پر فوج خرچ کرنے کا عزم کر لیا' پس ہادی کو جب یہ خبر ملی تو وہ تیزی سے جرجان سے بغداد آیا اور وہ بیس دن میں وہاں سے یہاں پہنچ گیا اور بغداد آ کر اس نے لوگوں میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور ان سے بیعت لی اور انہوں نے اس کی بیعت کر لی اور ربیع حاجب روپوش ہو گیا اور ہادی نے اسے تلاش کیا حتیٰ کہ وہ اس کے سامنے حاضر ہو گیا تو

اس نے اسے معاف کر دیا اور اس سے حسن سلوک کیا اور اسے اپنے گھر کی حجابت پر قائم رکھا اور مزید برآں اسے وزارت اور دیگر امارتیں بھی دیں اور ہادی' آفاق میں زنادقہ کی تلاش میں لگ گیا اور اس نے ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور اس نے اس بارے میں اپنے باپ کی اقتداء کی اور ہادی خلوت میں اپنے اصحاب کے ساتھ بے تکلف تھا اور جب وہ مقام خلافت پر بیٹھتا تو اس کی مہابت اور امارت کی وجہ سے اس کی طرف دیکھ بھی نہیں سکتے تھے اور وہ خوبصورت' باوقار اور بارعب نوجوان تھا۔

اور اس سال یعنی ۱۶۹ھ میں مدینہ میں حسین بن علی بن حسن بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب نے خروج کیا اور یہ واقعہ یوں ہوا کہ اس نے ایک دن صبح کو سفید لباس پہنا اور مسجد نبوی میں بیٹھ گیا اور لوگ نماز کو آئے اور جب انہوں نے دیکھا تو واپس چلے گئے اور ایک جماعت اس کے اردگرد جمع ہوگئی اور انہوں نے کتاب وسنت اور اہل بیت کی رضامندی سے اس کی بیعت کر لی اور اس کے خروج کا سبب یہ تھا کہ مدینہ کا متولی وہاں سے خلیفہ کو مبارکباد دینے اور اس کے باپ کی تعزیت کرنے بغداد گیا پھر ایسے امور پیش آ گئے جنہوں نے اس کے خروج کا تقاضا کیا اور اس کے اردگرد ایک جماعت جمع ہوگئی اور اس نے مسجد نبوی میں اپنا ٹھکانہ بنا لیا اور انہوں نے لوگوں کو اس میں نماز پڑھنے سے روک دیا اور جو کچھ اس نے ارادہ کیا تھا اہل مدینہ نے اسے اس کا جواب نہ دیا بلکہ وہ مسجد کی بے حرمتی کرنے کی وجہ سے اس کے خلاف بددعائیں کرنے لگے حتیٰ کہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ مسجد کی اطراف میں پاخانہ کرنے لگے اور انہوں نے کئی بار المسودہ سے جنگ کی اور دونوں طرف سے آدمی قتل ہوئے پھر وہ مکہ کی طرف کوچ کر گیا اور حج کے وقت تک وہاں ٹھہرا رہا اور ہادی نے اس کے مقابلے میں ایک فوج بھیجی جس نے حج کے اجتماع سے فراغت کے بعد اس سے جنگ کی اور اسے اس کے اصحاب کی ایک جماعت کو قتل کر دیا اور بقیہ لوگ بھاگ گئے وہ مختلف سمتوں میں بکھر گئے اور اس کے قتل تک اس کے خروج کی مدت ۹ ماہ ۱۸ دن ہے اور وہ بڑا سخی آدمی تھا ایک روز وہ مہدی کے پاس آیا تو اس نے اسے چالیس ہزار دینار دیئے تو اس نے انہیں اپنے بغدادی اور کوفی دوستوں اور اپنے اہل میں تقسیم کر دیا پھر وہ کوفہ سے نکلا تو اس کے جسم پر قمیص بھی نہ تھی اس کے اوپر ایک کمبل تھا جس کے نیچے قمیص نہ تھی۔

اور اس سال خلیفہ کے چچا سلیمان بن ابی جعفر نے لوگوں کو حج کرایا اور معتوق بن یحییٰ نے ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ راہب کے درے کے راستے موسم گرما کی جنگ لڑی اور رومی اپنے جرنیل کے ساتھ آئے اور وہ الحدث پہنچ گئے اور اس سال حسین بن علی بن حسن بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب نے وفات پائی اسے ایام تشریق میں قتل کیا گیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور منصور کے غلام ربیع بن یونس الحاجب نے بھی وفات پائی اور یہ اس کا حاجب اور روزیر تھا اور یہ مہدی اور ہادی کا بھی وزیر رہا اور بعض لوگ اس کے نسب میں طعن کرتے ہیں اور خطیب نے اس کے حالات میں اس کے طریق سے ایک حدیث بیان کی ہے لیکن وہ منکر ہے اور اس کی طرف سے اس کے روایت ہونے کی صحت میں اعتراض پایا جاتا ہے اور اس نے اس کے بعد اس کے بیٹے فضل بن ربیع کو حجابت دی اور ہادی نے بھی اسے حجابت پر مقرر کیا۔

۱۷۰ھ

اس سال ہادی نے اپنے بھائی ہارون الرشید کو اپنے بیٹے جعفر بن ہادی کی وجہ سے خلافت اور ولی عہدی سے معزول کرنے کا ارادہ کیا تو ہارون نے اس بات کو تسلیم کر لیا اور جھگڑے کا اظہار نہ کیا بلکہ بات کو مان لیا اور ہادی نے امراء کی ایک جماعت کو بلایا تو انہوں نے بھی اس کی بات مان لی مگر ان دونوں کی ماں خیزران نے اس بات کو تسلیم نہ کیا اور وہ موسیٰ کی نسبت اپنے بیٹے ہارون کی طرف زیادہ میلان رکھتی تھی' اسی وجہ سے ہادی نے اسے مملکت میں کسی قسم کے تصرف سے روک دیا ہوا تھا' حالانکہ اس کی خلافت کے آغاز میں وہ اس پر حاوی ہو چکی تھی اور حکومتیں اس کے دروازے کی طرف اور امراء اس کے صحن کی طرف پلٹ پلٹ آتے تھے اور ہادی نے قسم کھائی کہ اگر کوئی امیر اس کے دروازے پر لوٹ آ کر آیا تو وہ اسے قتل کر دے گا اور اس کی سفارش قبول نہیں کرے گا' پس وہ اس بارے میں گفتگو کرنے سے رک گئی اور اس نے قسم کھائی کہ وہ کبھی اس سے بات نہیں کرے گی اور اسے چھوڑ کر ایک دوسرے مکان میں منتقل ہو گئی اور اس نے اپنے بھائی ہارون سے دستبرداری کے بارے میں اصرار کیا اور یحییٰ بن خالد بن برمک جو رشید کی صف کے اکابر امراء میں سے تھا کی طرف پیغام بھیجا اور اسے پوچھا ہارون کے معزول کرنے اور اپنے بیٹے جعفر کو ولی عہد بنانے کے متعلق میرا جو ارادہ ہے اس کے بارے میں تیری کیا رائے ہے؟ خالد نے اسے کہا مجھے خدشہ ہے کہ لوگوں کے نزدیک عہد و پیمان کی کوئی قیمت نہیں رہے گی لیکن مصلحت یہ ہے کہ آپ ہارون کے بعد ولی عہد بنا دیں اور اسی طرح مجھے یہ خدشہ ہے کہ اکثر لوگ جعفر کی بیعت کرنا قبول نہیں کریں گے کیونکہ وہ نابالغ ہے اور معاملہ بگڑ جائے گا اور لوگ اختلاف کریں گے۔

پس اس نے کچھ دیر سر جھکائے رکھا اور یہ رات کا وقت تھا پھر اس نے اسے قید کرنے کا حکم دے دیا پھر اسے رہا کر دیا اور ایک روز اس کا بھائی ہارون الرشید اس کے پاس آیا اور اس کی دائیں جانب دور جا کر بیٹھ گیا' ہادی کچھ دیر اس کی طرف دیکھتا رہا پھر کہنے لگا اے ہارون کیا تو فی الواقعہ ولی عہد بننے کی امید رکھتا ہے؟ اس نے کہا ہاں قسم بخدا' اور اگر ایسا ہوا تو میں ان لوگوں سے صلہ رحمی کروں گا جن سے آپ نے قطع رحمی کی ہے اور جن پر آپ نے ظلم کیا ہے ان سے انصاف کروں گا اور اپنی بیٹیوں کی شادی آپ کے بیٹوں سے کروں گا' اس نے کہا تیرے بارے میں یہی گمان ہے' پس ہارون اس کے پاس اس کے ہاتھ کو بوسہ دینے کے لیے گیا تو ہادی نے اسے قسم دی کہ وہ تخت پر اس کے ساتھ بیٹھے تو وہ اس کے ساتھ بیٹھ گیا پھر اس نے اس کے لیے ایک کروڑ دینار کا حکم دیا اور یہ کہ وہ خزانوں میں داخل ہو کر جو چاہے لے لے اور جب خراج آیا تو اس نے اس کا نصف اسے دیا' یہ سب کچھ کر کے ہادی ہارون سے راضی ہو گیا پھر صلح کے بعد ہادی جدید موصل کی طرف روانہ ہو گیا پھر وہاں سے واپس آ کر ۱۵ ربیع الاول جمعہ کی شب کو عیسا باز میں فوت ہو گیا اور بعض کا قول ہے کہ ۱۷۰ھ کے آخر میں فوت ہو گیا' اس کی عمر ۲۳ سال تھی اور اس کی خلافت چھ ماہ ۲۳ دن رہی[1] ہادی' طویل' جمیل' سفید رنگ تھا اور اس کا اوپر کا ہونٹ سکڑا ہوا تھا۔

---

[1] مصری نسخہ میں ایک سال ایک ماہ ۲۳ دن ہے۔

اور اس شب کو خلیفہ ہادی فوت ہوا اور خلیفہ رشید نے امارت سنبھالی اور خلیفہ مامون بن رشید پیدا ہوا اور ان دونوں کی ماں خیزران نے اول شب میں کہا' مجھے پتہ چلا ہے کہ ایک خلیفہ پیدا ہوگا اور ایک خلیفہ مرے گا' اور ایک خلیفہ خلافت سنبھالے گا' بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے یہ بات اوزاعی سے ایک عرصہ قبل سنی تھی اور اس بات نے اسے بہت خوش کیا تھا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اپنے بیٹے رشید کے متعلق اس کے خوف سے اپنے بیٹے کا نام ہادی رکھا اس لیے کہ اس نے خیزران کو دور کر دیا تھا اور اپنی چہیتی لونڈی خالصہ کو قریب کر لیا تھا واللہ اعلم۔

ہادی کے کچھ حالات:

موسیٰ بن محمد مہدی بن عبداللہ بن منصور بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس ابو محمد ہادی' اس نے محرم ۱۶۹ھ میں خلافت سنبھالی اور ۱۵ ربیع الاول یا آخر ربیع الاول ۱۷۰ھ کو فوت ہو گیا اور اسکی عمر ۲۳ سال تھی بعض ۲۴ اور بعض ۲۶ سال بھی بیان کرتے ہیں اور پہلا قول صحیح ہے اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس کی عمر میں اس سے پہلے کسی نے خلافت نہیں سنبھالی اور وہ حسین' طویل' جمیل اور سفید رنگ تھا اور بڑا طاقتور تھا اور دو زرہیں پہن کر سواری پر سوار ہو جاتا تھا اور اس کا باپ اسے میری خوشبو کہا کرتا تھا' عیسیٰ بن داب نے بیان کیا ہے کہ ایک روز میں ہادی کے پاس تھا کہ ایک تھال لایا گیا جس میں دو لونڈیوں کے سر تھے جنہیں قتل کر کے ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تھا میں نے ان دونوں سے حسین صورت نہیں دیکھی اور نہ ان کے بالوں کی مانند بال دیکھے ہیں اور ان کے بالوں میں ترتیب کے ساتھ موتی اور جواہر جڑے ہوئے تھے اور نہ ہی میں نے ان دونوں کی خوشبو کی مانند کوئی خوشبو دیکھی ہے' خلیفہ نے ہمیں پوچھا کیا تمہیں ان دونوں کا حال معلوم ہے؟ میں نے کہا نہیں تو اس نے کہا انہیں بتایا گیا ہے کہ یہ ایک دوسرے پر چڑھ کر بے حیائی کرتی ہیں' پس میں نے خادم کو حکم دیا تو اس نے ان دونوں کی نگرانی کی پھر اس نے میرے پاس آ کر کہا وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ جڑی ہوئی ہیں میں نے آ کر ان دونوں کو ایک لحاف میں بدکاری کرتے پایا تو میں ان نے ان دونوں کی گردنیں کاٹنے کا حکم دے دیا پھر اس نے اپنے سامنے ان دونوں کے سروں کو اٹھانے کا حکم دیا اور پہلی بات کی طرف واپس آ گیا گویا اس نے کچھ کیا ہی نہیں ہے اور وہ ذکی القلب ہے اور حکومت کے متعلق بڑی خبر رکھنے والا تھا۔

اس کے اقوال:

مجرم کو سزا دینے اور لغزشوں پر معافی دینے کی مانند' حکومت کی اصلاح کرنے والی کوئی چیز نہیں' حکومت کے بارے میں کم طمع کرو' ایک روز وہ کسی شخص سے ناراض ہوا تو اس نے اس کی رضامندی چاہی تو وہ راضی ہو گیا اور وہ شخص عذر کرنے لگا تو ہادی نے کہا رضامندی نے تجھے عذر کی برداشت سے کفایت کر دی ہے اور اس نے ایک شخص سے اس کے بیٹے کی تعزیت کی اور اسے کہا اس نے تجھے خوش کیا حالانکہ وہ دشمن اور فتنہ تھا اور اس نے تجھے دکھ دیا حالانکہ وہ دعا اور رحمت تھی اور زبیر بن بکار نے روایت کی ہے کہ مروان بن ابی حفصہ نے ہادی کو اپنا قصیدہ سنایا جس کا ایک شعر یہ ہے:

اس کی جنگ اور بخشش کے دونوں دن ایک جیسے ہیں' کسی کو معلوم نہیں کہ ان دونوں میں سے کسے فضیلت حاصل ہے۔

ہادی نے اسے پوچھا تمہیں کون سی بات پسند ہے؟ تیس ہزار جلد ملنے والی رقم یا ایک لاکھ' رجسٹروں میں چکر لگانے والی رقم؟

اس نے کہا یا امیر المومنین یا اس سے بھی بہت اچھی بات؟ اس نے پوچھا وہ کیا؟ اس نے کہا تیس ہزار جلد ملنے والی رقم جلد مل جائے اور ایک لاکھ رجسٹروں میں چلد لگانی رہے ہادی نے کہا اس سے بھی اچھی بات یہ ہے کہ ہم ساری رقم تجھے جلد دے دیتے ہیں پس اس نے اس کے لیے ایک لاکھ تیس ہزار درہم جلد دینے کا حکم دے دیا۔

خطیب بغدادی نے بیان کیا ہے کہ ازہری نے مجھ سے بیان کیا کہ سہل بن احمد دیباجی نے ہم سے بیان کیا ہے کہا الصولی نے ہم سے بیان کیا کہ انقلابی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عبدالرحمٰن تیمی نے مجھ سے بیان کیا کہ المطلب بن عکاشہ مدنی نے مجھ سے بیان کیا کہ ہم ابو محمد ہادی کے پاس اپنے ایک شخص پر گواہ بن کر آئے کہ اس نے قریش کو گالیاں دی ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے آگے گزر گیا ہے پس اس نے ہمارے لیے مجلس بٹھائی جس میں اپنے زمانے کے فقہاء کو بلایا اور جو فقہاء اس کے دروازے پر تھے انہیں بھی بلایا اور اس شخص کو بھی بلوایا اور ہمیں بھی بلوایا اور ہم نے اس سے جو کچھ سنا تھا اس کے متعلق گواہی دی تو ہادی کا چہرہ متغیر ہو گیا پھر اس نے اپنا سر جھکا گیا پھر اسے اٹھا کر کہنے لگا میں نے اپنے باپ مہدی سے سنا ہے وہ اپنے باپ منصور سے بحوالہ اپنے باپ علی بن عبداللہ بن عباس بیان کرتا ہے کہ جس نے قریش کی اہانت کی اللہ اس کی اہانت کرے گا۔ اور اے دشمن خدا تو نے اس بات کو پسند نہیں کیا اور تو نے قریش کو اذیت دی ہے حتیٰ کہ تو رسول اللہ ﷺ کے ذکر تک سبقت کر گیا ہے' اسے قتل کر دو پس ہماری موجودگی میں اسے قتل کر دیا گیا ہادی نے اس سال کے ربیع الاول میں وفات پائی اور اس کے بھائی ہارون نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اسے اس کے تعمیر کردہ قصر ابیض میں عیسا باز میں بغداد کی مشرقی جانب دفن کیا گیا اور اس کے نو بچے تھے' سات لڑکے اور دو لڑکیاں' جعفر' عباس' عبداللہ اسحاق' اسماعیل' سلیمان اور موسیٰ اعمیٰ لڑکے تھے موسیٰ اس کی وفات کے بعد پیدا ہوا اور اس کے باپ کے نام پر اس کا نام رکھا گیا اور لڑکیاں ام عیسیٰ اور ام عباس تھیں' ام عیسیٰ سے مامون نے شادی کی اور ام عباس کا لقب تو بہ تھا۔

ہارن الرشید بن مہدی کی خلافت:

جب شب اس کا بھائی فوت ہوا' اسی شب اس کی بیعت ہوئی یہ ۱۵ ربیع الاول ۱۷۰ھ جمعہ کی رات تھی اور اس وقت ہارون الرشید کی عمر ۲۲ سال تھی' پس اس نے یحییٰ بن خالد بن برمک کی طرف آدمی بھیجا اور اس نے اسے قید خانے سے باہر نکالا اور اس شب ہادی نے اس کے اور ہارون الرشید کے قتل کا پختہ ارادہ کیا ہوا تھا اور رشید اس کا رضاعی بیٹا تھا۔ پس اس نے اسی وقت اسے وزیر بنا دیا اور یوسف بن قاسم بن صبیح کو انشاء کی کتابت سپرد کی اور اسی نے اس کے سامنے کھڑے ہو کر تقریر کی حتیٰ کہ عیسا باذ کے منبر پر اس کی بیعت لی گئی اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب رات کو ہادی مر گیا تو یحییٰ بن خالد بن برمک' رشید کے پاس آیا تو اس نے اسے سوئے ہوئے دیکھا' اس نے کہا یا امیر المومنین اٹھئے رشید نے اسے کہا تو کب تک مجھے خوفزدہ کرتا رہے گا اگر اس شخص نے تیری آواز سن لی تو اس کے نزدیک میرا یہ سب سے بڑا گناہ ہوگا؟ اس نے کہا وہ شخص مر چکا ہے تو ہارون بیٹھ گیا اور کہنے لگا مجھے امارتوں کے بارے میں مشورہ دو' تو وہ صوبوں کی امارتوں کے لیے آدمیوں کے نام لینے لگا اور رشید انہیں مقرر کرنے لگا اسی دوران میں ایک اور شخص آ گیا اور اس نے کہا یا امیر المومنین خوشخبری ہو ابھی آپ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے اس نے کہا وہ عبداللہ ہے اور وہی

ہاموں سے پھر صبح کو اس نے اپنے بھائی ہادی کی نماز جنازہ پڑھائی اور اسے عیسا باذ میں دفن کیا اور اس نے قسم کھائی کہ بغداد میں ظہر کی نماز پڑھے گا اور جب وہ جنازے سے فارغ ہوا تو اس نے ابوعصمہ القائد کے قتل کرنے کا حکم دیا کیونکہ وہ جعفر بن ہادی کے ساتھ تھا اور انہوں نے پل پر رشید پر تنگی کی تو ابوعصمہ نے کہا ٹھہر اور کھڑا ہو جا تاکہ ولی عہد گزر جائے' رشید نے کہا امیر کی سمع واطاعت کرنی چاہیے پس جعفر اور ابوعصمہ گزر گئے اور رشید ذلیل اور دل شکستہ ہو کر کھڑا ہو گیا اور جب وہ خلیفہ بنا تو اس نے ابوعصمہ کے قتل کا حکم دے دیا پھر وہ بغداد روانہ ہو گیا اور جب وہ بغداد کے پل پر پہنچا تو اس نے غوطہ خوروں کو بلایا اور کہا یہاں میری وہ انگشتری گر پڑی ہے جو میرے والد مہدی نے میرے لیے ایک لاکھ درہم میں خریدی تھی اور جب ہادی کا زمانہ آیا تو ہادی نے میرے پاس اس کے مطالبہ کے لیے آدمی بھیجا تو میں نے اسے ایلچی کی طرف پھینک دیا تو وہ یہاں گر پڑی' پس غوطہ خوروں نے اس کے پیچھے غوطے لگائے تو انہوں نے اسے تلاش کر لیا جس سے رشید کو بہت خوشی ہوئی اور جب رشید نے یحییٰ بن خالد کو وزارت سونپی تو اسے کہا میں نے رعیت کا معاملہ تیرے سپرد کیا ہے اور میں نے اسے اپنی گردن سے اتار کر تیری گردن میں ڈال دیا ہے' پس تو جسے چاہتا ہے والی بنا دے اور جسے چاہتا ہے معزول کر دے اور اس بارے میں ابراہیم موصلی کہتا ہے کیا تو نے دیکھا نہیں کہ سورج کی روشنی کم تھی اور جب ہارون خلیفہ بنا تو اس کی روشنی میں چمک پیدا ہو گئی یہ اللہ کے امین سخی ہارون کی برکت سے ہوا اور ہارون اس کا والی ہے یحییٰ اس کا وزیر ہے۔

پھر ہارون نے یحییٰ بن خالد کو حکم دیا کہ وہ اس کی والدہ خیزران کے مشورے کے بغیر کسی بات کا فیصلہ نہ کرے اور وہی سب امور میں مشورہ دیتی تھی اور وہی جوڑ توڑ کرتی اور فیصلے دیتی تھی۔

اور اس سال رشید نے قرابتداروں کے حصول کے بارے میں حکم دیا کہ وہ بنی ہاشم کے درمیان برابر تقسیم ہوں اور اسی سال رشید نے بہت سے زنادقہ کا تتبع کیا اور ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور اسی سال بعض اہل بیت نے اس کے خلاف خروج کیا اور اسی سال امین محمد بن الرشید ابن زبیدہ پیدا ہوا اور یہ اس سال کی ۱۶ شوال کے جمعہ کے دن کا واقعہ ہے اور اسی سال خرج الخادم ترکی کے ہاتھوں طرسوس شہر کی تعمیر مکمل ہوئی اور لوگ وہاں اترے اور اسی سال امیر المومنین ہارون الرشید نے لوگوں کو حج کروایا اور اہل حرمین کو بہت سے اموال دیئے یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اس سال جنگ بھی کی اور اس بارے میں داؤد بن رزین شاعر کہتا ہے:

> ہارون کے ذریعے تمام شہروں میں نور چمکا ہے اور اس نے اپنی سیرت کو استوار کر کے راستے کا انتظام کیا ہے وہ اللہ کا امام ہے اور اس کا اکثر کام جنگ کرنا اور حج کرنا ہے جب لوگوں کے سامنے اس کا روشن منظر آتا ہے تو اس کے چہرے کے نور سے لوگوں کی آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں اور اللہ کا امین ہارون سخی ہے جو اس سے امید کرتا ہے وہ اس سے کئی گنا زیادہ حاصل کرتا ہے۔

اس سال وفات پانے والے اعیان

خلیل بن احمد بن عمرو بن تمیم ابوعبد الرحمٰن الفراہیدی اور اسے الفرہودی الازدی بھی کہا جاتا ہے یہ نحویوں کا شیخ ہے اور سیبویہ نضر بن شمیل اور ان کے کئی اکابر نے اس سے علم نحو سیکھا ہے اور اسی نے علم عروض ایجاد کیا ہے اور اسے پانچ دائروں میں تقسیم کیا ہے اور اس کی پندرہ بحریں بنائی ہیں اور اخفش نے اس میں ایک اور بحر کا اضافہ کیا ہے جسے الخبب کہتے ہیں اور ایک شاعر نے کہا ہے:

خلیل کی تخلیق سے قبل دنیا کے اشعار صحیح تھے۔

اور اسے سرتال کے علم کی بھی معرفت حاصل تھی اور اسی علم میں اس کی ایک تصنیف بھی ہے اور کتاب العین لغت کے بارے میں اس کی تصنیف ہے اس کی ابتداء اس نے کی اور نضر بن شمیل اور اصحاب خلیل میں سے اس قسم کے آدمیوں جیسے مؤرج السدوی اور نصر بن علی الجھضمی نے اسے مکمل کیا مگر خلیل نے جو کچھ وضع کیا تھا اس کی مناسبت نہ کر سکے اور ابن دستوریہ نے ایک کتاب لکھی جس میں اس خلیل کو بیان کیا ہے جو ان سے وقوع پذیر ہوا تھا اور افادہ بھی کیا اور خلیل ایک نیک' عاقل' باوقار اور کامل شخص تھا اور دنیا سے نہایت ہی کم لینے والا تھا اور زندگی کی سختی اور تنگی پر بہت صبر کرنے والا تھا اور وہ کہا کرتا تھا میرا غم میرے دروازے کے پچھواڑے تک نہیں جا سکتا اور دانشمند اور خوش اخلاق آدمی تھا اور اس نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص علم عروض میں اس سے الجھ پڑا اور اسے اس علم سے دور کا بھی واسطہ نہیں تھا' پس میں نے ایک روز اسے کہا تو اس شعر کی تقطیع کیسے کرے گا اذا لم تستطع شیئا فدعه .... وجاوزه الی ما تستطع۔

اور وہ اپنی سمجھ کے مطابق اس کی تقطیع میں لگ گیا پھر وہ میرے پاس سے اٹھ گیا اور دوبارہ میرے پاس نہیں آیا معلوم ہوتا ہے اسے وہ بات سمجھ آ گئی جس کی طرف میں نے اسے اشارہ کیا تھا بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ کے بعد اس کے باپ کے سوا کسی نے احمد نام نہیں رکھا' یہ بات احمد بن ابی خیثمہ سے روایت کی گئی ہے واللہ اعلم' خلیل ۱۰۰ھ کو پیدا ہوا اور مشہور قول کے مطابق ۱۷۰ھ میں بصرہ میں فوت ہوا اور بعض نے اس کی وفات ۱۶۰ھ میں بیان کی ہے اور ابن جوزی نے اپنی کتاب شذور العقود میں ۱۳۰ھ میں اس کی وفات کا خیال ظاہر کیا ہے اور یہ نہایت ہی غریب قول ہے اور پہلا قول مشہور ہے۔

اور اس سال ربیع بن سلیمان بن عبد الجبار بن کامل المرادی المصری المودب نے وفات پائی جو حضرت امام شافعی کا راویہ تھا اور آپ سے روایت کرنے والا آخری شخص تھا اور یہ ایک صالح شخص تھا اور حضرت امام شافعی نے اس میں اور البویطی المزنی اور ابن عبد الحکم میں علم کو دیکھا اور نفس الامر میں بھی ایسا ہی اتفاق ہوا اور اس ربیع کا شعر ہے:

صبر جمیل کس قدر سرعت سے فراخی پیدا کرتا ہے اور جو امور کے بارے میں اللہ کی تصدیق کرتا ہے وہ نجات پا جاتا ہے

اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اسے تکلیف نہیں پہنچتی اور جو اللہ سے امید رکھتا ہے وہ امید کے مقام پر ہی رہتا ہے۔

اور اسی طرح ربیع بن سلیمان بن داؤد الجیزی نے بھی امام شافعی سے روایت کی ہے اور اس نے ۲۰۶ھ میں وفات پائی ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۷۱ھ

اس سال ہارون الرشید نے وزارت کے ساتھ یحییٰ بن خالد کو انگوٹھی بھی دے دی اور اسی سال ہارون الرشید نے جزیرہ کے نائب ابو ہریرہ محمد بن فروخ کو قصر خلد میں اپنے سامنے باندھ کر قتل کیا اور اسی سال فضل بن سعید حروری نے خروج کیا اور قتل ہو گیا اور اسی سال میں افریقہ کا نائب روح بن حاتم آیا اور اسی سال خیزران مکہ گئی اور وہاں قیام کیا یہاں تک کہ حج میں شامل ہوئی اور اس سال خلفاء کے چچا عبدالصمد بن علی نے لوگوں کو حج کروایا۔

۱۷۲ھ

اس سال رشید نے اہل عراق سے وہ عشر ساقط کر دیا جو نصف کے بعد ان سے لیا جاتا تھا اور اسی سال رشید بغداد سے جگہ تلاش کرنے کے لیے نکلا کہ بغداد کے سوا وہاں رہے اور وہ پریشان ہو کر واپس آ گیا اور اسی سال رشید کے چچا یعقوب بن ابی جعفر منصور نے لوگوں کو حج کروایا اور اس سال اسحاق بن سلیمان بن علی نے موسم گرما کی جنگ لڑی۔

۱۷۳ھ

اس سال محمد بن سلیمان نے بصرہ میں وفات پائی اور رشید نے اس کے ان ذخائر کی حفاظت کرنے کا حکم دیا جو خلفاء کے مناسب حال ہوتے ہیں اور انہوں نے بہت سا مال سونا چاندی اور سامان وغیرہ حاصل کیا اور اس کا ڈھیر لگا دیا تاکہ اس سے جنگ اور مسلمانوں کے مصالح میں مدد لی جائے اور وہ محمد بن سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس تھا اور اس کی ماں ام حسن بنت جعفر بن حسن بن حسن بن علی تھی اور وہ قریش کے جوانوں اور بہادروں میں سے تھا' منصور نے اسے بصرہ اور کوفہ دونوں کی امارت دی اور مہدی نے اپنی بیٹی عباسہ کا اس سے نکاح کیا اور بہت مالدار آدمی تھا اور اس کی روزانہ کی آمدن ایک لاکھ تھی اور اس کے پاس سرخ یاقوت کی ایک انگوٹھی تھی جس کی نظیر نہیں دیکھی گئی اور اس نے اپنے باپ اور اپنے جد اکبر سے حدیث کی روایت کی ہے اور وہ یتیم کے سر کے مسح کے بارے میں مرفوع حدیث ہے کہ وہ اپنے سر کے اگلے حصے تک مسح کرے اور جس کا باپ ہو وہ اپنے سر کا مسح اپنے سر کے پچھلے حصے تک کرے اور اس نے رشید کے پاس جا کر اسے خلافت کی مبارکباد دی تو اس نے اس کا اعزاز و اکرام کیا اور اس کی عملداری میں بہت سا اضافہ کر دیا اور جب اس نے باہر جانے کا ارادہ کیا تو رشید اس کی مشایعت کرتے ہوئے کلواذا تک اس کے ساتھ گیا' اس نے اس سال کے جمادی الآخرۃ میں ۵۱ سال کی عمر میں وفات پائی اور رشید نے اس کے مال صامت (یعنی سونے چاندی) کے انتخاب کے لیے آدمی بھیجا تو اس نے املاک کو چھوڑ کر تین کروڑ دینار کا سونا اور چھ کروڑ درہم کی چاندی پائی۔

اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس کی اور خیزران کی وفات ایک ہی روز ہوئی اور اس کی ایک لونڈی نے اس کی قبر پر کھڑے ہو کر یہ شعر پڑھے: -

جس سے تو محبت کرتا ہے مٹی اس کا شبستان بن گئی ہے مٹی کو پھینک دے اور اسے کہہ کہ تو زندہ رہ اے مٹی ہم تجھ سے
محبت کرتے ہیں اور ہمیں اس کی عزت مطلوب ہے جس پر تو پڑی ہوئی ہے۔

اور اس سال مہدی کی لونڈی اور امیر المومنین ہادی اور رشید کی ماں خیزران نے وفات پائی' مہدی نے اسے خریدا اور اس نے اس کے ہاں بڑا مرتبہ حاصل کرلیا پھر اس نے اسے آزاد کرکے اس سے نکاح کرلیا اور اس نے اس سے دو خلیفوں موسیٰ ہادی اور رشید کو جنم دیا اور اس کے علاوہ عورتوں میں سے کسی عورت کو عبدالملک بن مروان کی بیوی بنت العباس العبسیہ کے سوا اس قسم کی ولادت کا اتفاق نہیں ہوا' وہ ولید اور سلیمان کی ماں ہے اور اسی طرح شاہ خرند بنت فیروز بن یزدگرد کو بھی ایسا اتفاق ہوا ہے اس نے اپنے آقا ولید بن عبدالملک سے مروان اور ابراہیم کو جنم دیا اور ان دونوں نے خلافت سنبھالی اور خیزران کے طریق سے اس کے آقا مہدی سے عن ابیہ عن جدہ عن ابن عباس عن النبی ﷺ روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے اس کی ہر چیز حفاظت کرتی ہے اور جب خیزران کو فروخت کے لیے مہدی کے حضور پیش کیا گیا تو اس نے اس کی پنڈلیوں کی باریکی کے سوا' اس نے اسے خوش کیا اور مہدی نے اسے کہا اے لونڈی اگر تیری پنڈلیاں باریک اور خراش والی نہ ہوتیں تو بلاشبہ تو خوبصورتی اور خواہش کی انتہاء پر ہوتی' اس نے کہا یا امیر المومنین آپ ایک چیز کے محتاج ہیں جس کا ان دونوں سے کوئی تعلق نہیں آپ انہیں نہ دیکھیے' پس اس نے اس کے جواب کو اچھا سمجھا اور اسے خرید لیا اور اس نے اس کے ہاں بڑا رتبہ حاصل کرلیا اور ایک دفعہ مہدی کی زندگی میں خیزران نے حج کیا تو اس نے اسے مکہ میں خط لکھا کہ وہ اس کے بغیر وحشت محسوس کرتا ہے اور ان اشعار کے ذریعے اس کے شوق کا اظہار کیا: ۔

''ہم بڑے سرور میں ہیں لیکن تمہارے بغیر سرور مکمل نہیں ہوتا' اے وادی کے باشندو' ہم جس حالت میں ہیں اس میں ایک عیب پایا جاتا ہے' تم غائب ہو اور ہم حاضر ہیں' پس تیزی سے چلو اگر تم ہواؤں کے ساتھ پرواز کی طاقت رکھتے ہو تو پرواز کرو''۔

اور اس نے اسے جواب دیا یا کسی کو اسے جواب دینے کا حکم دیا۔

''آپ نے جس شوق کا اظہار کیا ہے اس کا ہمیں علم ہوگیا ہے اور ہم نے تدبیر کی ہے' مگر ہم نے پرواز کی طاقت نہیں پائی' کاش ہوائیں آپ تک وہ باتیں پہنچا دیتیں جو ضمیر چھپائے ہوئے ہے میں ہمیشہ مشتاق رہی ہوں اور اگر آپ میرے بعد سرور میں ہیں تو یہ سرور ہمیشہ رہے''۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ بصرہ کے نائب محمد بن سلیمان نے جس نے اسی روز وفات پائی جس روز خیزران نے وفات پائی ہے اس کو ایک سو خدمت گار لونڈیاں تحفہ بھیجیں اور ہر لونڈی کے ساتھ کستوری سے بھرا ہوا ایک ایک چاندی کا جام بھی تھا تو خیزران نے اسے لکھا: جو کچھ تو نے بھیجا ہے اگر یہ اس ظن کی قیمت ہے جو ہم تمہارے بارے میں رکھتے ہیں تو جو کچھ تو نے بھیجا ہے اس سے ہمارا ظن تیرے بارے میں زیادہ ہے اور تو نے قیمت میں ہمیں نقصان پہنچایا ہے اور اگر تو اس سے زیادہ مودت کا خواہاں ہے تو تو نے محبت کے بارے میں مجھ پر تہمت لگائی ہے اور اس نے یہ چیزیں اسے واپس کردیں اور اس نے مکہ میں وہ مشہور گھر

خریدا جو خیزران کے گھر کے نام سے معروف ہے اور اس نے اس سے مسجد الحرام میں اضافہ کر دیا۔

اور ہر سال اس کی جاگیروں کا نفع ایک کروڑ ساٹھ ہزار تھا اور اتفاق سے بغداد میں اس کی وفات ۲۷ جمادی الآخر ۱۷۳ھ کو جمعہ کی رات کو ہوئی اور اس کا بیٹا رشید اس کے جنازہ کی چارپائی اٹھائے ہوئے کیچڑ میں تیزی سے چلتا ہوا نکلا اور جب وہ قبرستان پہنچا تو پانی لایا گیا اور اس نے اپنے دونوں پاؤں دھوئے اور موزے پہنے اور اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس کی لحد میں اترا اور جب وہ قبر سے باہر نکلا تو چارپائی لائی گئی تو وہ اس پر بیٹھ گیا اور اس نے فضل بن ربیع کو بلایا اور اسے انگوٹھی اور اخراجات دیئے اور رشید نے جب اپنی ماں خیزران کو دفن کیا تو ابن نویرہ کے یہ اشعار پڑھے:

ہم کچھ عرصہ جذیمہ کے دو ساتھیوں کی طرح رہے حتیٰ کہ یہ بات کہی گئی کہ یہ کبھی جدا نہ ہوں گے اور جب ہم جدا ہوئے تو میں اور مالک لمبا عرصہ اکٹھا رہنے کے باوجود یوں تھے کہ ہم نے ایک رات بھی اکٹھے بسر نہیں کی۔

اور اسی سال موسیٰ ہادی کی لونڈی غادر نے وفات پائی وہ اس سے شدید محبت کرتا تھا اور وہ بہت اچھا گاتی تھی' ایک روز وہ اسے گانا سنا رہی تھی کہ اسے ایک سوچ نے آ لیا جس نے اسے اس سے غائب کر دیا اور اس کا رنگ متغیر ہو گیا' حاضرین میں سے ایک شخص نے پوچھا یا امیر المومنین یہ کیا؟ اس نے کہا مجھے اس سوچ نے آ لیا ہے کہ میں مر جاؤں گا اور میرے بعد میرا بھائی' ہارون خلافت سنبھال لے گا اور میری اس لونڈی سے نکاح کرے گا تو حاضرین اس پر فدا ہو گئے اور اس کی درازی عمر کے لیے دعا کی پھر اس نے اپنے بھائی ہارون کو بلا کر جو واقعہ ہوا تھا اسے بتایا تو رشید نے اس بات سے پناہ مانگی اور ہادی نے اسے طلاق' عتاق' برہنہ پا' پیدل چل کر حج کرنے کی مغلظ قسمیں دیں کہ وہ اس سے نکاح نہ کرے اور اس نے اسے یہ حلف دے دیا اور اسی طرح اس نے لونڈی کو بھی قسمیں دیں تو اس نے بھی اسے حلف دے دیا اور وہ دو ماہ سے بھی کم عرصے میں فوت ہو گیا' پھر رشید نے اسے پیغام نکاح دیا تو اس نے کہا وہ قسمیں کیا ہوئیں جو میں نے اور تو نے اٹھائی تھیں؟ اس نے کہا میں اپنی اور تیری طرف سے کفارہ دے دوں گا' پس اس نے اس سے نکاح کر لیا اور اس نے اس کے ہاں بڑا مرتبہ حاصل کر لیا حتیٰ کہ وہ اس کی گود میں سوتی تھی اور وہ اس خوف سے کہ وہ بے آرام نہ ہو حرکت نہیں کرتا تھا۔ ایک شب وہ سوئی ہوئی تھی کہ اچانک خوفزدہ ہو کر روتی ہوئی اٹھی تو اس نے اس سے پوچھا تیرا کیا حال ہے؟ اس نے کہا یا امیر المومنین' میں نے اپنے اس خواب میں ہادی کو دیکھا ہے اور وہ کہہ رہا ہے:

''قبرستان کے ساکنین کی ہمسائیگی اختیار کر لینے کے بعد تو نے مجھ سے وعدہ خلافی کی ہے اور تو نے مجھے فراموش کر دیا ہے اور اپنی جھوٹی قسموں کو توڑ دیا ہے اور تو نے عہد شکنی کرتے ہوئے میرے بھائی سے نکاح کر لیا ہے جس نے تیرا نام غادر (عہد شکن) رکھا ہے اس نے سچ کہا ہے' میں بوسیدہ لوگوں میں ہو گیا ہوں اور میں گزشتہ مردوں میں شمار ہوتا ہوں' تجھے نیا دوست مبارک نہ ہو اور نہ گردشیں تجھ سے دور ہوں اور تو صبح سے قبل مجھ سے آ ملے' اور میں نے جہاں صبح جانا ہے چلا جاؤں''۔

رشید نے اسے کہا یہ پریشان خواب ہیں اس نے کہا یا امیر المومنین خدا کی قسم ہرگز نہیں یوں معلوم ہوتا ہے' یہ اشعار میرے دل پر لکھے ہوئے ہیں' پھر وہ مسلسل کانپتی رہی حتیٰ کہ صبح سے قبل فوت ہو گئی۔

اور اسی سال رشید کی لونڈی ہیلانہ نے وفات پائی' رشید نے اسے ہیلانہ کا نام دیا کہ وہ اپنی گفتگو میں بکثرت ''ھی لانہ'' کا استعمال کرتی تھی' اصمعی نے بیان کیا ہے کہ وہ اس کا عاشق تھا اور اس سے قبل وہ خالد بن برمک کے پاس تھی ایک روز خلافت سے قبل رشید اس کے گھر گیا تو یہ اسے راستہ میں ملی اور کہنے لگی کیا تم میں ہمارا کوئی حصہ نہیں؟ اس نے کہا اس بات کی کیا سبیل ہے؟ اس نے کہا اس شیخ سے مجھے مانگ لو' پس اس نے اسے یحییٰ بن خالد سے مانگ لیا تو اس نے اسے دے دیا اور اس نے اس کے ہاں بڑا مرتبہ حاصل کر لیا اور اس کے ہاں تین سال رہی پھر فوت ہوگئی تو اسے اس پر شدید غم ہوا اور اس نے اس کا مرثیہ کہا اور اس کے بارے میں اس کے یہ اشعار ہیں: ؎

''جب انہوں نے مجھے مٹی میں چھپا دیا اور میرے سینے میں حسرت چکر لگانے لگی تو میں نے کہا جا خدا سے ملاقات کر مجھے تیرے بعد کوئی چیز خوش نہیں کرے گی''۔

اور عباس بن احنف نے اس کی موت کے بارے میں کہا: ؎

''اے وہ جس کی موت کی خوشخبری قبروں نے ایک دوسرے کو دی ہے' زمانے نے مجھے دکھ دینے کا قصد کیا تو اس نے تجھے تیر مارا میں انس کرنے والے کو تلاش کرتا ہوں اور مجھے اس جگہ کے سوا جہاں میں تجھے دیکھا کرتا تھا آنے جانے کے سوا کوئی مونس نہیں ملتا''۔

راوی بیان کرتا ہے' رشید نے اسے چالیس ہزار درہم دینے کا حکم دیا یعنی ہر مصرعہ کے بدلے میں دس ہزار درہم' واللہ اعلم۔

۱۷۴ھ

اس سال شام میں دھڑے بندی اور اس کے باشندوں میں فساد پیدا ہوگیا اور اسی سال میں رشید نے یوسف بن قاضی ابو یوسف کو قاضی بنایا حالانکہ اس کا باپ زندہ تھا اور اسی سال عبدالملک بن صالح نے موسم گرما کی جنگ لڑی اور بلاد روم میں داخل ہوگیا اور اس سال رشید نے لوگوں کو حج کروایا اور جب وہ مکہ کے نزدیک آیا تو اسے اطلاع ملی کہ مکہ میں وبا پڑی ہے' پس وہ مکہ میں داخل نہ ہوا حتیٰ کہ وقوف کے وقت اس نے وقوف کیا' پھر مزدلفہ پھر منیٰ آیا پھر مکہ میں داخل ہوا اور سعی وطواف کیا' پھر کوچ کر گیا اور مکہ میں نہ اترا۔

۱۷۵ھ

اس سال رشید نے اپنے بعد اپنے بیٹے محمد بن زبیدہ کو ولی عہد بنایا اور اس کا نام امین رکھا اس وقت اس کی عمر پانچ سال تھی اور اس بارے میں سلم الخاسر نے کہا: ؎

''جب اللہ تعالیٰ نے عمدہ اور خوبصورت لوگوں کے لیے بیت الخلافہ بنایا تو اس نے خلیفہ کو توفیق اور وہ اپنے اب وجد سے خلیفہ ہے اور دیکھنے سننے والے اس کے گواہ ہیں اور جن وانس نے ہدایت کے گہوارے میں محمد بن زبیدہ بنت جعفر کی

بیعت کی ہے اور رشید' عبداللہ مامون میں نجابت وحلم کو دیکھتا تھا اور کہتا تھا قسم بخدا اس میں منصور کی دانشمندی' مہدی کی عبادت گزاری اور ہادی کی عزت نفس پائی جاتی ہے اور اگر میں اپنی طرف سے چوتھی بات کہنا چاہوں تو میں کہوں گا میں محمد بن زبیدہ کو مقدم کر رہا ہوں اور میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ وہ اپنی خواہش کا پیروکار ہے لیکن میں اس کے سوا کوئی طاقت نہیں رکھتا"۔ پھر وہ کہنے لگا:

مجھ پر رائے کا پہلو واضح ہو چکا ہے مگر میں اس معاملے میں جو زیادہ دانشمندانہ ہے مغلوب ہو چکا ہوں اور تھنوں سے دودھ نکال لینے کے بعد اسے کیسے تھنوں میں لوٹایا جا سکتا ہے حتیٰ کہ وہ غنیمت بن جاتا ہے میں معاملے کے سدھرنے کے بعد اس کے پیچیدہ ہو جانے سے ڈرتا ہوں کہ جو بات پختہ ہو چکی ہے وہ بگڑ نہ جائے اور واقدی کے قول کے مطابق عبدالملک بن صالح نے موسم گرما کی جنگ لڑی اور رشید نے لوگوں کو حج کروایا۔ اور اسی سال یحییٰ بن عبداللہ بن حسن ویلم کی طرف روانہ ہوا اور وہاں گشت کی۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

شعوانہ عابدہ وزاہدہ:

یہ ایک سیاہ فام لونڈی تھی جو بہت عبادت گزار تھی اس سے بہت سی اچھی باتیں روایت کی گئی ہیں' حضرت فضیل بن عیاض نے اس سے دعا کی اپیل کی تو اس نے کہا کیا آپ کے اور اس کے درمیان ایک عہد نہیں' اگر آپ اس سے دعا کریں گے تو وہ آپ کی دعا کو قبول کرے گا تو حضرت فضیل نے رو کر ہچکی لی اور بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

لیث بن سعد بن عبدالرحمٰن الفہمی:

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ قیس بن رفاعہ کے غلام تھے اور وہ عبدالرحمٰن بن مسافر الفہمی کا غلام تھا اور لیث متفقہ طور پر دیار مصر کے امام تھے' آپ بلاد مصر میں قرقشندہ مقام پر ۹۴ھ میں پیدا ہوئے اور آپ کی وفات اس سال کے شعبان میں ہوئی اور آپ نے دیار مصر میں پرورش پائی۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ اصل میں قلقشندہ کے ہیں اور اس نے اسے دو لاموں کے ساتھ لکھا ہے جن سے دوسرا لام متحرک ہے اور اس نے ایک شخص سے روایت کی ہے کہ آپ اچھے ذہین تھے اور آپ نے مصر میں قضا کا محکمہ سنبھالا تو اس کے بعد لوگوں نے آپ کی ذہانت کی تعریف نہیں کی۔ آپ کی پیدائش ۱۲۴ھ میں ہوئی مگر یہ نہایت غریب قول ہے۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ ہر سال آپ کی املاک کی آمد پانچ ہزار دینار تھی اور دوسروں نے بیان کیا ہے کہ ہر سال آپ کی غلہ کی آمد ۸۰ ہزار دینار تھی اور آپ پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی تھی آپ فقہ حدیث اور عربی زبان کے امام تھے' حضرت امام شافعیؒ نے فرمایا ہے لیث امام مالک سے زیادہ فقیہ تھے مگر آپ کے اصحاب نے آپ کو ضائع کر دیا' امام مالک نے اپنی بیٹی کے سامان کے لیے آپ کی طرف ایک شخص کو بھیجا کہ وہ آپ سے کچھ زرد رنگ ہدیۃً طلب کرے تو آپ نے ان کی طرف تیس بوجھ بھیج دیئے حضرت امام مالک نے اپنی ضرورت کے مطابق اسے استعمال کر لیا اور پانچ سو دینار کا اس سے فروخت کر دیا اور کچھ ان کے

پاس بھی باقی بچا رہا' اور ایک دفعہ آپ نے حج کیا تو حضرت امام مالک نے آپ کو ایک بڑی طشتری ہدیۃً دی جس میں تازہ کھجوریں تھیں' پس آپ نے طشتری میں ایک ہزار دینار رکھ کر اسے واپس کر دیا اور اپنے علماء اصحاب میں سے ایک شخص کو ایک ہزار دینار کے قریب دیا کرتے تھے۔ اور آپ سمندر میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ اسکندریہ کی طرف کشتی میں بیٹھ کر چلے جایا کرتے تھے اور آپ کا مطبخ بھی کشتی میں ہی ہوتا تھا' آپ کے مناقب بہت زیادہ ہیں۔

ابن خاکان نے بیان کیا ہے کہ جس روز لیث فوت ہوئے انہوں نے ایک کہنے والے کو کہتے سنا:

''لیث چلا گیا ہے اور اب تمہارے پاس کوئی لیث نہیں اور علم مسافر ہو کر چلا گیا ہے اور قبر میں دفن ہو گیا ہے''۔

المنذر بن عبداللہ المنذر القرشی:

مہدی نے آپ کو قضا کی پیش کش کی اور یہ کہ وہ آپ کو بیت المال سے ایک لاکھ درہم دے گا' آپ نے فرمایا میں نے اللہ سے عہد کیا ہے کہ میں کسی چیز کا منتظم نہیں بنوں گا اور میں امیر المومنین کو اس بات سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں کہ عہد شکنی کروں' مہدی نے آپ سے کہا اس پر اللہ گواہ ہے آپ نے فرمایا اللہ گواہ ہے اس نے کہا جاؤ میں نے آپ کو چھوڑ دیا۔

۱۷۶ھ

اسی سال یحییٰ بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب نے بلاد دیلم میں ظہور کیا اور بہت سے لوگ اس کے پیروکار ہو گئے اور اس کی طاقت بڑھ گئی اور ضلعوں اور شہروں سے لوگ اس کے پاس چلے گئے' جس سے رشید مضطرب ہو گیا اور اس کے معاملے سے گھبرا گیا پس اس نے فضل بن یحییٰ بن خالد بن برمک کو پچاس ہزار فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ میں بھیجا اور اسے جیل' ری' جرجان' طبرستان اور محوس وغیرہ اضلاع کا امیر امیر مقرر کر دیا' فضل بن یحییٰ بڑی نخوت کے ساتھ اس جانب روانہ ہو گیا اور ہر منزل پر رشید کے خطوط اور انواع واقسام کے تحائف اسے ملتے رہے اور رشید نے دیلم کے حکمران سے خط وکتابت کی کہ اگر وہ ان کی طرف یحییٰ کی روانگی کو آسان بنا دے تو وہ اسے ایک کروڑ درہم دینے کا وعدہ کرتا ہے اور فضل نے یحییٰ بن عبداللہ کو وعدے کرتے ہوئے اور تمنائیں اور امیدیں دلاتے ہوئے خط لکھا کہ اگر وہ اس کے پاس آ جائے تو وہ رشید کے ہاں اپنا عذر قائم کر لے گا' مگر یحییٰ نے کہا کہ جب تک رشید اسے اپنے ہاتھ سے پروانہ امان نہ لکھ دے وہ ان کے مقابلہ میں نہیں جائے گا' فضل نے رشید کو یہ بات لکھ بھیجی تو رشید خوش ہو گیا اور اسے بڑا موقع مل گیا اس نے اپنے ہاتھ سے پروانہ امان لکھا اور اس پر قضاۃ' فقہاء اور بنی ہاشم کے مشائخ کی گواہی ڈالی جن میں عبدالصمد بن علی بھی شامل تھا اور اس نے پروانہ امان بھیج دیا اور اس کے ساتھ ان کی طرف بہت سے تحائف اور انعامات بھی بھیجے تاکہ وہ سب اسے دے دیں پس انہوں نے ایسے ہی کیا اور پروانہ امان اس کے سپرد کیا وہ اسے بغداد لے آئے اور رشید نے اس سے ملاقات کی اور اس کا اکرام کیا اور اس کے عطیے کو بڑھا دیا اور آل برمک نے بھی اس کی بہت خدمت کی' حتیٰ کہ یحییٰ بن خالد کہا کرتا تھا کہ میں نے اور میرے بیٹوں نے دل وجان سے اس کی خدمت کی ہے اور اس کارنامے کی وجہ سے رشید کے ہاں فضل کا مرتبہ بہت بڑھ گیا کیونکہ اس نے فاطمیوں اور عباسیوں کے درمیان صلح کروانے کی کوشش کی تھی اور

اس بارے میں مروان بن ابی حفصہ' فضل بن یحییٰ کی مدح کرتے ہوئے اور اس کے اس کارنامے پر اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہتا ہے: ؎

''تو کامیاب ہو گیا ہے پس وہ بگلی ہاتھ شل نہ ہو جس سے تو نے اس پھٹن کی اصلاح کر دی ہے جو ہاشمیوں کے درمیان پائی تھی اور تو اس وقت کامیاب ہوا ہے جب اصلاح کرنے والے اس کے جڑنے سے درماندہ ہو گئے تھے پس وہ رک گئے اور کہنے لگے یہ پھٹن جڑنے والی نہیں اور تیرے ہاتھ اس مشکل معاملہ کے حل کرنے میں کامیاب ہو گئے جس کی بزرگی کا تذکرہ اجتماعات میں باقی رہے گا اور جب بھی حصہ داروں کے تیر ملائے جائیں تو ہمیشہ ہی تمہارے لیے حکومت کا تیر کامیاب نکلے گا''۔

مؤرخین کا بیان ہے کہ پھر رشید' یحییٰ بن عبداللہ بن حسن سے بگڑ گیا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اسے قید کر دیا' پھر اسے طلب کیا اور اس کے پاس ہاشمیوں کی ایک جماعت بھی موجود تھی اور اس نے وہ پروانہ امان حاضر کر دیا جو اس نے بھیجا تھا اور رشید نے محمد بن حسن سے اس امان کے متعلق پوچھا کہ یہ صحیح ہے؟ اس نے کہا ہاں تو رشید اس سے ناراض ہو گیا اور ابوالبختری نے کہا یہ امان کوئی چیز نہیں اس کے بارے میں آپ جو چاہیں فیصلہ کریں اور اس نے پروانہ امان کو پھاڑ دیا اور ابوالبختری نے اس میں تھوک دیا اور رشید نے یحییٰ بن عبداللہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا جلدی کرو جلدی کرو' اور وہ ناراضگی سے متبسم تھا اور کہنے لگا لوگوں کا خیال ہے کہ ہم نے تجھے زہر دیا ہے' یحییٰ نے کہا یا امیر المومنین! ہم میں قرابتداری' رشتہ داری اور حق پایا جاتا ہے آپ مجھے کیوں عذاب دیتے اور قید کرتے ہیں؟ تو رشید کو اس پر ترس آ گیا اور بکار بن مصعب بن ثابت بن عبداللہ بن زبیر نے درمیان میں حائل ہو کر کہا یا امیر المومنین اس کی یہ گفتگو آپ کو دھوکے میں نہ ڈالے' بلاشبہ یہ نافرمان اور پھوٹ ڈالنے والا ہے اور یہ اس کا مکر وخبث ہے اس نے ہمارے شہر کو ہمارے خلاف بگاڑ دیا ہے اور اس میں نافرمانی کی ہے' یحییٰ نے اسے کہا اللہ تم کو برائی سے بچائے تم کون ہو؟ تیرے باپ نے میرے آباء اور اس شخص کے آباء کے ساتھ صرف مدینہ کی طرف ہجرت کی ہے پھر یحییٰ نے کہا یا امیر المومنین! یہ شخص اس وقت میرے پاس آیا جب میرا بھائی محمد بن عبداللہ قتل ہوا اور کہنے لگا اللہ اس کے قاتل پر لعنت کرے اور اس نے مجھے اس کے بارے میں تقریباً بیس اشعار سنائے اور مجھے کہا اگر تو نے اس معاملے کی طرف حرکت کی تو میں سب سے پہلے تیری بیعت کروں گا اور مجھے بصرہ آنے میں کون سی رکاوٹ ہے جب کہ ہمارے ہاتھ تیرے ساتھ ہیں۔

راوی بیان کرتا ہے رشید کا اور زبیری کا چہرہ بدل گیا اور وہ انکار کرنے لگا اور مغلظ قسمیں کھانے لگا کہ یہ اس بارے میں جھوٹ کہہ رہا ہے اور رشید حیران رہ گیا۔ پھر اس نے یحییٰ سے کہا کیا تجھے مرثیہ میں سے کوئی شعر یاد ہے؟ اس نے کہا ہاں' اس نے اس میں سے کچھ شعر اسے سنائے تو زبیری کے انکار میں اضافہ ہو گیا اور یحییٰ ابن عبداللہ نے اسے کہا تو کہہ اگر تو جھوٹا ہوا تو میں اللہ کی قوت اور طاقت سے بری ہوں گا اور اللہ مجھے اپنی قوت وطاقت کے سپرد کر دے تو اس نے یہ حلف اٹھانے سے انکار کر دیا پس رشید نے اسے قسم دی اور اس پر ناراض ہوا تو اس نے یہ قسم اٹھائی اور جونہی وہ رشید کے ہاں سے باہر نکلا تو اللہ تعالیٰ نے اسے فالج کر دیا اور وہ اسی وقت مر گیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس کی بیوی نے اس کے چہرے کو تکیے سے ڈھانپ دیا اور اللہ نے اسے مار دیا۔

پھر رشید نے یحییٰ بن عبداللہ کو رہا کر دیا اور اسے ایک لاکھ دینار دیئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اسے دن کا کچھ حصہ قید رکھا اور بعض کا قول ہے کہ تین دن قید رکھا اور رشید کی طرف سے اسے بیت المال سے جو مال ملا وہ چار لاکھ دینار تھا اور وہ اس کے بعد ایک ماہ زندہ رہا پھر مر گیا۔

اور اس سال شام میں نزاریہ کے درمیان بڑا فتنہ پیدا ہوا اور وہ قیس یمانیہ اور یمنی تھے اور سب سے پہلے اس کا آغاز حوان کے دو قبیلوں قیس اور یمن سے ہوا اور اس وقت انہوں نے دوبارہ جاہلیت کی روش اختیار کر لی اور اس سال ان میں سے بہت سے آدمی مارے گئے اور رشید کی طرف سے تمام شام کا نائب اس کا عم زاد موسیٰ بن خلیل تھا اور بعض کا قول ہے کہ عبدالصمد بن علی تھا واللہ اعلم۔

اور خاص دمشق کا نائب منصور کا ایک غلام سندی بن سہیل تھا اور جب فتنہ بھڑکا تو اس نے اس خوف سے دمشق کی فصیل گرادی کہ کہیں قیس کا سردار ابوالہیذام المزی اس پر غالب نہ ہو جائے اور یہ مزی بدصورت شخص تھا' جاحظ نے بیان کیا ہے کہ وہ چیزوں کو کرایہ پر دینے والے ملاح اور جولاہے کو قسم نہیں دیتا تھا اور کہتا تھا ان کی بات اصل بات ہے اور قلی اور معلم کتاب کے متعلق اللہ سے استخارہ کرتا تھا۔

اس نے ۱۸۲ھ میں وفات پائی اور جب معاملہ بگڑ گیا تو رشید نے اپنی طرف سے موسیٰ بن یحییٰ بن خالد کو بھیجا اور اس کے ساتھ جرنیل اور سرکردہ کاتب بھی تھے' پس انہوں نے لوگوں کے درمیان صلح کروادی اور فتنہ تھم گیا اور رعیت کا معاملہ درست ہو گیا اور وہ فتنہ کے سرکردہ لوگوں کی جماعتوں کو رشید کے پاس لائے تو اس نے ان کا معاملہ یحییٰ بن خالد کے سپرد کر دیا تو اس نے انہیں معاف کر دیا اور انہیں رہا کر دیا اور اس کے بارے میں ایک شاعر کہتا ہے:

''شام بھڑک اٹھا ہے جو بچے کے سر کو سفید کر دیتا ہے اور موسیٰ اپنے سواروں اور فوجوں کے ساتھ ان پر جا پڑا ہے اور شام ایک برکت سے مطیع ہو گیا ہے' یہ سخی ہر سخی سے سخاوت میں بڑھ گیا ہے' اسے اپنے باپ یحییٰ اور اس کے اجداد کی سخاوت آ گئی ہے اور موسیٰ بن یحییٰ نے قدیم وجدید مال سخاوت کر دیا ہے اور موسیٰ نے بزرگی کی چوٹی کو پا لیا ہے حالانکہ وہ اس کے گہوارے کی زائد چیز ہے میں نے اسے اپنی نثری مدح اور قصدہ میں خاص کر لیا ہے' وہ برامکہ کی شاخ میں سے ہے جو بہترین شاخ ہے اور وہ سب اشعار پر حاوی ہو گئے ہیں خواہ وہ بحر خفیف کے ہوں یا مدید کے''۔

اور اس سال رشید نے غطریف بن عطا کو خراسان سے معزول کر دیا اور حمزہ بن المالک بن الہیثم خزاعی کو جس کا لقب عروس تھا اس کا امیر مقرر کیا اور اس نے اس پر جعفر عمر بن مہران کو نائب مقرر کیا اور وہ بدشکل لنجی ہتھیلیوں والا اور بھینگا تھا اور اسے اس کا نائب بنانے کا سبب یہ ہوا کہ اس کے نائب موسیٰ بن عیسیٰ نے رشید کو معزول کرنے کا عزم کیا ہوا تھا' رشید نے کہا خدا کی قسم میں اسے ضرور معزول کروں گا۔ اور سب سے خوبصورت آدمی کو اس کا والی مقرر کروں گا۔ سو اس نے اس عمر بن مہران کو بلایا اور اسے اس کے نائب جعفر بن یحییٰ برمکی کی طرف سے اس کا والی مقرر کیا۔ پس یہ ایک خچر پر مصر روانہ ہو گیا اور اس کا غلام ابو ذرۃ

دوسرے خچر پر سوار تھا اور یہ اسی حالت میں مصر میں داخل ہوا اور اس کے نائب موسیٰ بن عیسیٰ کی مجلس میں پہنچ گیا اور لوگوں کے پیچھے بیٹھ گیا جب لوگ چلے گئے تو موسیٰ بن عیسیٰ اس کے پاس آیا اور اسے معلوم نہ تھا کہ یہ کون ہے اور پوچھنے لگا اے شیخ تجھے کوئی کام ہے؟ اس نے کہا ہاں اللہ تعالیٰ امیر کا بھلا کرے پھر اس نے اسے خطوط دیئے اور جب اس نے انہیں پڑھا تو کہنے لگا تو عمر بن مہران ہے اس نے کہا ہاں! اس نے کہا اللہ فرعون پر لعنت کرے جب اس نے یہ کہا کیا میرے لیے مصر کی حکومت نہیں؟ پھر اس نے عملداری کو اس کے سپرد کر دیا اور وہاں سے کوچ کر گیا اور عمر بن مہران اپنے کام میں لگ گیا اور وہ سونے چاندی اور فرنیچر کے سوا کوئی تحفہ قبول نہ کرتا تھا پھر وہ تحفہ پر تحفہ دینے والے کا نام لکھتا تھا پھر وہ خراج کا مطالبہ کرنے لگا اور اس کے مطالبے میں ان سے اصرار کرنے لگا اور بعض اس سے ٹال مٹول کرنے لگے تو اس نے قسم کھائی کہ کوئی شخص ٹال مٹول نہ کرے جو ہو چکا سو ہو چکا اور اس نے بہت سا خراج جمع کر لیا۔ اور جو کچھ وہ جمع کرتا اسے بغداد بھیج دیتا اور جو اس سے ٹال مٹول کرتا اسے بھی بغداد بھیج دیتا پس لوگوں نے اس کے ساتھ شائستگی اختیار کر لی پھر وہ ان کے پاس دوسری قسط کے لیے آیا تو بہت سے لوگ ادائیگی سے عاجز آ گئے اور جو تحائف انہوں نے اسے دیئے تھے وہ اس نے منگوا لیے اور اگر وہ نقد رقم ہوتی تو ان کی طرف ادا کر دیتا اور اگر گندم ہوتی تو اسے فروخت کر کے ان کی طرف سے ادائیگی کر دیتا اور اس نے انہیں کہا میں نے انہیں صرف تمہاری ضرورت کے وقت کے لیے سٹور کر رکھا ہے پھر اس نے دیار مصر کے تمام خراج کو وصول کر لیا اور اس سے پہلے کسی نے ایسا نہیں کیا تھا' پھر وہ مصر سے واپس چلا گیا کیونکہ اس نے رشید پر شرط عائد کی تھی کہ جب وہ ملک کو ہموار کر دے گا اور خراج جمع کر لے گا تو یہ بات اس کی واپسی کی اجازت ہوگی۔

اور دیار مصر میں اس کے پاس کوئی فوج نہ تھی اور نہ ہی اس کے غلام ابوذرۃ کے سوا کوئی اور شخص موجود تھا وہی اس کا حاجب وہی اس کے احکام کا نفاذ کرنے والا تھا۔

اور اس سال عبدالرحمٰن بن عبدالملک نے موسم گرما کی جنگ لڑی اور ایک قلعہ فتح کیا اور اس سال رشید کی بیوی زبیدہ نے اپنے بھائی کے ساتھ حج کیا اور رشید کا چچا سلیمان بن ابی جعفر منصور امیر حج تھا۔

اور اس سال ابراہیم بن صالح بن علی بن عبداللہ بن عباس نے وفات پائی جو مصر کا امیر تھا اس نے شعبان میں وفات پائی اور ابراہیم بن ہرمہ نے بھی وفات پائی یہ ایک شاعر تھا' ابراہیم بن علی بن سلمہ بن عامر بن ہرمہ ابواسحاق الفہری المدنی' جب اہل مدینہ نے منصور کے پاس وفد بھیجا تو یہ بھی اہل مدینہ کے وفد کے ساتھ منصور کے پاس گیا۔ پس یہ لوگ منصور کے پردے کے پیچھے بیٹھ گئے اور وہ اس کے پیچھے سے لوگوں کو دیکھتا تھا' اور یہ اسے نہیں دیکھ سکتے تھے اور ابوالخصیب حاجب کھڑے ہو کر کہتا یا امیرالمومنین! یہ فلاں خطیب ہے' پس وہ اسے حکم دیتا اور وہ تقریر کرتا اور وہ کہتا یہ فلاں شاعر ہے تو وہ اسے حکم دیتا اور وہ اشعار سناتا' حتیٰ کہ ان کے آخر میں اس ہرمہ کی باری آئی تو میں نے اسے کہتے سنا خوش آمدید نہ ہو اور نہ اللہ تیرے ذریعے آنکھ کو ٹھنڈا کرے۔ راوی کہتا ہے میں نے کہا میں مارا گیا پھر اس نے مجھے شعر سنانے کو کہا تو میں نے اپنا وہ قصیدہ سنایا جس میں میں نے کہا ہے: ؎

''اس نے بہاڑی صبا کے چلنے کے وقت اپنے کپڑے اتار لیے اور جدا ہونے والے ساتھی کے قریب ہو گیا''۔

حتیٰ کہ میں اپنے اس ثمر پر پہنچ گیا:

''اور جسے تو امان دے وہ ہلاکت سے امن میں آ جاتا ہے اور جسے تو گم کر دے وہ گم ہو جاتا ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے اس نے پردہ اٹھانے کا حکم دیا تو اس کا چہرہ پردۂ ماہ کی طرح تھا اور اس نے مجھ سے بقیہ قصیدہ سنانے کی فرمائش کی اور مجھے اپنے سامنے قریب آنے اور اپنے پاس بیٹھنے کا حکم دیا۔ پھر کہنے لگا اے ابراہیم تو ہلاک ہو جائے اگر مجھے تیرے گناہوں کی اطلاع نہ ملتی تو میں تجھے تیرے اصحاب پر فضیلت دیتا۔ میں نے کہا یا امیر المومنین! میرا ہر وہ گناہ جس کے متعلق آپ کو اطلاع ملی ہے میں اس کا اعتراف کرتا ہوں۔ راوی کا بیان ہے کہ اس نے چھڑی لے کر مجھے دو ضربیں لگائیں اور مجھے دس ہزار درہم اور خلعت دینے کا حکم دیا اور مجھے معاف کر دیا اور مجھے میرے ہمسروں کے شامل کر دیا اور جن باتوں کی وجہ سے منصور اس سے ناراض تھا' ان میں اس کا یہ قول بھی ہے کہ:

''اور مجھے کب تک ان کی محبت میں ملامت کی جائے گی' بلاشبہ میں بنی فاطمہ سے محبت کرتا ہوں اور وہ اس شخص کی بیٹی کے بیٹے ہیں جو محکمات' دین اور قائم رہنے والی سنت لے کر آیا ہے' پس میں ان کی محبت کی وجہ سے چرنے والے اونٹوں کی پرواہ نہیں کرتا''۔

اخفش نے بیان کیا ہے کہ ثعلب نے ہمیں بتایا کہ اصمعی نے بیان کیا ہے کہ ابن ہرمہ خاتم الشعراء ہے اور ابوالفرج ابن جوزی نے اس سال میں اس کی وفات بیان کی ہے اور اسی سال میں وکیع بن الجراح کے والد الجراح بن ملیح اور سعید بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن جمیل ابوعبداللہ المدنی نے وفات پائی' سعید نے ۱۷ سال بغداد میں مہدی کی فوج کی قضاء سنبھالے رکھی' ابن معین نے اسے ثقہ قرار دیا ہے اور اسی سال صالح بن بشر المری نے وفات پائی جو ایک عابد اور زاہد شخص تھا یہ بہت گریہ کرنے والا تھا اور آپ کی مجلس میں وعظ میں سفیان ثوری اور دوسرے علماء حاضر ہوتے تھے اور سفیان کہا کرتے تھے یہ قوم کا نذیر ہے' مہدی نے آپ کو اپنے پاس حاضر ہونے کے لیے بلایا تو آپ گدھے پر سوار ہو کر اس کے پاس گئے اور سوار ہونے کی حالت میں ہی خلیفہ کے قالین کے نزدیک پہنچ گئے تو خلیفہ نے اپنے بعد ولی عہد ہونے والے دونوں بیٹوں موسیٰ ہادی اور ہارون الرشید کو حکم دیا کہ وہ آپ کے پاس جا کر آپ کو سواری سے اتاریں اور ان دونوں نے جلدی سے آپ کو اتارا تو صالح نے اپنے نفس کی طرف متوجہ ہو کر کہا اگر میں نے آج مداہنت کی اور حق کو کھول کر بیان نہ کیا تو میں ناکام و نامراد ہو جاؤں گا۔

پس آپ نے مہدی کی مجلس میں بڑا پُر اثر وعظ کیا حتیٰ کہ اسے رلا دیا پھر اسے کہنے لگے اس بات کو سمجھ لے کہ رسول اللہ ﷺ کی امت میں سے جو شخص آپ کی مخالفت کرے گا' آپ اس سے جھگڑا کریں گے اور جس شخص کے محمد رسول اللہ ﷺ مخالف ہوں' اللہ تعالیٰ اس کا مخالف ہوگا۔ پس تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جھگڑنے کے لیے دلائل تیار کرے جو تیری نجات کے ضامن ہوں' بصورت دیگر اپنے آپ کو ہلاکت کے سپرد کر دے اور یہ بھی یاد رکھ' بچھڑے ہوئے لوگوں میں سے دیر سے اٹھنے والا اپنی بدعت کی خواہش کا بچھڑا ہوا ہوتا ہے اور یہ بھی یاد رکھ اللہ اپنے بندوں پر غالب ہے اور لوگوں میں سے سب سے زیادہ ثابت قدم'

کتاب اللہ اور سنت رسولؐ سے تمسک کرنے والا ہے اور آپ نے طویل گفتگو کی' پس مہدی رو پڑا اور اس نے اس گفتگو کو اپنے دواوین میں لکھنے کا حکم دیا۔

اور اسی سال عبدالملک بن محمد بن محمد بن ابی بکر عمرو بن حزم نے وفات پائی' آپ قاضی بن کر عراق آئے اور فرج بن فضالہ تنوخی حمصی رشید کی خلافت کے زمانے میں بغداد کے بیت المال کا افسر تھا اس نے بھی اسی سال وفات پائی۔ آپ پیدائش ۸۸ھ میں ہوئی اور وفات ۸۸ سال کی عمر میں ہوئی اور اس کے مناقب میں سے یہ بات بھی ہے کہ ایک روز منصور سنہری محل میں داخل ہوا تو فرج بن فضالہ کے سوا سب لوگ کھڑے ہو گئے' منصور نے ناراضگی سے آپ سے کہا آپ کیوں کھڑے نہیں ہوئے؟ آپ نے فرمایا مجھے خوف پیدا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بارے میں مجھ سے پوچھے گا اور آپ سے یہ بات پوچھے گا کہ آپ نے اس بات کو کیوں پسند کیا ہے جب کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے لیے کھڑے ہونے کو ناپسند کیا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ منصور رو پڑا اور آپ کو اپنا مقرب بنایا اور آپ کی ضروریات کو پورا کیا اور المسیب بن زہیر بن عمرو ابوسلمہ الضبی نے بھی اسی سال وفات پائی' یہ شخص منصور' مہدی اور رشید کے زمانے میں بغداد میں پولیس آفیسر تھا اور ایک دفعہ مہدی نے اسے خراسان کا امیر مقرر کیا۔ اس نے ۹۶ سال عمر پائی اور وضاح بن عبداللہ ابوعوانہ السری نے بھی اسی سال وفات پائی۔ آپ روایت میں آئمہ مشائخ میں سے ہیں آپ نے اس سال وفات پائی' آپ کی عمر ۸۰ سال سے متجاوز تھی۔

۱۷۷ھ

اس سال رشید نے برمکی کو مصر سے معزول کر دیا اور اسحاق بن سلیمان کو اس کا امیر مقرر کیا اور حمزہ بن مالک کو خراسان سے معزول کر دیا اور فضل بن یحییٰ برمکی کو رمی اور سجستان وغیرہ عملداریوں کے ساتھ اس کا بھی امیر مقرر کر دیا۔ واقدی نے بیان کیا ہے کہ اس سال کے محرم کے آخر میں سخت آندھی اور تاریکی نے لوگوں کو تکلیف پہنچائی اور اسی طرح اس سال کے صفر میں آخر میں بھی ہوا اور اس سال رشید نے لوگوں کو حج کروایا۔

اور اس سال قاضی شریک بن عبداللہ کوفی نخعی نے وفات پائی' آپ نے ابواسحاق اور کئی دوسرے لوگوں سے سماع کیا اور آپ اپنے فیصلوں اور احکام کی تنفیذ میں قابل تعریف آدمی تھے اور آپ ناشتہ کیے بغیر فیصلے کے لیے نہیں بیٹھتے تھے پھر آپ اپنے پرندے کے ایک ورق نکالتے اور اس میں غور وفکر کرتے پھر جھگڑے کو اپنے آگے پیش کرنے کا حکم دیتے۔ آپ کے بعض اصحاب کو اس ورق میں جو کچھ لکھا تھا اس کے پڑھنے کی خواہش ہوتی تو اس میں لکھا تھا اے شریک بن عبداللہ پل صراط اور اس کی تیزی کو یاد کر اے شریک بن عبداللہ اللہ کے سامنے کھڑا ہونے کو یاد کر آپ نے اس سال کے ذوالقعدہ کے آغاز میں ہفتہ کے روز وفات پائی اور اسی سال عبدالواحد بن زید اور محمد بن اسلم اور موسیٰ بن اعین نے وفات پائی۔

۱۷۸ھ

اس سال قیس اور قضاعہ کے صوفیہ کے گروہ نے مصر کے عامل اسحاق بن سلیمان پر حملہ کر دیا اور اس سے جنگ کی اور ایک عظیم فتنہ پیدا ہو گیا اور رشید نے فلسطین کے نائب ہرثمہ بن اعین کو بہت سے امراء کے ساتھ اسحاق کی مدد کے لیے روانہ کیا۔ پس انہوں نے ان سے جنگ کی حتیٰ کہ انہوں نے اطاعت کا اعتراف کیا اور ان کے ذمے جو ٹیکس اور وظائف تھے انہوں نے ادا کیے اور اسحاق بن سلیمان کے عوض ہرثمہ تقریباً ایک ماہ تک مصر کا نائب رہا پھر رشید نے اسے معزول کر دیا اور عبدالملک بن صالح کو اس کا امیر مقرر کیا۔

اور اسی سال اہل افریقہ کے ایک گروہ نے حملہ کر کے فضل بن روح بن حاتم کو قتل کر دیا اور آل مہلب کے جو اشخاص بھی وہاں موجود تھے انہیں نکال دیا' پس رشید نے ہرثمہ کو ان کے مقابلہ میں بھیجا تو انہوں نے اس کے ہاتھ پر اطاعت کی طرف رجوع کر لیا اور اس سال رشید نے تمام امور خلافت کو یحییٰ بن خالد بن برمک کے سپرد کر دیا اور اس سال ولید بن طریف نے جزیرہ میں بغاوت کر دی اور وہاں حکمران بن گیا اور وہاں کے بہت سے باشندوں کو قتل کر دیا' پھر وہاں سے آرمینیا چلا گیا اور اس کے حالات کو ہم ابھی بیان کریں گے۔

اور اس سال فضل بن یحییٰ خراسان کی طرف روانہ ہوا اور اس نے وہاں اچھی سیرت اختیار کی اور وہاں خانقاہیں اور مساجد بنوائیں اور ماوراءالنہر کے علاقے سے جنگ کی اور وہاں عجمیوں کی ایک فوج بنائی جس کا نام اس نے عباسیہ رکھا اور ان کو اپنا دوست بنایا اور وہ تقریباً پانچ لاکھ آدمی تھے اور اس نے ان میں سے بیس ہزار کو بغداد بھیج دیا جو وہاں پر کرمینیہ کے نام سے مشہور تھے اور اس بارے میں مروان بن ابی حفصہ کہتا ہے:

فضل ایک ستارہ ہے جو جنگ کے وقت غروب نہیں ہوتا جب کہ ستارے غروب ہو جاتے ہیں وہ ایسے لوگوں کی بادشاہت کا حامی ہے جن کے تیر سفید ہیں اور ان کے ہاتھوں میں وراثتاً قرابتداری پائی جاتی ہے۔ ساقی حجاج کے بیٹوں کے احسان سے وہاں ایسی فوجیں بن گئی ہیں جنہیں ان کے سوا کسی سے کوئی کام نہیں' تو نے ہزاروں کی تعداد میں سے جنہیں تحریرات شمار نہیں کر سکتیں' پانچ سو کا نام لکھا ہے وہ ان لوگوں کی طرف سے جنگ کرتے ہیں جن کا نسب بیان کیا جائے تو وہ قرآن کی رو سے حضرت احمد کے زیادہ قریبی ہیں۔ بلاشبہ فضل بن یحییٰ خوبصورت اور سبز پتوں والا درخت ہے جو اپنے ہاتھوں کی سخاوت پر قائم رہتا ہے اور جس روز سے اس نے اپنا تہ بند مضبوطی سے باندھا ہے اس پر ایک دن بھی ایسا نہیں گزرا مگر اس کی بخشش سے لوگ مالدار ہو گئے ہیں' جنگ اور سخاوت کی کتنی ہی انتہاؤں کو اس نے طالبین کے لیے محفوظ کیا ہوا ہے جن کی وسعتوں سے پہلے ہی تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے وہ اس وقت عقل عطا کرتا ہے جب وہ سخی کو عقل نہیں دیتا اور جب ہندی تلوار سونتی جائے تو وہ اچٹتی نہیں اور نہ رضامندی چاہتا ہے اور اللہ کی رضامندی اس کا مقصود ہے اور اسے ناراضگی بھی حق کے سوا کسی اور طرف دعوت نہیں دے سکتی۔ تیرے عطیات بہ پڑے ہیں حتیٰ کہ عام بارش اور سمندر کی موجیں بھی ان کی برابری نہیں کر سکتیں اور اس نے اس کے خراسان جانے سے قبل اسے یہ اشعار سنائے:

کیا تجھے معلوم نہیں کہ آدم کے ہاتھ سے سخاوت گری اور فضل کی ہتھیلی میں آ گئی اور جب ابوالعباس کی بارش برستی ہے تو تیری موسلا دھاری کے کیا کہنے اور تیری بارش کے کیا کہنے۔

نیز اس نے کہا:

''جب بچے کی ماں کو بچے کی بھوک خوفزدہ کرتی ہے تو وہ اسے فضل کے نام سے پکارتی ہے تو بچہ محفوظ ہو جاتا ہے کہ وہ تیرے ذریعے اسلام کو زندہ کرے۔ بلاشبہ تو اس کی عزت ہے اور تو ایسے لوگوں میں سے جن کا بچہ ادھیڑ عمر کا ہوتا ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اس نے اسے ایک لاکھ درہم دینے کا حکم دیا' اسے ابن جریر نے بیان کیا ہے اور سلم الخاسر نے ان کے بارے میں کہا ہے: ؎

تو اس گھر میں بھوک سے کیسے خوفزدہ ہوسکتا ہے جس کے پڑوس میں برمکی سمندر ہوں اور ان لوگوں میں فضل بن یحییٰ بھی ہے' وہ ایسا بگل ہے کہ کوئی بگل اس کی ہمسری نہیں کرسکتا۔ اسکے دو دن ہیں ایک سخاوت کا اور ایک جنگ کا اور زمانہ گویا ان دونوں کے درمیان اسیر ہے اور جب کوئی برمکی دس سال کا ہو جاتا ہے تو اس کا ارادہ امیر یا وزیر کا ہوتا ہے''۔

اور خراسان کے اس سفر میں فضل کو بہت سی عجیب اشیاء سے واسطہ پڑا' اور اس نے بہت سے شہروں کو فتح کیا جن میں کابل اور ماوراء النہر کے علاقے بھی ہیں اور اس نے ترکوں کے بادشاہ کو بھی مغلوب کیا جو بڑا طاقتور تھا اور اس نے بہت سے اموال دیئے پھر بغداد واپس لوٹ آیا اور جب وہ بغداد کے قریب آیا تو رشید اور سرکردہ لوگ اس کے استقبال کو نکلے اور شعراء اور خطباء اور بڑے بڑے لوگ اس کے پاس آئے اور وہ ایک ایک کروڑ اور پانچ پانچ لاکھ دینے لگا اور اس نے اس دوران میں بہت سے اموال دیئے جن کا تکلیف و مشقت کے بغیر شمار کرنا ناممکن ہے اور ایک شاعر اس کے پاس آیا تو اس کے آگے تھیلیاں رکھی ہوئی تھیں جنہیں لوگوں میں تقسیم کیا جا رہا تھا اس نے کہا: ؎

فضل بن یحییٰ بن خالد کو اللہ نے کفایت کی ہے اور اس کے ہاتھوں کی سخاوت نے ہر بخیل سے بخل کیا ہے۔

پس اس نے اسے بہت سا مال دینے کا حکم دیا اور اس سال معاویہ بن زفر بن عاصم نے موسم گرما کی جنگ لڑی اور سلیمان بن راشد نے موسم سرما کی جنگ لڑی اور محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نائب مکہ نے اس سال لوگوں کو حج کروایا۔

اور جعفر بن سلیمان' عنتر بن قاسم' عبدالملک بن محمد بن ابی بکر بن عمرو بن حزم قاضی بغداد نے اس سال وفات پائی اور رشید نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور وہیں اسے دفن کیا گیا۔ اور بعض کا قول ہے کہ وہ اس سال سے پہلے سال فوت ہوا تھا۔ واللہ اعلم۔

۱۷۹ھ

اس سال فضل بن یحییٰ خراسان سے آیا اور اس نے ابن جمیل کو وہاں نائب مقرر کیا اور رشید نے منصور بن یزید بن منصور حمیری کو اس کا نائب مقرر کیا۔ اور اس سال رشید نے خالد بن برمک کو حجابت سے معزول کر دیا اور اسے فضل بن ربیع کو دوبارہ دے دیا اور اسی سال خراسان میں حمزہ بن اترک سجستانی نے خروج کیا' اس کے کچھ حالات ابھی بیان ہوں گے اور اسی سال ولید

بن طریف الشاری جزیرہ کی طرف واپس آ گیا اور اس کی قوت بڑھ گئی اور اس کے پیروکاروں میں بہت اضافہ ہو گیا۔ رشید نے اس کے مقابلہ میں یزید بن مزید شیبانی کو بھیجا تو اس نے اسے دھوکہ دے کر اسے قتل کر دیا اور اس کے اصحاب تتر بتر ہو گئے اور رفاعہ نے اپنے بھائی ولید بن طریف کے مرثیہ میں کہا:

''اے خابور کے درخت تو کیوں سبز ہے گویا تجھے ابن طریف کا غم نہیں ہے وہ نوجوان صرف تقویٰ کے زاد کو پسند کرتا تھا اور مال میں سے صرف نیزوں اور تلواروں کو پسند کرتا تھا''۔

اور اس سال رشید اللہ کا شکر ادا کرنے کے لیے بغداد سے عمرہ کے لیے نکلا اور جب اس نے عمرہ کا ارادہ کر لیا تو مدینہ میں ٹھہر گیا حتیٰ کہ اس نے اس سال لوگوں کو حج کروایا اور مکہ سے منیٰ تک اور وہاں سے عرفات تک پیدل گیا اور سب مشاہد و مشاعر کو پیادہ پا چل کر دیکھا' پھر بصرہ کے راستے بغداد واپس آ گیا۔

اسماعیل بن محمد:

اس سال اسماعیل بن محمد نے وفات پائی' اسماعیل بن محمد بن یزید بن ربیعہ ابو ہاشم حمیری سید کے لقب سے ملقب تھا اور مشہور اور نامور شعراء میں سے تھا لیکن چھپا ہوا رافضی اور کمزور شیعہ تھا اور شراب نوش اور رجعت کا قائل تھا' ایک روز اس نے ایک شخص سے کہا مجھے ایک دینار قرض دے دو اور جب ہم دنیا کی طرف واپس آئیں گے تو تمہارے میرے پاس ایک سو دینار ہوں گے' اس شخص نے اسے کہا مجھے خدشہ ہے کہ تو کتا یا خنزیر بن کر واپس آئے گا اور میرے دینار ضائع ہو جائیں گے۔

خدا اس کا بھلا کرے یہ اپنے اشعار میں صحابہ کو سب وشتم کرتا تھا' اصمعی نے بیان کیا ہے اگر یہ ایسا نہ ہوتا تو اس کے طبقہ میں سے کسی کو اس پر مقدم نہ کرتا' خاص طور پر شیخین اور ان کے بیٹوں کو گالیاں دیتا تھا اور ابن جوزی نے اس کے کچھ اشعار بھی بیان کئے ہیں میں نے ان کی شفاعت کی وجہ سے انہیں درج کرنا پسند نہیں کیا' موت کے وقت اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا اور اسے بڑی تکلیف ہوئی اور جب وہ مر گیا تو لوگوں نے اسے صحابہ کو سب وشتم کرنے کی وجہ سے دفن نہ کیا۔

حماد بن زید:

آپ ایک امام حدیث ہیں اور خالد بن عبداللہ ایک صالح آدمی تھا جو مسلمانوں کے سادات میں سے تھا' اس نے اللہ سے اپنی جان کو چار بار خریدا اور ہم نے مالک بن انس اور اوزاعی کے دوست الہقل بن زیاد اور ابوالاحوص کا التکمیل میں ذکر کیا ہے۔

حضرت امام مالکؒ:

آپ سب سے مشہور اور ان آئمہ اربعہ میں سے ایک ہیں جن کے مذاہب کی اتباع کی جاتی ہے۔ مالک بن انس بن مالک بن عامر بن ابی عامر بن عمرو الحارث بن غیلان بن خشد بن عمرو الحارث اور ذواصبح حمیری تھا' ابوعبداللہ المدنی' آپ اپنے زمانے کے امام دارالہجرت ہیں' حضرت امام مالکؒ نے کئی تابعین سے روایت کی ہے اور آپ سے بہت سے آئمہ نے روایت کی ہے جن میں دونوں سفیان' شعبہ' ابن المبارک' اوزاعی' ابن مہدی' ابن جریج' لیث' شافعی اور ان کے شیخ زہری اور ان کے شیخ یحییٰ بن سعید انصاری' یحییٰ بن سعید القطان' یحییٰ بن یحییٰ اندلسی اور یحییٰ بن یحییٰ نیشاپوری شامل ہیں۔

امام بخاری نے فرمایا ہے کہ اسانید میں سب سے صحیح سند مالک عن نافع عن ابن عمر ہے اور سفیان بن عیینہ نے بیان کیا ہے کہ آپ رجال کے اشعار میں بہت سخت تھے اور یحییٰ بن معین نے بیان کیا ہے کہ امام مالک نے ابوامیہ کے سوا جس شخص سے بھی روایت کی ہے وہ ثقہ ہے اور کئی لوگوں نے بیان کیا ہے آپ نافع اور زہری کے اصحاب کو بہت جاننے والے ہیں اور امام شافعی نے فرمایا جب حدیث آ جائے تو مالک اس کی اصل ہے' نیز فرمایا جو حدیث سیکھنا چاہے وہ امام مالک کا محتاج ہے اور آپ کے مناقب بہت زیادہ ہیں اور اس مقام پر آئمہ نے آپ کی جو تعریف کی ہے وہ بھی حد وشمار سے باہر ہے۔

ابومعصب نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام مالک کو بیان کرتے سنا ہے میں نے اس وقت تک فتویٰ نہیں دیا جب تک ستر آدمیوں نے میرے لیے گواہی نہیں دی کہ میں اس کا اہل ہوں اور آپ جب حدیث بیان کرنا چاہتے تو صاف ستھرے ہو جاتے اور خوشبو لگاتے اور داڑھی کو کنگھا کرتے اور خوبصورت لباس زیب تن کرتے اور آپ کی انگوٹھی کا نقش ''حسبی اللہ ونعم الوکیل'' تھا اور آپ جب اپنے گھر میں داخل ہوتے تو ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ کہتے اور آپ کے گھر میں انواع واقسام کے قالین بچھے ہوئے تھے اور محمد بن عبداللہ بن حسن کے خروج کے وقت اپنے گھر میں ہی رہے اور اس سے جدا نہ ہوئے اور کسی کے پاس تعزیت اور مبارکباد کے لیے نہ آتے تھے اور نہ جمعہ اور جماعت کے لیے باہر نکلتے اور فرماتے جو کچھ بیان کیا جاتا ہے سب لوگ اسے نہیں جانتے اور نہ ہر شخص عذر کرنے کی قدرت رکھتا ہے اور جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے فرمایا اشہد ان لا الہ الا اللہ' پھر فرمانے لگے للہ الامر من قبل ومن بعد' پھر ۱۴ صفر کی رات کو آپ وفات پا گئے اور بعض نے بیان کیا ہے کہ آپ کی وفات اس سال کے ربیع الاول میں ہوئی۔ آپ کی عمر ۸۵ سال تھی۔ واقدی نے بیان کیا ہے کہ آپ کی عمر ستر سال تھی اور آپ بقیع میں دفن ہوئے ہیں۔

اور ترمذی نے عن سفیان بن عیینہ عن ابی جریج عن ابی الزبیر عن ابی صالح عن ابی ہریرہؓ روایت کی ہے کہ قریب ہے کہ لوگ علم کی تلاش میں اونٹوں پر سفر کریں مگر وہ مدینہ کے عالم سے کسی کو بڑا عالم نہیں پائیں گے۔ پھر امام ترمذی نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور ابن عیینہ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اس سے مراد حضرت امام مالک بن انس ہیں اور یہی بات عبدالرزاق نے بیان کی ہے اور ابن عیینہ سے روایت ہے کہ اس سے مراد عبداللہ العمری ہیں اور ابن خلکان نے الوفیات میں ان کے طویل حالات بیان کیے ہیں اور بہت سے فوائد بیان کئے ہیں۔

۱۸۰ھ

اس سال شام میں نزاریہ اور یمن کے درمیان فتنہ بھڑک اٹھا جس سے رشید پریشان ہو گیا اور اس نے جعفر برمکی کو امراء کی ایک جماعت اور افواج کے ساتھ شام کی طرف بھیجا وہ شام آیا تو لوگ اس کے مطیع ہو گئے اور جعفر نے شام میں کوئی گھوڑا' کوئی تلوار اور کوئی نیزہ نہ چھوڑا اور سب کو ان سے چھین لیا اور اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اس فتنے کی آگ کو ٹھنڈا کر دیا اور اس بارے میں شاعر کہتا ہے:

شام میں فتنہ کی آگ بھڑکائی گئی ہے اور شام کی آگ بجھانے کا وقت ہے۔ جب آل برمک کے سمندر کی موجوں نے اس پر جوش مارا تو اس کے شعلے اور شرارے بجھ گئے۔ امیر المومنین نے جعفر کے ذریعے اسے تیر مارا جس سے اس کے شگاف کی تلافی ہوگئی۔ اس نے مبارک خیال بزرگ کے اسے تیر مارا جسے شام کے نزاریوں اور قحطانیوں نے پسند کیا۔

پھر جعفر شام پر عیسیٰ کو نائب مقرر کرنے کے بعد بغداد واپس آ گیا اور جب وہ رشید کے پاس آیا تو اس نے اس کا اکرام کیا اور اسے اپنا مقرب بنایا اور جعفر شام میں تنہائی کی وجہ سے اپنی طبیعت کے انقباض کا بکثرت ذکر کرنے لگا اور اس خدا کا شکر ادا کرنے لگا جس نے امیر المومنین کی طرف اس کی واپسی اور اس کے چہرے کی دید کا احسان کیا اور اس سال رشید نے جعفر کو خراسان اور سجستان کا امیر مقرر کیا اور اس نے محمد بن حسن بن قحطبہ کو اس کا عامل مقرر کر دیا۔ پھر رشید نے بیس راتوں کے بعد جعفر کو خراسان سے معزول کر دیا اور اس سال رشید نے خوارج کی کثرت کے سبب موصل کی فصیل گرا دی اور رشید نے جعفر کو محافظوں کا امیر مقرر کیا اور رشید رقہ میں فروکش ہوا اور اسے وطن بنالیا اور بغداد پر اپنے بیٹے امین محمد کو نائب مقرر کیا' نیز اسے عراقین کا بھی حاکم بنادیا اور ہرثمہ کو افریقہ سے معزول کر دیا اور اسے بغداد بلالیا اور جعفر نے اسے محافظوں کا نائب مقرر کیا اور اس سال مصر میں شدید زلزلہ آیا جس سے اسکندریہ کے مینار کی چوٹی گر پڑی اور اس سال جزیرہ میں خراشہ شیبانی نے خروج کیا اور مسلم بن بکار بن مسلم عقیلی نے اسے قتل کر دیا اور اس سال جرجان میں ایک پارٹی نمودار ہوئی جسے المحمرۃ کہا جاتا تھا وہ سرخ لباس پہنتے تھے اور انہوں نے ایک شخص کی اتباع کی جسے عمرو بن محمد العمر کہا جاتا تھا اور وہ زندقت کی طرف منسوب تھا۔ پس رشید نے اسے قتل کا حکم بھیجا اور وہ قتل ہو گیا اور اس وقت اللہ نے ان کے فتنہ کی آگ کو سرد کر دیا اور اس سال زفر بن عاصم نے موسم گرما کی جنگ لڑی اور موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال وفات پانے والے اعیان

اسماعیل بن جعفر بن ابی کثیر انصاری:

آپ اہل مدینہ کے قاری اور بغداد میں علی بن مہدی کے مؤدب تھے اور علی بن مہدی نے بھی اسی سال وفات پائی اور اس نے کئی بار حج کی امارت سنبھالی اور وہ رشید سے کچھ مہینے زیادہ عمر کا تھا۔

حسان بن ابی سنان:

ابن ابی اوفی بن عوف التنوخی الانباری' آپ ۶۰ھ میں پیدا ہوئے اور حضرت انس بن مالک کو دیکھا اور انہوں نے آپ کی لیے دعا کی اور آپ کی نسل سے قضاۃ' وزراء اور صحابہؓ سے ہوئے اور آپ نے اموی اور عباسی دونوں حکومتوں کا زمانہ پایا آپ عیسائی تھے' پھر مسلمان ہو گئے اور حسن اسلام سے آراستہ ہوئے اور آپ عربی' فارسی اور سریانی زبانوں میں لکھتے تھے اور جب سفاح نے ربیعہ کو انبار کا امیر مقرر کیا تو آپ اس کے حضور کتب کا عربی میں ترجمہ کیا کرتے تھے اور اس سال ایک ثقہ شخص عبدالوارث بن سعید البیروتی نے بھی وفات پائی۔

عافیہ بن یزید:

ابن نعیس اور ابن علاثہ آپ بغداد کی مشرقی جانب مہدی کے قاضی تھے اور دونوں رصافہ کی مسجد میں فیصلے کیا کرتے تھے اور عافیہ عابد' زاہد اور متقی شخص تھے۔ ایک روز آپ دوپہر کے وقت مہدی کے ہاں گئے اور کہنے لگے یا امیر المومنین مجھے معاف فرمایئے' مہدی نے آپ سے کہا میں کیوں آپ کو معاف کروں؟ کیا کسی امیر نے آپ پر اعتراض کیا ہے؟ آپ نے اسے کہا نہیں بلکہ میرے پاس دو آدمیوں کا جھگڑا ہے اور ان دونوں میں سے ایک تازہ مشک کی طرف گیا معلوم ہوتا ہے اس نے سنا ہے کہ میں اسے پسند کرتا ہوں اور اس نے مجھے اس کا ایک تھال تحفۃً دیا جو امیر المومنین ہی کے لائق ہے اور میں نے اسے واپس کر دیا ہے اور جب ہم نے صبح کی اور ہم فیصلے کے لیے بیٹھے تو وہ دونوں میرے قلب ونظر میں برابر نہ تھے بلکہ میرا دل ان میں سے تحفہ دینے والے کی طرف مائل ہو گیا حالانکہ جو اس نے تحفہ دیا تھا میں نے اسے قبول نہیں کیا پس اگر میں اسے قبول کر لیتا تو کیا حال ہوتا؟ مجھے معاف فرمایئے' اللہ آپ کو معاف فرمائے گا تو اس نے آپ کو معاف کر دیا۔

اور اصمعی نے بیان کیا ہے کہ ایک روز میں رشید کے پاس تھا اور عافیہ بھی اس کے پاس تھے اور اس نے آپ کو اس لیے بلایا تھا کہ کچھ لوگوں نے آپ کے خلاف اس سے مدد مانگی تھی اور رشید جو کچھ ان کے بارے میں اعتراضات تھے بیان کرنے لگا اور جو کچھ وہ آپ سے پوچھتا' آپ اس کا جواب دینے لگے' مجلس لمبی ہو گئی تو خلیفہ نے چھینک ماری اور لوگوں نے اسے یرحمک اللہ کیوں نہیں کہا؟ آپ نے فرمایا اس لیے کہ تو نے الحمد للہ نہیں کہا اور آپ نے اس بارے میں حدیث سے حجت پکڑی تو رشید نے آپ سے کہا' اپنے کام پر واپس چلے جایئے جو کچھ آپ کے بارے میں بیان کیا گیا ہے خدا کی قسم! آپ وہ نہیں کر سکتے آپ نے اس چھینک میں مجھ سے چشم پوشی نہیں کی جس میں میں نے الحمد للہ نہیں کہا' پھر اس نے آپ کو نہایت احسن رنگ میں آپ کی حکومت کی طرف بھیج دیا۔

سیبویہ:

آپ نحویوں کے امام ہیں اور آپ کا نام عمرو بن عثمان بن قنبر ابو بشر ہے اور آپ سیبویہ کے نام سے مشہور ہیں اور بنی حارث بن کعب کے غلام ہیں اور بعض کا قول ہے' آپ آل ربیع بن زیاد کے غلام ہیں اور آپ کو سیبویہ اس لیے کہتے ہیں کہ آپ کی ماں آپ کو اوپر نیچے کرتی تھی اور یہ لفظ آپ کو کہتی تھی اور سیبویہ کے معنی سیب کی خوشبو کے ہیں آپ شروع شروع میں اہل حدیث اور فقہاء کی صحبت میں بیٹھتے تھے اور حماد بن مسلمہ سے لکھوانے کی درخواست کرتے تھے' ایک روز اس نے اعراب کی غلطی کی تو آپ نے اس کے قول کو رد کر دیا جسے اس نے برا محسوس کیا تو آپ خلیل بن احمد کے ساتھ ہو گئے اور نحو میں مہارت حاصل کی اور بغداد آ کر کسائی سے مناظرہ کیا اور سیبویہ خوبصورت اور صاف ستھرے نوجوان تھے' آپ نے ہر علم سے کسی سبب سے محبت کی اور باوجود نوعمر ہونے کے ہر اہل ادب سے حصہ لیا اور آپ نے نحو میں ایک کتاب تصنیف کی ہے جس کے مقام کو حاصل نہیں کیا جا سکتا اور آپ کے بعد نحویوں کے آئمہ نے اس کی شروح لکھی ہیں' پس وہ اس کے سمندر کی گہرائیوں میں ڈوب گئے اور انہوں نے اس سے موتی نکالے' حالانکہ وہ اس کی تہ تک نہیں پہنچے اور ثعلب کا خیال ہے کہ آپ نے اسے اکیلے تصنیف نہیں کیا بلکہ اس کی تصنیف میں

تقریباً چالیس اشخاص نے آپ کی مدد کی ہے اور آپ بھی ان میں شامل تھے اور وہ کتاب اصول الخلیل ہے اور سیبویہ نے اسے اپنی طرف منسوب کر لیا اور السیرافی نے اسے طبقات النحاۃ میں مستعد قرار دیا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ سیبویہ نے ابوالخطاب اور اخفش وغیرہ سے لغات کو سیکھا ہے اور سیبویہ بیان کیا کرتے تھے' سعید بن ابی العروبہ اور العروبہ جمعہ کا دن ہے اور آپ کہا کرتے تھے جو شخص عروبہ کہے گا وہ غلطی کرے گا اس بات کا ذکر یونس سے ہوا تو اس نے کہا خدا اس کا بھلا کرے اس نے ٹھیک کہا ہے اور آپ خراسان کی طرف کوچ کر گئے تا طلحہ بن طاہر کے ہاں رتبہ حاصل کریں وہ نحو کو پسند کرتا تھا پس آپ کو وہاں مرض لاحق ہوا جس میں آپ کی وفات ہوئی اور آپ نے موت کے وقت بطور مثال یہ اشعار پڑھے:

''وہ دنیا کی امید کرتا ہے کہ وہ اس کے لیے باقی رہے اور امید کرنے والا اسے پہلے ہی مر جاتا ہے' وہ کھجور کے پودے کی پرورش کرتا ہے کہ وہ اس کے لیے باقی رہے' کھجور کا پودا تو زندہ رہتا ہے اور آدمی مر جاتا ہے''۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنے بھائی کی گود میں اپنا سر رکھا تو آپ کے بھائی کی آنکھیں آشکبار ہو گئیں آپ کو ہوش آیا تو آپ نے اسے روتے دیکھا تو فرمایا:

''ہم سب اکٹھے تھے زمانے نے مدت دراز تک ہم میں جدائی ڈال دی ہے زمانے سے کون محفوظ ہے''۔

خطیب بغدادی نے بیان کیا ہے کہا جاتا ہے کہ آپ نے ۳۲ سال کی عمر میں وفات پائی۔

عفیرہ عابدہ:

آپ بہت غمخوار اور بہت گریہ کرنے والی تھیں' آپ کا ایک قرابتدار سفر سے آیا تو آپ رونے لگیں آپ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ کہنے لگیں اس نوجوان کی آمد نے مجھے اللہ کے حضور پیش ہونے کا دن یاد کرا دیا ہے۔ پس کوئی خوش ہوگا اور کوئی ہلاک شدہ ہوگا اور اس سال حضرت امام شافعی کے شاگرد شیخ مسلم بن خالد زنگی نے وفات پائی' آپ مکی تھے اور آپ کے سوءِ حفظ کی وجہ سے آپ کے متعلق لوگوں نے اعتراض کیا ہے۔

۱۸۱ھ

اس سال رشید نے بلاد روم سے جنگ کی اور صفصاف نام قلعہ کو فتح کر لیا اور اس بارے میں مروان بن ابی حفصہ نے کہا:

''بلاشبہ امیر المومنین انصاف پسند ہیں آپ نے صفصاف کو چٹیل میدان کر چھوڑا ہے''۔

اور اس سال عبدالملک بن صالح نے بلاد روم سے جنگ کی اور انقرہ تک پہنچ گیا اور مطمورہ کو فتح کر لیا اور اس سال الخمرہ جرجان پر متغلب ہو گئے اور اس سال رشید نے حکم دیا کہ خطوط و پیغامات کے شروع میں اللہ کی ثناء کے بعد رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود لکھا جائے اور اس سال رشید نے لوگوں کو حج کروایا اور منیٰ سے مکہ جانے میں جلدی کی اور یحییٰ بن خالد نے اس سے درخواست کی کہ وہ اسے امارت سے معاف کرے تو اس نے معاف کر دیا اور یحییٰ نے مکہ میں اقامت اختیار کر لی۔

حسن بن قحطبہ:

اکابر علماء میں سے تھا اور حمزہ بن مالک نے رشید کے زمانے میں خراسان کی امارت سنبھالی اور ابن خلیفہ شیخ حسن بن عرفہ کو سو سال کی عمر میں نائب مقرر کیا۔

حضرت عبداللہ بن المبارک:

ابوعبدالرحمن المروزی' آپ کا باپ ترکی تھا جو اہل ہمذان کے بنی حنظلہ میں سے نجار کے کسی شخص کا غلام تھا اور ابن المبارک جب ہمذان آتے تو اپنے آقا کے بچوں سے حسن سلوک کرتے' آپ کی ماں خوارزم کی رہنے والی تھی' آپ کی پیدائش ۱۱۸ھ میں ہوئی اور آپ نے اسماعیل بن خالد' اعمش' ہشام بن عروہ اور حمید الطّویل وغیرہ تابعین کے آئمہ سے سماع کیا اور آپ سے بہت سے لوگوں نے روایت کی ہے آپ حفظ' فقہ' عربی' زہد' سخاوت' شجاعت اور شعر سے موصوف تھے۔ آپ کی تصانیف بہت اچھی ہیں اور آپ کے اشعار بھی بہت اچھے ہیں جن میں بہت سی حکمتیں پائی جاتی ہیں۔ آپ بکثرت جنگیں اور حج کرتے تھے اور آپ کا رأس المال تقریباً چار لاکھ تھا جو گردش کرتا رہتا تھا اور آپ اس سے شہروں میں تجارت کرتے تھے اور جہاں آپ کی ملاقات کسی عالم سے ہوتی' آپ اس سے حسن سلوک کرتے اور ہر سال آپ کی کمائی ایک لاکھ سے بڑھ جاتی اور آپ اس ساری کمائی کو عباد و زہاد اور علماء پر خرچ کر دیتے اور بسا اوقات اپنے رأس المال سے بھی خرچ کر دیتے۔

سفیان بن عیینہ کا بیان ہے کہ ایک روز میں نے آپ کے اور آپ کے اصحاب کے معاملے میں غور کیا تو میں نے انہیں آپ سے صرف رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں افضل پایا اور اسماعیل بن عیاش نے بیان کیا ہے کہ روئے زمین پر آپ کی مانند کوئی شخص نہیں اور میں بھلائی کی کوئی ایسی خصلت نہیں جانتا جو اللہ تعالیٰ نے ابن المبارک میں نہ رکھی ہو اور میرے اصحاب نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے مصر سے مکہ تک آپ کی صحبت اختیار کی۔ آپ ان کو حلوہ کھلاتے تھے اور خود سارا عرصہ روزہ دار رہتے تھے' ایک دفعہ آپ رقہ آئے جہاں ہارون الرشید بھی مقیم تھا اور جب آپ رقہ میں داخل ہوئے تو لوگ آپ کے گرد جمع ہو گئے اور اژدہام کر لیا اور رشید کی ام ولد نے وہاں کے محل سے دیکھا تو کہنے لگی لوگوں کو کیا ہوا ہے؟ اسے بتایا گیا کہ خراسان کے علماء میں سے ایک شخص آیا ہے جسے عبداللہ بن المبارک کہا جاتا ہے اور لوگ اس کی طرف دوڑ گئے ہیں تو عورت کہنے لگی یہ اصل بادشاہ ہے' ہارون الرشید بادشاہ نہیں جو بوگوں کو کوڑوں' لاٹھیوں' دھمکیوں اور رغبتوں سے اپنے پاس اکٹھا کرتا ہے۔

ایک دفعہ آپ حج کو نکلے تو ایک شہر سے نکلے' ان کے پاس ایک پرندہ تھا جو مر گیا تو آپ نے وہاں پر ایک کوڑی پر اسے پھینک دینے کا حکم دیا اور آپ کے اصحاب آپ کے آگے آگے چلنے لگے اور آپ ان سے پیچھے رہ گئے اور جب آپ اس کوڑی کے پاس سے گزرے تو اچانک ایک لڑکی ایک نزدیکی گھر سے باہر نکلی اور اس نے اس مردہ پرندے کو لے کر لپیٹ لیا' پھر جلدی سے گھر کی طرف چلی گئی۔ آپ نے آ کر اس لڑکی سے اس کا حال پوچھا اور اس کے مردہ پرندے کو لینے کی بابت بھی پوچھا تو وہ کہنے لگی یہاں میں اور میرا بھائی رہتے ہیں اور ہمارے پاس اس چادر کے سوا اور کوئی چیز نہیں اور ہماری خوراک وہی ہے جو اس کوڑی پر پھینکی

جاتی ہے اور کئی روز سے ہمارے لیے مردار کھانا جائز ہو چکا ہے اور ہمارے باپ کا مال تھا۔ اس پر ظلم ہوا اور اس کا مال چھین لیا گیا اور اسے قتل کر دیا گیا۔ حضرت ابن المبارک نے بوجھوں کو واپس لانے کا حکم دیا اور اپنے وکیل سے فرمایا تمہارے پاس کتنا خرچ ہے اس نے کہا ایک ہزار دینار آپ نے فرمایا اس سے بیس دینار گن لو ہمیں مرو تک کافی ہوں گے اور اس لڑکی کو دے دو یہ ہمارے اس سال کے حج سے افضل کام ہے پھر آپ واپس آ گئے۔

اور آپ جب حج کا ارادہ کرتے تو اپنے اصحاب سے فرماتے تم میں سے جو شخص اس سال حج کا ارادہ رکھتا ہے وہ اپنا خرچ میرے پاس لے آئے تا کہ میں اسے اس پر خرچ کروں اور آپ ان سے ان کا خرچ لے لیتے اور ہر تھیلی پر اس کے مالک کا نام لکھ دیتے اور ان تھیلیوں کو ایک صندوق میں جمع کر دیتے۔ پھر ان کے اخراجات اور سواریوں سے زیادہ ان پر خرچ کرتے اور ان سے حسن اخلاق سے پیش آتے اور ان کے لیے آسانیاں مہیا کرتے اور جب وہ اپنا اپنا حج ادا کر لیتے تو انہیں فرماتے کیا تمہارے اہل نے تمہیں کسی تحفہ کی وصیت کی ہے اور آپ ان میں سے ہر ایک کے لیے وہ مکی اور یمنی وغیرہ تحائف خریدتے جس کی وصیت ان کے اہل نے انہیں کی ہوتی اور جب وہ مدینہ آتے تو آپ وہاں ان کے لیے مدنی تحائف خریدتے اور جب وہ اپنے اپنے شہروں کو واپس لوٹتے تو آپ راستے ہی سے ان کے گھروں میں اتنی رقم بھیج دیتے جن سے وہ گھر ٹھیک ٹھاک ہو جاتے اور ان کے دروازوں کو سفیدی ہو جاتی اور اس کی مرمت ہو جاتی اور جب وہ شہر میں پہنچ جاتے تو آپ اس کی آمد کے بعد ایک دعوت کرتے اور وہ کھاتے اور آپ انہیں پوشاکیں دیتے۔ پھر آپ اس صندوق کو منگواتے اور اسے کھولتے اور اس سے وہ تھیلیاں نکالتے' پھر انہیں قسم دیتے کہ ان میں سے ہر ایک اپنا وہ خرچ لے لے جس پر اس کا نام ہے' پس وہ خرچ لے لیتے اور اپنے اپنے گھروں کو شکریہ ادا کرتے ہوئے اور تعریف کرتے ہوئے واپس چلے جاتے اور آپ کا توشہ دان ایک اونٹ پر لادا جاتا اور اس میں انواع واقسام کے کھانے یعنی گوشت' مرغ اور مٹھائیاں وغیرہ ہوتے پھر آپ لوگوں کو کھلاتے اور خود اس شدید گرمی میں سارا عرصہ روزہ دار رہتے۔

ایک دفعہ ایک سائل نے آپ سے سوال کیا تو آپ نے اسے ایک درہم دیا تو آپ کے ایک ساتھی نے آپ سے کہا یہ بھنا ہوا گوشت اور فالودہ کھاتے ہیں اور اسے ایک ٹکڑا ہی کافی ہے۔ آپ نے کہا خدا کی قسم! میرا خیال تھا کہ یہ سبزیاں اور روٹی کھاتا ہے اور جب وہ فالودہ اور بھنا ہوا گوشت کھاتا ہے تو بلاشبہ اسے ایک درہم کافی نہ ہوگا پھر آپ نے اپنے ایک غلام کو حکم دیا کہ اسے واپس لا کر اسے دس درہم دو۔ آپ کے فضائل ومناقب بہت زیادہ ہیں۔

ابوعمر بن عبدالبر نے بیان کیا ہے علماء نے آپ کی قبولیت' جلالت' امامت اور عدالت پر اتفاق کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن المبارک نے اس سال کے رمضان میں ہیت مقام پر ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔

مفضل بن فضالہ:

آپ نے دو دفعہ مصر کی قضاء سنبھالی' آپ دیندار اور ثقہ آدمی تھے' آپ نے اللہ سے دعا کی کہ وہ آپ سے امید کو دور کر دے تو اللہ نے اسے دور کر دیا' اس کے بعد آپ کی زندگی خوشگوار نہ رہی اور نہ دنیا کی کوئی چیز آپ کو اچھی لگی۔ پھر آپ نے اللہ

سے دعا کی کہ وہ امید کو آپ کے پاس واپس کر دے تو آپ اپنے پہلے حال کی طرف لوٹ آئے۔

یعقوب تائب:

آپ کوفہ کے عابد ہیں۔ علی بن موفق نے بحوالہ منصور بن عمار بیان کیا ہے کہ ایک شب میں باہر نکلا اور میرا خیال تھا کہ صبح ہوگئی ہے حالانکہ ابھی رات ہی تھی سو میں باب صغیر کے پاس بیٹھ گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نوجوان رو رہا ہے اور کہتا ہے تیرے عزت وجلال کی قسم میں نے تیری نافرمانی اور مخالفت کرنے کا ارادہ نہیں کیا' لیکن میرے نفس نے مجھے دھوکہ دیا اور میری بدبختی مجھ پر غالب آ گئی ہے اور تیرے اس پردے نے مجھے دھوکہ دیا ہے جو مجھ پر لٹکا ہوا ہے' اب مجھے تیرے عذاب سے کون بچائے گا؟ اور اگر تو نے مجھ سے اپنا تعلق توڑ لیا تو میں کس سے تعلق پیدا کروں گا؟ میرے ان ایام پر افسوس ہے جو میرے رب کی معصیت میں گزرے ہیں' ہائے میری ہلاکت' میں کتنی بار توبہ کروں گا اور کتنی بار واپس آؤں گا' حالانکہ اب وقت آ گیا ہے کہ میں اپنے رب سے شرم محسوس کروں۔

منصور کا بیان ہے کہ میں نے کہا:

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ' بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿ يٰاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْآ اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَاالنَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَايُؤْمَرُوْنَ﴾ .

''اے لوگ! جو ایمان لائے ہو اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں۔ اس پر سخت فرشتے مقرر ہیں جو اس کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے جو انہیں دیا جاتا ہے وہی کرتے ہیں''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے سخت حرکت اور آواز سنی اور میں اپنے کام کو چلا گیا اور جب میں واپس آیا تو اس دروازے کے پاس سے گزرا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جنازہ رکھا ہوا ہے' میں نے اس کے متعلق دریافت کیا تو وہی نوجوان تھا جو اس آیت کو سن کر مر گیا تھا۔

۱۸۲ھ

اس سال رشید نے اپنے بیٹے عبداللہ مامون کے لیے اس کے بھائی محمد امین بن زبیدہ کے بعد ولی عہدی کی بیعت لی اور یہ واقعہ اس کی حج سے واپسی کے بعد رقہ میں ہوا اور اس نے اپنے بیٹے مامون کو جعفر بن یحییٰ برمکی کے ساتھ لگا دیا اور اس نے اسے بغداد بھیج دیا اور رشید کے اہل کی ایک جماعت بھی اس کی خدمت کے لیے اس کے ساتھ تھی اور اس نے اسے خراسان اور اس کے ملحقہ علاقوں کا امیر بنا دیا اور اس کا نام مامون رکھا اور اس سال یحییٰ بن خالد برمکی مکہ کی مجاورت چھوڑ کر بغداد واپس آ گیا اور عبدالرحمٰن' عبدالملک بن صالح نے اس سال موسم گرما کی جنگ لڑی اور اصحاب کہف کے شہر تک پہنچ گیا اور اسی سال رومیوں نے اپنے بادشاہ قسطنطین بن الیون کی آنکھوں میں سلائی پھیر دی اور اس کی ماں رینی کو اپنا بادشاہ بنا گیا' جس نے اغطہ کا لقب اختیار

کر لیا اور موسیٰ بن عیسیٰ بن عباس نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

اسماعیل بن عیاش حمصی' جو شامی آئمہ میں سے ایک مشہور امام ہیں' نے اس سال وفات پائی اور اس بارے میں اعتراض پایا جاتا ہے اور مشہور شاعر مروان بن ابی حفصہ جو خلفاء اور برامکہ کی مدح کرتا تھا اس نے بھی وفات پائی۔

معن بن زائدہ:

معن نے بہت سے اموال حاصل کیے اس کے باوجود وہ سب لوگوں سے بڑھ کر بخیل تھا اور اپنے بخل کی وجہ سے گوشت نہیں کھاتا تھا اور نہ اپنے گھر میں چراغ جلاتا تھا اور صرف کھردرے اور موٹے بالوں کے کپڑے پہنتا تھا اور مسلم الخاسر اس کا رفیق تھا۔ جب وہ دارالخلافت کی طرف جاتا تو ٹٹو پر جاتا اور ایک ہزار دینار کی قیمت کے برابر حلہ پہنتا اور خوشبو اس کے کپڑوں سے مہکتی اور یہ نہایت بری حالت میں آتا' ایک روز یہ مہدی کے پاس گیا تو اس کے اہل کی ایک عورت نے کہا اگر خلیفہ تجھے کچھ دے تو اس سے نصف مجھے دینا' اس نے کہا اگر اس نے مجھے ایک لاکھ درہم دیا تو ایک درہم تمہارا ہوا۔ پس اس نے اسے ساٹھ لاکھ درہم دیئے تو اس نے اس عورت کو چار دانق [1] دیئے۔ اس نے اس سال بغداد میں وفات پائی اور نصر بن مالک کے قبرستان میں دفن ہوا۔

قاضی ابو یوسف:

آپ کا نام یعقوب بن ابراہیم بن حبیب بن سعد بن حسنہ ہے اور یہ آپ کی ماں ہے اور آپ کا باپ مجیر بن معاویہ ہے جسے احد کے روز چھوٹا سمجھا گیا اور ابو یوسف' حضرت امام ابوحنیفہ کے اصحاب میں سے سب سے بڑے تھے۔ آپ نے اعمش' ہمام ابن عروہ' محمد بن اسحاق اور یحییٰ بن سعید وغیرہ سے روایت کی ہے اور آپ سے محمد بن حسن' احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین نے روایت کی ہے' علی بن الجعد نے بیان کیا ہے کہ میں نے آپ کو فرماتے سنا ہے کہ میں چھوٹا ہی تھا کہ میرا باپ فوت ہو گیا تو میری ماں نے مجھے ایک دھوبی کے سپرد کر دیا اور میں حضرت امام ابوحنیفہ کے حلقہ کے پاس سے گزرتا تو اس میں بیٹھ جاتا اور میری ماں میرے پیچھے پیچھے آتی اور حلقہ سے میرے ہاتھ کو پکڑ کر مجھے دھوبی کے پاس لے جاتی۔ پھر میں اس بارے میں اس کی مخالفت کر کے امام ابوحنیفہ کے حلقہ میں چلا جاتا اور جب اس پر یہ بات گراں ہو گئی تو اس نے حضرت امام ابوحنیفہ سے کہا یہ بچہ یتیم ہے اور میں جو کچھ سوت کاتتی ہوں اس کے اس کے پاس کچھ چیز نہیں اور آپ نے اسے بگاڑ دیا ہے' حضرت امام ابوحنیفہ نے کہا اے بیوقوف عورت خاموش رہ' دیکھ وہ یہاں وہ علم حاصل کر رہا ہے اور ابھی وہ فیروزج کی پلیٹوں میں پستہ کے تیل میں بنا ہوا فالودہ کھائے گا۔ وہ آپ سے کہنے لگی' آپ ایک فاتر العقل شیخ ہیں۔

حضرت امام ابو یوسف بیان کرتے ہیں جب میں قاضی بنا اور سب سے پہلے ہادی نے آپ کو قاضی مقرر کیا اور پہلے شخص

---

[1] دانق' درہم کے چھٹے حصے کو کہتے ہیں۔ مترجم۔

ہیں جن کو قاضی القضاۃ کا لقب دیا گیا اور آپ کو قاضی قضاۃ الدنیا بھی کہا جاتا ہے کیونکہ جن علاقوں میں خلیفہ حکومت کرتا تھا آپ ان میں نیابت کرتے تھے۔

حضرت امام ابو یوسف بیان کرتے ہیں ایک روز میں رشید کے پاس تھا کہ فیروزج کی پلیٹ میں فالودہ لایا گیا تو اس نے مجھے کہا اس سے کھاؤ بلاشبہ یہ ہر وقت ہمارے لیے تیار نہیں ہوتا' میں نے پوچھا یا امیر المومنین یہ کیا ہے؟ اس نے کہا یہ فالودہ ہے۔ میں مسکرا دیا تو اس نے کہا آپ کیوں ہنستے ہیں؟ میں نے کہا امیر المومنین کو اللہ زندہ رکھے' کوئی بات نہیں' اس نے کہا آپ کو مجھے بتانا پڑے گا تو میں نے اسے سارا واقعہ سنایا تو اس نے کہا بلاشبہ علم فائدہ دیتا ہے اور دنیا وآخرت میں سربلندی عطا کرتا ہے' پھر فرمانے لگے اللہ تعالیٰ حضرت امام ابوحنیفہؒ پر رحم فرمائے آپ اپنی عقل کی آنکھ سے وہ کچھ دیکھ لیتے تھے جو وہ اپنے سر کی آنکھوں سے نہ دیکھتے تھے۔

اور حضرت امام ابوحنیفہؒ امام ابو یوسف کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ آپ ان کے اصحاب سے سب سے زیادہ علم والے ہیں اور المزنی نے بیان کیا ہے کہ حضرت امام ابو یوسف ان سب سے زیادہ حدیث کے پیروکار تھے اور ابن المدینی نے بیان کیا ہے آپ راستباز آدمی تھے اور ابن معین نے آپ کو ثقہ بیان کیا ہے اور ابوزرعہ نے بیان کیا ہے' آپ تجہم سے محفوظ تھے اور بشار الخفاف نے بیان کیا ہے کہ میں نے امام ابو یوسف کو بیان کرتے سنا کہ جو شخص قرآن کو مخلوق کہے اس سے گفتگو کرنا حرام ہے اور اس سے علیحدگی اختیار کرنا فرض ہے اور اسے سلام کہنا اور اسے سلام کا جواب دینا جائز نہیں۔

اور آپ کے وہ اقوال جنہیں سونے کے پانی سے لکھا جانا چاہیے ان میں سے یہ قول بھی ہے کہ جو کیمیا سے مال حاصل کرنا چاہے وہ مفلس ہو جائے گا اور جو حدیث میں دوراز فہم الفاظ کی جستجو کرے گا وہ جھوٹ بولے گا اور علم کلام کے ذریعے علم حاصل کرے گا' زندیق بن جائے گا اور جب آپ نے حضرت امام مالک سے مدینہ میں رشید کی موجودگی میں صاع اور سبزیوں کی زکوٰۃ کے مسئلہ کے متعلق مناظرہ کیا تو حضرت امام مالک نے ان صاعوں سے حجت پکڑی جو ان کے آباؤ اسلاف سے چلے آتے ہیں اور یہ کہ وہ خلفائے راشدین کے زمانے میں سبزیوں سے کوئی زکوٰۃ نہ دیتے تھے' حضرت امام ابو یوسف نے کہا اگر میرے دوست وہ کچھ دیکھتے جو میں نے دیکھا ہے تو جس طرح میں نے رجوع کیا ہے وہ بھی رجوع کر لیتے اور یہ آپ کی منصفانہ بات ہے۔

اور آپ کی فیصلہ کی مجلس میں علماء اپنے طبقات کے مطابق حاضر ہوا کرتے تھے' حتیٰ کہ امام احمد بن حنبل بھی جو نوجوان تھے لوگوں کے درمیان آپ کی مجلس میں حاضر ہوا کرتے تھے اور باہم مناظرہ ومباحثہ کیا کرتے تھے اس کے باوجود وہ فیصلہ اور انصاف کیا کرتے تھے۔ نیز آپ نے فرمایا میرے سپرد یہ فیصلہ کیا گیا ہے اور مجھے اللہ سے امید ہے کہ وہ ایک روز کے سوا مجھ سے کسی کی طرف میلان کے بارے میں دریافت نہیں کرے گا۔ ایک شخص میرے پاس آیا اور اس نے بتایا کہ اس کا ایک باغ ہے اور وہ امیر المومنین کے قبضہ میں ہے' میں امیر المومنین کے پاس گیا اور اسے بتایا تو اس نے کہا وہ باغ میرا ہے جسے مہدی نے میرے لیے خریدا ہے میں نے کہا اگر امیر المومنین مناسب سمجھیں تو اسے بلالیں تاکہ میں اس کا دعویٰ سنوں۔ اس نے اسے بلایا تو اس نے باغ کا دعویٰ کیا' میں نے کہا یا امیر المومنین آپ کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا وہ باغ میرا ہے' میں نے اس شخص سے کہا امیر المومنین نے جو

جواب دیا ہے تو نے سن لیا ہے اس شخص نے کہا وہ قسم کھائے' میں نے کہا یا امیر المومنین آپ قسم کھاتے ہیں؟ اس نے کہا نہیں میں نے کہا میں آپ پر تین بار قسم کو پیش کروں گا اگر آپ نے قسم کھائی تو ٹھیک ورنہ میں آپ کے خلاف فیصلہ کر دوں گا۔ میں نے اس پر تین بار قسم کو پیش کیا تو اس نے قسم کھانے سے انکار کیا اور میں نے مدعی کے حق میں باغ کا فیصلہ کر دیا۔ آپ بیان کرتے ہیں میں جھگڑے کے درمیان چاہتا تھا کہ وہ الگ ہو جائے اور میرے لیے ممکن نہ ہوا کہ میں اس شخص کو خلیفہ کے ساتھ بٹھاؤں اور قاضی ابو یوسف نے حکم بھیجا کہ باغ کو اس شخص کے سپرد کر دیا جائے۔

اور المعافی بن زکریا جریری نے عن محمد بن ابی الازہر عن حماد بن ابی اسحاق عن ابیہ عن بشر بن الولید عن ابی یوسف روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا' ایک شب میں بستر پر سویا ہوا تھا کہ اچانک خلیفہ کا ایلچی دروازہ کھٹکھٹانے لگا' میں گھبرا کر باہر نکلا تو اس نے کہا امیر المومنین آپ کو بلاتے ہیں' میں گیا تو وہ عیسیٰ بن جعفر کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا' رشید نے مجھے کہا میں نے اس شخص سے لونڈی طلب کی ہے کہ یہ اسے مجھے بخش دے یا اسے میرے پاس فروخت کر دے مگر یہ ایسا نہیں کرتا اور میں تجھے گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ اگر اس نے میری یہ بات نہ مانی تو میں اسے قتل کر دوں گا۔ میں نے عیسیٰ سے پوچھا تم ایسا کیوں نہیں کرتے؟ اس نے کہا میں طلاق' عتاق اور اپنے سارے مال کے صدقہ کرنے کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نہ اس لونڈی کو ہبہ کروں گا اور نہ اسے فروخت کروں گا۔ رشید نے مجھے کہا کیا اس سے نجات کی کوئی راہ ہے؟ میں نے کہا ہاں وہ اس کے نصف حصہ کو آپ کے پاس فروخت کر دے گا اور نصف آپ کو ہبہ کر دے گا۔

پس اس نے نصف اسے ہبہ کر دیا اور نصف ایک لاکھ دینار میں اس کے پاس فروخت کر دیا' پس اس نے اس کی یہ بات قبول کر لی اور لونڈی کو حاضر کیا گیا اور جب رشید نے اسے دیکھا تو کہنے لگا کیا آج شب مجھے اس کے ساتھ شب باشی کرنے کی کوئی سبیل ہے میں نے کہا' وہ مملوکہ ہے اور اس کا استبراء ضروری ہے سوائے اس کے کہ آپ اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیں۔ بلاشبہ آزاد عورت کا استبراء نہیں ہوتا۔ راوی بیان کرتا ہے' پس اس نے اسے آزاد کر دیا اور بیس ہزار دینار میں اس سے نکاح کر لیا اور مجھے بھی دو لاکھ درہم اور کپڑوں کے بیس تھان دینے کا حکم دیا اور لونڈی نے بھی مجھے دس ہزار دینار بھیجے۔

یحییٰ بن معین نے بیان کیا ہے' میں امام ابو یوسف کے پاس تھا کہ آپ کے پاس دمیقی کپڑوں اور دفانیل ند کی خوشبو وغیرہ کا تحفہ آیا تو ایک شخص نے حدیث جسے کوئی ہدیہ دیا جائے اور اس کے پاس لوگ بیٹھے ہوں تو وہ اس کے شریک ہوئے ہیں کے اسناد کے بارے میں مجھ سے گفتگو کی تو امام ابو یوسف نے فرمایا یہ حدیث پنیر' کھجور اور کشمش کے بارے میں ہے اور جو تحائف تم اس وقت دیکھتے ہوں اس وقت نہیں تھے۔ اے غلام اسے اٹھا کر خزانوں میں لے جا اور آپ نے اس سے انہیں کچھ بھی نہ دیا اور بشر بن غیاث المریسی نے بیان کیا ہے کہ میں نے امام ابو یوسف کو بیان کرتے سنا کہ میں نے سترہ سال حضرت امام ابوحنیفہ کی صحبت اٹھائی' پھر سترہ سال دنیا مجھ پر ٹوٹ پڑی اور میرا خیال ہے کہ میری موت قریب آ گئی ہے اور اس کے بعد آپ چند ماہ زندہ رہے پھر فوت ہو گئے۔

حضرت امام ابو یوسف نے اس سال ربیع الاول میں ۶۷ سال کی عمر میں وفات پائی اور آپ کے بعد آپ کا بیٹا یوسف

قاضی بنا اور وہ بغداد کی شرقی جانب آپ کا نائب تھا اور رواۃ میں سے جس شخص کا خیال ہے کہ حضرت امام شافعی نے حضرت امام ابو یوسف سے ملاقات کی ہے جیسا کہ عبداللہ بن محمد البلوی کذاب اس سفر کے بارے میں لکھتا ہے جسے امام شافعی نے اختیار کیا تھا اس نے غلطی کی ہے حضرت امام کی بغداد میں پہلی آمد ۱۸۴ھ میں ہوئی اور امام شافعی نے محمد بن حسن شیبانی سے ملاقات کی اور اس نے آپ سے حسن سلوک کیا اور آپ کے پاس آیا اور ان دونوں کے درمیان کوئی عداوت نہ تھی جیسا کہ بعض ان لوگوں نے بیان کیا ہے جنہیں اس کے بارے میں کچھ خبر نہیں ہے واللہ اعلم۔

یعقوب بن داؤد بن طہمان:

ابوعبداللہ مولیٰ عبداللہ بن حازم سلمی، مہدی نے اسے وزیر بنایا اور اس نے اس کے ہاں بڑا مرتبہ حاصل کر لیا اور اس نے تمام امور کی باگ ڈور اسے سپرد کر دی پھر جب اس نے اس علوی کے قتل کا حکم دیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے تو اس نے اسے چھوڑ دیا اور اس لونڈی نے اس کی چغلی کی تو مہدی نے اسے ایک کنویں میں قید کر دیا اور اس پر ایک گنبد بنوا دیا اور اس کے بال اگ آئے حتیٰ کہ مویشیوں کے بالوں کی مانند ہو گئے اور وہ اندھا ہو گیا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور وہ تقریباً پندرہ سال اس کنوئیں میں رہا۔ وہ نمازوں کے اوقات کے سوا جسے وہ اسے بتاتے تھے نہ روشنی کو دیکھتا تھا اور نہ آواز کو سنتا تھا۔ اور ہر روز اس کی طرف ایک روٹی اور پانی کا کوزہ لٹکایا جاتا تھا اور وہ اسی حالت میں رہا حتیٰ کہ مہدی اور ہادی اور رشید کے زمانے کا ابتدائی حصہ بھی گزر گیا۔ یعقوب بیان کرتا ہے کہ خواب میں ایک آنے والا میرے پاس آیا اور کہنے لگا:

''ہوسکتا ہے کہ تو جس مصیبت میں پڑا ہے اس کے پیچھے قریب ہی کشادگی ہو اور خوفزدہ امن میں آ جائے اور قیدی چھوٹ جائے اور اس کے دور کے اہل آ جائیں''۔

اور جب صبح ہوئی تو مجھے آواز دی گئی اور میں نے خیال کیا کہ میں نماز کے وقت کو تو جانتا ہوں۔ اور میری طرف ایک رسی لٹکائی گئی اور مجھے کہا گیا کہ اسی کو رسی کو اپنی کمر سے باندھ لو اور انہوں نے مجھے باہر نکالا اور جب میں نے روشنی کو دیکھا تو مجھے کچھ نظر نہ آیا اور مجھے خلیفہ کے سامنے کھڑا کیا گیا اور مجھے کہا گیا امیر المومنین کو سلام کہہ میں نے خیال کیا کہ وہ مہدی ہے، میں نے اس کا نام لے کر اسے سلام کیا تو اس نے کہا میں مہدی نہیں ہوں۔ میں نے کہا ہادی ہو؟ اس نے کہا میں ہادی بھی نہیں۔ میں نے کہا اے امیر المومنین رشید آپ پر سلامتی ہو اس نے کہا بہت اچھا، وہ کہنے لگا خدا کی قسم میرے پاس تمہارے بارے میں کسی نے سفارش نہیں کی لیکن گزشتہ شب میں اپنی چھوٹی بچی کو اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے تھا تو مجھے یاد آیا کہ تو بھی مجھے اپنی گردن پر ایسے ہی اٹھایا کرتا تھا تو مجھے تیری تنگی پر رحم آ گیا اور میں نے تجھے باہر نکال دیا۔ پھر اس نے اسے نعمتوں سے نوازا اور اس سے حسن سلوک کیا اور یحییٰ بن برمک نے اس سے غیرت کھائی اور ڈر گیا کہ وہ اسے دوبارہ اس مقام پر نہ لے جائے جو اسے مہدی کے ایام میں حاصل تھا اور یعقوب بھی اس بات کو سمجھ گیا اور اس نے رشید سے مکہ جانے کی اجازت طلب کی تو اس نے اسے اجازت دے دی اور وہ وہیں تھا کہ اس سال وفات پا گیا رحمہ اللہ اور اس نے کہا یحییٰ کو خوف ہے کہ میں ان امارتوں کی طرف واپس آ ؤں گا نہیں خدا کی قسم! میں کبھی ایسا نہیں کروں گا، خواہ مجھے میری اس جگہ پر واپس کر دیا جائے۔

اوراس سال یزید بن زریع ابومعاویہ نے وفات پائی جو حدیث میں امام احمد بن حنبل کے شیخ ہیں۔ آپ ثقہ' عالم' عابد اور متقی انسان تھے۔ آپ کا باپ فوت ہوا تو وہ بصرہ کا والی تھا۔ اس نے پانچ سو درہم مال چھوڑا اور یزید نے اس سے ایک درہم بھی نہ لیا۔ آپ اپنے ہاتھ سے کھجور کے پتوں کی ٹوکریاں بنایا کرتے تھے اور اس سے آپ اور آپ کے عیال کھانا کھاتے تھے آپ نے اس سال بصرہ میں وفات پائی اور بعض کا قول ہے کہ آپ نے اس سے پہلے وفات پائی ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۸۳ھ

اس سال خزریوں نے آرمینیا کے درے سے لوگوں کے خلاف بغاوت کر دی اور ان علاقوں میں فساد برپا کر دیا اور تقریباً ایک لاکھ مسلمانوں اور ذمیوں کو قید کر لیا اور بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور آرمینیا کے نائب سعید بن مسلم نے شکست کھائی تو رشید نے ان کے مقابلہ میں خازم بن خزیمہ اور یزید بن مزید کو بہت سی افواج کے ساتھ روانہ کیا اور انہوں نے ان شہروں میں جو خرابی پیدا ہو چکی تھی اس کی اصلاح کی اور عباس بن موسیٰ ہادی نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال وفات پانے والے اعیان

علی بن الفضیل بن عیاض:

آپ نے اپنے باپ کی زندگی میں وفات پائی۔ آپ بڑے عابد' متقی اور خوف وخشیت والے تھے۔

محمد بن صبیح:

ابوالعباس مولیٰ بنی عجل المذکر' آپ ابن سماک کے نام سے مشہور ہیں' آپ نے اسماعیل بن ابی خالد' اعمش' ثوری اور ہشام بن عروہ وغیرہ سے روایت کی ہے' ایک روز آپ رشید کے پاس گئے اور فرمانے لگے تجھے اللہ کے سامنے کھڑا ہونا ہے۔ دیکھ تیرا لوٹنا جنت کی طرف ہے یا دوزخ کی طرف' رشید یہ بات سن کر رو پڑا' قریب تھا کہ اس کی موت واقع ہو جاتی۔

موسیٰ بن جعفر:

بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب' ابوالحسن ہاشمی' آپ کو کاظم بھی کہا جاتا ہے۔ آپ ۱۲۸ھ یا ۱۲۹ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ بڑے عبادت گزار اور جوانمرد تھے۔ آپ کو جب کسی کے متعلق اطلاع ملتی کہ وہ آپ کو ایذاء دینے والا ہے تو آپ اس کی طرف سونا اور تحفے بھیجتے' آپ کے ہاں ۴۰ لڑکیاں لڑکے پیدا ہوئے۔

ایک دفعہ ایک غلام نے آپ کو عصیدہ[1] ہدیۃً بھیجا تو آپ نے اسے خرید لیا اور جس کھیتی میں وہ تھا اسے بھی ایک ہزار دینار میں خرید لیا اور اسے آزاد کر دیا اور کھیتی بھی اسے دے دی' مہدی نے آپ کو بغداد بلا کر قید کر دیا۔ ایک شب مہدی نے خواب میں

---

[1] عصیدہ ایک کھانا ہے جو گھی اور آٹا ملا کر پکاتے ہیں۔ (مترجم)

حضرت علی بن ابی طالب کو دیکھا' آپ اسے کہہ رہے ہیں اے محمد:

﴿ فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ﴾

''ہوسکتا ہے کہ اگر تم حاکم بن جاؤ تو زمین میں فساد کرو اور قطع رحمی کرو''۔

تو وہ خوفزدہ ہو کر بیدار ہو گیا اور اس کے حکم سے آپ کو قید خانے سے رات کے وقت نکالا گیا اور اس نے آپ کو اپنے ساتھ بٹھایا اور آپ سے معانقہ کیا اور آپ کے پاس آیا اور آپ سے عہد لیا کہ آپ اس کے خلاف اور نہ اس کے بچوں میں سے کسی کے خلاف خروج کریں گے۔ آپ نے فرمایا' خدا کی قسم ایسا کرنا میری فطرت نہیں اور نہ ہی میرے نفس نے اس بارے میں کوئی بات کی ہے۔ اس نے کہا آپ درست فرماتے ہیں اور اس نے آپ کو تین لاکھ دینار دینے کا حکم دیا اور اس حکم سے آپ کو مدینہ واپس بھیج دیا گیا اور ابھی صبح بھی نہیں ہوئی تھی کہ آپ مدینہ کے راستے پر تھے اور آپ ہمیشہ مدینہ ہی میں رہے حتیٰ کہ رشید کی خلافت کا زمانہ آ گیا اور اس نے حج کیا اور جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر سلام کرنے آیا تو موسیٰ بن جعفر کاظم بھی اس کے ساتھ تھے۔ رشید نے کہا السلام علیک یا رسول اللہ' یا ابن عم تو موسیٰ نے کہا السلام علیک یا ابت' رشید نے کہا' اے ابوالحسین یہ فخر کی بات ہے پھر ہمیشہ یہ بات اس کے دل میں کھٹکتی رہی حتیٰ کہ اس نے ۱۶۹ھ میں آپ کو بلا کر قید کر دیا اور آپ کو لمبا زمانہ قید رکھا' موسیٰ نے اسے ایک خط لکھا جس میں اسے کہا اے امیر المومنین مجھ سے مصیبت ایک دن بھی دور نہیں ہوئی مگر آپ سے ایک روز آسودہ حالی جاتی رہے گی' حتیٰ کہ ہم ایک ایسے دن تک پہنچ جائیں گے جس میں باطل کام کرنے والے خسارے میں رہیں گے۔ آپ نے اس سال کے ۲۵ رجب کو بغداد میں وفات پائی اور وہاں آپ کی قبر مشہور ہے۔

ہاشم بن بشیر بن ابی حازم:

القاسم بن دینار' ابو معاویہ سلمی واسطی آپ کا باپ حجاج بن یوسف کا باورچی تھا' اس کے بعد وہ سالن فروخت کرنے لگا اور وہ اپنے بیٹے کو علم حاصل کرنے سے روکتا تھا تاکہ وہ اس کے کام میں اس کی مدد کرے مگر اس نے حدیث کے سماع کے سوا انکار کر دیا اتفاق سے ہاشم بیمار ہو گیا اور واسط کا قاضی ابوشیبہ اس کی عیادت کو آیا اور اس کے ساتھ بہت سے لوگ بھی تھے جب بشیر نے اسے دیکھا تو خوش ہو کر کہنے لگا اے میرے بیٹے! کیا تو اپنے کام میں اس حد تک جا پہنچا ہے کہ قاضی میرے گھر تک آیا ہے؟ ج کے بعد میں تجھے طلب حدیث سے نہیں روکوں گا۔ ہاشم سردار علماء میں سے تھے اور آپ سے مالک' شعبہ' ثوری' احمد بن حنبل ...ران کے علاوہ بہت سے لوگوں نے روایت کی ہے۔ نیز آپ عابد صلحاء میں سے تھے اور آپ وفات سے دس سال قبل عشاء کے ...ضو کے ساتھ فجر کی نماز پڑھتے رہے۔

یحییٰ بن زکریا:

ابن ابی زائدہ' مدائن کے قاضی تھے اور ثقات آئمہ میں سے تھے اور یونس بن حبیب اعلیٰ درجہ کے نحویوں میں سے ایک تھے' آپ نے ابو عمرو بن العلاء وغیرہ سے علم نحو سیکھا اور آپ سے کسائی اور فراء نے سیکھا اور بصرہ میں آپ کا ایک حلقہ تھا جہاں شہروں اور پردیس کے عالم' ادیب اور فصیح آیا کرتے تھے' آپ نے اس سال ۸۷ سال کی عمر میں وفات پائی۔

۱۸۴ھ

اس سال رشید رقہ سے بغداد واپس آیا اور اس نے لوگوں کو اس ٹیکس کی ادائیگی کے لیے جوان کے ذمہ تھا سزا دی اور اس نے ایک شخص کو اس بارے میں لوگوں کو مارنے اور قید کرنے پر مقرر کیا نیز اس نے اطراف بلاد پر بھی آدمی مقرر کئے اور لوگوں کو معزول کیا اور والی بنایا اور قطع رحمی اور صلہ رحمی کی اور ابو عمرو الشاری نے جزیرہ میں خروج کیا تو رشید نے شہرزور لوا پنی جانب سے اس کے مقابلہ میں بھیجا اور اس سال ابراہیم بن محمد عباسی نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

احمد بن الرشید:

آپ زاہد' عابد اور درویش آدمی تھے اور آپ اپنے ہاتھ سے مٹی کے برتن بنا کر کھانا کھاتے تھے اور آپ صرف بیلچے اور ٹوکری کے مالک تھے اور آپ ہر جمعہ کو ایک درہم اور ایک دانق کا کام لیتے تھے اور ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اس سے کھانا کھاتے تھے اور آپ ہفتے کے دن کام کرتے تھے اور جمعہ کے بقیہ دن عبادت میں لگے رہتے تھے۔

بعض کا قول ہے کہ احمد زبیدہ کے بطن سے پیدا ہوا تھا اور صحیح بات یہ ہے کہ یہ ایک ایسی عورت سے تھا جس سے رشید کو عشق ہو گیا اور اس نے اس سے نکاح کر لیا اور اسے رشید سے اس بچے کا حمل ہو گیا۔ پھر رشید نے اس عورت کو بصرہ بھیج دیا اور اسے سرخ یاقوت کی انگشتری اور نفیس چیزیں دیں اور اسے حکم دیا کہ جب وہ خلیفہ بن جائے تو وہ اس کے پاس آ جائے اور جب رشید خلیفہ بن گیا تو وہ عورت اور نہ ہی اس کا بچہ اس کے پاس آئے بلکہ دونوں روپوش ہوئے اور رشید کو اطلاع ملی کہ وہ دونوں مر گئے ہیں' حالانکہ معاملہ ایسا نہیں تھا اور اس نے ان دونوں کے بارے میں تفتیش کی مگر اسے ان دونوں کے متعلق کوئی اطلاع نہ ملی اور یہ نوجوان اپنے ہاتھ سے کام کرتا اور اس کی مشقت سے کھانا کھاتا پھر یہ بغداد واپس چلا گیا اور مٹی کے برتن بناتا رہا اور مدت تک ایسے ہی کھانا کھاتا رہا اور یہ امیر المومنین کا بیٹا تھا اور وہ لوگوں کو بتاتا نہیں تھا کہ وہ کون ہے' اتفاق سے وہ اس گھر میں بیمار ہو گیا جس میں وہ مٹی کے برتن بناتا تھا اور جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے انگشتری نکالی اور گھر کے مالک سے کہنے لگا اسے رشید کے پاس لے جانا اور اسے کہنا اس انگشتری کا مالک مجھے کہتا ہے اپنی اس مدہوشی میں مرنے سے بچ تو وہاں پشیمان ہو گا جہاں پشیمان ہونے والے کو اس کی پشیمانی فائدہ نہیں دے گی اور اللہ کے سامنے سے دارین کی طرف واپس جانے سے ڈر ہو سکتا ہے یہ تجھ سے آخری ملاقات ہو جس حال میں تو ہے اگر وہ کسی دوسرے کے لیے ہمیشہ رہتا تو بھی تجھ تک نہ پہنچتا اور عنقریب وہ کسی دوسرے کی طرف منتقل ہو جائے گا اور گزشتہ لوگوں کے حالات کی اطلاع تجھے مل چکی ہے۔

راوی بیان کرتا ہے جب وہ فوت ہو گیا تو میں نے اسے دفن کر دیا اور میں نے خلیفہ کے حضور حاضر ہونے کی اجازت چاہی اور جب مجھے اس کے سامنے کھڑا کیا گیا تو اس نے کہا تجھے کیا کام ہے؟ میں نے کہا یہ انگشتری مجھے ایک شخص نے دی ہے اور مجھے حکم

دیا ہے کہ میں اسے آپ کو دے دوں اور اس نے مجھے آپ سے کچھ باتیں کہنے کی بھی وصیت کی ہے جو میں آپ سے کہوں گا پس جب اس نے انگشتری کو دیکھا تو اس نے اسے پہچان لیا اور کہنے لگا تو ہلاک ہو جائے اس انگشتری کا مالک کہاں ہے میں نے کہا یا امیر المومنین وہ فوت ہو گیا ہے پھر میں نے اس سے وہ باتیں کہیں جن کی اس نے مجھے وصیت کی تھی اور میں نے اسے بتایا کہ وہ ہر جمعہ کو ایک درہم اور چار دوانیق یا ایک درہم اور ایک دانق کا کام کرتا تھا اور اگلے جمعہ تک اس سے کھانا کھاتا تھا پھر وہ عبادت میں لگ جاتا تھا۔

راوی بیان کرتا ہے جب اس نے یہ گفتگو سنی تو اٹھ کر زمین پر گر پڑا اور پیٹ اور پشت کے بل لوٹنے لگا اور کہنے لگا خدا کی قسم اے میرے بیٹے تو نے مجھے نصیحت کی ہے پھر وہ رو پڑا پھر اس نے اس شخص کی طرف سر اٹھا کر کہا کیا تو اس کی قبر کو پہچانتا ہے؟ میں نے کہا ہاں میں نے اسے دفن کیا ہے اس نے کہا جب شام ہو تو میرے پاس آنا۔ راوی بیان کرتا ہے میں اس کے پاس آیا تو وہ اس قبر پر گیا اور صبح تک مسلسل اس کے پاس روتا رہا پھر اس نے اس شخص کے لیے دس ہزار درہم دینے کا حکم دیا اور اس کی اور اس کے عیال کی رسد لکھ دی۔

عبداللہ بن مصعب:

ابن ثابت بن عبداللہ بن زبیر بن العوام قرشی اسدی' بکار کا باپ' رشید نے آپ کو مدینہ کی امارت دی تو آپ نے اسے عدل کی شروط کے ساتھ قبول کیا تو رشید نے آپ کی بات مان لی پھر اس نے آپ کو یمن کی نیابت بھی دے دی اور آپ بڑے انصاف پسند والیوں میں سے تھے اور جس وقت آپ ولی بنے آپ کی عمر تقریباً ستر سال تھی۔

عبداللہ بن عبدالعزیز العمری:

آپ نے ابوطوالہ کو پایا اور اپنے باپ اور ابراہیم بن سعد سے روایت کی ہے' آپ زاہد و عابد تھے اور ایک روز آپ نے رشید کو نصیحت کی اور بہت طویل اور شاندار گفتگو کی' آپ نے اسے کہا جب کہ وہ صفا پر کھڑا تھا' کیا تو دیکھ رہا ہے کہ کعبہ کے اردگرد کتنے آدمی ہیں؟ اس نے کہا بہت ہیں۔ آپ نے فرمایا ان میں سے ہر ایک کو قیامت کے روز صرف اپنے متعلق ہی پوچھا جائے گا اور تجھ سے ان سب کے متعلق پوچھا جائے گا تو رشید بہت رویا اور اس کے پاس یکے بعد دیگرے رومال لائے گئے اور وہ اس سے اپنے آنسو پونچھنے لگا پھر آپ نے اسے کہا اے ہارون جب کوئی شخص اپنے مال میں اسراف کرتا ہے تو اس کو روکنا واجب ہو جاتا ہے۔ پس اس شخص کو روکنا کیسے واجب ہوگا جو سب مسلمانوں کے مال میں اسراف کرتا ہے پھر آپ نے انہیں چھوڑ دیا اور رشید روتا ہوا واپس چلا گیا اور اس کے علاوہ بھی آپ کے قابل تعریف کارنامے ہیں آپ نے ۶۶ سال کی عمر میں وفات پائی۔

محمد بن یوسف بن معدان:

ابوعبداللہ اصبہانی آپ نے تابعین کو پایا پھر عبادت و زہادت میں مشغول ہو گئے اور حضرت عبداللہ بن المبارک آپ کو درویشوں کی دلہن کہا کرتے تھے اور یحییٰ بن سعید القطان نے بیان کیا ہے کہ میں نے آپ سے بہتر شخص نہیں دیکھا گویا اس نے آپ کو خود دیکھا ہے۔

اور ابن مہدی نے بیان کیا ہے کہ میں نے آپ کی مانند کوئی شخص نہیں دیکھا اور آپ ایک نان بائی سے روٹی نہیں خریدتے تھے اور نہ ایک سبزی فروش سے سبزی خریدتے تھے آپ اس سے خریدتے تھے جو آپ کو جانتا نہیں ہوتا تھا اور فرماتے تھے میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھ سے محبت کرے اور میں اس کے دین کے ساتھ کھینچنے لگ جاؤں اور آپ گرمیوں سردیوں میں سونے کے لیے اپنا جبہ نہیں اتارتے تھے اور وفات کے وقت آپ کی عمر چالیس سال سے متجاوز نہیں تھی۔ رحمہ اللہ

۱۸۵ھ

اس سال اہل طبرستان نے اپنے متولی مہرویۃ الرازی کو قتل کر دیا تو رشید نے عبداللہ بن سعید الحرشی کو ان کا حاکم مقرر کر دیا اور اسی سال عبدالرحمٰن انباری نے مرج العلقہ میں ابان بن قحطبہ خارجی کو قتل کر دیا اور اسی سال حمزۃ الشاری نے خراسان کے باذغیس کے علاقے میں تباہی پھیلا دی تو عیسیٰ بن علی بن عیسیٰ نے حمزہ کی فوج کے دس ہزار آدمیوں پر بسرعت تمام حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا اور اس نے کابل اور زابلستان تک حمزہ کا پیچھا کیا اور اسی سال الوالخصیب نے بغاوت کی اور رابیورد' طوس اور نیشاپوری پر متغلب ہو گیا اور اس نے مرو کا محاصرہ کر لیا اور اس کی طاقت بڑھ گئی اور اسی سال یزید بن مزید نے برذغہ میں وفات پائی اور رشید نے اس کی جگہ اس کے بیٹے اسد بن یزید کو امیر مقرر کر دیا اور وزیر یحییٰ بن خالد نے رمضان میں عمرہ کرنے کے لیے رشید سے اجازت طلب کی تو اس نے اسے اجازت دے دی۔ پھر وہ حج کے وقت تک اپنی فوج کے ساتھ پڑاؤ کیے رہا اور اس سال منصور بن محمد بن عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس امیر حج تھا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

عبدالصمد بن علی:

ابن عبداللہ بن عباس' سفاح اور منصور کا چچا' اس کی پیدائش ۱۰۴ھ میں ہوئی اور یہ بہت موٹے جسم کا تھا اور اس نے اپنے دانت تبدیل نہیں کیے اور ان کی جڑ ایک ہڈی تھی' اس نے رشید سے ایک دن کہا یا امیر المومنین اس مجلس میں امیر المومنین کا چچا اور اس کے چچا کا چچا اور اس کے چچا کا چچا اکٹھے ہیں اس لیے کہ سلیمان بن جعفر رشید کا چچا تھا اور عباس بن محمد بن علی سلیمان کا چچا تھا اور عبدالصمد بن علی سفاح کا چچا تھا اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ عبدالصمد رشید کے چچا کے چچا کا چچا ہے کیونکہ وہ اس کے دادا کا چچا ہے' عبدالصمد نے اپنے باپ سے عن جدہ عبداللہ بن عباس عن النبی ﷺ روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ بلاشبہ نیکی اور احسان عمر کو دراز کرتے ہیں اور گھروں کو آباد کرتے ہیں اور اموال کو بڑھاتے ہیں خواہ لوگ بڑے ہی ہوں اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ بلاشبہ نیکی اور احسان قیامت کے دن حساب کو ہلکا کر دیں گے پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

﴿ وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اَنْ یُّوْصَلَ وَیَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَیَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ﴾ .

''جو لوگ اس چیز کو جوڑتے ہیں جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور حساب کی برائی سے بھی خوف کھاتے ہیں''۔

اور اس قسم کی احادیث بھی روایت کی ہیں۔

اور محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس جو امام کے نام سے مشہور ہیں امیر حج تھے اور انہوں نے منصور کی خلافت میں کئی سال اپنے سقایہ کو قائم کیا آپ نے بغداد میں وفات پائی اور امین نے اس سال کے شوال میں آپ کا جنازہ پڑھایا اور آپ کو عباسیہ میں دفن کیا گیا۔

اور اس سال مشائخ حدیث میں سے تمام بن اسماعیل' عمرو بن عبید' مطلب بن زیاد اور معافی بن عمران نے ایک قول کے مطابق وفات پائی اور یوسف بن ماجشون' ابواسحاق فزاری جو اوزاعی کے بعد مغازی اور علم عبادت میں اہل شام کے امام تھے نے بھی اسی سال وفات پائی۔

حضرت رابعہ عدویہ:

رابعہ بنت عتیک' آل عتیک کی لونڈی عدویہ بصریہ مشہور عابدہ ہیں' ابونعیم نے حلیصہ اور رسائل میں آپ کا ذکر کیا ہے' اذر ابن جوزی نے صفوۃ الصفوۃ میں اور شیخ شہاب الدین سہروردی نے المعارف میں آپ کا ذکر کیا ہے۔ اور القشیری نے بھی آپ کا ذکر کیا ہے اور اکثر لوگوں نے آپ کی تعریف کی ہے اور ابوداؤد سجستانی نے آپ پر اعتراضات کئے ہیں اور آپ پر زندقت کی تہمت لگائی ہے شاید اسے آپ کے متعلق کوئی بات پہنچی ہو اور سہروردی نے المعارف میں آپ کا جواب دیا ہے:

> ''میں نے دل میں تجھے اپنے سے باتیں کرنے والا پایا ہے اور جو شخص میرے پاس بیٹھنا چاہتا ہے میں نے اپنے جسم کو اس کے لیے مباح کر دیا ہے' پس ہم نشین کے لیے میرا جسم موانست کرنے والا ہے اور میرا دلی محبوب' دل میں میرا انیس ہے''۔

اور مورخین نے آپ کے احوال واعمال صالحہ اور آپ کی روزہ داری اور شب زندہ داری کا ذکر کیا ہے اور آپ کے لیے رویائے صالحہ بھی دیکھی گئی ہیں' واللہ اعلم' آپ نے قدس شریف میں وفات پائی اور آپ کی قبر اس کے مشرق میں پہاڑ پر ہے' واللہ اعلم۔

۱۸۶ھ

اس سال علی بن عیسیٰ بن ہامان مرو سے ابوالخصیب سے جنگ کرنے کے لیے گیا اور وہاں پر اس سے جنگ کی اور اس کی بیویوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا اور خراسان کی حالت ٹھیک ہوگئی اور اس سال رشید نے لوگوں کو حج کروایا اور اس کے ساتھ اس کے دونوں بیٹے محمد امین اور عبداللہ مامون بھی تھے۔ اس نے اہل حرمین کو جو مجموعی رقم دی وہ ایک کروڑ پچاس ہزار دینار بنتی تھی اور یہ بات ایسے ہوئی کہ وہ لوگوں کو دیتا تو وہ امین کے پاس چلے جاتے اور وہ بھی انہیں دیتا تو وہ مامون کے پاس چلے جاتے تو وہ بھی انہیں دیتا اور انہیں کے پاس شام وعراق اور مامون کے پاس ہمدان سے بلاد مشرق تک کی امارت تھی۔ پھر رشید نے اپنے دونوں بیٹوں کے بعد اپنے بیٹے قاسم کے لیے بیعت کا مطالبہ کیا اور مؤتمن کا لقب دیا اور اسے جزیرہ' سرحدات اور دارالخلافوں کا حاکم

بنادیا اور اس بات پر اسے اس بات نے آمادہ کیا کہ اس کا بیٹا قاسم' عبدالملک بن صالح کی گود میں تھا اور جب رشید نے اپنے دونوں بیٹوں کے لیے بیعت کی تو اس نے اسے لکھا:

''اے وہ بادشاہ جو ستارہ ہوتا ہے تو سعد ہوتا' قاسم کے لیے بیعت لے اور بادشاہی میں اس کے چقماق کو رگڑ اور اللہ بھی یکتا ہے پس تو بھی ولی عہدوں کو یکتا بنادے''۔

سو رشید نے ایسے ہی کیا اور لوگوں نے اس بارے میں اس کی تعریف کی اور دوسروں نے اس کی مذمت کی مگر قاسم کے لیے یہ امر مرتب نہ ہوا بلکہ موت اور قضاء وقدر نے اسے امیدوں اور ضرورتوں تک پہنچنے سے قبل ہی اچک لیا اور جب رشید حج ادا کر چکا تو اس کے ساتھ جو امراء اور وزراء تھے' اس نے انہیں بلایا اور دونوں ولی عہدوں محمد علی اور عبداللہ مامون کو بھی بلایا اور ایک کاغذ میں یہ مضمون لکھا اور امراء اور وزراء اس پر اپنے دستخطوں سے گواہی ڈالی اور رشید نے اسے کعبہ میں لٹکانے کا ارادہ کیا تو وہ کاغذ گر پڑا تو کہا گیا کہ یہ معاملہ جلد بگڑ جائے گا اور ایسے ہی وقوع پذیر ہوا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

اور ابراہیم موصلی نے اس بیعت کو کعبہ میں باندھنے کے بارے میں کہا:

''انجام کے لحاظ سے اور مکمل ہونے کے لحاظ سے وہ کام بہتر ہے جس کے احکام کا فیصلہ اللہ تعالیٰ نے حرمت والے شہر میں کیا ہے اور ابوجعفر بن جریر نے اس جگہ طویل کلام کیا ہے اور ابن جوزی نے المنتظم میں اس کا اتباع کیا ہے''۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

اصبغ بن عبدالعزیز بن مروان بن الحکم ابوریان نے اس سال کے رمضان میں وفات پائی اور کرمان کے قاضی حسان ابراہیم نے سو سال کی عمر میں وفات پائی۔

مسلم الخاسر:

مسلم بن عمرو بن حماد عطاء' اسے خاسر اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ اس نے قرآن شریف فروخت کر کے اس سے امرؤالقیس کے اشعار کا دیوان خریدا اور بعض کا قول ہے کہ اس نے ادب کے فن میں دو لاکھ درہم خرچ کیے اور یہ بڑا خوش بیان شاعر تھا اور اس سے ایک حرف پر انشاء کی قدرت حاصل تھی جیسا کہ اس نے موسیٰ ہادی کے بارے میں کہا ہے:

''موسیٰ بارش ہے' پہلی بارش' پھر موسلا دھار بارش' وہ کس قدر آزمودہ آدمی ہے پھر تری کرنے والا ہے اور کس قدر طاقتور ہے' پھر بخشنے والا' انصاف پر چلنے والا' پسندیدہ اعمال والا' بہترین شخص مضر کی شاخ' دیکھنے والے کے لیے چودھویں کا چاند' حاضرین کے لیے پناہ اور بعد میں آنے والوں کے لیے قابل فخر''۔

خطیب نے بیان کیا ہے کہ وہ بیہودگی اور فسق کے ناپسندیدہ طریقوں پر چلنے والا تھا اور بشار بن برد کے شاگردوں میں سے تھا اور اس کی نظم بشار کی نظم سے اچھی ہے اور جن اشعار میں وہ بشار پر غالب ہے اس میں اس کا یہ شعر بھی ہے:

''جو لوگوں کی نگہبانی کرتا ہے وہ اپنے کام میں کامیاب نہیں ہو سکتا اور دلیر دلدادہ اچھے کاموں سے کامیاب ہو جاتا ہے''۔

سلم نے کہا:

''جو شخص لوگوں کی نگہبانی کرتا ہے وہ غم سے مر جاتا ہے اور جرأت مند لذت کے ساتھ کامیاب ہو جاتا ہے۔

پس بشار غصے ہو کر کہنے لگا' اس نے میرے کلام کا مفہوم لے کر اسے ایسے الفاظ کا لباس پہنا دیا ہے جو میرے الفاظ سے ہلکے ہیں اور اسے خلفاء اور برامکہ سے تقریباً چالیس ہزار دینے ملے۔ اور بعض کا قول ہے کہ اس سے زیادہ ملے ہیں اور جب وہ فوت ہوا تو اس نے ابوالشمر غسانی کے پاس ۳۶ ہزار دینار کی امانت چھوڑ دی۔ ایک روز ابراہیم موصلی نے رشید کو گانا سنایا اور اسے خوش کر دیا تو اس نے اسے کہا مانگئے اس نے کہا یا امیر المومنین! میں آپ سے وہ چیز مانگوں گا جو آپ کے مال میں موجود نہیں اور نہ میں اس کے سوا آپ کو کسی چیز کی تکلیف دوں گا اس نے پوچھا وہ کیا ہے؟ تو اس نے اس سے سلم الخاسر کی امانت کا ذکر کیا اور یہ کہ اس نے اسے اس امانت کے لینے کا حکم دے دیا۔

اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ وہ امانت پچاس ہزار دینار کی تھی۔

عباس بن محمد:

بن علی بن عبداللہ بن عباس رشید کا چچا' آپ قریش کے سادات میں سے تھے آپ نے رشید کے زمانے میں جزیرہ کی امارت سنبھالی اور رشید نے اسے ایک دن میں پانچ کروڑ درہم دیئے اور عباسیہ آپ کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور وہیں آپ کو دفن کیا گیا' آپ کی عمر ۶۵ سال تھی اور امین نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

یقطین بن موسیٰ:

بنو عباس کی حکومت کا ایک داعی تھا جو بڑا دانشمند اور صاحب الرائے تھا۔ جب مروان الحمار نے ابراہیم بن محمد کو حران میں قید کیا تو اس نے ایک عظیم تدبیر کی جس سے عباسی پارٹی حیرت زدہ ہوگئی کہ وہ کسے والی بنائیں اور اگر وہ قتل ہو گیا تو اس کے بعد کون ولی الامر ہوگا؟

پس یہ یقطین مروان کے پاس گیا اور ایک تاجر کی شکل میں اس کے سامنے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا یا امیر المومنین' میں نے ابراہیم بن محمد کے پاس سامان فروخت کیا ہے اور اس کی قیمت اس سے نہیں لی کہ آپ کے ایلچیوں نے اسے پکڑ لیا ہے اگر امیر المومنین مناسب سمجھیں تو میری اور اس کی ملاقات کروا دیں تاکہ میں اس سے اپنے مال کا مطالبہ کروں۔ اس نے کہا بہت اچھا اور اس نے اسے ایک غلام کے ساتھ اس کے پاس بھیج دیا اور جب اس نے اسے دیکھا تو کہنے لگا اے دشمن خدا تو نے اپنے بعد کسے وصیت کی ہے کہ میں اس سے اپنا مال لوں؟ اس نے اسے کہا ابن حارثیہ کو یعنی اپنے بھائی عبداللہ کو سفاح کو سو یقطین نے بنو عباس کے داعیوں کو واپس آ کر وہ بات بتائی جو اس نے کہی تھی تو انہوں نے سفاح کی بیعت کر لی اور اس کے حالات ہم بیان کر چکے ہیں۔

۱۸۷ھ

اس سال رشید کے ہاتھوں برامکہ کی تباہی ہوئی اس نے جعفر بن یحییٰ بن خالد برمکی کو قتل کر دیا اور ان کے گھروں کو تباہ کر دیا اور ان کے آثار مٹ گئے اور ان کے چھوٹے بڑے مر گئے اور اس کے سبب کے بارے میں مؤرخین کے اقوال میں اختلاف پایا جاتا ہے جنہیں ابن جریر وغیرہ نے بیان کیا ہے۔

کہتے ہیں کہ رشید نے یحییٰ بن عبداللہ بن حسن کو جعفر برمکی کے سپرد کیا کہ وہ اسے اپنے پاس قید کر دے اور یحییٰ ہمیشہ اس سے نرمی کرتا رہا حتیٰ کہ اسے رہا کر دیا۔

اور فضل بن ربیع نے رشید کے پاس اس بات کی چغلی کھائی تو رشید نے اسے کہا تو ہلاک ہو جائے۔ میرے اور جعفر کے درمیان دخل اندازی نہ کر شاید اس نے اسے میرے ہی حکم سے رہا کیا ہو اور مجھے معلوم نہ ہو۔

پھر رشید نے اس بارے میں جعفر سے پوچھا تو نے اس کی تصدیق کی تو رشید اس سے ناراض ہوا اور حلف اٹھایا کہ وہ ضرور اسے قتل کرے گا اور برامکہ کو ناپسند کرنے لگا' پھر اس نے انہیں قتل کیا اور ان سے دشمنی کی حالانکہ اس سے قبل وہ اس کے ہاں بڑا مرتبہ رکھتے تھے اور اسے بہت محبوب تھے اور جعفر اور فضل کی ماں رشید کی رضاعی ماں تھی اور اس وجہ سے رشید نے انہیں دنیا میں اس قدر سرفرازی اور زیادہ مال دے دیا تھا جو ان سے پہلے کے وزراء اور بعد کے اکابر اور رؤساء کو حاصل نہیں ہوا۔

جعفر نے ایک گھر تعمیر کیا جس پر اس نے بیس کروڑ درہم قرض لے کر خرچ کیا اور جن باتوں کی وجہ سے رشید اس سے ناراض ہوا ان میں ایک یہ بات بھی تھی اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ رشید نے انہیں اس وجہ سے قتل کیا کہ وہ جس شہر' صوبے' بستی' کھیتی اور باغ کے پاس سے گزرتا اسے کہا جاتا کہ یہ جعفر کا ہے۔

اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ برامکہ' رشید کی خلافت کو ختم کرنا چاہتے تھے اور زندقت کا اظہار کرتے تھے اور بعض کا قول ہے کہ اس نے انہیں عباسہ کی وجہ سے قتل کیا ہے' اگرچہ ابن جریر نے اس کا ذکر کیا ہے مگر بعض علماء نے اس سے انکار کیا ہے۔

ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ رشید سے برامکہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو اس نے کہا اگر میری قمیص کو بھی اس کا علم ہوتا تو میں اسے جلا دیتا اور جعفر رشید کے ہاں بلا اجازت چلا جایا کرتا تھا حتیٰ کہ جب وہ اپنی لونڈیوں کے ساتھ بستر پر ہوتا تھا تب بھی وہ اس کے پاس چلا جاتا تھا اور یہ ایک بلند مقام ہے اور وہ نشہ اور شراب پر اس کے ہاں اس کے دس پیاروں میں سے سب سے بلند مرتبہ تھا۔ رشید اپنی خلافت کے آخری ایام میں نشہ آور چیزیں استعمال کرتا تھا اور اپنے اہل میں سے اسے سب سے زیادہ محبوب اپنی بہن عباسہ بنت مہدی تھی اور وہ بھی اس کے پاس موجود ہوتی تھی اور جعفر برمکی بھی اس کے ساتھ وہیں موجود ہوتا تھا پس اس نے اس سے اس کا نکاح کر دیا تاکہ اس کی طرف دیکھنا جائز ہو جائے اور اس نے جعفر پر شرط عائد کی کہ وہ اس سے وطی نہ کرے اور بسا اوقات رشید اٹھ جاتا اور دونوں کو چھوڑ جاتا اور وہ دونوں شراب سے مدہوش ہوتے اور کئی دفعہ جعفر نے اس سے جماع کیا جس سے وہ حاملہ ہوگئی اور اس نے ایک لڑکے کو جنم دیا اور اسے اپنی ایک لونڈی کے ساتھ مکہ بھیج دیا اور وہ وہیں پرورش

پاتا رہا۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ جب رشید نے اپنی بہن عباسہ کا جعفر سے نکاح کر دیا تو اس نے اس سے شدید محبت کی اور عباسہ نے اسے ترغیب دی تو اس نے رشید کے خوف سے سخت انکار کیا تو اس نے اس کے خلاف تدبیر کی اور اس کی ماں ہر جمعہ کی رات کو اسے ایک خوبصورت کنواری لونڈی دیتی تھی اس نے اپنی ماں سے کہا مجھے لونڈی کی صورت میں اس کے پاس بھجوا دے تو وہ اس بات سے ڈر گئی حتیٰ کہ اس نے یہ کام کر دیا اور جب وہ اس کے پاس گئی تو اس نے اس کے چہرے کو نہ دیکھا اور اس سے جماع کیا تو اس نے اسے کہا تو نے بادشاہوں کی لڑکیوں کے فریب کو کیسے پایا؟ اور وہ اسی رات حاملہ ہوگئی جعفر نے اپنی ماں کو جا کر کہا خدا کی قسم تو نے مجھے سستا فروخت کر دیا ہے پھر اس کا والد یحییٰ بن خالد اخراجات کے بارے میں رشید کے عیال پر سختی کرنے لگا حتیٰ کہ زبیدہ نے کئی بار رشید کے پاس اس کی شکایت کی پھر اس نے عباسہ کا راز اس پر فاش کر دیا تو وہ غصے سے بھڑک اٹھا اور جب اس نے اسے بتایا کہ اس نے بچے کو اس سال حج کے موقع پر مکہ بھیج دیا ہے حتیٰ کہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی۔

اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ایک لونڈی نے اس کے متعلق رشید کے پاس چغلی کھائی اور جو کچھ ہوا تھا اسے بتا دیا اور یہ کہ بچہ مکہ میں ہے اور اس کے پاس امان' اموال اور بہت سے زیورات بھی ہیں مگر اس نے تصدیق نہ کی حتیٰ کہ اس نے گزشتہ سال حج کیا پھر اس نے حقیقت حال کو معلوم کیا تو بات وہی تھی جو اسے بتائی گئی تھی اور جس سال رشید نے حج کیا اسی سال یحییٰ بن خالد نے بھی حج کیا اور وہ کعبہ کے پاس دعا کرنے لگا' اے اللہ میرے تمام اہل وعیال اور مال کے سلب کرنے سے تو مجھ سے راضی ہوتا ہے تو ایسا کر لے اور میرے لیے فضل کو ان میں سے بچا رکھ' پھر وہ باہر آ گیا اور جب مسجد کے دروازے کے پاس آیا تو وہ واپس لوٹ گیا اور کہنے لگا اے اللہ فضل بھی ان کے ساتھ ہے میں تیری رضا سے راضی ہوں اور ان میں سے کسی کو مستثنیٰ نہ کر۔

اور جب رشید حج سے واپس آیا تو حیرہ چلا گیا پھر کشتی پر سوار ہو کر سرزمین انبار کے پانی والے علاقے کی طرف چلا گیا اور جب اس سال کے محرم کے آخر میں ہفتہ کی رات آئی تو اس نے مسرور خادم کو حماد بن سالم ابوعصمہ کی معیت میں فوج کی ایک ٹکڑی کے ساتھ بھیجا اور انہوں نے رات کو جعفر بن یحییٰ کا احاطہ کر لیا اور مسرور خادم اس کے پاس گیا تو بختیشوع طبیب اور کلوذانی گلوکار ابورکانہ نابینا اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور وہ بڑا مسرور تھا اور ابورکانہ اسے گانا سنا رہا تھا: ۔

تو ہلاک نہ ہو' ہر نوجوان کے پاس عنقریب صبح وشام موت آنے والی ہے۔

خادم نے اسے کہا اے ابوالفضل موت رات کو تیرے پاس آ گئی ہے' امیر المومنین کو جواب دو تو وہ اٹھ کر اس کے پاس گیا اور اس کے دونوں پاؤں چومنے لگا کہ اسے اپنے اہل کے پاس جا کر وصیت کرنے اور الوداع کرنے کا موقع دو۔ اس نے کہا ان کے پاس جانے کی کوئی سبیل نہیں لیکن تم وصیت کر سکتے ہو۔ پس اس نے وصیت کی اور اپنے تمام غلاموں کو یا ان میں سے ایک جماعت کو آزاد کر دیا اور رشید کے ایلچی اسے برانگیختہ کرتے ہوئے آئے پس اسے سختی سے نکالا گیا اور وہ اسے کھینچتے ہوئے اس مکان میں لے آئے جس میں رشید موجود تھا اور اس نے اسے قید کر دیا اور اسے گدھے کے رسے کی بیڑیاں ڈال دیں اور جو کچھ وہ کیا کرتا تھا انہوں نے رشید کو بتایا تو اس نے اسے قتل کرنے کا حکم دے دیا۔ جلاد نے جعفر کے پاس آ کر کہا امیر المومنین نے مجھے حکم

دیا ہے کہ میں تیرا سر ان کے پاس لے کر آؤں' اس نے کہا اے ابو ہاشم شائد امیر المؤمنین نشے میں ہوں اور جب وہ ہوش میں آئیں گے تو مجھے میرے بارے میں ملامت کریں گے پس اس نے دوبارہ اسے یہ بات کہی تو وہ رشید کے پاس واپس گیا اور کہنے لگا وہ کہتا ہے شاید آپ مدہوش ہیں' رشید نے کہا اپنی ماں کی شرمگاہ کو چوسنے والے اس کا سر میرے پاس لا' پس جعفر نے اس سے بار بار وہی بات کہی تو رشید نے تیسری بار کہا اگر تو اس کا سر میرے پاس نہ لایا تو تو مہدی سے اظہار بیزاری کرے گا اور اس شخص کو بھیجوں گا جو تیرے اور اس کے سر کو میرے پاس لائے گا' سو وہ جعفر کے پاس آیا اور اس کا سر کاٹا اور اسے رشید کے پاس لے جا کر اس کے آگے رکھ دیا۔

اور رشید نے اسی شب بغداد وغیرہ کے نام برامکہ اور جو ان میں سے راستوں میں تھے ان کا گھیراؤ کے لیے قاصد بھیج دیئے اور انہوں نے سب کا صفایا کر دیا اور ان میں سے کوئی ایک شخص بھی بچ نہ سکا اور اس نے یحییٰ بن خالد کو اس کے مکان اور فضل بن یحییٰ کو دوسرے مکان میں قید کر دیا اور دنیا میں جو بھی ان کی مملوکات تھیں انہیں لے لیا اور رشید نے جعفر کے سر اور جسم کو بھیج دیا اور سر کو سب سے اونچے پل پر نصب کیا گیا اور جسم کو دو حصے کر کے نصف حصے کو پل پر اور دوسرے نصف کو دوسرے پل پر نصب کر دیا گیا پھر اس کے بعد اسے نذر آتش کر دیا گیا اور بغداد میں اعلان کر دیا گیا کہ برامکہ کے لیے ان کو پناہ دینے والوں کے لیے کوئی امان نہیں' صرف محمد بن یحییٰ بن خالد' خلیفہ کا خیر خواہ ہونے کی وجہ سے ان میں سے مستثنیٰ ہے اور انس بن ابی شیخ کو رشید کے پاس لیا گیا وہ زندقت سے متہم تھا اور جعفر کا مصاحب تھا اور اس کے اور رشید کے درمیان گفتگو ہوئی پھر رشید نے اپنے بستر کے نیچے سے شمشیر نکالی اور اس کے ساتھ اسے قتل کرنے کا حکم دیا اور وہ بطور مثال وہ شعر پڑھنے لگا جو قبل ازیں انس کے قتل کے بارے میں کہا گیا تھا: ؎

تلوار نے انس کی طرف شوق سے آواز نکالی' پس تلوار دیکھ رہی تھی اور قضا و قدر انتظار کر رہی تھی۔

پس انس کو قتل کر دیا گیا اور تلوار خون سے سبقت کر گئی تو رشید نے کہا اللہ عبداللہ بن مصعب پر رحم فرمائے لوگوں نے کہا یہ تلوار حضرت زبیر بن العوام کی ہے پھر برامکہ کے قید خانے بھر گئے اور ان کے تمام اموال سلب کر لئے گئے اور ان کی آسودگی کا خاتمہ ہو گیا۔ جس دن کے آخری حصے میں رشید نے جعفر کو قتل کیا اسی دن کے پہلے حصے میں وہ دونوں شکار کے لیے سوار ہوئے اور اس نے ولی عہدوں کو چھوڑ کر اس سے خلوت کی اور اپنے ہاتھ سے اسے غالیہ[1] خوشبو لگائی اور جب مغرب کا وقت ہوا تو رشید نے اسے الوداع کہا اور اسے اپنے جسم کے ساتھ لگایا اور کہا اگر یہ رات بیویوں کے ساتھ خلوت کی رات نہ ہوتی تو میں تجھ سے جدا نہ ہوتا' اپنے گھر جاؤ' شراب پیؤ' خوشی سے جھومو اور خوش گزران ہو جاؤ حتیٰ کہ تمہارا حال میرے حال کی مانند ہو جائے اور میں اور تم لذت میں برابر ہو جائیں۔ اس نے کہا یا امیر المؤمنین قسم بخدا میں ان باتوں کو آپ کے ساتھ ہی چاہتا ہوں اس نے کہا نہیں اپنے گھر واپس جاؤ اور جعفر اسے چھوڑ کر چلا گیا اور ابھی رات کا ایک حصہ ہی گزرا تھا کہ اس نے اس پر وہ مصیبت اور عذاب ڈالا جس کا

[1] غالیہ ایک مرکب خوشبو ہے جو مشک' عنبر اور کافور سے تیار کی جاتی ہے۔ مترجم۔

ذکر پہلے ہو چکا ہے اور یہ ہفتے کی رات تھی جو محرم کی آخری رات تھی اور بعض کا قول ہے کہ یہ اس سال کے صفر کی رات تھی اور اس وقت جعفر کی عمر ۳۷ سال تھی اور جب اس کے باپ یحییٰ بن خالد کو اس کے قتل کی اطلاع ملی تو اس نے کہا اللہ اس کے بیٹے کو قتل کرے اور جب اسے بتایا گیا کہ تیرا گھر ویران ہو گیا ہے تو اس نے کہا اللہ اس کے گھروں کو تباہ کرے' بیان کیا جاتا ہے کہ جب یحییٰ نے اپنے گھروں کو دیکھا کہ ان کے پردے پھاڑ دیئے گئے ہیں اور ان کے محلات مباح کر دیئے گئے ہیں اور جو کچھ ان میں تھا اسے لوٹ لیا گیا ہے اس نے کہا قیامت ایسے ہی قائم ہوگی اور اس کے ایک ساتھی نے جو کچھ اس کے ساتھ ماجرا ہوا تھا اس کے بارے میں اسے تسلی کا خط لکھا تو اس نے اسے تسلی کا جواب لکھا' میں اللہ کے فیصلے سے راضی ہوں اور اس کے اختیار کو نہیں جانتا ہوں اور اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے گناہوں کی وجہ سے پکڑتا ہے اور اللہ بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں اور اللہ اکثر گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے اور شعراء نے برامکہ کے بہت سے مرثیے کہے ہیں جن میں الرقاشی کا مرثیہ بھی ہے اور بعض کا قول ہے کہ یہ ابونواس کا مرثیہ ہے۔

اب ہم نے آرام کیا ہے اور ہماری سواریوں نے بھی آرام کیا ہے اور حدی پڑھنے والا ہے اور حدی کے لیے آنے والا رک گئے ہیں' سواریوں سے کہہ دو تم شب روی اور جنگل کے بعد جنگل طے کرنے سے محفوظ ہو گئی ہو اور موت سے کہہ دو تو جعفر پر غالب آ گئی ہے اور اس کے بعد ہرگز تو کسی سردار پر غالب نہیں آئے گی اور سواریوں سے کہہ دو تم فضل کے بعد بیکار ہو گئی ہو اور مصیبتوں سے کہہ دو تم ہر روز نئی صورت اختیار کیا کرو اور تیرے درے برمکی تلوار ہے جسے ہاشمی تیز تلوار نے مار دیا ہے۔

اور الرقاشی نے جعفر کی طرف دیکھ کر جب کہ وہ اپنی صلیب کے تنے پر تھا کہا:

خدا کی قسم اگر چغل خور کا خوف نہ ہوتا اور خلیفہ کے ان جاسوسوں کا خوف نہ ہوتا جو بیدار رہتے ہیں تو ہم تمہارے صلیب والے تنے کے گرد طواف کرتے اور یوں چومتے جیسے لوگ حجر اسود کو چومتے ہیں۔ اور ابن یحییٰ میں نے تجھ سے پہلے کوئی تیز تلوار نہیں دیکھی جسے تیز تلوار نے توڑ دیا ہو لذات اور آل برکت کی حکومت پر سلامتی ہو۔

راوی کا بیان ہے کہ رشید نے اسے بلا کر پوچھا' جعفر تجھے ہر سال کتنی رقم دیا کرتا تھا اس نے کہا ایک ہزار دینار' راوی کا بیان ہے کہ اس نے دو ہزار دینار دینے کا حکم دے دیا اور زبیر بن بکار نے اپنے چچا مصعب زبیری کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ جب رشید نے جعفر کو قتل کیا تو ایک عورت ایک سبک رفتار گدھے پر کھڑے ہو کر فصیح زبان میں کہنے لگی قسم بخدا اے جعفر اگر آج تو نشان بن گیا ہے تو تو اچھے کاموں میں بھی انتہا پر تھا پھر وہ کہنے لگی:

اور جب میں نے جعفر کو تلوار لگتے دیکھی اور خلیفہ کے منادی نے یحییٰ کے بارے میں اعلان کیا تو میں دنیا پر رو پڑی اور مجھے یقین ہو گیا کہ نوجوان کا انجام ایک روز دنیا کو چھوڑنا ہے اور یہ ایک حکومت کے بعد دوسری حکومت ہے جو ایک آسودگی اور دوسرے کو مصیبت دیتی ہے اور جب اسے حکومت کے بلند مراتب پر اتارتی ہے تو اسے انتہائی پستی میں گرا دیتی ہے۔ راوی بیان کرتا ہے پھر اس نے اپنے گدھے کو ترکٹ دی اور چلی گئی گویا ہوا تھی جس کا کوئی نشان نہ تھا اور نہیں معلوم وہ کہاں گئی اور ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ جعفر کی ایک لونڈی تھی جسے گلوکارہ فتینہ کہا جاتا تھا' دنیا میں اس کی کوئی نظیر موجود نہ تھی' اس نے اسے اس کی ساتھی

لونڈیوں سمیت ایک لاکھ دینار میں خریدا تھا' رشید نے اس سے اس لونڈی کو مانگا تو اس نے انکار کر دیا اور جب رشید نے اسے قتل کیا تو اس لونڈی کو چن لیا اور اسے اپنی شراب کی مجلس میں بلایا اور اس کے پاس اس کے ہم نشینوں اور داستان سراؤں کی ایک جماعت بھی موجود تھی اس نے اس کی ساتھی گلوکاراؤں سے کہا کہ وہ گانا گائیں تو ان میں سے ہر ایک باری باری گانے لگی حتیٰ کہ فتینہ کی باری آ گئی۔ رشید نے اسے گانے کا حکم دیا تو اس نے آنسو بہا کر کہا' سرداروں کے مرجانے کے بعد گانا نہیں گاؤں گی' جس سے رشید کو سخت غصہ آیا اور اس نے ایک موجود شخص کو حکم دیا کہ وہ اسے پکڑ کر اپنے ہاں لے جائے' اس نے اسے اس کو بخش دیا پھر جب اس نے واپس کا ارادہ کیا تو دونوں کے درمیان جو گفتگو ہوئی اس میں اس نے اسے یہ بھی کہا کہ اس سے وطی نہ کرنا تو وہ سمجھ گیا کہ وہ اس بات سے اسے شکست دینا چاہتا ہے اس کے بعد اس نے اسے بلایا اور اسے بتایا کہ وہ اس سے راضی ہو گیا ہے اور اسے گانے کا حکم دیا تو اس نے انکار کر دیا اور آنسو بہا کر کہنے لگی سرداروں کے مرجانے کے بعد گانا نہیں گاؤں گی جس سے رشید کو پہلے سے بھی زیادہ غصہ آ گیا اور کہنے لگا چمڑے کا فرش اور تلوار لاؤ اور جلاد آ کر اس کے سر پر کھڑا ہو گیا اور رشید نے اسے کہا جب میں تجھے تین بار حکم دوں اور اپنی تین انگلیوں کو اکٹھا کروں تو تلوار مارنا پھر اس نے اسے کہا گاؤ تو وہ رو پڑی اور کہنے لگی سرداروں کے مرجانے کے بعد نہیں گاؤں گی تو اس نے اپنی چھنگلی انگلی کو اکٹھا کیا پھر اس نے اسے دوسری بار حکم دیا تو اس نے انکار کیا تو حاضرین کانپ اٹھے اور بہت خوفزدہ ہو گئے اور اس کے پاس آ کر کہنے لگے کہ تو گانا گا تا کہ وہ تجھے قتل نہ کرے اور امیر المومنین جو چاہتے ہیں وہ بات مان لے پھر اس نے اسے تیسری بار حکم دیا تو وہ با دل نخواستہ گانے لگی:

جب میں نے دنیا کو مٹتے دیکھا تو مجھے یقین ہو گیا کہ آسائش دوبارہ نہیں ملے گی۔

راوی بیان کرتا ہے کہ رشید اچھل کر اس کے پاس گیا اور اس کے ہاتھ سے سارنگی لے لی اور اسے اس کے چہرے اور سر پر مار مار کو توڑ دیا اور خون بہہ پڑا اور اس کے اردگرد جو لوگ بیٹھے تھے بھاگ گئے اور اسے اس کے سامنے سے اٹھایا گیا اور وہ تین دن کے بعد فوت ہو گئی۔

روایت ہے کہ رشید کہا کرتا تھا کہ اللہ اس پر لعنت کرے جس نے مجھے برامکہ کے خلاف برانگیختہ کیا میں نے ان کے بعد لذت' راحت اور امید نہیں دیکھی اور خدا کی قسم میں چاہتا ہوں کہ میں اپنی نصف عمر اور اپنی نصف حکومت سے دستبردار ہو جاتا اور ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیتا اور ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ جعفر نے ایک شخص سے چالیس ہزار دینار میں ایک لونڈی خریدی تو وہ اپنے فروخت کنندہ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگی اس عہد کو یاد کر جو میرے اور تیرے درمیان ہے' میری قیمت سے کچھ نہ کھانا تو اس کا آقا رو پڑا اور کہنے لگا گواہ رہو یہ آزاد ہے اور میں نے اس سے نکاح کیا ہے' جعفر نے کہا گواہ رہو یہ قیمت بھی اسی کی ہے اور اس نے اپنے نائب کو لکھا تیرے شکایت کنندہ زیادہ ہو گئے ہیں اور تیرے شکر گزار کم ہو گئے ہیں اب یا تو عدل کر یا معزول ہو جا اور اس نے رشید کے غم کو دور کرنے کے لیے جو سب سے بہتر حیلہ اختیار کیا یہ ہے کہ ایک یہودی منجم نے رشید کے پاس آ کر اسے کہا کہ وہ عنقریب اس سال کے اندر ہی فوت ہو جائے گا جس سے رشید کو بہت غم ہوا' جعفر نے آ کر اس سے پوچھا کیا بات ہے؟ اس نے اسے یہودی کی بات سے آگاہ کیا تو جعفر نے یہودی کو بلایا اور اس سے پوچھا تیری کتنی عمر باقی ہے؟ تو اس نے طویل مدت بیان کی

اس نے کہا یا امیر المومنین اسے قتل کر دیجیے تا کہ آپ کو اس جھوٹ کا علم ہو جائے جو اس نے اپنی عمر کے متعلق بولا ہے پس رشید کے حکم سے یہودی کو قتل کر دیا گیا اور رشید بس غم میں مبتلا تھا اور وہ دور ہو گیا۔

اور برامکہ کے قتل کے بعد رشید نے ابراہیم بن عثمان بن نہیک کو قتل کیا کیونکہ اس نے برامکہ پر غم کیا تھا خصوصاً جعفر پر ان پر بکثرت گریہ زاری کرتا تھا پھر یہ رونا چھوڑ کر ان کا بدلہ لینے آ گیا اور جب یہ اپنے گھر میں شراب نوش کر لیتا تو اپنی لونڈی سے کہتا میری تلوار لا' پس یہ اسے سونت لیتا پھر کہتا خدا کی قسم میں اس کے قاتل کو ضرور قتل کروں گا اور وہ بکثرت یہ بات کرنے لگا اور اس کے بیٹے عثمان کو خدشہ ہوا کہ خلیفہ کو اس بات کا پتہ چلا تو وہ ان سب کو ہلاک کر دے گا اور اس نے دیکھا کہ اس کا باپ اس بات سے باز نہیں آتا تو اس نے جا کر فضل بن ربیع کو بتایا اور فضل نے خلیفہ کو بتایا اور اس نے اسے بلا کر اس سے بات معلوم کی تو اس نے اسے بتا دیا اس نے پوچھا تیرے ساتھ اس کے متعلق کون گواہی دے گا؟ اس نے کہا فلاں خادم گواہی دے گا پس وہ اسے لے کر آیا تو اس نے گواہی دی' رشید نے کہا محض ایک لڑکے اور ایک خصی کے قول پر امیر کبیر کا قتل کرنا جائز نہیں شاید ان دونوں نے اس امر پر اتفاق کر لیا ہو' سو رشید نے اسے اپنے ساتھ شراب پر بلایا پھر اسے علیحدگی میں کہنے لگا اے ابراہیم تو ہلاک ہو جائے میرے پاس ایک راز ہے میں تجھے اس سے مطلع کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے مجھے دن رات مضطرب کیا ہوا ہے اس نے پوچھا وہ کیا راز ہے؟ اس نے کہا میں برامکہ کے قتل پر نادم ہوں اور چاہتا ہوں کہ میں اپنی نصف عمر اور نصف حکومت سے دستبردار ہو جاتا اور جو کچھ میں نے ان کے ساتھ کیا ہے وہ نہ کرتا اور میں نے ان کے بعد کوئی لذت اور راحت نہیں پائی۔ اس نے کہا ابوالفضل جعفر پر اللہ کی رحمت ہو اور رو پڑا اور کہنے لگا اے میرے آقا قسم بخدا آپ نے اس کے قتل کرنے میں غلطی کی ہے اس نے کہا اللہ تجھ پر لعنت کرے اٹھ کھڑا ہو پھر اس نے اسے قید کر دیا پھر تین دن کے بعد اسے قتل کر دیا اور اس کے اہل اور بچے محفوظ رہے۔

اور اس سال رشید عبدالملک بن صالح سے اس وجہ سے ناراض ہو گیا کہ اسے اس کے متعلق اطلاع ملی کہ وہ خلافت کا خواہاں ہے اور اس کی وجہ سے اسے ان برامکہ پر بھی سخت غصہ آیا جو قید تھے پھر اس نے اسے قید کر دیا اور یہ مسلسل قید خانہ میں رہا حتیٰ کہ رشید فوت ہو گیا اور امین نے اسے باہر نکال کر شام کی نیابت پر مقرر کر دیا اور اسی سال شام میں مضریہ اور نزاریہ کے درمیان دھڑے بندی نے جوش مارا تو رشید نے محمد بن منصور بن زیاد کو ان کے پاس بھیجا اور اس نے ان کے درمیان مصالحت کروادی۔

اور اس سال مصیصہ میں عظیم زلزلہ آیا اور اس کی ایک فصیل گر گئی اور رات کا کچھ حصہ پانی میں جذب ہو گیا اور اسی سال رشید نے اپنے بیٹے قاسم کو موسم گرما کی جنگ پر بھیجا اور اسے اپنے آگے وسیلہ بنایا اور اسے دروالخلافوں کا امیر بنایا اور اس نے بلاد روم کی طرف جا کر ان کا محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ انہوں نے بہت سے قیدیوں کا فدیہ دیا کہ وہ انہیں آزاد کراتے ہیں اور وہ انہیں چھوڑ کر واپس چلا جائے تو اس نے ایسے ہی کیا اور اسی سال رومیوں نے وہ صلح توڑ دی جو ان کے اور مسلمانوں کے درمیان ہوئی تھی' جسے رشید اور رومیوں کی ملکہ رینی نے جس کا لقب اغطہ تھا طے کیا تھا اور یہ صلح اس لیے ٹوٹی کہ رومیوں نے ملکہ کو معزول کر کے نفقور کو اپنا بادشاہ بنا لیا جو ایک بہادر آدمی تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ آل جفنہ کی اولاد میں سے تھا' سو انہوں نے اپنی کو معزول کر کے اس کی آنکھوں میں سلائی پھیر دی اور نفقور نے رشید کو خط لکھا:

رومیوں کے بادشاہ نقفور کی جانب سے عربوں کے بادشاہ ہارون کی طرف۔

امابعد! مجھ سے قبل جس ملکہ نے آپ کے رخ کے مقام پر ٹھہرایا تھا اور خود کو پیدل کے مقام پر ٹھہرایا تھا اور اس نے اپنے اموال بھی آپ کو دیئے تھے میں اس قسم کے اموال دینے کا سزاوار نہیں اور یہ عورتوں کی کمزوری اور حماقت کی بات ہے جب آپ میرا خط پڑھ لیں تو جو اموال اس نے آپ کو دیئے ہیں مجھے واپس کر کے اپنی جان کا فدیہ دیں۔ بصورت دیگر ہمارے اور تمہارے درمیان تلوار فیصلہ کرے گی۔

جب ہارون الرشید نے اس کے خط کو پڑھا تو اسے سخت غصہ آیا حتیٰ کہ کوئی شخص نہ اس کی طرف دیکھ سکتا تھا اور نہ اس سے گفتگو کر سکتا تھا اور اس کے ہم نشینوں کو بھی اس کے خوف سے اس پر رحم آنے لگا پھر اس نے دوات منگوائی اور خط کی پشت پر لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امیر المومنین ہارون کی جانب سے رومیوں کے کتے نقفور کی طرف۔

اے پسر کافرہ! میں نے تیرا خط پڑھ لیا ہے اور تو اس کا جواب سننے سے قبل دیکھ لے گا۔ والسلام۔

پھر وہ فوراً اٹھا اور روانہ ہو گیا حتیٰ کہ باب ہرقلہ پر اتر کر اسے فتح کر لیا اور اس کے بادشاہ کی بیٹی کو منتخب کر لیا اور بہت سے اموال غنیمت بھی حاصل کئے اور بڑی تباہی و بربادی کی اور آگ لگائی اور نقفور نے سالانہ ٹیکس کی ادائیگی پر اس سے مصالحت کا مطالبہ کیا تو رشید نے اس کی بات مان لی اور جب وہ اپنی جنگ سے واپس آیا اور رقہ گیا تو کافروں نے عہد شکنی کی اور معاہدے میں خیانت سے کام لیا اور سردی بہت شدید ہو گئی تھی اور کسی کو یہ طاقت نہ تھی کہ وہ آ کر رشید کو اطلاع دے کیونکہ لوگوں کو سردی کے باعث اپنی جانوں کا خوف تھا یہاں تک کہ موسم سرما گزر گیا اور اس سال عبداللہ بن عباس محمد بن علی نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال وفات پانے والے اعیان

جعفر بن یحییٰ:

بن خالد بن برمک ابوالفضل برمکی وزیر ابن وزیر رشید نے اسے شام وغیرہ بلاد کا امیر مقرر کیا اور جب حوران میں دو قبیلوں قیس اور یمن کے درمیان فتنہ پیدا ہوا تو اس نے اسے دمشق بھیجا اور یہ پہلی جنگ تھی جو بلاد اسلام میں قیس اور یمن کے درمیان نمودار ہوئی اور وہ جاہلیت کے زمانے سے بجھی ہوئی تھی۔ پس انہوں نے اسے اس وقت افروختہ کر دیا اور جب جعفر اپنی فوج کے ساتھ آیا تو شر ٹھنڈا پڑ گیا اور سرور غالب آ گیا اور اس باب میں خوبصورت اشعار کہے گئے ہیں جنہیں ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں جعفر کے حالات میں بیان کیا ہے جن میں سے یہ اشعار بھی ہیں:

شام میں فتنہ کی آگ جلائی گئی ہے اب وقت آ گیا ہے کہ شام کی آگ بجھ جائے اور جب آل برمک کے سمندر کی موج شام پر جوش مارے گی تو اس کے شعلے اور شرارے بجھ جائیں گے' امیر المومنین نے جعفر کے ذریعے اسے تیر مارا ہے جس سے اس کے شگاف کی تلافی ہو گئی ہے اور وہ بادشاہ نیکی اور تقویٰ کے لیے امید گاہ ہے اور اس کے حملوں کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔

یہ ایک طویل قصیدہ ہے جس میں فصاحت و بلاغت اور بڑی ذہانت اور عمدگی پائی جاتی ہے اور اس کے باپ نے اسے قاضی ابو یوسف کے ساتھ لگا دیا تو اس نے اس سے فقہ سیکھی اور اسے رشید کے ہاں اختصاص حاصل ہو گیا' ایک شب رشید کے سامنے ایک ہزار سے زائد آراء پڑی تھیں اور ان میں سے کوئی چیز بھی فقہ کے مطابق نہ نکلی اور اس نے اپنے باپ سے عن عبدالحمید کاتب عن عبدالملک بن مروان کاتب عثمان عن زید عن ثابت کاتب وحی' حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھے تو اس میں سین کو واضح کیا کر۔ خطیب اور ابن عساکر نے اسے ابوالقاسم الکعبی المتکلم کے طریق سے اور اس کا نام عبداللہ بن احمد بلخی ہے۔ یہ محمد بن زید کا کاتب تھا۔ عن ابیہ عن عبداللہ بن طاہر عن طاہر بن الحسین بن زریق عن الفضل بن سہل ذوالریاستین عن جعفر بن یحییٰ روایت کیا ہے اور عمرو بن بحر جاحظ نے بیان کیا ہے کہ جعفر نے رشید سے کہا یا امیر المومنین میرے باپ یحییٰ نے مجھے بتایا ہے کہ جب دنیا تیرے پاس آئے تو عطا کر اور جب پشت پھر جائے تب بھی عطا کر بلاشبہ یہ باقی نہیں رہے گی اور میرے باپ نے مجھے یہ اشعار سنائے:

جب دنیا تیری طرف منہ کئے ہوئے ہو تو دنیا کے بارے میں بخل نہ کر اور اسراف و تبذیر اسے کم نہیں کر سکتے اور اگر پشت پھر جائے تو اسے سخاوت کر دینا تجھے زیادہ سزاوار ہے کیونکہ جب وہ پشت پھر جاتی ہے تو تعریف اس کی جانشین ہوتی ہے۔

خطیب نے بیان کیا ہے کہ جعفر کو رشید کے ہاں بڑی جلالت اور مرتبہ حاصل تھا اور وہ اس میں منفرد تھا اور اس میں کوئی اس کا شریک سہیم نہ تھا اور وہ بڑا با اخلاق' خندہ رو اور خوش باش تھا اور اس کی جود و سخاوت اور بذل و عطا بیان سے بھی زیادہ مشہور ہے نیز وہ مشہور فصحا اور بلغاء میں سے تھا۔

ابن عساکر نے عباس بن محمد کے حاجب مہذب سے جو عباس اور عباسیوں کی جاگیروں کا افسر تھا روایت کی ہے کہ اسے فاقہ اور تنگی نے آ لیا اور اس کے ذمے قرضے بھی تھے اور مطالبہ کرنے والوں نے بھی اس سے اصرار کیا اس کے پاس ایک ٹوکری تھی جس میں جواہر تھے جنہیں اس نے ایک کروڑ میں خریدا تھا' اس نے جعفر کے پاس آ کر اس کے سامنے یہ جواہر پیش کئے اور ان کی قیمت بھی اسے بتائی اور اسے قرض خواہوں کے اصرار کے متعلق بھی بتایا اور یہ کہ اس کے پاس اس ٹوکری کے سوا کچھ نہیں رہا' اس نے کہا میں نے انہیں ایک کروڑ میں تجھ سے خرید لیا پھر اس نے اسے مال پر قبضہ دے دیا اور اس سے ٹوکری پکڑ لی اور یہ رات کا واقعہ ہے پھر اس نے مال کو اس کے گھر لے جانے کا حکم دیا اور اس شب اسے گفتگو کے لیے اپنے پاس بٹھائے رکھا اور جب وہ اپنے گھر لوٹا تو ٹوکری اس سے پہلے اس کے گھر پہنچ چکی تھی۔ راوی بیان کرتا ہے جب صبح ہوئی تو میں جعفر کا شکریہ ادا کرنے گیا تو میں نے اسے اپنے بھائی فضل کے ساتھ رشید کے دروازے پر اجازت طلب کرتے پایا۔ جعفر نے اسے کہا میں نے فضل سے تیرے معاملے کا ذکر کر دیا ہے اور اس نے بھی تیرے لیے ایک کروڑ کا حکم دے دیا ہے اور میرا خیال ہے کہ وہ بھی تجھ سے پہلے تیرے گھر پہنچ جائے گا اور میں بھی امیر المومنین سے بھی تیرے بارے میں گفتگو کروں گا اور جب وہ اس کے پاس گیا تو اس نے اس شخص کے معاملے کا اس سے ذکر کیا اور جواب پر قرضے تھے ان کا بھی ذکر کیا تو اس نے اس کے لیے تین لاکھ دینار کا حکم دے دیا۔

ایک شب جعفر اپنی رات کی گفتگو میں اپنے ایک دوست کے پاس تھا کہ گبریلا آ گیا اور اس شخص کے کپڑوں پر چڑھ گیا تو جعفر نے اسے اس سے اتار دیا اور وہ کہنے لگا لوگ کہتے ہیں کہ گبریلا جس کا قصد کرے اسے ملنے والے مال کی خوشخبری دی جاتی ہے تو جعفر نے اسے ایک ہزار دینار دینے کا حکم دیا پھر گبریلا واپس آ گیا اور دوبارہ اس شخص کے پاس گیا تو اس نے اس کے لیے مزید ایک ہزار دینار کا حکم دے دیا۔

اور ایک بار اس نے رشید کے ساتھ حج کیا اور جب وہ مدینہ میں تھے تو اس نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص سے کہا کسی لونڈی کو دیکھو جسے میں خریدوں اور وہ خوبصورتی' گانا گانے اور دل لگی میں فائق ہو۔ اس شخص نے تلاش کی تو ایک لونڈی کو ان صفات کے مطابق پایا اور اس کے مالک نے اس شرط پر کہ جعفر اسے دیکھے بہت سا مال طلب کیا' سو جعفر اس کے مالک کے گھر گیا اور جب اس نے اسے دیکھا تو بہت خوش ہوا اور جب اس نے اسے گانا سنایا تو اس نے اسے مزید خوش کر دیا اور اس نے اس کے مالک سے اس کا سودا کیا اور جعفر نے اسے کہا ہم مال لائے ہیں اگر وہ تجھے پسند آئے تو ٹھیک ورنہ ہم تجھے مزید مال دیں گے' لونڈی کے مالک نے کہا میں آسودہ حال تھا اور اور تو بھی میرے پاس بہت خوش تھی مگر اب میرے حالات خراب ہو چکے ہیں اور میں نے تجھے اس بادشاہ کے پاس فروخت کرنا پسند کیا ہے تا کہ تو اس کے ہاں بھی اسی طرح آسودہ رہے جیسے میرے ہاں تھی' لونڈی نے اس کہا اے میرے آقا قسم بخدا اگر میں آپ کی مالک ہوتی جیسے کہ آپ میرے مالک ہیں تو میں آپ کو دنیا و مافیہا کے عوض بھی فروخت نہ کرتی اور آپ کا وہ وعدہ کہاں گیا جو آپ نے مجھ سے کیا تھا کہ آپ مجھے فروخت نہیں کریں گے اور نہ میری قیمت کھائیں گے' لونڈی کے مالک نے جعفر اور اس کے اصحاب سے کہا میں تم لوگوں کو گواہ بناتا ہوں کہ یہ خدا تعالیٰ کی رضامندی کی خاطر آزاد ہے اور میں نے اس سے نکاح کر لیا ہے' جب اس نے یہ بات کہی تو جعفر اور اس کے اصحاب اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے قلی کو مال اٹھانے کا حکم دیا جعفر نے کہا خدا کی قسم یہ مال میرے پیچھے جائے گا اور اس شخص سے کہنے لگا میں نے تجھے اس مال کا مالک بنا دیا ہے اسے اپنے اہل پر خرچ کر دے اور مال کو چھوڑ کر خود چلا گیا۔

اور یہ اپنے بھائی فضل کی نسبت بخیل تھا مگر فضل اس سے زیادہ مالدار تھا اور ابن عساکر نے دارقطنی کے طریق سے اپنی سند سے روایت کی ہے کہ جب جعفر مر گیا تو لوگوں نے ایک مٹکے میں ایک ہزار دینار پائے' ہر دینار کا وزن ایک سو دینار کے برابر تھا اور دینار کے ایک پہلو پر جعفر لکھا ہوا تھا:

وہ بادشاہوں کے گھر کی ٹکسال کا زرد رنگ دینار تھا جس کے چہرے پر جعفر کا نام چمکتا تھا وہ ایک دینار' ایک سو دینار سے بڑھ کر تھا جب تو اسے کسی تنگ دست کو دے گا وہ مالدار ہو جائے گا۔

اور احمد بن المعلی الراویہ نے بیان کیا ہے کہ ناطفی کی لونڈی غسان نے جعفر کو خط لکھا کہ وہ اپنے باپ یحییٰ سے کہے کہ وہ رشید کو اس کے خریدنے کا مشورہ دے اور اس نے اس کی طرف یہ اشعار بھی لکھے ہیں کچھ جعفر کے بارے میں بھی ہیں:

اے جہالت سے مجھے ملامت کرنے والے کیا تو بس نہیں کرے گا کون سوزش عشق پر صبر کرتا ہے جب میں خالص شراب عشق کا جام ہوں تو مجھے تعریض نہ کر جس کے دل میں عشق رچ گیا ہو وہ مدہوش ہوتا ہے' محبت نے میرا احاطہ کر لیا ہے اور

اس کا ایک سمندر میرے پیچھے اور اس کے کئی سمندر میرے آگے ہیں میرے اور عشق کے جھنڈے ہلاکت کو لہراتے ہیں اور میرے ارد گرد عشق کی فوج پڑی ہے میرے نزدیک عشق میں کم اور زیادہ ملامت کرنے والا دونوں ایک جیسے ہیں۔ اے جعفر تو بنی برمک کا چیندہ آدمی ہے تجھ میں جو خوبیاں موجود ہیں تعریف کرنے والا اس کے دسویں حصے کو بھی نہیں پہنچ سکتا جو شخص اپنے اغراض کے لیے مال کو بڑھاتا ہے تو جعفر کی اغراض اس سے زیادہ ہیں بادشاہی کا حسن اس کے چہرے پر ہے اور اس کے ہاتھ میں برسنے والا بادل ہے ان دونوں سے ہم پر بارش برسی ہے جس سے سرخ سونا سیراب ہوگیا ہے اگر اس کی ہتھیلیاں کسی چٹان کو چھو جائیں تو اس میں سبز پتے اگ پڑیں۔ بزرگی کو وہی جوان مکمل کرتا ہے جو اپنی مستقل مزاجی کی طرح مستقل طور پر خرچ کرتا ہے اس کے اوپر بادشاہی کا تاج فخر سے حرکت کرتا ہے اور منبر اس کے نیچے فخر کرتا ہے جب وہ ظاہر ہوتا ہے تو میں اسے ماہ تمام سے تشبیہ دیتا ہوں یا اس کے چہرے میں سفیدی چمکتی ہے خدا کی قسم مجھے معلوم نہیں کہ کیا تاریکیوں کو دور کرنے والا ماہ تمام اسکے چہرے میں ہے یا اس کا چہرہ زیادہ روشن ہے زیارت کرنے والے تجھ سے بخشش طلب کرتے ہیں اور تو زیارت کرنے والوں سے خوش ہوتا ہے۔

اور اس نے اپنے اشعار کے نیچے اپنی ضرورت بھی تحریر کی، پس جعفر فوراً سوار ہو کر اپنے باپ کے پاس گیا اور اسے خلیفہ کے پاس لے گیا اور اس نے خلیفہ کو اس کے خریدنے کا مشورہ دیا تو اس نے کہا نہیں قسم بخدا میں اسے نہیں خریدوں گا اور شعراء نے اس لونڈی کے بارے میں بڑے اشعار کہے ہیں اور وہ بڑی مشہور ہوگئی اور اسی کے بارے میں ابونواس نے کہا ہے:

اسے صرف پسر زانیہ اور خبیث آدمی ہی خریدے گا خواہ وہ کوئی بھی ہو۔

اور ثمامہ بن اشرس سے روایت ہے کہ میں نے جعفر بن یحییٰ بن خالد کے ساتھ ایک رات گزاری تو وہ اپنی نیند سے خوفزدہ ہو کر روتا ہوا بیدار ہوا' میں نے پوچھا کیا بات ہے؟ کہنے لگا میں نے ایک بوڑھے کو دیکھا کہ اس نے آ کر میرے اس دروازے کے دونوں بازو پکڑ لیے ہیں اور وہ کہتا ہے:

گویا حجون اور صفا کے درمیان کوئی محبت کرنے والا نہیں ہے اور نہ ہی مکہ میں کسی داستان گو نے داستان بیان کی ہے۔

اور میں نے اسے جواب دیا ہے:

ہاں ہم اس کے باشندے تھے لیکن ہمیں گردش زمانہ اور لغزش کھانے والے نصیبوں نے تباہ کر دیا ہے۔

ثمامہ کا بیان ہے کہ جب اگلی رات آئی تو رشید نے اسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو پل پر نصب کر دیا پھر رشید نے باہر نکل کر اسے غور سے دیکھا اور کہنے لگا:

تیرے زمانے نے تجھ سے اس کا تقاضا کیا جو اس نے گزشتہ زمانے میں دیا تھا اور صفائی کے بعد اس نے تیرے عشق کو مکدر کر دیا پس تو تعجب نہ کر' بلاشبہ زمانہ' جمع شدہ کو متفرق کرنے کا ذمہ دار ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے جعفر کی طرف دیکھا اور کہا اگر آج تو نشان بن گیا ہے تو تو جود وسخاوت میں بھی انتہاء پر تھا' راوی کہتا ہے اس نے میری طرف حملہ آور اونٹ کی طرح دیکھا پھر کہنے لگا:

جعفر سے دنیا کیوں متعجب ہے جو کچھ انہوں نے دیکھا ہے وہ ہماری وجہ سے تھا' جعفر اور اس کا باپ کون تھے اگر ہم نہ ہوتے تو نبو برمک کون تھے۔

پھر اس نے اپنے گھوڑے کے منہ کو پھیرا اور واپس لوٹ گیا۔

جعفر ۱۸۷ھ کے صفر کے آغاز میں ہفتے کی رات کو قتل ہوا اور اس کی عمر ۳۷ سال تھی' وہ ۱۷ سال وزیر رہا اور عید الاضحیٰ کے روز جعفر کی ماں عبادۃ لوگوں کے پاس مینڈھے کا چمڑا مانگتی ہوئی آئی اور اس کے ذریعے گرمی حاصل کرے' لوگوں نے اس سے اس کی آسائش کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا آج میری یہ حالت ہوگئی ہے بلاشبہ میرے سر پر چار سو خدمت گار لڑکیاں کھڑی رہتی تھیں اور میں کہتی ہوں میرا بیٹا جعفر میرا نافرمان تھا اور خطیب بغدادی نے اپنے اسناد سے روایت کی ہے کہ جب سفیان بن عیینہ کو خبر ملی کہ رشید نے جعفر کو قتل کر دیا ہے اور برامکہ پر یہ مصیبت نازل کی ہے تو انہوں نے روبقبلہ ہو کر کہا اے اللہ جعفر نے مجھے دنیا کی ضرورت سے کفایت کی تھی تو اسے آخری کی ضرورت سے کفایت کر۔

ایک عجیب واقعہ:

ابن جوزی نے المنتظم میں بیان کیا ہے کہ مامون کو اطلاع ملی کہ ایک شخص ہر روز برامکہ کی قبور پر آتا ہے اور ان پر روتا ہے اور ان کے محاسن بیان کرتا ہے' اس نے اسے لانے کے لیے ایک شخص کو بھیجا تو وہ اس کے پاس آیا اور وہ زندگی سے مایوس ہو چکا تھا' مامون نے اس سے پوچھا تو ہلاک ہو جائے تجھے اس کام پر کس نے آمادہ کیا ہے؟ اس نے کہا یا امیر المومنین انہوں نے مجھ سے بہت احسان اور نیکیاں کی ہیں اس نے پوچھا انہوں نے تجھ سے کیا احسان کیا ہے؟ اس نے کہا میں المنذر بن المغیرہ دمشقی ہوں' میں دمشق میں بڑا آسودہ حال تھا اور وہ آسودگی مجھ سے جاتی رہی اور میری حالت یہاں تک پہنچ گئی کہ میں نے اپنا مکان بھی فروخت کر دیا پھر میرے پاس کوئی چیز باقی نہ بچی تو میرے ایک دوست نے مجھے برامکہ کے پاس بغداد جانے کا مشورہ دیا میں اپنے اہل وعیال کو لے کر بغداد آیا تو میرے ساتھ بیس سے زیادہ عورتیں تھیں' میں نے انہیں ایک بے آباد مسجد میں اتارا' پھر میں ایک آباد مسجد میں نماز پڑھنے گیا' میں مسجد میں داخل ہوا تو اس میں ایک جماعت موجود تھی جن سے خوبصورت چہرہ لوگ میں نے نہیں دیکھے' میں ان کے پاس بیٹھ گیا اور میں اپنے دل میں وہ بات سوچنے لگا جس کے ذریعے میں ان سے اپنے اہل وعیال کے لیے خوراک طلب کروں جو میرے ساتھ تھے اور حیاء مجھے اس سوال سے مانع تھی۔

ابھی میں اسی حالت میں تھا کہ ایک خادم نے آ کر انہیں بلایا اور وہ سب کے سب اٹھ کھڑے ہوئے اور میں بھی ان کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا اور وہ ایک بہت بڑے گھر میں داخل ہو گئے' کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں وزیر یحییٰ بن خالد بیٹھا ہوا ہے پس وہ اس کے گرد بیٹھ گئے اور اس نے اپنی بیٹی عائشہ کا اپنے عم زاد سے نکاح کیا اور انہوں نے کستوری کے ٹکڑے اور عنبر کی گولیاں بکھیر دیں' پھر خادم اس جماعت کے ہر شخص کے پاس چاندی کی ایک ایک طشتری لائے جن میں ایک ایک ہزار دینار تھا اور اس کے ساتھ کستوری کی ٹکڑیاں بھی تھیں' لوگوں نے انہیں لے لیا اور اٹھ گئے اور میں بیٹھا رہا اور میرے آگے وہ طشتری بھی پڑی تھی جو انہوں نے میرے لیے رکھی تھی اور میں اپنے دل میں اس کی عظمت کی وجہ سے اسے لینے سے ڈرنے لگا تو حاضرین میں سے ایک

شخص نے مجھے کہا کیا تو اسے لے کر نہیں جائے گا؟ پس میں نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اسے لے لیا اور اس کے سونے کو اپنی ہتھیلی میں ڈال لیا اور طشتری کو اپنی بغل میں داب کر اٹھ کھڑا ہوا اور مجھے خدشہ تھا کہ اسے مجھ سے چھین لیا جائے گا پس میں گھبرانے لگا اور مجھے معلوم نہ تھا کہ وزیر مجھے دیکھ رہا ہے اور جب میں پردے کے پاس پہنچا تو اس نے حکم سے انہوں نے مجھے واپس کر دیا اور میں مال سے مایوس ہو گیا اور جب میں واپس لوٹا تو اس نے مجھے کہا کیا وجہ ہے کہ تم خوفزدہ ہو؟ میں نے اسے اپنا حال سنایا تو وہ رو پڑا۔ پھر اس نے اپنے لڑکوں سے کہا اسے پکڑ کر اپنے ساتھ لگا لو اور ایک خادم نے میرے پاس آ کر مجھ سے طشتری اور سونا لے لیا اور میں نے ان کے پاس دس دن قیام کیا کبھی ایک بیٹے کے پاس کبھی دوسرے بیٹے کے پاس اور میری ساری توجہ اپنے عیال کی طرف تھی اور واپس جانا میرے لیے ممکن نہ تھا' جب دس دن گزر گئے تو خادم نے میرے پاس آ کر کہا' کیا آپ اپنے عیال کے پاس نہیں جائیں گے؟ میں نے کہا ہاں قسم بخدا' تو وہ اٹھ کر میرے آگے آگے چلنے لگا اور اس نے مجھے طشتری اور سونا نہ دیا' میں نے کہا کاش یہ سلوک مجھ سے طشتری اور سونا لینے سے پہلے ہوتا' کاش میرے عیال اسے دیکھتے' پس وہ میرے آگے چلتا چلتا ایک گھر کے پاس پہنچا جس سے خوبصورت گھر میں نے نہیں دیکھا اس میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں میرے عیال سونے اور ریشم میں لوٹ رہے ہیں اور انہوں نے میرے پاس ایک لاکھ درہم اور دس ہزار دینار بھیجے اور ایک تحریر بھی بھیجی جس میں لکھا تھا کہ یہ گھر اور جو کچھ اس میں ہے تم اس کے مالک ہو اور ایک خط بھی تھا جس میں دو بڑی بڑی بستیوں کے مالکانہ حقوق بھی مجھے دیئے گئے تھے اور میں برامکہ کے ساتھ بڑا خوش عیش تھا اور جب وہ مر گئے تو عمرو بن مسعدۃ نے مجھ سے دونوں بستیاں چھین لیں اور ان دونوں کا ٹیکس میرے ذمے لگا دیا' پس جب بھی مجھے آفاقہ آتا ہے میں ان کے گھروں اور قبروں کا قصد کرتا ہوں اور ان پر روتا ہوں پس مامون نے دونوں بستیوں کے واپس کرنے کا حکم دے دیا تو شیخ نے شدید گریہ کیا' مامون نے کہا تجھے کیا ہوا ہے؟ کیا میں نے از سر نو تجھ سے نیکی نہیں کی؟ اس نے کہا بے شک لیکن وہ برامکہ کی برکت سے ہے' مامون نے اسے کہا' صحیح سالم چلے جاؤ بلاشبہ وفا برکت والی چیز ہے اور حسن عہد و صحبت ایمان کا حصہ ہے۔

اس سال وفات پانے والے اعیان

حضرت فضیل بن عیاض:

ابوعلی تمیمی' آپ ایک عابد و زاہد امام اور عالم اور ولی ہیں' آپ خراسان کے صوبہ دینور میں پیدا ہوئے اور بڑی عمر میں کوفہ آئے اور وہاں آپ نے اعمش' منصور بن المعتمر' عطاء بن السائب اور حصین بن عبدالرحمٰن وغیرہ سے سماع کیا پھر مکہ چلے گئے اور وہاں عبادت کے لیے عزلت نشین ہو گئے آپ بہت اچھی تلاوت کرتے تھے اور بہت روزے رکھتے تھے اور نمازیں پڑھتے تھے اور آپ جلیل القدر ثقہ ائمہ روایات میں سے تھے رحمہ اللہ ورضی اللہ عنہ' اور رشید کے ساتھ آپ کا ایک طویل واقعہ ہے جسے ہم نے رشید کے آپ کے گھر آنے کی کیفیت میں بیان کیا ہے اور فضیل نے جو کچھ اسے کہا اسے بھی بیان کیا ہے اور رشید نے آپ کو مال کی پیشکش کی تو آپ نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ کی وفات اس سال کے محرم میں مکہ میں ہوئی' مورخین نے بیان کیا

ہے کہ آپ ایک فریب کار رہزن تھے اور ایک لونڈی سے عشق کرتے تھے ایک شب آپ اس کے پاس جانے کے لیے دیوار پھاند رہے تھے کہ آپ نے ایک قاری کو پڑھتے سنا:

''کیا ایمان لانے والے لوگوں کے لیے وقت نہیں آیا کہ ان کے دل ذکر الٰہی کے لیے جھک جائیں''؟

آپ نے کہا بے شک وہ وقت آ گیا ہے اور آپ نے توبہ کی اور اپنی روش کو ترک کر دیا اور ایک ویرانے کی طرف لوٹ آئے اور وہاں آپ نے رات بسر کی تو آپ نے مسافروں کو کہتے سنا' اپنا بچاؤ کرلو بلاشبہ فضیل رہزنی کے لیے تمہارے آگے موجود ہے۔ پس آپ نے انہیں امان دی اور اپنی توبہ پر قائم رہے حتیٰ کہ آپ زاہد' عابد اور سردار بن گئے پھر آپ قابل اقتدار سردار بن گئے اور آپ کے کلام اور کارناموں سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے۔

حضرت فضیل نے فرمایا ہے کہ اگر ساری دنیا حلال ہوتی تو میں اس کی پرواہ نہ کرتا اور میں اس طرح گھن محسوس کرتا جس طرح تم میں سے کوئی شخص مردار کے پاس سے گزرتے وقت گھن محسوس کرتا ہے کہ وہ اس کے کپڑوں کو نہ لگ جائے' آپ نے فرمایا ہے لوگوں کے لیے کام کرنا شرک ہے اور لوگوں کے لیے کام چھوڑنا ریاکاری ہے اور اخلاص یہ ہے کہ اللہ تم کو ان دونوں باتوں سے بچائے' ایک روز رشید نے آپ سے کہا آپ سے بڑا درویش کون ہے؟ آپ نے فرمایا تو مجھ سے بڑا درویش ہے اس لیے کہ میں نے اس دنیا کو چھوڑا ہے جو مچھر کے پر سے بھی کم حیثیت رکھتی ہے اور تو نے آخرت کو چھوڑ دیا ہے جس کی کوئی قیمت ہی نہیں ہے' میں فانی دنیا کا زاہد ہوں اور تو باقی رہنے والی دنیا کا زاہد ہے اور جو شخص موتی سے بے رغبتی کرے وہ مینگنی سے بے رغبتی کرنے والے سے بڑا زاہد ہے اور اس قسم کی باتیں ابو حازم سے بھی مروی ہیں کہ انہوں نے یہ باتیں سلیمان بن عبد الملک سے کہیں۔

آپ نے فرمایا اگر میرے لیے کوئی مقبول دعا ہوتی تو میں اسے امام کے لیے کرتا کیونکہ اس سے رعیت کی اصلاح ہوتی ہے اور جب وہ اچھا ہو جائے تو عباد اور بلاد پرسکون ہو جاتے ہیں اور آپ نے فرمایا ہے کہ میں اللہ کی نافرمانی کرتا ہوں تو میں یہ عادت اپنے گدھے' خادم' بیوی اور گھر کے چوہے میں بھی دیکھتا ہوں اور آپ نے قول الٰہی:

﴿ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ﴾ .

کے بارے میں فرمایا ہے کہ میں اسے اقلدوں سے کرتا ہوں اور اسے درست طور پر کرتا ہوں' بلاشبہ عمل کو خالصۃ للہ ہونا چاہیے اور حضرت نبی کریم ﷺ کی متابعت میں ٹھیک ہونا چاہیے۔

نیز اس سال بشر بن مفضل' عبد السلام بن حرب' عبد العزیز بن محمد الدراوردی' عبد العزیز العمی اور علی بن عیسیٰ جو موسم گرما کی جنگ میں قاسم کے ساتھ بلاد روم میں امیر تھا' معتمر بن سلیمان اور ابو شعیب البرانی درویش نے بھی وفات پائی' آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے براثا کی ایک جھونپڑی میں سکونت اختیار کی آپ اس میں الگ ہو کر عبادت کرتے تھے' پس رؤساء کی لڑکیوں میں سے ایک عورت کو آپ سے محبت ہوگئی اور اس نے دنیا اور اس کی سعادت وحشمت کو چھوڑ دیا اور آپ نے اس سے نکاح کرلیا اس نے بھی آپ کے ساتھ جھونپڑے میں اقامت اختیار کرلی اور عبادت کرتے کرتے دونوں فوت ہو گئے بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا نام جوہرہ تھا۔

۱۸۸ھ

اس سال ابراہیم بن اسرائیل نے موسم گرما کی جنگ لڑی اور صعفاف کے درے سے بلاد روم میں داخل ہو گیا اور نقفور اس کے مقابلہ کو نکلا اور نقفور کو تین زخم لگے اور اس نے شکست کھائی اور اس کے اصحاب میں سے چالیس ہزار سے زیادہ آدمیوں کو قتل کر دیا اور چار ہزار سے زیادہ سواریاں غنیمت میں حاصل کیں اور اس سال قاسم بن رشید نے مرج دابق میں پڑاؤ کیا اور اس سال رشید نے لوگوں کو حج کروایا اور یہ اس کا آخری حج تھا اور ابوبکر نے جب رشید کو حج سے واپس جاتے دیکھا اور وہ کوفہ سے گزرا تو کہا اس سال کے بعد رشید حج نہیں کرے گا اور نہ اس کے بعد کبھی کوئی خلیفہ حج کرے گا اور رشید نے بہلول المولہ کو دیکھا تو آپ نے اسے بہت اچھی نصائح کیں اور ہم نے فضل بن ربیع حاجب کے طریق سے روایت کی ہے وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے رشید کے ساتھ حج کیا اور ہم کوفہ سے گزرے تو کیا دیکھتے ہیں کہ بہلول مجنوں غیر معقول باتیں کر رہے ہیں' میں نے کہا امیر المومنین آ گئے ہیں خاموش ہو جاؤ وہ خاموش ہو گئے اور جب ہودج آپ کے سامنے آیا تو آپ نے فرمایا اے امیر المومنین' ایمن بن نائل نے مجھ سے بیان کیا کہ قدامہ بن عبداللہ عامری نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منیٰ میں ایک اونٹ پر سوار دیکھا اور آپ کے نیچے ایک بوسیدہ پالان تھا۔ پھر آپ نے دھتکارا اور نہ مارا اور نہ ادھر ادھر کیا' ربیع کا بیان ہے میں نے کہا یا امیر المومنین یہ بہلول ہیں اس نے کہا میں نے انہیں پہچان لیا ہے' اے بہلول کچھ کہو تو آپ نے کہا:

فرض کر لے کہ تو ساری دنیا کا بادشاہ بن گیا ہے اور لوگ تیرے مطیع ہو گئے ہیں تو پھر کیا ہوگا؟ کیا کل قبر کا پیٹ تیرا ٹھکانہ نہ ہوگا پھر لوگ یکے بعد دیگرے تجھ پر مٹھیوں سے مٹی ڈالیں گے۔

اس نے کہا اے بہلول آپ نے بہت اچھا کہا ہے' کہا کوئی اور بات بھی ہے؟ آپ نے فرمایا یا امیر المومنین ہاں جسے اللہ تعالیٰ مال اور حسن دے اور وہ اپنے حسن میں پاک دامن رہے اور مال سے لوگوں کی مدد کرے اللہ کے رجسٹر میں اس کا نام نیک لوگوں میں لکھا جاتا ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ اس نے خیال کیا کہ آپ کوئی بات کہنا چاہتے ہیں تو اس نے کہا ہم نے آپ کے قرض ادا کرنے کا حکم دے دیا ہے آپ نے فرمایا یا امیر المومنین ایسا نہ کیجیے' قرض' قرض کے بدلے میں ادا نہیں ہوتا' حق اس کے اہل کو واپس کرو اور اپنی جان کا قرض اپنی جان سے ادا کرو' اس نے کہا ہم نے حکم دیا ہے کہ آپ کی رسد جاری کر دی جائے تاکہ آپ اس سے کھانا کھائیں آپ نے فرمایا امیر المومنین ایسا نہ کیجیے۔ بلاشبہ وہ ذات پاک آپ کو عطا نہیں کرے گی اور مجھے بھول جائے گی اور دیکھو میں نے ایک عمر زندگی گزاری ہے اور آپ نے میری رسد جاری نہیں کی واپس چلے جایئے مجھے آپ کی رسد کی ضرورت نہیں۔ اس نے کہا یہ ایک ہزار دینار لے لیجیے آپ نے فرمایا یہ ان کے مالکوں کو واپس کر دو یہ تمہارے لیے بہتر ہوگا اور مجھے ان سے کیا کام ہے؟ واپس چلے جائیں آپ نے مجھے اذیت دی ہے' راوی بیان کرتا ہے رشید آپ کو چھوڑ کر واپس ہو گیا اور دنیا اس کی نگاہوں میں ہیچ ہو چکی تھی۔

اس سال وفات پانے والے اعیان

ابواسحاق فزاری:

ابراہیم بن محمد بن حارث بن اسماعیل بن خارجہ جو مغازی وغیرہ میں اہل شام کے امام ہیں۔ ثوری اور اوزاعی وغیرہ نے آپ سے علم سیکھا ہے آپ نے اس سال میں وفات پائی ہے اور بعض نے اس سے پہلے سال میں آپ کا وفات پانا بیان کیا ہے۔

ابراہیم موصلی:

ابراہیم بن ہامان بن بہمن ابواسحاق جو رشید وغیرہ کے شعراء گلوکار اور شراب نوش ساتھیوں میں سے ایک تھا۔ اس کی اصل ایرانی ہے' کوفہ میں پیدا ہوا اور اس کے نوجوانوں کے ساتھ رہا اور ان سے گانا سیکھا پھر موصل چلا گیا' پھر کوفہ واپس آ گیا تو لوگ اسے موصلی کہنے لگے پھر اس نے خلفاء سے رابطہ کیا سب سے پہلے اس نے مہدی سے رابطہ کیا اور رشید کے ہاں اس نے بڑا مرتبہ حاصل کیا اور یہ اس کے داستان سراؤں' شراب نوش ساتھیوں اور گلوکاروں میں شامل تھا' یہ مالدار ہو گیا اور اس کا مال بہت زیادہ ہو گیا' کہتے ہیں کہ اس نے ۲۴ کروڑ درہم ترکہ چھوڑا اور اس کی عجیب وغریب حکائیتیں ہیں۔ اس کی پیدائش ۱۲۵ھ میں کوفہ میں ہوئی اور بنی تمیم کی کفالت میں پروان چڑھا اور ان سے علم سیکھا اور انہی کی طرف منسوب ہو گیا اور گانے کے فن میں بڑا ماہر تھا اور اس کی شادی منصور کی بہن ملقب بہ زلزل کے ساتھ ہوئی تھی جو اس کے ساتھ باجا بجاتی تھی' پس جب یہ گاتا اور وہ باجا بجاتی تو مجلس میں جھوم اٹھتی' صحیح قول کے مطابق اس نے اس سال وفات پائی اور ابن خلکان نے الوفیات میں بیان کیا ہے کہ اس نے ابوالعتاہیہ اور ابوعمرو شیبانی نے بغداد میں ایک ہی دن ۲۱۳ھ میں وفات پائی مگر پہلا قول صحیح ہے۔ اس نے موت کے وقت یہ شعر کہا:

> خدا کی قسم میرا طبیب اس تکلیف سے اکتا گیا ہے جو برداشت کر رہا ہوں اور عنقریب میری موت کی خبر دشمن اور دوست کو دے دی جائے گی۔

اور اسی سال جریر بن عبدالحمید' رشید بن سعد' عبدۃ بن سلیمان' عقبہ بن خالد' عمر ابن ایوب العابد جو حضرت امام احمد بن حنبل کے مشائخ میں سے ہے نے وفات پائی اور ایک قول کے مطابق عیسیٰ بن یونس نے بھی اسی سال وفات پائی ہے۔

۱۸۹ھ

اس سال رشید حج سے واپس آیا اور رے کی طرف چلا گیا اور عزل ونصب کیا اور اسی سال اس نے علی بن عیسیٰ کو خراسان کی امارت دوبارہ دی اور ان علاقوں کے نائبین کئی اقسام اور کئی رنگوں کے تحائف وہدایا لے کر اس کے پاس آئے پھر وہ بغداد واپس لوٹ گیا اور عیدالاضحیٰ اسے قصر لصوص میں آئی اور اس نے اس کے پاس قربانی کی اور ۲۷ ذوالحجہ کو بغداد آیا اور جب وہ پل کے پاس سے گزرا تو اس نے جعفر بن یحییٰ برمکی کے جثہ کو جلانے کا حکم دیا جسے جلا کر دفن کر دیا گیا اور جس دن سے وہ قتل ہوا تھا اس سے لے کر وہ آج تک مصلوب تھا۔ پھر رشید بغداد سے رقہ کی طرف چلا گیا تا کہ وہاں سکونت اختیار کرے اور وہ بغداد اور اس کی عمدگی پر متاسف تھا اور رقہ میں اس کے قیام کا مقصد وہاں سے مفسدین کو دور کرنا تھا اور ابن عباس احنف نے رشید کے ساتھ ان کے جانے

کے بارے میں کہا ہے:

ہم نے سواریوں کو تین دن ٹھہایا حتیٰ کہ ہم چل پڑے اور ہم نے لیا ہو اور ہم نے درمیان فرق نہیں کیا جب ہم اُسے تو انہوں نے ہمارا حال دریافت کیا اور ہم نے ان کے سوال کے ساتھ ان کے وداع کو بھی ملا دیا۔

اور اس سال رشید نے ان مسلمان قیدیوں کا جو بلاد روم میں موجود تھے فدیہ دیا بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے وہاں مسلمانوں کا ایک قیدی بھی نہ چھوڑا اور اس باب میں ایک شاعر نے کہا ہے:

اور تیرے ذریعے وہ قیدی رہا ہوئے جن کے لیے قید خانوں کو پلستر کیا گیا جن میں کوئی قریبی عزیز رشتہ دار بھی نہیں جاتا' جب مسلمانوں کو ان کی رہائی نے درماندہ کر دیا تو وہ کہنے لگے مشرکین کے قید خانے ان کی قبریں ہیں۔

اور اس سال قاسم بن رشید نے مرج دابق میں رومیوں کے محاصرہ کے لیے پڑاؤ کیا اور اس سال عباس بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

علی بن حمزہ کسائی:

علی بن حمزہ بن عبداللہ بن فیروز ابوالحسن الاسدی الکوفی جوان کا غلام تھا اور کسائی کے نام سے مشہور تھا کیونکہ اس نے چادر میں احرام باندھا تھا اور بعض کا قول ہے کہ یہ حمزہ تیلی کے ساتھ چادر میں کام میں مشغول رہتا تھا اس لیے اسے کسائی کہتے ہیں اور یہ نحوی لغوی اور قراء ائمہ میں سے ایک تھا اس کی اصل کوفی ہے پھر اس نے بغداد کو وطن بنالیا اور رشید کو ادب سکھایا اور اس کے بیٹے امین کو بھی ادب سکھایا اور اس نے حمزہ بن حبیب الزیات کو اپنی قرأت سنائی اور وہ اسے قرأت سکھاتا تھا پھر اس نے اپنے لیے ایک قرأت پسند کر لی جسے یہ پڑھا کرتا تھا اور اس نے ابوبکر بن عیاش اور سفیان بن عیینہ وغیرہ سے روایت کی ہے اور اس سے یحییٰ بن زیاد الفراء اور ابوعبید نے روایت کی ہے' امام شافعی نے بیان کیا ہے کہ جو شخص نحو سیکھنا چاہے وہ کسائی کا محتاج ہے۔ کسائی نے نحو کے فن کو خلیل سے سیکھا ہے اور ایک روز اس نے اس سے پوچھا تو نے یہ علم کس سے حاصل کیا ہے اس نے کہا اس سے جو وادی حجاز میں رہتا ہے تو کسائی وہاں چلا گیا اور اس نے عربوں کے متعلق بہت کچھ لکھا ہے پھر یہ وہاں سے واپس خلیل کے پاس آیا تو وہ فوت ہو چکا تھا اور اس کی جگہ یونس صدر بنا بیٹھا تھا پس ان دونوں کے درمیان مناظرات ہوئے' جن میں یونس نے اس کی فضیلت کا اعتراف کیا اور اسے اپنی جگہ بٹھایا۔

کسائی کا بیان ہے کہ ایک روز میں نے رشید کو نماز پڑھائی تو میری قرأت مجھے بہت پسند آئی اور میں نے اس میں ایسی غلطی کی جو بچہ بھی نہیں کرتا میں نے چاہا کہ میں لعلھم یرجعون کہوں تو میں نے لعلھم ترجعین کہہ دیا مگر رشید نے اس کے رد کرنے کی جسارت نہ کی۔ پس جب میں نے سلام پھیرا تو اس سے پوچھا تو اس نے پوچھا یہ کون سی نعمت ہے؟ میں نے کہا بلاشبہ گھوڑا ابھی سکندری کھا جاتا ہے کہا یہ بات تو ٹھیک ہے اور ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ میں کسائی سے ملا تو وہ غمگین بیٹھا تھا میں نے

پوچھا کیا بات ہے؟ کہنے لگا یحییٰ بن خالد نے میرے پاس آدمی بھیجا ہے کہ وہ مجھ سے کچھ باتیں دریافت کرے اور میں غلطی سے ڈرتا ہوں اس نے کہا جو چاہیں کہیں آپ کسائی ہیں اس [illegible] نے کہا اگر میں کہوں کہ میں نہیں جانتا تو اللہ تعالیٰ اس زبان کو قطع کر دے اور ایک روز کسائی نے ایک ترکھان سے کہا یہ دونوں دروازے کتنے کے ہوں گے؟ اس نے کہا دو سمندری سیپیوں کے یا دو تھپیڑوں کے۔

کسائی نے مشہور قول کے مطابق اس سال ۷۰ سال کی عمر میں وفات پائی' یہ بلادری میں رشید کے ساتھ تھا اور اس کے نواح میں یہ اور محمد بن حسن ایک ہی روز فوت ہوئے' رشید کہا کرتا تھا میں نے فقہ اور عربی زبان کوری میں دفن کر دیا ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ کسائی نے ۱۸۲ھ میں طوس میں وفات پائی ہے اور ایک شخص نے کسائی کو خواب میں دیکھا تو اس چہرہ ماہ تمام کی طرح تھا۔ اس نے پوچھا تیرے رب نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے اس نے کہا اس نے مجھے قرآن کی برکت سے بخش دیا ہے میں نے پوچھا اس نے حمزہ کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے اس نے کہا وہ علیین میں ہے اور ہم اسے ستارے کی طرح دیکھ سکتے ہیں۔

حضرت محمد بن حسن بن زفر:

ابوعبداللہ شیبانی ان کا غلام تھا اور حضرت امام ابوحنیفہ کا ساتھی' آپ کی اصل دمشق کی ایک بستی ہے آپ کا باپ عراق آیا اور آپ واسط میں ۱۳۲ھ میں پیدا ہوئے' کوفہ میں پرورش پائی اور حضرت امام ابوحنیفہ' مسعر' ثوری' عمر بن ذر اور مالک بن مغول سے سماع کیا اور مالک بن انس' اوزاعی اور ابو یوسف کی طرف کتابت کی اور بغداد میں سکونت اختیار کر لی اور وہاں حدیث بیان کی اور جب امام شافعی بغداد آئے تو آپ نے ۱۸۴ھ میں ان کی طرف سے کتابت کی اور رشید نے آپ کو رقہ کا قاضی مقرر کیا پھر معزول کر دیا۔

آپ اپنے اہل سے فرمایا کرتے تھے تم مجھ سے دنیا کی کسی حاجت کے متعلق سوال نہ کرنا تم میرے دل کو مشغول کر دو گے اور میرے مال میں سے جو لینا چاہتے ہو لے لو' بلاشبہ یہ بات میرے دل کو فارغ کرنے والی اور میرے غم کو کم کرنے والی ہے' امام شافعی نے فرمایا ہے میں نے آپ کی مانند کوئی فربہ اندام عالم نہیں دیکھا اور نہ ہی آپ سے زیادہ مہربان اور فصیح دیکھا ہے اور میں جب آپ کو قرآن پڑھتے سنتا ہوں تو یوں معلوم ہوتا ہے قرآن آپ کی زبان میں نازل ہو رہا ہے۔ نیز آپ نے فرمایا ہے کہ میں نے آپ سے بڑا اعقل مند نہیں دیکھا آپ دل و نگاہ کو بھر دیتے تھے۔ طحاوی نے بیان کیا ہے کہ امام شافعی نے حضرت محمد بن حسن سے کتاب السیر طلب کی تو آپ نے انہیں عاریۃً دینے کا جواب نہ دیا تو آپ نے ان کی طرف لکھا:

> جس شخص کی نظیر میری آنکھوں نے نہیں دیکھی گویا کہ جس نے آپ کو دیکھا ہے اس نے آپ سے پہلے لوگوں کو دیکھ لیا ہے اسے کہہ دیجیے کو علم' اہل علم کو منع کرتا ہے کہ وہ اسے اہل علم سے روک کر رکھیں۔ شاید اسے اہل علم پر خرچ کرنا واجب ہو۔

راوی بیان کرتا ہے کہ آپ نے اسی وقت اسے عاریۃً نہیں بلکہ ہدیۃً آپ کے پاس بھیج دیا اور ابراہیم الحربی نے بیان کیا

ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل سے دریافت کیا گیا' یہ باریک مسائل آپ نے کہاں سے حاصل کیے ہیں؟ آپ نے فرمایا حضرت محمد بن حسن رحمۃ اللہ کی کتب سے اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ نے اور کسائی نے اس سال ایک ہی دن وفات پائی اور رشید نے کہا:

میں نے آج فقہ اور لغت دونوں کو اکٹھے دفن کر دیا ہے۔

آپ کی عمر ۵۸ سال تھی۔

۱۹۰ھ

اس سال سمرقند کے نائب رافع بن لیث بن نصر بن سیار نے اطاعت چھوڑ دی اور اپنی طرف دعوت دی اور اس کے اہل شہر اور اس طرف کے بہت سے لوگوں نے اس سے موافقت کی اور اس کا معاملہ بڑھ گیا اور خراسان کا نائب علی بن عیسیٰ اس کے مقابلہ میں گیا تو رافع نے اسے شکست دی جس سے معاملہ بگڑ گیا اور اسی سال رشید ۲۰ رجب کو بلاد روم سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا اور اس نے اپنے سر پر ٹوپی پہنی جس کے بارے میں ابوالمعلا الکلابی نے کہا:

جو شخص تجھ سے ملاقات کا ارادہ رکھتا ہے وہ تجھے حرمین میں یا سرحدوں کی انتہا پر ملے تو دشمن کے علاقے میں تیز رفتار گھوڑے پر ہوتا ہے اور پرسکون علاقے میں مٹی کی انگیٹھی پر ہوتا ہے جو لوگ امور پر جانشین بنے ہیں ان میں سے تیرے سوا کسی نے سرحدوں کو اکٹھا نہیں کیا۔

پس وہ چلتا چلتا طوانہ پہنچ گیا اور اس نے وہیں پڑاؤ کیا اور نفقور نے اس کی طرف اطاعت کرنے اور ہر سال اپنا اور اپنے بچوں اور اپنے اہل مملکت کی طرف سے پندرہ ہزار دینار ٹیکس اور جزیہ دینے کا پیغام بھیجا اور اس نے رشید سے اس لڑکی کا مطالبہ کیا جسے انہوں نے قیدی بنا لیا تھا' وہ ان کے بادشاہ ہرقلہ کی بیٹی تھی اور اس نے اپنے بیٹے سے اس کی منگنی کر دی تھی' پس رشید نے اسے ہدیا' تحائف اور خوشبو کے ساتھ روانہ کر دیا اور رشید نے اس پر شرط عائد کی کہ وہ ہر سال تین لاکھ دینار دیا کرے اور ہرقلہ کو آباد نہ کرے پھر رشید واپس آ گیا اور عقبہ بن جعفر کو جنگ پر نائب مقرر کیا اور اہل قبرص نے عہد شکنی کی تو معیوف بن یحییٰ نے ان سے جنگ کی اور اس کے باشندوں کو قیدی بنا لیا اور ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور عبدالقیس کے ایک شخص نے بغاوت کی تو رشید نے اسے قتل کرنے کے لیے آدمی بھیجا اور اس سال عیسیٰ بن موسیٰ ہادی نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

اسد بن عمرو بن عامر ابوالمنذر البجلی الکوفی جو حضرت امام ابوحنیفہ کے دوست تھے آپ نے بغداد اور واسط میں قضاء کا کام کیا اور جب آپ کی نظر بند ہو گئی تو آپ نے خود کو قضا سے معزول کر دیا۔ حضرت امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ آپ راست باز تھے اور ابن معین نے آپ کو ثقہ قرار دیا ہے اور علی بن المدینی اور امام بخاری نے آپ پر اعتراض کیا ہے۔

سعدون مجنون:

آپ نے ساٹھ سال روزے رکھے' آپ کا دماغ کمزور ہو گیا تو لوگوں نے آپ کو مجنون کہنا شروع کر دیا ایک روز آپ

حضرت ذوالنون مصری کے دائرہ کے پاس کھڑے تھے تو آپ نے ان کا کلام سنا اور چیخ ماری پھر کہنے لگے:

جو شخص ہمدرد نہ ہو اس کے پاس بیماری کی شکایت کرنے میں کوئی بھلائی نہیں اور جب صبر نہ ہو سکے تو شکایت کرنا ضروری ہو جاتا ہے اصمعی نے بیان کیا ہے کہ میں آپ کے پاس سے گزرا تو آپ ایک مدہوش شیخ کے پاس بیٹھے اس سے مکھیاں ہٹا رہے تھے میں نے آپ سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ میں آپ کو اس شیخ کے سر پر بیٹھا دیکھ رہا ہوں؟ آپ نے فرمایا یہ مجنون ہے میں نے پوچھا آپ مجنون ہیں یا وہ؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ وہ مجنون ہے اس لیے کہ میں نے ظہر وعصر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی ہے اور اس نے نہ جماعت کے ساتھ اور نہ اکیلے نماز پڑھی ہے اور اس کے ساتھ اس نے شراب بھی پی ہے اور میں اسے نہیں پیتا میں نے پوچھا کیا آپ نے اس باب میں کچھ اشعار کہے ہیں؟ آپ نے کہا ہاں پھر کہنے لگے:

میں نے شراب کو شرابیوں کے لیے چھوڑ دیا ہے اور خالص پانی پینے لگا ہوں کیونکہ شراب عزت دار آدمی کو ذلیل کرتی ہے اور روشن چہروں کو سیاہ کر دیتی ہے پس اگر یہ نوجوان کے لیے جائز ہوتی تو بڑھاپا آنے پر اس سے کیا عذر ہو سکتا ہے۔

حمید بن حمید:

صہیب ابوعبدالرحمٰن تمیمی کوفی' آپ امین کے مؤدب تھے' آپ نے اعمش وغیرہ سے روایت کی ہے اور آپ سے حضرت امام احمد بن حنبل نے روایت کی ہے اور آپ ان کی تعریف کیا کرتے تھے۔

یحییٰ بن خالد بن برمک:

ابوعلی وزیر اور جعفر برمکی کا باپ' مہدی نے اپنے بیٹے رشید کو اس کے سپرد کیا تو اس نے اس کی پرورش کی اور اس کی بیوی نے فضل بن یحییٰ کے ساتھ اسے دودھ پلایا اور جب رشید خلیفہ بنا تو اس نے اس کے حق کو پہچانا اور وہ کہا کرتا تھا میرے باپ نے کہا ہے اور اس نے امور خلافت کو اس کے سپرد کر دیا اور یہ مسلسل اسی پوزیشن میں رہا حتیٰ کہ برامکہ کو مصیبت پہنچی اور اس نے جعفر کو قتل کر دیا اور اس کے باپ یحییٰ کو قید میں رکھا حتیٰ کہ وہ اس سال مر گیا اور وہ ایک کریم' فصیح اور صحیح الرائے شخص تھا جس کے امور سے خیر وصلاح واضح ہوتی تھی' ایک روز اس نے اپنے بیٹوں سے کہا ہر چیز میں سے کچھ حاصل کرو بلاشبہ جو کسی چیز سے ناواقف ہوتا ہے وہ اس سے دشمنی کرتی ہے اور اس نے اپنے بیٹوں سے کہا جو اچھی بات تم سنتے ہو اسے لکھ لو اور جو اچھی بات تم لکھتے ہو اسے یاد کر لو اور جو اچھی بات تم یاد کرتے ہوں اسے بیان کرو اور وہ انہیں کہا کرتا تھا جب دنیا تمہارے پاس آئے تو اس سے خرچ کرو بلاشبہ وہ باقی نہیں رہے گی اور جب وہ پشت پھیر جائے تو بھی اس سے خرچ کرو بلاشبہ وہ باقی نہیں رہے گی اور جب راستے میں سوار ہونے کی حالت میں کوئی سائل اس سے سوال کرتا تو وہ کم از کم اس کے لیے دوسو درہم کا حکم دیتا' ایک روز ایک شخص نے کہا:

اے پاک دامن یحییٰ کے ہمنام' تیرے لیے ہمارے رب کے فضل سے دو باغات مقدر کئے گئے ہیں جو شخص بھی راستے میں تیرے پاس سے گزرتا ہے تمہاری بخشش سے اسے دوسو درہم ملتے ہیں' میرے لیے جیسے شخص کے لیے دوسو درہم تھوڑے ہیں تو وہ جلد باز سوار کے لیے ہیں''۔

اس نے کہا تو نے درست کہا ہے اور اس نے حکم دیا اور گھر کی طرف اس سے سبقت کر گیا اور جب واپس آیا تو اس کے

متعلق دریافت کیا گیا دیکھتا ہے کہ اس نے نکاح کرلیا ہے اور وہ اپنے اہل کے پاس جانا چاہتا ہے تو اس نے چار ہزار درہم اسے اس کی بیوی کا مہر دیا اور چار ہزار مکان کے لیے دیا اور چار ہزار سامان کے لیے دیا اور چار ہزار آمدنی تحفہ کا دیا اور چار ہزار مدد مانگنے کا دیا۔

ایک روز ایک شخص نے آکر اس سے سوال کیا تو اس نے کہا تو ہلاک ہو جائے تو ایسے وقت میرے پاس آیا ہے جس وقت میرے قبضے میں کوئی مال نہیں اور اس نے میرے ایک دوست کو میرے پاس بھیجا کہ وہ اس سے مطالبہ کرے کہ جو کچھ وہ پسند کرتا ہے اسے بھیج دے' نیز یہ کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ تو اپنی لونڈی کو فروخت کرنا چاہتا ہے اور تو نے اس کے تین ہزار دینار دیئے ہیں اور میں عنقریب اسے طلب کروں گا' اسے تیس ہزار دینار سے کم میں فروخت نہ کرنا' پس وہ میرے پاس آئے اور وہ میرے ساتھ سودا کرنے میں بیس ہزار دینار تک پہنچے اور جب میں نے اس کے متعلق سنا تو میرا دل اس سودے کو واپس کرنے سے کمزور ہو گیا اور میں نے اس کی بیع کو قبول کرلیا سو اس نے لونڈی کو لے لیا اور میں نے بیس ہزار دینار لے لئے اور اس نے وہ لونڈی یحییٰ کو ہدیۃً دے دی اور جب یحییٰ سے میری ملاقات ہوئی تو اس نے پوچھا تو نے اس لونڈی کو کتنے میں فروخت کیا ہے؟ میں نے کہا بیس ہزار دینار میں' اس نے کہا تو خسیس آدمی ہے' لو اپنی لونڈی لے جاؤ اور اس نے فارس کے حاکم کی طرف آدمی بھیجا کہ اس سے میرے لیے مطالبہ کرے کہ وہ اس سے کوئی چیز ہدیۃً مانگتا ہے اور میں عنقریب اس سے اس کا مطالبہ کروں گا اور وہ اسے پچاس ہزار سے کم میں فروخت نہ کرے پس لوگ میرے پاس آئے اور وہ اس کی قیمت میں تیس ہزار تک پہنچے میں نے اسے ان کے پاس فروخت کر دیا اور جب میں اس کے پاس آیا تو اس نے اسی طرح مجھے ملامت کی اور اسے مجھے واپس کر دیا میں نے کہا میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ وہ آزاد ہے اور میں نے اس سے نکاح کرلیا ہے۔ نیز میں نے کہا اس لونڈی نے مجھے پچاس ہزار دینار کا فائدہ دیا ہے آج کے بعد میں اس کے متعلق کوتاہی نہیں کروں گا۔

خطیب نے بیان کیا ہے کہ رشید نے منصور بن زیاد سے دس کروڑ درہم کا مطالبہ کیا اور اس کے پاس صرف ایک کروڑ درہم تھے' پس اس کا دل گھبرا گیا اور اس نے دھمکی دی تھی کہ اگر وہ آج ہی اس کے پاس دراہم نہ لایا تو وہ اسے قتل کر دے گا اور اس کے گھر کو برباد کر دے گا' اس نے یحییٰ بن خالد کے پاس آکر اس سے اپنے معاملے کا ذکر کیا تو اس نے اسے پانچ کروڑ درہم دے دیئے اور اس نے اپنے بیٹے فضل سے بھی دو کروڑ جلد دینے کو کہا اور بیٹے سے کہنے لگا اے پسر من! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو ان دراہم سے جاگیر خریدنا چاہتا ہے اور یہ جاگیر شکر لاتی اور زمانے تک باقی رہتی ہے اور اس نے اپنے بیٹے سے اس کے لیے ایک کروڑ درہم لے لیا اور اس کی لونڈی سے دنانیر کا ہار ایک لاکھ بیس ہزار میں خرید لیا اور اسے دیکھنے والے نے کہا ہم نے اسے دو کروڑ کا خیال کیا تھا' پس جب اموال کو رشید کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے ہار واپس کر دیا' اس نے وہ ہار یحییٰ کی لونڈی کو دیا اور دینے کے بعد اس نے اسے واپس نہ لیا اور اس کے بعض بیٹوں نے جب کہ وہ قید خانے اور بیڑیوں میں تھے اسے کہا اے میرے باپ امرونہی اور آسائش کے بعد ہم اس حال کو پہنچ گئے ہیں' اس نے کہا میرے بیٹو! مظلوم کی دعا رات کو چلی اور ہم اس سے غافل تھے لیکن اللہ اس سے غافل نہیں تھا پھر وہ کہنے لگا:

بہت سے لوگ ہیں جو ایک زمانے تک خوش حال رہے اور زمانہ سرسبز وشاداب رہا پھر زمانے نے کچھ عرصہ ان سے اعراض کیا اور جب وہ گفتگو کرتے تھے تو زمانہ انہیں خون کے آنسو رلاتا تھا۔

اور یحییٰ بن خالد ہر مہینے سفیان بن عیینہ کو ایک ہزار درہم دیا کرتا تھا اور سفیان اپنے سجود میں اس کے لیے دعا کرتا تھا کہ اے اللہ اس نے مجھے اخراجات سے کفایت کی ہے اور مجھے عبادت کے لیے فارغ کر دیا ہے اور تو اس کے امر آخرت کے بارے میں اسے کفایت کر' اور جب یحییٰ فوت ہو گیا تو آپ کے ایک ساتھی نے اسے خواب میں دیکھا تو اس نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے اس نے کہا مجھے اس نے سفیان کی دعا سے بخش دیا ہے۔

یحییٰ بن خالد رحمۃ اللہ نے اس سال کی ۳ محرم کو ۷۰ سال کی عمر میں قید خانے میں وفات پائی اور اس کے بیٹے نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اسے فرات کے کنارے دفن کیا گیا اور اس کی جیب سے اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک رقعہ ملا جس میں لکھا تھا مخالف سبقت کر گیا ہے اور مدعی علیہ بعد میں آنے والا ہے اور فیصلہ کرنے والا وہ عادل ہے جسے نہ مجبور کیا جا سکتا ہے اور نہ وہ دلیل کا محتاج ہے۔ یہ رقعہ رشید کے پاس لے جایا گیا تو وہ اسے پڑھ کر دن بھر روتا رہا اور بقیہ ایام میں بھی اس کے چہرے پر افسوس کے آثار نمایاں رہے اور ایک شاعر نے یحییٰ بن خالد کے بارے میں کہا ہے:

میں نے سخاوت سے پوچھا کیا تو آزاد ہے اس نے جواب دیا نہیں' بلکہ میں تو یحییٰ بن خالد کی غلام ہوں میں نے پوچھا زر خرید غلام ہو اس نے کہا نہیں بلکہ وراثتی غلام ہوں۔

۱۹۱ھ

اس سال خراسان کے نواح میں ثروان بن سیف نامی شخص نے بغاوت کر دی اور وہ شہر بہ شہر پھرنے لگا۔ پس رشید نے طوق بن مالک کو اس کے مقابلہ میں بھیجا جس نے اسے شکست دی اور ثروان زخمی ہو گیا اور اس کے عام اصحاب قتل ہو گئے اور اس نے رشید کو فتح کا خط لکھا اور اسی سال شام میں ابوالنداء نے بغاوت کی اور رشید نے یحییٰ بن معاذ کو اس کے مقابلہ میں بھیجا اور اسے شام کا نائب بھی مقرر کر دیا اور اس سال بغداد میں برف پڑی اور اسی سال یزید بن مخلد الہبیری نے دس ہزار فوج کے ساتھ بلاد روم سے جنگ کی اور رومیوں نے درے میں اس کی نگرانی کی اور طرطوس سے دو دن کی مسافت پر اسے اس کے پچاس اصحاب کے ساتھ قتل کر دیا اور باقی فوج بھی شکست کھا گئی اور رشید نے ہرثمہ بن اعین کو موسم گرما کی جنگ کا منتظم مقرر کیا اور تیس ہزار فوج اس کے ساتھ کر دی جس میں خادم مسرور بھی شامل تھا اور اخراجات بھی اس کے سپرد تھے اور رشید حدت کی طرف چلا گیا تاکہ ان کے نزدیک رہے اور رشید نے کلیساؤں اور خانقاہوں کے گرانے کا حکم دے دیا اور ذمیوں کو اس بات کا پابند کیا کہ وہ بغداد اور دیگر شہروں میں اپنی ہیئت اور لباس میں امتیاز پیدا کریں اور اس سال رشید نے علی بن موسیٰ کو خراسان کی امارت سے معزول کر دیا اور ہرثمہ بن اعین کو اس کا امیر مقرر کر دیا اور اسی سال رشید نے شوال میں ہرقلہ کو فتح کیا اور اسے برباد کر دیا اور اس کے باشندوں کو قیدی بنا لیا اور سرزمین روم سے فوجوں کو عین زربہ اور کنیسہ سودار کی طرف بھیجا اور ہر روز ہرقلہ میں ایک لاکھ پینتیس ہزار رسد

بانے والے داخل ہوئے اور اس نے حمید بن معیوف کو ساحل شام سے مصر تک امیر مقرر کر دیا اور اس نے جزیرہ قبرص میں داخل ہو کر اس کے باشندوں کو قیدی بنالیا اور ان کو رافقہ لے جا کر فروخت کر دیا اور پادری کی قیمت دو ہزار دینار پڑی ان کو قاضی ابوالبختری نے فروخت کیا۔

اور اس سال فضل بن سہیل نے مامون کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور فضل بن عباس بن محمد بن علی عباسی والی مکہ نے اس سال لوگوں کو حج کروایا اور اس سال کے بعد ۲۱۵ھ تک لوگوں نے موسم گرما کی کوئی جنگ نہیں لڑی۔

اس سال میں وفات پانے والے

سلمہ بن الفضل الابرش، عبدالرحمٰن بن القاسم جو فقیہ اور مالک بن یونس بن ابی اسحاق سے روایت کرنے والے ہیں۔ آپ رشید کے پاس آئے تو اس نے آپ کے لیے تقریباً پچاس ہزار درہم کا حکم دیا مگر آپ نے اس مال کو قبول نہ کیا اور فضل بن موسیٰ شیبانی، محمد بن سلمہ اور محمد بن الحسین المصیصی نے بھی اس سال وفات پائی جو ایک ثقہ درویش تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے پچاس سال سے کوئی ایسی بات نہیں کی جس پر مجھے معذرت کرنی پڑے اور معمر الرقی نے بھی اسی سال وفات پائی ہے۔

۱۹۲ھ

اس سال ہرثمہ بن اعین خراسان کا نائب بن کر خراسان آیا اور اس نے علی بن عیسیٰ کو گرفتار کر لیا اور اس کے اموال و ذخائر پر قبضہ کر لیا اور اسے ایک اونٹ پر اس کی دم کی طرف منہ کر کے سوار کر دیا اور بلاد خراسان میں اس کی منادی کرادی اور رشید کو اس کے متعلق خط لکھا تو اس نے اس امر پر اس کا شکریہ ادا کیا پھر اس کے بعد اس نے اسے رشید کے پاس بھیج دیا اور اسے بغداد میں اس کے گھر میں قید کر دیا گیا اور اس سال رشید نے ثاقب بن نصر بن مالک کو سرحدوں کی نیابت سونپی اور اس نے بلاد روم میں داخل ہو کر مطمورہ کو فتح کر لیا۔

اور اسی سال ثاقب بن نصر کے ہاتھ پر مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان صلح ہوئی اور اسی سال خرید نے جبل اور بلاد آذربائیجان میں بغاوت کی اور رشید نے عبداللہ بن مالک بن الھیثم خزاعی کو دس ہزار سواریوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں بھیجا تو اس نے ان میں سے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور ان کے بچوں اور عورتوں کو قیدی بنالیا اور انہیں بغداد لے آیا رشید نے اسے ان میں سے بالغ مردوں کے قتل کر دینے کا حکم دیا اور بچوں کو اسی سال فروخت کر دیا گیا اور اس سے قبل خزیمہ بن حازم نے ان سے معرکہ آرائی کی تھی اور اس سال کے ربیع الاول میں رشید رقہ سے کشتیوں میں بغداد آیا اور اس نے رقہ میں اپنے بیٹے قاسم کو نائب مقرر کیا اور اس کے آگے آگے خزیمہ بن حازم تھا اور رشید کا ارادہ خراسان جا کر رافع بن لیث سے جنگ کرنے کا تھا جس نے اطاعت چھوڑ دی تھی اور سمرقند کے علاقے میں بہت سے شہروں پر قابض ہو گیا تھا پھر رشید شعبان میں خراسان جانے کے لیے نکلا اور اس نے اپنے بیٹے محمد امین کو نائب مقرر کیا اور مامون نے اس خوف سے کہ اس کا بھائی امین اس سے خیانت نہ کرے اپنے باپ سے اس کے ساتھ جانے کی اجازت مانگی تو اس نے اسے اجازت دے دی اور وہ اس کے ساتھ روانہ ہو گیا اور راستے میں رشید

نے اپنے ایک امیر کے پاس اپنے تینوں بیٹوں کی بدسلوکی کی شکایت کی جنہیں اس نے اپنے بعد ولی عہد بنایا تھا اور اس نے اسے اپنے جسم کی بیماری بھی دکھائی نیز اس نے کہا کہ امین' مامون اور قاسم تینوں کی جانب سے مجھ پر جاسوس مقرر ہیں اور وہ میرے سانس گن رہے ہیں اور میرے ایام کے خاتمہ کے متمنی ہیں اور یہ بات ان کے لیے بہت بری ہوگی۔ کاش وہ جانتے' پس اس امیر نے اس کے لیے دعا کی پھر رشید نے اسے حکم دیا کہ وہ اپنی عملداری کی طرف چلا جائے اور اسے الوداع کہا یہ اس کی آخری ملاقات تھی۔

اور اسی سال ثروان حروری نے بغاوت کی اور سلطان کے عامل کو بصرہ کے کنارے قتل کر دیا اور اسی سال رشید نے الہیصم الیمانی کو قتل کیا اور عیسیٰ بن جعفر جو رشید سے ملنے کا خواہاں تھا راستہ ہی میں مر گیا اور اس سال عباس بن عبداللہ بن جعفر بن ابی جعفر منصور نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال وفات پانے والے اعیان

اسماعیل بن جامع:

ابن اسماعیل بن عبداللہ بن المطلب بن ابی وداعہ ابوالقاسم' جو ایک مشہور گلوکار تھا اور ان لوگوں میں سے تھا جن کی مثال بیان کی جاتی ہے' پہلے یہ قرآن حفظ کرتا تھا پھر اس نے قرآن حفظ کرنا ترک کر دیا اور گانے کے فن کی طرف متوجہ ہو گیا اور الاغانی کے مؤلف ابوالفرج بن علی بن الحسین نے اس سے بہت عجیب واقعات بیان کئے ہیں ان میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ اس نے بیان کیا کہ ایک روز میں حران میں اپنے بالا خانے سے دیکھ رہا تھا کہ اچانک ایک سیاہ فام لونڈی آئی جس کے پاس پانی بھرنے کے لیے ایک مشکیزہ تھا اس نے بیٹھ کر مشکیزہ رکھ دیا اور گانے لگی میں اللہ کے پاس اس کے بخل کی شکایت کرتا ہوں اور میری بخشش اس کے لیے شہد اور وہ ایلوا دیتی ہے میرے دل کی تکلیف کو واپس کر دے تو نے اسے قتل کر دیا ہے اور اسے پریشان دل مشتاق بنا کر نہ چھوڑ دے۔

راوی بیان کرتا ہے میں نے ایسی بات سنی جس میں صبر نہ سکتا تھا اور میں نے چاہا کہ وہ اسے دہرائے مگر وہ اٹھ کر واپس چلی گئی میں بھی بالا خانے سے اتر کر اس کے پیچھے پیچھے ہو لیا اور اس سے اس کے شعر دہرانے کا مطالبہ کرنے لگا وہ کہنے لگی میرے ذمے ہر روز دو درہم ٹیکس ہے میں نے اسے دو درہم دے دیئے تو اس نے شعر دہرا دیا اور میں نے اسے یاد کر لیا اور میں اسے اس دن دہرتا رہا اور جب صبح ہوئی تو وہ شعر مجھے بھول گیا اور وہ سیاہ فام لونڈی آئی تو میں نے اسے شعر دہرانے کو کہا تو اس نے دو درہم کے بغیر ایسا کرنے سے انکار کر دیا پھر کہنے لگی تو چار درہم کو زیادہ سمجھتا ہے حالانکہ میں دیکھ رہی ہوں کہ تو اس سے چار ہزار دینار حاصل کرے گا' راوی بیان کرتا ہے میں نے ایک شب رشید کو یہ شعر گا کر سنایا تو اس نے مجھے ایک ہزار دینار دیا پھر اس نے مجھ سے اسے تین بار دہرانے کا مطالبہ کیا اور مجھے تین ہزار دینار دیئے تو میں مسکرا دیا اس نے پوچھا کس وجہ سے مسکرائے ہو؟ تو میں نے سارا واقعہ بیان کر دیا تو وہ ہنس پڑا اور میری طرف ایک تھیلی پھینکی جس میں ایک ہزار دینار تھا اور کہنے لگا میں سیاہ فام لونڈی کی تکذیب نہیں کروں گا اور اسی طرح اس سے بیان کیا گیا ہے کہ اس نے بیان کیا کہ ایک روز صبح کو میں مدینہ میں تھا اور میرے پاس صرف

تین درہم تھے کیا دیکھتا ہوں کہ ایک لونڈی گردن پر مٹکا اٹھائے کنوئیں کی طرف جانا چاہتی ہے اور وہ دوڑ رہی ہے اور غمناک آواز میں گا رہی ہے:

ہم نے اپنے احباب کے پاس طوالت شب کی شکایت کی تو انہوں نے کہا ہمارے ہاں تو شب بہت چھوٹی ہوتی ہے اور یہ اس لیے کہ ان کی آنکھوں کو جلد نیند آ جاتی ہے اور ہماری آنکھوں کو نیند نہیں آتی اور جب عاشق کو تکلیف دینے والی رات نزدیک آتی ہے تو ہم گھبرا جاتے ہیں اور وہ اس کے نزدیک آنے سے خوش ہوتے ہیں اور اگر انہیں ہم جیسی تکلیف سے پالا پڑتا تو وہ بھی بستروں میں ہماری طرح ہوتے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے اس سے ان اشعار کے دہرانے کا مطالبہ کیا اور اسے تینوں درہم دے دیئے تو وہ کہنے لگی تو ان کے بدلے میں تین ہزار دینار لے گا اور رشید نے مجھے ایک رات میں اس گانے پر تین ہزار دینار دیئے۔

بکر بن النطاح:

ابووائل حنفی بصری مشہور شاعر ہے جو رشید کے زمانے میں بغداد آیا اور ابوالعتاہیہ سے میل جول رکھتا تھا' ابوعفان نے بیان کیا ہے عادل محدثین میں سے چار بڑے شاعر ہیں جن میں سب سے اول بکر بن النطاح ہے اور المبرد نے بیان کیا ہے کہ میں نے حسن بن رجاء کو بیان کرتے سنا کہ شعراء کی ایک پارٹی ایک دوسرے کو شعر سنانے کے لیے اکٹھی ہوئی اور بکر بن النطاح بھی ان کے ساتھ تھا اور جب وہ اپنے مقابلے سے فارغ ہوئے تو بکر بن النطاح نے اپنے بارے میں شعر سنائے:

اگر وہ رضامندی کا خط لکھ دیتی تو اسے یہ بات نقصان نہ دیتی اور آنکھوں کی پلکیں خشک ہو جاتیں یا انہیں نیند آ جاتی' اس کے نزدیک محبت کرنے والے عاشق کے بارے میں سفارش مردود ہے' کاش! وہ مر جاتا' اے نفس صبر کر اور جان لے کہ اس سے امید کرنے والا گزرے ہوئے لوگوں کی طرح ہے' پلکیں کسی قاتل کے دیکھنے سے بیمار نہیں ہوئیں مگر اس نے انہیں بیمار کر دیا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ شاعر اس کی طرف سبقت کر کے اس کے سر کو بوسے دینے لگے اور جب وہ فوت ہو گیا تو ابوالعتاہیہ نے اس کا مرثیہ کہا:

ابن نطاح ابووائل بکر فوت ہو گیا ہے اور شعر بھی جدا ہو گیا ہے۔

اور اسی سال حضرت بہلول مجنون نے بھی وفات پائی' آپ کوفہ کے قبرستان میں رہتے تھے اور خوبصورت کلمات کہتے تھے اور آپ نے رشید وغیرہ کو نصائح کیں جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

عبداللہ بن ادریس:

الاودی الکوفی' آپ نے اعمش' ابن جریج' شعبہ' مالک اور ان کے علاوہ بہت سے لوگوں سے سماع کیا اور آپ سے آئمہ کی کئی جماعتوں نے روایت کی ہے' رشید نے آپ کو قاضی بنانے کے لیے دعوت دی تو آپ نے فرمایا میں اس کے اہل نہیں اور شدید انکار کیا اور اس نے آپ سے قبل وکیع سے بھی دریافت کیا تو انہوں نے بھی اسی طرح انکار کر دیا اور اس نے حفص بن غیاث

کوطلب کیا تو اس نے قاضی کا عہدہ قبول کرلیا اور اس نے ان میں سے ہر ایک کو اس کلفت سفر کی وجہ سے جو اس نے برداشت کی پانچ ہزار درہم دیئے مگر وکیع اور ابن ادریس نے انہیں قبول نہ کیا اور حفص نے انہیں قبول کرلیا تو ابن ادریس نے قسم کھائی کہ وہ کبھی اس سے بات نہیں کریں گے اور رشید نے ایک سال حج کیا اور کوفہ سے گزرا تو قاضی ابو یوسف' امین اور مامون بھی اس کے ساتھ تھے اور رشید نے حکم دیا کہ شیوخ حدیث اکٹھے ہو کر اس کے دونوں بیٹوں کو سماع کرائیں تو ابن ادریس اور عیسیٰ بن یونس کے سوا سب اکٹھے ہو گئے اور امین اور مامون جمع شدہ مشائخ کے سماع سے فراغت کے بعد ابن ادریس کے پاس گئے تو آپ ان دونوں کو ایک سو احادیث کا سماع کرایا اور مامون نے آپ سے کہا اے چچا! اگر آپ چاہیں تو میں ان احادیث کو اپنے حفظ سے دہرا دوں تو آپ نے اسے اجازت دے دی تو اس نے جس طرح ان احادیث کو سنا تھا' اپنے حفظ سے دہرا دیا تو آپ اس کے حفظ سے حیران رہ گئے۔ پھر مامون نے آپ کے لیے مال کا حکم دیا تو آپ نے اس سے کچھ بھی قبول نہ کیا۔ پھر وہ دونوں عیسیٰ بن یونس کے پاس گئے اور آپ سے سماع کیا پھر مامون نے آپ کے لیے دس ہزار درہم کا حکم دیا مگر آپ نے انہیں قبول نہ کیا' مامون نے خیال کیا شاید آپ نے ان دراہم کو کم خیال کیا ہے اور اس نے انہیں دوگنا کر دیا آپ نے فرمایا اگر تو اس مسجد کو چھت تک مال سے بھر دے تو میں اسے حدیث رسول کے عوض میں ہرگز قبول نہیں کروں گا اور جب ابن ادریس کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ کی بیٹی رو پڑی آپ نے پوچھا تو کیوں روتی ہے؟ میں نے اس گھر میں چار ہزار قرآن ختم کیے ہیں۔

صعصعہ بن سلام:

آپ کو ابن عبداللہ دمشقی بھی کہا جاتا ہے' پھر آپ اندلس منتقل ہو گئے اور عبدالملک بن معاویہ اور اس کے بیٹے ہشام کے زمانے میں اسے وطن بنا لیا آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم حدیث اور اوزاعی کے مذہب کو اندلس میں داخل کیا ہے اور آپ قرطبہ میں امام الصلوٰۃ مقرر ہوئے اور آپ ہی کے زمانے میں جامع مسجد میں درخت لگائے گئے جیسا کہ اوزاعی اور شامی اسے جائز سمجھتے ہیں اور مالک اور آپ کے اصحاب اسے ناپسند کرتے ہیں اور آپ نے مالک اوزاعی اور سعید بن عبدالعزیز سے روایت کی ہے اور آپ سے ایک جماعت نے روایت کی ہے جس میں عبدالملک بن حبیب فقیہ بھی شامل ہیں اور انہوں نے کتاب الفقہاء میں آپ کا ذکر کیا ہے اور ابن یونس نے اپنی تاریخ تاریخ مصر میں اور حمیدی نے تاریخ اندلس میں آپ کا ذکر کیا ہے اور آپ کی وفات اس سال میں تحریر کی ہے اور ابن یونس نے بیان کیا ہے کہ آپ پہلے شخص ہیں جو اندلس میں علم حدیث لائے ہیں اور اس نے بیان کیا ہے کہ آپ نے تقریباً ۱۸۰ھ میں وفات پائی ہے مگر حمیدی نے اس سال میں آپ کی وفات کا جو قول لکھا ہے وہ زیادہ پائیدار ہے۔

علی بن ظبیان:

ابوالحسن العبسی بغداد کے مشرقی حصے کے قاضی تھے' رشید نے آپ کو قاضی بنایا تھا' آپ حضرت امام ابوحنیفہ کے اصحاب میں سے ثقہ عالم تھے پھر رشید نے آپ کو قاضی القضاۃ بنا دیا اور جب رشید کے ہاں سے آپ باہر نکلتے تو رشید بھی آپ کے ساتھ باہر نکلتا آپ نے اس سال قومیبین میں وفات پائی۔

عباس بن احنف:

ابن اسود بن طلحہ مشہور شاعر ہے' یہ خراسانی عربوں میں سے تھا اور اس نے بغداد میں پرورش پائی ہے اور یہ لطیف' ظریف' متبول اور اچھے شعر کہنے والا تھا' ابوالعباس نے کہا ہے کہ عبداللہ المعتز نے بیان کیا ہے کہ اگر مجھ سے دریافت کیا جائے کہ تو لوگوں میں سے کس کو سب سے اچھے شعر کہنے والا سمجھتا ہے؟ تو میں کہوں گا عباس کو۔

لوگوں نے ہمارے بارے میں ظنون کے دامن گھسیٹے ہیں اور ہمارے بارے میں مختلف اقوال بیان کئے ہیں وہ شخص جھوٹا ہے جس نے تمہارے غیر پر ظن سے تہمت لگائی ہے اور وہ سچا ہے جس کو معلوم ہی نہیں کہ اس نے سچ کہا ہے۔

ایک شب رشید نے رات کو اسے طلب کیا تو وہ گھبرا گیا اور اس کی بیویاں بھی خوفزدہ ہوگئیں اور جب رشید کے سامنے کھڑا ہوا تو اس نے اسے کہا تو ہلاک ہو جائے۔ میری ایک لونڈی کے بارے میں میرے سامنے ایک مصرعہ آیا ہے میں چاہتا ہوں کہ تو اس کے ساتھ ایک اس جیسا مصرعہ لگا دے اس نے کہا یا امیر المومنین میں اس شب سے زیادہ کبھی نہیں ڈرا' اس نے پوچھا کیوں؟ اس نے کہا رات کے وقت آپ کے محافظوں کے آنے کی وجہ سے پھر وہ بیٹھ گیا حتیٰ کہ اس کا دل مطمئن ہوگیا پھر کہنے لگا یا امیر المومنین آپ نے کیا کہا ہے؟ اس نے کہا:

ہم نے اسے مہربان پایا ہے اور ہم نے کسی بشر کو اس کی مانند نہیں پایا اور جوں جوں میں اس کی طرف دیکھتا ہوں اس کے چہرے کی خوبصورتی میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔

رشید نے کہا اس پر اضافہ کرو تو اس نے کہا:

جب رات تجھ پر حملہ آور ہوتی ہے اور چھا جاتی ہے اور تو فجر کو نہیں دیکھتا تو وہ اپنے چہرے کو نمایاں کر دیتی ہے اور تو چاند کو دیکھ لیتا ہے۔

رشید نے کہا ہم نے اسے دیکھا ہے اور ہم نے تیرے لیے دس ہزار درہم کا حکم دے دیا اور اس کے جن اشعار کی وجہ سے بشار بن برد نے اسے تسلیم کیا اور اسے شعراء کی فہرست میں لکھا وہ یہ ہیں:

میں ان لوگوں کو روتا ہوں جنہوں نے مجھے اپنی محبت کا مزا چکھایا ہے اور جب وہ مجھے عشق کے لیے بیدار کر چکے تو خود سو گئے اور انہوں نے مجھے اٹھایا اور جب وہ بوجھ جو انہوں نے مجھ پر لادا میں اٹھا کر سیدھا اٹھ کھڑا ہوا تو وہ بیٹھ گئے۔

نیز اس نے کہا:

اے سعد تو نے مجھے اس کے متعلق باتیں بتا کر میرے جنون میں اضافہ کر دیا ہے۔ اے سعد مجھے مزید اپنی باتیں بتا۔

اس کا عشق' اس کا عشق ہے اور دل نے اس کے سوا کسی کو نہیں پہچانا اور نہ اس کا قبل اور بعد ہے۔

اصمعی نے بیان کیا ہے کہ میں عباس بن احنف کے پاس بصرہ گیا اور وہ اپنے بستر پر جان دے رہا تھا اور کہہ رہا تھا:

اے اپنے وطن سے اکیلے' دور گھر والے جو اپنے غم پر روتا ہے جب کبھی اس کا رونا زیادہ ہو جاتا ہے اس کے بدن میں بیماریاں زیادہ ہو جاتی ہیں۔

پھر اسے بے ہوشی ہوگئی پھر وہ درخت پر بیٹھے پرندے کی آواز سے ہوش آیا اور کہنے لگا:

دل کا غم بڑھ گیا ہے اور آواز دینے والا اس کی ٹہنیوں پر روتا ہے اسے بھی اسی نے شوق دلایا ہے جس نے مجھے دلایا ہے

اور ہم سب اپنے ٹھکانے پر روتے ہیں۔

راوی بیان کرتا ہے پھر وہ دوبارہ بے ہوش ہوگیا تو میں نے اسے ہلایا تو وہ مر چکا تھا' اصولی نے بیان کیا ہے کہ اس کی وفات اس سال ہوئی ہے اور بعض کا قول ہے کہ اس کے بعد ہوئی ہے اور بعض کا قول ہے کہ اس سے پہلے ۱۸۸ھ میں ہوئی ہے۔ واللہ اعلم' اور بعض مورخین کا خیال ہے کہ وہ رشید کے بعد بھی زندہ رہا ہے۔

عیسیٰ بن جعفر بن ابی منصور:

یہ زبیدہ کا بھائی تھا اور رشید کے زمانے میں بصرہ کا نائب تھا۔ اس نے بھی اسی سال وفات پائی ہے۔

فضل بن یحییٰ

ابن خالد برمک' جعفر کا بھائی رشید اور فضل دونوں اکٹھے دودھ پیتے تھے' خیزران نے فضل کو دودھ پلایا اور فضل کی ماں زبیدہ بنت بریہ نے ہارون الرشید کو دودھ پلایا اور یہ زبیدہ تبین البریہ کی مولدات میں سے تھی اور اس باب میں ایک شاعر نے کہا ہے:

تیرے لیے یہی فخر کافی ہے کہ بہترین شریف عورت نے تجھے اور خلیفہ کو ایک پستان سے دودھ پلایا ہے اور تو نے یحییٰ کو تمام میدانوں میں زینت بخشی ہے جیسے یحییٰ نے خالد کو تمام میدانوں میں زینت بخشی ہے۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ فضل اپنے بھائی جعفر سے زیادہ سخی تھا لیکن اس میں تکبر بہت تھا اور چیں بہ جبیں تھا اور جعفر اس کی نسبت خوبصورت اور کشادہ رو اور کم عطا کرنے والا تھا اور لوگ اس کی طرف زیادہ میلان رکھتے تھے' لیکن سخاوت کی عادت سب برائیوں کو چھپا لیتی ہے اور وہ فضل کی اس خصلت کو چھپا لیتی تھی اور فضل نے اپنے باورچی کو ایک لاکھ درہم دیئے تو اس کے باپ نے اس بات پر اسے ملامت کی تو اس نے کہا اے میرے باپ یہ عسر و نسر میں اور تنگدستی میں میرے ساتھ رہتا ہے اور یہ اس حال میں بھی مسلسل میرے ساتھ ہے اور اس نے میری اچھی صحبت کی ہے اور ایک شاعر نے کہا ہے:

شریف لوگ جب آسودہ حال ہو جاتے ہیں تو وہ ان لوگوں کو یاد کرتے ہیں جو سخت مقام پر ان کے پاس آیا کرتے تھے۔

ایک روز اس نے ایک ادیب کو دس ہزار دینار دیئے تو وہ رو پڑا اس نے اس سے دریافت کیا تو کیوں روتا ہے؟ کیا تو انہیں کم سمجھتا ہے۔ اس نے کہا قسم بخدا میں انہیں کم نہیں سمجھتا بلکہ میں اس بات پر روتا ہوں کہ زمین تیرے جیسے لوگوں کو کھا جائے گی یا چھپا لے گی۔

علی بن الجہم نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ ایک روز میرے پاس کچھ نہ تھا حتیٰ کہ سواری کے جانور کے لیے چارہ بھی نہ تھا۔ میں فضل بن یحییٰ کے پاس گیا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ لوگوں کی ایک جماعت کے ساتھ دارالخلافت سے آرہا ہے جب اس نے

مجھے دیکھا تو مجھے خوش آمدید کہا اور کہنے لگا آؤ' میں اس کے ساتھ چل پڑا' راستے میں اس نے ایک غلام کو ایک لونڈی کو گمہ سے بلاتے سنا اور وہ جس لونڈی سے محبت کرتا تھا اس کا نام لے کر بلا رہا ہے۔ پس وہ اس بات سے گھبرا گیا اور اسے اس بات سے جو تکلیف پہنچی اس کی اس نے شکایت کی میں نے کہا آپ کو وہ تکلیف پہنچی ہے جو بنو عامر کے ایک شخص کو پہنچی تھی وہ کہتا ہے۔

جب ہم منیٰ کے خیف مقام پر تھے تو ایک پکارنے والے نے پکارا اور اس نے دانستگی میں دل کے غموں کو برانگیختہ کر دیا' اس نے لیلیٰ کے نام سے کسی اور عورت کو آواز دی۔ گویا اس نے لیلیٰ کے ذریعے اس پرندے کو اڑا دیا جو میرے سینے میں تھا۔

اس نے کہا یہ دونوں شعر مجھے لکھ دو' راوی بیان کرتا ہے کہ میں ایک سبزی فروش کے پاس گیا اور میں نے ایک ورق کی قیمت پر اپنی انگوٹھی اس کے پاس رہن رکھی اور میں نے اس کے لیے دونوں شعر لکھے اس نے دونوں شعر لے کر کہا بھلائی کے ساتھ جاؤ میں اپنے گھر واپس آیا تو میرے غلام نے مجھے کہا اپنی انگوٹھی لاؤ تا کہ ہم اپنے کھانے اور جانور کے چارے کے لیے اسے رہن رکھیں' میں نے کہا میں نے اسے رہن رکھ دیا ہے اور ابھی شام نہیں ہوئی تھی کہ فضل نے میری طرف تیس ہزار نقرئی درہم بھیج دیئے اور ہر مہینے کا مجھے بقایا بھی دیا اور ایک مہینے کی مجھے پیشگی بھی دی۔

ایک روز ایک بڑا شخص فضل کے پاس آیا تو فضل نے اس کی عزت کی اور اسے اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا اور اس شخص نے اس کے پاس اپنے قرض کی شکایت کی اور اس سے اپیل کی کہ وہ اس باب میں امیر المومنین سے بات کرے' اس نے کہا بہت اچھا اور اس نے پوچھا کہ تیرا کتنا قرض ہے؟ اس نے کہا تین لاکھ درہم اور وہ اس کے ہاں سے قرض کی ادائیگی کی کمزوری کی وجہ سے غمگین ہو کر باہر نکلا پھر وہ اپنے ایک بھائی کے پاس گیا اور اس کے ہاں آرام کیا' پھر اپنے گھر لوٹ آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ مال اس سے پہلے اس کے گھر پہنچ چکا ہے اور اس کے متعلق ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

اے فضل بن یحییٰ بن خالد تجھے ایک فضیلت حاصل ہے اور ہر وہ شخص جسے فضل کے نام سے پکارا جائے اسے فضیلت حاصل نہیں ہوتی' اللہ تعالیٰ نے لوگوں میں تیرے احسان کو وسیع دیکھا ہے اور اس نے تیرا نام فضل رکھ دیا ہے اور اسم و فعل باہم مل جل گئے ہیں۔

اور رشید کے ہاں فضل' جعفر کی نسبت بڑا رتبہ رکھتا تھا اور جعفر' رشید کے ہاں اس سے خاص اور بڑا مرتبہ رکھتا تھا اور اس نے فضل کو بڑے بڑے کام سپرد کر رکھے تھے جن میں سے خراسان وغیرہ کی نیابت بھی تھی اور جب رشید نے برامکہ کو قتل کیا اور انہیں قید کیا تو اس نے اس فضل کو سو کوڑے مارے اور اسے مسلسل قید رکھا حتیٰ کہ وہ اس سال رشید سے پانچ ماہ قبل رقہ میں فوت ہو گیا اور اس محل میں اس کی نماز جنازہ پڑھی گئی جس میں اس کے اصحاب فوت ہوئے تھے پھر اس کے جنازہ کو باہر نکالا گیا تو لوگوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور وہیں اسے دفن کیا گیا' اس کی عمر ۴۵ سال تھی اور اس کی موت کا باعث اس کی زبان کا ثقل تھا جو جمعرات اور جمعہ کے دن بڑھ گیا اور وہ ہفتہ کو صبح کی اذان سے قبل فوت ہو گیا' ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ یہ محرم ۱۹۳ھ کا واقعہ ہے اور ابن جوزی نے ۱۹۲ھ میں اس کی وفات بیان کی ہے۔ واللہ اعلم۔

اور ابن خلکان نے اس کے حالات کے بیان میں بڑی طوالت سے کام لیا ہے اور اس کے محاسن و مکارم کے عجیب واقعات بیان کئے ہیں ان میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ جب وہ خراسان کا نائب تھا تو وہ بلخ گیا وہاں ایک آتش کدہ تھا جس کی مجوس پرستش کرتے تھے اور اس کا دادا برمک بھی اس کے خادموں میں سے تھا' پس اس نے آتش کدہ کا کچھ حصہ گرا دیا اور وہ اس کی مضبوطی کی وجہ سے سارے کو نہ گرا سکا اور اس کی جگہ اس نے خدا کی مسجد تعمیر کر دی' بیان کیا گیا ہے کہ وہ قید خانے میں ان اشعار کو بطور مثال پڑھا کرتا تھا اور روتا تھا:

ہمیں جو تکلیف پہنچی ہے ہم اللہ کے پاس اس کی شکایت کرتے ہیں اور مصیبت کا دور کر دینا اسی کے ہاتھ ہے' ہم دنیا سے نکل چکے ہیں' حالانکہ ہم اس کے باشندے ہیں' پس نہ ہم زندوں میں ہیں اور نہ مردوں میں ہیں اور جب داروغہ جیل کسی کام کے لیے ہمارے پاس آتا ہے تو ہم حیران ہو کر کہتے ہیں یہ دنیا سے آیا ہے۔

محمد بن امیہ:

یہ شاعر اور کاتب تھا اور ایسے گھرانے سے تعلق رکھتا تھا جس کے سارے آدمی ہی شاعر تھے اور بعض کے اشعار ایک دوسرے سے مل جل گئے۔

منصور بن الزبرقان:

ابن سلمہ ابوالفضل النمیری الشاعر' اس نے رشید کی مدح کی اور یہ اصلاً جزیرہ کا ہے اور اس نے بغداد میں اقامت اختیار کر لی اور اس کے دادا کو گدھوں کو مینڈھا کھلانے والا کہا جاتا ہے اور یہ واقعہ یوں ہے کہ اس نے کچھ لوگوں کی ضیافت کی تو گدھا ان کے اردگرد چکر لگانے لگے تو اس نے حکم دیا کہ گدھوں کے لیے ایک مینڈھا ذبح کیا جائے تاکہ اس کے مہمانوں کو اذیت نہ ہو تو اس کے لیے ایسا ہی کیا گیا اور ایک شاعر نے اس باب میں کہا ہے:

تیرا باپ بنو قاسط کا سردار ہے اور تیرا ماموں مینڈھے والا ہے جو گدھوں کو کھانا کھلاتا ہے۔

اور اس کے اشعار بہت اچھے ہیں اور کلثوم بن عمرو سے روایت کرتا ہے اور وہ اس کا شیخ بھی ہے جس سے اس نے گانا سیکھا تھا۔

یوسف بن قاضی ابو یوسف:

آپ نے سری بن یحییٰ اور یونس بن ابی اسحاق سے سماع کیا ہے اور رائے میں غور کیا اور فقیہ بن گئے اور اپنے باپ ابو یوسف کی زندگی میں بغداد کی شرقی جانب کے قاضی بنے اور رشید کے حکم سے جامع منصور میں لوگوں کو جمعہ پڑھایا اور اس سال کے رجب میں جب کہ آپ بغداد کے قاضی تھے' وفات پائی۔

۱۹۳ھ

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال کے محرم میں فضل بن یحییٰ نے وفات پائی اور ابن جوزی نے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے فضل کی وفات ۱۹۲ھ میں بیان کی ہے اور جو کچھ ابن جریر نے بیان کیا ہے وہ اقرب ہے اور اس سال سعید الجوہری نے وفات پائی ہے اور اسی سال رشید جرجان گیا اور علی بن عیسیٰ کے خزائن پندرہ سو اونٹوں پر لاد کر اس کے پاس پہنچے اور یہ اس سال کے صفر کا واقعہ ہے۔ پھر وہ بیماری کی حالت میں وہاں سے طوس منتقل ہو گیا اور وہیں اس کی وفات ہوئی اور اس سال عراق کے نائب ہرثمہ نے رافع بن لیث پر حملہ کر کے اسے شکست دی اور بخارا کو فتح کر لیا اور اس کے بھائی بشیر بن لیث کو قید کر لیا اور اسے رشید کے پاس طوس بھیج دیا اور اس نے چلنے میں دیر کر دی اور جب وہ اس کے سامنے کھڑا ہوا تو اس سے رحم طلب کرنے لگا مگر اس نے یہ بات قبول نہ کی اور کہنے لگا خدا کی قسم میری عمر اتنی ہی باقی رہ گئی ہے کہ میں اپنے دونوں ہونٹوں کو تیرے قتل کے متعلق حرکت دوں اور تجھے قتل کر دوں پھر اس نے ایک قصاب کو بلایا اور اس نے اس کے سامنے اس کے چودہ ٹکڑے کر دیئے پھر رشید نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ وہ اسے اس کے بھائی رافع پر بھی قابو دے جیسے اس نے اسے اس کے بھائی بشیر پر قابو دیا ہے۔

رشید کی وفات:

اس نے کوفہ میں ایک خواب دیکھا جس نے اسے گھبرا دیا اور غمگین کر دیا اور جبریل بن بختیشوع نے اس کے پاس آ کر کہا یا امیر المومنین آپ کو کیا ہوا ہے؟ اس نے کہا میں نے ایک ہتھیلی دیکھی ہے جس میں سرخ مٹی ہے اور وہ میرے تخت کے نیچے سے نکلی ہے اور ایک کہنے والا کہتا ہے یہ ہارون کی مٹی ہے، جبرئیل نے اس خواب کی اہمیت کو کم کرنے کے لیے اسے کہا یہ حدیث نفس کا ڈراؤنا خواب ہے، یا امیر المومنین اسے بھول جایئے اور جب وہ خراسان جاتے ہوئے طوس سے گزرا تو بیماری نے وہاں اسے روک لیا۔ اس نے اپنا خواب یاد کیا تو اس نے اسے خوفزدہ کر دیا اور اس نے جبریل سے کہا تو ہلاک ہو جائے کیا تجھے وہ خواب یاد نہیں جو میں نے تمہیں بتایا تھا؟ اس نے کہا بے شک، پس اس نے مسرور خادم کو بلایا اور کہا اس زمین کی کچھ مٹی میرے پاس لاؤ اور جب اس نے اسے دیکھا تو کہنے لگا خدا کی قسم یہی وہ ہتھیلی ہے جو میں نے دیکھی ہے اور یہی وہ مٹی ہے جو میں نے اس میں دیکھی ہے۔ جبریل نے کہا خدا کی قسم اس پر تین دن نہیں گزرے کہ وہ فوت ہو گیا اور اس نے اپنی موت سے قبل ہی اس گھر میں جس میں وہ رہائش پذیر تھا اپنی قبر کھودنے کا حکم دے دیا تھا اور وہ حمید بن ابی غانم طائی کا گھر تھا اور وہ اپنی قبر کو دیکھ کر کہنے لگا اے ابن آدم تو اس کی طرف جائے گا۔ پھر اس نے حکم دیا کہ لوگ اس کی قبر میں قرآن پڑھیں۔ انہوں نے قرآن پڑھ کر ختم کیا تو وہ اپنی قبر کے کنارے اسٹریچر پر پڑا تھا اور جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے چادر کی گوٹھ ماری اور بیٹھ کر موت کی بے ہوشی کو برداشت کرنے لگا، حاضرین میں سے ایک شخص نے اسے کہا، اگر آپ لیٹ جائیں تو آپ کو آسانی ہو جائے گی تو وہ صحیح طور پر ہنسا اور کہنے لگا کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا؟ کہ:

میں ان شرفاء میں سے ہوں جن کے صبر واستقلال میں زمانے کی سختیاں اضافہ کر دیتی ہیں۔

اس نے ہفتے کی رات کو اور بعض کے قول کے مطابق آغاز جمادی الآخرۃ ۱۹۳ھ کو ۵۷ سال اور بعض کے قول کے مطابق ۷۷ سال کی عمر میں وفات پائی اور اس کی حکومت ۲۳ سال رہی۔

اس کے حالات:

ہارون الرشید امیر المومنین ابن مہدی محمد بن منصور ابی جعفر عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب القرشی الہاشمی' ابو محمد اور اسے ابو جعفر بھی کہا جاتا ہے اور اس کی ماں خیزران ام ولد تھی' اس کی پیدائش شوال ۱۴۶ھ میں ہوئی اور ایک قول کے مطابق ۱۴۷ھ اور دوسرے قول کے مطابق ۱۴۸ھ اور تیسرے قول کے مطابق ۱۵۰ھ میں ہوئی اس کے بھائی موسیٰ ہادی کی وفات کے بعد اس کے باپ مہدی کی وصیت کے مطابق ربیع الاول ۱۷۰ھ میں اس کی بیعت ہوئی' اس نے اپنے باپ اور دادے سے حدیث روایت کی ہے اور ابن مبارک بن فضالہ سے عن حسن عن انس بن مالک سے بھی روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ آگ سے بچو خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا دے کر بچنا پڑے۔ اس نے اسے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے بیان کیا اور اس سے اس کے بیٹے اور اسحاق کے والد سلیمان ہاشمی اور نباتہ بن عمرو نے روایت کی ہے۔

رشید سفید رنگ' دراز قد' فربہ اندام اور خوب صورت شخص تھا اور اس نے اپنے باپ کی زندگی میں کئی بار موسم گرما کی جنگ لڑی اور اس کے قسطنطنیہ کا محاصرہ کرنے کے بعد مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان مصالحت ہوئی اور مسلمانوں کو اس میں بڑی کوشش کرنی پڑی اور انہیں شدید خوف لاحق ہوا اور الیون کی بیوی جس کا لقب اغطہ تھا کے ساتھ اس شرط پر مصالحت ہوئی کہ وہ ہر سال مسلمانوں کے لیے بہت سا بوجھ خرچ کرے گی جس سے مسلمان خوش ہو گئے اور یہ وہ شخص ہے جس نے اپنے باپ کو اپنے بھائی کے بعد ۱۶۶ھ میں اپنی بیعت لینے پر برانگیختہ کیا اور جب ۱۷۰ھ میں اسے خلافت مل گئی تو اس نے لوگوں کے ساتھ بہت اچھی روش اختیار کی اور بہت زیادہ جنگیں کیں اور حج کیے اسی وجہ سے ابو العلی نے اس کے بارے میں کہا ہے:

> جو شخص تیری ملاقات کا خواہاں ہے وہ حرمین یا سرحدوں کی انتہا پر تجھ سے ملاقات کرے اور دشمن کی زمین تو تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہوتا ہے اور آسودہ علاقے میں تو کجاوے پر بیٹھتا ہے اور جو لوگ امور کے جانشین ہوئے ہیں ان میں سے تیرے سوا کسی نے سرحدوں کو اکٹھے نہیں کیا۔

اور وہ ہر روز اپنے اصل مال سے ایک ہزار درہم صدقہ کرتا تھا اور جب وہ حج کرتا تو اپنے ساتھ ایک سو فقہاء اور ان کے بیٹوں کو حج کرواتا اور جب وہ حج نہ کرتا تو تین سو آدمیوں کو پورے اخراجات اور مکمل لباس کے ساتھ حج کرواتا اور وہ عطاء و بخشش کے سوا اپنے دادا ابو جعفر منصور سے تشبہ کو پسند کرتا تھا' بلاشبہ یہ بہت جلد بڑی بخشش کرنے والا تھا اور فقہاء اور شعراء کو پسند کرتا تھا اور انہیں عطا کرتا تھا اور کسی نیکی کو ضائع نہیں کرتا تھا اور اس کی انگشتری کا نقش لا الہ الا اللہ تھا اور یہ ہر روز سوائے اس کے کہ بیمار نہ ہو ایک سو رکعت نفل پڑھتا تھا۔ یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہو گیا اور ابن امیر اسے ہنسایا کرتا تھا اور اسے حجاز وغیرہ کے حالات کے جاننے میں بڑا مقام حاصل تھا اور رشید نے اسے اپنے محل میں ٹھہرایا ہوا تھا اور اسے اپنا فیملی ممبر بنا لیا تھا۔ ایک روز رشید نے اسے صبح کی نماز کے لیے جگایا تو اس نے اٹھ کر وضو کیا پھر اس نے رشید کو:

﴿ وَمَا لِيَ لَا أَعْبُدُ الَّذِي فَطَرَنِي ﴾.

''مجھے کیا ہوگیا ہے کہ میں اس کی عبادت نہیں کرتا جس نے مجھے پیدا کیا ہے''۔

پڑھتے پایا تو ابن مریم کہنے لگا خدا کی قسم میں نہیں جانتا تو کیوں اس کی عبادت نہیں کرتا' جس سے رشید کو ہنسی آ گئی اور اس نے نماز توڑ دی پھر اس نے اس کے پاس آ کر کہا تو ہلاک ہو جائے نماز اور قرآن سے تو اجتناب کیا کرو اور ان کے علاوہ باتوں میں جو چاہے کہہ۔

ایک روز عباس بن محمد رشید کے پاس آیا اور اس کے پاس چاندی کا ایک برتن تھا جس میں بہت اچھی خوشبو تھی اور وہ اس کی بہت تعریف کرنے لگا اور رشید سے کہنے لگا کہ آپ اسے قبول کر لیں۔ اس نے اسے قبول کر لیا اور اس سے اسے ابن مریم نے مانگ لیا تو اس نے وہ خوشبو اسے دے دی تو عباس اسے کہنے لگا تو ہلاک ہو جائے میں ایسی چیز لایا ہوں جو نہ میں نے خود لی ہے اور نہ اپنے اہل کو دی ہے اور میں نے اپنے آقا امیر المومنین کو دینے میں ترجیح دی ہے اور تو نے اس سے لے لی ہے۔ ابن مریم نے قسم کھا کر کہا کہ وہ اس سے اپنے سرین کو خوشبو لگائے پھر اس نے اس سے کچھ خوشبو لے کر اپنے سرین پر ملی اور اپنے تمام اعضاء کو اس سے خوشبو لگائی اور رشید ہنسی کے باعث اپنے آپ پر قابو نہ رکھتا تھا پھر اس نے ایک خادم کو جو ان کے پاس ہی کھڑا تھا اسے خاقان کہا جاتا تھا' کہا میرے غلام کو تلاش کرو' رشید نے کہا اس کے غلام کو اس کے پاس بلا لاؤ اور اس نے اسے کہا یہ خوشبو لو اور اسے ستک کے پاس لے جاؤ اور اسے حکم دو کہ وہ اس سے اپنے سرین پر خوشبو لگائے حتیٰ کہ میں اس کے پاس آ کر اس سے جماع کروں' پس رشید ہنسی سے لوٹ پوٹ ہوگیا۔ پھر ابن ابی مریم نے عباس بن محمد کے پاس آ کر کہا تو اس خوشبو کی تعریف کرتے ہوئے اسے امیر المومنین کے پاس لایا ہے حالانکہ آسمان جو کچھ برساتا ہے اور زمین جو کچھ اگاتی ہے وہ اس کے تصرف اور قبضے میں ہے اور اس سے عجیب تر بات یہ ہے کہ ملک الموت سے کہا گیا کہ اس نے جو حکم تجھے دیا ہے وہ نافذ کر دے اور تو اس کے پاس اس خوشبو کی تعریف کرتا ہے گویا وہ کوئی سبزی فروش یا نانبائی یا باورچی یا کھجوریں فروخت کرنے والا ہے' قریب تھا کہ رشید ہنسی سے مر جاتا پھر اس نے ابن مریم کے لیے ایک لاکھ درہم دینے کا حکم دیا۔

ایک روز رشید نے دوائی پی اور اس نے ابن ابی مریم سے کہا کہ وہ آج حجابت کے فرائض انجام دے اور جو کچھ اسے ملے وہ اس کے اور امیر المومنین کے درمیان نصف نصف ہوگا' پس اس نے اسے حجابت کا کام سپرد کر دیا اور ہر جانب سے یعنی زبیدہ' برامکہ اور بڑے بڑے امراء کی طرف سے ایلچی تحائف لانے لگے اور اس روز اسے ساٹھ ہزار دینار کی آمد ہوئی' دوسرے دن رشید نے اس سے پوچھا اسے کیا آمد ہوئی تھی اس نے اسے بتایا تو اس نے اس سے پوچھا میرا حصہ کہاں ہے؟ ابن ابی مریم نے کہا میں نے دس ہزار سیب پر آپ سے مصالحت کر لی ہے۔

اور اس نے ابو معاویہ محمد بن حازم نابینا کو حدیث سننے کے لیے بلایا' ابو معاویہ نے بیان کیا کہ میں نے اس کے پاس یہ حدیث بیان کی کہ میرے آقا محمد ﷺ نے بیان کیا ہے کہ جب وہ اس میں نصیحت کی بات سنے تو روئے اور مٹی کو آنسو سے تر کر دے اور ایک روز میں نے اس کے ہاں کھانا کھایا پھر میں اپنے ہاتھ دھونے کے لیے اٹھا تو اس نے مجھ پر پانی ڈالا اور میں اسے

دیکھ نہیں سکتا تھا۔ پھر اس نے کہا اے ابومعاویہ کیا تجھے معلوم ہے کہ تجھ پر کون پانی ڈالتا تھا؟ میں نے کہا نہیں! اس نے کہا امیر المومنین آپ پر پانی ڈال رہے تھے ابومعاویہ کا بیان ہے کہ میں نے اس کے لیے دعا کی تو اس نے کہا میں نے صرف علم کی تعظیم کرنا چاہی ہے اور ایک روز ابومعاویہ نے اسے عن الاعمش عن ابی صالح عن ابی ہریرہؓ حضرت آدم اور حضرت موسیٰ کے احتجاج کی حدیث بتائی تو رشید کے چچا نے کہا اے ابومعاویہ ان دونوں کی ملاقات کہاں ہوئی تھی؟ اس بات سے رشید سخت ناراض ہو کر کہنے لگا کیا تو حدیث پر اعتراض کرتا ہے؟ چمڑے کا فرش اور تلوار میرے پاس لاؤ یہ چیزیں حاضر کی گئیں تو لوگوں نے اس کے پاس جا کر اس کے بارے میں سفارش کی تو رشید کہنے لگا یہ زندقت ہے' پھر اس نے اسے قید کر دینے کا حکم دے دیا اور قسم کھائی کہ وہ اسے قید خانے سے اس وقت تک باہر نہیں نکالے گا جب تک وہ مجھے یہ نہ بتائے کہ اسے یہ بات کس نے پہنچائی ہے اور اس کے چچا نے مغلظ قسمیں کھا کر کہا کہ مجھے یہ بات کسی نے نہیں بتائی یہ بات میری حماقت سے میرے منہ سے تیزی میں نکل گئی ہے اور میں اس سے اللہ کے حضور توبہ واستغفار کرتا ہوں۔

اور ایک شخص کا بیان ہے کہ میں رشید کے پاس گیا تو اس کے سامنے ایک گردن کٹا شخص پڑا تھا اور جلاد اس مقتول شخص کی گدی میں اپنی تلوار صاف کر رہا تھا۔ رشید نے بیان کیا میں نے اسے اس لیے قتل کیا ہے کہ یہ قرآن کو مخلوق کہتا تھا اور اس کا یہ قتل میرے لیے قرب الٰہی کا باعث ہوگا اور ایک اہل علم نے بیان کیا ہے کہ یا امیر المومنین ان لوگوں کو دیکھیے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے محبت رکھتے ہیں اور انہیں مقدم کرتے ہیں اپنے اقتدار کے باعث ان کی عزت کیجیے۔ رشید نے کہا کیا میں ایسا نہیں کرتا۔ خدا کی قسم میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں اور جو ان دونوں سے محبت کرتا ہے اس سے بھی محبت کرتا ہوں اور جو ان دونوں سے بغض رکھتا ہے اسے سزا دیتا ہوں اور ابن السماک نے اسے کہا بلاشبہ اللہ نے کسی کو تجھ سے فوقیت نہیں دی پس کوشش کر کہ ان میں تجھ سے بڑھ کر اللہ کی اطاعت کرنے والا کوئی نہ ہو۔ اس نے کہا اگرچہ تو نے مختصر بات کی ہے لیکن نصیحت کرنے میں انتہا کر دی ہے۔

اور حضرت فضیل بن عیاض یا کسی اور نے اسے کہا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں میں سے کسی کو دنیا میں تجھ پر فوقیت نہیں دی' کوشش کر کہ ان میں سے آخرت میں بھی کوئی تجھ سے اوپر نہ ہو۔ اپنے نفس کے لیے محنت کر اور اسے اپنے رب کی اطاعت میں لگا۔ ایک روز ابن السماک اس کے پاس آئے تو رشید نے پانی مانگا' پس پانی کا ایک کوزہ لایا گیا جس میں ٹھنڈا پانی تھا' اس نے ابن السماک سے کہا مجھے نصیحت کرو۔ آپ نے کہا یا امیر المومنین اگر آپ سے اس پانی کو روک دیا جائے تو آپ اس کو کتنے میں خرید لیں گے؟ اس نے کہا اپنی نصف بادشاہت سے' آپ نے فرمایا اسے خوشی سے پیو اور جب وہ پی چکا تو آپ نے فرمایا اگر اسے باہر نکلنے سے روک دیا جائے تو تو اس کے عوض کیا دے گا اس نے کہا اپنی بادشاہت کا دوسرا نصف بھی دے دوں گا۔ آپ نے فرمایا وہ بادشاہت جس کی نصف قیمت پانی کا گھونٹ اور دوسرے نصف کی قیمت پیشاب کا ایک قطرہ ہے اس بات کے لائق ہے کہ اس میں باہم بطور مقابلہ رغبت نہ کی جائے ہارون یہ بات سن کر رو پڑا۔

اور ابن قتیبہ نے بیان کیا ہے کہ الریاشی نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے اصمعی کو بیان کرتے سنا کہ ایک روز میں رشید کے

پاس گیا تو وہ جمعہ کے روز اپنے ناخن تراش رہا تھا' میں نے اس بارے میں اس سے بات کی تو اس نے کہا جمعرات کے روز ناخن تراشنا سنت ہے اور مجھے اطلاع ملی ہے کہ انہیں جمعہ کے روز اتارنا فقر کو دور کرتا ہے میں نے کہا یا امیر المومنین کیا آپ فقر سے ڈرتے ہیں؟ اس نے کہا اے اصمعی کیا کوئی مجھ سے بڑھ کر بھی فقر سے ڈرنے والا نہیں؟

اور ابن عساکر نے بحوالہ ابراہیم مہدی روایت کی ہے کہ ایک روز میں رشید کے پاس تھا تو اس نے اپنے باورچی کو بلا کر پوچھا کیا کھانے میں تمہارے پاس اونٹوں کا گوشت بھی ہے؟ اس نے کہا ہاں کئی طرح کا گوشت ہے' اس نے کہا اسے کھانے کے ساتھ لاؤ اور جب کھانا اس کے سامنے رکھا گیا تو اس نے اس سے ایک لقمہ لیا اور اسے اپنے منہ میں رکھا تو جعفر برمکی ہنس پڑا' رشید نے لقمہ کو چبانا چھوڑ دیا اور اس کے پاس آ کر کہنے لگا تو کیوں ہنستا ہے؟ اس نے کہا یا امیر المومنین کوئی بات نہیں' کل شام میرے اور میری لونڈی کے درمیان جو بات ہوئی ہے وہ مجھے یاد آ گئی ہے' اس نے اسے کہا تجھے میرے حق کی قسم تو نے مجھے وہ کیوں نہیں بتائی' اس نے کہا آپ اس لقمہ کو کھالیں تو بتاتا ہوں تو اس نے اپنے منہ سے لقمہ پھینک دیا اور کہنے لگا خدا کی قسم تجھے وہ بات ضرور بتانی پڑے گی' اس نے کہا یا امیر المومنین آپ کے نزدیک اونٹوں کے گوشت کا یہ کھانا کتنے کا ہوگا؟ اس نے کہا چار درہم کا' اس نے کہا قسم بخدا نہیں بلکہ یا امیر المومنین یہ چار لاکھ درہم کا ہے' اس نے پوچھا کیسے؟ اس نے کہا آپ نے اس دن سے طویل عرصہ پہلے اپنی باورچی سے اونٹ کا گوشت طلب کیا تھا اور ہم روزانہ امیر المومنین کے مطبخ کے لیے اونٹ ذبح کرتے ہیں کیونکہ ہم بازار سے اونٹ کا گوشت نہیں خریدتے اور اس دن سے لے کر آج کے دن تک اونٹ کے گوشت پر چار لاکھ درہم خرچ ہو چکے ہیں اور امیر المومنین نے صرف آج ہی اونٹ کا گوشت طلب کیا ہے۔ جعفر کا بیان ہے کہ میں اس لیے ہنس پڑا کہ امیر المومنین نے صرف یہی لقمہ لیا ہے اور یہ امیر المومنین کے لیے چار لاکھ ہے۔

راوی بیان کرتا ہے رشید بہت رویا اور اس نے اپنے سامنے سے دسترخوان اٹھا دینے کا حکم دیا اور اپنے آپ کو ملامت کرنے لگا اور کہنے لگا اے ہارون خدا کی قسم تو ہلاک ہو گیا ہے اور وہ مسلسل روتا رہا حتیٰ کہ مؤذنین نے اسے ظہر کی نماز کی اطلاع دی اس نے باہر نکل کر لوگوں کو نماز پڑھائی پھر واپس آ کر رونے لگا حتیٰ کہ مؤذنین نے اسے عصر کی نماز کی اطلاع دی اور اس نے حرمین کے فقراء میں دو کروڑ درہم خرچ کرنے کا حکم دیا۔ یعنی ہر حرم میں ایک ایک کروڑ اور دو کروڑ درہم بغداد کی شرقی اور غربی جانب صدقہ کرنے کا حکم دیا اور ایک کروڑ درہم کوفہ اور بصرہ کے فقراء پر صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ پھر وہ نماز عصر کو چلا گیا پھر روتا ہوا واپس آ گیا حتیٰ کہ اس نے مغرب کی نماز پڑھی پھر واپس آیا تو قاضی ابو یوسف اس کے پاس آئے اور پوچھنے لگے یا امیر المومنین کیا بات ہے کہ آج آپ رو رہے ہیں؟ تو اس نے اپنے واقعہ کا اور اس کی خواہش کی خاطر جو بہت سا مال خرچ ہوا اس کا ذکر کیا اور یہ کہ اس نے اس سے صرف ایک لقمہ لیا ہے' ابو یوسف نے جعفر سے کہا کیا تم جن اونٹوں کو ذبح کرتے تھے ان کا گوشت خراب ہو جاتا تھا یا لوگ اسے کھا جاتے تھے اس نے کہا لوگ اسے کھا جاتے تھے تو انہوں نے کہا اے امیر المومنین گزشتہ دنوں لوگوں نے جو مال کھایا ہے اس پر آپ کو اللہ کے ثواب کی خوشخبری ہو اور اس بات کی بھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو صدقہ کی توفیق دی ہے اور اس کی بھی کہ اللہ نے آج آپ کو اپنے خوف سے حصہ دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

''اور جو شخص اپنے رب کے مقام سے خوف کھا جائے اس کے لیے دو باغات ہیں''۔

تو رشید نے قاضی ابو یوسف کو چار لاکھ درہم دینے کا حکم دے دیا۔ پھر اس نے کھانا منگوایا اور اس سے کھایا اور اس نے آج صبح کا کھانا شام کو کھایا۔

اور عمرو بن بحر جاحظ نے بیان کیا ہے کہ رشید میں مذاق اور سنجیدگی ایسے جمع ہوئی تھی کہ اس کے بعد کسی میں جمع نہیں ہوئی' ابو یوسف اس کے قاضی تھے اور برامکہ اس کے وزراء تھے اور فضل بن ربیع اس کا حاجب تھا جو بڑا بیدار مغز اور بڑی عظمت والا تھا اور عباسیہ کا دوست عمر بن العباس اس کا ندیم تھا اور مروان بن ابی حفصہ' اس کا شاعر تھا اور ابراہیم موصلی جو اپنے فن میں یکتائے روزگار تھا اس کا مغنی تھا اور ابن ابی مریم اس کا مسخرہ تھا اور برصوم اس کا نے نواز تھا اور ام جعفر یعنی زبیدہ اس کی بیوی تھی جو ہر نیکی اور اچھے کام کی طرف سب لوگوں سے زیادہ راغب تھی۔ اس نے حرم سے پانی رک جانے کے بعد اس میں پانی داخل کیا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھوں سے بہت سے اچھے کام کروائے۔

خطیب بغدادی نے روایت کی ہے کہ رشید کہا کرتا تھا کہ ہم ایسے لوگ ہیں جن کی مصیبت بڑی ہے اور ان کی بعثت اچھی ہے۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے وارث ہیں اور ہم میں اللہ کی خلافت باقی رہ گئی ہے۔ ایک روز رشید بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا کہ ایک آدمی اسے ملا اور کہنے لگا یا امیر المومنین میں آپ سے کچھ سخت باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا نہیں اور نہ ہی وہ آنکھ ٹھنڈی ہو اور اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو جو تجھ سے بہتر تھا اس کی طرف بھیجا جو مجھ سے برا تھا اور اسے حکم دیا تھا اس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا اور شعیب بن حرب سے روایت ہے کہ میں نے رشید کو مکہ کے راستے میں دیکھا تو میں نے اپنے دل میں کہا تجھ پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہے' نفس نے مجھے ڈرایا اور کہنے لگا وہ ابھی تجھے قتل کر دے گا' میں نے کہا ایسا ہونا ضروری ہے' میں نے آواز دے کر اسے کہا اے ہارون تو نے لوگوں کو اور بہائم کو درماندہ کر دیا ہے۔ اس نے کہا اسے پکڑ لو مجھے اس کے پاس لے جایا گیا تو اس کے ہاتھ میں آہنی کلہاڑی تھی جس سے وہ اپنی کرسی پر بیٹھ کر کھیل رہا تھا۔ اس نے پوچھا تو کون شخص ہے؟ میں نے کہا ایک مسلمان ہوں اس نے کہا تیری ماں تجھے کھو دے تو کس جگہ سے تعلق رکھتا ہے' میں نے کہا انبار سے' اس نے کہا تجھے میرا نام لے کر آواز دینے پر کس بات نے آمادہ کیا ہے؟ اس نے کہا میرے دل میں ایک خیال گزر رہا ہے جو اس سے پہلے نہیں گزرا میں نے کہا میں اللہ کو اس نام سے پکارتا ہوں یا اللہ کیا میں تجھے تیرے نام سے نہ پکاروں اور اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے ان لوگوں کو جو اسے سب سے زیادہ محبوب ہیں ان کا نام لے کر پکارا ہے: اے آدم علیہ السلام' اے نوح علیہ السلام' اے ہود علیہ السلام' اے صالح علیہ السلام' اے ابراہیم علیہ السلام' اے موسیٰ علیہ السلام' اے عیسیٰ علیہ السلام' اے محمد ﷺ اور مخلوق میں سب سے بڑے لوگوں کو ان کی کنیت سے پکارا ہے اور فرمایا ہے: ابولہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہو جائیں' رشید نے کہا اسے باہر نکالو' اسے باہر نکالو۔

اور ایک روز ابن السماک نے اسے کہا تو اکیلا ہی مرے گا اور اکیلا ہی قبر میں داخل ہوگا اور اکیلا ہی اس سے اٹھے گا' پس اللہ عزوجل کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر' کوئی توبہ قبول نہ ہوگی اور نہ کسی لغزش سے درگزر ہوگی اور جنت اور دوزخ کے درمیان مقام ہوگا' جب خاموشی پر گرفت ہوگی اور قدم لغزش کھا جائیں گے اور ندامت ہوگی نہ توبہ قبول ہوگی نہ لغزش معاف ہوگی اور نہ مال

کا فدیہ قبول ہوگا' پس رشید رونے لگا حتیٰ کہ اس کی آواز بلند ہوگئی اور یحییٰ بن خالد نے آپ سے کہا اے ابن السماک تونے آج شب امیر المومنین کو مشقت میں ڈال دیا ہے اور آپ ؒ اٹھ کر اس ہال سے روتے ہوئے باہر چلے گئے اور حضرت فضیل بن عیاض نے کلام میں اسے وعظ کی شب کو اسے کہا اے خوبصورت چہرے والے تو ان سب کی طرف سے جواب دہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وتقطعت بهم الاسباب ﴾ .

''ان کے رشتے ختم ہوجائیں گے''۔

راوی نے بیان کیا ہے کہ لیث نے بحوالہ مجاہد ہم سے بیان کیا کہ وہ رشتے جو دنیا میں ان کے درمیان پائے جاتے تھے ختم ہوجائیں گے۔ پس وہ رو پڑا حتیٰ کہ سسکیاں لینے لگا اور حضرت فضیل نے فرمایا ہے کہ ایک روز رشید نے مجھے بلایا اور اس نے اپنے گھروں کو آراستہ کیا ہوا تھا اور کھانے پینے اور لذات کا بہت سا سامان تیار کیا ہوا تھا۔ پھر اس نے ابوالعتاہیہ کو بلایا اور اسے کہنے لگا ہم جس عیش وآسائش میں ہیں اس کی صفت ہمارے سامنے بیان کرو تو اس نے کہا:

جب تک چاہے محلات کی چوٹیوں کے سائے میں صحیح سلامت رہ اور تو جو چیز چاہتا ہے شام سے صبح تک تیری طرف دوڑتی آتی ہے اور جب جاں کنی کے وقت سینے کی تنگی سے سانس غرغراتا ہے تو وہاں تجھے یقین سے پتہ چلے گا کہ تو دھوکے میں تھا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ رشید یہ بات سن کر بہت رویا اور فضل بن یحییٰ نے اسے کہا امیر المومنین نے تجھے خوش کرنے کے لیے بلایا تھا اور تو نے انہیں غمگین کر دیا ہے؟ رشید نے اسے کہا اسے چھوڑ دو اس نے ہمیں اندھے پن میں دیکھا تو اس نے ہمیں مزید اندھا کرنے کو ناپسند کیا اور ایک اور طریق سے ہے کہ رشید نے ابوالعتاہیہ سے کہا مجھے مختصر طور پر اشعار میں نصیحت کرو تو اس نے کہا:

کسی لحظہ اور کسی سانس میں موت سے بے خوف نہ ہو۔ خواہ تو پردوں اور محافظوں سے فیض یاب ہے اور یاد رکھ موت کے تیر ہر زرہ پوش اور ہر ڈھال والے کو سیدھے آ لگتے ہیں تو نجات کا طالب ہے اور اس کے راستوں پر چلتا نہیں' بلاشبہ کشتی خشکی پر رواں نہیں ہوتی۔

راوی بیان کرتا ہے کہ رشید غش کھا کر گر پڑا اور ایک دفعہ رشید نے ابوالعتاہیہ کو قید کر دیا اور اس پر نگران مقرر کر دیا کہ جو کہے اس کے پاس لے کر آئے اور اس نے ایک بار قید خانے کی دیوار پر لکھا:

قسم بخدا' ظلم ایک نحوست ہے اور برا آدمی ہمیشہ ہی ظالم ہوتا ہے' ہم جزاء کے دن جزاء وسزا دینے والے کے پاس جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں جھگڑا کرنے والے اکٹھے ہوجائیں گے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اس نے اسے بلا کر ایک ہزار دینار دیا اور اسے رہا کر دیا اور حسن بن ابی الفہم نے بیان کیا ہے کہ محمد بن عباد نے بحوالہ سفیان بن عیینہ ہم سے بیان کیا کہ میں رشید کے پاس گیا تو اس نے پوچھا تمہارا کیا حال ہے؟ میں نے کہا:

اللہ کی نگاہ سے گھر پوشیدہ نہیں رہتے اور تحمل وسکوت لمبا ہوگیا ہے۔

اس نے کہا اے فلاں ابن عیینہ کو اور اس کی اولاد کو ایک لاکھ درہم کافی ہوگا اور رشید کو کچھ نقصان نہیں دے گا۔ اصمعی نے بیان کیا ہے کہ میں حج میں رشید کے ساتھ تھا۔ ہم ایک وادی سے گزرے تو اس کے کنارے پر ایک خوبصورت عورت اپنے آگے پیالہ رکھے مانگ رہی تھی اور کہہ رہی تھی:

سالوں کی ہلاکتوں نے ہمیں ہلاک کر دیا ہے اور زمانے کے حوادث نے ہمیں تیر مارے ہیں اور ہم تمہارے پاس ہاتھ پھیلائے آئے ہیں تا کہ تمہارے زاد اور طعام سے کچھ حاصل کریں' اے بیت الحرام کے زائرو! ہمیں دے کر اجر وثواب حاصل کرو' جس نے مجھے دیکھا ہے اس نے مجھے اور میرے پالان کو دیکھ لیا ہے۔ میری مسافرت اور میرے حقیر مقام پر رحم کرو۔

اصمعی نے بیان کیا ہے کہ میں نے رشید کے پاس جا کر اسے اس عورت کے متعلق بتایا تو وہ خود آ کر اس کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا اور اس کی بات سنی اور اس پر رحم کیا اور رویا اور مسرور خادم کو حکم دیا کہ اس کے پیالے کو سونے سے بھر دے اس نے اسے بھر دیا تو وہ دائیں بائیں گرنے لگا اور ایک دفعہ رشید نے ایک بدو کو حج کے راستے میں اپنے اونٹوں کو ہانکتے ہوئے کہتے سنا:

اے غم کے سنگم تو مر جائے گا اور تیری رکھ بچ جائے گی اور وہ تجھے کیسے تعویز دے گا جب کہ قلم خشک ہو چکا ہے اور تیری صحت گر گئی ہے۔

رشید نے اپنے ایک خادم سے کہا تیرے پاس کیا ہے؟ اس نے کہا چار سو دینار ہیں' اس نے کہا انہیں اس بدو کو دے اور جب اس نے ان دراہم کو پکڑ لیا تو اس کے ساتھی نے اس کے کندھے پر اپنا ہاتھ مارا اور بطور مثال کہنے لگا:

میں قعقاع بن عمرو کا ہم نشین ہوں اور قعقاع کا ہم نشین بد بخت نہیں ہوتا۔

رشید نے ایک خادم کو حکم دیا کہ جو کچھ اس کے پاس ہے وہ مثال کے طور پر شعر پڑھنے والے کو دے دے کیا دیکھتا ہے کہ اس کے پاس دو سو دینار ہیں' ابو عبید نے بیان کیا ہے کہ اس مثال اصل کہانی یہ ہے کہ حضرت معاویہ بن سفیان کو سنہری پیالوں کا ہدیہ دیا گیا جنہیں آپ نے اپنے ہم نشینوں میں تقسیم کر دیا اور آپ کی ایک جانب قعقاع بن عمرو بیٹھا تھا اور قعقاع کے پہلو میں ایک بدو بیٹھا تھا جس کے لیے کوئی چیز باقی نہ بچی' بدو نے حیاء کی وجہ سے سر جھکا لیا تو قعقاع نے اسے وہ پیالہ دے دیا جو اسے ملا تھا' پس بدو اٹھا اور کہنے لگا میں قعقاع بن عمرو کا ہم نشین ہوں۔ الی آخرہ۔

ایک روز رشید' زبیدہ کے ہاں ہنستا ہوا باہر نکلا تو اس سے پوچھا گیا یا امیر المومنین آپ کیوں ہنستے ہیں؟ اس نے کہا آج میں اس عورت یعنی زبیدہ کے پاس گیا اور اس کے ہاں دوپہر اور رات گزاری اور میں گرتے ہوئے سونے کی آواز سے بیدار ہوا' لوگ کہنے لگے یہ تین لاکھ دینار مصر سے آئے ہیں۔ زبیدہ کہنے لگی اے عم زاد یہ دینار مجھے دے دے میں نے کہا وہ تیرے ہوئے پھر جوں ہی میں باہر نکلا تو مجھ سے جھگڑنے لگی اور کہنے لگی میں نے تجھ سے کون سی بھلائی دیکھی ہے؟ ایک مرتبہ رشید نے مفضل ضبی سے کہا' بھیڑیے کے بارے میں کون سا اچھا قول کہا گیا ہے' تیرے لیے یہ انگوٹھی ہوگی اور وہ اس کی قیمت ایک لاکھ چھ سو دینار ہے اس نے شاعر کا قول پڑھا:

وہ ایک آنکھ سے سوتا ہے اور دوسری سے مصیبتوں سے بچاؤ کرتا ہے اور وہ جاگتا اور سوتا رہتا ہے۔

اس نے کہا تو نے یہ شعر صرف ہم سے ہماری انگوٹھی چھیننے کے لیے کہا ہے پھر اس نے انگوٹھی کو اس کی طرف پھینک دیا اور کہنے لگی میں نے تجھے اسے پسند کرتے دیکھا ہے اس نے انگوٹھی اور دنانیر شخص کو واپس کر دیئے اور کہنے لگا ہم ایسے آدمی نہیں کہ کوئی چیز دیں اور پھر اسے واپس لیں۔

ایک روز رشید نے عباس بن احنف سے پوچھا' عربوں نے سب سے نازک شعر کون سا کہا ہے۔ اس نے کہا جو جمیل نے بثینہ کے متعلق کہا ہے: ؎

کاش میں بہرا اور اندھا ہوتا اور بثینہ مجھے پکڑ کر میرے آگے آگے چلتی اور اس کی گفتگو مجھ سے پوشیدہ نہ رہتی۔

رشید نے اسے کہا اس قسم کے اشعار میں تیرا قول زیادہ لطیف ہے: ؎

اللہ کے سب بندوں میں عشق نے چکر لگایا ہے اور جب وہ ان کے درمیان سے میرے پاس سے گزرا تو کھڑا ہو گیا۔

عباس نے اسے کہا یا امیر المومنین آپ کا قول ان سب اشعار سے زیادہ لطیف ہے: ؎

کیا تیرے لیے یہ بات کافی نہیں کہ تو مجھ پر قابو رکھتی ہے۔ حالانکہ سب لوگ میرے غلام ہیں اور اگر تو میرے ہاتھ پاؤں بھی کاٹ دیتی تو میں عشق کی وجہ سے کہتا تو نے بہت اچھا کیا ہے مجھے مزید سزا دے دے۔

راوی کہتا ہے رشید ہنس پڑا اور اس نے اس شعر کو پسند کیا' رشید نے اپنی تین خاص لونڈیوں کے بارے میں یہ اشعار کہے: ؎

تین نوعمر لونڈیوں نے میری لگام پر قابو پالیا ہے اور میرے دل کی ہر جگہ میں فروکش ہو گئی ہیں' مجھے کیا ہو گیا ہے ساری دنیا میری اطاعت کرتی ہے اور میں ان کی اطاعت کرتا ہوں حالانکہ وہ میری نافرمانی میں مصروف ہیں۔ اور یہ صرف عشق کی بادشاہت کی وجہ سے ہے جس سے وہ طاقتور ہو گئی ہیں اور عشق کی بادشاہت میری بادشاہت سے زیادہ طاقت ور ہے۔

اور صاحب العقد نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے: ؎

وہ اعراض کرتی ہے اور عاشقہ محبت کو چھپاتی ہے' دل راضی ہے اور نگاہ غضب ناک ہے۔

اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ رشید کے گھر میں لڑکیوں' لونڈیوں اور ان کے خادموں اور اس کی بیوی کے خادموں اور اس کی بہنوں کی تعداد چار ہزار تھی' ایک روز وہ اس کے سامنے حاضر ہوئیں اور ان میں سے مطربات نے اسے گانا سنایا تو وہ بہت خوش ہوا اور اس نے مال کا حکم دیا جو ان پر نچھاور کیا گیا اور ان میں سے ہر ایک کو اس دن تین ہزار درہم ملے' ابن عساکر نے بھی اسے ایسے ہی روایت کیا ہے۔

روایت ہے کہ اس نے مدینہ سے ایک لونڈی خریدی جسے اس نے بہت پسند کیا اور اس نے اپنے غلاموں اور جو لوگ ان کے ساتھ رہتے تھے ان کے حاضر کرنے کا حکم دیا کہ وہ ان کی ضروریات کو پورا کرے۔ پس ۸۰ آدمی اس کے پاس آئے اور اس نے حاجب فضل بن ربیع کو حکم دیا کہ ان سے ملاقات کرے اور ان کی ضرویات کو تحریر کرے اور ان میں سے ہر ایک شخص ایسا تھا جس نے مدینہ میں اقامت اختیار کر لی تھی کیونکہ وہ اس لونڈی سے محبت کرتا تھا۔ پس اس نے اسے پیغام بھیجا تو اسے لایا گیا تو فضل نے

اسے کہا تجھے کیا کام ہے؟ اس نے کہا میرا کام یہ ہے کہ امیر المومنین مجھے فلاں لونڈی کے پاس بٹھا دیں اور میں تین رطل میں شراب پیوں اور وہ تین آوازوں میں مجھے گانا سنائے اس نے کہا کیا تو پاگل ہے؟ اس نے کہا نہیں میں تو امیر المومنین کے سامنے اپنی ضرورت پیش کر رہا ہوں اس نے رشید سے ذکر کیا تو اس نے اسے حاضر کرنے کا حکم دیا اور یہ کہ وہ لونڈی اس کے ساتھ بیٹھے جہاں سے وہ دونوں کو دیکھ سکے اور وہ دونوں اسے نہ دیکھ سکیں پس وہ کرسی پر بیٹھ گئی اور ندام اس کے آگے بیٹھ گئے اور اسے بھی ایک کرسی پر بٹھایا گیا اور اس نے ایک رطل شراب پی اور اسے کہنے لگا مجھے گانا سناؤ:

میرے دوستو آؤ اللہ تمہیں برکت دے اور اگر ہند تمہارے علاقے میں اعتدال پر نہیں تو اسے کہو ہمیں راستے سے بھٹک جانے سے گزرنے نہیں دیا لیکن ہم عمداً تمہاری ملاقات کے لیے گزر گئے ہیں۔ کل تم میں سے اور ہم میں سے بکثرت صحرا نشین ہو جائیں گے اور میرا گھر تمہارے گھروں سے زیادہ دور ہو جائے گا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اس نے اسے گانا سنایا پھر خادم جلدی سے اس کے پاس آیا اور اس نے شراب کا دوسرا رطل نوش کیا اور کہنے لگا میں تیرے قربان جاؤں مجھے گانا سناؤ۔

ہماری آنکھوں نے چہروں پر ہم سے گفتگو کی ہم خاموش تھے اور عشق محو تکلم تھا اور ہم کبھی ناراض ہو جاتے تھے اور اپنی نگاہوں سے راضی ہو جاتے تھے اور یہ ہمارے درمیان ایسی بات تھی جسے کوئی نہیں جانتا۔

راوی بیان کرتا ہے اس نے اسے گانا سنایا تو اس نے تیسرا رطل بھی پی لیا اور کہنے لگا اللہ مجھے تجھ پر قربان کر دے گا مجھے گانا سناؤ۔

کیا اچھا ہو کہ ہم جدا نہیں ہوئے اور زمانے نے ہم سے خیانت نہیں کی اور ہم نے خیانت نہیں کاش زمانہ ایک دفعہ ہمارے لیے اسی طرح ہو جائے اور ہم بھی دوبارہ اسی طرح ہو جائیں۔

راوی بیان کرتا ہے پھر وہ نوجوان اٹھ کر وہاں ایک سیڑھی پر چڑھ گیا اور اس نے اس کے اوپر سے کھوپڑی کے بل اپنے آپ کو گرا دیا اور مر گیا رشید نے کہا نوجوان نے جلد بازی سے کام لیا خدا کی قسم اگر وہ جلدی نہ کرتا تو میں اس لونڈی کو اسے بخش دیتا۔

اور رشید کے فضائل و مکارم بہت زیادہ ہیں اور ائمہ نے ان میں سے بہت کا ذکر کر دیا ہے اور ہم نے ان میں سے کچھ اچھے نمونے بیان کر دیئے ہیں' حضرت فضیل بن عیاض فرمایا کرتے تھے ہمیں رشید کی موت سے بڑھ کر کسی کی موت گراں نہیں اس لیے کہ میں اس کے بعد حوادث سے ڈرتا ہوں اور میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ میری عمر لے کر اس کی عمر میں اضافہ کر دے' مؤرخین کا بیان ہے کہ جب رشید فوت ہو گیا تو یہ حوادث و اختلاف اور فتن نمایاں ہو گئے اور خلق قرآن کا مسئلہ بھی ظاہر ہو گیا اور ہمیں معلوم ہو گیا کہ حضرت فضیل اسی سے خوفزدہ تھے اور قبل ازیں اس کی ہتھیلی اور سرخ مٹی والی رؤیا بیان ہو چکی ہے اور ایک کہنے والا کہتا ہے کہ یہ مٹی امیر المومنین کی ہے اور اس کی موت طوس میں ہوئی اور ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ رشید نے خواب میں ایک کہنے والے کو کہتے سنا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ اس محل کے رہنے والے تباہ ہو چکے ہیں اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ یہ خواب اس کے بھائی موسیٰ ہادی اور اس کے باپ محمد مہدی نے بھی دیکھا تھا۔ واللہ اعلم۔

اور قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس نے اپنی زندگی میں اپنی قبر کھودنے کا حکم دیا تھا اور یہ کہ اس میں مکمل ختم پڑھا جائے اور اسے اٹھا کر وہاں سے لے جایا گیا حتیٰ کہ اس نے اس کی طرف دیکھا اور کہنے لگا اے ابن آدم تو یہاں آنے کا اور رونے لگا اور اس نے حکم دیا کہ اس کے سینے کے پاس سے اسے کشادہ کیا جائے اور پاؤں کے پاس سے لمبا کیا جائے۔ پھر کہنے لگا (میرا مال میرے کسی کام نہیں آیا اور میری بادشاہت بھی مجھ سے جاتی رہی ہے) اور رونے لگ گیا' بعض کا قول ہے کہ جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے کہا اے اللہ ہمیں احسان سے فائدہ بخش اور ہماری برائی کو بخش۔ اے وہ ذات جسے موت نہیں آتی اس پر رحم کر جسے موت آتی ہے اور اسے خونی مرض تھا اور بعض کا قول ہے کہ اسے سل تھی اور جبریل نے اس کی بیماری کو چھپائے رکھا تو رشید نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ اس کے پیشاب کو بوتل میں ڈال کر جبریل کے پاس لے جا کر اسے دکھائے اور اسے یہ نہ بتائے کہ یہ کس کا پیشاب ہے اور اگر وہ دریافت کرے کہ یہ کس کا پیشاب ہے تو وہ کہے کہ ہمارے ہاں ایک مریض ہے یہ اس کا پیشاب ہے' جب جبریل نے اسے دیکھا تو اس نے ایک آدمی سے جو اس کے پاس موجود تھا کہا یہ اس شخص کے پیشاب کی مانند ہے تو بوتل والا اس کی مراد کو سمجھ گیا اور اس نے اسے کہا تجھے اللہ کی قسم ہے کہ تو مجھے اس پیشاب والے کی حقیقت سے آگاہ کر کیونکہ میرا کچھ مال اس کے ذمے ہے اگر تو کوئی اس کی زندگی کی امید رکھتا ہے تو فبہا ورنہ میں اس سے اپنا مال لے لوں اس نے کہا جاؤ اور اس سے مال لے لو وہ صرف چند روز زندہ رہے گا' جب اس شخص نے آ کر رشید کو اطلاع دی تو اس نے جبریل کو پیغام بھیجا تو وہ چھپ گیا حتیٰ کہ رشید کی وفات ہوگئی اور رشید نے اس حالت میں کہا:-

میں طوس میں مقیم ہوں اور طوس میں میرا کوئی دوست نہیں جو تکلیف مجھے لاحق ہے میں اس کے بارے میں اپنے رب سے امید رکھتا ہوں بلاشبہ وہ مجھ پر مہربان ہے اور اس کی فیصلہ کن قضاء مجھے طوس لائی ہے اور صبر و تسلیم میری رضا ہے۔

رشید نے ۳ جمادی الآخرۃ ۱۹۳ھ کو ہفتہ کے روز طوس میں وفات پائی اور بعض کا قول ہے کہ اس نے جمادی الاولیٰ میں وفات پائی ہے اور بعض ربیع الاول میں بیان کرتے ہیں اور اس کی مدت خلافت بیس سال آٹھ ماہ اٹھارہ دن ہے اور بعض نے تین ماہ بیان کئے ہیں اور اس کے بیٹے صالح نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اسے طوس کی ایک بستی سناباذ میں دفن کیا گیا اور ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ میں نے سناباذ میں رشید کے خیموں پر جب کہ لوگ اس کی موت کے بعد طوس سے واپس آ رہے تھے یہ اشعار پڑھے:-

لشکروں کے پڑاؤ بھرے ہوئے ہیں اور سب سے بڑا پڑاؤ خالی ہے اور اللہ کا خلیفہ بوسیدگی کے گھر میں پڑا ہے اور اس کی قبر پر غبار اڑتا ہے۔ قافلہ اس پر فخر کرتا ہوا آیا اور مذبہ کرتا ہوا واپس چلا گیا۔

اور ابوالشعی نے اس کا مرثیہ کہا:-

مشرق میں سورج غروب ہو گیا اور اس کی دونوں آنکھیں اشک بار ہیں۔ ہم نے کبھی سورج کو طلوع ہونے کی جگہ پر غروب ہوتے نہیں دیکھا۔

اور شعراء نے قصائد میں اس کے مرثیے کہے' ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ رشید نے اپنے پیچھے اس قدر میراث چھوڑی کہ

کسی خلیفہ نے اس قدر میراث نہیں چھوڑی۔ اس نے جاگیروں اور حویلیوں کو چھوڑ کر ایک ارب ۳۵ ہزار دینار کی قیمت کے جواہر اور اثاث ومتاع چھوڑا۔ ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اور بیت المال میں سات ارب سے کچھ زیادہ مال تھا۔

اس کی بیویوں' بیٹیوں اور بیٹوں کا بیان

اس نے اپنی عم زادی ام جعفر زبیدہ بنت جعفر بن ابی جعفر منصور سے نکاح کیا۔ اس نے مہدی کی زندگی میں اس سے ۱۶۵ھ میں نکاح کیا جس نے اس سے محمد امین کو جنم دیا اور زبیدہ نے ۲۱۶ھ میں وفات پائی جیسا کہ ابھی بیان ہوگا اور اس نے اپنے بھائی موسیٰ ہادی کی ام ولد امۃ العزیز سے بھی نکاح کیا جس نے اس سے رشید کو جنم دیا اور اس نے ام محمد بنت صالح المسکین اور اپنی عم زادی عباسہ بنت سلیمان بن ابی جعفر سے بھی نکاح کیا اور یہ دونوں ایک ہی شب میں ۱۸۷ھ میں رقہ میں اس کے پاس آئیں اور اس نے عزیزہ بنت عظر یف سے بھی نکاح کیا جو اس کے ماموں کی بیٹی تھی جو اس کی ماں خیزران کا بھائی تھا اور اس نے عبیداللہ بن محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان کی بیٹی عثمانیہ جرشیہ سے بھی نکاح کیا اس لیے کہ وہ یمن کے علاقے جرش میں پیدا ہوئی تھی اور وہ چار بیویوں زبیدہ' عباسہ' دختر صالح اور اس عثمانیہ کو چھوڑ کر فوت ہوا اور پڑوس کی لونڈیاں بھی بہت زیادہ تھیں حتیٰ کہ بعض مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ اس کے گھر میں چار ہزار خوبصورت لونڈیاں تھیں۔

اور اس کے لڑکے محمد امین بن زبیدہ' عبداللہ مامون جو مراجل نام لونڈی سے تھا اور محمد ابواسحاق معتصم جو ماروہ نام ام ولد سے تھا اور قاسم موتمن' قصف نام لونڈی سے تھا اور علی کی ماں امۃ العزیز تھی اور صالح' رئم نام لونڈی سے تھا اور محمد ابویعقوب' محمد ابوعیسیٰ' محمد ابوالعباس اور محمد ابوعلی یہ سب امہات الاولاد میں سے تھے۔

اور اس کی بیٹیاں سکینہ' قصف سے اور ام حبیب ماروہ سے اور اروی' ام الحسن' ام محمد جسے حمدونہ کہتے ہیں اور فاطمہ کی ماں کا نام غصص ہے اور ام سلمہ' خدیجہ' ام القاسم رملہ' ام علی' ام الغالیہ اور ریطہ یہ سب امہات الاولاد میں سے ہیں۔

محمد امین کی خلافت

جب اس سال یعنی ۱۹۳ھ کے جمادی الآخرہ میں رشید طوس میں فوت ہوگیا تو صالح بن رشید نے اپنے بھائی محمد امین بن زبیدہ کو جو اپنے باپ کے بعد ولی عہد تھا بغداد میں خط لکھا اور اسے اس کے باپ کی وفات کی اطلاع دی اور اس خط میں اس سے تعزیت بھی کی اور یہ خط ۱۴ جمادی الاخرہ کو جمعرات کے روز خادم رجاء کی صحبت میں پہنچا اور اس کے ساتھ انگشتری' چھڑی اور چادر بھی تھی۔ امین نے اپنے قصر خلد سے سوار ہو کر ابوجعفر منصور کے قصر الذہب میں بغداد کے کنارے گیا اور لوگوں کو نماز پڑھائی پھر منبر پر چڑھا اور ان سے خطاب کیا اور رشید کے بارے میں ان سے تعزیت کی اور لوگوں کی امیدوں کو دراز کیا اور ان سے بھلائی کا وعدہ کیا' پس اس کی قوم کے خواص اور بنی ہاشم کے سرکردہ اشخاص اور امراء نے اس کی بیعت کی اور اس نے فوج کو دو سال کے عطیات دینے کا حکم دیا پھر منبر سے اترا اور اپنے چچا سلیمان بن جعفر کو حکم دیا کہ وہ بقیہ لوگوں سے اس کی بیعت لے اور جب امین کی حکومت درست طور پر قائم ہوگئی تو اس کے بھائی مامون نے اس سے حسد کیا اور دونوں کے درمیان اختلاف پیدا ہوگیا جسے ہم ابھی

بیان کریں گے انشاء اللہ۔

امین اور مامون کا اختلاف:

اس کا سبب یہ ہوا کہ جب رشید خراسان کے پہلے شہر میں پہنچا تو اس نے اس کے تمام ذخائر چوپائے اور ہتھیار اپنے بیٹے مامون کو دے دیئے اور از سر نو اس کی بیعت لی اور امین نے بکر بن المعتمر کو خفیہ طور پر خطوط دے کر بھیجا کہ جب رشید مر جائے تو وہ انہیں امراء تک پہنچا دے پس جب رشید فوت ہو گیا تو خطوط امراء اور صالح بن رشید تک پہنچ گئے اور اس میں ایک خط مامون کے نام بھی تھا جس میں سمع اطاعت کا حکم دیا گیا تھا اور صالح نے لوگوں کی بیعت لے کر امین کے پاس بھیج دی اور فضل بن ربیع فوج کے ساتھ بغداد کی طرف کوچ کر گیا اور ان کے دلوں میں اس بیعت کے متعلق جو مامون کے لیے لی گئی تھی انقباض پایا جاتا تھا اور مامون نے اپنی بیعت کی طرف دعوت دیتے ہوئے خط لکھا مگر انہوں نے اسے جواب نہ دیا اور دونوں بھائیوں کے درمیان انقباض پیدا ہو گیا لیکن عام فوج امین کے پاس چلی آئی اس موقع پر مامون نے اپنے بھائی امین کو سمع واطاعت کرنے اور تعظیم کرنے کے متعلق خط لکھا اور خراسان سے اس کی طرف چوپاؤں اور کستوری وغیرہ کے تحائف بھیجے اور یہ کہ وہ خراسان پر اس کا نائب ہوگا اور امین نے جمعہ کے روز بیعت لینے کے بعد ہفتے کی صبح کو شکار کے لیے دو میدان بنانے کا حکم دیا اور اس باب میں ایک شاعر نے کہا:

اللہ کے امین نے میدان بنایا ہے اور میدان کو بستان بنا دیا ہے اور اس میں ہرن نمودار ہوتے ہیں اور ہرنوں کو اس کی طرف لایا جاتا ہے۔

اور اس سال کے شعبان میں زبیدہ رقہ سے خزائن لے کر آئی اور رشید نے اسے جو تحائف اور سامان دیا تھا وہ بھی لائی اور اس کے بیٹے امین نے سرکردہ لوگوں کے ساتھ انبار جا کر اس کا استقبال کیا اور امین نے اپنے بھائی مامون کو خراسان اور ری کے ان علاقوں پر جو اس کے ماتحت تھے امیر مقرر کیا اور اپنے بھائی قاسم کو جزیرہ اور سرحدوں پر امیر مقرر کیا اور اپنے باپ کے عمال کو سوائے چند کے شہروں پر امیر قائم رہنے دیا۔

اور اس سال شاہ روم نفقور نے وفات پائی اسے البرجان نے قتل کر دیا اور اس کی حکومت نو سال رہی اور اس نے اپنے بعد اپنے بیٹے استبراق کو بادشاہ مقرر کیا جو دو سال بادشاہت کر کے مر گیا اور نفقور کی بہن کا خاوند میخائل ان کا بادشاہ بن گیا اللہ ان سب پر لعنت کرے۔

اور اس سال خراسان کے نائب ہرثمہ اور رافع بن لیث نے ایک دوسرے پر حملہ کیا اور رافع نے ترکوں سے کمک طلب کی پھر وہ بھاگ گئے اور رافع اکیلا ہی باقی رہ گیا اور اس کی حکومت کمزور پڑ گئی اور حجاز کے نائب داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال وفات پانے والے اعیان

اسماعیل بن علیہ:

آپ بلند شان ائمہ علماء اور محدثین میں سے ہیں اور آپ سے شافعی اور امام احمد بن حنبل نے روایت کی ہے اور آپ بغداد میں ناانصافیوں پر حاکم مقرر ہوئے اور آپ بصرہ میں صدقات کے ناظر تھے اور بڑے ثقہ اور شریف آدمی تھے اور بہت کم مسکراتے تھے اور کپڑے کی تجارت کرتے تھے اور اسی سے اپنے گھر کے اخراجات پورے کرتے تھے اور اسی سے حج کرتے تھے اور اپنے اصحاب میں سے سفیانین وغیرہ سے حسن سلوک کرتے تھے اور رشید نے آپ کو قاضی مقرر کر دیا اور جب حضرت ابن المبارک کو اس کی اطلاع ملی کہ آپ نے قضاء کا محکمہ سنبھال لیا ہے تو آپ نے نظم ونثر میں انہیں ملامت کا خط لکھا تو ابن علیہ نے قضاء سے استعفیٰ دے دیا اور اس نے آپ کا استعفیٰ منظور کر لیا آپ کی وفات اس سال کے ذوالقعدہ میں ہوئی اور آپ کو عبداللہ بن مالک کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

محمد بن جعفر:

اور اس سال محمد بن جعفر المقلب بہ غندر نے وفات پائی' آپ نے شعبہ' سعید بن ابی عروبہ اور بہت سے لوگوں سے روایت کی ہے اور آپ سے ایک جماعت نے روایت کی ہے جس میں حضرت امام احمد بن حنبل بھی شامل ہے آپ بڑے ثقہ اور پختہ حافظ ہیں اور آپ سے جو حکایات بیان کی گئی ہیں وہ اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ آپ دنیوی امور سے غافل تھے آپ کی وفات اس سال بصرہ میں ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ اس سے پہلے سال میں ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ اس کے بعد ہوئی ہے اور متقدمین اور متاخرین کی ایک جماعت کا بھی یہ لقب رکھا گیا ہے۔

ابوبکر بن العیاش:

آپ ایک امام تھے آپ نے ابواسحاق السبیعی' اعمش' ہشام' ہمام بن عروہ اور ایک جماعت سے سماع کیا ہے اور بہت سے لوگوں نے آپ سے روایت کی ہے جن میں حضرت امام احمد بن حنبل بھی شامل ہیں' یزید بن ہارون نے بیان کیا کہ آپ ایک عالم فاضل تھے آپ نے چالیس سال تک اپنا پہلو زمین سے نہیں لگایا' مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ ساٹھ سال تک ہر روز پورا قرآن ختم کرتے رہے اور ۸۰ رمضان کے روزے رکھے اور آپ نے ۹۶ سال کی عمر میں وفات پائی اور جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ کا بیٹا آپ پر رونے لگا تو آپ نے فرمایا اے میرے بیٹے تو کیوں روتا ہے؟ خدا کی قسم تیرے باپ نے کبھی برائی کا ارتکاب نہیں کیا۔

۱۹۴ھ

اس سال حمص نے اپنے نائب کو معزول کر دیا اور امین نے اسے معزول کر کے ان پر عبداللہ بن سعید الحرشی کو امیر مقرر کر دیا اور اس نے حمص کے باشندوں کے کچھ سرکردہ اصحاب کو قتل کر دیا اور اس کے نواح کو جلا دیا تو انہوں نے اس سے امان طلب کی تو اس نے انہیں امان دے دی۔ پھر وہ برانگیختہ ہو گئے تو اس نے ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور اس سال امین نے اپنے بھائی قاسم کو جزیرہ اور سرحدات سے معزول کر دیا اور خزیمہ بن حازم کو ان کا امیر مقرر کر دیا اور اپنے بھائی کو بغداد میں اپنے پاس ٹھہرنے کا حکم دیا اور اس سال امین نے بقیہ شہروں کے منابر پر اپنے بیٹے موسیٰ کے لیے دعا کرنے کا حکم دیا اور اسے اپنے بعد امیر بننے کا حکم بھی دیا اور اسے ناطق بالحق کا نام دیا پھر اس کے بعد اس کے بھائی مامون پھر اس کے بھائی قاسم کے لیے بھی دعائیں کی جانے لگیں اور امین نے اپنے دونوں بھائیوں پر جو شرائط عائد کی تھیں اس سے اس کا مقصد اپنے بھائیوں سے وفا کرنا تھا اور فضل بن ربیع ہمیشہ اس کے ساتھ رہا اور اس نے اس کی نیت کو اس کے بھائیوں کے بارے میں بدل دیا اور اسے مامون اور قاسم کی معزولی خوبصورت کر کے دکھائی اور مامون کی شان کو اس کے ہاں کم کر دیا اور اسے اس خوف نے اس بات پر آمادہ کیا کہ اگر مامون کو خلافت مل گئی تو وہ اسے حجابت سے معزول کر دے گا۔

پس امین نے اس بارے میں اس سے اتفاق کیا اور اپنے بیٹے موسیٰ کے لیے دعا کرنے اور اپنے بعد اس کے ولی عہد ہونے کا حکم دے دیا۔ یہ اس سال کے ربیع الاول کا واقعہ ہے اور جب مامون کو پتہ چلا تو اس نے اس سے نامہ و پیام منقطع کر لیا اور کرنسی اور کپڑوں کے نقش و نگار پر اس کا نام چھاپنا چھوڑ دیا اور امین سے بگڑ بیٹھا اور رافع بن لیث نے مامون سے امان مانگی تو اس نے اسے امان دے دی تو وہ اپنے ساتھیوں سمیت مامون کے پاس آ گیا تو مامون نے اس کا اعزاز و اکرام کیا اور اس کے پیچھے پیچھے ہرثمہ بھی آ گیا تو مامون اور سرکردہ لوگوں نے استقبال کیا اور اس نے اسے محافظوں کا امیر مقرر کر دیا اور جب امین کو پتہ چلا کہ فوجیں اس کے بھائی مامون کے پاس جمع ہو گئی ہیں تو اسے اس بات نے دکھ دیا اور اس نے اسے برا سمجھا اور مامون کو ایک خط لکھا اور اپنے اکابر امراء میں سے تین کو اس کے پاس ایلچی بنا کر بھیجا اور اس نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ اس کے بیٹے کو اپنے پر مقدم کرے اور اس نے اسے ناطق بالحق کا نام دیا۔ مامون نے اس سے انکار کر دیا تو امراء اسے خوف کرنے میں لگ گئے اور اس سے نرمی کرنے لگے کہ وہ ان کی بات مان لے مگر اس نے مکمل طور پر انکار کر دیا اور عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ نے اسے کہا میرے باپ نے خود کو معزول کر دیا تھا پھر کیا ہوا؟ مامون نے کہا تیرا باپ ایک مجبور شخص تھا پھر مامون مسلسل عباس سے وعدے کرتا رہا اور اسے آرزوئیں دلاتا رہا حتیٰ کہ اس نے اس کی بیعت خلافت کر لی۔

پھر جب وہ بغداد واپس آ گیا تو وہ امین کے معاملے کے متعلق اس سے مراسلت کرتا رہتا تھا اور اس کی خیر خواہی کرتا تھا اور جب ایلچی امین کی طرف واپس جاتے تو وہ اسے اس کے بھائی کی باتوں کی اطلاع دے دیتے' اس موقع پر فضل بن ربیع نے امین کو مامون کے معزول کرنے کے بارے میں کسی کی بات کی طرف کان نہ دھرنے پر پختہ کر دیا پس اس نے اسے معزول کر دیا اور بقیہ

شہروں میں اپنے بیٹے کے لیے دعا کرنے کا حکم دے دیا اور انہوں نے مامون پر اعتراضات کرنے اور اس کی برائیوں کا ذکر کرنے کے لیے آدمی مقرر کر دیے اور انہوں نے مکہ کی طرف آدمی بھیجے جنہوں نے وہ تحریر قابو کر لی جو رشید نے لکھ کر کعبہ میں رکھی تھی۔ امین نے اسے پھاڑ دیا اور جن عملداریوں پر اس نے اپنے بیٹے ناطق بالحق کو امیر مقرر کیا تھا ان سے اس کی بیعت لینے کی تاکید کی اور امین و مامون کے درمیان خط وکتابت ہونے لگی اور ایلچی آنے جانے لگے جن کی تفصیل طویل ہے ابن جریر نے اپنی تاریخ میں اس کا استقصاء کیا ہے پھر ان کا معاملہ یہاں تک پہنچا کہ ان دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے علاقے کو مخصوص کر لیا اور اسے مضبوط بنا لیا اور فوجوں کو تیار کیا اور رعایا سے دوستی کی اور اس سال رومیوں نے اپنے بادشاہ میخائل سے خیانت کی اور انہوں نے اسے معزول کرنے اور قتل کرنے کا ارادہ کیا تو وہ بادشاہت چھوڑ کر راہب بن گیا اور انہوں نے الیون کو اپنا بادشاہ بنا لیا اور اس سال حجاز کے نائب داؤد بن عیسیٰ نے لوگوں کو حج کروایا اور بعض نے بیان کیا ہے کہ علی بن الرشید نے حج کروایا۔

سالم بن سالم ابو بحر بلخی:

آپ بغداد آئے اور وہاں آپ نے ابراہیم بن طہمان اور ثوری سے روایت کی اور آپ سے حسن بن عرفہ نے روایت کی آپ عابد وزاہد تھے چالیس سال تک آپ کے لیے بستر نہیں بچھایا گیا اور عیدین کے سوا آپ نے پورے چالیس سال روزے رکھے اور اپنا سر آسمان کی طرف نہیں اٹھایا آپ امید لگانے کے داعی اور ضعیف الحدیث تھے مگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سرخیل تھے' آپ بغداد آئے تو رشید کو برا بھلا کہا اور اسے ملامت کی تو اس نے آپ کو بارہ سال قید کر دیا اور ابو معاویہ مسلسل آپ کے بارے میں سفارش کرتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے آپ چار بیڑیاں ڈال دیں۔ پھر آپ دعا کرنے لگے کہ اللہ انہیں اپنے اہل کے پاس لے جائے اور جب رشید فوت ہو گیا تو زبیدہ نے آپ کو رہا کر دیا تو آپ واپس آ گئے اور وہ مکہ میں حجاج بن کر آئے تھے اور مکہ میں بیمار ہو گئے' ایک روز آپ نے اولوں کی خواہش کی تو اسی وقت اولے پڑے اور آپ نے کھائے۔ آپ نے اس سال کے ذوالحجہ میں وفات پائی۔

عبدالوہاب بن عبدالمجید ثقفی:

آپ سال میں تقریباً پچاس ہزار کا غلہ اہل حدیث پر خرچ کرتے تھے آپ نے ۸۴ سال کی عمر میں وفات پائی۔

ابوالنصر الجہنی نیم پاگل:

آپ مدینہ میں مسجد کی شمالی دیوار کے چبوترہ میں مقیم تھے اور زیادہ عرصہ خاموش رہتے تھے اور جب آپ سے کوئی سوال کیا جاتا تو بہت اچھا جواب دیتے اور ایسی مفید باتیں کرتے جو آپ سے نقل کی جاتیں اور لکھی جاتیں اور آپ جمعہ کے روز نماز سے باہر نکل جاتے اور لوگوں کے مجمعوں کے پاس کھڑے ہو کر کہتے:

اے لوگو! اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو اور اس دن سے ڈرو جس روز باپ اپنے بیٹے کے اور بیٹا اپنے باپ کے کچھ کام نہیں آ سکے گا اور اس روز کوئی جان کسی جان کے کام نہیں آئے گی اور نہ اس کی سفارش قبول کی جائے گی اور نہ اس سے

بدلہ قبول کیا جائے گا۔

پھر آپ دوسری جماعت کے پاس چلے جاتے پھر تیسری کے پاس چلے جاتے حتیٰ کہ مسجد میں داخل ہو جاتے اور اس میں جمعہ ادا کرتے پھر اس سے عشاء کی نماز پڑھ کر باہر نکلتے۔

ایک دفعہ آپ نے ہارون الرشید کو بہت اچھا وعظ کیا اور فرمایا:

یاد رکھ! اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی امت کے بارے میں تجھ سے پوچھنے والا ہے اس کے لیے جواب تیار کر لے اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اگر عراق میں ایک بکری کا بچہ بھی ضائع ہو کر مر گیا تو مجھے خدشہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں مجھ سے پوچھے گا۔

رشید نے کہا میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح نہیں ہوں اور نہ میرا زمانہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے کی مانند ہے آپ نے فرمایا یہ بات تجھے کوئی فائدہ نہیں دے گی تو اس نے آپ کے لیے تین سو دینار کا حکم دیا تو آپ نے فرمایا میں اہل صفہ میں سے ہوں ان دیناروں کو ان پر تقسیم کرنے کا حکم دو میں ان میں سے ایک ہوں۔

۱۹۵ھ

اس سال کے صفر میں امین نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ ان دراہم و دنانیر سے لین دین نہ کریں جن پر اس کے بھائی مامون کا نام ہے اور منابر پر اس کے لیے دعا کرنے سے بھی روک دیا' نیز یہ کہ اس کے لیے اور اس کے بعد اس کے بیٹے کے لیے دعا کی جائے اور اس سال مامون نے امام المومنین کا نام اختیار کر لیا اور اس سال کے ربیع الآخر میں امین نے علی بن عیسیٰ بن ہامان کو جبل' ہمدان' اصبہان' قم اور ان علاقوں کی امارت دے دی اور اسے مامون کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا اور اس کے ساتھ بہت سی فوج تیار کی اور ان پر بہت سے اخراجات کئے اور اسے دو لاکھ دینار دیئے اور اس کے بیٹے کو پچاس ہزار دینار اور دو ہزار آراستہ تلواریں اور انعام کے طور پر چھ ہزار کپڑے دیئے' سو علی بن موسیٰ بن ہامان بغداد سے چالیس ہزار جانباز سواروں کے ساتھ روانہ ہوا اور مامون کو لانے کے لیے اس کے پاس نقرئی بیڑی بھی تھی اور امین اس کے ساتھ اس کی مشایعت کو نکلا حتیٰ کہ وہ رے پہنچ گیا اور امیر طاہر نے چار ہزار نوجوانوں کے ساتھ اس کا سامنا کیا اور ان کے درمیان کئی باتیں ہوئیں انجام کار ان کی باہم جنگ ہو گئی۔

پس علی بن عیسیٰ قتل ہو گیا اور اس کے اصحاب شکست کھا گئے اور اس کا سر اور جثہ امیر طاہر کے پاس لایا گیا اور اس نے یہ بات مامون کے وزیر ذوالریاستین کو لکھی اور جس شخص نے علی بن عیسیٰ کو قتل کیا اسے طاہر صغیر کہا جاتا تھا پس اس نے اسے ذوالیمینین کا نام دیا کیونکہ اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے تلوار پکڑ کر علی بن عیسیٰ بن ہامان کو قتل کیا تھا پس مامون اور اسکے لواحقین اس سے خوش ہو گئے اور امین کو بھی اطلاع مل گئی اور وہ اس وقت دجلہ پر مچھلی شکار کر رہا تھا اس نے کہا چھوڑ واسے کوثر نے دو مچھلیاں شکار کر لی ہیں اور میں نے ابھی کچھ شکار نہیں کیا اور لوگوں نے بغداد میں افواہ اڑا دی اور وہ اس بات کے شر سے ڈر گئے اور محمد امین نے جو عہد شکنی کی تھی اور اپنے بھائی مامون کو معزول کرنے کی جو کاروائی کی تھی اور جو کچھ اس سے برے کام ہوئے تھے اسے ان پر

ندامت ہوئی اور اس سال شوال میں یہ خبر اس کے پاس واپس آئی پھر اس نے عبدالرحمٰن بن جبلہ انباری کو بیس ہزار جانباروں کے ساتھ ہمدان کی طرف بھیجا کہ وہ طاہر بن حسین بن مصعب اور اس کے ساتھی خراسانیوں کے ساتھ جنگ کریں اور جب وہ ان کے نزدیک ہوئے تو ایک دوسرے کے سامنے ہو گئے اور انہوں نے شدید جنگ کی حتیٰ کہ ان کے بہت سے آدمی مارے گئے پھر عبدالرحمٰن بن جبلہ نے شکست کھائی اور انہوں نے ہمدان کی پناہ لے لی تو طاہر نے وہاں ان کا محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ اس نے انہیں صلح کی دعوت دینے پر مجبور کر دیا' پس اس نے ان سے مصالحت کی اور ان کو امان دی اور ان سے وفا کی اور عبدالرحمٰن بن جبلہ یوں واپس ہوا گویا وہ بغداد واپس جا رہا ہے پھر انہوں نے طاہر کے ساتھیوں سے خیانت کی اور غفلت کی حالت میں ان پر حملہ کر دیا اور ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور طاہر کے ساتھی ان کے سامنے ڈٹے رہے پھر انہوں نے تیزی سے جا کر ان پر حملہ کر کے انہیں شکست دی اور ان کا امیر عبدالرحمٰن بن جبلہ قتل ہو گیا اور اس کے ساتھی ناکام ہو کر بھاگ گئے۔

اور جب وہ بغداد واپس آئے تو حالات بگڑ گئے اور افواہوں کی گرم بازاری ہوگئی اور یہ اس سال کے ذوالحجہ کا واقعہ ہے اور طاہر نے قزوین اور ان کے نواح سے امین کے گورنروں کو نکال باہر کیا اور ان علاقوں میں مامون کی حکومت بہت مضبوط ہوگئی اور اس سال کے ذوالحجہ میں شام میں سفیانی کی حکومت غالب آ گئی اس کا نام علی بن عبداللہ بن خالد بن یزید بن معاویہ بن ابی سفیان تھا' اس نے شام کے نائب کو معزول کر دیا اور خود اپنی طرف دعوت دی' امین نے اس کے مقابلے میں ایک فوج روانہ کی تو وہ اس کے مقابلہ میں نہ آئی بلکہ رقہ میں ہی ٹھہر گئی پھر جو کچھ ہوا اسے ہم ابھی بیان کریں گے اور اس سال حجاز کے نائب داؤد بن عیسیٰ نے حج کروایا۔

اس سال وفات پانے والے اعیان

اسحاق بن یوسف ازرق:

آپ ایک امام حدیث تھے' آپ سے احمد وغیرہ نے روایت کی ہے۔

بکار بن عبداللہ:

ابن مصعب بن ثابت بن عبداللہ بن زبیر' آپ رشید کی طرف سے ۱۲ سال اور چند ماہ مدینہ کے نائب رہے اور رشید نے آپ کے ہاتھوں سے اہل مدینہ کو ایک کروڑ دو لاکھ دینار دیئے آپ شریف' سخی اور بڑے آدمی تھے۔

ابونواس شاعر:

اس کا نام حسن بن ہانی بن صباح بن عبداللہ بن الجراح بن ہنب بن داؤد بن غنم بن سلیم تھا اور عبداللہ بن سعد نے اسے الجراح بن عبداللہ الحکمی کی طرف منسوب کیا ہے اور اسے ابونواس بصری بھی کہا جاتا ہے' اس کا باپ اہل دمشق میں سے تھا اور مروان بن محمد کی فوج میں شامل تھا پھر وہ اہواز چلا گیا اور خلبان نام ایک عورت سے نکاح کر لیا جس سے ان کے ہاں ابونواس اور ایک اور بیٹا پیدا ہوا جسے ابومعاذ کہا جاتا ہے۔ پھر ابونواس بصرہ چلا گیا اور وہاں ابوزید اور ابوعبیدہ سے تربیت حاصل کی اور سیبویہ کی کتاب پڑھی اور احمر کے جانشین کے ساتھ رہا اور یونس بن الجرمی النحوی کی صحبت اختیار کی۔

قاضی ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ اس نے ابواسامہ اور ابن الحباب کوفی کی صحبت اٹھائی اور ازہر بن سعد' حماد بن زید' حماد بن سلمہ' سعید ابوالواحد بن زیاد' معتمر بن سلیمان اور یحییٰ القطان سے روایت کی اور اس سے صوفی محمد بن ابراہیم بن کثیر نے روایت کی اور اس سے ایک جماعت نے روایت کی جس میں امام شافعی' امام احمد بن حنبل' غندر اور مشاہیر علماء شامل ہیں اور اس کی مشہور احادیث میں سے وہ حدیث بھی ہے جسے صوفی محمد ابراہیم بن کثیر نے عن حماد بن سلمہ عن ثابت عن انس روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو کوئی بھی فوت ہو وہ اللہ کے بارے میں حسن ظن رکھے۔ بلاشبہ اللہ کے بارے میں حسن ظن کرنا جنت کی قیمت ہے اور محمد بن ابراہیم نے بیان کی ہے کہ ایک روز ہم اس کے پاس گئے تو وہ موت کی حالت میں تھا' صالح بن علی ہاشمی نے اسے کہا اے ابوعلی تو آج دنیاوی زندگی کے آخری دن اور اخروی زندگی کے پہلے دن میں ہے اور تیرے اور اللہ کے درمیان خوشگواری پائی جاتی ہے اللہ کے حضور اپنے اعمال سے توبہ کر وہ کہنے لگا تو مجھے خوفزدہ کرتا ہے؟ خدا کے نام پر مجھے سہارا دو۔

راوی کہتا ہے ہم نے اسے سہارا دیا تو وہ کہنے لگا' حماد بن سلمہ نے عن یزید الرقاشی عن انس بن مالک مجھ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

''ہر نبی کے لیے شفاعت ہے اور میں نے اپنی شفاعت اپنی امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لیے چھپا رکھی ہے''۔

پھر کہنے لگا کیا تم مجھے ان میں سے نہیں سمجھتے' ابونواس نے بیان کیا ہے میں نے جب تک ساٹھ عورتوں سے جن میں حضرت خنساء اور لیلیٰ بھی شامل ہیں روایت نہیں کی میں نے شعر نہیں کہا۔ مردوں کے بارے میں کیا خیال ہے؟ یعقوب بن سکیت نے بیان کیا ہے جب اہل جاہلیت میں سے امرؤالقیس اور اعشیٰ سے اور اہل اسلام میں سے جریر اور فرزدق سے اور محدثین میں سے ابونواس سے شعر روایت کیا جائے تو تیرے لیے کافی ہے اور کئی لوگوں نے اس کی تعریف کی ہے جن میں اصمعی' جاحظ اور نظام بھی شامل ہیں' ابوعمرو شیبانی نے بیان کیا ہے اگر ابونواس اپنے شعر کو گند سے خراب نہ کرتا تو ہم اس سے حجت پکڑتے یعنی وہ شعر جو اس نے خمریات اور امردوں کے متعلق کہے ہیں اور وہ ان کی طرف میلان رکھتا تھا اور اس قسم کے اشعار میں وہ مشہور و معروف ہے' مامون کے پاس شعراء کی ایک پارٹی جمع ہوئی تو ان سے دریافت کیا گیا تم میں سے کس نے یہ شعر کہا ہے:

جب اس نے اسے دیکھا تو ہم کھڑے ہو گئے گویا ہم زمین میں چاند کو ستارے تک پہنچتا دیکھ رہے ہیں۔

انہوں نے کہا یہ شعر ابونواس نے کہا ہے اس نے کہا یہ شعر تم میں سے کس نے کہا ہے:

وہ ان کے جوڑوں میں یوں چلی جیسے صحت بیماری میں چلتی ہے۔

انہوں نے کہا ابونواس نے کہا ہے' اس نے کہا وہ تم سب سے بڑا شاعر ہے اور سفیان بن عیینہ نے ابن مناذر سے کہا تمہارے ظریف ابونواس نے کیا اچھا شعر کہا ہے:

اے چاند میں نے ماتم کی مجلس میں دیکھا ہے کہ وہ ہم جولیوں کے درمیان غم سے مذبہ کر رہا ہے' مجلس ماتم نے اسے بادل نخواستہ دربان و حاجب کی مرضی کے خلاف اسے میرے لیے نمایاں کیا ہے وہ روتا ہے تو اپنی آنکھوں سے موتی گراتا

ہے اور گلاب کے پھول جیسے رخساروں کو عناب جیسے ہاتھوں سے تھپڑ مارتا ہے۔ موت ہمیشہ ہی اس کے احباب کی عادت رہے اور اس کا دیدار ہمیشہ میری عادت رہے۔

ابن الاعرابی نے بیان کیا ہے کہ ابونواس سے اپنے اس شعر میں سب لوگوں سے بڑا شاعر ہے۔

میں زمانے کے تمام بازوؤں سے چھپ گیا اور میری آنکھیں میرے زمانے کو دیکھتی ہیں اور وہ مجھے نہیں دیکھتا اور اگر تو میرے متعلق زمانے سے پوچھے تو اسے معلوم نہیں کہ میری جگہ کہاں ہے اور وہ میری جگہ کو نہیں جانتا۔

ابوالعتاہیہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے زہد کے بارے میں بیس ہزار اشعار کہے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ کاش ان کی جگہ میں وہ تین شعر کہے ہوتے جو ابونواس نے کہے ہیں اور وہ اس کی قبر پر لکھے ہوئے ہیں:

اے ابونواس وقار اختیار کر یا بدل جا یا صبر کر' اگر زمانے نے تجھے تکلیف دی ہے تو اس نے تجھے اکثر اوقات خوش بھی کیا ہے۔ اے بہت گنہگار' اللہ کا عفو تیرے گناہوں سے بہت بڑا ہے۔

اور ابونواس ایک امیر کی مدح کرتے ہوئے کہتا ہے:

اللہ نے اسے بنایا ہے پس اس کی مانند نہ کوئی طلبگار ہے اور نہ تشہیر کرنے والا ہے اور یہ اللہ کے لیے کوئی عجیب بات نہیں کہ وہ دنیا کو ایک شخص میں جمع کر دے۔

اور انہوں نے سفیان بن عیینہ کو ابونواس کے یہ اشعار سنائے:

اس نے ایک سبب کے باعث عشق کیا ہے جو اسی سے شروع ہوتا ہے اور اسی سے نکلتا ہے۔ ایک پردہ نشین نے میرے دل کو فتنہ میں ڈال دیا ہے اس کا چہرہ حسن کا نقاب لیے ہوئے ہے میں نے اسے اور حسن کو اس سے منتخب کرتے دیکھا ہے اس نے اس سے کچھ اچھی چیزیں زیب تن کر لی ہیں اور اس کی کچھ دی ہوئی چیزوں کو اس نے واپس کر دیا ہے اور اگر میں اس کے لیے واپسی بن جاؤں تو ضرورت اسے واپس نہ کرے۔ وہ سنجیدہ ہو گیا ہے اور میں نے اس سے مذاق نہیں کیا اور بہت سی سنجیدہ عادات کو کھینچ کھینچ لاتا ہے۔

ابن عیینہ نے کہا میں اس پر ایمان لایا جس نے انہیں بنایا ہے اور ابن درید نے بیان کیا ہے کہ حاتم نے کہا اگر عوام ان دو اشعار کو بدل دیتے تو میں انہیں سنہری پانی سے لکھتا:

مجھ پر جو مصائب پڑے ہیں اگر میں تجھ سے مزید مطالبہ کرتا تو مزید مطالبہ تجھے درماندہ کر دیتا اور اگر مردوں پر میری زندگی میرے عیش کی مانند پیش کی جاتی تو وہ اسے پسند نہ کرتے۔

اور ابونواس نے سہیل کی حدیث کا جو ابوصالح سے بحوالہ حضرت ابوہریرہؓ مروی ہے سماع کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ دل جمع شدہ لشکر ہیں ان میں سے جو دوسرے کو پہچانتا ہے وہ اس سے مل جاتا ہے اور جو دوسرے سے اجنبی ہوتا ہے علیحدہ ہو جاتا ہے۔ اس نے اس حدیث کو ایک قصیدے میں نظم کیا ہے وہ کہتا ہے:

بلاشبہ دل زمین میں اللہ کے جمع شدہ لشکر ہیں اور محبت سے ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اور جو ان میں سے اجنبی ہیں وہ

علیحدہ ہو جاتے ہیں اور جو ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں وہ مل جاتے ہیں۔

ایک روز ابونواس محدثین کی ایک جماعت کے ساتھ عبدالواحد بن زیاد کے پاس آیا تو عبدالواحد نے ان سے فرمایا تم میں سے ہر ایک دس احادیث کو منتخب کر لے۔ میں اسے وہ دس احادیث بتاؤں گا تو ابونواس کے سوا ہر ایک نے دس دس احادیث منتخب کر لیں' عبدالواحد نے اسے پوچھا تو ان کی طرح احادیث کو منتخب کیوں نہیں کرتا وہ کہنے لگا۔

ہم نے سعید' قتادہ' سعید بن المسیب پھر سعد بن عبادہ' شعبی اور ذوجلادہ کے شیخ شعبی اور نیک لوگوں اور اہل افادہ سے روایت کی ہے جو شخص محب ہونے کی حالت میں مرے گا اسے شہادت کا اجر ملے گا۔

عبدالواحد نے سے کہا اے فاجر میرے پاس سے اٹھ جا میں تیرے پاس حدیث بیان نہیں کروں گا اور نہ ہی تیری وجہ سے ان لوگوں سے حدیث بیان کروں گا' حضرت مالک بن انس اور ابراہیم بن ابی یحییٰ کو اس بات کا پتہ چلا تو ان دونوں نے فرمایا انہیں اس سے حدیث بیان کرنی چاہیے شاید اللہ اس کی اصلاح کر دے۔

میں کہتا ہوں ابونواس نے جو شعر پڑھا ہے ابن عدی نے اسے اپنی کتاب الکامل میں حضرت ابن عباسؓ سے موقوف اور مرفوع روایت کیا ہے کہ جو شخص عاشق ہو جائے اور عفیف رہے اور مر جائے اس کی موت شہید کی ہوگی اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص اپنے ارادہ واختیار کے بغیر عشق میں مبتلا ہو جائے اور برائی سے بچے اور صبر کرے اور اس کا افشاء نہ کرے اور اس کی وجہ سے مر جائے تو اسے بہت اجر ملے گا پس اگر یہ حدیث صحیح ہے تو یہ اس کے لیے ایک قسم کی شہادت ہوگی واللہ اعلم۔

خطیب نے روایت کی ہے کہ شعبہ نے ابونواس سے ملاقات کی تو وہ اسے کہنے لگے ہمیں اپنی کوئی عجیب بات سناؤ وہ فی البدیہہ کہنے لگا ہم سے خفاف نے وائل اور خالد الحذاء سے عن جابر و مسعر عن بعض اصحابہ جیسے شیخ نے عامر تک مرفوع کیا ہے' بیان کیا کہ ان سب نے کہا ہے کہ جس بچی سے پاکیزہ اخلاق شخص محبت کرے اور وہ اس سے تعلق پیدا کر لے پھر ہمیشہ اس سے یادگیر تعلق رکھے تو اس کے لیے جنت کھلی ہوئی ہے اور وہ اس کی پھولدار چراگاہ میں چرے گا اور جس معشوق نے دائمی وصال کے بعد عاشق سے جفا کی وہ اللہ کے عذاب میں رہے گا' اس کے لیے ہلاکت ہوگی اور وہ نعماء الٰہی سے دور رہے گا' شعبہ نے اسے کہا تو اچھے اخلاق والا ہے اور مجھے تیرے متعلق امید ہے اور ابونواس نے کہا:

> اے جادو چشم اور جادو گردن اور وعدوں سے میرے قاتل تو مجھ سے وصل کا وعدہ کرتا ہے پھر وعدہ خلافی کرتا ہے۔ تیری وعدہ خلافی سے میں ہلاک ہوا جاتا ہوں مجھے ارزق محدث نے عن شہر وعوف بحوالہ ابن مسعود بتایا ہے کہ کافرہ کے سوا کوئی وعدہ خلافی نہیں کرتا اور کافر جہنم میں پابجولاں ہوگا۔

اسحاق بن یوسف ازرق کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا دشمن خدا نے مجھ پر' تابعین پر اور محمد ﷺ کے اصحاب پر جھوٹ بولا ہے اور سلیم بن منصور بن عمار سے روایت ہے کہ میں نے ابونواس کو اپنے باپ کی مجلس میں سخت روتے پایا تو میں نے کہا مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رونے کے بعد تجھے عذاب نہیں دے گا تو وہ کہنے لگا:

میں منصور کی مجلس میں جنت اور حور کے شوق کی وجہ سے نہیں رویا اور نہ قبر اور اس کے خوف اور نہ نفخ صور اور نہ آگ اور

نہ اس کے طوقوں اور نہ ظلم اور بے یارومددگار ہونے کی وجہ سے رویا ہوں بلکہ میرا رونا سرگیں ہرنی کی وجہ سے ہے جسے
میرا دل ہر قابل خوف شے سے بچاتا ہے۔

پھر اس نے کہا میں صرف اس امر کی وجہ سے رویا ہوں جو تیرے باپ کے پہلو میں بیٹھا ہے اور وہ ایک خوبصورت بچہ تھا جو وعظ سن کر خوف الٰہی سے رو رہا تھا۔

ابونواس نے بیان کیا ہے کہ ایک روز ایک جولاہے نے مجھے بلایا اور اصرار کیا کہ وہ اپنے گھر میں میری ضیافت کرے گا اور وہ مسلسل مجھ سے اصرار کرتا رہا حتیٰ کہ میں نے اس کی بات کو قبول کرلیا اور وہ اپنے گھر کی طرف چل پڑا اور میں بھی اس کے ساتھ چل پڑا کیا دیکھتا ہوں کہ گھر قابل اعتراض نہیں ہے اور جولاہے نے کھانے میں بہت سے جولاہوں کو جمع کرلیا اور ہم نے کھایا پیا پھر اس نے کہا اے میرے آقا میں چاہتا ہوں کہ آپ میری لونڈی کے بارے میں کچھ شعر کہیں اور وہ اپنی لونڈی کا بہت دلدادہ تھا میں نے اسے کہا مجھے وہ لونڈی دکھاؤ تا کہ میں اس کی شکل اور حسن کے مطابق نظم بناؤں اس نے اس کے منہ پر سے پردہ اٹھایا تو وہ بڑی بدشکل' قبیح صورت' سیاہ رنگ اور چاندی کے بالوں والی تھی اور اس کا لعاب اس کے سینے پر بہہ رہا تھا میں نے اس کے مالک سے کہا اس کا نام کیا ہے اس نے کہا تسنیم تو میں شعر کہنے لگا:

میں رات بھر تسنیم کی محبت میں بے خواب رہا' یہ لونڈی حسن میں الو کی طرح ہے گویا اس کی منہ کی بو سرکے کی چٹنی کی طرح ہے یا لہسن کے گٹھے کی طرح' میں نے اس کی محبت میں پاد مارا جس سے میں نے شاہ روم کو ڈرا دیا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ جولاہا اٹھ کر رقص کرنے لگا اور سارا دن تالی بجاتا رہا اور خوش ہوتا رہا اور کہتا رہا خدا کی قسم اس نے اسے شاہ روم سے مشابہت دی ہے:

لوگوں نے مجھے زچ کیا ہے وہ اپنے خیال کے مطابق کہتے ہیں کہ اس کے گناہ زیادہ ہوگئے ہیں خواہ میں دوزخ میں رہوں یا جنت میں اے زانیہ کے بیٹو تمہیں کیا؟

مختصر یہ کہ مؤرخین نے اس کی بہت سی باتوں اور بے ہودہ اشعار کا ذکر کیا ہے اور خمریات' فاحشات اور مردوں اور عورتوں سے تشبیب کے بارے میں اس کے نہایت گندے اشعار موجود ہیں۔ بعض لوگ اسے فاسق قرار دیتے ہیں اور اس پر زنا کا الزام لگاتے ہیں اور بعض اس پر زندقت کا الزام لگاتے ہیں اور بعض کا قول ہے کہ وہ خود بے دین شخص تھا اور پہلا قول زیادہ واضح ہے کیونکہ فسق اس کے اشعار میں موجود ہے اور اس کا زندیق ہونا بعید ہے لیکن اس میں بے ہودگی اور بے حیائی پائی جاتی ہے' مؤرخین نے اس کی صغرسنی اور کبرسنی میں اس کی طرف ناپسندیدہ باتیں منسوب کیں۔ اللہ ہی ان کی صحت کے بارے میں بہتر جانتا ہے اور عوام اس کی طرف سے ایسی باتیں بیان کرتے ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں اور جامع دمشق کے صحن میں ایک گنبد تھا جس سے پانی پھوٹتا تھا' دمشق کے لوگ اسے ابونواس کا گنبد کہتے تھے اور وہ اس کی موت کے ڈیڑھ سو سال سے بھی زیادہ عرصہ بعد بنایا گیا ہے۔ مجھے معلوم نہیں اسے کس وجہ سے اس کی طرف منسوب کردیا گیا ہے اللہ ہی اسے بہتر جانتا ہے۔

اور محمد بن ابی عمر نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابونواس کو کہتے سنا خدا کی قسم میں نے کبھی حرام کام کے لیے اپنی شلوار نہیں کھولی

اور محمد امین بن رشید نے اسے کہا تو زندیق ہے اس نے کہا یا امیر المومنین میں زندیق نہیں ہوں اور میں کہتا ہوں:

میں پانچوں نمازیں بروقت پڑھتا ہوں اور عاجزی کے ساتھ خدا کی توحید کی گواہی دیتا ہوں اور اگر میں جنبی ہو جاؤں تو اچھی طرح غسل کرتا ہوں اور اگر میرے پاس کوئی مسکین آ جائے تو میں اسے روکتا نہیں اور اگر پیالہ مجھے ساقی کی بیعت کی دعوت دے تو میں اسے جلد جواب دیتا ہوں اور میں خالص شراب تخت آدمی کے پہلو میں پیتا ہوں اور میرا ادادا فربہ تھا جو لوگوں سے سوال کرنے والا ہے اور کم دودھ والی سفید عورت اور بادام اور چینی ہمیشہ ہی شراب فروش کے لیے نفع مند چیزیں ہیں اور میں سب روافض کے بکواس کو بختیشوع کی پھونک کی وجہ سے خوشی سے آگ میں ڈال دوں گا۔

امین نے اسے کہا تو ہلاک ہو جائے تجھے بختیشوع کی پھونک کی طرف کس بات نے آمادہ کیا ہے اس نے کہا اس سے قافیہ مکمل ہوا ہے تو اس نے اسے انعام دینے کا حکم دیا اور جس بختیشوع کا اس نے ذکر کیا ہے وہ خلفاء کا طبیب تھا اور جاحظ نے بیان کیا ہے کہ مجھے شعراء کے کلام میں ابونواس کے ان اشعار سے شاندار اور لطیف اشعار معلوم نہیں وہ کہتا ہے:

وہ کونسی آگ ہے جسے جلانے والے نے جلایا ہے اور کون سی سنجیدگی ہے جس میں مزاح کرنے والے نے انتہا کر دی ہے۔ واعظ اور ناصح کے بڑھاپے کا کیا کہنا کاش ناصح خطا کرتا' نوجوان خواہش کی پیروی کرتا ہے حالانکہ حق کا راستہ اس پر واضح ہوتا ہے۔ عورتوں کی طرف اپنی آنکھوں کو اٹھا ان کے مہر نیک اعمال ہیں' سفید رنگ عورت کو اس کے پردے میں وہ شخص دیکھتا ہے جس کا ترازو جھکا ہوا ہو جو شخص اللہ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے اس کی طرف نفع بخش تجارت کھینچ کر لائی جاتی ہے' صبح کو جا دین میں کوئی غلطی نہیں ہے اور شام کو جا کیونکہ تو شام کے جانے والا ہے۔

اور ابو عفان نے اس سے اس کا قصیدہ پڑھنے کی درخواست کی جس کا پہلا مصرعہ یہ ہے کہ تو لیلیٰ کو فراموش نہ کر اور نہ ہند کی طرف دیکھ اور جب وہ اس قصیدہ کے سنانے سے فارغ ہوا ابو عفان نے اسے سجدہ کیا تو ابونواس نے اسے کہا خدا کی قسم میں ایک مدت تک تجھ سے بات نہیں کروں گا۔ وہ کہتا ہے مجھے اس بات نے غم زدہ کر دیا اور جب میں نے واپسی کا ارادہ کیا تو اس نے کہا میں تجھے کب دیکھوں؟ میں نے کہا کیا تو نے قسم نہیں کھائی؟ اس نے کہا زمانہ اس بات سے قاصر ہے کہ اس کے ساتھ جدائی ہو اور اس کے اچھے اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں:

آگاہ رہو بے شمار چہرے مٹی میں پرانے ہو گئے ہیں اور بہت سے حسن مٹی میں کمزور پڑ گئے ہیں اور بہت سے پکے ارادے اور شجاعتیں اور مضبوط آراء مٹی میں پڑی ہیں اور قریبی گھر والے سے کہہ دے کہ تو دور مقام کی طرف سفر کرنے والا ہے اور میں ہر زندہ کو ہلاک ہونے والا اور شریف نسب والے کو ہلاک ہونے والوں میں دیکھتا ہوں' جب کوئی عقل مند دنیا کو آزماتا ہے تو اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ دشمن نے دوست کا لباس زیب تن کیا ہوا ہے۔

نیز اس نے کہا حرص و لالچ نہ کر' بلاشبہ لالچ میں ذلت ہے اور عزت حلم میں ہے نہ کہ حماقت اور اوچھے پن میں' حماقت سے غرور میں دلچسپی لینے والے سے کہہ دے اگر تجھے غرور کے نقصانات کا علم ہوتا تو تو غرور نہ کرتا' غرور دین کو خراب کرنے والا' عقل کو کم کرنے والا اور عزت کو تباہ کرنے والا ہے پس تو ہشیار رہو جا۔

ابوالعتاہیہ قاسم بن اسماعیل ایک کاغذ ساز کی دوکان پر بیٹھا اور اس نے کاغذ کی پشت پر یہ اشعار لکھے:

تعجب ہے کہ انسان کیسے اللہ کی نافرمانی کرتا ہے اور کیسے انکار کرنے والا اس کا انکار کرتا ہے اور ہر چیز میں اس کا نشان موجود ہے جو اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ وہ یکتا ہے۔

پھر ابونواس آیا اور اس نے ان اشعار کو پڑھا اور کہنے لگا خدا کی قسم ان اشعار کے کہنے والے نے بہت اچھا کہا ہے خدا کی قسم جو کچھ میں نے کہا ہے کاش اس سارے کے عوض یہ اشعار میرے ہوتے' یہ اشعار کس کے ہیں؟ اسے بتایا گیا کہ ابوالعتاہیہ کے ہیں اس نے وہ کاغذ لے کر اس کی طرف لکھا:

وہ ذات پاک ہے جس نے مخلوق کو کمزور اور ذلیل چیز سے پیدا کیا ہے اور وہ اسے ایک ٹھہرنے کی جگہ سے چلا کر مضبوط ٹھہرنے والی جگہ کی طرف لے آتا ہے اور وہ آنکھوں سے پوشیدہ' پردوں میں اسے آہستہ آہستہ پیدا کرتا ہے حتیٰ کہ سکون میں حرکت نمایاں ہو جاتی ہے۔

اور اس کے اچھے اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں:

جب بڑھاپے نے میری مانگ میں مصیبتیں ڈال دیں تو میری سختی ختم ہوگئی اور میں نے کھیل کو چھوڑ دیا اور عقل نے مجھے روکا اور میں عدل کی طرف مائل ہو گیا اور میں روکنے والے کی بات سے ڈر گیا اے غافل جو بھول جانے کا معترف ہے معاد میں بھولنے والے کے لیے کوئی عذر نہ ہوگا' ہم اپنے اعمال کے ذریعے اس روز نجات کی طاقت نہیں پائیں گے جس روز آسمان جبینوں کے اوپر ظاہر ہوگا' ہم برائی اور تفریط پر قائم ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کے حسن عفو سے امید رکھتے ہیں۔

نیز اس نے کہا ہے:

ہم مر جائیں گے اور بوسیدہ ہو جائیں گے مگر جب ہم مر جائیں گے تو نہ ہمارے گناہ مریں گے اور نہ بوسیدہ ہوں گے اور بہت سے آنکھوں والے ہیں جن کو آنکھیں فائدہ نہیں دیتیں جس کا دل اندھا ہو اسے آنکھیں فائدہ نہیں دیتیں۔

نیز اس نے کہا:

اگر آنکھ خود حساب کے دن کے بارے متمثل ہو کر وہم میں پڑتی تو وہ دیکھ نہ سکتی وہ بادشاہ پاک ہے۔ وہ کون سی رات ہے جو مٹ جائے گی اور اس کی صبح میدان محشر میں ہوگی' مخلوق کے رب نے فنا کو اس پر فرض کر دیا ہے اور لوگ آگے پیچھے جانے والے ہیں۔

بیان کیا گیا کہ جب ابونواس نے حج کا احرام باندھنے کا ارادہ کیا تو اس نے کہا:

اے مالک تو کس قدر عادل اور ہر مالک کا بادشاہ ہے۔ لبیک بلاشبہ تعریف اور حکومت تیرے لیے ہے اور تیرا کوئی شریک نہیں ہے تیرے بندے نے تجھے آواز دی ہے وہ جہاں بھی جائے تو اس کا محافظ ہے۔ اے رب اگر تو نہ ہوتا تو وہ ہلاک ہو جاتا لبیک بلاشبہ تعریف لیے ہے اور حکومت بھی تیرے لیے ہے اور تیرا کوئی شریک نہیں ہے اور جب رات تاریک ہو جاتی ہے اور تیرنے والے ستارے فلک میں اپنے راستوں پر چلتے ہیں اور سب نبی اور سب فرشتے اور سب

تجھے پکارنے والے تیری تسبیح کرتے اور نماز پڑھتے ہیں لبیک بلاشبہ تعریف تیرے لیے اور حکومت تیرے لیے ہیں اور تیرا کوئی شریک نہیں اے خطا کار تو کس قدر جاہل ہے تو نے عدل کرنے والے رب کی نافرمانی کی ہے اور اس نے تجھے طاقت اور ڈھیل دی ہے جلدی سے اپنی امید کو حاصل کر اور اچھی طرح اپنے عمل کو ختم کر لبیک بلاشبہ تعریف تیرے لیے ہیں اور حکومت بھی تیرے لیے ہے اور تیرا کوئی شریک نہیں۔

اور المعافی بن زکریا جریری نے بیان کیا ہے کہ عباس بن ولید نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے احمد بن یحییٰ بن ثعلب کو بیان کرتے سنا کہ میں حضرت امام احمد بن حنبل کے پاس گیا تو میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے دل نے اسے بے چین کیا ہے اور اپنے ساتھ زیادہ باتیں کرنا پسند نہیں کرتا گویا اس کے سامنے آگ بھڑکائی گئی ہے پس میں مسلسل اس سے نرمی کرنے لگا اور میں نے اس کے نزدیک ہو کر کہا کہ میں شیبان کے غلاموں میں سے ہوں تو اس نے مجھ سے بات کی اور پوچھا تو نے کون کون سے علوم میں غور وفکر کیا ہے؟ میں نے کہا لغت اور شعر میں اس نے کہا میں نے بصرہ میں ایک جماعت کو ایک شخص سے شعر لکھتے دیکھا مجھ بتایا گیا کہ یہ ابونواس ہے میں نے لوگوں میں گھس کر انہیں اپنے پیچھے کیا اور جب میں اس کے پاس بیٹھا تو اس نے ہمیں لکھوایا۔

جب بھی زمانے سے تو تنہا ہو جائے تو یہ نہ کہہ کہ میں تنہا ہو گیا ہوں بلکہ تنہائی میں ایک نگران ہوتا ہے اور یہ گمان نہ کر اللہ ایک ساعت بھی غافل ہوتا ہے اور نہ گنہگار پر امر مخفی ہے کہ وہ غائب ہے ہم گناہوں سے غافل ہیں حتیٰ کہ وہ پے در پے گناہ ہونے لگے ہیں کاش خدا گزشتہ گناہوں کو بخش دے اور ہمیں توبہ کی اجازت دے تاکہ ہم توبہ کر لیں۔

اور بعض لوگوں نے ابونواس سے روایت کے بعد ان اشعار کا اضافہ بھی کیا ہے:

جب مجھ پر میرے راستے تنگ ہو جاتے ہیں اور میرے دل میں غموں کے خطرات فروکش ہو جاتے ہیں تو میں اپنے گناہوں اور خطاؤں کی لمبائی اور بڑائی سے کہتا ہوں میرے لیے توبہ میں کوئی حصہ نہیں اور میں مایوس ہو کر خوف کے سمندر میں ڈوب جاتا ہوں اور کبھی کبھی میرا نفس رجوع کر کے توبہ کرتا ہے اور مجھے خداوند کریم کے مخلوق کو معاف کرنے کو یاد کراتا ہے تو وہ زندہ کرتا ہے اور میں اس کے عفو کی امید پر انابت اختیار کرتا ہوں اور میں اپنے قول میں عاجزی اختیار کرتا ہوں اور سوال کرتے ہوئے رغبت کرتا ہوں شائد مصائب کو دور کرنے والا مجھے معاف کر دے۔

ابن طراز جریری نے بیان کیا ہے کہ یہ روایت شدہ اشعار کس کے ہیں؟ بتایا گیا ابونواس کے ہیں اور یہ اس کے زاہدانہ اشعار میں سے ہیں اور نحویوں نے بہت سی جگہوں پر ان سے استشہار کیا ہے جسے ہم بیان کر چکے ہیں اور حسن بن الدایہ نے بیان کیا ہے کہ میں مرض الموت میں ابونواس کے پاس گیا اور میں نے کہا مجھے نصیحت کرو تو وہ کہنے لگا:

جس قدر ہو سکتا ہے زیادہ خطائیں کر بلاشبہ تو بخشنے والے رب سے ملاقات کرنے والا ہے اور جب تو اس کے پاس عفو طلب کرتے ہو گیا تو تو عنقریب قدرت والے بادشاہ کو دیکھے گا اور اس سے ملاقات کرے گا اور دوزخ کے ڈر سے تو نے جن گناہوں کو چھوڑا تھا تو ان پر کف افسوس ملے گا۔

میں نے کہا تو ہلاک ہو جا اس حالت میں تو مجھے نصیحت کرتا ہے؟ اس نے کہا خاموش رہ ہم سے حماد بن سلمہ نے ثاقب سے

بحوالہ انس بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

''میں نے اپنی امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لیے اپنی شفاعت ذخیرہ کر رکھی ہے''۔

اور قبل ازیں اس اسناد سے اس سے یہ بھی بیان ہو چکا ہے کہ تم میں سے جو شخص بھی فوت ہو وہ اللہ تعالیٰ سے حسن ظن رکھتا ہوا فوت ہو اور ربیع وغیرہ نے بحوالہ امام شافعی بیان کیا ہے کہ جس روز ابونواس فوت ہوا ہم اس کے پاس گئے تو وہ جان دے رہا تھا ہم نے اس سے پوچھا تو نے آج کے دن کیا تیاری کی ہے؟ تو وہ کہنے لگا:

میرے گناہ نے مجھے اپنی بڑائی دکھائی اور جب میں نے اے میرے رب اسے تیرے عفو کے ساتھ ملایا تو تیرا عفو اس سے بہت بڑا تھا اور تو ہمیشہ گناہ معاف کرتا رہا ہے اور فضل وکرم سے عفو وبخشش کرتا رہا ہے اگر تو نہ ہوتا تو کوئی عبادت گزار ابلیس کے مقابلہ کی قدرت نہ رکھتا اور یہ کیسے ہوتا جب کہ اس نے تیرے منتخب کردہ آدم کو بھٹکا دیا تھا۔

اسے ابن عساکر نے روایت کیا ہے کہ لوگوں نے اس کے سر کے پاس ایک رقعہ دیکھا جس میں اس کی اپنی تحریر میں لکھا تھا:

اے میرے رب اگر کثرت کی وجہ سے میرے گناہ عظیم ہو گئے ہیں تو مجھے معلوم ہے کہ تیرا عفو بہت بڑا ہے' اے میرے رب میں تیرے حکم کے مطابق تضرع سے تجھ سے دعا کرتا ہوں اور جب تو میرے ہاتھوں کو رد کر دے گا تو کون رحم کرے گا اور اگر تجھ سے صرف اچھے کام کرنے والا ہی امید رکھ سکتا ہے تو بدکار مجرم کس سے امید رکھے' تیرے پاس آنے کے لیے میرے پاس امید اور تیرے حسن عفو کے سوا کوئی وسیلہ نہیں پھر میں مسلمان بھی ہوں۔

یوسف بن الدایہ نے بیان کیا ہے کہ میں اس کے پاس گیا تو وہ اسی حالت میں تھا' میں نے پوچھا اپنے آپ کو کیسے محسوس کرتے ہو؟ اس نے کچھ دیر سر جھکائے رکھا پھر سر اٹھا کر کہنے لگا:

میرے اوپر نیچے فنا سرایت کر گئی ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ میرا ایک ایک عضو مر رہا اور جو ہر لحظہ بھی گزر رہا ہے وہ میرے ایک ایک حصے کو کم کر رہا ہے میری سنجیدگی میری لذت عیش کے ساتھ ختم ہو گئی ہے اور میں نے کمزور ہو کر اطاعت الٰہی کو یاد کیا ہے' ہم نے ہر برائی کی ہے اور اسی خیال سے کی ہے کہ ہم سے درگزر ہو جائے گی اور ہمیں بخش دیا جائے گا اور ہمیں معاف کر دیا جائے گا۔

پھر وہ اسی وقت فوت ہو گیا اللہ تعالیٰ ہمیں اور اسے معاف فرمائے۔ آمین۔

اس کی انگشتری کا نقش لا الہ الا اللہ مخلصا تھا اور اس نے وصیت کی تھی کہ جب لوگ اسے غسل دے دیں تو اس انگوٹھی کو اس کے منہ میں رکھ دیا جائے اور انہوں نے ایسے ہی کیا اور جب وہ مر گیا تو انہوں نے تین سو درہم اور کپڑوں اور اثاثے کے سوا اس کے ہاں کچھ نہ پایا اور اس کی وفات اس سال بغداد میں ہوئی اور اسے الشونیزی کے قبرستان میں یہود کے ٹیلے پر دفن کیا گیا اور اس کی عمر پچاس سال تھی اور بعض نے اس کی عمر ساٹھ سال اور بعض نے ۵۹ سال بیان کی ہے اور اس کے ایک ساتھی نے اسے خواب میں دیکھا تو اس نے اس سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ اس نے کہا اس نے مجھے ان اشعار کی وجہ سے بخش دیا ہے جو میں نے نرگس کے بارے میں کہے تھے:

زمین کی نباتات میں غور وفکر کر اور جو کچھ بادشاہ نے بنایا ہے اس کے نشانات کو دیکھ چاندی کے چشمے ان آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں جو پگھلے ہوئے سونے کی ہیں وہ زبر جدکی شاخ پر اس بات کی گواہ ہیں کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں ہے۔

اور ان ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ اللہ نے مجھے ان اشعار کی وجہ سے بخش دیا ہے جو میرے تکیے کے نیچے پڑے ہیں وہ آئے تو انہوں نے ان اشعار کو ایک کاغذ کے ٹکڑے پر اس کی تحریر میں دیکھا: -

اے اللہ اگر میرے گناہ کثرت کے باعث عظیم ہو گئے ہیں تو مجھے معلوم ہے کہ تیرا عفو بہت بڑا ہے۔

یہ شعر پہلے بھی بیان ہو چکا ہے اور ابن عساکر کی ایک روایت میں ہے کہ بعض نے بیان کیا ہے کہ میں نے خواب میں اسے بہت اچھی ہیئت اور بڑی آسائش میں دیکھا اور میں نے اسے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ اس نے کہا اس نے مجھے بخش دیا ہے میں نے پوچھا کس وجہ سے جب کہ تو اپنے بارے میں کوتاہی کرنے والا تھا؟ اس نے کہا ایک شب ایک نیک آدمی قبرستان کی طرف آیا اور اس نے اپنی چادر بچھائی اور دو رکعت نماز پڑھی اور اس میں دو ہزار بار قل ہو اللہ احد پڑھا پھر اس نے اس کا ثواب اس قبرستان کے باسیوں کو ہدیہ کر دیا اور میں بھی انہی میں شامل تھا پس اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ ابونواس نے سب سے پہلا شعر اس وقت کہا جب اس نے ابواسامہ والبہ بن الحباب کی مصاحبت کی۔

عشق کا حامل تھکنے والا ہے، خوشی اسے ہلکا سمجھتی ہے اگر وہ روئے تو اسے اس کا حق ہے جو بیماری اسے لاحق ہے وہ کوئی کھیل نہیں، تو بے پرواہی سے ہنستی ہے اور عاشق روتا ہے تو میری بیماری پر تعجب کرتی ہے میرا صحت مند ہونا ہی ایک عجیب امر ہے۔

اور مامون نے کہا اس کے یہ اشعار کیا ہی اچھے ہیں: -

آدمی ہلاک ہونے والے اور ہلاک ہونے والوں کے بیٹے ہیں اور شریف النسب بھی ہلاک ہونے والوں میں ہے۔

جب کوئی عقل مند دنیا کی آزمائش کرتا ہے تو اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ دشمن نے دوست کا لباس زیب تن کیا ہوا ہے۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے اور اپنے رب سے اس کی سب سے بڑی امید ان اشعار میں پائی جاتی ہے وہ کہتا ہے: -

جس قدر ہو سکتا ہے خطاؤں کے بار کو اٹھا لے، بلاشبہ تو بخشنے والے رب سے ملاقات کرنے والا ہے اور جب تو اس کے پاس عفو طلب کرتے ہوئے گیا تو تو عنقریب قدرت والے بادشاہ کو دیکھے گا اور اس سے ملاقات کرے گا اور دوزخ کے خوف سے تو نے جن گناہوں کو ترک کیا ہے ان پر کف افسوس ملے گا۔

۱۹۶ھ

اس سال مشہور ثقہ مشائخ حدیث میں سے ابومعاویہ نابینا اور اوزاعی کے شاگرد ولید بن مسلم دمشقی نے وفات پائی اور اس سال امین نے اسد بن یزید کو قید کر دیا کیونکہ اس نے امین کی کھیل کود اور رعیت کے معاملے میں سہل انگاری کرنے اور اس وقت شکار وغیرہ کرنے پر اسے ملامت کی تھی اور اس سال امین نے احمد بن یزید اور عبداللہ بن حمید بن قحطبہ کو چالیس ہزار فوج کے ساتھ طاہر بن حسین کے ساتھ جو مامون کے مقابلے میں آیا تھا' جنگ کرنے کے لیے حلوان بھیجا اور جب وہ حلوان کے نزدیک پہنچے تو طاہر نے اپنی فوج کے اردگرد خندق کھود لی اور دونوں امیروں کے درمیان جنگ بھڑکانے کے لیے تدابیر کرنے لگا پس دونوں نے آپس میں اختلاف کیا اور واپس آ گئے اور اس سے جنگ نہ کی اور طاہر حلوان آ گیا اور اس کے پاس مامون خط آیا کہ جو کچھ اس کے قبضے میں ہے وہ ہرثمہ بن اعین کے سپرد کر دے اور خود اہواز کی طرف چلا جائے سو اس نے ایسے ہی کیا اور اس سال مامون نے اپنے وزیر فضل بن سہل کو عزت دی اور اسے بڑی عملداریوں کا امیر مقرر کیا اور اسے دوالریاستین کا نام دیا اور اسی سال امین نے عبدالملک بن صالح بن علی کو جسے اس نے رشید کے قید خانے سے نکالا تھا شام کی نیابت پر مقرر کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ اس کے لیے طاہر اور ہرثمہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے نوجوانوں اور فوجوں کو بھیجے گا اور جب وہ رقہ پہنچا تو اس نے وہاں اقامت اختیار کر لی اور شام کے روساء کو دوستی کے خطوط لکھے اور انہیں اطاعت کی دعوت دی تو بہت سے لوگ اس کے پاس آ گئے پھر جنگیں چھڑ گئیں جن کی ابتداء اہل حمص سے ہوئی اور حالات بگڑ گئے اور لوگوں کے درمیان جنگ طویل ہو گئی اور عبدالملک بن صالح وہیں فوت ہو گیا اور فوج حسین بن علی بن ہامان کے ساتھ بغداد واپس آ گئی اور اہل بغداد نے عزت کے ساتھ اس کا استقبال کیا یہ اس سال کے ماہ رجب کا واقعہ ہے اور جب وہ بغداد پہنچا تو امین کا ایلچی اسے تلاش کرتا ہوا آیا تو اس نے کہا خدا کی قسم میں نہ داستان گو ہوں اور نہ مسخرہ ہوں اور نہ میں اس کی کسی عملداری کا امیر ہوں اور نہ میرے ہاتھوں نے مال جمع کیا ہے پس وہ آج شب مجھے کس وجہ سے طلب کرتا ہے۔

امین کی معزولی کا سبب نیز اس کے بھائی مامون کو خلافت کیسے ملی؟

جب حسین بن علی بن ہامان نے صبح کی تو وہ امین کے پاس نہ گیا کیونکہ اس نے اسے طلب کیا تھا اور یہ شام سے فوج کی واپسی کے بعد کا واقعہ ہے اس نے لوگوں میں کھڑے ہو کر تقریر کی اور انہیں امین کی عداوت پر متحد کیا اور اس کے لہو ولعب اور دیگر گناہوں کے ارتکاب کا ذکر کیا اور یہ بھی بتایا کہ جس شخص کا یہ حال ہو وہ خلافت کے اہل نہیں ہوتا اور یہ کہ وہ لوگوں کے درمیان جنگ کروانا چاہتا ہے۔ پھر اس نے انہیں اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے اور سرعت کے ساتھ اس پر حملہ کرنے کی ترغیب دی اور اکسایا پس بہت سے لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے اور محمد امین نے اس کے مقابلہ میں سوار بھیجے انہوں دن کا کچھ عرصہ باہم جنگ کی اور حسین نے اپنے اصحاب کو زمین پر پیدل چلنے کا حکم دیا نیز یہ کہ وہ تلواروں اور نیزوں سے جنگ کریں' امین کی فوج نے شکست کھائی اور اس نے اسے معزول کر دیا اور عبداللہ مامون کے لیے بیعت لی' یہ اس سال کے ماہ رجب کی گیارہ تاریخ اور اتوار کے

دن کا واقعہ ہے اور جب منگل کا دن آیا تو امین اپنے محل سے بغداد کے وسط میں ابوجعفر کے محل میں چلا گیا اور اس نے اسے تنگ کیا اور اسے بیڑی ڈال دی اور اس پر دباؤ ڈالا اور عباس بن عیسیٰ بن موسیٰ نے اس کی ماں زبیدہ کو حکم دیا کہ وہ یہاں سے منتقل ہو جائے مگر اس نے انکار کر دیا تو اس نے اسے کوڑے مارے اور اسے منتقل ہونے پر مجبور کر دیا پس وہ اپنے بچوں کے ساتھ منتقل ہو گئی اور جب بدھ کی صبح ہوئی تو لوگوں نے حسین بن علی سے اپنے عطیات مانگے اور اس کے بارے میں اختلاف کیا اور اہل بغداد دو گروہوں میں بٹ گئے ایک گروہ امین کے ساتھ تھا اور دوسرا اس کے خلاف تھا پس دونوں نے آپس میں شدید جنگ کی اور خلیفہ کا گروہ غالب آ گیا اور انہوں نے حسین بن علی بن عیسیٰ کو قید کر لیا اور اسے بیڑیاں ڈال دیں اور اسے خلیفہ کے پاس لے گئے اور انہوں نے اس کی بیڑیاں کھول دیں اور اسے اس کے تخت پر بٹھا دیا اور اس موقع پر خلیفہ نے حکم دیا کہ عوام میں سے جس کے پاس ہتھیار نہ ہوں اسے خزانے سے ہتھیار دیئے جائیں' پس اس سبب سے لوگوں نے وہ خزائن لوٹ لیے جن میں ہتھیار تھے اور امین کے حکم سے حسین بن علی کو لایا گیا تو اس نے جو کچھ اس سے ہوا تھا اس پر اسے ملامت کی تو اس نے اس کے پاس عذر کیا کہ خلیفہ کے عفو نے اس بات پر اسے آمادہ کیا تھا۔

پس اس نے اسے معاف کر دیا اور اسے خلعت دیا اور اسے وزیر مقرر کر دیا اور اسے انگشتری عطا کی اور جو کچھ اس کے دروازے کے درے تھا اس کا اسے امیر بنا دیا نیز اسے امیر جنگ بنا کر حلوان کی طرف روانہ کر دیا اور جب وہ پل کے پاس پہنچا تو اپنے خواص اور خدام کے ساتھ بھاگ گیا' امین نے اسے واپس لانے کے لیے فوج بھیجی اور سواروں نے اس کا پیچھا کر کے اسے آ لیا اور اس نے ان سے اور انہوں نے اس سے جنگ کی اور انہوں نے اسے ۱۵ رجب کو قتل کر دیا اور اس کے سر کو امین کے پاس لے آئے اور لوگوں نے جمعہ کے روز از سر نو امین کی بیعت کی اور جب حسین بن علی بن عیسیٰ قتل ہو گیا تو فضل بن ربیع حاجب بھاگ گیا اور طاہر بن حسین نے مامون کے اکثر علاقے پر قبضہ کر لیا اور وہاں اپنے نائب مقرر کر دیئے اور صوبوں کے اکثر باشندوں نے امین کی بیعت چھوڑ دی اور مامون کی بیعت کر لی اور طاہر اور رائن کے قریب آ گیا اور اس نے واسط اور اس کے مضافات کے ساتھ اس پر بھی قبضہ کر لیا اور اس نے اپنی جانب سے حجاز' یمن' جزیرہ اور موصل وغیرہ پر نائب مقرر کیے اور امین کے پاس صرف چند شہر رہ گئے اور اس سال کے شعبان میں امین نے چار سو جھنڈے باندھے اور ہر جھنڈے کے ساتھ ایک امیر تھا اور اس نے انہیں ہرثمہ کے ساتھ جنگ کرنے بھیجا۔

پس انہوں نے ماہ رمضان میں جنگ کی اور ہرثمہ نے انہیں شکست دی اور ان کے ہراول علی بن محمد بن عیسیٰ بن نہیک کو قید کر کے مامون کے پاس بھیج دیا اور طاہر کی فوج سے ایک دستہ بھاگ کر امین کے پاس چلا گیا اور اس نے انہیں بہت سے اموال دیئے اور ان کا اکرام کیا اور ان کی داڑھیوں کو غالیہ خوشبو سے ڈھانپ دیا اور لوگوں نے اس کا نام جیش الغالیہ رکھ دیا۔ پھر امین نے انہیں تیار کیا اور طاہر کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے ان کے ساتھ بہت بڑی فوج بھیجی اور طاہر نے انہیں شکست دی اور ان کی جمعیت کو پریشان کر دیا اور جو کچھ ان کے پاس تھا چھین لیا اور طاہر نے بغداد کے نزدیک آ کر اس کا محاصرہ کر لیا اور جاسوسوں کو فوج کے درمیان فتنہ ڈالنے کے لیے بھیجا حتیٰ کہ وہ گروہ در گروہ ہو گئے پھر فوج کے درمیان جنگ چھڑ گئی اور اصاغر' اکابر پر ٹوٹ پڑے

اور انہوں نے ۹ ذوالحجہ کو امین کے بارے میں اختلاف کیا اور ایک بغدادی شاعر نے کہا:

امین کے امین سے کہ خوفِ تو سرف عافیہ نے پراگندہ کیا ہے اور میری جان طاہر پر قربان ہو وہ اپنے اٹیچیوں اور کافی تیاری کے ساتھ آیا باغیوں کے فتنہ سے جنگ کرنے کے لیے حکومت کی باگ ڈور اس کے ہاتھ میں ہوگئی ہے اے عہد شکن اس کی عہد شکنی نے اسے بے یار و مددگار چھوڑ دیا ہے اور اس کے پوشیدہ عیوب فاش ہو چکے ہیں شیر اپنے حملوں میں پھاڑنے والے شیروں کے ساتھ کتے کی طرح بھونکتا ہوا تیرے پاس آیا اور اس جیسے شخص سے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں پس تو آگ کی طرف یا دوزخ کی طرف بھاگ جا۔

پس امین کی جمعیت اس کے خلاف متفرق ہوگئی اور وہ اپنے معاملے میں حیران رہ گیا اور طاہر بن حسین اپنی افواج کے ساتھ آیا اور ۱۲ ذوالحجہ کو منگل کے روز باب الانبار پر اترا اور اہل شہر کی حالت خراب ہوگئی اور بدکاروں اور فریب کاروں نے بھلے لوگوں کو خوفزدہ کر دیا اور گھر ویران ہو گئے اور لوگوں کے درمیان فتنہ بھڑک اٹھا حتیٰ کہ مختلف خواہشات کی بنا پر بھائی نے اپنے بھائی سے اور بیٹے نے اپنے باپ سے جنگ کی اور بہت شر پیدا ہو گیا اور شہر کے اندر بکثرت خرابی اور قتل شروع ہو گیا۔

اور اس سال طاہر کی جانب سے عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ ہاشمی نے لوگوں کو حج کروایا اور مکہ اور مدینہ میں مامون کی خلافت کی دعوت دی اور یہ حج کا پہلا اجتماع ہے جس میں مامون کو دعوت دی گئی اور اس سال اہل حمص کے امام فقیہ اور محدث بقیہ بن ولید نے حمص میں وفات پائی۔

قاضی حفص بن غیاث:

آپ نے ۹۰ سال سے زیادہ عمر پائی اور جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ کا ایک دوست رو پڑا آپ نے اسے کہا مت رو، خدا کی قسم میں نے کسی حرام کام کے لیے کبھی اپنی شلوار نہیں کھولی اور جب بھی میرے سامنے دو جھگڑنے والے بیٹھے ہیں میں نے کبھی پرواہ نہیں کی کہ کس کے خلاف فیصلہ ہوتا ہے خواہ وہ قریبی ہو یا دور کا تعلق دار ہو بادشاہ ہو یا رعایا ہو اور عبداللہ بن مرندق ابو محمد الزاہد جو رشید کا وزیر تھا اس نے سب کچھ چھوڑ کر درویشی اختیار کر لی اور اپنی موت کے قریب وصیت کی کہ اسے کوڑے پر پھینک دیا جائے شائد اللہ اس پر رحم کر دے۔

ابوشیص شاعر:

محمد بن زرین بن سلیمان، یہ استاذ الشعراء تھا، شعر تیار کرنا اور اسے نظم کرنا اس پر پانی پینے سے بھی زیادہ سہل تھا، یہ بات ابن خلکان وغیرہ نے بھی بیان کی ہے اور یہ ابو مسلم بن ولید جس کا لقب صریع الغوانی تھا حسین عورتوں کا کشتہ اور ابونواس اور دعبل باہم اکٹھے ہوتے اور ایک دوسرے کو شعر سناتے اور ابوشیص آخری عمر میں نابینا ہو گیا اور اس کے بہترین اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں:

مجھے عشق نے وہاں کھڑا کیا ہے جہاں تو ہے پس نہ میں اس سے متاخر ہوں اور نہ متقدم ہوں اور میں تیرے عشق میں ملامت کو تیری یاد کی محبت کی وجہ سے مزیدار محسوس کرتا ہوں پس چاہیے کہ ملامت گر مجھے ملامت کریں، میں اپنے دشمنوں

کی مانند ہو گیا اور ان سے محبت کرنے لگا ہوں جب کہ تجھ سے میرا نصیب وہی ہے جو میرا نصیب ان سے ہے تو نے مجھے مبارک دی تو میں نے حقیر ہو کر اپنے آپ کو مبارک باد دی اور جس کی تو عزت کرے وہ تیرے نزدیک معمولی آدمی نہیں ہوتا۔

۱۹۷ھ

یہ سال شروع ہوا تو طاہر بن حسین اور ہرثمہ بن اعین اور ان دونوں کے ساتھیوں نے بغداد کے محاصرہ کرنے اور امین کے تنگ کرنے پر اصرار کیا اور قاسم بن رشید اور اس کے چچا منصور بن مہدی' مامون کے پاس بھاگ گئے او اس نے ان دونوں کا اکرام کیا اور اس نے اپنے بھائی قاسم کو جرجان کا امیر مقرر کیا اور بغداد کا محاصرہ سخت ہو گیا اور اس پر مجانیق نصب کر دیں اور امین کا دل ان سے تنگ پڑ گیا اور اس کے پاس فوج پر خرچ کرنے کے لیے کچھ باقی نہ بچا اور اس نے مجبور ہو کر سونے اور چاندی کے برتنوں کو دراہم اور دنانیر بنا لیا اور اس کی بہت سی فوج طاہر کے پاس بھاگ گئی اور اہل شہر میں سے بہت سے آدمی مارے گئے اور ان سے بہت سے اموال کو چھین لیا گیا اور امین نے بہت سے محلات اور مشہور خوبصورت مکانات اور بہت سی منڈیوں اور مقامات کی طرف آدمی بھیجا جس نے مصلحت کے مطابق انہیں جلا دیا اس نے یہ سب کچھ موت سے فرار اختیار کرنے کے لیے کیا نیز اس لیے کہ خلافت ہمیشہ اس کے پاس رہے مگر وہ اس کے پاس نہ رہی اور وہ قتل ہو گیا اور اس کے گھر ویران ہو گئے جیسا کہ ابھی بیان ہوگا اور طاہر نے بھی امین کی طرح کیا قریب تھا کہ سارا بغداد ویران ہو جاتا اور ایک شاعر نے اس بارے میں کہا ہے:

اے بغداد تجھے کس کی نظر لگ گئی ہے کیا تو ایک زمانہ تک آنکھ کی ٹھنڈک نہیں رہا کیا تجھ میں وہ لوگ نہیں رہے جن کا مسکن اور قرب ایک زینت تھا' جدائی کے کوے نے انہیں آواز نہیں دی تو وہ پراگندہ ہو گئے تجھے ان سے کس قدر جدائی کی سوزش پہنچی ہے میں ان لوگوں کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں کہ جب میں ان کا ذکر کرتا ہوں تو میری آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑتے ہیں' زمانے نے ان کو منتشر کر دیا ہے اور زمانہ فریقین کے درمیان جدائی ڈال دیتا ہے۔

شعراء نے اس بارے میں بہت کچھ بیان کیا ہے اور ابن جریر نے اس میں سے عمدہ اشعار کو بیان کیا ہے اور اس نے اس بارے میں ایک نہایت طویل قصیدہ بھی بیان کیا ہے جس میں جو کچھ واقع ہوتا تھا تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور وہ ایک خوف تھا جسے ہم نے کلیتہً مختصر کر دیا ہے۔

اور طاہر نے جاگیروں کے غلہ جات اور امراء کے ذخائر پر قبضہ کر لیا اور انہیں امان اور مامون کی بیعت کی دعوت دی اور ان سب نے یہ بات قبول کر لی جن میں عبداللہ بن حمید قحطبہ' یحییٰ بن علی بن ہامان' محمد بن ابوالعباس موسیٰ بھی شامل تھے اور بہت سے ہاشمیوں نے امراء نے اس سے مراسلت کی اور ان کے دل اس کے ساتھ ہو گئے' اتفاقاً ایک روز امین کے ساتھیوں نے طاہر کے ساتھیوں پر فتح پا کر ان میں سے ایک گروہ کو قصر صالح کے پاس قتل کر دیا اور جب امین نے یہ بات سنی تو وہ متکبر اور مغرور ہو گیا اور لہو ولعب اور شراب نوشی میں مشغول ہو گیا اور تمام امور اور ان کی تدبیر کو محمد بن عیسیٰ بن نہیک کے سپرد کر دیا پھر طاہر کے اصحاب

کی قوت بڑھ گئی اور امین کا پہلو نہایت کمزور پڑ گیا اور لوگ طاہر کی فوج کی طرف سمٹ آئے اور اس کی جانب نہایت پرامن تھی اس میں کسی کو چوری اور لوٹ مار وغیرہ کا ڈر نہ تھا اور طاہر نے بغداد کی اکثر منڈیوں اور بستیوں پر قبضہ کر لیا تھا اور ملاحوں کو اپنے مخالفین کے پاس کھانا لے جانے سے روک دیا تھا اور جو لوگ اس سے قبل بغداد سے باہر نہیں نکلے تھے وہ پشیمان ہوئے اور تاجروں کو کسی قسم کا سامان اور آٹا بغداد لے کر آنے سے روک دیا گیا اور کشتیوں کو بصرہ کی طرف بھیج دیا گیا اور فریقین کے درمیان بہت جنگیں ہوئی ان میں سے ایک معرکہ ورب الحجارۃ کا بھی ہے جس میں امین کے اصحاب کو فتح ہوئی اور اس میں طاہر کے اصحاب میں سے بہت سے آدمی مارے گئے۔ وہ بغداد کے آوارہ گرد لوگوں میں سے تھا جو ننگا ہو کر آتا اور اسکے پاس ایک تار کول ملی ہوئی گول سی چیز تھی اور اس کی بغل کے نیچے تھیلا ہوتا تھا جس میں پتھر ہوتے تھے اور جب کوئی سوار اسے دور سے تیر مارتا تو وہ اپنی اس گول سی چیز کے ذریعے اس سے اپنا بچاؤ کر لیتا اور وہ اسے تکلیف نہ دیتا اور جب وہ اس کے نزدیک آ جاتا تو وہ غلیل میں پتھر ڈال کر اسے مارتا جو اسے گزند پہنچاتا پس انہوں نے اس طرح انہیں شکست دی اور الشماسیہ کے معرکہ میں ہرثمہ بن اعین قید ہو گیا جس کی طاہر کو بہت تکلیف ہوئی اور اس نے الشماسیہ سے اوپر دجلہ پر پل بنانے کا حکم دے دیا اور طاہر خود اپنے ساتھیوں کے ساتھ دریا عبور کر کے دوسری جانب گیا اور اس نے خود ان کے ساتھ شدید جنگ کی اور انہیں ان جگہوں سے ہٹا دیا اور ہرثمہ کو ان لوگوں کو جن کو انہوں نے قیدی بنا لیا تھا ان سے واپس لے لیا اور یہ بات محمد امین کو بہت گراں گزری اور اس نے کہا: ؎

> مجھے جن وانس کے دلیر انسان سے پالا پڑا ہے جب وہ دراز ہوتا ہے تو اس کی طرح کوئی دراز نہیں ہو سکتا ہر طاقتور کے ساتھ کے ساتھ اس کا ایک نگران موجود ہے جو اس کی نگرانی کرتا ہے اور جو وہ کہتا ہے اسے جانتا ہے اور جب کسی کام کو غافل لوگ ضائع کر دیتے ہیں تو وہ مخالفانہ امر سے غفلت نہیں کرتا۔

اور امین کی حکومت نہایت کمزور ہو گئی اور اس کے پاس اپنے پر اور اپنی فوج پر خرچ کرنے کے لیے کوئی مال باقی نہ بچا اور اس کے اکثر اصحاب اسے چھوڑ گئے اور وہ ذلیل ہو کر باقی رہ گیا پھر یہ پورا سال گزر گیا اور بغداد کے لوگ مختلف خواہشات' قتال آگ لگانے اور چوریوں میں لگ گئے اور بغداد کا حال برا ہو گیا اور اس میں کوئی کسی کا دفاع کرنے والا نہ رہا جیسا کہ فتنوں کا دستور ہے۔

اور اس سال مامون کی طرف سے عباس بن موسیٰ ہاشمی نے لوگوں کو حج کروایا اور اسی میں شعیب بن حرب نے جو ایک زاہد آدمی تھا اور دیار مصر کے امام عبداللہ بن وہب نے اور علی بن مسہر کے بھائی عبدالرحمٰن بن مسہر نے اور عثمان بن سعید ملقب بہ یورش نے جو ایک مشہور قاری اور نافع بن ابی نعیم سے روایت کرنے والے ہیں نے وفات پائی اور محدثین کے سردار وکیع بن الجراح الرواسی نے بھی ۶۶ سال کی عمر میں وفات پائی۔

۱۹۸ھ

اوراس سال خزیمہ بن حازم نے محمد امین کو دھوکہ دے کر طاہر سے امان حاصل کر لی اور ہرثمہ بن اعین شرقی جانب سے آیا اور ۸ محرم بدھ کے روز خزیمہ بن حازم اور محمد بن علی بن عیسیٰ نے پل پر حملہ کر کے اسے کاٹ دیا اور اس پر اپنا جھنڈا نصب کر دیا اور انہوں نے عبداللہ مامون کی بیعت کی دعوت دی اور امین کو معزول کر دیا اور طاہر جمعرات کے روز شرقی جانب آیا اور خود جنگ میں شامل ہوا اور اعلان کیا کہ جو شخص اپنے گھر میں بیٹھا رہے گا اسے امان حاصل ہوگی اور دارالرقیق اور دارالکرخ وغیرہ کے پاس معرکہ آرائی ہوئی اور انہوں نے ابوجعفر کے شہر' خلد اور قصر زبیدہ کا گھیراؤ کر لیا اور فصیلوں کے اردگرد اور قصر زبیدہ کے سامنے مجانیق نصب کر دیں اور اسے منجنیق سے پتھر مارے اور امین اپنی ماں اور بیٹوں کے ساتھ ابوجعفر کے شہر کی جانب نکلا راستے میں عوام اس سے الگ ہو گئے اور کوئی کسی کی طرف توجہ نہ دیتا تھا اور وہ ابوجعفر کے محل میں داخل ہو گیا اور منجنیق کی بکثرت سنگباری کی وجہ سے وہ خلد سے منتقل ہو گیا اور اس نے ساز و سامان اور قالینوں وغیرہ کے جلانے کا حکم دے دیا پھر اس کا شدید محاصرہ ہو گیا اور اس سختی اور تنگی اور ہلاکت کے قریب پہنچ جانے کے باوجود ایک شب چاندنی چاندنی میں دجلہ کے کنارے کی طرف آیا اور شراب اور لونڈی کو منگوایا لونڈی نے اسے گانا سنایا اور اس کی زبان فراقیات اور موت کے ذکر کے سوا اور کسی بات کے لیے رواں نہ ہوئی اور وہ اسے کہتا رہا اس کے علاوہ کچھ سناؤ اور اس کی مانند اشعار کو یاد کر حتیٰ کہ اس نے اسے آخری گانا سنایا:

اے حرکت وسکون کے رب' بلاشبہ موت کے بہت سے جال ہیں اور دن رات کی آمد و رفت اور ستارگان فلک کی گردش صرف بادشاہ سے اقتدار منتقل کرنے کے لیے ہے اس کی بادشاہت ختم ہو کر دوسرے بادشاہ کے پاس چلی گئی اور عرش کے بادشاہ کی حکومت ہمیشہ قائم رہنے والی ہے جو زمانی ہے اور نہ مشترک ہے۔

راوی بیان کرتا ہے اس نے اسے گالیاں دیں اور اسے اپنے پاس سے اٹھا دیا اور وہ اس کے شیشے کے پاس پیالے میں گر پڑی اور اس نے اسے توڑ دیا جس سے اس نے بدشگونی لی اور جب لونڈی چلی گئی تو اس نے ایک آواز دینے والے کو سنا (اس امر کا فیصلہ ہو گیا ہے جس کے بارے میں وہ دونوں پوچھتے تھے) اس نے اپنے ہم نشین سے کہا تو ہلاک ہو جائے کیا تو نہیں سنتا؟ اس نے سنا مگر وہ کچھ نہیں سنتا تھا پھر دوبارہ یہی آواز آئی اور ابھی ایک یا دو راتیں نہیں گزری تھیں کہ وہ ۴ صفر کو اتوار کے روز قتل ہو گیا اور محاصرے میں اسے سخت مشقت اٹھانی پڑی حتیٰ کہ اس کے لیے کھانے پینے کو کچھ باقی نہ رہا۔ ایک شب وہ بھوکا تھا اور بڑی سختی کے بعد ایک روٹی اور ایک مرغی لائی گئی پھر اس نے پانی مانگا جو اس کے لیے نہ ملا اور اس نے پیاسے ہی رات گزاری اور جب صبح ہوئی تو پانی پینے سے قبل ہی اسے قتل کر دیا گیا۔

اس کے قتل کا حال:

جب سخت نازک حالت ہو گئی تو اس کے ساتھ امراء خدام اور سپاہی باقی رہ گئے تھے وہ اس کے پاس اکٹھے ہوئے اور اس نے اپنے بارے میں ان سے مشورہ کیا تو ایک گروہ نے کہا جو لوگ آپ کے ساتھ باقی رہ گئے ہیں ان کے ساتھ آپ جزیرہ یا شام

کی طرف چلے جائیں اور اموال سے قوت حاصل کریں اور لوگوں سے کام لیں اور بعض نے کہا آپ طاہر کے پاس جا کر اس سے امان حاصل کریں اور اپنے بھائی کی بیعت کر لیں اور جب یہ کام کر لیں گے تو آپ کا بھائی آپ کے لیے اتنے مال کا حکم دے دے گا جو آپ کو اور آپ کے اہل کو دنیاوی معاملات میں کفایت کرے گا اور آپ کا مقصد بھی راحت و آرام ہی ہے اور یہ مکمل طور پر آپ کو حاصل ہو جائے گا۔

اور بعض نے کہا ہے کہ آپ کے لیے امان لینے کے بارے میں ہرثمہ بہتر آدمی ہے وہ آپ کا دوست اور آپ پر بڑا مہربان ہے پس وہ اس طرف مائل ہو گیا اور جب ۴صفر کے اتوار کی رات آئی تو عشاء کے بعد اس نے ہرثمہ سے وعدہ کیا کہ وہ اس کے پاس آئے گا پھر اس نے لباس خلافت اور طیلسان[1] زیب تن کی اور اپنے دونوں بیٹوں کو بلا کر انہیں سونگھا اور اپنے ساتھ لگایا اور کہنے لگا میں تم دونوں کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور اس نے اپنی آستین کے پلو سے اپنے آنسو پونچھے پھر ایک سیاہ گھوڑی پر سوار ہوا اور اس کے آگے آگے ایک شمع تھی اور جب وہ ہرثمہ کے پاس پہنچا تو اس نے اس کا اعزاز واکرام کیا اور وہ دونوں دجلہ میں فائر شپ میں سوار ہو گئے' طاہر کو اس بات کی اطلاع ملی تو وہ اس بات سے ناراض ہوا اور کہنے لگا میں نے یہ سب کچھ کیا ہے اور وہ دوسرے شخص کے پاس جاتا ہے اور اس سارے کام کو ہرثمہ کی طرف منسوب کرتا ہے؟ پس وہ ان دونوں سے آملا اور وہ دونوں فائر شپ میں تھے اور اس کے اصحاب نے اسے جھکا کر سب کچھ سمیت اسے غرق کر دیا مگر امین تیر کر دوسری جانب چلا گیا اور ایک سپاہی نے اسے قیدی بنا لیا اور اس نے آ کر طاہر کو بتایا تو اس نے عجمی سپاہی اس کی طرف بھیجے اور وہ اس گھر میں آئے جہاں وہ موجود تھا اور اس کے پاس اس کا ایک ساتھی بھی تھا جسے وہ کہہ رہا تھا کہ میرے قریب ہو جاؤ مجھے شدید خوف محسوس ہو رہا ہے اور وہ اپنے کپڑوں میں لپٹنے لگا اور اس کا دل بہت دھڑک رہا تھا قریب تھا کہ اس کے سینے سے باہر نکل جاتا اور جب وہ لوگ اس کے پاس آئے تو اس نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون' پھر ان میں سے ایک نے اس کے قریب ہو کر اس کے سر کی مانگ پر تلوار ماری اور وہ کہنے لگا تم ہلاک ہو جاؤ میں رسول اللہ ﷺ کا عم زاد ہوں میں پسر ہارون اور مامون کا بھائی ہوں میرے خون کے بارے میں اللہ سے ڈرو مگر انہوں نے ان باتوں کی طرف توجہ نہ دی بلکہ اس پر حملہ کر کے اسے منہ کے بل لٹا کر گدی کی طرف سے ذبح کر دیا اور اس کے سر کو طاہر کے پاس لے گئے اور اس کے جسم کو چھوڑ گئے پھر صبح سویرے وہ اس کے جسم کے پاس آئے اور اسے گھوڑے کی جھول میں لپیٹ کر لے گئے یہ اس سال کے ۴صفر اتوار کی رات کا واقعہ ہے۔

اس کے مختصر حالات:

محمد امین بن ہارون الرشید بن محمد مہدی بن منصور' ابوعبیداللہ اور اسے ابوموسیٰ ہاشمی عباسی بھی کہا جاتا ہے اس کی ماں ام جعفر زبیدہ بنت جعفر بن ابوجعفر منصور تھی اس کی پیدائش ۱۷۰ھ میں رصافہ میں ہوئی اور ابوبکر بن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ عیاش بن ہشام نے اپنے باپ کے حوالے سے ہم سے بیان کیا کہ محمد امین بن ہارون الرشید کی پیدائش شوال ۱۷۰ھ میں ہوئی اور مدینۃ السلام

---

[1] طیلسان ایک سبز چادر ہے جسے علماء اور مشائخ استعمال کرتے ہیں۔ مترجم۔

بغداد میں ۲۷ جمادی الآخرۃ ۱۹۳ھ کو اس نے خلافت لی اور بعض کا قول ہے کہ ۲۵ محرم کو اتوار کی شب لی اور ۱۹۸ھ میں وہ قتل ہو گیا اسے قریش الدندانی نے قتل کیا اور اس کے سر کو طاہر کے پاس لے جایا گیا جس نے اسے نیزے پر نصب کر دیا اور یہ آیت:

''کہہ دے اے اللہ تو بادشاہت کا مالک ہے''۔

پڑھی اور اس کی حکومت چار سال سات ماہ آٹھ دن رہی اور وہ دراز قد' فربہ اندام' سفید رو بلند بینی' چھوٹی آنکھوں والا' بڑے بڑے جوڑوں والا تھا اور اس کے دونوں کندھوں کے درمیان بڑا فاصلہ تھا بعض لوگوں نے اس پر کثرت لہو ولعب اور شراب نوشی کرنے اور کم نماز پڑھنے کی تہمت لگائی ہے اور ابن جریر نے اس کی سیرت میں کچھ عجیب باتیں بیان کی ہیں کہ وہ بہت سے حبشیوں اور خصیوں کو جمع رکھتا تھا اور اموال و جواہر عطا کرتا تھا اور اس نے دیگر ممالک سے کھیل اور گلو کار لانے کا حکم دیا اور اس نے ہاتھی' شیر' عقاب' سانپ اور گھوڑے کی شکل پر پانچ فائر شب بنانے کا حکم دیا اور اس پر بہت سے اموال خرچ کیے اور ابونواس نے ایسے اشعار میں اس کی مدح کی ہے جو امین کے کاموں کے لحاظ سے قبیح ترین مفہوم کے ہیں' اس نے شروع میں کہا ہے:

اللہ تعالیٰ نے امین کے لیے وہ سواریاں مسخر کر دی جو اس نے کسی قلعہ والے کے لیے مسخر نہیں کیں اور جب اس کی سواریاں خشکی پر چلتی ہیں تو وہ پانی میں سوار ہو کر جنگل کے شیر کی طرح چلتا ہے۔

پھر اس نے ان سب فائر شپوں کی تعریف ہے اور امین نے سیر وغیرہ کے لیے بڑی بڑی خوف ناک عمارات کا اہتمام کیا اور ان پر بہت سے اموال خرچ کیے جس کی وجہ سے اس پر بہت سے اعتراضات ہوئے۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ ایک روز وہ اس نشست گاہ پر بیٹھا تھا جس پر اس نے قصر خلد میں بہت سے اموال خرچ کر دیئے تھے اور اس نے اس کے لیے مختلف اقسام کے ریشم کے قالین بچھائے اور سنہری اور نقرئی برتنوں کو ترتیب سے رکھا اور اسے اپنے ساتھیوں کو بلایا اور آمدنی ومصارف کے ذمہ داروں کو حکم دیا کہ اس کے لیے ایک سو خوبصورت لونڈیوں کو تیار کریں اور حکم دیا کہ وہ دس دس کو اس کے پاس گانا سنانے کے لیے بھیجیں پس جب پہلی دس کی ٹولی آئی تو وہ آواز سے گانا گانے لگیں:

انہوں نے اسے قتل کیا ہے تاکہ وہ اس کی جگہ سنبھال لیں جیسا کہ کسریٰ کے سرداروں نے اس سے خیانت کی تھی۔

پس وہ اس شعر سے غضبناک ہو گیا اور لونڈی کے سر پر پیالہ دے مارا اور قہرمانوں کو حکم دیا کہ اسے شیر کے آگے پھینک دیا جائے اور وہ اسے کھا گیا پھر اس نے دس کی ٹولی کو بلایا اور وہ گانا گانے لگیں:

جو شخص مالک کے قتل ہونے سے خوش ہے وہ دن کے وقت ہمارے عورتوں کے پاس آئے وہ عورتوں کو برہنہ سر اس کا ندبہ کرتے پائے گا اور وہ دن کے روشن ہونے سے قبل منہ پر طمانچے مارتی ہیں۔

اس نے انہیں نکال کر دس کی اور ٹولی منگوائی اور جب وہ آئیں تو بیک آواز گانے لگیں:

میری زندگی کی قسم کلیب بہت مددگاروں والا تھا اور تجھ سے کم گناہوں والا تھا جو خون میں لتھڑا پڑا ہے۔

پس اس نے انہیں نکال باہر کیا اور فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور اس نشست گاہ کے برباد کرنے اور جو کچھ اس میں ہے اسے جلا دینے کا حکم دے دیا۔

بیان کیا جاتا ہے وہ بڑا ادیب اور فصیح تھا اور شعر کہتا تھا اور شعر پر بہت انعامات دیتا تھا اور ابونواس اس کا شاعر تھا اور ابونواس نے اس کی بہت اچھی مدائح کی ہیں اور اس نے اسے رشید کے قید خانے زنارقہ کے ساتھ محبوس پایا تو اسے باہر نکالا کر دیا اور اسے مال دیا اور اپنا ہم نشین بنالیا پھر اس نے اسے دوبارہ شراب نوشی میں قید کر دیا اور اس کی قید کو لمبا کر دیا پھر اس نے اسے رہا کر دیا اور اس سے عہد لیا کہ وہ شراب نہ پئے اور نہ امرد پرستی کرے تو اس نے اسے مان لیا اور جب سے امین نے اس سے توبہ کا مطالبہ کیا اس کے بعد اس نے ایسا کوئی کام نہیں کیا اور اس نے کسائی سے ادب سیکھا اور اسے قرآن سنایا۔ اور خطیب نے اپنے طریق سے ایک حدیث روایت کی ہے جسے اس نے اس سے بیان کیا ہے جب اس نے اس کے لڑکے بارے میں جو مکہ میں فوت ہوا تھا تعزیت کی تھی اس نے بیان کیا ہے کہ میرے باپ نے اپنے باپ کے حوالے سے عن منصور عن ابیہ عن علی بن عبداللہ عن ابیہ مجھ سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جو شخص حالت احرام میں فوت ہوگا اس کا حشر تلبیہ پڑھتے ہوئے ہوگا۔

قبل ازیں ہم اس اختلاف اور فرقت کو بیان کر چکے ہیں جو اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان واقع ہوا تھا حتیٰ کہ وہ اس کے عزل تک جا پہنچا پھر اس کے تنگ کرنے تک جا پہنچا پھر اس کے قتل تک جا پہنچا اور آخر کار اس کا محاصرہ کیا گیا حتیٰ کہ وہ ہرثمہ کو رفیق بنانے کا محتاج ہوگیا پھر اسے فائر شپ میں ڈالا گیا۔ پھر فائر شپ سے دجلہ میں ڈالا گیا اور وہ تیر کر کنارے پر پہنچا اور وہ نہایت خوف، حیرت، بھوک اور عریانی کی حالت میں ایک آدمی کے گھر داخل ہوگیا اور وہ شخص اسے صبر واستغفار کی تلقین کرنے لگا پس وہ رات کا کچھ حصہ اس کام میں مشغول رہا پھر طاہر بن حسین کی طرف سے اس کی تلاش کرنے والے آ گئے اور وہ اس کے پاس آئے اور دروازہ تنگ تھا پس وہ اس پر ٹوٹ پڑے اور وہ ان کے پاس آ کر اپنے ہاتھ میں تکیہ لئے انہیں اپنے آپ سے ہٹانے لگا اور وہ اس تک نہ پہنچ سکے حتیٰ کہ انہوں نے اس کے لیے مخفی طریقہ اختیار کیا پھر اس کے سر پا کو لیے پر تلواریں ماریں پھر اسے قتل کر دیا اور اس کے سر اور چٹے کو لے کر طاہر کے پاس آ گئے جس سے اسے بہت شادمانی ہوئی اور اس نے وہاں پر سر کو نیزے پر نصب کرنے کا حکم دیا حتیٰ کہ لوگوں نے صبح کی اور اسے باب الانبار کے پاس نیزے کے اوپر دیکھا پھر طاہر نے امین کے سر کو اپنے عم زاد محمد بن مصعب کے ساتھ بھجوا دیا اور اس کے ساتھ چادر چھڑی اور جوتا بھی تھا اور اس نے اسے ذوالریاستین کے سپرد کر دیا اور وہ اسے ڈھال پر رکھ کر مامون کے پاس لے گیا اور جب اس نے اسے دیکھا تو سجدہ کیا اور جو اسے لے کر آیا اسے ایک کروڑ درہم دینے کا حکم دیا اور ذوالریاستین نے سر کو پیش کرتے وقت طاہر کے خلاف اتحاد کرتے ہوئے کہا ہم نے اسے حکم دیا تھا کہ وہ اسے قیدی بنا کر لائے اس نے اسے قتل کر کے ہمارے پاس بھیجا ہے، مامون نے کہا جو ہو چکا سو ہو چکا اور طاہر نے مامون کو خط لکھا جس میں سب صورت حال اور اس کا انجام لکھا۔

اور جب امین قتل ہو گیا تو شرور وفتن تھم گئے اور لوگ پرسکون ہو گئے اور دل خوش ہو گئے اور طاہر جمعہ کے روز بغداد آیا اور اس نے انہیں ایک مؤثر خطبہ دیا جس میں بہت سی آیات قرآنیہ کا ذکر کیا اور یہ کہ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے فیصلہ کرتا ہے اور اس نے اس خطبہ میں انہیں جماعت اور سمع واطاعت کی پابندی کرنے کا حکم دیا پھر وہ اپنی چھاؤنی کی طرف چلا گیا اور وہاں اقامت اختیار

کرلی اور زبیدہ کو قصر ابو جعفر سے قصر خلد میں منتقل کرنے کا حکم دیا' پس وہ اس سال کی ۱۲ ربیع الاول کو جمعہ کے روز باہر نکلی اور اس نے امین کے بیٹوں موسیٰ اور عبداللہ کو ان کے چچا مامون کے پاس خراسان بھیج دیا اور یہ ایک صحیح رائے تھی اور امین کے قتل سے پانچ روز بعد فوج کے ایک دستے نے طاہر پر حملہ کر دیا اور اس سے اپنی رسد کا مطالبہ کیا اور اس وقت اس کے پاس کوئی مال نہ تھا اور انہوں نے بجھے بند ہو کر اور اکٹھے ہو کر اس کا کچھ سامان لوٹ لیا اور یا موسیٰ اور یا منصور کا نعرہ لگایا اور ان کا یقین تھا کہ موسیٰ بن امین ناحق وہاں ہے اور اس نے اسے اس کے چچا کے پاس بھجوا دیا تھا اور طاہر اپنے ساتھی جرنیلوں کے ساتھ ایک جانب سمٹ گیا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان سے جنگ کرنے کا عزم کر لیا۔ پھر انہوں نے اس کی طرف رجوع کر لیا اور معذرت کی اور پشیمان ہوئے تو اس نے بیس ہزار دینار کچھ لوگوں سے قرض لے کر ان کے عوض ان کے لیے چار ماہ کی رسد کا حکم دیا تو لوگوں کے دل خوش ہو گئے پھر ابراہیم بن مہدی نے محمد امین بن زبیدہ کے قتل پر افسوس کیا اور اشعار میں اس کا مرثیہ کہا مامون کو اس بات کی اطلاع ملی تو اس نے زجر وتوبیخ اور ملامت کرتے ہوئے اس کی طرف آدمی بھیجا اور ابن جریر نے لوگوں کے بہت سے مرثیوں کا ذکر کیا ہے جو لوگوں نے امین کے بارے میں کہے ہیں اور اس نے طاہر بن حسین کے اشعار کا بھی ذکر کیا ہے جو اس نے اس کے قتل کے وقت کہے تھے:

تو لوگوں پر زبردستی بادشاہ بن گیا ہے اور تو نے بڑے بڑے سرکشوں کو قتل کیا ہے اور تو نے خلافت کو مرو کی طرف مامون کے پاس بھیج دیا ہے جو بہت سبقت کر رہی ہے۔

عبداللہ مامون بن الرشید کی خلافت:

جب اس کا بھائی محمد ۲۴ صفر ۱۹۸ھ کو قتل ہو گیا اور بعض نے محرم میں اس کا قتل ہونا بیان کیا ہے تو شرق وغرب میں مامون کی بیعت مرتب ہو گئی تو اس نے عراق' فارس' اہواز' کوفہ' بصرہ' حجاز اور یمن کی نیابت حسن بن سہل کے سپرد کی اور اس نے ان اقالیم میں اپنے نائب بھیجے اور طاہر بن حسین کو لکھا کہ نصر بن شبث سے جنگ کرنے کے لیے رقہ کی طرف واپس چلا جائے اور اس نے اسے جزیرہ' شام' موصل اور مغرب کی نیابت سپرد کی اور اس نے ہرثمہ بن اعین کو خراسان کی نیابت کا خط لکھا اور اس سال عباس بن عیسیٰ ہاشمی نے لوگوں کو حج کروایا اور اس سال سفیان بن عیینہ' عبدالرحمٰن بن مہدی اور یحییٰ القطان نے وفات پائی اور یہ تینوں حدیث' فقہ اور اسماء الرجال میں علماء کے سرخیل ہیں۔

۱۹۹ھ

اس سال حسین بن سہل مامون کی جانب سے بغداد کا نائب بن کر آیا اور اس نے اپنے نائبین کو اپنی بقیہ عملداریوں کی طرف بھیجا اور طاہر جزیرہ' شام' مصر اور بلاد مغرب کی نیابت کی طرف متوجہ ہوا اور ہرثمہ خراسان کا نائب بن کر اس کی طرف روانہ ہوا اور گزشتہ سال کے آخر میں ذوالحجہ کے مہینے حسن الہرش' آل محمد کی خوشنودی کی طرف دعوت دینے لگا اور اس نے اموال اکٹھے کئے اور چوپاؤں کو لوٹا شہریوں میں فساد برپا کر دیا پس مامون نے اس کے مقابلہ میں فوج بھیجی جس نے اسے اس سال کے محرم میں قتل کر دیا اور اس سال محمد بن اسماعیل بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب نے ۱۰ جمادی الآخرۃ کو جمعرات کے روز کوفہ میں

خروج کیا اور وہ آل محمد کی خوشنودی حاصل کرنے اور کتاب وسنت پر عمل کرنے کی دعوت دینے لگا' اسے ابن طباطبا بھی کہا جاتا ہے اور اس کی حکومت اور جنگ کی تدبیر کا منتظم ابوالسرایا السری بن منصور شیبانی تھا اور اہل کوفہ نے اس کی موافقت کرنے پر اتفاق کیا اور ہر گہرے راستے سے آ کر اس کے پاس اکٹھے ہوگئے اور کوفہ کے نواح سے بدوبھی اس کے پاس آئے اور حسن بن سہل کی طرف سے کوفہ کا نائب سلیمان بن ابی جعفر منصور تھا' حسن بن سہل نے اس امر پر زجر وتوبیخ اور ملامت کرتے ہوئے اسے پیغام بھیجا اور اس کی طرف دس ہزار سواروں کو زاہر بن زہیر بن المسیب کے ساتھ بھیجا اور انہوں نے کوفہ کے باہر جنگ کی اور انہوں نے زاہر کو شکست دی اور اس کی فوج کی بیخ کنی کر دی اور جو کچھ اس کے پاس تھا لوٹ لیا اور یہ جمادی الآخرۃ کے آخر میں بدھ کے روز کا واقعہ ہے اور جب معرکے کا دوسرا دن آیا تو شیعوں کا امیر ابن طباطبا اچانک مر گیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ابوالسرایا نے اسے زہر دے دیا اور اس کی جگہ ایک بے ریش نوجوان محمد بن محمد بن زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کو کھڑا کر دیا اور زاہر اپنے باقی ماندہ اصحاب کے ساتھ قصر ابن ہبیرہ کی جانب آ گیا اور حسن بن سہل نے عبدوس بن محمد کے ساتھ زاہر کی مدد کے لیے چار ہزار سوار بھیجے اور ان کی اور ابوالسرایا کی مڈبھیڑ ہوگئی اور ابوالسرایا نے ان کو شکست دی اور عبدوس کے اصحاب میں سے ایک شخص بھی نہ بچا اور طالبی ان علاقوں میں پھیل گئے اور ابوالسرایا نے کوفہ میں دراہم اور دینار بنائے اور ان پر (ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا) نقش کروایا۔ پھر ابوالسرایا نے اپنی افواج کو بصرہ' واسط اور مدائن کی طرف روانہ کیا اور انہوں نے وہاں جو نائبین موجود تھے انہیں شکست دی اور زبردستی ان میں داخل ہوگئے اور ان کی طاقت بڑھ گئی جس سے حسن بن سہل پریشان ہوگیا اور اس نے ہرثمہ کو خط لکھا جس میں اسے ابوالسرایا سے جنگ کرنے کے لیے بلایا تو وہ رک گیا پھر وہ اس کے پاس آیا اور ابوالسرایا کے مقابلے میں گیا اور اس نے ابوالسرایا کو کئی بار شکست دی اور اسے دھتکار کر کوفہ واپس کر دیا اور کوفہ میں بنو عباس کے گھروں پر طالبیوں نے حملہ کر دیا اور انہیں لوٹ لیا اور ان کی جاگیروں کو برباد کر دیا اور قبیح افعال کا ارتکاب کیا اور ابوالسرایا نے مدائن کی طرف پیغام بھیجا تو انہوں نے اس کی بات کو قبول کیا اور اس نے اجتماع حج کے قیام کے لیے حسین بن حسن افطس کو اہل مکہ کے پاس بھیجا اور وہ کھلے بندوں اس میں داخل ہونے سے ڈر گیا اور جب مکہ کے نائب داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن علی بن عبداللہ بن عباس نے یہ بات سنی تو وہ مکہ سے ارض عراق کی طرف بھاگ گیا اور لوگ بغیر امام کے باقی رہ گئے اور اس نے مکہ کے مؤذن احمد بن محمد بن ولید ازرقی سے کہا کہ وہ انہیں نماز پڑھا دے تو اس نے انکار کر دیا اور مکہ کے قاضی محمد بن عبدالرحمٰن مخزومی سے کہا گیا تو اس نے بھی انکار کر دیا اور کہنے لگا میں کس کے لیے دعا کروں جب کہ شہروں کے نائبین بھاگ چکے ہیں' پس لوگوں نے اپنے میں سے ایک شخص کو آگے کیا اور اس نے انہیں ظہر وعصر کی نماز پڑھائی اور حسین افطس کو اطلاع ملی تو وہ غروب آفتاب سے قبل دس آدمیوں کے ساتھ مکہ میں داخل ہوا اور اس نے بیت اللہ کا طواف کیا پھر اس نے رات کو عرفہ میں وقوف کیا اور مزدلفہ میں لوگوں کو نماز پڑھائی اور منیٰ کے ایام میں بقیہ مناسک کو ادا کیا اور عرفہ سے لوگ امام کے بغیر چلے اور اس سال اسحاق بن سلیمان' ابن نمیر' ابن سابور' مطیع بلخی کے والد عمر العنبری اور یونس بن بکیر نے وفات پائی۔

۲۰۰ھ

اس سال کے پہلے دن حسین بن حسن افطس ایک منقش چٹائی پر مقام ابراہیم کے پیچھے بیٹھا اور حکم دیا کہ کعبہ پر بنی عباس کے جو بھی غلاف ہیں انہیں اتار دیا جائے اور کہنے لگا ہم اسے ان کے غلافوں سے پاک کر دیں گے اور اس نے اس پر دو زرد چادریں چڑھائیں جن پر ابوالسرایا کا نام لکھا ہوا تھا پھر کعبہ کے خزانے میں جو اموال پڑے تھے اس نے انہیں لے لیا اور بنو عباس کی امانتوں کو تلاش کر کے ان پر قبضہ کر لیا حتیٰ کہ اس نے مال کے مالکوں سے بھی مال لے لیا اس کا خیال تھا کہ یہ مال مسودہ کے لیے ہے اور لوگ اس سے ڈر کر پہاڑوں کی طرف بھاگ گئے اور ستونوں کے سروں پر جو سونا تھا اس نے اسے پگھلا دیا اور وہ بڑی مشقت کے بعد تھوڑا سا اترتا تھا اور مسجد الحرام میں جو کھڑکیاں موجود تھیں انہوں نے ان کو اکھاڑ کر کم قیمت پر فروخت کر دیا اور بہت بری روش اختیار کی اور جب اسے ابوالسرایا کے قتل کی اطلاع ملی تو اس نے اس خبر کو پوشیدہ رکھا اور طالبیوں کے ایک بہت بوڑھے شخص کو امیر بنا دیا اور اپنی بری روش پر مسلسل قائم رہا پھر اس سال کی ۶ محرم کو بھاگ گیا اور یہ واقعہ اس وقت ہوا جب ہرثمہ نے ابوالسرایا کو مغلوب کر لیا اور اس کی فوج کو شکست دی اسے اور اس کے ساتھی طالبیوں کو کوفہ سے باہر نکال دیا۔ ہرثمہ اور منصور بن مہدی نے کوفہ آ کر اس کے باشندوں کو امان دی اور کسی سے معترض نہ ہوئے اور ابوالسرایا اپنے ساتھیوں کے ساتھ قادسیہ چلا گیا پھر وہاں سے روانہ ہوا تو مامون کی ایک فوج نے اسے روکا اور اس نے بھی انہیں اسی طرح شکست دی اور ابوالسرایا نہایت بری طرح زخمی ہوا اور وہ جزیرہ میں راس العین مقام پر ابوالسرایا کے گھر کی طرف بھاگ گئے اور ایک فوج نے انہیں اسی طرح روکا اور قید کر لیا اور انہیں حسن بن سہل کے پاس لے آئے اور جب سے جنگجوؤں نے اسے نکال دیا تھا وہ نہروان میں مقیم تھا سو اس نے ابوالسرایا کے قتل کا حکم دے دیا جس سے وہ بہت گھبرایا اور اس کے سر کی گشت کرائی گئی اور اس نے اس کے جسم کے دو ٹکڑے کرنے کا اور بغداد کے دونوں پلوں پر نصب کرنے کا حکم دیا اور اس کے خروج و قتل کے درمیان دس ماہ کا عرصہ پایا جاتا ہے اور حسن بن سہل بن محمد نے ابوالسرایا کے سر کے ساتھ مامون کو پیغام بھیجا اور ایک شاعر نے کہا ہے:

اے امیر المومنین کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ حسن بن سہل نے آپ کی تلوار کے ساتھ اسے مارا ہے اور ابوالسرایا کے سر کو مرو میں گھمایا ہے اور اسے دنیا کے لیے عبرت بنا کر باقی رکھا ہے۔

اور طالبیوں میں سے زید بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی کے قبضہ میں بصرہ کا شہر تھا اسے زید النار بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس نے مسودہ کے بہت سے گھروں کو نذر آتش کر دیا تھا پس علی بن سعید نے سے قیدی بنا لیا اور اسے امان دی اور اسے اس کے ساتھ جو جرنیل تھے انہیں یمن کی طرف وہاں کے طالبیوں سے جنگ کرنے کے لیے بھجوا دیا۔

اور اس سال یمن میں ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی نے بغاوت کر دی اسے قصاب بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس نے بہت سے اہل یمن کو قتل کیا تھا اور ان کے اموال بھی لے لیے تھے اور یہی شخص مکہ میں تھا اور اس نے وہاں جو کچھ کیا اس کا حال پہلے بیان ہو چکا ہے اور جب اسے ابوالسرایا کے قتل کی اطلاع ملی تو یہ یمن بھاگ گیا اور جب یمن کے نائب کو اس کی

اطلاع ملی تو یہ یمن کو چھوڑ کر خراسان کی طرف چلا گیا اور مکہ سے گزرا اور وہاں سے اپنی ماں کو لیا اور یہ ابراہیم بلاد یمن پر قابض ہو گیا اور بہت سی جنگیں ہوئیں جن کا ذکر طویل ہے اور محمد بن جعفر علوی نے اپنے خیال سے رجوع کر لیا اور اس نے مدائن خلافت کا دعویٰ کیا تھا اور وہ کہنے لگا میرا خیال تھا کہ مامون فوت ہو چکا ہے اور مجھے اس کی زندگی کا یقین ہو گیا ہے اور میں نے جو دعویٰ کیا تھا اس کے متعلق اللہ کے حضور توبہ و استغفار کرتا ہوں اور میں نے اطاعت کی طرف رجوع کر لیا ہے اور میں ایک مسلمان ہوں اور جب ہرثمہ نے ابوالسرایا کو اور محمد بن محمد کو جو خلافت کا نزدیکی تھا شکست دی تو ایک شخص نے مامون کے پاس چغلی کی کہ ہرثمہ نے ابوالسرایا سے مراسلت کی ہے اور اسی نے اسے ظاہر ہونے کا حکم دیا تھا پس مامون نے اسے مرو بلایا تو اس نے اسے مارنے کا حکم دیا اور اسے اس کے سامنے مارا گیا اور اس کے پیٹ کو روندا گیا پھر اسے قید خانے میں لے جایا گیا پھر اسے کچھ دنوں کے بعد قتل کر دیا گیا اور اس کی خبر کو کلیتہً چھپایا گیا اور جب اس کے قتل کی خبر بغداد پہنچی تو عوام اور جنگ جو لوگوں نے عراق کے نائب حسن بن سہل کی توہین کی اور کہنے لگے کہ ہم اپنے علاقے میں نہ اسے اور نہ اس کے عمال کو پسند کرتے ہیں اور انہوں نے اسحاق بن موسیٰ مہدی کو نائب مقرر کر دیا اور دونوں اطراف کے باشندوں نے اس امر پر اتفاق کر لیا اور حسن بن سہل کے پاس امراء اور سپاہیوں کی ایک جماعت اکٹھی ہو گئی اور اس نے عوامی امراء میں سے اتفاق کرنے والوں کے پاس پیغام بھیج کر انہیں جنگ کی ترغیب دی اور اس سال کے شعبان کے ایام میں سے تین دن ان کے درمیان جنگیں ہوتی رہیں پھر اس امر پر اتفاق ہو گیا کہ وہ ان کی رسد سے کچھ انہیں دے تاکہ وہ اسے ماہ رمضان میں خرچ کر سکیں اور وہ مسلسل ذوالقعدہ تک ان سے ٹال مٹول کرتا رہا تاکہ کھیتی پک جائے۔ پس زید بن موسیٰ نے جسے زید النار بھی کہا جاتا ہے خروج کیا اور وہ ابوالسرایا کا بھائی ہے اور اس مرتبہ اس نے انبار کی جانب خروج کیا اور بغداد کے نائب علی بن ہشام نے حسن بن سہل کی جانب سے اس کے مقابلہ میں فوج بھیجی جس نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے علی بن ہشام کے پاس لے آئی اور اللہ تعالیٰ نے اس کی بغاوت کو ٹھنڈا کر دیا۔

اس سال مامون نے باقی ماندہ عباسیوں کی تلاش کے لیے آدمی بھیجے اور اس نے عباسیوں کی تعداد کو شمار کیا تو وہ مرد و زن سمیت ۳۳ ہزار تک پہنچے اور اس سال رومیوں نے اپنے بادشاہ الیون کو قتل کر دیا اور اس نے سات سال ان پر حکومت کی اور انہوں نے اس کے نائب میخائل کو اپنا بادشاہ بنا لیا اور اسی سال مامون نے یحییٰ بن عامر بن اسماعیل کو قتل کیا کیونکہ اس نے مامون کو کہا تھا اے کافروں کے امیر اسے اس کے سامنے باندھ کر قتل کیا گیا اور اس سال محمد بن معتصم بن ہارون الرشید نے لوگوں کو حج کروایا۔

اور اس سال اعیان میں سے اسباط بن محمد' ابوضمرہ انس بن عیاض' مسلم بن قتیبہ' عمرو بن عبدالواحد' ابن ابی فدیک' مبشر بن اسماعیل' محمد بن جبیر اور معاذ بن ہشام نے وفات پائی۔

۲۰۱ھ

اس سال اہل بغداد نے منصور بن مہدی کو خلافت کے بارے میں پھسلایا مگر اس نے اس سے انکار کیا' انہوں نے اسے ترغیب دی کہ وہ مامون کا نائب بن جائے اور اس کے لیے خطبہ میں دعا کی جائے تو اس نے ان کی بات مان لی اور اس وجہ سے انہوں نے حسن بن سہل کے نائب علی بن ہشام کو بہت سی جنگوں کے بعد اپنے درمیان سے نکال باہر کیا اور اس سال بغداد اور اس کی نواحی بستیوں میں شاطروں' فاسقوں اور آوارہ گردوں نے عام مصیبت پیدا کر دی' وہ ایک شخص کے پاس آتے اور قرض مانگتے یا یہ کہ وہ انہیں مال دے وہ انکار کرتا تو وہ جو کچھ اس کے گھر میں ہوتا لوٹ لیتے اور بسا اوقات بچوں اور عورتوں سے بھی معترض ہوتے اور بستی والوں کے پاس آ کر جانور اور مویشی ہانک لیتے اور جن عورتوں اور بچوں کو چاہتے قابو کر لیتے اور انہوں نے قطربل کے باشندوں کو بھی لوٹ لیا اور قطعاً ان کے لیے کوئی چیز نہ چھوڑی اور ایک شخص خالد الدرپوش نے ان کے بلاوے کا جواب دیا اور دوسرے شخص کو سہل بن سلامہ ابوحاتم انصاری کہا جاتا ہے یہ اہل خراسان میں تھا اور عوام کی ایک جماعت ان کے پاس اکٹھی ہوگئی اور انہوں نے ان کے شر کو روکا اور ان سے جنگ کی اور انہیں فساد فی الارض سے منع کیا اور حالات پہلے کی طرح روبراہ ہو گئے اور یہ شعبان اور رمضان کا واقعہ ہے اور اس سال کے شوال میں حسن بن سہل واپس بغداد آیا اور فوج کو درست کیا اور منصور بن مہدی اور اس کے ساتھ موافقت کرنے والے امراء الگ ہو گئے اور اس سال مامون نے علی رضا بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق بن محمد بن حسین شہید بن علی بن ابی طالب کی بیعت لی کہ وہ اس کے بعد ولی عہد ہوگا اور اسے آل محمد میں سے رضا کا نام دیا اور سیاہ لباس کو اتار پھینکا اور سبز لباس پہننے کا حکم دیا پس اس نے اور اس کی فوج نے سبز لباس پہنا اور آفاق و اقالیم میں بھی یہ حکم لکھ بھیجا اور ۲ رمضان ۲۰۱ھ کو منگل کے روز اس کی بیعت ہوئی اور یہ بیعت اس وجہ سے ہوئی کہ مامون نے علی رضا کو اہل بیت کا بہترین آدمی پایا اور دین و عمل کے لحاظ سے بنو عباس میں اس کی مانند کوئی نہ تھا پس اس نے اسے اپنے بعد ولی عہد بنا دیا۔

اہل بغداد کا ابراہیم بن مہدی کی بیعت کرنا:

جب یہ خبر آئی کہ مامون نے اپنے بیٹے علی رضا کی بیعت ولایت لی ہے تو ان کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا کوئی قبول کرنے والا اور بیعت کرنے والا تھا اور کوئی انکار کرنے والا اور روکنے والا تھا اور جمہور عباسیوں کو اس سے انکار تھا اس دوران میں مہدی کے دونوں بیٹے ابراہیم اور منصور بھی کھڑے ہو گئے اور جب ۲۵ ذوالحجہ کو منگل کا دن آیا تو عباسیوں نے ابراہیم بن مہدی کی بیعت کا اظہار کیا اور اسے مبارک کا لقب دیا اور وہ سیاہ فام تھا اور اس کے بعد اس کے بھتیجے اسحاق بن موسیٰ مہدی کی بیعت کی اور مامون کو معزول کر دیا اور جب ۲۸ ذوالحجہ کو جمعہ کا دن آیا تو انہوں نے مامون کے لیے پھر اس کے بعد ابراہیم کے لیے دعا کرنی چاہی تو عوام نے کہا صرف ابراہیم کے لیے دعا کرو اور ان کے درمیان اختلاف و اضطراب پیدا ہو گیا اور انہوں نے جمعہ کی نماز ادا نہ کی اور لوگوں نے اکیلے اکیلے چار رکعات نماز پڑھی۔

اور اس سال طبرستان کے نائب نے اس کے پہاڑوں اور اللارز اور ایشرز کے شہروں کو فتح کیا اور ابن حزم نے بیان

کیا ہے کہ اس بارے میں سلم الخاسر نے اشعار کہے ہیں اور ابن جوزی وغیرہ نے بیان کیا ہے سلم الخاسر اس سے کئی سال قبل فوت ہو چکا تھا۔ واللہ اعلم۔

اور اس سال خراسان رے اور اصبہان کے باشندوں کو سخت بھوک نے آلیا اور کھانا نہایت گراں ہو گیا اور اسی سال بابک خرمی نے حرکت کی اور کمینوں اور جاہلوں کے گروہوں نے اس کی پیروی کی' بابک تناسخ کا قائل تھا اور ابھی اس کا انجام بیان ہوگا اور اس سال اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ ہاشمی نے لوگوں کو حج کروایا۔

اور اس سال اعیان میں سے ابواسامہ حماد بن اسامہ' حماد بن مسعدۃ' حرسی بن عمارۃ' علی بن عاصم اور محمد بن محمد نے وفات پائی جو محمد بن محمد ابوالسرایا کا ساتھی تھا اور کوفیوں نے ابن طباطبا کے بعد اس کی بیعت کی تھی۔

۲۰۲ھ

اس سال کے پہلے روز بغداد میں ابراہیم بن مہدی کی بیعت ہوئی اور مامون کو معزول کر دیا گیا اور جب ۵ محرم کو جمعہ کا دن آیا تو ابراہیم بن مہدی منبر پر چڑھا اور لوگوں نے اس کی بیعت کی اور اسے مبارک کا لقب دیا گیا اور اس نے کوفہ اور اردگرد کے علاقے پر غلبہ پالیا اور فوج نے اس سے اپنی رسد طلب کی تو اس نے ان سے ٹال مٹول کی پھر ان میں سے ہر ایک کو دوسو درہم دیئے اور انہیں لکھ دیا کہ وہ اس کے بدلے میں مضافات کے علاقے سے جو لینا ہے لے لیں۔ پس وہ باہر نکلے اور جس چیز کے پاس سے بھی گزرتے اسے لوٹ لیا اور انہوں نے کسان اور سلطان کی آمدنی کو لوٹ لیا اور اس نے شرقی جانب پر عباس بن موسیٰ ہادی کو اور غربی جانب پر اسحاق بن موسیٰ ہادی کو نائب مقرر کیا اور اس سال ایک خارجی مہدی بن علوان نے خروج کیا اور ابراہیم نے ابواسحاق معتصم بن الرشید کی سرکردگی میں امراء کی ایک جماعت کے ساتھ فوج کو ان کے مقابلہ میں بھیجا تو اس نے اسے شکست دی اور اس کی تدبیر کو فیل کر دیا اور اسی سال ابوالسرایا کے بھائی نے بغاوت کی اور کوفہ میں اقامت اختیار کر لی' ابراہیم نے اس سے جنگ کرنے کے لیے فوج بھیجی پس ابوالسرایا کا بھائی قتل ہو گیا اور اس کے سر کو ابراہیم کے پاس بھیجا گیا اور جب اس سال کی ۱۴ ربیع الاول ہوئی تو آسمان پر سرخی ظاہر ہوئی پھر ختم ہو گئی اور اس کے بعد آسمان میں دو سرخ ستون رات کے آخر تک قائم رہے اور کوفہ میں اصحاب ابراہیم اور اصحاب مامون کے درمیان جنگیں ہوئی اور انہوں نے باہم شدید قتال کیا اور اصحاب ابراہیم سیاہ لباس اور اصحاب مامون سبز لباس زیب تن کئے ہوئے تھے اور رجب کے آخر تک مسلسل ان کے درمیان جنگ جاری رہی۔

اور اس سال ابراہیم بن مہدی نے سہل بن سلامہ مطوع پر فتح پا کر اسے قید کر دیا اور یہ جنگ اس وجہ سے ہوئی کہ اس کے گرد لوگوں کی ایک جماعت جمع ہو گئی جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے لیکن وہ حد سے تجاوز کر گئے اور انہوں نے بادشاہ پر عیب لگائے اور کتاب وسنت کے قیام کی دعوت دی اور اس کا دروازہ یوں بن گیا گویا وہ بادشاہ کا دروازہ ہے اور اس پر ہتھیار اور جوان اور دیگر شاہانہ نخوت کی باتیں موجود رہتیں پس سپاہیوں نے اس سے جنگ کی اور اس کے اصحاب کو شکست دی اور وہ ہتھیار پھینک کر عورتوں اور تماشائیوں کے درمیان چلا گیا پھر ایک گھر میں روپوش ہو گیا' اسے پکڑ کر ابراہیم کے پاس لایا گیا تو اس نے پورا

ایک سال اسے قید رکھا اور اس سال مامون خراسان سے عراق جانے کے ارادے سے آیا اور اس سفر کا باعث یہ تھا کہ علی بن موسیٰ رضا نے مامون کو ارض عراق کے ان فتن و اختلافات کی اطلاع دی جن میں لوگ مبتلا تھے نیز یہ کہ ہاشمیوں نے لوگوں کو بتایا کہ مامون مسحور و مجنون ہے اور وہ تجھ پر علی بن موسیٰ کی بیعت لینے کی وجہ سے عیب لگاتے ہیں اور حسن بن سہل اور ابراہیم بن مہدی کے درمیان جنگ جاری ہے' پس مامون نے اپنے امراء اور اقرباء کی ایک جماعت کو بلایا اور اس بارے میں ان سے دریافت کیا تو انہوں نے اس سے امان طلب کرنے کے بعد علی کی بات کی تصدیق کی اور اسے کہنے لگے فضل بن سہل نے ہرثمہ کے قتل کو تجھے خوبصورت کر کے دکھایا ہے حالانکہ وہ تیرا خیر خواہ تھا اور اس نے اس کے قتل کرانے میں جلدی کی ہے اور طاہر بن حسین نے تیرے لیے معاملات کو ہموار کیا حتیٰ کہ خلافت کو مہار سے پکڑ کر تیرے پاس لے آیا اور تو نے اسے رقہ کی طرف نکال دیا اور وہ بے کار ہو کر بیٹھ گیا اور نہ تو نے اسے کسی کام کے لیے اٹھایا اور زمین اپنے اطراف سمیت شر و رفتن سے پھٹ گئی ہے۔

پس جب مامون کو اس بات کا یقین ہو گیا تو اس نے بغداد کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا اور فضل بن سہل بھی ان خیر خواہوں کی مدد کو سمجھ گیا پس اس نے کچھ لوگوں کو مارا اور کچھ کی داڑھیاں نوچیں اور مامون چلتا چلتا جب سرخس پہنچا تو کچھ لوگوں نے مامون کے وزیر فضل بن سہل پر حملہ کر دیا اور اس وقت وہ حمام میں تھا اور انہوں نے اسے تلواروں سے قتل کر دیا اور یہ ۲ شوال جمعہ کے دن کا واقعہ ہے اور اس کی عمر ساٹھ سال تھی' پس مامون نے ان کے پیچھے فوج بھیجی جو انہیں لے آئی اور وہ چار غلام تھے جنہیں اس نے قتل کر دیا اور اس کے بھائی حسن بن سہل کو تعزیت کا خط لکھا اور اس کی جگہ اسے وزارت پر مقرر کیا اور مامون عید کے روز سرخس سے عراق کی طرف کوچ کر گیا اور ابراہیم بن مہدی مدائن میں تھا اور اس کے مقابلہ میں مامون کی جانب سے ایک فوج تھی جو اس سے جنگ کرتی تھی۔

۲۰۳ھ

اس سال مامون عراق پہنچا اور طوس سے گزرا اور وہاں اتر کر صفر کے مہینے میں کئی روز تک اپنے باپ کی قبر کے پاس ٹھہرا رہا اور جب مہینے کا آخر آیا تو علی بن موسیٰ رضا نے انگور کھائے اور اچانک فوت ہو گئے اور مامون نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور انہیں اپنے باپ رشید کے پہلو میں دفن کیا اور ان پر بہت افسوس کا اظہار کیا اور حسن بن سہل کو تعزیت کا خط لکھا اور آپ کی وفات پر جو اسے غم ہوا تھا اس کے بارے میں اسے اطلاع دی اور بنو عباس کو بھی خط لکھا کہ تم مجھے اس وجہ سے ملامت کرتے تھے کہ میں نے علی بن موسیٰ رضا کو اپنے بعد ولی عہد بنایا ہے۔ دیکھو وہ مر اپڑا ہے پس تم سمع و اطاعت کی طرف رجوع کرو تو انہوں نے اسے وہ سخت تر جواب دیا جو کسی کی طرف لکھا جا سکتا ہے اور اس سال باغی حسن بن سہل پر متغلب ہو گئے حتیٰ کہ اسے پابجولاں کر کے ایک مکان میں بند کر دیا اور امراء نے مامون کو یہ بات لکھی اور اس نے انہیں لکھا کہ میں اپنے اس خط کے پیچھے پیچھے پہنچ رہا ہوں' پھر ابراہیم اور اہل بغداد کے درمیان بہت جنگیں ہوئیں اور وہ اس سے بگڑ گئے اور اس سے نفرت کرنے لگے اور بغداد میں فتنے' فریب کار اور فاسق نمودار ہو گئے اور حالات بگڑ گئے اور انہوں نے جمعہ کے روز ظہر کی نماز پڑھی اور مؤذنین نے خطبہ کے بغیر ان کی امامت کی

اور انہوں نے چار رکعتیں پڑھیں اور ابراہیم اور مامون کے بارے میں لوگوں میں سخت اختلاف ہو گیا پھر مامونیوں نے ان پر غلبہ پالیا۔

اہل بغداد کا ابراہیم بن مہدی کو معزول کرنا:

جب اگلا جمعہ آیا تو لوگوں نے مامون کے لیے دعا کی اور ابراہیم کو معزول کر دیا اور حمید بن عبدالحمید نے مامون کی جانب سے فوج کے ساتھ آ کر بغداد کا محاصرہ کر لیا اور اس نے اپنے سپاہیوں کو لالچ دیا کہ جب وہ آئے تو انہیں عطیہ دے گا۔ پس انہوں نے مامون کی سمع واطاعت پر اس کی فرمانبرداری کی اور ابراہیم بن مہدی کی طرف سے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد نے ایک جماعت کے ساتھ جنگ کی پھر عیسیٰ نے تدبیر کی اور وہ مامونیوں کے ہاتھوں میں قیدی ہو گیا۔ پھر انجام کار اس سال کے آخر تک ابراہیم بن مہدی روپوش رہا اور اس کا دور حکومت ایک سال گیارہ ماہ بارہ دن ہے اور مامون اور اس کی افواج میں اس وقت ہمذان آئیں اور وہ بغداد کو چھڑا کر اس کی اطاعت میں لے آئیں اور اس سال سلیمان بن عبداللہ بن سلیمان بن علی نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

علی بن موسیٰ:

بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب قرشی ہاشمی علوی آپ کا لقب رضا تھا' مامون نے چاہا کہ وہ آپ کے لیے خلافت سے دستبردار ہو جائے مگر آپ نے یہ بات نہ مانی اور اس نے آپ کو اپنے بعد ولی عہد بنا دیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں آپ نے اس سال کے صفر میں طوس میں وفات پائی اور آپ نے اپنے باپ وغیرہ سے روایت کی ہے اور آپ سے ایک جماعت نے روایت کی ہے جس میں مامون' ابوالسلط ہروی اور ابوعثمان مازنی نحوی شامل ہیں اور اس نے بیان کیا ہے کہ میں نے آپ کو بیان کرتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کو اس بات کا مکلف کرنے سے جس کی وہ سکت نہیں رکھتے کہیں زیادہ عادل ہے اور وہ جو کچھ کرنا چاہتے ہیں اس سے کہیں زیادہ عاجز ہیں۔

آپ کے اشعار:

ہم میں سے ہر ایک مدت کی درازی کا امیدوار ہے اور موت' امید کی آفت ہے تجھے چھوٹی خواہشات دھوکہ نہ دیں' میانہ روی اختیار کر اور بہانے چھوڑ دے دنیا ایک زوال پذیر سائے کی طرح ہے جس میں سوار ہو کر اتر کر پھر کوچ کر جاتا ہے۔

۲۰۴ھ

اس سال مامون' عراق کے علاقے میں آیا اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ وہ جرجان سے گزرا تو وہاں اس نے ایک ماہ قیام کیا پھر وہاں سے چلا اور وہ ایک منزل میں ایک یا دو دن پڑاؤ کرتا تھا۔ پھر وہ نہروان آیا اور وہاں آٹھ دن ٹھہرا اور اس نے طاہر بن حسین کو رقہ خط لکھا کہ وہ نہروان میں اس کے پاس آئے اور اس نے وہاں اس سے ملاقات کی اور اس کے اہل بیت کے سرکردہ لوگوں اور جرنیلوں اور عام فوج نے اس کا استقبال کیا اور جب آخری ہفتہ کا دن آیا تو وہ ۱۴ صفر کو دن کے بلند ہو جانے پر بڑی شان وشوکت اور عظیم فوج کے ساتھ بغداد آیا اور وہ اس کے تمام اصحاب اور جوان سبز لباس زیب تن کئے ہوئے تھے پس اہل بغداد اور تمام بنی ہاشم نے بھی سبز لباس پہن لیا اور مامون رصافہ میں فروکش ہوا پھر وہ دجلہ کے کنارے قصر علی میں منتقل ہو گیا اور امراء اور سرکردہ لوگ حسب دستور اس کے گھر آنے جانے لگے اور بغدادیوں کا لباس سبز ہو گیا اور وہ سیاہ لباس کو جلانے لگے پس وہ مسلسل آٹھ دن اسی کیفیت میں رہے پھر اس نے طاہر بن حسین کی ضروریات دریافت کیں تو اس نے پہلی حاجت یہ پیش کی کہ وہ دوبارہ سیاہ لباس اختیار کرے۔ بلاشبہ یہ اس کے آباء کا حکومتی لباس ہے اور انبیاء کا ورثہ ہے اور جب ۲۸ صفر کو آخری ہفتہ آیا تو مامون نے لوگوں کے لیے سبز لباس پہن کر نشست کی پھر اس نے ایک سیاہ خلعت لانے کا حکم دیا اور اسے طاہر کو پہنا دیا پھر اس کے بعد امراء کی ایک جماعت کو اس نے سیاہ لباس پہنایا اور لوگوں نے بھی سیاہ لباس پہن لیا اور دوبارہ اس کی طرف آ گئے اور اس نے اس ذریعے ان کی فرمانبرداری اور موافقت کو معلوم کر لیا اور بعض کا قول ہے کہ وہ اپنے بغداد آنے کے بعد ستائیس دن تک سبز لباس پہنتا رہا۔ واللہ اعلم۔

اور جب اس کا چچا ابراہیم بن مہدی چھ سال اور کچھ ماہ روپوشی کے بعد اس کے پاس آیا تو مامون نے اسے کہا تو سیاہ خلیفہ ہے تو وہ اعتذار واستغفار کرنے لگا پھر کہنے لگا اے امیر المومنین میں وہ شخص ہوں جس پر آپ نے عفو کا احسان کیا ہے اور اس موقع پر یہ شعر پڑھے:

دلیر شخص کو سیاہ لباس عیب نہیں لگاتا اور نہ ہی دانشمند' ادب کرنے والے نوجوان کو عیب لگاتا ہے اگر سیاہی کو تجھ سے کوئی حصہ حاصل ہے تو مجھے تجھ سے اخلاق کی سفیدی کا حصہ حاصل ہے۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ متاخرین میں سے بھی ایک شخص نے اس مفہوم کو نظم کیا ہے اور وہ نصر اللہ بن قلاقس اسکندری ہے:

بہت سی سیاہ چیزیں بالفعل سفید ہوتی ہیں' کافور نے کستوری سے حسد کیا ہے جیسے آنکھ کے تل کو لوگ سیاہ خیال کرتے ہیں حالانکہ وہ نور ہوتا ہے۔

اور مامون نے اپنے چچا ابراہیم بن مہدی کے قتل کے بارے میں اپنے ایک دوست سے مشورہ کیا تو احمد بن خالد وزیر احول نے اسے کہا یا امیر المومنین اگر آپ نے اسے قتل کر دیا تو اس کی مثل لوگ آپ کے پاس موجود ہیں اور اگر آپ اسے معاف

کردیں تو آپ کی مثل کوئی نہ ہوگا پھر مامون نے دجلہ کے کنارے اپنے محل کی جانب محلات بنانے شروع کر دیئے اور فتنے اور شر ختم ہو گئے اور اس نے پچاس پر اہل مضافات سے مقاسمت کرنے کا حکم دیا حالانکہ وہ نصف پر مقاسمت کرتے تھے اور اس نے گوشت والا قفیز بنایا جو اہواز کے دس پیالوں کے برابر ہوتا ہے اور اس نے مختلف شہروں سے بہت سی چیزیں کم کر دیں اور بہت سے مقامات پر لوگوں سے نرمی کی اور اپنے بھائی عیسیٰ بن الرشید کو کوفہ کا امیر مقرر کیا اور اپنے بھائی صالح کو بصرہ کا امیر مقرر کیا اور عبید اللہ بن حسین عبداللہ بن عباس بن علی بن ابی طالب کو حرمین کا نائب مقرر کیا اور یحییٰ بن معاذ نے بابک خرمی سے جنگ کی مگر اس پر فتح نہ پا سکا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

امام عبداللہ محمد بن ادریس الشافعی:

ہم نے اپنی کتاب طبقات الشافعیین میں آپ کے حالات الگ بیان کئے ہیں اس جگہ ہم اس کا خلاصہ بیان کریں گے۔ وباللہ المستعان محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع بن السائب بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم ابن المطلب بن عبدمناف بن قصی، قرشی مطلبی، سائب بن عبید نے بدر کے روز اسلام قبول کیا اور ان کا بیٹا شافع ابن السائب چھوٹے صحابہ میں سے ہے اور آپ کی ماں ازدیہ ہے اور جب اسے آپ کا حمل ہوا تو آپ نے خواب دیکھا کہ گویا مشتری ستارہ آپ کی فرج سے نکل کر مصر میں جا کر ٹوٹ گیا ہے پھر ہر شہر میں اس کے ٹکڑے گرے ہیں، حضرت امام شافعی غزہ میں پیدا ہوئے اور بعض کہتے ہیں کہ عسقلان میں پیدا ہوئے اور بعض نے ۱۵۰ھ میں یمن میں آپ کی پیدائش بیان کی ہے آپ چھوٹے ہی تھے کہ آپ کے والد فوت ہو گئے اور آپ کی والدہ آپ کو دو سال کی عمر میں مکہ لے گئی تا کہ آپ کا نسب ضائع نہ ہو۔ آپ نے وہیں نشوونما پائی اور سات سال کی عمر میں قرآن پڑھ لیا اور دس سال کی عمر میں مؤطا کو حفظ کر لیا اور پندرہ سال کی عمر میں فتویٰ دیا اور بعض کا قول ہے کہ ۱۸ سال کی عمر میں فتویٰ دیا۔ آپ کے شیخ مسلم بن خالد زنگی نے آپ کو اجازت دی اور آپ لغت اور شعر میں مشغول ہو گئے اور ہذیل میں تقریباً دس سال مقیم رہے اور بعض نے آپ کا قیام بیس سال بیان کیا ہے اور آپ نے ان سے عرب کی لغات اور ان کی فصاحت سیکھی اور مشائخ اور ائمہ کی ایک جماعت کو بہت سی احادیث سنائیں اور اپنی یادداشت سے خود حضرت امام مالک کو مؤطا سنایا اور آپ کی قراءت اور ہمت نے انہیں حیرت میں ڈال دیا اور مسلم بن خالد زنگی کے بعد آپ نے ان سے حجازیوں کا علم حاصل کیا اور آپ سے بہت سے لوگوں نے روایت کی ہے ہم نے حروف ابجد کے مطابق ان کے اسماء کو مرتب کیا ہے اور آپ نے اسماعیل بن قسطنطین کو عن شبل عن کثیر عن مجاہد عن ابن عباس عن ابی بن کعب عن رسول اللہ ﷺ عن جبریل عن اللہ عزوجل قرآن سنایا۔

اور امام شافعی نے عن مسلم بن خالد عن ابن جریج عن عطاء عن ابن عباس وابن الزبیر وغیرہما من جماعۃ من الصحابہ فقہ حاصل کی اس جماعت میں عمرو بن علی، حضرت ابن مسعود اور حضرت زید بن ثابت شامل ہیں اور ان سب نے رسول اللہ ﷺ سے فقہ سیکھی ہے اور اسی طرح آپ نے امام مالک سے بحوالہ ان کے مشائخ کے فقہ سیکھی اور آپ سے ایک جماعت نے جن کا ہم نے ذکر کیا ہے آپ سے فقہ سیکھی ہے اور ان کے بعد جو لوگ ہمارے زمانے میں ہوئے ہیں ان کا ہم نے ایک الگ تصنیف میں ذکر کیا ہے

اور ابن ابی حاتم نے عن ابی بشر الدولابی عن محمد بن ادریس وراق الحمیدی عن الشافعی روایت کی ہے کہ آپ نے یمن کے علاقے میں نجران کی عدالت سنبھالی پھر ان لوگوں نے آپ کا مقابلہ کیا اور رشید کے پاس آپ کی چغلی کی کہ آپ خلافت کے خواہاں ہیں۔ پس آپ کو پابجولاں ایک خچر پر بغداد لایا گیا اور آپ ۱۸۴ھ میں ۳۰ سال کی عمر میں بغداد آئے اور رشید سے ملاقات کی اور آپ نے اور محمد بن حسن نے رشید کے سامنے مناظرہ کیا اور محمد بن حسن نے آپ کی تعریف کی اور رشید پر واضح ہو گیا کہ آپ اس بات سے بری ہیں جو آپ کی طرف منسوب کی گئی ہے اور محمد بن حسن نے آپ کو اپنے ہاں اتارا اور حضرت امام ابو یوسف اس سے ایک سال قبل فوت ہو چکے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ دو سال پہلے فوت ہو چکے تھے اور محمد بن حسن نے آپ کی عزت کی اور امام شافعی نے ایک اونٹ کے بوجھ کے برابر ان سے لکھا پھر رشید نے آپ کو دو سو دینار دیئے اور بعض نے پانچ سو دینار بیان کیے ہیں اور حضرت امام شافعی واپس مکہ آ گئے اور جو کچھ آپ کو ملا آپ نے اسے اپنے اہل اور اپنے عم زاد رشتہ داروں میں تقسیم کر دیا۔ پھر امام شافعی ۱۹۵ھ میں عراق واپس آ گئے اور اس مرتبہ علماء کی ایک جماعت نے آپ سے ملاقات کی جس میں امام احمد بن حنبل، ابوثور، حسین بن علی الکرابیسی، حارث بن شروع بقال ابوعبدالرحمٰن شافعی اور زعفرانی وغیرہم شامل تھے۔ پھر آپ مکہ واپس آ گئے پھر ۱۹۸ھ میں بغداد واپس آ گئے پھر وہاں سے مصر چلے گئے اور وہیں اقامت اختیار کر لی یہاں تک کہ اسی سال یعنی ۲۰۴ھ میں وفات پا گئے اور آپ نے اپنی کتاب الام تصنیف کی جو آپ کی جدید کتب میں سے ہے کیونکہ وہ ربیع بن سلیمان کی روایت سے ہے جو مصری ہے اور امام الحرمین وغیرہ کا خیال ہے کہ وہ قدیم کتب میں سے ہے اور یہ بات اس قسم کے آدمی سے عجیب اور بعید ہے واللہ اعلم۔

اور کئی کبار ائمہ نے حضرت امام شافعی کی تعریف کی ہے جن میں عبدالرحمٰن بن مہدی بھی شامل ہیں اور انہوں نے آپ سے سوال کیا کہ وہ ان کے لیے اموال میں ایک کتاب لکھ دیں تو آپ نے ان کے لیے رسالہ لکھا اور وہ آپ کے لیے ہمیشہ نماز میں دعا کرتے تھے اور آپ کے شیخ مالک بن انس اور قتیبہ ابن سعید ہیں اور انہوں نے بیان کیا ہے کہ آپ اور سفیان بن عیینہ اور یحییٰ بن سعید القطان امام ہیں اور آپ اور ابوعبید ان کے لیے اپنی نماز میں دعا کیا کرتے تھے' ابوعبید نے بیان کیا ہے کہ میں نے امام شافعی سے بڑا فصیح بڑا عقل مند اور بڑا متقی نہیں دیکھا اور قاضی یحییٰ بن اکثم' اسحاق بن راہویہ' محمد بن حسن اور کئی لوگوں کے اقوال آپ کے بارے میں موجود ہیں جن کا ذکر کرنا اور ان کے اقوال کی شرح کرنا باعث طوالت ہوگا۔

اور حضرت امام احمد بن حنبل چالیس سال تک اپنی نمازوں میں آپ کے لیے دعا کرتے رہے اور حضرت امام احمد اس حدیث کے بارے میں جسے ابوداؤد اور عبداللہ بن وہب کے طریق سے عن سعید بن ابی ایوب عن شراحیل بن زید عن ابی علقمہ عن ابی ہریرہؓ عن النبی ﷺ روایت کیا ہے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس امت کے فائدے کے لیے ہر سو سال کے سر پر ایک شخص کو بھیجا کرے گا جو اس کے دین کے معاملے کی اس کے لیے تجدید کیا کرے گا۔

بیان کیا کرتے تھے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز پہلی صدی کے سر پر آئے اور امام شافعی دوسری صدی کے سر پر آئے اور ابوداؤد طیالسی نے بیان کیا ہے کہ جعفر بن سلیمان نے عن نصر بن معبد الکزری او العبدی عن الجارود عن ابی الاحوص عن عبداللہ بن مسعود ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قریش کو سب وشتم نہ کرو بلاشبہ ان کا عالم زمین کو علم سے بھر دے گا۔ اے اللہ

جب تو ان کے اولین کو عذاب اور وبال کا مزا چکھائے تو ان کے آخرین کو بخشش کا مزا چکھا' یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے اور حاکم نے اسے اپنے مستدرک میں حضرت ابوہریرہؓ سے بحوالہ حضرت نبی کریم ﷺ اس طرح روایت کیا ہے۔

اور ابونعیم عبدالملک بن محمد اسفرائینی نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث صرف محمد بن ادریس شافعی منطبق ہوتی ہے' اسے خطیب نے بیان کیا ہے اور یحییٰ بن معین نے حضرت امام شافعیؒ کے متعلق بیان کیا ہے کہ آپ راستباز ہیں اور آپ پر کوئی اعتراض نہیں اور ایک دفعہ آپ نے بیان کیا کہ اگر جھوٹ مطلقاً آپ کے لیے مباح ہوتا تو آپ کی جوانمردی آپ کو جھوٹ بولنے سے روکتی اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ میں نے اپنے باپ کو بیان کرتے سنا کہ امام شافعیؒ فقیہ البدن صدوق اللسان ہیں اور ایک شخص نے بحوالہ ابوزرعہ بیان کیا ہے کہ امام شافعیؒ کے پاس کوئی غلط حدیث نہیں اور ابوداؤد سے بھی اسی قسم کی روایت لی گئی ہے۔

اور امام الائمہ محمد بن اسحاق خزیمہ نے بیان کیا آپ سے پوچھا گیا کیا کوئی سنت ایسی ہے جو امام شافعی کو معلوم نہیں ہوئی آپ نے فرمایا نہیں اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ کبھی اپنی سند کے ساتھ آپ تک پہنچتی ہے اور کبھی مرسل اور کبھی منقطع ہو کر جیسا کہ آپ کی کتاب میں موجود ہے۔ واللہ اعلم۔

اور حرملہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے امام شافعی کو بیان کرتے سنا کہ بغداد میں مجھے ناصر السنۃ کا نام دیا گیا اور ابوثور نے بیان کیا ہے کہ ہم نے امام شافعی کی مانند کوئی شخص نہیں دیکھا اور نہ آپ نے اپنی مانند کوئی دیکھا ہے اور یہی بات زعفرانی وغیرہ نے بیان کی ہے' اور داؤد بن علی الظاہری نے ایک کتاب میں جسے اس نے امام شافعیؒ کے فضائل میں تالیف کیا ہے' بیان کیا ہے امام شافعی کو ایسے فضائل حاصل ہیں جو کسی دوسرے کے لیے جمع نہیں ہوئے یعنی شرف نسب' دین واعتقاد کی صحت' سخاوت نفس' حدیث کی صحت وسقم اور ناسخ ومنسوخ کی معرفت' کتاب وسنت کا حفظ خلفاء کی سیرت' حسن تصنیف اور اچھے اصحاب وتلامذہ جیسے امام احمد بن حنبلؒ اپنے زہد وتقویٰ کے لحاظ سے فضیلت رکھتے ہیں۔ پھر اس نے آپ کے بغدادی اور مصری اصحاب کے اعیان کو بیان کیا ہے اور اسی طرح ابوداؤد نے آپ کے فقہ کے شاگردوں میں امام احمد بن حنبل کو شمار کیا ہے اور حضرت امام شافعی سب لوگوں سے بڑھ کر قرآن وسنت کا مفہوم جانتے تھے اور سب لوگوں سے زیادہ ان دونوں سے دلائل نکالتے تھے اور آپ ارادے اور اخلاص کے لحاظ سے سب لوگوں سے بہتر تھے۔

آپ فرمایا کرتے تھے میری خواہش ہے کہ لوگ اس علم کو سیکھیں اور اس میں سے کبھی کوئی بات میری طرف منسوب نہ کریں وہ میری تعریف نہ کریں انہیں اس پر اجر ملے گا اور کئی لوگوں نے آپ سے روایت کی ہے کہ جب تمہارے پاس رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث موجود ہو تو وہی بیان کرو اور میرے قول کو چھوڑ دو میں بھی اسے ہی بیان کرتا ہوں خواہ تم مجھ سے نہ سنو اور ایک روایت میں ہے کہ میری تقلید نہ کرو اور ایک روایت میں ہے میرے قول کی طرف التفات نہ کرو اور ایک روایت میں ہے میرے قول کو دیوار کی چوڑائی پر دے مارو' رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میرے قول کی کوئی ضرورت نہیں اور آپ نے فرمایا کہ اگر بندہ شرک کے سوا ہر گناہ کے ساتھ اللہ سے ملے تو یہ اس کے مقابلہ میں اس کے لیے بہتر ہے کہ وہ کسی خواہش کے ساتھ اسے ملے اور ایک روایت میں ہے کہ علم کلام کے ساتھ اس سے بہتر ہے اور آپ نے فرمایا ہے اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ علم کلام میں کس قدر خواہشات ہیں تو وہ

اس سے ایسے بھاگتے جیسے وہ شیر سے بھاگتے ہیں اور آپ نے فرمایا اہل کلام کے بارے میں میرا فیصلہ یہ ہے کہ انہیں کھجور کی شاخ کے ساتھ مارا جائے اور انہیں قبائل میں پھرایا جائے اور ان کے ساتھ منادی کی جائے کہ جو شخص کتاب وسنت کو ترک کرے اور علم کلام کی طرف توجہ کرے اس کی یہ سزا ہے۔

اور البویطی نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام شافعی کو بیان کرتے سنا کہ تم پر اصحاب الحدیث کی صحبت لازم ہے بلاشبہ وہ لوگوں سے زیادہ صحیح راہ پر ہیں اور آپ نے فرمایا ہے کہ جب تو اصحاب الحدیث میں سے کسی شخص کو دیکھے تو گویا تو نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے کسی شخص کو دیکھ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے انہوں نے ہمارے لیے اصل کو حفظ کیا اور انہیں ہم پر فضیلت حاصل ہے اور اس مفہوم میں آپ کے اشعار میں سے یہ شعر بھی ہیں:

قرآن حدیث اور تفقہ فی الدین کے سوا تمام علوم مشغلہ ہیں' علم وہ ہے جس میں کہنے والا کہے کہ اس نے ہم سے بیان کیا اور اس کے سوا جو کچھ ہے وہ شیاطین کے وساوس ہیں۔

آپ فرمایا کرتے تھے قرآن کلام الٰہی ہے اور غیر مخلوق ہے اور جو قرآن کو مخلوق کہے وہ کافر ہے اور ربیع اور آپ کے کئی سرکردہ اصحاب سے روایت ہے جو اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ آپ آیات واحادیث صفات پر سے سلف کے طریق کے مطابق گزرتے جیسے کہ وہ بغیر کسی تکییف اور تشبیہ اور تعلیل وتحریف کے بیان ہوئی ہیں۔ اور ابن خزیمہ نے بیان کیا ہے کہ مزنی نے مجھے سنایا کہ خود حضرت امام شافعیؒ نے ہمیں یہ اشعار سنائے:

جو تو چاہے وہ ہو جائے گا خواہ میں نہ چاہوں اور تو نہ چاہے وہ نہیں ہوگا تو نے بندوں کو اپنے علم کے مطابق پیدا کیا ہے اور علم میں جوان اور عمر رسیدہ بھی چلتا ہے اور ان میں خوش بخت بد بخت' قبیح اور حسین بھی ہوتے ہیں' اس پر تو نے احسان کیا اور اس کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا اور اس کی تو نے مدد کی اور اس کی تو نے مدد نہیں کی۔

ربیع نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام شافعی کو بیان کرتے سنا رسول اللہ ﷺ کے بعد سب لوگوں سے افضل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

اور ربیع سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ حضرت امام شافعیؒ نے مجھے شعر سنائے:

لوگ ٹیڑھے ہو گئے ہیں حتیٰ کہ انہوں نے رائے سے دین میں وہ بدعات ایجاد کر لی ہیں جن کے ساتھ رسولوں کو مبعوث نہیں کیا گیا حتیٰ کہ اکثر لوگوں نے اللہ کے حق کو حقیر سمجھ لیا ہے اور جس چیز کو انہوں نے اٹھایا ہے اسی میں مشغول ہیں۔

اور ہم نے سنت کے بارے میں آپ کے اشعار اور آپ کا کلام بیان کیا ہے اور آپ کے حکم ومواعظ میں سے بہت اچھے حصے کو ہم نے طبقات الشافعیہ کے شروع میں بیان کیا ہے آپ نے جمعرات کے روز مصر میں وفات پائی اور بعض نے جمعہ کے روز ۳۰ رجب ۲۰۴ھ کو ۵۴ سال کی عمر میں آپ کی وفات بیان کی ہے۔

آپ سفید رنگ' خوبصورت' دراز قد' بارعب آدمی تھے اور شیعوں کی مخالفت میں مہندی لگاتے تھے۔

اور اس سال اسحاق بن الفرات' اشہب بن عبدالعزیز مصری مالکی' حسن بن زیاد لولوی کوفی حنفی' حافظ ابوداؤد سلیمان بن

داؤد الطیالسی' صاحب المسند' ابوبدر شجاع بن ولید' ابوبکر حنفی' عبدالکریم' عبدالوہاب بن عطاء الخفاف' النضر بن شمیل امام لغت اور ہشام بن محمد بن السائب الکلبی مورخ نے وفات پائی۔

۲۰۵ھ

اس سال مامون نے طاہر بن حسین بن مصعب کو بغداد' عراق' خراسان سے مشرق کی جانب انتہائی عملداری تک نائب مقرر کیا اور اس سے راضی ہو گیا اور اس کے مرتبے کو بہت اونچا کر دیا۔ اس وجہ سے کہ حسن بن سہل' مضافات میں بیمار تھا اور مامون نے طاہر کی جگہ یحییٰ بن معاذ کو رقہ اور جزیرہ کا امیر مقرر کیا اور اس سال عبداللہ بن طاہر بن حسین بغداد آیا اور اس کے باپ نے اسے رقہ پر نائب مقرر کیا تھا اور اسے نصر بن شبث کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا تھا اور مامون نے عیسیٰ بن یزید جلودی کو زط قوم کے ساتھ جنگ کرنے پر مقرر کیا اور عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو آذربائیجان کا امیر مقرر کیا اور مصر کا نائب السری بن الحکم وہیں فوت ہو گیا اور سندھ کا نائب داؤد بن یزید تھا اس نے اس کی جگہ بشر بن داؤد کو اس شرط پر امیر مقرر کیا کہ وہ ہر سال اسے ایک کروڑ درہم دے اور اس سال حرمین کے نائب عبیداللہ بن حسن نے لوگوں کو حج کروایا۔

اور اس سال جن اعیان نے وفات پائی ان میں اسحاق بن منصور سلولی' بشر بن بکر دمشقی' ابو عامر القعدی' محمد بن عبید طنافسی اور یعقوب الحضرمی شامل ہیں۔

ابوسلیمان الدرانی:

عبدالرحمٰن بن عطیہ اور بعض نے عبدالرحمٰن بن احمد بن عطیہ بیان کیا ہے اور بعض نے عبدالرحمٰن بن عسکر ابوسلیمان الدارانی بیان کیا ہے۔ آپ ایک باعمل عالم ہیں اور آپ اصلاً واسطی ہیں' آپ نے دمشق کے مغرب میں داریا نام بستی میں سکونت اختیار کی۔

اور آپ نے سفیان ثوری وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا ہے اور آپ سے احمد بن ابی الحواری اور ایک جماعت نے روایت کی ہے اور حافظ ابن عساکر نے اپنے طریق سے اسناد کیا ہے اور فرمایا ہے کہ میں نے علی بن حسن بن ابی ربیع درویش سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے ابراہیم بن ادہم کو بیان کرتے سنا کہ میں نے ابن عجلان کو قعقاع بن حکیم سے بحوالہ انس بن مالک بیان کرتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص ظہر سے قبل چار رکعت پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے اس روز کے گناہوں کو بخش دے گا۔ اور ابوالقاسم قشیری نے بیان کیا ہے کہ ابوسلیمان الدرانی سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں ایک قصہ گو کی مجلس میں گیا تو اس کے کلام نے میرے دل پر اثر کیا اور جب میں اٹھا تو میرے دل میں اس کا کچھ اثر بھی نہ تھا یہاں تک کہ میں اپنے گھر واپس آ گیا۔

پس میں نے مخالف آلات کو توڑ دیا اور (سنت کے) طریق کو اختیار کر لیا' میں نے یہ حکایت یحییٰ بن معاذ سے بیان کی تو آپ نے فرمایا چڑیا نے سارس کو شکار کر لیا ہے۔ چڑیا سے مراد قصہ گو اور سارس سے مراد ابوسلیمان ہیں۔ اور احمد بن ابی الحواری نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابوسلیمان کو بیان کرتے سنا ہے کہ جس کو کوئی بات الہام ہو جائے جب تک وہ اسے حدیث میں نہ سنے

اس پر عمل نہ کرے اور جب اسے حدیث میں سن لے تو اس پر عمل کرے وہ نُورٌ عَلٰی نُورٌ ہو جائے گا۔ اور جنیدؒ نے بیان کیا ہے کہ ابوسلیمان نے بیان کیا ہے کہ بسا اوقات میرے دل میں لوگوں کے نکات میں سے کوئی نکتہ پڑ جاتا ہے مگر میں اسے دو عادل گواہوں یعنی کتاب وسنت کے بغیر قبول نہیں کرتا۔

راوی بیان کرتا ہے ابوسلیمان نے فرمایا سب سے افضل عمل خواہش نفس کی مخالفت کرنا ہے نیز فرمایا ہر چیز کا ایک علم ہے اور علم الخذلان خوف الٰہی کے باعث رونے کو چھوڑنا ہے اور آپ نے فرمایا ہر چیز کا ایک زنگ ہے اور نور قلب کا زنگ پیٹ کا سیر ہونا ہے اور آپ نے فرمایا کہ اہل' مال اور اولاد میں سے جو چیز بھی تجھے خدا سے غافل کر دے وہ منحوس ہے' نیز فرمایا ایک شب میں محراب میں دعا کر رہا تھا اور میرے دونوں ہاتھ پھیلے ہوئے تھے کہ ٹھنڈک نے مجھ پر غلبہ پالیا اور میں نے ایک ہاتھ کو سکیڑ لیا اور دوسرا پھیلا کر اس سے دعا کرتا رہا اور مجھے نیند آ گئی کہ ہاتف نے مجھے آواز دی اے ابوسلیمان جو تکلیف اس ہاتھ کو پہنچی ہے ہم نے اسی قدر اس میں کمی کر دی ہے اور اگر دوسرا ہاتھ بھی ایسے ہوتا تو ہم اس میں بھی کمی کر دیتے آپ نے فرمایا میں نے قسم کھائی کہ خواہ گرمی ہو یا سردی میں دونوں ہاتھ باہر نکال کر دعا کروں گا نیز فرمایا ایک شب میں اپنے سرخ رنگ گھوڑے سے غافل ہو گیا کیا دیکھتا ہوں کہ میں ایک بڑی بڑی آنکھوں والی حور کے پاس ہوں جو مجھے کہہ رہی ہے تو سویا ہوا ہے اور مجھے پانچ سو سال سے تیرے لیے پردوں میں پرورش کیا جا رہا ہے اور احمد بن ابی الحواری نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابوسلیمان کو بیان کرتے سنا بلاشبہ جنت میں کچھ نہریں ہیں جن کے کناروں پر خیمے لگے ہیں اور ان میں حوریں بیٹھی ہیں اللہ تعالیٰ حور کو پیدا کرتا ہے اور جب اس کی تخلیق مکمل ہو جاتی ہے تو فرشتے اس پر خیمے لگا دیتے ہیں اور ان میں سے ایک حور کو ایک سنہری کرسی پر جو میل ضرب میل ہوتی ہے بیٹھی ہوتی ہے اور اس کے سرین کرسی کی ایک جانب نکلے ہوئے ہیں اور اہل جنت اپنے محلات سے ان نہروں کے کناروں پر حسب منشا سیر کرنے آتے ہیں پھر ہر شخص ان میں سے ایک کے ساتھ خلوت کرتا ہے۔ ابوسلیمان نے فرمایا اس شخص کا دنیا میں کیا حال ہو گا جو جنت کی ان نہروں کے کناروں پر دوشیزگان کی مہر بکارت توڑنا چاہے گا۔

راوی کا بیان ہے میں نے ابوسلیمان کو فرماتے سنا کہ بسا اوقات پانچ پانچ راتوں تک میں سورۂ فاتحہ کے بعد ایک آیت پڑھے بغیر ٹھہرا رہا اور اس کے معانی میں غور وفکر کرتا رہا اور بسا اوقات قرآن کی ایک آیت آ جاتی اور عقل جاتی رہتی' پس پاک ہے وہ ذات جو دوبارہ عقل کو واپس لے آتی ہے اور میں نے آپ کو فرماتے سنا دنیا اور آخرت کی ہر بھلائی کی جڑ خوف الٰہی ہے۔ دنیا کی چابی سیر ہو کر کھانا اور آخرت کی چابی بھوک ہے اور ایک روز آپ نے مجھے فرمایا اے احمد تھوڑی بھوک' تھوڑی برہنگی تھوڑا فقر اور تھوڑا صبر ہے پھر دنیاوی زندگی کے ایام گزر جائیں گے اور احمد کا بیان ہے کہ ایک روز ابوسلیمان نے نمک کے ساتھ گرم روٹی کی خواہش کی تو اسے آپ کے پاس لایا' آپ نے اس سے دانت کے ساتھ ایک ٹکڑا کاٹا پھر اسے پھینک دیا اور رونے لگے اور کہنے لگے اے میرے رب تو نے میری خواہش کو جلد پورا کر دیا اور میری مشقت اور بدبختی کو لمبا کر دیا ہے حالانکہ میں تائب ہوں پھر آپ نے وفات تک نمک نہیں چکھا۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپ کو بیان کرتے سنا میں ایک لحظہ کے لیے بھی اپنے نفس سے راضی نہیں ہوا اور اگر تمام اہل

زمین مجھے اس طرح گرانے پر اتفاق کرلیں جیسے میں نے اپنے نفس سے گر پڑتا ہوں تو وہ اس کی طاقت نہ پائیں گے اور میں نے آپ کو بیان کرتے سنا ہے کہ جس نے اللہ سے حسن ظن رکھا پھر اس سے خوف نہیں رکھا اور اس کی اطاعت نہیں کی وہ دھوکہ خوردہ ہے اور آپ نے فرمایا خوف کو بندے پر امید سے زیادہ غالب ہونا چاہیے اور جب امید خوف پر غالب آ جائے تو دل بگڑ جاتا ہے اور ایک روز آپ نے مجھے فرمایا کیا صبر سے اوپر کوئی مقام ہے؟ میں نے کہا ہاں یعنی رضا تو آپ نے چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئے' پھر ہوش میں آ کر فرمانے لگے جب صابروں کو حساب کے بغیر اجر ملے گا تو دوسرے مقام کے متعلق تیرا کیا خیال ہے یعنی ان لوگوں کا جن سے وہ راضی ہے اور فرمایا مجھے یہ بات خوش نہیں کرتی کہ دنیا و مافیہا اول سے آخر تک میرے لیے ہو اور میں اسے نیکی کے راستوں میں خرچ کردوں اور ایک لحظہ کے لیے اللہ سے غافل ہو جاؤں' آپ نے فرمایا کہ ایک درویش نے دوسرے درویش سے کہا مجھے وصیت کرو اس نے کہا اللہ تجھے وہاں نہ دیکھے جہاں اس نے تجھے روکا ہے اور وہاں سے گم نہ پائے جہاں اس نے تجھے حکم دیا ہے۔ اس نے کہا مجھے کچھ مزید وصیت کرو اس نے کہا میرے پاس مزید کوئی وصیت نہیں اور آپ نے فرمایا جس نے دن میں اچھا کام کیا رات کو اس کی مدافعت کی جائے گی اور جس نے رات کو اچھا کام کیا دن کو اس کی مدافعت کی جائے گی اور جس نے ترک خواہش میں راست بازی کی اللہ اسے اس کے دل سے دور کردے گا اور اللہ کی شان اس بات سے بہت بلند ہے کہ وہ اس دل کو اس خواہش کی وجہ سے عذاب دے جسے اس کے لیے چھوڑ دیا گیا ہے اور آپ نے فرمایا جب دنیا دل کو سکون دے تو آخرت اس سے کوچ کر جاتی ہے اور جب دل میں آخرت موجود ہو تو دنیا اس سے مزاحمت کرنے آتی ہے اور جب دل میں دنیا موجود ہو تو آخرت اس سے مزاحمت نہیں کرتی کیونکہ دنیا لئیم اور آخرت کریم ہے اور کریم کے لیے لئیم سے مزاحمت کرنا مناسب نہیں۔

اور احمد بن ابی الحواری نے بیان کیا ہے کہ میں نے ایک شب ابوسلیمان کے ہاں گزاری تو میں نے آپ کو بیان کرتے سنا تیرے عزت و جلال کی قسم اگر تو نے مجھ سے میرے گناہوں کا مطالبہ کیا تو میں ضرور تجھ سے تیرے عفو کا مطالبہ کروں گا اور اگر تو نے مجھ سے میرے بخل کا مطالبہ کیا تو میں ضرور تجھ سے تیری سخاوت کا مطالبہ کروں گا اور اگر تو نے مجھے دوزخ کی طرف جانے کا حکم دیا تو میں ضرور دوزخیوں کو خبر دوں گا کہ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر تمام لوگ حق کے بارے میں شک کریں تو میں اکیلا اس میں شک نہیں کروں گا اور آپ فرمایا کرتے تھے اللہ کی مخلوق میں سے ابلیس سے بڑھ کر مجھ پر کوئی ہیچ نہیں اور اگر اس نے مجھے اس سے پناہ مانگنے کا حکم نہ دیا ہوتا تو میں اس سے کبھی پناہ نہ مانگتا اور اگر وہ میرے سامنے آئے تو میں اس کے رخسار پر تھپڑ ماروں اور آپ نے فرمایا بلاشبہ جو ویرانے کے دیواروں میں نقب لگانے نہیں آتا وہ جس جگہ سے چاہے اس میں داخل ہونے کی قدرت رکھتا ہے۔ وہ صرف آباد گھر میں آتا ہے اسی طرح ابلیس بھی ہر آباد دل کی طرف آتا ہے تا کہ اسے نفس کے مقام سے اتار دے اور اسے اس کی کرسی چھڑا دے اور اس کی قیمتی چیز اس سے چھین لے اور آپ نے فرمایا جب بندہ مخلص ہو جاتا ہے تو وساوس اور جنابت اس سے دور ہو جاتے ہیں اور آپ نے فرمایا بیس سال ہوئے مجھے احتلام نہیں ہوا اور میں مکہ میں آیا تو مجھ سے عشاء کی نماز باجماعت فوت ہوگئی تو اسی رات مجھے احتلام ہوگیا اور آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں ایسے لوگ بھی ہیں جن کو جنت اور اس کی نعمتیں اس سے غافل نہیں کرتیں پس وہ دنیا میں اس سے کیسے غافل ہو سکتے ہیں۔

اور آپ نے فرمایا دنیا اللہ کے نزدیک مچھر کے پر سے بھی کم حیثیت رکھتی ہے پس اس سے بے رغبتی کرنا کیا ہے' بے رغبتی تو جنت اور بڑی بڑی آنکھوں والی حور سے کرنی چاہیے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ تیرے دل میں اپنے سوا کسی کو نہ دیکھے اور حضرت جنید نے فرمایا کہ ابوسلیمانؒ سے کچھ باتیں روایت کی گئی ہیں اور میں انہیں بہت اچھا سمجھتا ہوں۔ آپ کا قول ہے جو اپنے نفس میں مشغول ہوتا ہے وہ لوگوں سے غافل ہوتا ہے اور جو اپنے رب میں مشغول ہوتا ہے وہ اپنے آپ سے اور لوگوں سے غافل ہوتا ہے اور جو اپنے رب میں مشغول ہوتا ہے وہ اپنے آپ سے اور لوگوں سے غافل ہوتا ہے اور آپ نے فرمایا بہترین سخاوت وہ ہے جو ضرورت کے مطابق ہو اور آپ نے فرمایا جس نے دنیا سے حلال طلب کیا اور سوال سے بے نیازی اختیار کی اور لوگوں سے بھی بے نیازی اختیار کی تو جس روز اللہ سے ملاقات ہوگی تو وہ اس پر ناراض ہوگا۔

اور اس قسم کی روایت مرفوعاً بھی بیان کی گئی ہے اور آپ نے فرمایا بلاشبہ کچھ لوگوں نے غنا کو مال میں طلب کیا ہے اور اسے جمع کیا ہے اور انہوں نے اپنے خیال میں غلطی کی ہے آگاہ رہو! غنا صرف قناعت میں ہے اور انہوں نے کثرت میں راحت کو طلب کیا ہے حالانکہ راحت صرف قلت میں ہے اور انہوں نے مخلوق سے عزت طلب کی ہے حالانکہ عزت صرف تقویٰ میں ہے اور انہوں نے باریک اور نرم لباس اور اچھے کھانے اور شاندار اور بلند مسکن میں آسائش طلب کی ہے حالانکہ وہ صرف اسلام' ایمان' عمل صالح' پردے' عافیت اور ذکر الٰہی میں ہے اور آپ نے فرمایا اگر قیام اللیل نہ ہوتا تو میں دنیا میں زندہ رہنا پسند نہ کرتا اور نہ ہی دنیا کو درخت بونے اور نہریں کھودنے کے لیے پسند کرتا ہوں میں صرف اسے دوپہر کے روزوں اور قیام اللیل کے لیے پسند کرتا ہوں اور آپ نے فرمایا کھلاڑیوں کو اپنے کھیل میں جو لذت حاصل ہوتی ہے اہل اطاعت کو اپنی راتوں میں اس سے کہیں بڑھ کر لذت ہوتی ہے اور آپ نے فرمایا بسا اوقات نصف رات کو خوشی میرا استقبال کرتی ہے اور بسا اوقات میں نے اپنے دل کو ہنستے دیکھا ہے اور آپ نے فرمایا ہے بلاشبہ دل کا ثمرہ وہ اوقات ہیں جن میں خوشی سے رقص کرتا ہے اور میں کہتا ہوں کہ اگر اہل جنت اس قسم کے حال میں ہیں تو بہت اچھی زندگی میں ہیں۔

اور احمد بن الحواری نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابوسلیمان کو بیان کرتے سنا ہے کہ میں سجدہ ریز تھا کہ نیند مجھے لے گئی کیا دیکھتا ہوں کہ میں ایک حور کے پاس ہوں اور اس نے مجھے اپنے پاؤں سے مارا اور کہنے لگی اے میرے محبوب کیا تیری آنکھیں سوتی ہیں اور بادشاہ بیدار ہے جو تہجد پڑھنے والوں کو ان کے تہجد میں دیکھتا ہے۔ اس آنکھ کا برا ہو جو نیند کی لذت کو مناجات الٰہی کی لذت پر ترجیح دے اٹھو فراغت کا وقت قریب آ گیا ہے اور محبوں نے ایک دوسرے سے ملاقات کی ہے پس یہ نیند کیسی ہے؟ اے میرے محبوب اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک کیا تیری آنکھیں سوتی ہیں حالانکہ فلاں فلاں مدت سے پردوں میں تیرے لیے میری پرورش ہو رہی ہے۔ آپ نے فرمایا میں گھبرا اٹھا اور مجھے اس کی ڈانٹ سے حیا کی وجہ سے پسینہ آ گیا اور اس کی شیریں گفتار میرے کانوں اور دل میں موجود ہے اور احمد نے بیان کیا ہے کہ میں ابوسلیمان کے پاس گیا کیا دیکھتا ہوں کہ آپ گریہ کناں ہیں میں نے پوچھا آپ کو کیا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ کل شام مجھے خواب میں ڈانٹ پلائی گئی ہے میں نے پوچھا آپ کو کس نے ڈانٹا ہے؟ آپ نے فرمایا میں اپنے محراب میں سویا ہوا تھا کہ اچانک ایک لڑکی میرے پاس آ کھڑی ہوئی جو ساری دنیا سے حسن میں فائق تھی اور

اس کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا اور وہ کہہ رہی تھی اے شیخ کیا تو سوتا ہے؟ میں نے کہا جس کی آنکھ پر نیند غالب آ جائے وہ سو جاتا ہے وہ کہنے لگی ہرگز نہیں جنت کا طالب نہیں سوتا پھر کہنے لگی کیا تو پڑھ سکتا ہے؟ میں نے کہا ہاں سو میں نے اس کے ہاتھ سے کاغذ لے لیا اس میں لکھا تھا:

لذت کی محبت نے تجھے جنت کے بالا خانوں میں صاحب خیر عورتوں کے ساتھ عمدہ زندگی گزارنے سے غافل کر دیا ہے تو ہمیشہ زندہ رہ اس میں موت نہیں ہے اور جنت میں خوبصورت عورتوں کے ساتھ آسودہ زندگی گزار اور اپنی نیند سے بیدار ہو بلاشبہ قرآن کریم میں تہجد کو نیند سے بہتر قرار دیا گیا ہے۔

اور ابوسلیمان نے بیان کیا ہے کیا تم میں سے کوئی تین درہم کی عباء پہن کر شرم محسوس نہیں کرتا حالانکہ اس کے دل میں پانچ درہم کی خواہش ہوتی ہے؟ نیز آپ نے فرمایا کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ لوگوں کے سامنے درویشی ظاہر کرے اور اس کے دل میں خواہشات ہوں اور جب اس کے دل میں کوئی خواہش باقی نہ رہے تو اس کے لیے عباء پہن کر لوگوں کے سامنے درویشی کا اظہار کرنا ناجائز ہے بلاشبہ درویشوں کی ایک نشانی عباء بھی ہے اور اگر وہ سفید کپڑے پہن کر لوگوں کی نظروں سے اپنے آپ کو اور اپنی درویشی کو چھپائے تو یہ عباء کے پہننے کی نسبت اس کی درویشی کے لیے زیادہ سلامتی کا باعث ہے اور آپ نے فرمایا میں جب صوفی کو اون پہننے میں سجاوٹ کرتے دیکھتا ہوں تو وہ صوفی نہیں اور اس امت کے بہترین آدمی سوتی کپڑا پہننے والے ہیں یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب اور دیگر لوگوں نے بیان کیا ہے کہ جب تو فقیر کی چمک اس کے لباس میں دیکھے تو اس کی کامیابی سے ہاتھ دھولے۔

اور ابوسلیمان نے بیان کیا ہے بھائی وہ ہے جو اپنی گفتگو سے قبل اپنے دیدار سے تجھے نصیحت کرے اور میں اپنے عراقی اصحاب میں سے ایک بھائی کی طرف دیکھا کرتا ہوں اور ایک ماہ تک اس کے دیدار سے فائدہ اٹھاتا ہوں اور ابوسلیمان نے بیان کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اے میرے بندے جب تک تو مجھ سے حیاء کرتا رہے گا میں لوگوں کو تیرے عیوب بھلا دوں گا اور میں خطہ ہائے ارض کو بھی تیرے گناہ بھلا دوں گا اور اصل تحریر سے تیری لغزشوں کو مٹا دوں گا اور قیامت کے روز میں حساب کی تفصیل تجھ سے سختی سے نہیں لوں گا اور احمد نے بیان کیا ہے میں نے ابوسلیمان سے صبر کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا خدا کی قسم تو اس بات کے بارے میں بھی اس پر قدرت نہیں رکھتا جسے تو پسند کرتا ہے پس تو اس بات میں کیسے اس پر قدرت رکھ سکتا ہے جسے تو ناپسند کرتا ہے؟ اور احمد نے بیان کیا ہے کہ ایک روز میں نے آپ کے پاس آہ بھری تو آپ نے فرمایا بلاشبہ قیامت کے روز اس کے متعلق تجھ سے پوچھا جائے گا اور اگر یہ کسی گزشتہ گناہ پر تو نے آہ بھری ہے تو تیرے لیے مبارک ہے اور اگر یہ دنیا کے کھو جانے یا کسی خواہش پر بھری ہے تو تیرے لیے ہلاکت ہے اور آپ نے فرمایا جو پہنچنے سے پہلے راستے سے ہی لوٹ آئے وہ لوٹ آئے اور اگر اللہ کے پاس پہنچ جائے تو واپس نہ لوٹتے اور آپ نے فرمایا جس نے بھی اللہ کی نافرمانی کی ہے اس نے اس وجہ سے کی ہے کہ وہ لوگ اللہ کے نزدیک حقیر ہیں اور اگر وہ اسے عزیز ہوتے تو وہ انہیں گناہوں سے روک دیتا اور ان کے گناہوں کے درمیان حائل ہو جاتا اور آپ نے فرمایا قیامت کے روز خدائے رحمان کے ہم نشین وہ لوگ ہوں گے جن میں اللہ تعالیٰ نے سخاوت، حلم، علم، حکمت، رأفت، رحمت، فضل، درگزر، احسان، نیکی، عفو اور مہربانی کی عادات پیدا کی ہیں۔

اور ابوعبدالرحمٰن نے کتاب محسن المشائخ میں بیان کیا ہے کہ ابوسلیمان الدرانی کو دمشق سے نکال دیا گیا اور لوگ کہنے لگے وہ فرشتوں کو دیکھتا ہے اور وہ اس سے گفتگو کرتے ہیں پس آپ ایک سرحد کی طرف چلے گئے اور شام کے ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ اگر ابوسلیمان ان کی طرف واپس نہ آئے تو یہ ہلاک ہو جائیں گے۔ سو وہ آپ کی تلاش میں نکل گئے اور آپ سے سفارش کی اور آپ کے سامنے عجز وانکسار کیا حتیٰ کہ وہ آپ کو واپس لے آئے۔

اور لوگوں نے آپ کی وفات کے بارے میں اختلاف کیا ہے اور اس بارے میں کئی اقوال پائے جاتے ہیں ایک قول یہ ہے کہ آپ نے ۲۰۴ھ میں وفات پائی' دوسرا قول یہ ہے کہ آپ نے ۲۰۵ھ میں وفات پائی ہے' تیسرا قول یہ ہے کہ آپ نے ۲۱۵ھ میں وفات پائی ہے اور چوتھا قول یہ ہے کہ آپ نے ۲۳۵ھ میں وفات پائی ہے۔ واللہ اعلم۔

اور جس روز ابوسلیمان نے وفات پائی مروان طاہری نے کہا آپ کی وفات سے سب مسلمانوں کو تکلیف پہنچی ہے' میں کہتا ہوں آپ کو داریا بستی میں قبلہ کی جانب دفن کیا گیا ہے اور وہاں پر آپ کی قبر مشہور ومعروف ہے اور اس پر ایک عمارت بھی تعمیر کی گئی ہے اور اس کے سامنے ایک مسجد ہے جسے امیر ناصح الدین عمر نہروانی نے تعمیر کیا ہے اور اس نے اس کے پاس قیام کرنے والوں کے لیے ایک وقف بنایا ہے جس سے ان کو غلہ ملتا ہے اور ہمارے اس زمانے میں آپ کے مزار کو از سر نو بنایا گیا ہے اور میں نے ابن عساکر کو کلیتہً آپ کے دفن کی جگہ کے متعلق معترض ہوتے نہیں دیکھا اور یہ آپ کی ایک عجیب بات ہے اور ابن عساکر نے بحوالہ احمد بن ابی الحواری بیان کیا ہے کہ میری خواہش تھی کہ میں ابوسلیمان کو خواب میں دیکھوں تو میں نے ایک سال کے بعد آپ کو دیکھا اور میں نے آپ سے پوچھا اے استاذ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اے احمد میں ایک دفعہ باب الصغیر سے داخل ہوا تو میں نے شیح [1] کا ایک گٹھا دیکھا اور میں نے اس سے کچھ لکڑیاں لے لیں اور مجھے معلوم نہیں کہ میں نے اسے خراب کیا یا اسے پھینک دیا اور میں ابھی تک اس کا حساب چکا رہا ہوں اور آپ کے بیٹے سلیمان نے آپ سے تقریباً دو سال بعد وفات پائی رحمہا اللہ تعالیٰ۔

۲۰۶ھ

اس سال مامون نے داؤد بن ماسجور کو بلاد بصرہ اور دجلہ' یمامہ اور بحرین کے صوبوں کا امیر مقرر کیا اور اسے زط قوم کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا اور اس سال بہت سیلاب آیا جس نے مضافات کے علاقوں کو غرق کر دیا اور بہت سے لوگوں کو ہلاک کر دیا اور اس سال مامون نے عبداللہ بن طاہر بن حسین کو رقہ کے علاقے کا امیر مقرر کیا اور اسے نصر بن شبث کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا اور عبیداللہ کو رقہ کا امیر اس لیے بنایا گیا کہ اس کا امیر یحییٰ بن معاذ فوت ہو گیا اور اس نے اپنی جگہ اپنے بیٹے احمد کو جانشین مقرر کیا مگر مامون نے اسے چلنے نہ دیا اور عبداللہ بن طاہر کو اس کی بہادری اور تجربہ کاری کی وجہ سے اس کا نائب مقرر کیا اور اس نے اسے نصر بن شبث کے ساتھ جنگ کرنے پر آمادہ کیا اور اس کے باپ نے خراسان سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے اور کتاب وسنت کی اتباع کرنے کا خط لکھا اور ابن جریر نے اسے پوری طوالت کے ساتھ بیان کیا ہے اور لوگوں نے باری

---

[1] شیح' ایک قسم کی گھاس ہے۔ مترجم۔

باری اس خط کو لیا اور اسے اچھا سمجھا اور آپس میں اسے ایک دوسرے کو تحفہ دیا حتیٰ کہ مامون کو اس کی اطلاع ملی تو اس کے حکم سے اسے اس کے سامنے پڑھا تو اس نے اسے بہت عمدہ خیال کیا اور حکم دیا کہ اس کے نسخے تیار کر کے صوبوں میں دیگر عمال کو بھی بھیجے جائیں اور حرمین کے نائب عبیداللہ بن حسن نے لوگوں کو حج کروایا۔

اور اس سال کتاب المبتداء کے مؤلف اسحاق بن بشر الکاہلی ابوحذیفہ' حجاج بن محمد الاعور' کتاب العقل کے مصنف داؤد بن المحبر' سبابہ بن سوار (شبابہ)' محاضر بن المورد' المثلث فی اللغۃ کے مؤلف قطرب' وہب بن جریر اور امام احمدؒ کے شیخ ہارون بن یزید نے وفات پائی۔

۲۰۷ھ

اس سال عبدالرحمٰن بن احمد بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب نے یمن میں عک کے علاقے میں آل محمد کی رضا کی طرف دعوت دیتے ہوئے خروج کیا اور یہ خروج اس وقت ہوا جب عمال کی سیرت خراب ہوگئی اور انہوں نے رعایا پر ظلم کئے اور جب اس نے ظہور کیا تو لوگوں نے اس کی بیعت کر لی۔ مامون نے اس کے مقابلے میں دینار بن عبداللہ کو ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ بھیجا اور اس کے پاس عبدالرحمٰن کے لیے اگر وہ سمع واطاعت اختیار کرے' پروانہ امان بھی تھا پس وہ حج کے اجتماع میں شامل ہوئے پھر یمن کی طرف روانہ ہوگئے اور انہوں نے عبدالرحمٰن کی طرف پروانہ امان بھیجا تو اس نے سمع واطاعت اختیار کر لی اور اس نے آکر اپنا ہاتھ دینار کے ہاتھ پر رکھ دیا اور وہ اسے بغداد لے گئے اور اس نے بغداد میں سیاہ لباس پہنا۔

اور اس سال پورے عراق وخراسان کے نائب طاہر بن حسین بن مصعب نے وفات پائی' وہ عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد اپنے بستر پر مردہ پایا گیا اور بستر میں لپٹ گیا اس کے اہل نے نماز فجر کے لیے اس کے خروج میں دیر محسوس کی تو اس کا بھائی اور چچا اس کے پاس گئے تو انہوں نے اسے مردہ پایا اور جب مامون کو اس کی موت کی اطلاع ملی تو اس نے کہا دونوں ہاتھوں اور منہ کی مدد ہو اس خدا کا شکر ہے جس نے اسے مقدم اور ہمیں مؤخر کیا ہے اور اس نے یہ بات اس وجہ سے کہی کہ اسے اطلاع ملی کہ ایک روز طاہر نے تقریر کی اور منبر کے اوپر مامون کے لیے دعا نہیں کی اس کے باوجود اس نے اس کی جگہ اس کے بیٹے عبداللہ کو امیر مقرر کیا اور اسے اس کے باپ سے بھی زیادہ علاقے کا امیر بنا دیا اور مزید اسے شام اور جزیرہ کی نیابت بھی دی' پس اس نے خراسان پر اپنے بھائی طلحہ بن طاہر کو سات سال نائب مقرر کئے رکھا پھر طلحہ فوت ہوگیا تو عبداللہ ان تمام علاقوں میں بااختیار ہوگیا اور بغداد پر اس کا نائب اسحاق بن ابراہیم تھا اور طاہر بن حسین وہ تھا جس نے امین کے ہاتھ سے بغداد اور عراق کو چھین کر اسے قتل کر دیا اور ایک روز طاہر مامون کے پاس آیا اور اس سے اپنی حاجت کا سوال کیا تو اس نے اسے پورا کر دیا۔

پھر مامون نے اس کی طرف دیکھا تو اس کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں اور طاہر نے اس سے پوچھا یا امیرالمومنین آپ کیوں روتے ہیں؟ مگر اس نے اسے نہ بتایا اور طاہر نے حسین خادم کو دوسو درہم دیئے کہ وہ معلوم کرے کہ امیرالمومنین کس وجہ سے روئے ہیں۔ مامون نے اسے بتا دیا اور اسے کہا یہ بات کسی کو نہ بتانا ورنہ میں تجھے قتل کر دوں گا' میرے بھائی کو اس کا قتل کرنا اور طاہر کے

ہاتھوں جو اسے ذلت پہنچی ہے مجھے اس کی یاد آئی ہے اور قسم بخدا تو مجھ سے نہ بچ سکے گا اور جب طاہر کو اس بات کا یقین ہو گیا تو اس نے مامون کے سامنے سے چلے جانے کا اہتمام کیا اور وہ مسلسل اسی حالت میں رہا حتیٰ کہ اس نے اسے خراسان کا امیر بنا دیا اور اپنے خدام میں سے ایک خادم اسے دیا اور مامون نے خادم کو حکم دیا کہ اگر وہ اس سے کوئی شک والی بات دیکھے تو اسے زہر دے دے اور اس نے اسے وہ زہر بھی دیا جو برداشت ہی نہیں کیا جا سکتا پس جب طاہر نے تقریر کی اور مامون کے لیے دعا نہ کی تو خادم نے اسے ساق میں زہر دے دیا اور وہ اسی شب کو فوت ہو گیا اور اس طاہر کو ذوالیمینین بھی کہا جاتا ہے اور یہ یک چشم تھا اس کے متعلق عمرو بن نباتہ نے کہا ہے: ؎

اے ذوالیمینین اور یک چشم جس کی ایک آنکھ کم ہے اور دایاں بازو زائد ہے۔

اور اس کے قول ذوالیمینین کے مفہوم کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہتے ہیں کہ اس نے ایک شخص کو اپنے بائیں ہاتھ سے تلوار ماری تو اسے دو نصف حصوں میں چیر دیا اور بعض کا قول ہے کہ اسے عراق و خراسان کا امیر بنایا گیا تھا اس لیے اسے ذوالیمینین کہتے ہیں اور وہ قابل تعریف سخی تھا جو شعراء کو پسند کرتا تھا اور انہیں بہت مال دیتا تھا۔ ایک روز وہ فائر شپ میں سوار ہوا تو اس کے متعلق ایک شاعر نے کہا: ؎

میں ابن حسین کی فائر شپ پر حیران ہوں یہ غرق نہیں ہوتی اور یہ کیسے غرق نہیں ہوتی' ایک سمندر اس کے اوپر ہے اور ایک سمندر نے اسے نیچے بند کیا ہوا ہے اور اس سے عجیب تر اس فائر شپ کی کڑیاں ہیں جنہیں اس نے چھوا ہے وہ کیسے سبز نہیں ہوتیں۔

پس اس نے اسے تین ہزار دینار انعام دیا اور کہا اگر تو ہمیں زیادہ اشعار سناتا تو ہم تجھے زیادہ مال دیتے' ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ ایک شاعر نے ایک امیر کے بارے میں جب کہ وہ سمندر میں سفر کر رہا تھا خوب کہا ہے: ؎

جب وہ سمندر سوار ہوا تو میں نے اللہ کے حضور عاجزی سے دعا کی اے اپنی مہربانی سے ہواؤں کے چلانے والے تو نے اس کے ہاتھ میں سخاوت کو اس کی موجوں کی مانند بنایا ہے اسے محفوظ رکھ اور اس کی موجوں کو اس کے ہاتھ کی طرح بنا دے۔

طاہر بن حسین نے ۲۵ جمادی الآخرۃ ۲۰۷ھ کو ہفتہ کے روز وفات پائی اور اس کی پیدائش ۱۵۹ھ کو ہوئی اور مامون کے حکم سے قاضی یحییٰ بن اکثم اس کے بیٹے عبداللہ کے پاس اس کے باپ کی تعزیت کرنے اور اسے ان علاقوں کی امارت کی مبارکباد دینے رقہ آیا اور اس سال بغداد اور کوفہ اور بصرہ میں نرخ گراں ہو گئے حتیٰ کہ گندم کے ایک قفیز کا بھاؤ چالیس درہم تک پہنچ گیا اور اس سال مامون کے بھائی ابو علی بن الرشید نے لوگوں کو حج کروایا۔

اور اس سال بشر بن عمر الزہرانی' جعفر بن عون' عبدالصمد بن عبدالوارث' قراد بن نوح' کثیر بن ہشام' محمد بن کناسہ' محمد بن عمرو واقدی قاضی بغداد اور مؤلف سیر (مغازی) ابوالنضر ہاشم بن القاسم اور صاحب التصانیف الہیثم بن عدی نے وفات پائی۔

یحییٰ بن زیاد بن عبداللہ بن منصور:

ابوذکریا کوفی نزیل بغداد بنی سعد کا غلام جو الفراء کے نام سے مشہور ہیں اور نحویوں لغویوں اور قاریوں کے امام ہیں اور آپ کو علم نحو میں امیر المومنین کہا جاتا ہے آپ نے عن حازم بن حسن بصری عن مالک بن دینار عن انس بن مالک حدیث کو روایت کیا ہے آپ نے فرمایا:

رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مالک یوم الدین کے ساتھ پڑھا ہے''۔

اسے خطیب نے روایت کیا ہے اور فرمایا ہے آپ ثقہ امام تھے' بیان کیا جاتا ہے کہ مامون نے آپ کو علم نحو میں کتاب تصنیف کرنے کا حکم دیا تو آپ نے اسے لکھا اور لوگوں نے آپ سے اسے لکھا۔ اور مامون نے آپ کی کتب کو خزائن میں رکھنے کا حکم دیا آپ اس کے دونوں بیٹوں کے مؤدب تھے جو اس کے بعد ولی عہد ہوئے ایک روز آپ کھڑے ہوئے تو دونوں نے آپ کے آگے جوتے رکھنے کے لیے ایک دوسرے سے سبقت کی اور دونوں اس بارے میں جھگڑ پڑے پھر اس بات پر دونوں کی صلح ہوئی کہ دونوں ایک ایک جوتا آگے رکھیں اور ان کے باپ دونوں کو بیس ہزار دینار دیئے اور الفراء کو دس ہزار درہم دیئے اور اس نے آپ سے کہا جب امیر المومنین کے دونوں بیٹے جو اس کے بعد ولی عہد ہیں آپ کے آگے جوتے رکھیں تو آپ سے زیادہ معزز کوئی نہیں ہوگا۔

روایت ہے کہ بشر المریسی یا محمد بن حسن نے الفراء سے اس شخص کے بارے میں جو سہو کے دونوں سجدوں میں بھول جائے پوچھا تو آپ نے فرمایا اس پر کچھ واجب نہیں اس نے پوچھا کیوں؟ آپ نے فرمایا اس لیے کہ ہمارے اصحاب نے فرمایا ہے کہ چھوٹے کو چھوٹا نہیں کیا جاسکتا' اس نے کہا میرے خیال میں کوئی عورت آپ کی مانند بچہ نہیں جنے گی اور مشہور یہ ہے کہ امام محمد بن حسن نے آپ سے یہ مسئلہ پوچھا تھا اور آپ الفراء کی خالہ کے بیٹے تھے اور ابوبکر بن محمد بن یحییٰ الصولی نے بیان کیا ہے کہ الفراء نے ۲۰۷ھ میں وفات پائی ہے' خطیب نے بیان کیا ہے کہ آپ کی وفات بغداد میں ہوئی ہے اور بعض نے مکہ کے راستے میں آپ کا وفات پانا بیان کیا ہے اور لوگوں نے اپنی تصانیف میں آپ کی تعریف کی ہے۔

۲۰۸ھ

اس سال حسن بن حسین بن مصعب جو طاہر کا بھائی تھا خراسان سے بھاگ کر کرمان چلا گیا اور وہاں اس نے نافرمانی شروع کر دی اور احمد بن ابی خالد نے اس کے مقابلہ میں جا کر اس کا محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ وہ مغلوب ہو کر اترا اور وہ اسے مامون کے پاس لے گیا تو اس نے اسے معاف کر دیا اور اس نے اس کی اس بات کو اچھا سمجھا اور اس سال محمد بن سماعہ نے قضاء سے استعفیٰ دے دیا اور مامون نے اس کے استعفیٰ کو منظور کر لیا اور اس کی جگہ اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ کو قاضی مقرر کر دیا اور اس سال مامون نے محمد بن عبدالرحمٰن مخزومی کو مہدی کی فوج میں ماہ محرم میں قاضی مقرر کیا پھر جلد ہی اسے معزول کر دیا اور اس کی جگہ بشر بن سعید بن ولید کندی کو اس سال کے ماہ ربیع الاول میں قاضی مقرر کیا اور اس بارے مخزومی نے کہا:

اے بادشاہ جو اپنے رب کو واحد قرار دیتا ہے تیرا قاضی بشر بن ولید گدھا ہے اور وہ اس شہادت کو جو کتاب وسنت کے مطابق ہو کر رد کر دیتا ہے اور جو وہ کہتا ہے اس کو عدل شمار کرتا ہے کیونکہ وہ بوڑھا ہے جس کے حلم کا اطراف نے احاطہ کیا ہوا ہے۔

اور اس سال مامون کے حکم سے صالح بن ہارون الرشید نے لوگوں کو حج کروایا۔

اور اس سال اعیان میں سے اسود بن عامر' سعید بن عامر' شیخ الحدیث عبداللہ بن بکر' فضل بن ربیع حاجب' محمد بن مصعب' موسیٰ بن محمد امین جسے اس نے اپنے بعد ولی عہد بنایا تھا اور اسے ناطق کا لقب دیا تھا مگر اس کی بات پوری نہ ہوئی حتیٰ کہ اس کا باپ قتل ہو گیا اور جو کچھ ہوا وہ پہلے بیان ہو چکا ہے' یحییٰ بن ابی بکر' یحییٰ بن حسان' یعقوب بن ابراہیم زہری اور یونس بن محمد مودب نے وفات پائی۔

سیدہ نفیسہ کی وفات:

نفیسہ بنت ابی محمد بن الحسن بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب' قرشیہ ہاشمیہ' آپ کا باپ مدینہ نبویہ پر پانچ سال منصور کا نائب رہا پھر منصور نے ناراض ہو کر اسے معزول کر دیا اور اس کی تمام مملوکات اور جمع شدہ مال کو چھین لیا اور اسے بغداد میں قید خانے میں ڈال دیا اور وہ مسلسل قید میں رہا حتیٰ کہ منصور کی وفات ہو گئی اور مہدی نے اسے رہا کر دیا اور جو کچھ اس نے اس سے لیا تھا اسے دے دیا اور وہ ۱۶۸ھ میں اس کے ساتھ حج کو گیا اور جب وہ حاجر مقام پر پہنچا تو ۸۵ سال کی عمر میں فوت ہو گیا اور نسائی نے اس کی حدیث کو عکرمہ سے بحوالہ ابن عباس روایت کیا ہے کہ:

''رسول اللہ ﷺ نے حالت احرام میں پچھنے لگوائے''۔

ابن معین اور ابن عدی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اور ابن حبان نے اسے ثقہ قرار دیا ہے اور زبیر بن بکار نے اس کا ذکر کر کے اس کی تیز فہمی اور سرداری کا ذکر کیا ہے۔

حاصل کلام یہ کہ اس کی بیٹی نفیسہ اپنے خاوند المؤتمن اسحاق بن جعفر کے ساتھ دیار مصر میں آئی اور وہیں اس نے اقامت اختیار کر لی اور وہ بہت مالدار تھی اور اس نے لوگوں سے اور جذامیوں' لنجوں' مریضوں اور عوام الناس سے حسن سلوک کیا اور وہ عابدہ زاہدہ اور بہت نیک کام کرنے والی تھی اور جب حضرت امام شافعیؒ مصر آئے تو اس نے آپ سے حسن سلوک کیا اور بسا اوقات آپ نے اسے ماہ رمضان میں نماز بھی پڑھائی اور جب آپ نے وفات پائی تو اس کے حکم سے آپ کا جنازہ اس کے گھر لے جایا گیا اور اس نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی اور جب اس نے وفات پائی تو اس کے خاوند اسحاق بن جعفر نے اسے مدینہ لے جانے کا ارادہ کیا تو اہل مصر نے اسے اس بات سے روکا اور اس سے مطالبہ کیا کہ وہ اسے ان کے ہاں دفن کرے' پس اسے اسی مکان میں دفن کر دیا گیا اور جس محلّہ میں وہ سکونت پذیر تھی جو قدیم زمانے سے مصر اور قاہرہ کے درمیان درب السباع کے نام سے مشہور تھا اور اس کی وفات ابن خلکان کے بیان کے مطابق اس سال کے ماہ رمضان میں ہوئی۔

راوی کا بیان ہے کہ اہل مصر کو آپ پر بڑا اعتقاد تھا میں کہتا ہوں عوام کو اب تک اس کے اور دوسرے لوگوں کے بارے میں

بہت اعتقاد ہے۔ خصوصاً مصری عوام اس کے بارے میں ایسی بے تکی اور نازیبا باتیں کرتے ہیں جو کفر وترک تک لے جاتی ہیں اور ایسے الفاظ بولتے ہیں جن کے متعلق انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ وہ جائز نہیں ہیں اور بسا اوقات بعض نے ان الفاظ کو امام زین العابدین کی طرف منسوب کیا ہے حالانکہ نفیسہ ان کی اولاد میں سے نہیں ہے مناسب یہی ہے کہ اس کے بارے میں وہی اعتقاد رکھا جائے جو اس قسم کی نیک مستورات کے بارے میں رکھا جاتا ہے اور بہت سی بدعات کی اصل قبور اور اصحاب قبور کے بارے میں غلو کرنا ہی ہے اور حضرت نبی کریم ﷺ نے قبور کو برابر کرنے اور مٹانے کا حکم دیا ہے اور بشر کے بارے میں غلو کرنا حرام ہے اور جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ وہ صلیب سے چھڑا لیتی ہے یا مشیت الٰہی کے بغیر نفع وضرر دیتی ہے وہ مشرک ہے اللہ نفیسہ پر رحم کرے۔

فضل بن ربیع:

ابن یونس بن محمد بن عبداللہ بن ابی فروۃ کیسان مولیٰ عثمان بن عفان' یہ فضل رشید کے ہاں بڑا مرتبہ رکھتا تھا اور برامکہ کی حکومت کا زوال بھی اس کے ہاتھوں ہوا اور یہ ایک مرتبہ رشید کا وزیر بھی رہا اور یہ برامکہ سے بڑا تشبہ رکھتا تھا اور وہ بھی اس سے تشبہ رکھتے تھے اور وہ مسلسل ان کے بارے میں مقدور بھر کوشش کرتا رہا حتیٰ کہ وہ ہلاک ہو گئے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ یہ فضل ایک روز یحییٰ بن خالد کے پاس آیا اور اس کا بیٹا جعفر اس کے سامنے پڑا تھا اور فضل کے پاس دس کہانیاں تھیں جن میں سے اس نے اس کے حق میں ایک کا بھی فیصلہ نہ کیا تھا۔ فضل نے ان سب کہانیوں کو جمع کر کے ناکام وذلیل ہو کر واپس چلی جاؤ پھر اٹھ کر کہنے لگا:

> ہوسکتا ہے کہ حالات کے بدل جانے سے زبان اپنی لگام کو موڑ لے اور زمانہ لغزش کھانے والا اور ضروریات پوری ہو جائیں اور درد دل کو شفا حاصل ہو اور واقعات کے بعد کئی واقعات نمودار ہوں۔

وزیر یحییٰ بن خالد نے اسے سنا تو اسے کہنے لگا میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ تم واپس نہ جانا پھر اس نے اس سے کہانیاں لے لیں اور ان پر گر پڑا پھر وہ مسلسل ان کے پیچھے گڑھے کھودتا رہا حتیٰ کہ ان پر قابو پا گیا اور ان کے بعد وزیر بن گیا اور اس بارے میں ابونواس کہتا ہے:

> زمانے نے آل برمک کا لحاظ نہیں کیا اور ان کی حکومت پر ایک قبیح امر کی تہمت لگائی بلاشبہ زمانے نے یحییٰ کے عہد و پیان کا بھی لحاظ نہیں کیا اور وہ آل ربیع کے عہد و پیان کا بھی لحاظ کرنے والا نہیں۔

پھر رشید کے بعد وہ اس کے بیٹے امین کا بھی وزیر بنا اور جب مامون بغداد آیا تو یہ روپوش ہو گیا تو مامون نے اسے پروانہ امان بھیجا تو یہ مدت تک روپوش رہنے کے بعد مامون کے پاس آیا تو اس نے اسے امان دی پھر یہ مسلسل گمنام رہا حتیٰ کہ اس سال فوت ہو گیا اور اس کی عمر ۶۸ سال تھی۔

۲۰۹ھ

اس سال عبداللہ بن طاہر نے نصر بن شبث سے پانچ سال جنگ کرنے کے بعد اس کا محاصرہ کرلیا اور اس پر بہت تنگی کردی حتیٰ کہ اس نے مجبور ہو کر اس سے امان طلب کی تو ابن طاہر نے مامون کو خط لکھ کر یہ بات بتائی تو اس نے اسے پیغام بھیجا کہ وہ اسے امیر المومنین کی طرف سے امان دے دے سو اس نے اسے پروانہ امان لکھ دیا تو وہ نیچے اتر آیا اور عبداللہ نے اس شہر کو جس میں وہ قلعہ بند تھا' ویران و برباد کرنے کا حکم دے دیا اور اس کے شر کا خاتمہ ہو گیا اور اس سال بابک خرمی کے ساتھ جنگیں ہوئیں' بابک نے اسلام کے ایک امیر اور فوج کے ایک ہراول کو قیدی بنالیا اور یہ بات مسلمانوں کو سخت ناگوار گزری اور اس سال والی مکہ صالح بن عباس بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے لوگوں کو حج کروایا اور اس سال شاہ روم میخائل بن نفقور (گرگس) نے وفات پائی اور وہ نو سال ان کا بادشاہ رہا اور انہوں نے اس کی بیٹی توفیل بن میخائل کو اپنا بادشاہ بنالیا۔

اس سال مشائخ حدیث میں سے حسن بن موسیٰ اشیب' ابوعلی حنفی' حفص بن عبداللہ قاضی نیشاپوری' عثمان بن عمر بن فارس اور یعلیٰ بن عبید طنافسی نے وفات پائی۔

۲۱۰ھ

اور اس سال کے صفر میں نصر بن شبث بغداد آیا جسے عبداللہ بن طاہر نے بھیجا تھا اور فوج کے کسی سپاہی نے اس کا استقبال نہ کیا بلکہ وہ اکیلا ہی بغداد میں آیا اور اسے ابوجعفر کے شہر میں اتارا گیا پھر اسے کسی دوسری جگہ منتقل کر دیا گیا اور اس ماہ میں مامون نے اکابر کی ایک جماعت پر فتح پائی جنہوں نے ابراہیم بن مہدی کی بیعت کی تھی' پس اس نے انہیں سزا دی اور انہیں زمین دوز قید خانے میں بند کر دیا اور جب ۱۳ ربیع الآخر کو اتوار کی رات آئی تو ابراہیم بن مہدی جو چھ سال کچھ ماہ سے روپوش تھا اور عورت کے لباس میں نقاب اوڑھے ہوئے تھا اور اس کے ساتھ دو عورتیں بھی تھیں رات کے وقت بغداد کی ایک گلی سے گزرا تو محافظ نے اٹھ کر کہا اس وقت کہاں جانا ہے؟ اور کہاں سے آئے ہو؟ پھر اس نے انہیں پکڑنے کا ارادہ کیا تو ابراہیم نے اپنے ہاتھ کی یاقوت کی انگشتری اسے دے دی اور جب اس نے اسے دیکھا تو اسے شک پڑ گیا اور کہنے لگا یہ انگشتری کسی عظیم الشان شخص کی ہے اور وہ انہیں ناظم شپ کے پاس لے گیا اور اس نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنے چہروں سے نقاب ہٹائیں تو ابراہیم نے ایسا نہ کیا تو انہوں نے اس کے چہرے سے پردہ ہٹا دیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ تو وہی ہے' سو اس نے اسے پہچان لیا اور اسے پل کے افسر کے پاس لے جا کر اسے اس کے سپرد کر دیا اور دوسرا اسے مامون کے دروازے پر لے گیا اور اس نے دارالخلافت میں صبح کی اور نقاب اس کے سر پر اور چادر اس کے سینے پر تھی تا کہ لوگ اسے دیکھ لیں اور یہ بھی معلوم کر لیں کہ اسے کیسے گرفتار کیا گیا ہے' مامون نے مدت تک اس کی حفاظت ونگرانی کا حکم دیئے رکھا پھر اسے رہا کر دیا اور اس سے راضی ہو گیا اور جن لوگوں کو اس نے اس کی وجہ سے قید کیا تھا ان کی ایک جماعت کو اس نے صلیب دے دیا کیونکہ انہوں نے قید خانے کے منتظمین کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا پس ان میں سے چار

اشخاص کو صلیب دیا گیا۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے جب ابراہیم مامون کے سامنے کھڑا ہوا تو اس نے اس کی حرکات پر اسے زجر و توبیخ کی تو اس کے چچا ابراہیم کو بڑا افسوس آیا اور وہ کہنے لگا یا امیر المومنین اگر آپ سزا دیں تو یہ آپ کا حق ہے اور اگر آپ معاف کریں تو یہ آپ کی مہربانی ہے اس نے کہا اے ابراہیم میں معاف کرتا ہوں طاقت غصے کو کھا جاتی ہے اور ندامت توبہ ہوتی ہے اور ان دونوں کے درمیان اللہ کا عفو ہے اور وہ تیرے مطالبے سے بہت بڑا ہے' ابراہیم نے اللہ اکبر کہا اور اللہ کے حضور سجدہ شکر بجالایا۔

اور ابراہیم بن مہدی نے اپنے ایک قصیدے میں مامون کی از حد تعریف کی اور جب مامون نے اس قصیدے کو سنا تو کہنے لگا میں وہی کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا کہ:

''آج تمہیں کوئی سرزنش نہ ہوگی اور اللہ تمہیں بخش دے گا اور وہ الرحم الراحمین ہے''۔

اور ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ جب مامون نے اپنے چچا ابراہیم کو معاف کیا تو اسے حکم دیا کہ وہ اسے کچھ گا کر سنائے' اس نے کہا میں نے گانا چھوڑ دیا ہوا ہے اس نے اسے حکم دیا تو اس نے سارنگی اپنی گود میں رکھی اور کہنے لگا:

یہ خوشی کا مقام ہے اس کے گھر اور حویلیاں ویران ہو چکی ہیں اور اس کے دشمنوں نے اس کے خلاف جھوٹی چغلیاں کی ہیں اور امیر نے اسے سزا دی ہے۔

پھر اس نے دوبارہ فرمائش کی تو اس نے کہا:

میں دنیا کو خیرباد کہہ چکا ہوں اور وہ مجھے چھوڑ چکی ہے' زمانے نے مجھے اس سے لپیٹ دیا ہے اور وہ مجھ سے منہ پھیر گئی ہے اگر میں اپنے پر گریہ کروں تو میں ایک عزت دار نفس پر روؤں گا اور اگر میں اسے حقیر سمجھوں تو میں کینے کی وجہ سے اسے حقیر سمجھوں گا اگرچہ میں اس کی نظر میں بدکار رہوں مگر میں اپنے رب پر یقیناً حسن ظن رکھتا ہوں میں نے اپنے آپ پر زیادتی کی ہے اور اس نے دوبارہ مجھے معاف کیا ہے اور دوبارہ معاف کرنا احسان در احسان ہے۔

مامون نے کہا یا امیر المومنین آپ نے حق کو بہت اچھی طرح بیان کیا ہے پس اس نے سارنگی کو اپنی گود سے پھینک دیا اور اس بات سے گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا اور مامون نے اسے کہا بیٹھ جاؤ اور پرسکون ہو جاؤ' تجھے خوش آمدید ہو' پس کوئی بات نہیں جس کا تجھے وہم ہے اور خدا کی قسم میرے زمانے میں تو کوئی ناپسندیدہ بات نہیں دیکھے گا پھر اس نے اس کے لیے دس ہزار دینار کا حکم دیا اور اسے خلعت دیا پھر اس نے حکم دیا کہ اس کے تمام اموال و جاگیریں اور حویلیاں اسے واپس کی جائیں اور وہ اس کے ہاں سے بڑی عزت و تکریم سے باہر نکلا۔

دلہن بوران:

اس سال کے رمضان میں مامون بوران بنت حسن بن سہل کو گھر لایا اور بعض کا قول ہے کہ وہ رمضان میں فم الصلح میں حسن بن سہل کی چھاؤنی میں گیا اور حسن اپنی بیماری سے صحت یاب ہو چکا تھا' مامون اپنے سرکردہ امراء و رؤساء اور بنی ہاشم کے اکابر کے ساتھ اس کے ہاں اترا اور اس سال کے شوال کی ایک عظیم شب کو بوران کے پاس گیا اور اس کے سامنے عنبر کی شمعیں جلائی گئیں اور

اس کے سر پر حد وشمار سے بڑھ کر موتی اور جواہر سرخ سونے سے بنے ہوئے تھے نچھاور کئے اور اس میں جواہر کی تعداد ایک ہزار موتی تھی' پس اس کے حکم سے انہیں ایک سنہری پلیٹ میں جمع کیا گیا اور وہ کہنے لگے یا امیر المومنین ہم نے انہیں اس لیے نچھاور کیا ہے کہ اسے لڑکیاں چن لیں؟ اس نے کہا نہیں میں ان کے بدلے میں جواہر دوں گا پس ان سب کو جمع کر لیا گیا اور جب دلہن آئی اور اس کے ساتھ آنے والوں میں اس کے بھائی امین کی والدہ اور اس کی نانی زبیدہ بھی تھی اس نے اسے اپنے پہلو میں بٹھایا اور اس کی گود میں یہ جواہر ڈال دیئے اور کہنے لگا یہ میری طرف سے آپ کو تحفہ ہے اپنی حاجت کا سوال کیجیے تو اس نے حیاء کے باعث سر جھکا دیا اور اس کی نانی نے کہا اپنے مالک سے گفتگو کر اور اس سے اپنی حاجت کا سوال کر اس نے تجھے مانگنے کا حکم دیا ہے اس نے کہا یا امیر المومنین میرا آپ سے یہ سوال ہے کہ آپ اپنے چچا ابراہیم بن مہدی سے راضی ہو جائیں اور ان کو دوبارہ وہی مقام دیں جو انہیں حاصل تھا اس نے کہا بہت اچھا' پھر وہ کہنے لگی ام جعفر یعنی زبیدہ اپنے لیے حج کی اجازت چاہتی ہے اس نے کہا بہت اچھا۔

پس زبیدہ نے بوران کو وہ خلعت دیا جو امیر یہ نے دیا تھا اور مامون کو ایک گول بستی دی اور دلہن کے باپ حسن بن سہل نے اپنی بستیوں' جاگیروں اور املاک کے کاغذ کے ٹکڑوں پر نام لکھے اور انہیں امراء اور سرکردہ لوگوں پر بکھیر دیا اور جس کے ہاتھ ان بستیوں میں سے کسی بستی کا رقعہ گرا اس نے اس بستی کے اپنے نائبین کو پیغام بھیجا اور اسے اس شخص کی خالص ملکیت بنا کر اس کے سپرد کر دیا اور اس نے مامون اور اس کے ساتھ جو فوج تھی اس پر اپنے ہاں سترہ روز قیام کے دوران پچاس کروڑ درہم کے برابر خرچ کیا اور جب مامون نے اس کے ہاں سے واپس جانے کا ارادہ کیا تو اس نے اسے دس کروڑ درہم دیئے اور وہ شہر بھی اسے جاگیر میں دیا جس میں وہ فروکش تھا اور وہ فم الصلح کا صوبہ ہے جو اس کی مقبوضہ جاگیروں کے علاوہ ہے اور اس سال کے آخر شوال میں مامون بغداد واپس آ گیا اور اسی سال عبداللہ بن طاہر مصر گیا اور اس نے اسے مامون کے حکم سے عبیداللہ بن السری بن الحکم کے قبضے سے چھڑا لیا جو اس پر متغلب تھا اور اس نے کئی جنگوں کے بعد جن کا بیان طویل ہے اسے اس سے واپس لیا اور اس سال اعیان میں سے ابوعمرو شیبانی لغوی جس کا نام اسحاق بن مرار تھا' مروان بن محمد الطاہری اور یحییٰ بن اسحاق نے وفات پائی۔ واللہ اعلم سبحانہ۔

۲۱۱ھ

اس سال ابوالجواب' طلق بن غنام' عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی مؤلف المسند اور المصنف اور عبداللہ بن صالح عجلی نے وفات پائی۔

مشہور شاعر ابوالعتاہیہ کی وفات:

اس کا نام اسماعیل بن قاسم بن سوید بن کیسان تھا اور اصلاً حجازی تھا' اسے مہدی کی ایک لونڈی عتبہ سے عشق ہو گیا اور اس نے کئی مرتبہ مہدی سے اسے طلب کیا اور جب اس نے اسے دے دیا تو لونڈی نے اسے جواب نہ دیا اور خلیفہ سے کہنے لگی کیا آپ مجھے اس شخص کو دے رہے ہیں جو بدصورت اور مٹی کے گھڑے فروخت کرنے والا ہے اور وہ اس کے بارے میں عشقیہ اشعار کہا کرتا

تھا اور دونوں کا معاملہ بہت مشہور ہو گیا تھا اور مہدی اس کی بات کو سمجھتا تھا اور ایک دفعہ ایسا بھی ہوا کہ مہدی نے شعراء کو اپنی نشست گاہ پر بلایا اور ان میں ابوالعتاہیہ اور بشار بن برد نابینا بھی موجود تھا اور اس نے ابوالعتاہیہ کی آواز سنی تو بشار نے اپنے ہم نشین سے پوچھا کیا یہاں ابوالعتاہیہ ہے؟ اس نے کہا ہاں اور اس نے لونڈی کے بارے میں وہ قصیدہ پڑھنا شروع کیا جس کا پہلا شعر ہے:

میری مالکہ کو کیا ہو گیا ہے وہ ناز ونخرہ کرتی ہے اور اس کا ناز ونخرہ کیا ہی خوبصورت ہے۔

بشار نے کہا میں نے اس سے بڑا اجرأت مند نہیں دیکھا حتیٰ کہ ابوالعتاہیہ ان اشعار تک پہنچ گیا:

خلافت اپنے دامن کو کشاں کشاں لیے مطیع ہو کر اس کے پاس آئی ہے اور خلافت اسی کے مناسب حال ہے اور وہ خلافت کے مناسب حال ہے اور اگر اس کے سواء کوئی اور شخص اس کا ارادہ کرتا تو زمین لرزہ براندام ہو جاتی اور اگر دلی افکار اس کی اطاعت نہ کریں تو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو قبول نہ کرے۔

بشار نے اپنے ہم نشین سے کہا دیکھو اس نے خلیفہ کو اس کے بستر سے اڑا دیا ہے یا نہیں؟ اس نے کہا قسم بخدا اس کے سوا اس دن کوئی شاعر انعام لے کر باہر نہیں نکلا' ابن خلکان نے بیان کیا ہے ابوالعتاہیہ اور ابونواس کی ملاقات ہوئی وہ بھی اس کے اور بشار کے طبقہ کا شاعر تھا۔ ابوالعتاہیہ نے ابونواس سے کہا تم دن میں کتنے اشعار بنا لیتے ہو؟ اس نے کہا ایک یا دو شعر' اس نے کہا میں تو ایک سو اور دو سو بھی بنا لیتا ہوں' ابونواس کہا شائد تو اپنے اس شعر کی طرح شعر بناتا ہے:

اے عتبہ مجھے اور تجھے کیا ہو گیا ہے کاش میں تجھے نہ دیکھتا۔

اور اگر میں اسی قسم کے شعر بناتا تو میں ایک ہزار یا دو ہزار بنا لیتا اور میں اپنے اس شعر جیسے شعر بناتا ہوں:

گرمی والی ہتھیلی کے جو ذکر والے لباس میں ہے اس کے دو محبت ہیں' لوطی اور زنا کار اور اگر تو میرے جیسے اشعار کہنا چاہے تو زمانہ تجھے عاجز کر دے۔

اور ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ ابوالعتاہیہ کے لطیف اشعار میں سے یہ شعر بھی ہیں:

میں تیرا مشتاق ہوں حتیٰ کہ میں تیرے عشق کی زیادتی سے ایسے ہو گیا ہوں کہ میرا ہم نشین جب نزدیک ہوتا ہے تو وہ میرے کپڑوں میں عشق کی خوشبو پاتا ہے۔

اس کی پیدائش ۱۳۰ھ میں ہوئی اور اس کی وفات ۳ جمادی الآخرۃ ۲۱۱ھ کو سوموار کے روز ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ ۲۱۳ھ کو ہوئی اور اس نے وصیت کی کہ اس کی قبر پر جو بغداد میں ہے لکھا جائے:

بلاشبہ وہ زندگی جس کا انجام موت ہے ایسی زندگی ہے جو جلد مکدر ہو جانے والی ہے۔

۲۱۲ھ

اس سال مامون نے محمد بن حمید طوسی کو موصل کے راستے بابک خرمی کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے آذربائیجان کے علاقے میں بھیجا اور اس نے اس کے متعلق جھوٹ بولنے والی ایک جماعت کو پکڑ کر مامون کے پاس بھیج دیا اور ربیع الاول میں مامون نے لوگوں میں دو قبیح بدعتیں جاری کیں جن میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے اور وہ بدعت خلق کا مسئلہ ہے اور دوسری بدعت رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت علیؓ بن ابی طالب کو لوگوں پر فضیلت دینا ہے اور اس نے ان دونوں بدعتوں میں قبیح غلطی اور عظیم گناہ کیا ہے اور اس سال عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس بن عباسی نے لوگوں کو حج کروایا۔

اور اس سال شیر سنت اسد بن موسیٰ' حسن بن جعفر' ابو عاصم النبیل جس کا نام ضحاک بن مخلد ہے۔ ابو المغیرہ عبدالقدوس بن حجاج شامی دمشقی اور امام بخاری کے شیخ محمد بن یونس الغریابی نے وفات پائی۔

۲۱۳ھ

اس سال دو آدمیوں عبدالسلام اور ابن جلیس نے بغاوت کر دی اور مامون کو معزول کر دیا اور دیار مصر پر قبضہ کر لیا اور القیسیہ اور الیمانیہ میں سے ایک جماعت نے ان دونوں سے موافقت کی' مامون نے اپنے بھائی ابو اسحاق کو شام کا نائب مقرر کیا اور اس کے بیٹے عباس کو جزیرہ' سرحدات اور دار الخلافوں کا نائب مقرر کیا اور ان دونوں میں سے ہر ایک کو اور عبداللہ بن طاہر کو ایک ایک کروڑ دینار اور پچاس لاکھ دینار دیئے اور آج کے دن سے بڑھ کر اسے دیا ہوا نہیں دیکھا گیا اس نے ان امراء کو اس روز تین کروڑ پچاس لاکھ دینار دیئے اور اس سال اس نے غسان بن عباد کو سندھ کا امیر مقرر کیا اور گزشتہ سال کے امیر نے لوگوں کو حج کروایا۔

اور اس سال عبداللہ بن داؤد الجرینی' عبداللہ بن یزید المقری المصری' عبداللہ بن موسیٰ العبسی' عمرو بن ابی سلمہ دمشقی نے وفات پائی۔

اور ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ بعض مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ اس سال ابراہیم بن ہامان الموصلی الندیم' ابو العتاہیہ اور ابو عمرو شیبانی نحوی نے ایک ہی دن میں بغداد میں وفات پائی لیکن صحیح بات یہ ہے کہ ابراہیم الندیم نے ۱۸۸ھ میں وفات پائی ہے اور سہیلی نے بیان کیا ہے کہ اس سال ابن اسحاق سے سیرت کی روایت کرنے والے عبدالملک بن ہشام نے وفات پائی' اسے ابن خلکان نے اس سے روایت کیا ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ اس نے ۲۱۸ھ میں وفات پائی جیسا کہ ابو سعید بن یونس نے تاریخ مصر میں بیان کیا ہے۔

العلوک شاعر:

ابو الحسن بن علی جبلہ خراسانی ملقب بہ العلوک' یہ غلاموں میں سے تھا اور اندھا پیدا ہوا اور بعض کا قول ہے کہ سات سال کی عمر

میں اسے چیچک کا مرض ہوا اور وہ سیاہ رنگ پھلہری والا تھا اور شاعر صائب الرائے اور فصیح و بلیغ تھا اور اس کے اشعار کے بارے میں جاحظ اور اس کے بعد کے لوگوں نے اس کی تعریف کی ہے وہ بیان کرتا ہے میں نے کسی دیہاتی اور شہری کو اس سے اچھا شعر کہتے نہیں دیکھا اور اس کے اچھے اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں:

میرا باپ اس پر قربان ہو جس نے پوشیدہ طور پر ہر چیز سے محتاط ہو کر اور ڈر کر میری ملاقات کی اس ملاقاتی کے حسن نے اس کی چغلی کی' رات چڑھتے ہوئے چاند کو کیسے چھپا سکتی ہے اس نے خلوت کا انتظار کیا حتیٰ کہ اسے موقع مل گیا اور اس نے رات کے داستان سرا کی بھی نگرانی کی حتیٰ کہ وہ سو گیا اس نے اپنی ملاقات میں اپنی جان کو خطرات میں ڈالا پھر وہ سلام کرتے ہی واپس آ گیا۔

اور اس نے ابودلف القاسم بن عیسیٰ العجلی کے بارے میں کہا ہے:

دنیا ابودلف کی جنگ اور موت کے درمیان درمیان ہے اور جب ابودلف پیٹھ پھیر جائے گا تو اس کے پیچھے پیچھے دنیا بھی پیٹھ پھیر جائے گی' تمام عرب جو صحراؤں اور شہروں میں رہتے ہیں اس کے کریمانہ فعل کو حاصل کرنے کی اور فخر کے روز اس کی اقتداء کرنے کی امید رکھتے ہیں۔

اور جب مامون کو ان اشعار کی اطلاع ملی اور یہ ایک طویل قصیدہ ہے کہ اس نے ان میں ابونواس کا مقابلہ کیا تو مامون نے اس کی تلاش کی تو یہ ڈر کر بھاگ گیا پھر اسے اس کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے اسے کہا تو ہلاک ہو جائے تو نے قاسم بن عیسیٰ کو ہم پر فضیلت دی ہے اس نے کہا یا امیرالمومنین آپ اہل بیت ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے تم کو چن لیا ہے اور تم کو عظیم بادشاہت دی ہے اور میں نے تو صرف اسے اس کے ہمسروں پر فضیلت دی ہے اس نے کہا خدا کی قسم تو نے کسی شخص کو باقی نہیں چھوڑا تو نے کہا ہے:

''تمام عرب جو صحراؤں اور شہروں میں رہتے ہیں''۔

اس کے باوجود میں تیرے قتل کو جائز قرار نہیں دیتا لیکن میں تیرے شرک و کفر کی وجہ سے تیرے قتل کو جائز سمجھتا ہوں تو نے ایک ذلیل بندے کے بارے میں کہا ہے:

تو وہ ہے جو ایام کو ان کے مقامات پر اتارتا ہے اور زمانے کو ایک حال سے دوسرے حال میں منتقل کرتا ہے اور جونہی تو کسی کی طرف نظر اٹھاتا ہے تو اس کے ارزاق و آجال کا فیصلہ کر دیتا ہے۔

حالانکہ یہ کام اللہ تعالیٰ کرتا ہے اس کی گدی سے اس کی زبان نکال دو اور انہوں نے اس سال اس کی زبان نکال دی اور وہ مر گیا اور اس نے حمید بن عبدالحمید طوسی کی مدح کی ہے کہ:

دنیا حمید ہی ہے اور اس کے احسانات بڑے بڑے ہیں۔

اور جب حمید پیٹھ پھیر جائے تو دنیا کو سلام اور جب یہ حمید فوت ہو گیا تو ابوالعتاہیہ نے اس کا مرثیہ کہا:

اے ابوغانم تیرا صحن وسیع ہے اور تیری قبر اطراف سے آباد اور مضبوط ہے اور قبر میں پڑے ہوئے انسان کو اس کی قبر کی

آبادی کیا فائدہ دے سکتی ہے جب کہ اس میں اس کا جسم ڈھیر ڈھیر ہو کر ٹوٹ رہا ہو۔

اور ابن خلکان نے العلوک کے بہت سے اچھے اشعار بیان کئے ہیں جنہیں ہم نے اختصار کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے۔

۲۱۴ھ

اس سال کی ۲۵ ربیع الاول کو ہفتہ کے روز محمد بن حمید اور بابک خرمی لعنۃ اللہ علیہ کی جنگ ہوئی اور خرمی نے اس کی فوج کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور اسے بھی قتل کر دیا اور ابن حمید کے بقیہ اصحاب بھی شکست کھا گئے' مامون نے اسحاق بن ابراہیم اور یحییٰ بن اکثم کو عبداللہ بن طاہر کے پاس بھیجا کہ وہ اسے خراسان' جبال' آذربائیجان' آرمینیا کی نیابت اور بابک خرمی کے ساتھ جنگ کرنے کے درمیان اختیار دیں تو اس نے خراسان میں ٹھہرنے کو پسند کیا کیونکہ اسے کنٹرول کی سخت ضرورت تھی اور خوارج کے ظہور کا بھی خوف تھا اور اس سال ابواسحاق بن الرشید نے دیار مصر میں آ کر اسے عبدالسلام اور ابن جلیس سے چھین لیا اور ان دونوں کو قتل کر دیا۔

اور اس سال بلال الضبابی نام ایک شخص نے خروج کیا تو مامون نے اس کے مقابلے میں اپنے بیٹے عباس کو امراء کی ایک جماعت کے ساتھ روانہ کیا' انہوں نے بلال کو قتل کر دیا اور بغداد واپس آ گئے اور اس سال مامون نے علی بن ہشام کو' جبل' قم' اصبہان اور آذربائیجان کا امیر مقرر کیا اور اس سال اسحاق بن عباس بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے لوگوں کو حج کروایا۔

اور اس سال احمد بن خالد الموہی نے وفات پائی۔

احمد بن یوسف بن القاسم بن صبیح:

ابوجعفر کاتب مامون کے دیوان الرسائل پر افسر مقرر رہا' ابن عساکر نے اس کے حالات بیان کئے ہیں اور اس کے کچھ اشعار بھی بیان کئے ہیں:

کبھی وہ آدمی کو کسی حیلہ کے بغیر رزق دیتا ہے اور کبھی بڑے عقل مند حیلہ باز سے رزق کو روک دیتا ہے۔ مجھے جب بھی تونگری اور ناداری نے چھوا ہے میں نے اس پر صرف الحمدللہ کہا ہے۔ نیز وہ کہتا ہے:

جب تو کسی چیز کے بارے میں وہاں کرے تو اسے پورا کر بلاشبہ ہاں ایک قرض ہے جس کی ادائیگی شریف آدمی پر واجب ہے وگرنہ کہہ دے کہ تو اس کام کے لیے حرکت نہیں کرے گا تاکہ وہ لوگوں سے یہ نہ کہے کہ تو جھوٹا ہے۔ پھر کہتا ہے:

جب انسان اپنی زبان سے اپنے راز کو فاش کرے اور دوسروں کو اس پر ملامت کرے تو وہ احمق ہے اور جب انسان کا سینہ اپنے راز کے چھپانے سے تنگ ہو جائے تو جس سینے میں وہ راز کو امانت رکھتا ہے وہ اس سے بھی زیادہ تنگ ہو جاتا ہے۔

اور امام احمدؒ کے شیخ حسن بن محمد المروزی' عبداللہ بن الحکم مصری اور معاویہ بن عمر نے بھی اسی سال وفات پائی۔

ابومحمد عبداللہ بن اعین بن لیث بن رافع مصری:

آپ ان اشخاص میں سے ایک ہیں جنہوں نے حضرت امام مالکؒ کو موطا سنایا ہے اور آپ کے مذہب کے فقیہ بھی ہیں' بلاد

مصر میں آپ کی بہت تعظیم کی جاتی تھی اور وہاں آپ کے پاس بہت دولت و ثروت تھی اور جب حضرت امام شافعیؒ مصر آئے تو آپ نے ایک ہزار دینار دیئے اور اپنے اصحاب سے ان کے لیے دو ہزار دینار جمع کر کے انہیں دیئے اور آپ ابن عبد الحکم کے والد ہیں جس نے امام شافعی کی صحبت اٹھائی ہے اور جب آپ نے اس سال وفات پائی تو آپ کو حضرت امام شافعی کی قبر کے پہلو میں دفن کیا گیا اور جب آپ کا بیٹا عبدالرحمٰن فوت ہوا تو اسے اپنے باپ کی قبر کے پہلو میں قبلہ کی جانب دفن کیا' ابن خلکان کا بیان ہے کہ یہ تین آدمی ہیں جن کے بائیں پہلو میں امام شافعی کو دفن کیا گیا ہے اور دو قبریں آپ کے سامنے ہیں رحمہم اللہ۔

۲۱۵ھ

اس سال کے محرم کے آخر میں مامون بغداد سے فوجوں کے ساتھ بلاد روم سے جنگ کرنے گیا اور بغداد اور اس کے مضافات پر اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کو نائب مقرر کیا اور جب وہ تکریت پہنچا تو محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب نے مدینہ سے آ کر اس سے ملاقات کی اور مامون نے اسے اپنی بیٹی ام الفضل بنت مامون کے پاس جانے کی اجازت دی' اس کا نکاح اپنے باپ علی بن موسیٰ کی زندگی میں ہی اس سے ہو چکا تھا پس وہ اسے اندر لے آیا اور اپنے ساتھ بلاد حجاز کی طرف لے گیا اور اس کے بھائی ابو اسحاق بن الرشید نے دیار مصر سے آتے ہوئے اس کے موصل پہنچنے سے قبل اس سے ملاقات کی اور مامون بہت سارے لشکروں کے ساتھ طرطوس کی طرف روانہ ہوا اور جمادی الاولیٰ میں اس میں داخل ہوا اور اس نے وہاں بزور قوت ایک قلعہ کو فتح کیا اور اس کے گرانے کا حکم دے دیا پھر دمشق واپس آ کر وہیں فروکش ہو گیا اور قیسون کی ترائی میں دیر مرات کو عمر بھر کے لیے دے دیا اور اس نے ایک عرصہ تک دمشق میں قیام کیا اور اس سال عبداللہ بن عبیداللہ العباس عباسی نے لوگوں کو حج کروایا۔ اور اس سال ابوزید انصاری' محمد بن المبارک الصوری' قبیصہ بن عقبہ' علی بن حسن بن شقیق اور مکی بن ابراہیم نے وفات پائی۔

ابوزید انصاری:

سعید بن اوس بن ثابت البصری اللغوی' آپ معتبر ثقہ آدمیوں میں سے ایک ہیں بیان کیا جاتا ہے کہ آپ لیلۃ القدر دیکھا کرتے تھے۔ ابوعثمان مزنی نے بیان کیا ہے کہ میں نے اصمعی کو دیکھا کہ وہ ابوزید انصاری کے پاس آئے اور آپ کے سر کو بوسہ دیا اور آپ کے سامنے بیٹھ کر کہنے لگے آپ پچاس سال سے ہمارے رئیس اور سردار ہیں' ابن خلکان نے بیان کیا ہے آپ کی بہت سی تصانیف ہیں' جیسے خلق الانسان' کتاب الابل' کتاب المیاہ اور کتاب الفرس والترس وغیرہ ذلک۔ آپ نے اس سال وفات پائی ہے اور بعض کا قول ہے کہ اس سے پہلے سال یا اس کے بعد والے سال میں وفات پائی ہے آپ کی عمر نوے سال سے متجاوز تھی اور بعض کا قول ہے کہ سو سال کے قریب تھی اور ابوسلیمان کے حالات ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں۔

۲۱۶ھ

اس سال شاہ روم توفیل بن میخائل نے مسلمانوں کی ایک جماعت پر حملہ کر کے انہیں طرطوس کے علاقے میں قتل کر دیا اور ان کی تعداد سولہ سو تھی اور اس نے مامون کو خط لکھا اور اپنے نام سے اس کی ابتداء کی اور جب مامون نے اس کا خط پڑھا تو فوراً سفر تم کیے بغیر بلاد روم پر حملہ کر دیا اور اس کے بھائی ابواسحاق بن الرشید نے جو مصر و شام کا نائب تھا اس کی مصاحبت کی اور اس نے صلح اور قوت سے بہت سے شہروں کو فتح کیا اور اس کے بھائی نے تیس قلعے فتح کیے اور اس نے یحییٰ بن اکثم کو ایک فوج کے ساتھ طوانہ روانہ کیا اور اس نے بہت سے شہروں کو فتح کیا اور بہت سے لوگوں کو قیدی بنایا اور کئی قلعوں کو نذر آتش کر دیا پھر وہ لشکر کی طرف واپس آ گیا اور مامون نے بلاد روم میں ۱۵ جمادی الآخرۃ سے ۱۵ شعبان تک قیام کیا پھر دمشق کی طرف واپس آ گیا اور اس سال کے شعبان میں عبدالفہری نامی ایک شخص نے بلاد مصر میں بغاوت کر دی اور ابواسحاق الرشید کے نائبین پر متغلب ہو گیا اور بہت سے لوگوں نے اس کی پیروی اختیار کر لی اور مامون دمشق سے ۱۴ ذوالحجہ کو بدھ کے روز دیار مصر کی طرف گیا اور اس کا حال ہم ابھی بیان کریں گے۔

اور اس سال مامون نے بغداد کے نائب اسحاق بن ابراہیم کو حکم دیتے ہوئے خط لکھا کہ وہ لوگوں کو پانچوں نمازوں کے بعد اللہ اکبر کہنے کا حکم دے سب سے پہلے یہ کام بغداد اور رصافہ کی جامع مسجد میں ۱۴ رمضان کو جمعہ کے روز شروع کیا گیا اور وہ اس طرح کہ جب وہ نماز ختم کر لیتے تو لوگ کھڑے ہو جاتے اور تین تکبیریں کہتے پھر وہ بقیہ نمازوں میں بھی اس طریق پر قائم ہو گئے یہ بدعت بھی مامون نے کسی مستند دلیل اور معتمد کے بغیر ایجاد کی ہے بلاشبہ یہ کام کسی نے اس سے قبل نہیں کیا لیکن صحیح میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بلند آواز سے ذکر الٰہی ہوتا تھا تاکہ معلوم ہو جائے کہ لوگ فرض نماز سے لوٹ رہے ہیں اور علماء کے ایک گروہ نے اسے پسند کیا ہے جیسا کہ ابن حزم وغیرہ اور ابن بطال نے بیان کیا ہے کہ مذاہب اربعہ اس کے عدم استحباب کے قائل ہیں نووی نے بیان کیا ہے کہ حضرت امام شافعیؒ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ یہ ذکر اس لیے کیا جاتا تھا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ نمازوں کے بعد ذکر کرنا مشروع ہے اور جب لوگوں کو اس کا علم ہو گیا تو بلند آواز سے ذکر کرنے کا کوئی مفہوم باقی نہ رہا اور یہ ایسے ہی ہے جیسے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نماز جنازہ میں بلند آواز سے فاتحہ پڑھتے تھے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ فاتحہ پڑھنا سنت ہے اور اس کے کئی نظائر موجود ہیں واللہ اعلم۔

اور یہ بدعت جس کا مامون نے حکم دیا ہے یہ نئی بدعت ہے جس پر سلف میں سے کسی نے عمل نہیں کیا اور اس سال بڑی سردی پڑی اور اس سال اسی شخص نے لوگوں کو حج کروایا جس نے گزشتہ سال کروایا تھا اور بعض نے بیان کیا ہے کہ کسی دوسرے شخص نے حج کروایا ہے واللہ اعلم۔

اور اس سال حبان بن ہلال، عبدالملک بن قریب اصمعی امام لغت ونحو اور شعر وغیرہ، محمد بن بکار بن ہلال اور ہوذہ بن خلیفہ نے وفات پائی ہے۔

رشید کی عم زادی اور بیوی زبیدہ:

دختر جعفر ام العزیز بنت جعفر بن منصور عباسیہ ہاشمیہ قرشیہ اس کا لقب زبیدہ ہے یہ رشید کو سب لوگوں سے محبوب تھی اور بڑی حسین وجمیل تھی اور اس کے علاوہ اس کی اور بھی بہت سی لونڈیاں اور بیویاں تھیں جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کر چکے ہیں اور اسے زبیدہ کا لقب اس لیے دیا گیا کہ اس کا دادا ابوجعفر منصور چھوٹی عمر میں اسے کھلاتا اور نچاتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ تو زبیدہ ہے یہ لقب اس نے اس کی سفیدی کی وجہ سے دیا اور یہی لقب اس پر غالب آ گیا اور وہ اسی کے ذریعے مشہور ہے اور اس کا اصل نام ام العزیز ہے اور وہ بہت خوبصورت' بہت مالدار' بہت بھلے کام کرنے والی' بہت دین دار' بہت صدقہ کرنے والی اور بہت نیکی کرنے والی تھی اور خطیب نے روایت کی ہے کہ اس نے حج کیا اور ساٹھ دن میں اس کا خرچ ۵۴ کروڑ درہم تک پہنچ گیا اور جب اس نے مامون کو خلافت کی مبارکباد دی تو کہنے لگی میں نے تیرے دیکھنے سے قبل ہی تیری طرف سے اپنے آپ کو مبارکباد دے دی ہے اگر میں نے ایک خلیفہ بیٹے کو کھویا ہے تو مجھے اس کے عوض میں ایک خلیفہ بیٹا دیا گیا ہے جسے میں نے جنم نہیں دیا اور جسے تیرے جیسا شخص عوض میں ملے اس نے گھاٹا نہیں پایا اور اس نے ماں بچہ نہیں کھویا جس کا ہاتھ تجھ سے لبریز ہے اور جو مجھ سے لیا گیا ہے میں اس کے بارے میں اللہ سے اجر اور جو دیا گیا ہے اس کی درازی عمر کی دعا کرتی ہوں۔ زبیدہ نے جمادی الاولیٰ ۲۱۶ھ میں بغداد میں وفات پائی۔

پھر خطیب نے بیان کیا ہے کہ حسین بن محمد الخلال نے لفظاً مجھ سے بیان کیا اور ابوالفتح القواس سے بھی بیان کیا وہ بیان کرتا ہے کہ صدقہ بن ہبیرہ موصلی نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن عبداللہ واسطی نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن المبارک نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں زبیدہ کو دیکھا تو میں نے پوچھا اللہ نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ وہ کہنے لگی مکہ کے راستے میں پہلی کدال مارنے پر ہی اس نے مجھے بخش دیا ہے میں نے پوچھا یہ زردی کیسی ہے؟ وہ کہنے لگی ہمارے درمیان ایک شخص بشر المریسی کو دفن کیا گیا ہے جہنم نے اس پر گرم اور لمبا سانس لیا تو اس سے میرے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور یہ اس گرم سانس کی زردی ہے۔

اور ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ زبیدہ کی ایک سو لونڈیاں تھیں جو سب کی سب حافظ قرآن تھیں ان کے علاوہ کچھ مقدور بھر قرآن پڑھی ہوئی تھیں اور کچھ ان پڑھ تھیں اور وہ محل میں شہد کی مکھیوں کی طرح ان کی گونج کو سنا کرتی تھی اور ان میں سے ہر ایک کا ورد' قرآن کا دسواں حصہ تھا' بیان کیا گیا ہے کہ اسے خواب میں دیکھا گیا اور اس سے اس کے نیک کاموں اور صدقات وغیرہ اور جو اس نے حج کے راستے میں نیک کام کیا اس کے متعلق پوچھا گیا تو وہ کہنے لگی اس کا سارا ثواب اس کے اہل کو مل گیا ہے اور مجھے صرف ان رکعات نے فائدہ دیا ہے جو میں سحری کے وقت پڑھا کرتی تھی اور اس سال میں بہت سے واقعات وامور رونما ہوئے جن کا ذکر طویل ہے۔

۲۱۷ھ

اس سال کے محرم میں مامون مصر آیا اور اس نے عبدوس الفہری پر فتح پاکر اسے قتل کرنے کا حکم دیا پھر وہ شام کو واپس چلا گیا اور اس سال مامون بلاد روم کو گیا اور ایک سو دن تک لؤلؤہ کا محاصرہ کیا پھر وہاں سے کوچ کر گیا اور اس نے اس کے محاصرہ پر عجیف کو نائب مقرر کیا جسے رومیوں نے دھوکہ دے کر قید کرلیا اور وہ آٹھ دن ان کے قبضے میں رہا پھر ان سے بھاگ آیا اور ان کا محاصرہ کیے رہا بادشاہ روم نے خود آ کر پیچھے سے اس کی فوج کا گھیراؤ کرلیا۔ مامون کو اطلاع ملی تو وہ اس کی طرف روانہ ہوگیا اور جب نوفیل نے اس کی آمد کو محسوس کیا تو بھاگ گیا اور اپنے وزیر صنغل کو امان و مصلحت طلب کرنے بھیجا لیکن اس نے مامون سے قبل اپنے نام سے آغاز کیا تو مامون نے اسے بڑا مؤثر جواب دیا جو زجر و توبیخ پر مشتمل تھا اور یہ کہ میں تجھ سے صرف دین حنیف میں داخل ہونا قبول کروں گا بصورت دیگر تلوار اور قتل ہوگا۔ والسلام علی من اتبع الھدی۔

اور اس سال سلیمان بن عبداللہ بن سلیمان ابن علی نے لوگوں کو حج کروایا اور اس سال حجاج بن منہال' شروع بن نعمان اور موسیٰ بن داؤد الضبی نے وفات پائی واللہ اعلم۔

۲۱۸ھ

جمادی الاولیٰ کے پہلے دن مامون نے اپنے بیٹے عباس کو طوانہ کی تعمیر اور اسے از سر نو آباد کرنے کے لیے بلاد روم کی طرف بھیجا اور دوسرے صوبوں' مصر' شام اور عراق کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ ہر شہر سے کاریگروں کو اس کی طرف بھیجیں پس وہاں بہت سے لوگ جمع ہوگئے اور اس نے حکم دیا کہ اسے میل ضرب میل بنایا جائے اور اس کی فصیلیں تین فرسخ بنائی جائیں اور ان کے تین دروازے بنائے جائیں۔

پہلی آزمائش اور فتنہ کا بیان:

اس سال مامون نے اپنے نائب بغداد اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کو حکم دیتے ہوئے خط لکھا کہ وہ قضاۃ اور محدثین کی خلق قرآن کے مسئلہ میں آزمائش کرے اور ان کی ایک جماعت کو اس کے پاس روانہ کرے اور اس نے اسے ایک طویل خط میں اس کی ترغیب دی اور دیگر خطوط بھی لکھے جن سب کو ابن جریر نے بیان کیا ہے اور ان کا مضمون یہ دلیل ہے کہ قرآن محدث ہے اور ہر محدث مخلوق ہوتا ہے اس دلیل سے محدثین تو کجا بہت سے متکلمین بھی اتفاق نہیں کرتے بلاشبہ جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ اختیاری افعال اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم ہیں وہ بھی یہ نہیں کہتے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے قائم ہونے والا فعل مخلوق ہے بلکہ وہ مخلوق نہیں ہے بلکہ وہ کہتے ہیں کہ وہ محدث ہے مخلوق نہیں بلکہ وہ کلام الٰہی ہے جو اس کی ذات مقدسہ کے ساتھ قائم ہے اور جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہو وہ مخلوق نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ مَا يَاتِيْهِمْ مِنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُحْدَثٍ ﴾ .

نیز فرماتا ہے:

﴿ ولقد خلقنٰکم ثم صورنٰکم ثم قلنا للملٰئکۃ اسجدوا لآدم ﴾

جیسے کہ حکم آدمؑ کی پیدائش کے بعد اللہ سے صادر ہوا ہے پس وہ کلام جو بالذات قائم ہو مخلوق نہیں ہوتا اور اس کے بیان کے لیے اور مقام ہے اور امام بخاری نے اس مفہوم میں ایک کتاب تصنیف کی ہے جس کا نام آپ نے خلق افعال العباد رکھا ہے حاصل کلام یہ کہ جب مامون کا خط بغداد آیا تو اسے لوگوں کو سنایا گیا اور مامون نے محدثین کی ایک جماعت کو مخصوص کیا کہ انہیں اس کے پاس حاضر کیا جائے اور وہ محمد بن سعد کاتب الواقدی' ابومسلم المستملی' یزید بن ہارون [1]' یحییٰ بن معین' ابوخیثمہ زہیر بن حرب' اسماعیل بن مسعود اور احمد الدورقی تھے' اس نے مامون کے پاس رقہ بھیجا اور اس نے خلق قرآن کے ذریعے ان کی آزمائش کی اور انہوں نے اس کی بات مان کر اس سے بادل نخواستہ موافقت کا اظہار کیا' سو اس نے انہیں بغداد واپس بھیج دیا اور حکم دیا کہ ان کے معاملے کو فقہاء کے درمیان مشہور کیا جائے تو اسحاق نے ایسے ہی کیا اور اس نے بہت سے مشائخ حدیث' فقہاء اور ائمہ مساجد وغیرہم کو بلایا اور مامون کے حکم کے مطابق انہیں اس امر کی دعوت دی اور یہ بھی بیان کیا کہ ان محدثین نے اس مسئلہ پر اس سے اتفاق کرلیا ہے تو انہوں نے بھی ان کے موافق جواب دیا اور لوگوں کے درمیان ایک عظیم فتنہ برپا ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

پھر مامون نے اسحاق کو خلق قرآن کے مسئلہ پر بلاتحقیق اور لاحاصل دلائل قائم کرتے ہوئے دوسرا خط لکھا حالانکہ وہ متشابہ دلائل ہیں اور اس نے قرآن کریم سے آیات بھی بیان کیں جو اس پر حجت ہیں۔ ابن جریر نے یہ سب کچھ بیان کیا ہے اور اس نے اپنے نائب کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو یہ خط سنائے اور انہیں اس کی طرف اور خلق قرآن کے مسئلہ کی طرف دعوت دے' سو ابواسحاق نے ائمہ کی ایک جماعت کو بلایا اور وہ احمد بن حنبل' امام قتیبہ' امام ابوحیان الزیادی' امام بشر بن ولید کندی' امام علی بن مقاتل' امام سعدویہ الواسطی' امام علی بن الجعد' امام اسحاق بن ابی اسرائیل' امام ابن الہرش' امام ابن علیۃ الاکبر' امام یحییٰ ابن عبدالحمید العمری اور ایک اور شیخ تھے جو حضرت عمر بن عبدالعزیز کی اولاد میں سے تھے اور رقہ کے قاضی تھے امام ابونصر التمار' امام ابومعمر القطیعی' امام محمد بن حاتم بن میمون' امام محمد بن نوح جندی سابوری مضروب امام ابن الفرخان' امام النضر بن شمیل' امام ابوعلی بن عاصم' امام ابوالعوام البارد امام ابوشجاع' امام عبدالرحمن بن اسحاق اور ایک جماعت تھی اور جب وہ ابواسحاق کے پاس آئے تو اس نے انہیں مامون کا خط سنایا اور جب انہوں نے اسے سمجھ لیا تو اس نے امام بشر بن ولید سے کہا آپ قرآن کے بارے میں کیا کہتے ہیں آپ نے فرمایا قرآن کلام اللہ ہے اس نے کہا میں آپ سے اس کے متعلق نہیں پوچھتا' میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں کیا وہ مخلوق ہے؟ آپ نے فرمایا وہ خالق نہیں اس نے کہا میں اس کے متعلق آپ سے نہیں پوچھتا آپ نے فرمایا' دوسری بات کیا ہی اچھی ہے اور اسی بات پر

---

[1] مؤلف نے یزید بن ہارون کی وفات ۲۰۶ھ میں بیان کی ہے۔ پھر یہاں اس کو حاضر ہونے والوں میں بیان کیا ہے پس اس جگہ یا اس جگہ غلطی پائی جاتی ہے۔

اصرار کیا' اس نے کہا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ اکیلا اور یکتا ہے نہ اس سے پہلے کوئی چیز تھی اور نہ اس کے بعد کوئی ہوگی اور وہ کسی بھی مفہوم اور کسی بھی وجہ سے اپنی مخلوق سے مشابہت نہیں رکھتا؟ آپ نے فرمایا ہاں! اس نے کاتب سے کہا جو آپ نے بیان کیا ہے اسے لکھ لو اس نے لکھ لیا پھر اس نے ایک ایک کر کے ان کی آزمائش کی اور اکثریت نے خلق قرآن کے مسئلہ سے انکار کیا اور جب ان میں سے کوئی شخص انکار کرتا تو وہ اسی رقعہ کے ذریعے ان کی آزمائش کرتا جس سے امام بشر بن ولید کندی نے اتفاق کیا تھا یعنی یہ کہا جاتا کہ وہ کسی بھی مفہوم اور کسی بھی وجہ سے اپنی مخلوق سے مشابہت نہیں رکھتا تو وہ کہتا ہوں جیسا کہ بشر نے بیان کیا ہے اور جب حضرت امام احمد بن حنبل کی آزمائش کی باری آئی تو اس نے آپ سے پوچھا کیا آپ کہتے ہیں کہ قرآن مخلوق ہے؟ آپ نے فرمایا قرآن کلام اللہ ہے میں اس پر اضافہ نہیں کر سکتا اس نے آپ سے کہا آپ اس رقعہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں آپ نے فرمایا میں کہتا ہوں:

﴿ لَيۡسَ كَمِثۡلِهٖ شَيۡءٌ وَّهُوَ السَّمِيۡعُ الۡبَصِيۡرُ ﴾ .

''کوئی چیز اس کی مثل نہیں اور وہ سمیع وبصیر ہے''۔

تو معتزلہ میں سے ایک شخص نے کہا آپ کہتے ہیں وہ کانوں سے سنتا ہے اور آنکھوں سے دیکھتا ہے' اسحاق نے آپ سے پوچھا آپ نے جو سمیع وبصیر کہا ہے اس سے آپ کی کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا میری اس سے وہی مراد ہے جو اللہ کی اور وہ ایسا ہے جیسے اس نے خود اپنی تعریف کی ہے اور میں اس پر کوئی اضافہ نہیں کر سکتا' پس اس نے ایک ایک کر کے سب لوگوں کے جوابات لکھ لیے اور انہیں مامون کے پاس بھیج دیا اور حاضرین میں سے کچھ لوگوں نے نرمی سے بادل نخواستہ خلق قرآن کے مسئلہ کے مطابق جواب دیا کیونکہ وہ اس شخص کو معزول کر دیتے تھے جو اپنے مقرر کردہ کام کا جواب نہ دیتا تھا اور اگر اس کی رسد بیت المال کے ذمے ہوتی تو اسے ختم کر دیا جاتا اور اگر وہ مفتی ہوتا تو اسے فتویٰ دینے سے روک دیا جاتا خواہ وہ شیخ الحدیث ہی ہوتا اسے فتویٰ دینے اور سنانے سے روک دیا جاتا اور ایک سخت فتنہ ایک بری آزمائش اور عظیم مصیبت پیدا ہوگئی۔

لَاحَوۡلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه

باب

جب لوگوں کے جوابات مامون کے پاس پہنچے تو اس نے اپنے نائب کی تعریف کرتے ہوئے اسے خط بھیجا اور ہر فرد کو اس کا جواب بھی بھیجا جو اس نے خط میں لکھا تھا جو اس نے اسے بھیجا تھا اور اس نے اپنے نائب کو حکم دیا کہ وہ پھر ان کی آزمائش کرے اور جو ان میں سے قبول کرے اس کی بات کو لوگوں میں مشہور کیا جائے اور جو ان میں سے قبول نہ کرے اسے بیڑیاں ڈال کر اس کی نگرانی کرتے ہوئے امیر المومنین کی فوج کی طرف بھیج دو حتیٰ کہ وہ امیر المومنین کے پاس پہنچ جائے اور وہ اس کے بارے میں اپنی رائے قائم کرے گا اور اس کی رائے یہ تھی کہ جو شخص خلق قرآن کے مسئلہ میں اس کا ہمنوا ہوگا وہ اسے قتل کر دے گا' اس موقع پر نائب نے بغداد میں ایک اور مجلس منعقد کی اور ان لوگوں کو بلوایا اور ان میں ابراہیم بن مہدی بھی شامل تھے آپ بشر بن ولید کندی کے دوست تھے اور مامون نے صراحت سے بیان کیا کہ اگر یہ فوری طور پر جواب نہ دیں تو ان دونوں کو قتل کر دیا جائے اور جب اسحاق نے ان کی آزمائش کی تو سب نے بادل نخواستہ قول الٰہی:

﴿ مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ ﴾ .

کی تاویل کرتے ہوئے اسے جواب دیا مگر چار آدمیوں نے اسے جواب نہ دیا اور وہ امام احمد بن حنبل' محمد بن نوح' حسن بن حماد سجادہ اور عبیداللہ بن عمر القواریری تھے۔ پس اس نے انہیں بیڑیاں ڈال دیں اور انہیں مامون کے پاس بھیجنے کے لیے کھڑا کر دیا پھر اس نے انہیں دوسرے دن بلایا اور ان کی آزمائش کی تو سجادہ نے خلق قرآن کے مسئلہ کو تسلیم کر لیا تو اس نے اسے رہا کر دیا پھر اس نے تیسرے دن ان کی آزمائش کی تو القواریری نے خلق قرآن کے مسئلہ کو تسلیم کر لیا تو اس نے اسے رہا کر دیا پھر اس نے تیسرے دن ان کی آزمائش کی تو القواریری نے خلق قرآن کے مسئلہ کو تسلیم کر لیا اور اس نے اس کی بیڑی کھول کھول دی اور آخر میں حضرت امام احمد بن حنبل اور محمد بن نوح جندی سابوری رہ گئے کیونکہ ان دنوں نے اس بات کو نہ ماننے پر اصرار کیا تھا پس اس نے ان دونوں کی بیڑیوں کو مضبوطی سے باندھ دیا اور بیڑی میں انہیں اکٹھا کر دیا اور خلیفہ کے پاس طرطوس بھیج دیا اور اسے ان دونوں کے بھیجنے کے متعلق خط بھی لکھا' یہ دونوں پابجولاں اونٹ کی تلی پر ایک دوسرے کے برابر روانہ ہوئے اور حضرت امام احمد اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے لگے کہ وہ ان دونوں اور مامون کو اکٹھا نہ کرے اور یہ دونوں اسے نہ دیکھیں اور نہ وہ انہیں دیکھے پھر اس کے نائب کو مامون کا خط آیا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ ان لوگوں نے قول الٰہی:

﴿ اِلَّامَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ ﴾ .

کی تاویل کرتے ہوئے بادل نخواستہ جواب دیا ہے اور انہوں نے اپنی تاویل میں بڑی غلطی کی ہے اور ان سب کو امیر المومنین کے پاس بھیج دے' پس اسحاق نے انہیں بلایا اور طرطوس کی روانگی کو ان پر لازم قرار دیا اور وہ اس کی طرف روانہ ہو گئے اور ابھی وہ راستے ہی میں تھے کہ انہیں مامون کی وفات کی اطلاع مل گئی تو انہیں رقہ واپس کر دیا گیا پھر اس نے انہیں بغداد

واپس جانے کی اجازت دے دی اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ اور محمد بن نوح نے سب لوگوں سے سبقت کی مگر دونوں نے اس سے ملاقات نہ کی بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے پہنچنے سے قبل ہی اسے ہلاک کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے اور ولی امام احمد بن حنبل کی دعا کو قبول کیا اور ان دونوں نے نہ مامون کو دیکھا اور نہ مامون نے انہیں دیکھا بلکہ انہیں بغداد واپس کر دیا گیا اور عنقریب معتصم بن الرشید کی حکومت کے آغاز میں وہ سب قبیح واقعات مکمل طور پر بیان ہوں گے جو انہیں پیش آئے اور اس بارے میں بقیہ مکمل گفتگو امام احمد کی وفات کے موقع پر جو ۲۴۱ھ میں ہوئی بیان ہوگی وباللہ المستعان۔

عبداللہ مامون:

عبداللہ مامون بن ہارون الرشید عباسی قرشی ہاشمی ابوجعفر امیر المومنین' اس کی ماں ام ولد تھی جسے مراجل الباذغیسیۃ کہا جاتا تھا اس کی پیدائش ربیع الاول ۱۷۰ھ کو اس کے چچا ہادی کی وفات کی شب ہوئی اور اس کا باپ ہارون الرشید خلیفہ بنا اور یہ جمعہ کی رات کا واقعہ ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ اس نے اپنے باپ ہاشم بن بشر' ابومعاویہ الضریر' یوسف بن قطبہ' عباد بن العوام' اسماعیل بن علیۃ اور حجاج بن محمد الاعور سے روایت کی ہے اور اس سے ابوحذیفہ' اسحاق بن بشر یہ اس سے عمر رسیدہ ہے۔ قاضی یحییٰ بن اکثم اور اس کے بیٹے فضل بن مامون' معمر بن شبیب' قاضی ابویوسف' جعفر بن ابی عثمان طیالسی' احمد بن حارث الشعبی بایزیدی' عمر بن مسعدۃ' عبداللہ بن طاہر بن حسین' محمد بن ابراہیم سلمی اور دعبل بن علی خزاعی نے روایت کی ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ یہ کئی بار دمشق آیا اور مدت تک وہاں مقیم رہا۔ پھر ابن عساکر نے ابوالقاسم بغوی کے طریق سے روایت کی ہے کہ احمد بن ابراہیم موصلی نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے الشماسیہ میں مامون سے سماع کیا اور اس نے دوڑ شروع کرا دی اور لوگوں کی کثرت کی طرف دیکھنے لگا اور اس نے یحییٰ بن اکثم سے کہا کیا تو لوگوں کی کثرت کو نہیں دیکھتا؟ اس نے کہا یوسف بن عطیہ نے ثابت سے بحوالہ انس ہم سے بیان کیا حضرت نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا:

''تمام مخلوق اللہ کی عیال ہے اور وہ شخص اسے سب سے زیادہ محبوب ہے جو اس کے عیال کے لیے زیادہ نفع بخش ہے''۔

اور ابوبکر المنابجی کی حدیث سے عن حسین بن احمد مالکی عن یحییٰ بن اکثم قاضی عن مامون عن ہشیم عن منصور عن حسن عن ابی بکرہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

''حیا ایمان کا حصہ ہے''۔

اور ابوجعفر بن عثمان طیالسی کی حدیث سے بیان ہوا ہے کہ اس نے یوم عرفہ کو مامون کے پیچھے رصافہ میں نماز پڑھی اور جب اس نے سلام پھیرا تو لوگوں نے تکبیر کہی تو وہ کہنے لگا اے کمینو! کل تکبیر کہنا ابوالقاسم کی سنت ہے اور جب کل کا دن آیا تو اس نے منبر پر چڑھ کر تکبیر کہی پھر کہنے لگا ہشیم بن بشیر نے خبر دی کہ ابن شبرمہ نے عن الشعبی عن ابراء بن عازب عن ابی بردہ بن دینار ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کہ:

''جس نے نماز پڑھنے سے قبل قربانی کی وہ صرف گوشت ہے جو اس نے اپنے اہل کے لیے پیش کیا ہے اور جس نے نماز پڑھنے کے بعد قربانی کی اس نے سنت پر عمل کیا''۔

الله اکبر کبیرًا والحمد لله کثیرًا وسبحان الله بکرة واصیلا اللّٰھم اصلحنی واستصحلنی واصلح علی یدی۔

مامون نے محرم ۱۹۸ھ میں خلافت حاصل کی اور بیس سال پانچ ماہ مسلسل خلیفہ رہا اور اس میں تشیع' اعتزال اور سنت صحیحہ سے ناواقفیت پائی جاتی تھی اور اس نے اپنے بعد ۲۰۱ھ میں علی رضا بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق بن محمد باقر بن علی بن زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب کے لیے بیعت لی اور سیاہ لباس کو اتار دیا اور سبز لباس پہن لیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ بغدادی عباسیوں وغیرہ نے اس بات کو برا خیال کیا اور مامون کو معزول کر دیا اور ابراہیم بن مہدی کو اپنا امیر مقرر کر لیا پھر مامون نے ان پر فتح حاصل کر لی اور اس کی خلافت کا حال درست ہو گیا اور وہ معتزلہ کے مذہب پر تھا کیونکہ اس نے ایک جماعت سے ملاقات کی جس میں بشر بن غیاث المریسی بھی شامل تھا انہوں نے اسے دھوکہ دیا اور اس نے ان سے یہ باطل مذہب سیکھ لیا اور وہ علم کا دلدادہ تھا مگر اس میں اسے بصیرت نافذہ حاصل نہ تھی۔ اس اندرونی سبب کی وجہ سے وہ اس میں داخل ہو گیا اور باطل اس کے پاس خوبصورت بن کر آ گیا اور اس نے لوگوں کو اس کی طرف دعوت دی اور انہیں بالجبر اس پر آمادہ کیا اور یہ اس کی حکومت کے آخری ایام اور اس کے خاتمہ کے وقت ہوا۔

اور ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ مامون سفید رنگ' میانہ قد' خوبرو' سر کے بال کھچڑی جن پر زردی غالب تھی' آنکھیں بڑی بڑی' باریک طویل داڑھی اور تنگ جبین تھا اس کے رخسار پر تل تھا اس کی ماں ام ولد تھی جسے مراجل کہا جاتا تھا اور خطیب نے بحوالہ قاسم بن محمد بن عباد کی روایت ہے اس نے بیان کیا ہے کہ خلفاء میں سے حضرت عثمانؓ بن عفان اور مامون کے سوا کسی نے قرآن حفظ نہیں کیا۔ یہ روایت نہایت غریب ہے جس سے اتفاق نہیں کیا جا سکتا۔ کئی خلفاء نے قرآن حفظ کیا ہوا تھا' مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ مامون رمضان شریف میں ۳۳ قرآن ختم کرتا تھا اور ایک روز وہ حدیث لکھوانے بیٹھا اور قاضی یحییٰ بن اکثم اور ایک جماعت اس کے گرد جمع ہو گئی تو اس نے انہیں اپنے حفظ سے تیس احادیث لکھوائیں اسے متعدد علوم مثلاً فقہ' طب' شعر' فرائض' کلام' نحو اور اس کے غریب کلمات' غریب حدیث اور علم نجوم میں بصیرت حاصل تھی اور زیج مامونی [1] اس کی طرف منسوب ہوتی ہے اور اس نے اسے سنجار کے میدان میں رکھ کر درجہ کی مقدار کی جانچ کی تو اس کے اور اوائل فقہاء کے علم میں اختلاف ہو گیا اور ابن عساکر سے روایت ہے کہ ایک روز مامون لوگوں کے لیے بیٹھا اور امراء اور علماء بھی اس کی مجلس میں موجود تھے تو ایک عورت اس کے پاس ظلم کی شکایت کرتی ہوئی آئی اور اس نے بیان کیا کہ اس کا بھائی فوت ہو چکا ہے اور اس نے چھ سو دینار ترکہ چھوڑا ہے اور اسے صرف ایک دینار ملا ہے۔ مامون نے فی البدیہہ اسے کہا تجھے تیرا حق مل گیا ہے تیرے بھائی نے دو بیٹیاں ایک ماں' ایک بیوی بارہ بھائی اور ایک بہن چھوڑی ہے جو تو ہے اس نے کہا ہاں امیر المومنین تو وہ کہنے لگا دو بیٹیوں کے لیے وہ دو ثلث چار سو دینار ہوئے اور ماں کے لیے چھٹا حصہ ایک سو دینار رہا اور بیوی کے لیے آٹھواں حصہ ۷۵ دینار رہوئے' باقی ۲۵ دینار رہ گئے ہر بھائی کو دو دو دینار ملے اور تیرے لیے ایک دینار رہا پس علماء اس کی سمجھ' تیزی ذہن اور سرعت جواب سے انگشت بدنداں رہ گئے۔

---

[1] زیج' علم ہیئت میں اس جدول کو کہتے ہیں جس سے ستاروں کی حرکات کا پتہ لگایا جاتا ہے۔ مترجم۔

اور ایک شاعر مامون کے پاس آیا اور اس نے اس کے بارے میں ایک شعر کہا تھا جسے وہ بہت اہم سمجھتا تھا اور جب اس نے اسے وہ شعر سنایا تو اس نے اس کے ہاں کوئی فائدہ بخش مقام حاصل نہ کیا اور وہ اس کے ہاں سے محروم ہو کر باہر نکل گیا اور اسے ایک شاعر ملا تو اس نے اسے کہا کیا میں تجھے ایک حیران کن بات نہ سناؤں' میں نے مامون کو یہ شعر سنایا تو اس نے سر بھی نہ اٹھایا اس نے پوچھا وہ کیا شعر ہے؟ اس نے کہا میں نے اس کے بارے میں کہا ہے:

امام ہدایت مامون' دین میں مشغول ہے اور لوگ دنیا میں مشغول ہیں۔

دوسرے شاعر نے اسے کہا تو نے زیادہ سے زیادہ اسے محراب کی بڑھیا بنا دیا ہے تو نے ایسے کیوں نہیں کہا جیسے جریر نے عبدالعزیز بن مروان کے بارے میں کہا ہے:

وہ نہ دنیا میں اپنا حصہ ضائع کرنے والا ہے اور نہ دنیا ملنے پر دین سے غافل ہونے والا ہے۔

اور ایک روز مامون نے اپنے ایک ہم نشین کو کہا دو شاعر کے دو شعر ہیں جن سے کوئی نہیں مل سکتا ابونواس کہتا ہے۔

جب عقل مند شخص دنیا کی جانچ پڑتال کرے گا تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ یہ دوست کے لباس میں دشمن ہے۔

اور شریح کہتا ہے:

دنیا پر ملامت ہیچ ہے اور جو شخص اسے ملامت کرتا ہے وہ اس کی دوستی کا خواہش مند ہے۔

مامون نے بیان کیا ایک روز میں ایک جماعت کے ساتھ کہ بھیڑ نے مجھے مجبور کر دیا اور میں عوام کے ساتھ جا ملا اور میں نے ایک شخص کو ایک دوکان پر بوسیدہ کپڑوں میں دیکھا اور اس نے میری طرف مجھ پر رحم کرنے والے شخص کی طرح دیکھا یا میرے حال سے متعجب ہو کر دیکھا اور کہنے لگا۔

جب ایک سال سلامتی سے گزر جاتا ہے تو میں دیکھتا ہوں کہ ہر فریب خوردہ شخص کو اس کا نفس اگلے سال کے متعلق جھوٹی تمنائیں دلاتا ہے اور یحییٰ بن اکثم نے بیان کیا ہے کہ میں نے عید کے روز مامون کو لوگوں کو خطبہ دیتے سنا اس نے اللہ کی حمد وثنا کی اور حضرت نبی کریم ﷺ پر درود پڑھا پھر کہنے لگا اللہ کے بندو! دارین کا معاملہ بڑھ گیا ہے اور دونوں جہانوں کی جزاء مرتفع ہو گئی ہے اور فریقین کی مدت دراز ہو گئی ہے اور قسم بخدا یہ سنجیدگی اختیار کرنے کے لیے ہوئی ہے نہ کہ لہو ولعب کے لیے اور یہ حق کے لیے ہوئی ہے نہ کہ جھوٹ کے لیے اور یہ صرف موت' بعث' حساب' فصل' میزان' پل صراط پھر عذاب یا ثواب ہے اور جو اس روز نجات پا گیا وہ کامیاب ہو گیا اور جو گر پڑا وہ ناکام ونامراد ہو گیا' سب خیر' جنت میں ہے اور سب شر دوزخ میں اور ابن عسا کرنے النضر بن شمیل کے طریق سے روایت کی ہے وہ بیان کرتا ہے میں مامون کے پاس آیا تو اس نے پوچھا تاخیر کیا ہے؟ میں نے کہا جو دین بادشاہوں سے موافق کرتا ہے وہ اس کے ذریعے اپنی دنیا حاصل کرتے ہیں اور ان کے دین کو نقصان پہنچاتے ہیں اس نے کہا تو نے درست کہا ہے پھر کہنے لگا اے نضر کیا تجھے معلوم ہے کہ میں نے آج صبح کو کیا کہا ہے؟ میں نے کہا مجھے علم غیب سے کوئی واسطہ نہیں ہے اس نے کہا میں نے یہ اشعار کہے ہیں:

میرا دین وہ ہے جس کی میں اطاعت کرتا ہوں اور میں کل کو اس سے معذرت کرنے والا نہیں' میں حضرت نبی کریم ﷺ

کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت رکھتا ہوں اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سب وشتم نہیں کرتا پھر حضرت ابن عفان جنت میں ابرار کے ساتھ موجود ہیں یہ مقتول بڑے صبر والا ہے۔ آگاہ رہو میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو بھی سب وشتم نہیں کرتا خواہ کوئی کہے کہ ان دونوں نے خیانت کی ہے اور نہ ہی میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سب وشتم کرتا ہوں اور جو ان پر افتراء کرتے ہیں ہم اس افتراء سے بری ہیں۔

یہ دوسرے مرتبے کے شیعوں کا مذہب ہے جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو صحابہؓ پر فضیلت دی جاتی ہے اور سلف کی ایک جماعت نے اور دارقطنی نے بیان کیا ہے کہ جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر فضیلت دی اس نے مہاجرین وانصار پر عیب لگایا یعنی ان کے تین دن کے اجتہاد پر پھر انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مقدم کرنے پر اتفاق کرلیا۔ اس کے بعد تشیع کے سولہ مراتب ہیں جیسا کہ کتاب البلاغ الاکبر اور الناموس الاعظم کے مؤلف نے بیان کیا ہے اور یہ کتاب اسے اکفر الکفر تک لے جاتی ہے اور ہم نے حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر مجھے فضیلت دیتا ہوا میرے پاس لایا گیا میں اسے مفتری کی حد لگاؤں گا اور آپ سے متواتر روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت نبی کریم ﷺ کے بعد بہترین آدمی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور مامون نے تمام صحابہ حتیٰ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کی بھی مخالفت کی ہے اور مامون نے اس بدعت کے ساتھ جس میں اس نے مہاجرین وانصار پر عیب لگایا ہے ایک اور بدعت اور بڑی مصیبت کا بھی اضافہ کیا ہے اور وہ خلق قرآن کا مسئلہ ہے اس کے علاوہ شراب نوشی وغیرہ دیگر ناپسندیدہ افعال میں بھی منہمک رہتا تھا لیکن اس میں جنگ کرنے اور دشمنوں کے محاصرہ میں اور رومیوں کے مقابلہ میں صبر واستقلال دکھانے اور ان کے مردوں کے قتل کرنے اور عورتوں کے قیدی بنانے میں بڑی قوت اور تیز فہمی پائی جاتی تھی۔

اور وہ کہا کرتا تھا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز اور عبدالملک کے لیے حاجب تھے اور میں خود اپنا حاجب ہوں اور وہ عدل کا متلاشی تھا اور خود لوگوں کے درمیان فیصلے کیا کرتا تھا اس کے پاس ایک ضعیف عورت اس کے بیٹے عباس کے خلاف شکایت کرنے آئی اور وہ اس کے سر کے پاس کھڑا تھا اس نے حاجب کو حکم دیا تو اس نے اس کے ہاتھ کو پکڑ کر اسے اس عورت کے ساتھ اپنے سامنے بٹھا لیا اس نے اس کے خلاف دعویٰ کیا کہ اس نے اس کی جاگیر لے لی ہے اور اس پر قبضہ کرلیا ہے پس دونوں نے کچھ دیر مناظرہ کیا' اس عورت کی آواز اس سے بلند ہونے لگی تو حاضرین میں سے ایک شخص نے اس عورت کو ڈانٹا تو مامون نے اسے کہا خاموش رہ بلاشبہ اس سے حق نے گفتگو کروائی ہے اور باطل نے اسے خاموش کرادیا ہے پھر اس نے اس عورت کے حق میں فیصلہ دیا اور اپنے بیٹے کو اس کے لیے دس ہزار درہم کا تاوان ڈالا۔

اور اس نے ایک امیر کو لکھا یہ کوئی جوانمردی نہیں کہ تیرا گھر سونے اور چاندی کا ہو اور تیرا قرض خواہ برہنہ اور تیرا پڑوسی خالی پیٹ اور فقیر بھوکا ہو اور ایک شخص اس کے سامنے کھڑا ہوا تو مامون نے اسے کہا خدا کی قسم میں ضرور تجھے قتل کردوں گا اس نے کہا یا امیر المومنین مجھ سے نرمی کیجیے' بلاشبہ نرمی کرنا نصف عفو ہے اس نے کہا تو ہلاک ہوجائے تیرا برا ہو میں نے قسم کھائی ہے کہ میں تجھے

ضرور قتل کروں گا اس نے کہا یا امیر المومنین اگر آپ اللہ کو قسم توڑ کر ملیں تو یہ اس سے بہتر ہے کہ آپ اسے قاتل ہونے کی صورت میں ملیں تو اس نے اسے معاف کر دیا اور وہ کہا کرتا تھا کاش اہل جرائم کو معلوم ہوتا کہ میرا مذہب عفو کرنا ہے تو خوف ان سے دور ہو جاتا اور خوشی ان کے دلوں میں داخل ہو جاتی۔

ایک روز وہ فائر شپ میں سوار ہوا اور اس نے ملاح کو اپنے اصحاب سے کہتے سنا تم اس مامون کو دیکھتے ہو یہ میری نگاہوں میں شریف بنتا ہے حالانکہ اس نے اپنے بھائی امین کو قتل کیا ہے وہ یہ بات کر رہا تھا اور اسے مامون کی جگہ کا علم نہ تھا۔ مامون مسکرا کر کہنے لگا تم مجھے کوئی حیلہ بتاؤ کہ میں اس جلیل القدر شخص کی نگاہوں میں شریف بن جاؤں؟ اور ہدبہ بن خالد ناشتہ کرنے کے لیے مامون کے پاس آیا اور جب دسترخوان اٹھایا گیا تو ہدبہ اس سے جو اچھی چیز گرتی اٹھالیتا' مامون نے اسے کہا اے شیخ کیا تو سیر نہیں ہوا اس نے کہا بے شک' حماد بن سلمہ نے ثابت سے بحوالہ انس مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص اپنے دسترخوان کے نیچے پڑی ہوئی چیزوں کو کھائے گا فقر سے محفوظ ہو جائے گا' راوی کا بیان ہے کہ مامون نے اس کے لیے ایک ہزار دینار کا حکم دیا۔

اور ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ ایک روز مامون نے محمد بن عباد بن مہلب سے کہا اے ابوعبداللہ میں نے تجھے ایک کروڑ' پھر ایک کروڑ پھر ایک کروڑ دیا اور میں تجھے ایک دینار بھی دوں گا۔ اس نے کہا یا امیر المومنین موجود کو روکنا معبود کے بارے میں سوء ظن کرتا ہے اس نے کہا اے عبداللہ تو نے بہت اچھی بات کی ہے اسے ایک کروڑ پھر ایک کروڑ پھر ایک کروڑ دے دو اور جب مامون بوران بنت حسن بن سہل کو گھر لایا تو لوگ اس کے باپ کو نفیس اشیاء تحفہ دینے لگے اور ان لوگوں میں ایک ادیب بھی تھا جس پر وہ فخر کیا کرتا تھا اس نے اسے توشہ دان تحفہ دیا جس میں اچھا نمک تھا اور ایک اور توشہ دان بھی دیا جس میں اچھی گھاس تھی اور اس نے اسے لکھا میں نے پسند نہیں کیا کہ حسن سلوک کرنے والوں کا ورق لپیٹ دیا جائے اور میرا اس میں ذکر نہ ہو پس میں نے اسے اس کی برکت کی وجہ سے تیری طرف بھیجنے کا آغاز کیا ہے اور اس کی اچھائی اور نظافت کی وجہ سے اس پر اس کا خاتمہ کیا ہے اور اسے لکھا:

میرا سامان' میری خواہش سے کم ہے اور میری خواہش میرے مال سے عاجز ہے اے میرے آقا نمک اور گھاس میرے جیسے لوگوں کی طرف بہترین تحفہ ہے۔

راوی بیان کرتا ہے حسن بن سہل ان چیزوں کو مامون کے پاس لے گیا تو اس بات نے اسے حیران کر دیا اور اس کے حکم سے دونوں توشہ دان خالی کر کے دنانیر سے بھر دیئے گئے اور اس نے ان دونوں توشہ دانوں کو ادیب کے پاس بھجوا دیا اور مامون کے ہاں اس کا بیٹا جعفر پیدا ہوا تو لوگ اسے کئی قسم کی مبارکباد دینے آئے اور ایک شاعر بھی آیا اور اس نے اس کے بیٹے کی مبارکباد دی:

اللہ تعالیٰ تیری عمر کو دراز کرے حتیٰ کہ تو اپنے بیٹے کی عظمت کو دیکھے پھر اس پر لوگ ایسے ہی فدا ہوں جیسے کہ تجھ پر فدا ہوتے ہیں اور جب وہ ظاہر ہو تو یوں معلوم ہو گویا تو ظاہر ہوا ہے۔ وہ قد وقامت میں تیرے مشابہ ہو اور اپنی بزرگی سے

مدد یافتہ اور حملہ کرنے والا ہو۔

راوی بیان کرتا ہے اس نے اس کے لیے دس ہزار درہم کا حکم دیا اور جب وہ مفلس ہو گیا تو اس کے بعد دمشق میں اس کے پاس بہت سا مال آیا اور اس نے اپنے بھائی معتصم کے پاس اس کی شکایت کی تو خراسان کے خزانوں میں سے اس کے پاس تیس کروڑ درہم آئے اور وہ ان کی نمائش کے لیے باہر نکلا اور اونٹوں اور کجاووں کو آراستہ کیا گیا اور قاضی اکثم بھی اس کے ساتھ تھا اور جب وہ دراہم شہر میں آئے تو اس نے کہا یہ کوئی جوانمردی نہیں کہ ہم اس سب مال کو اکٹھا کر لیں اور لوگ دیکھتے رہیں پھر اس نے ان میں سے ۲۴ کروڑ درہم تقسیم کر دیئے اور اس کے پاؤں رکاب ہی میں تھے اور وہ اپنے گھوڑے سے نیچے اترا اور اس کے لطیف اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں:

میری زبان تمہارے اسرار کو چھپانے والی ہے اور میری آنسو میرے راز کی چغلی کھانے والے اور اسے شہرت دینے والے ہیں اگر آنسو نہ ہوتے تو میں عشق کو چھپالیتا اور اگر عشق نہ ہوتا تو میرے آنسو نہ ہوتے۔

اس نے ایک شب ایک خادم کو اپنے پاس لونڈی لانے کے لیے بھیجا تو خادم نے اس کے پاس دیر کر دی اور لونڈی نے کہا جب تک مامون خود اس کے پاس نہ آئے وہ اس کے پاس جانے کی نہیں تو مامون کہنے لگا:

میں نے اشتیاق سے تجھے بھیجا اور تو دیکھنے میں کامیاب ہو گیا اور تو مجھے بھول گیا حتیٰ کہ میں نے تیرے بارے سوءِ ظن کیا اور جس سے مجھے عشق ہے تو نے اس سے سرگوشی کی اور تو دور کرنے والا تھا کاش مجھے اس چیز کا علم ہوتا جو تیرے قرب سے بے نیاز کرتی اور تو نے اس کے چہرے کی خوبیوں کو بار بار دیکھا اور تو نے اس کے نغموں کے سننے سے اپنے کانوں کو شادکام کیا اور میں تیری آنکھوں میں اس کے واضح نشان دیکھ رہا ہوں تیری آنکھوں نے اس کی آنکھوں کے حسن کو چرایا ہے۔

جب مامون نے تشیع اور اعتزال کی بدعت نکالی تو بشر المریسی اس سے بہت خوش ہوا اور یہ بشر مامون کا شیخ تھا اور کہنے لگا:

ہمارے آقا مامون نے وہ بات کہی ہے جس کی کتب میں تصدیق پائی جاتی ہے۔ بلاشبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یعنی ابوالحسن ہادی نبی کے بعد اس شخص سے افضل ہیں جس کے پاس اونٹنیاں پہنچتی ہیں بلاشبہ ہمارے اعمال ہمارے لیے ہیں اور قرآن مخلوق ہے۔

اور اہل سنت کے ایک شاعر نے اسے جواب دیا:

اے لوگو! جو کلام اللہ کو مخلوق کہتا ہے اس کا کوئی قول و عمل نہیں' یہ بات نہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہی ہے اور نہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نہ ہی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کا ذکر کیا ہے' یہ بات ہر اس شخص نے کہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں بدعت نکالنے والا ہے اور اللہ کے نزدیک زندیق ہے' بشر نے اس سے ان کے دین کو مٹانا چاہا ہے حالانکہ ان کا دین خود ہی مٹنے والا ہے اے لوگو تمہارے خلیفہ کی عقل کو بیڑیاں پڑ گئی ہیں اور وہ طوقوں سے جکڑا ہوا ہے۔

بشر نے مامون سے مطالبہ کیا کہ وہ ان اشعار کے قائل کو بلا کر اس کی تادیب کرے اس نے کہا تو ہلاک ہو جائے اگر وہ فقیہہ ہوتا تو میں اس کی تادیب کرتا لیکن وہ شاعر ہے میں اسے نہیں روکوں گا اور جب مامون طرطوس کے آخری سفر میں جنگ کے لیے تیار ہوا تو اس نے اپنی محبوبہ لونڈی کو بلایا جسے اس نے اپنی آخری عمر میں خریدا تھا اس نے اسے اپنے ساتھ لگایا تو لونڈی رو پڑی اور کہنے لگی اے امیر المومنین آپ نے اپنے اس سفر سے مجھے قتل کر دیا ہے پھر کہنے لگی:

میں مضطر کی طرح رب سے تیرے لیے دعا کروں گی جو دعا کا بدلہ دیتا ہے اور قبول کرتا ہے شائد اللہ آپ کو جنگ میں کفایت کرے اور ہمیں دلوں کی محبت کی طرح اکٹھا کر دے۔

اور وہ اسے اپنے ساتھ لگا کر کہنے لگا:

جب آنسو اس کے سرمے کو دھو دیتے ہیں تو اس کے حسن کے کیا کہنے اور جب وہ انگلیوں سے آنسوؤں کو صاف کرتی ہے تو اس کے بھی کیا کہنے۔ صبح اس نے ناراضگی سے کہا تو نے مجھے قتل کر دیا ہے حالانکہ اس وہ اس وقت وہ اپنے قول سے میرے قتل کی کوشش کر رہی تھی۔

پھر اس نے مسرور خادم کو اس کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور اس کی واپسی تک اس کی نگہداشت کرنے کا حکم دیا پھر کہنے لگا ہماری حالت اخطل کے شعر کی مانند ہے:

وہ ایسے لوگ ہیں جب جنگ کرتے ہیں تو اپنے تہ بند کس لیتے ہیں اور عورتوں کے پاس نہیں جاتے خواہ وہ طہر کی حالت میں رات گزاردیں۔

پھر اس نے اسے الوداع کہا اور روانہ ہو گیا اور لونڈی اس کی غیر حاضری میں بیمار ہو گئی اور اسی طرح مامون بھی اپنی غیر حاضری میں فوت ہو گیا اور جب اس کی موت کی خبر لونڈی کو پہنچی تو اس نے ایک لمبی آہ بھری اور اس کی وفات کا وقت بھی آ گیا اور وہ اسی حالت میں کہنے لگی:

بلاشبہ زمانے نے حلاوت کے بعد ہمیں اپنی مرارت کے جام پلائے ہیں اور ہمیں سیر کر دیا ہے ایک دفعہ اس نے ہمیں ہنسایا ہے اور دوسری دفعہ رلایا ہے۔ قضا کا فیصلہ اور دنیا کی نیرنگی ہمیشہ ہمارے ساتھ رہے گی اور ہم اللہ ہی کی طرف جانے والے ہیں' دنیا نے ہمیں اپنے تصرفات دکھائے ہیں جو دوستی اور غم پر ہمیشہ قائم نہیں رہتے اور ہم اس میں یوں زندہ رہتے ہیں کہ گویا ہم ہمیشہ رہیں گے اور وہ ہمارے مردوں پر نہیں روتے۔

مامون نے جمعرات کے روز ظہر کے بعد اور بعض کے قول کے مطابق عصر کے بعد ۱۷ رجب ۲۱۸ھ کو ۴۸ سال کی عمر میں طرطوس میں وفات پائی اور اس کی مدت خلافت بیس سال چند ماہ ہے اور اس کی نماز جنازہ اس کے بھائی معتصم نے پڑھائی جو اس کے بعد ولی عہد تھا اور اسے طرطوس میں خاقان خادم کی حویلی میں دفن کیا گیا اور بعض کا قول ہے کہ اس کی وفات منگل کے روز ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ اس سال کے آٹھ دن باقی رہتے تھے کہ بدھ کے روز اس کی وفات ہوگئی اور بعض کا قول ہے اس نے طرطوس سے باہر چار دن کی مسافت پر وفات پائی ہے اور وہاں سے اسے طرطوس لا کر دفن کیا گیا اور بعض کا قول ہے کہ اسے

رمضان میں اذ نہ کی طرف لا کر وہیں دفن کر دیا گیا واللہ اعلم اور ابوسعید مخزومی نے کہا ہے کہ:

کیا تو نے ستاروں کو دیکھا ہے کہ مامون کے یا اس کی مضبوط حکومت کے کچھ کام آئے ہوں انہوں نے اسے طرسوں کے دومیدانوں میں یوں چھوڑ دیا ہے جیسے انہوں نے اس کے باپ کوطوس میں چھوڑا تھا۔

اور اس نے اپنے بھائی معتصم کو وصیت کی تھی اور اس کی وصیت کو اس کی اور اپنے بیٹے عباس کی موجودگی اور قضاۃ' امراء' وزراء اور کاتبوں کی ایک جماعت کی موجودگی میں لکھی اور اس میں خلق قرآن کا مسئلہ بھی لکھا اور اس نے اس سے توبہ نہیں کی بلکہ اسی حالت میں مرا اور اس کا عمل منقطع ہو گیا اس نے نہ ہی اس سے رجوع کیا اور نہ ہی اس سے توبہ کی ہے اور اس نے وصیت کی کہ جو شخص اس کی نماز جنازہ پڑھائے وہ اس پر پانچ تکبیریں کہے اور اس نے معتصم کو اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے اور رعیت سے نرمی کرنے کی وصیت کی اور اسے یہ بھی وصیت کی کہ وہ قرآن کے بارے میں اپنے بھائی مامون کا سا اعتقاد رکھے اور لوگوں کو بھی اس کی دعوت دے نیز اس نے اسے عبداللہ بن طاہر' احمد بن ابراہیم اور احمد بن ابی داؤد کے متعلق بھی وصیت کی اور کہا اپنے معاملات میں اس سے مشورہ کرو اور اس سے الگ نہ ہو اور یحییٰ بن اکثم کی صحبت اختیار کرنے سے بچنا پھر اس نے اسے روک دیا اور اس کی مذمت کی اور کہا اس نے مجھ سے خیانت کی ہے اور لوگوں کو مجھ سے نفور کر دیا ہے اور میں نے ناراضگی سے اس سے علیحدگی اختیار کر لی ہے پھر اس نے اسے علویوں کے ساتھ بھلائی کرنے اور ان کے محسن کی بات قبول کرنے اور ان کے بدکار سے چشم پوشی کرنے اور انہیں ہر سال کے عطیات ہمیشہ دینے کی وصیت کی۔

ابن جریر نے مامون کے حالات بھرپور انداز میں بیان کئے ہیں اور ان میں بہت سی ایسی باتوں کا ذکر ہے جنہیں ابن عساکر نے بیان نہیں کیا حالانکہ وہ اس کے متعلق بہت کچھ بیان کرتا ہے۔ وفوق کل ذی علم علیم۔

معتصم باللہ ابواسحاق بن ہارون کی خلافت:

جس روز اس کا بھائی مامون طرطوس میں جمعرات کے روز ۱۲ رجب ۲۱۸ھ کو فوت ہوا اس روز اس کی بیعت ہوئی' یہ اس وقت بیمار تھا اور اسی نے اپنے بھائی مامون کی نماز جنازہ پڑھائی اور بعض امراء نے عباس بن مامون کی حکومت کے بارے میں بھی کوشش کی تو عباس نے ان کے پاس آ کر کہا یہ کیا نکمی وعدہ خلافی ہے؟ میں نے اپنے چچا معتصم کی بیعت کر لی ہے تو لوگ پرسکون ہو گئے اور فتنہ کی آگ بجھ گئی اور معتصم کی بیعت کے لیے اور مامون کی تعزیت کے لیے ایلچی آفاق میں چلے گئے اور مامون نے طوانہ کے شہر میں جو کچھ بنایا تھا معتصم نے اس کے گرانے کا حکم دے دیا اور اس کے اردگرد جو ہتھیار وغیرہ تھے انہیں مسلمانوں کے قلعوں کی طرف لے آیا اور اس نے کاریگروں کو اپنے اپنے شہروں کو واپس جانے کی اجازت دے دی پھر معتصم فوجوں کے ساتھ بغداد روانہ ہو گیا اور عباس بن مامون بھی اس کے ساتھ تھا اور وہ رمضان کے آغاز میں بڑی شان وشوکت کے ساتھ ہفتہ کے روز بغداد آیا اور اس سال ہمذان' اصبہان' ماسبذان اور مہرجان کے بہت سے باشندے خرمیوں کے دین میں شامل ہو گئے اور ان میں سے بہت سے لوگوں نے جتھہ بندی کر لی تو معتصم نے ان کے مقابلہ میں بڑی فوجیں بھیجیں اور سب سے آخر میں اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کو ایک عظیم جیش کے ساتھ روانہ کیا اور اسے جبال کی امارت دی اور وہ ذوالقعدہ میں گیا اور یوم الترویہ کو اس کی فتح کا خط

سنایا گیا کہ اس نے خرمیوں کو مغلوب کر کے ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا ہے اور ان کے باقی ماندہ لوگ بلاد روم کی طرف بھاگ گئے ہیں اور اسی کے ہاتھوں حضرت امام احمدؒ کی آزمائش شروع ہوئی اور اس کے سامنے آپ کو مارا گیا جیسا کہ ابھی امام احمد کے حالات میں ۲۴۱ھ میں بیان ہوگا۔

اس سال میں وفات پانے والے اعیان

بشر المریسی:

بشر بن غیاث بن ابی کریمہ ابو عبدالرحمٰن المریسی المتکلم شیخ المعتزلہ اور مامون کو گمراہ کرنے والوں میں سے ایک یہ شخص شروع شروع میں فقہ میں کچھ غور و فکر کرتا تھا اور اس نے قاضی ابو یوسف سے علم حاصل کیا اور آپ سے حماد بن سلمہ اور سفیان بن عیینہ سے حدیث روایت کی پھر اس پر علم کلام کا غلبہ ہو گیا' حالانکہ حضرت امام شافعیؒ نے اسے اس کے سیکھنے سے روکا تھا مگر اس نے آپ کی بات نہ مانی اور حضرت امام شافعیؒ نے فرمایا ہے اگر بندہ شرک کے سوا ہر گناہ کے ساتھ اللہ سے ملے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ علم کلام کے ساتھ اس سے ملاقات کرے اور جب حضرت امام شافعیؒ بغداد آئے تو بشر نے آپ سے ملاقات کی۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ اس نے از سر نو خلق قرآن کے مسئلہ کو اٹھایا اور اس سے شنیع اقوال روایت کئے گئے ہیں اور یہ مرجئی تھا اور المرجیہ میں سے المریسیہ اسی کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور یہ کہا کرتا تھا شمس وقمر کو سجدہ کرنا کفر نہیں صرف کفر کی علامت ہے اور یہ حضرت امام شافعیؒ سے مناظرے کیا کرتا تھا اور نحو کو اچھی طرح نہیں جانتا تھا اور اعراب میں قبیح غلطیاں کرتا تھا' بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا باپ یہودی تھا اور کوفہ میں رنگریز تھا اور بغداد میں درب المریسی میں سکونت پذیر تھا اور المریسی ان کے نزدیک پتلی روٹی ہے جسے گھی اور کھجور سے گوندھ کر بنایا جاتا ہے اور مریس' بلاد نوبہ کی جہت میں ہے جہاں موسم سرما میں ٹھنڈی ہوا چلتی ہے۔

اور اس سال عبداللہ بن یوسف التنیسی' ابو مسہر عبدالاعلیٰ بن مسہر غسانی دمشقی اور یحییٰ بن عبداللہ البابلتی نے وفات پائی۔

ابو محمد عبدالملک بن ہشام بن ایوب مغافری:

زید بن عبداللہ البکائی سے بحوالہ ابن اسحاق مصنف سیرت سے' سیرت کی روایت کرنے والے اور وہ سیرت اسی لیے ان کی طرف منسوب ہو گئی ہے اور اسے سیرت ابن ہشام کہا جاتا کیونکہ آپ نے اس کی اصلاح کی ہے اور اس میں کمی بیشی کی ہے اور کئی مقامات کو درست کر کے لکھا ہے اور کئی باتوں کی اصلاح کی ہے آپ لغت ونحو کے امام تھے' آپ مصر میں مقیم تھے اور جب امام شافعی مصر آ گئے تو آپ نے ان سے ملاقات کی اور ایک دوسرے کو عربوں کے اشعار میں بہت کچھ سنایا' آپ کی وفات اس سال کے ۱۳ ربیع الآخر کو مصر میں ہوئی یہ بات ابن یونس نے تاریخ مصر میں بیان کی ہے اور سہیلی کا خیال ہے کہ آپ نے ۲۱۳ھ میں وفات پائی ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے واللہ اعلم۔

۲۱۹ھ

اس سال محمد بن القاسم بن عمر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب نے خراسان کے شہر طالقان میں ظہور کیا اور آل محمد کے رضا کی طرف دعوت دی اور بہت سے لوگوں نے اس کے ساتھ اتفاق کیا اور عبداللہ بن طاہر کے جرنیلوں نے متعدد بار اس سے جنگ کی اور پھر وہ اس پر غالب آ گئے اور یہ بھاگ گیا اور پکڑا گیا پھر اسے عبداللہ بن طاہر کے پاس بھجوایا گیا اور اس نے معتصم کے پاس بھجوا دیا اور یہ ۱۵ ربیع الآخر کو اس کے پاس آیا اور اس کے حکم سے ایک تنگ مکان میں جس کا طول ۳×۲ ہاتھ تھا قید کر دیا گیا اور یہ اس میں تین سال قید رہا پھر اس سے وسیع مکان میں منتقل کر دیا گیا اور اس کی رسد جاری کر دی گئی اور ایک خدمت گار بھی دے دیا گیا اور یہ عیدالفطر کی شب تک مسلسل وہاں محبوس رہا اور لوگ عید میں مشغول ہو گئے تو اس نے روشن دان سے جس سے اسے روشنی آتی تھی رسی لٹکائی اور چلا گیا' معلوم نہیں یہ کیسے اور کس علاقے میں چلا گیا۔

اور ۱۱ جمادی الاولیٰ کو اتوار کے روز اسحاق بن ابراہیم خرمیوں کے ساتھ جنگ کر کے واپس بغداد آیا اور اس کے ساتھ ان کے قیدی بھی تھے اور اس نے ان کے ساتھ جنگ میں ان کے ایک لاکھ جانبازوں کو قتل کر دیا اور اسی سال معتصم نے عجیف کو ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ زط قوم کے ان لوگوں کے ساتھ جنگ کرنے بھیجا جنہوں نے بلاد بصرہ میں فساد برپا کر دیا تھا اور رہزنی کرتے تھے اور غلہ جات کو لوٹ لیتے تھے اس نے نو ماہ تک ان سے جنگ کی اور انہیں مغلوب کر لیا اور ان کے شر کو قلع قمع کر دیا اور ان کے سبزہ زاروں کو تباہ و برباد کر دیا اور ان کا منتظم محمد بن عثمان نام ایک شخص تھا اور اس کے ساتھ سملق نامی ایک شخص بھی تھا جو ان کا چالاک اور شیطان تھا' پس اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس سے اور اس کے شر سے راحت دی۔

اور اس سال امام احمدؒ کے شیخ سلیمان بن داؤد ہاشمی اور المسند کے مؤلفؒ اور حضرت امام شافعیؒ کے شاگرد عبداللہ بن زبیر الحمیدی' علی بن عیاش اور امام بخاریؒ کے شیخ ابونعیم الفضلؒ بن دکین اور ابو بحار الہندی نے وفات پائی۔

۲۲۰ھ

اس سال کے دسویں دن عجیف کشتیوں میں بغداد آیا اور اس کے ساتھ ۲۷ ہزار زط بھی تھے جو خلیفہ سے امان لینے آئے تھے سو انہیں مشرقی جانب اتارا گیا پھر انہیں چشمہ رومہ کی طرف بھجوا دیا گیا اور رومیوں نے ان پر حملہ کر کے سب کی بیخ کنی کر دی اور ان میں سے ایک شخص بھی نہ بچ سکا اور یہ ان سے آخری ملاقات تھی اور اس سال معتصم نے افشین کو جس کا نام حیدر بن کاوس تھا بابک خرمی لعنۃ اللہ علیہ سے جنگ کرنے کے لیے ایک عظیم فوج کا سالار مقرر کیا اور خرمی کی قوت و شوکت بہت بڑھ گئی تھی اور اس کے پیروکار آذربائیجان اور اس کے اردگرد کے علاقوں میں پھیل گئے۔ سب سے پہلے اس نے ۲۰۱ھ میں ظہور کیا اور ایک بہت بڑا زندیق اور شیطان مردود تھا' افشین روانہ ہوا اور اس نے گھات لگانے' قلعے تعمیر کرنے اور کمک کے انتظار کے فنون میں بڑی مہارت حاصل کی تھی اور معتصم نے بغا الکبیر کے ساتھ اس کی طرف بہت سے اموال' اپنی فوج اور اتباع پر خرچ کرنے کے لیے بھیجے۔

پس اس کی اور بابک کی مڈبھیڑ ہوگئی اور دونوں نے باہم شدید جنگ کی اور افشین نے بابک کے اصحاب میں سے بہت سے لوگوں کو جو ایک لاکھ سے بھی زائد تھے قتل کر دیا اور خود وہ اپنے شہر کی طرف بھاگ گیا اور وہاں شکست خوردگی کی حالت میں ٹھہر گیا اور یہ پہلی شکست ہے جس سے بابک کی حکومت متزلزل ہوگئی اور ان دونوں کے درمیان بہت سی جنگیں ہوئی جن کا ابن جریر نے استقصاء کیا ہے۔

اور اس سال معتصم بغداد سے روانہ ہو کر قاطول اترا اور وہاں اقامت اختیار کی اور اسی سال معتصم فضل بن مروان پر عظیم مرتبے کے بعد ناراض ہوگیا اور اسے وزارت سے معزول کر کے قید کر دیا اور اس کے اموال چھین لئے اور اس کی جگہ محمد بن عبدالملک بن الزیات کو وزیر بنایا اور اس سال گزشتہ سال کے امیر حج صالح بن علی بن محمد نے لوگوں کو حج کروایا۔

اور اس سال آدم بن ایاس' عبداللہ بن رجاء' عفان بن سلمہ اور مشہور قاری قالون اور ابوحذیفہ الہندی نے وفات پائی۔

۲۲۱ھ

اس سال بغا الکبیر اور بابک خرمی کے درمیان ہولناک معرکہ ہوا اور بابک نے بغا کو شکست دی اور اس کے بہت سے اصحاب کو قتل کر دیا' پھر افشین اور بابک کی جنگ ہوئی تو افشین نے اسے شکست دی اور طویل جنگوں کے بعد جن کا ابن جریر نے استقصاء کیا ہے اس نے اس کے بہت سے اصحاب کو قتل کر دیا۔

اور اس سال مکہ کے نائب محمد بن داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ عباسی نے لوگوں کو حج کروایا اور اس سال عاصم بن علی' عبداللہ بن مسلم القعنبی' عبدان اور ہشام بن عبداللہ رازی نے وفات پائی۔

۲۲۲ھ

اس سال معتصم نے بابک سے جنگ کرنے کے لیے افشین کی مدد کے واسطے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور فوج کے اخراجات کے اس کی طرف تیس کروڑ درہم بھیجے' انہوں نے باہم شدید جنگ کی اور افشین نے بابک کے شہر البذ کو فتح کر کے جو کچھ اس میں تھا اسے مباح کر دیا اور یہ ۲۰ رمضان جمعہ کے دن کا واقعہ ہے اور یہ محاصرہ ہولناک معرکوں' شدید جنگوں اور پوری کوششوں کے بعد ہوا' ابن جریر نے اس کی تفصیل کو بڑا طول دیا ہے اور حاصل کلام یہ کہ اس نے شہر کو فتح کر لیا اور جس قدر بھی مال اس کے قابو میں آئے' اس نے ان سب کو لے لیا۔

بابک کی گرفتاری:

جب مسلمانوں نے اس کے شہر البذ پر جو اس کا دارالسلطنت تھا قبضہ کر لیا تو وہ اپنے اہل و اولاد کے ساتھ بھاگ گیا اور اس کی ماں اور بیوی بھی اس کے ساتھ تھی پس وہ ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ الگ ہوگیا اور ان کے پاس کوئی کھانا نہ رہا اور وہ ایک کاشتکار کے پاس سے گزرے تو اس نے اس کے پاس اپنا غلام بھیجا اور اسے سونا دے کر کہا اس کو سونا دو اور اس کے پاس جو روٹیاں

ہیں وہ لے لو' کاشتکار کے شریک نے اسے دور سے دیکھا کہ وہ اس سے روٹیاں لے رہا ہے تو اس نے خیال کیا کہ اس نے اس سے روٹیاں چھین لی ہیں' پس وہ وہاں ایک قلعہ میں گیا جہاں خلیفہ کا نائب سہل بن سنباط رہتا تھا تا کہ اس غلام کے خلاف اس سے مدد مانگے وہ خود سوار ہو کر آیا اور اس نے غلام کو دیکھ کر کہا تیرا کیا واقعہ ہے؟ اس نے کہا کچھ نہیں میں نے اسے دتا نیر دے کر اس سے روٹیاں لے لی ہیں' اس نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے اس سے حقیقت چھپانی چاہی تو اس نے اس سے اصرار کیا تو اس نے کہا میں بابک کے غلاموں میں سے ہوں' اس نے پوچھا وہ خود کہاں ہے؟ اس نے کہا دیکھو وہ یہاں بیٹھ کر صبح کا ناشتہ کرنا چاہتا ہے۔ سہل بن سنباط اس کے پاس گیا تو جب اس نے اسے دیکھا تو پیادہ ہو گیا اور اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور کہنے لگا اے میرے آقا آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ اس نے کہا میں بلاد روم میں داخل ہونا چاہتا ہوں۔

اس نے کہا آپ کس کے پاس جانا چاہتے ہیں جو میرے قلعے سے مضبوط ہے حالانکہ میں آپ کا غلام اور خادم ہوں؟ اور وہ مسلسل اس سے یہی بات کہتا رہا حتیٰ کہ اس نے اسے دھوکہ دے دیا اور اسے اپنے ساتھ قلعے میں لے گیا اور اسے اپنے پاس اتارا اور اسے بہت سے اخراجات اور تحائف وغیرہ دیئے اور افشین کو اس کے متعلق اطلاعی خط لکھ دیا اس نے اسے گرفتار کرنے کے لیے اس کے پاس دو امیروں کو بھیجا وہ دونوں قلعے نزدیک اتر گئے اور دونوں نے سنباط کی طرف خط لکھا اس نے کہا میرا حکم آنے تک تم دونوں اپنی جگہ ٹھہرے رہو پھر اس نے بابک سے کہا آپ کو اور دیگر لوگوں کو اس قلعے میں تنگی محسوس ہوئی ہے اور میں نے آج شکار کو جانے کا ارادہ کیا ہے اور ہمارے ساتھ باز اور کتے بھی ہیں اگر آپ پسند کریں تو ہمارے ساتھ چلیں تا کہ آپ کا دل خوش ہو اور غم ختم ہو اس نے کہا بہت اچھا' پس وہ باہر نکلے اور سنباط نے دونوں امیروں کو پیغام بھیجا کہ وہ فلاں فلاں وقت فلاں جگہ پر رہیں اور جب وہ دونوں اس مقام پر پہنچے تو دونوں امیر اپنی فوجوں کے ساتھ آ گئے اور انہوں نے بابک کو گھیر لیا اور ابن سنباط بھاگ گیا اور جب انہوں نے اسے دیکھا تو اس کے پاس آئے اور کہنے لگے اپنی سواری سے نیچے اتر کر پیدل چلو اس نے کہا تم دونوں کون ہو؟ انہوں نے کہا وہ افشین کے پاس سے آئے ہیں تو وہ اسی وقت اپنی سواری سے اتر کر پیادہ پا ہو گیا اور وہ سفید قمیص اور چھوٹے موزے پہنے تھا اور اس کے ہاتھ میں باز تھا' اس نے ابن سنباط کی طرف دیکھ کر کہا اللہ تیرا برا کرے تو نے اپنی مرضی کے مطابق مجھ سے مال کیوں نہیں طلب کیا جس قدر یہ دونوں تجھے مال دیتے میں اس سے زیادہ تجھے دیتا۔

پھر انہوں نے اسے سوار کرایا اور اسے اپنے ساتھ افشین کے پاس لے گئے اور جب وہ اس کے قریب ہوئے تو اس نے باہر نکل کر اس کا استقبال کیا اور لوگوں کو دو صفیں بنانے کا حکم دیا اور بابک کو حکم دیا کہ وہ پیادہ ہو کر لوگوں کے درمیان آ جائے اور وہ خود پیدل ہی چل رہا تھا سو اس نے ایسے ہی کیا اور وہ دن نہایت قابل دید تھا اور یہ اس سال کے شوال کا واقعہ ہے پھر اس نے اس کی نگرانی کی اور اسے اپنے پاس قید کر دیا۔ پھر افشین نے معتصم کی طرف اس بارے میں خط لکھا تو اس نے اسے حکم دیا کہ وہ اسے اور اس کے بھائی کو لے کر اس کے پاس آئے اس نے اسے بھی گرفتار کیا ہوا تھا اور بابک کے بھائی کا نام عبداللہ تھا' پس افشین نے اس سال کے مکمل ہونے پر ان دونوں کو بداد بھجوا دیا اور خود انہیں بغداد نہ پہنچایا اور اس سال اسی امیر نے لوگوں کو حج کروایا جس کا ذکر اس سے پہلے سال میں ہو چکا ہے۔

اور اس سال ابوالیمان الحکم بن نافع، عمر بن حفص بن عیاش، مسلم بن ابراہیم اور یحییٰ بن صالح الوحاظی نے وفات پائی۔

۲۲۳ھ

اس سال ۳ صفر کو جمعرات کے روز افشین بابک اور اس کے بھائی کے ساتھ بڑی شان کے ساتھ معتصم کے پاس سامرا آیا اور معتصم نے اپنے بیٹے ہارون کو افشین کے استقبال کا حکم دیا چونکہ معتصم کو بابک کے معاملے کا بڑا خیال تھا اس لیے اس کی خبریں ہر روز اس کے پاس آتی تھیں اور معتصم بابک کے پہنچنے سے دو دن قبل ایلچی کے ساتھ سوار ہو کر بابک کے پاس آیا اور وہ اسے پہچانتا نہ تھا اس نے اس کی طرف دیکھا پھر واپس آ گیا اور جب اس کے پاس اس کی آمد کا دن آیا تو معتصم نے تیاری کی اور لوگوں نے دو صفیں بنائیں اور اس نے بابک کے معاملہ کو شہرت دینے کے لیے اسے حکم دیا کہ وہ ہاتھی پر سوار ہو جائے تا کہ لوگ اسے پہچان لیں اور وہ دیباج کی قبا اور سمور کی گول ٹوپی پہنے ہوئے تھا اور انہوں نے ہاتھی کو تیار کیا اور اس کے اطراف کو رنگ دیا اور اسے ریشم اور دیگر سامان جو اس کے لائق تھا آراستہ کیا اور ایک شاعر نے اس بارے میں کہا ہے:

ہاتھی کو اس کے دستور کے مطابق رنگ دیا گیا ہے اور وہ خراسان کے شیطان کو اٹھائے ہوئے ہے اور ہاتھی کے اعضاء کو وہ رنگتا ہے جسے کوئی شان حاصل ہوتی ہے۔

اور جب اسے معتصم کے سامنے حاضر کیا گیا تو اس نے اس کے ہاتھ پاؤں قطع کرنے اور سر کاٹنے اور پیٹ پھاڑنے کا حکم دیا، پھر اس نے حکم دیا کہ اس کے سر کو خراسان لے جایا جائے اور اس کے جثہ کو سامرا میں صلیب دی جائے اور بابک نے اپنے قتل کی شب کو شراب پی تھی اور وہ اس سال کے ۱۳ ربیع الاول کو جمعرات کی رات تھی اور اس ملعون نے اپنی مدت ظہور سے جو بیس سال تھی دولاکھ پچپن ہزار پانچ سو مسلمانوں کو قتل کیا تھا۔ یہ ابن جریر کا قول ہے اور بے شمار لوگوں کو قید کیا تھا اور افشین نے جن لوگوں کو اس کی قید سے چھڑایا تھا ان کی تعداد سات ہزار چھ سو تھی اور اس نے اپنی اولاد سے سترہ (۱۷) اشخاص اور اپنی بیویوں اور بیٹوں کی بیویوں میں ۲۳ خواتین کو قید کیا ہوا تھا اور بابک اصل میں ایک نہایت بدشکل لونڈی سے تھا اور حالات اسے یہاں تک لے آئے تھے جہاں وہ آ گیا تھا پھر بہت سے لوگوں اور کمینے عوام کو فتنہ میں ڈالنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس کے شر سے راحت دی۔

اور جب معتصم نے اسے قتل کر دیا تو اس نے افشین کو تاج پہنایا اور اسے جواہرات کے دو ہار پہنائے اور اسے فوری طور پر بیس کروڑ درہم دیئے اور اسے سندھ کی امارت لکھ دی اور شعراء کو حکم دیا کہ اس نے مسلمانوں کی بھلائی کا جو کام کیا ہے اور بابک کے شہر البذ کو تباہ و برباد کر کے اسے ایک ویران میدان بنا دیا ہے اس پر اس کے پاس جا کر اس کی مدح کریں اور انہوں نے اس بارے میں بہت اچھے اشعار کہے اور ان شعراء میں ابوتمام طائی بھی تھا، ابن جریر نے اس کے قصیدہ کو مکمل بیان کیا ہے اور یہ بھی اس کے اشعار ہیں:

جلاد نے البذ کو شکستہ حال کر دیا ہے اور وہ دفن ہو گیا ہے اور اس میں صرف جنگلی جانور مقیم ہیں۔ اس تلوار نے جس معرکے میں قرار نہیں پکڑا اور استقلال دکھایا ہے اس میں دین کو سربلندی حاصل ہوئی ہے سرداری کی بکارت کو تلوار کے

ساتھ مشرق کے نرافشین نے توڑ دیا ہے اور دوبارہ لومڑوں کو اس کے وسط میں داخل کر دیا ہے حالانکہ کل وہ شیروں کی کچھار تھا وہاں اس کے باشندوں کی کھوپڑیوں نے موسلا دھار بارش برسائی جس کی نشانی ٹانگیں اور کھوپڑیوں کے جوڑ ہیں وہ بیابان سے پہلے جانوں سے تنگ شہر تھا اور اب وہ چشموں والا ہو گیا ہے۔

اور اس سال یعنی ۲۲۳ھ شاہ روم توفیل بن میخائل نے ملطیہ اور اس کے اردگرد کے مسلمان باشندوں کو ایک عظیم جنگ میں الجھا کر بہت سے مسلمانوں کو قتل کر دیا اور بے شمار کو قیدی بنا لیا اور جن لوگوں کو اس نے قیدی بنایا ان میں ایک ہزار مسلمان عورتیں بھی شامل تھیں اور جو مسلمان اس کی قید میں آئے اس نے ان کا مثلہ کیا اور ان کے ناک کاٹ کاٹ دیئے اور ان کی آنکھوں میں سلائی پھیر دی اللہ اس کا برا کرے اور اس کا سبب یہ ہوا کہ جب بابک کا البذ شہر میں گھیراؤ کیا گیا تو اس کے اردگرد فوجیں جمع ہو گئیں اور اس نے شاہ روم کو لکھا:

عربوں کے بادشاہ نے اپنی عوامی فوج کو میری طرف بھیج دیا ہے اور اس کے بلاد کی اطراف کا حفاظت کرنے والا کوئی نہیں رہا اور اگر تو غنیمت کا خواہاں ہے تو تیرے اردگرد اس کے جو شہر ہیں جلدی سے ان پر حملہ کر دے اور انہیں حاصل کر لے وہاں تو کسی کو روکنے والا نہیں پائے گا' پس توفیل ایک فوج کے ساتھ روانہ ہو گیا اور المحمرۃ بھی اس کے ساتھ مل گئے جنہوں نے جبال میں خروج کیا تھا اور اسحاق بن ابراہیم بن مصعب نے ان سے جنگ کی مگر ان پر قابو نہ پا سکا کیونکہ وہ پہاڑوں میں قلعہ بند ہو گئے تھے اور جب شاہ روم آیا تو وہ مسلمانوں کے خلاف اس کے ساتھ ہو گئے اور وہ ملطیہ پہنچ گئے اور انہوں نے ملطیہ کے باشندوں میں سے بہت سارے لوگوں کو قتل کر دیا اور ان کی عورتوں کو قیدی بنا لیا۔

اور جب معتصم کو اس کی اطلاع ملی تو وہ بہت گھبرایا اور اس نے اپنے محل سے لام بندی کا اعلان کر دیا پھر فوراً اٹھ کر اس نے فوجوں کی تیاری کا حکم دے دیا اور قاضی اور گواہوں کو بلا کر انہیں گواہ بنایا کہ وہ جس قدر جاگیروں کا مالک ہے ان کا ۱/۳ صدقہ ہے اور ۱/۳ اس کے بیٹوں کے لیے ہے اور ۱/۳ اس کے غلاموں کے لیے ہے اور اس نے بغداد سے نکل کر ۲ جمادی الاولیٰ کو سوموار کے روز دجلہ کے مغرب میں پڑاؤ کر لیا اور عجیف کو امراء کی ایک جماعت کے ساتھ اپنے آگے بھیجا اور ان کے ساتھ اہل زبطرہ کی مدد کے لیے بہت سی فوج بھی تھی پس انہوں نے سرعت کے ساتھ چل کر شاہ روم کو دیکھا کہ اس نے جو کچھ کرنا تھا کر لیا ہے اور جلدی سے اپنے ملک کو لوٹ گیا اور حال سے آگے بڑھ گیا اور اس کی اصلاح نہ کر سکا اور وہ خلیفہ کو واقعات بتانے کے لیے واپس چلے گئے اور اس نے امراء سے پوچھا بلاد روم میں سے کون سا شہر زیادہ محفوظ ہے انہوں نے کہا عموریہ' جب سے اسلام آیا ہے کسی نے اس سے مقابلہ نہیں کیا اور عموریہ ان کے نزدیک قسطنطنیہ سے بھی زیادہ عزت والا شہر تھا۔

معتصم کے ہاتھوں عموریہ کی فتح:

جب معتصم بابک کے قتل اور اس کے علاقے کو حاصل کرنے سے فارغ ہو گیا تو اس نے فوجوں کو اپنے سامنے بلایا اور ایسی تیاری کی کہ اس سے پہلے کسی خلیفہ نے ایسی تیاری نہ کی تھی اور اس نے جنگی ہتھیار' بوجھ' اونٹ' مشکیزے' چوپائے' مٹی کا تیل' گھوڑے' خچر اور ایسی چیزیں اپنے ساتھ لیں جن کی مثل کبھی سنی نہیں گئی اور وہ پہاڑوں جیسی افواج کے ساتھ عموریہ کی جانب روانہ

ہو گیا اور اس نے افشین حیدر بن کاؤس کو سروج کی جانب روانہ کیا اور اپنی افواج کو ایسے مرتب کیا کہ اس کی مثل نہیں سنی گئی اور اس نے اپنے آگے ان امراء کو بھیجا جو جنگ کے ماہر تھے اور وہ چلتے چلتے دریائے اللمس تک پہنچ گیا جو طرطوس کے قریب ہے اور یہ اس سال کے رجب کا واقعہ ہے اور شاہ روم بھی اپنی فوجوں کے ساتھ معتصم کی جانب روانہ ہوا اور دونوں ایک دوسرے کے نزدیک ہو گئے حتیٰ کہ دونوں فوجوں کے درمیان تقریباً چار فرسخ کا فاصلہ رہ گیا اور افشین دوسری جانب سے بلاد روم میں داخل ہو گیا اور وہ بھی اس کے پیچھے پیچھے آ گئے اور اس کا دل اس بات سے گھبرا گیا کہ اگر اس نے خلیفہ سے جنگ کی تو افشین اس کے پیچھے سے اس کے پاس آ جائے گا اور وہ دونوں اس کے مقابلہ میں باہم اکٹھے ہو جائیں گے اور وہ ہلاک ہو جائے گا اور اگر وہ دونوں میں سے ایک کے ساتھ الجھ گیا اور دوسرے کو چھوڑ دیا تو وہ اسے پیچھے سے آ پکڑے گا۔ پھر افشین اس کے نزدیک ہو گیا اور شاہ روم بھی اپنی فوج کے ایک دستے کے ساتھ اس کی طرف بڑھا اور اس نے بقیہ فوج پر اپنے ایک قریبی رشتہ دار کو نائب مقرر کیا پس اس کی اور افشین کی اس سال ۲۵ شعبان کو جمعرات کے روز مڈبھیڑ ہو گئی۔ افشین ثابت قدم رہا اور اس نے رومیوں کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور دوسروں کو زخمی کیا اور شاہ روم پر متغلب ہو گیا اور اسے اطلاع ملی کہ باقی ماندہ فوج اس کے قرابت دار سے بھاگ گئی ہے اور اسے چھوڑ کر متفرق ہو گئی ہے تو اس نے واپسی میں جلدی کی' کیا دیکھتا ہے کہ فوج کا نظام درہم برہم ہو چکا ہے' پس اس نے اپنے قرابت دار پر ناراض ہو کر اسے قتل کر دیا اور یہ سب اطلاعات معتصم کے پاس آئیں تو وہ اس امر سے خوش ہوا اور فوری طور پر سوار ہو کر انقرہ آ گیا اور افشین نے اپنی فوج کے ساتھ وہاں اس سے ملاقات کی اور انہوں نے وہاں کے باشندوں کو دیکھا کہ وہ اس سے ڈر کر بھاگ گئے ہیں اور وہاں جو خوراک موجود تھی اس سے انہوں نے قوت حاصل کی۔

پھر معتصم نے اپنی افواج کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا اور میمنہ پر افشین اور میسرہ پر اشناس امیر تھا اور معتصم قلب میں تھا اور دونوں فوجوں کے درمیان دو فرسخ کا فاصلہ تھا اور اس نے افشین اور اشناس کو حکم دیا کہ وہ اس کی فوج کے میمنہ' میسرہ' قلب' مقدمہ اور ساقہ کو مرتب کریں اور وہ جس بستی کے پاس سے گزریں اسے نذر آتش کر دیں اور ویران کر دیں اور قیدی بنائیں اور غنیمت حاصل کریں اور وہ اسی طرح انہیں عموریہ لے گیا اور عموریہ اور انقرہ کے درمیان سات دن کا سفر تھا' سب سے پہلے میسرہ کے امیر اشناس کی فوج اس سال کی ۵ رمضان کو جمعرات کے روز چاشت کے وقت وہاں پہنچی اور اس نے اس کے اردگرد چکر لگایا پھر وہاں سے دو میل کے فاصلے پر اتر پڑا پھر اس کے بعد جمعہ کی صبح کو معتصم وہاں پہنچا اور اس نے اس کے اردگرد چکر لگایا اور اس کے قریب ہی اتر پڑا اور وہاں کے باشندوں نے سخت قلعہ بندی کر لی اور اس کے برجوں کو جوانوں اور ہتھیاروں سے بھر دیا اور یہ ایک مضبوط فصیلوں اور بڑے بلند برجوں والا نہایت ہی مضبوط شہر ہے اور معتصم نے برجوں کو امراء پر تقسیم کر دیا اور ہر امیر اس جگہ کے سامنے اتر پڑا جو اس نے اس کے لیے معین کر دی تھی اور معتصم وہاں اس کے سامنے ایک جگہ پر اترا جس کی طرف اس کی راہنمائی کی گئی تھی اس کی راہنمائی ایک مسلمان نے کی تھی جو وہاں موجود تھا اور اس نے ان کے ہاں نصرانیت اختیار کر لی تھی اور ان میں شادی بھی کر لی تھی اور جب اس نے امیر المومنین اور مسلمانوں کو دیکھا تو اسلام کی طرف واپس آ گیا اور خلیفہ کے پاس جا کر مسلمان ہو گیا اور اس نے اسے فصیلوں میں ایک جگہ بتائی جسے صلیب نے گرا دیا تھا اور اس نے ایک بے بنیاد کمزور عمارت بنا دی ہے۔

پس معتصم نے عموریہ کے اردگرد مجانیق نصب کر دیں اور اس نے وہ جگہ تلاش کی جو اس کی فصیل سے منہدم ہوگئی تھی جس کے متعلق اس قیدی نے انہیں بتایا تھا پس اہل شہر نے جلدی سے اسے بڑی بڑی باہم جڑی ہوئی لکڑیوں سے بند کر دیا اور منجنیق نے مسلسل سنگ باری کی اور انہوں نے ان کے اوپر عرق گیر ڈال دیئے تاکہ وہ پتھروں کی تیزی کو روکیں مگر وہ کچھ کام نہ آئے اور جانب سے فصیل گر پڑی اور ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی اور شہر کے نائب نے شاہ روم کو اطلاع لکھ بھیجی اور اس نے یہ خط اپنی قوم کے دو غلاموں کے ہاتھ بھیجا اور جب وہ دونوں اپنے راستے پر فوج کے پاس سے گزرے تو مسلمانوں کو ان کے بارے میں شبہ ہوا تو انہوں نے ان سے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم فلاں امیر کے اصحاب میں سے ہیں اور انہوں نے مسلمانوں کے ایک امیر کا نام لیا۔ انہیں معتصم کے پاس لے جایا گیا تو اس نے ان سے گفتگو کی کیا دیکھتا ہے کہ ان کے پاس عموریہ کے نائب مناطس کا شاہ روم کے نام خط ہے جس میں اس نے اسے محاصرہ کی تکلیف سے آگاہ کیا ہے اور یہ کہ وہ شہر کے دروازوں سے نکل کر خواہ کچھ ہو جائے اچانک مسلمانوں پر حملہ کر کے ان کے ساتھ جنگ کرنے والا ہے' جب معتصم کو اس بات کا پتہ چلا تو اس نے دونوں غلاموں کو خلعت دینے کا حکم دیا نیز یہ کہ دونوں کو ایک ایک تھیلی دی جائے۔

پس وہ دونوں فوراً مسلمان ہوگئے اور خلیفہ نے حکم دیا کہ ان دونوں کو خلعتیں پہنا کر شہر کے اردگرد چکر لگوایا جائے اور انہیں مناطس کے قلعے تلے کھڑا کر کے ان پر دراہم اور خلعتیں نچھاور کی جائیں اور ان کے پاس وہ خط بھی ہو جو مناطس نے شاہ روم کو لکھا تھا پس رومی ان دونوں کو سب وشتم کرنے لگے اور ان پر لعنتیں ڈالنے لگے پھر اس موقعہ پر معتصم نے رومیوں کے اچانک خروج سے بچنے کے لیے ازسرنو محافظوں اور نگرانوں کے بدلنے کا حکم دیا جس سے رومیوں کے دل گھبرا گئے اور مسلمانوں نے محاصرے میں ان پر دباؤ ڈالا اور معتصم نے مجانیق اور قلعہ شکن آلات اور دیگر جنگی ہتھیاروں میں اضافہ کر دیا اور جب معتصم نے اس کی خندق کی گہرائی اور اس کی فصیلوں کی بلندی کو دیکھا تو اس نے فصیلوں کی مقاومت میں مجانیق سے کام لیا اور اس نے راستے سے بہت سی بکریاں حاصل کیں جنہیں اس نے لوگوں میں تقسیم کر دیا اور اس نے حکم دیا کہ ہر شخص ایک بکری کھائے اور مٹی سے اس کی کھال کو بھر کر اسے لائے اور اسے خندق میں پھینک دے۔

پس لوگوں نے اس کے مطابق عمل کیا اور خندق بکثرت بکریوں کے پھینکنے کے باعث زمین کے برابر ہوگئی پھر اس نے اس کے اوپر مٹی ڈالنے کا حکم دے دیا حتیٰ کہ وہ ہموار راستہ بن گیا اور اس نے قلعہ شکن آلات کو اس کے اوپر رکھنے کا حکم دیا مگر اللہ نے اس کی ضرورت نہ رہنے دی اسی اثناء میں کہ لوگ مردوم کے پل پر تھے اچانک ایک منجنیق اس عیب دار جگہ پر پڑی اور جب وہ دونوں برجوں کے درمیان گری تو لوگوں نے ایک عظیم دھماکہ سنا اور جنہوں نے اسے نہ دیکھا تھا انہوں نے خیال کیا کہ رومیوں نے مسلمانوں پر اچانک خروج کر دیا ہے' معتصم نے ایک آدمی بھیجا جس نے لوگوں میں یہ اعلان کیا کہ یہ دھماکہ فصیل کے گرنے سے ہوا ہے جس سے مسلمانوں کو بڑی خوشی ہوئی لیکن جو فصیل گری تھی وہ جوانوں اور گھوڑوں کے دخول کے لیے کافی نہ تھی اور محاصرہ سخت ہوگیا اور رومیوں نے فصیل کے ہر برج پر ایک امیر اس کی حفاظت کے لیے مقرر کیا ہوا تھا اور جس امیر کی جانب سے فصیل گری تھی وہ محاصرہ کے مصائب کے مقابلہ میں کمزور ہوگیا اور اس نے جا کر مناطس سے مدد مانگی مگر کسی رومی نے اس کی مدد نہ

کی اور کہنے لگے ہم جس جگہ کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں ہم اسے نہیں چھوڑیں گے۔

اور جب وہ ان سے مایوس ہو گیا تو وہ معتصم سے ملاقات کرنے آیا اور جب وہ اس کے پاس پہنچا تو معتصم نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ اس شگاف سے جو جانبازوں سے خالی ہو چکا ہے شہر میں داخل ہو جائیں پس مسلمان اس کی طرف روانہ ہو گئے اور رومی ان کی طرف اشارے کرنے لگے لیکن وہ ان کو ہٹانے کی قوت نہیں رکھتے تھے پس مسلمانوں نے ان کی طرف کوئی توجہ نہ دی پھر انہوں نے ان پر حملہ کر دیا اور بزور قوت شہر میں داخل ہو گئے اور مسلمان تکبیر کہتے ہوئے پے در پے اس کی طرف گئے اور رومیوں نے اپنی جگہیں چھوڑ دیں اور مسلمانوں نے انہیں جہاں بھی پایا قتل کرنے لگے اور انہوں نے ایک بہت بڑے گرجے میں انہیں اکٹھا کر دیا اور انہوں نے اسے بزور قوت فتح کر لیا اور جو لوگ ان میں موجود تھے انہیں قتل کر دیا اور ان سمیت گرجے کے دروازے کو جلا دیا پس وہ گرجا بھی جل گیا اور انہوں نے ان سب آدمیوں کو بھی جلا دیا اور اس میں کوئی محفوظ جگہ باقی نہ رہی سوائے اس جگہ کے جس میں نائب مقیم تھا اور مناطس ایک مضبوط قلعے میں تھا' پس معتصم اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آیا اور اس قلعے کے سامنے آ کر ٹھہر گیا جس میں مناطس موجود تھا' منادی نے اسے آواز دی اے مناطس تو ہلاک ہو جائے یہ امیر المومنین تیرے سامنے کھڑے ہیں انہوں نے دو دفعہ کہا یہاں مناطس موجود نہیں جس سے معتصم نے برافروختہ ہو کر پیٹھ پھیر لی اور مناطس کو پکار کر کہا یہ مناطس ہے' یہ مناطس ہے' سو خلیفہ واپس آ گیا اور قلعے پر سیڑھیاں لگائی گئیں اور ایلچی چڑھ کر اس کے پاس گئے اور اسے کہنے لگے تو ہلاک ہو جائے امیر المومنین کے حکم کو تسلیم کرلے تو وہ رکا پھر تلوار لٹکائے ہوئے آیا اور تلوار کو اس کی گردن میں ڈالا گیا اور اسے لا کر معتصم کے سامنے کھڑا کر دیا گیا اور اس نے اس کے سر پر کوڑے مارے اور حکم دیا کہ وہ ذلیل ہو کر خلیفہ کے خیمے کی طرف پیدل چلے اور وہاں اسے باندھ دیا گیا اور مسلمانوں نے عموریہ سے بے حد وشمار اموال حاصل کئے اور ان میں سے جس قدر وہ اٹھا سکتے تھے انہوں نے اٹھا لئے اور جو کچھ ان اموال میں سے باقی رہ گئے معتصم نے ان کو جلانے کا حکم دے دیا اور وہاں جو مجانیق اور قلعہ شکن آلات اور جنگی ہتھیار رتھے ان کے بھی جلانے کا حکم دے دیا تا کہ رومی ان سے مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے کے لیے قوت حاصل نہ کر سکیں پھر معتصم اس سال کے شوال کے آخر میں طرطوس کی جانب واپس آ گیا اور اس نے ۲۵ دن عموریہ میں قیام کیا۔

عباس بن مامون کا قتل:

عباس' اپنے چچا معتصم کے ساتھ عموریہ کی جنگ میں موجود تھا اور جب وہ اپنے باپ مامون کے طرطوس میں وفات پا جانے کے بعد خلافت حاصل نہ کر سکا تو عجیف بن عنبسہ نے اسے شرمندہ کیا اور وہ اسے اپنے چچا معتصم کی بیعت کرنے پر ملامت کی اور وہ مسلسل اسے یہ بات کہتا رہا حتیٰ کہ اس نے اپنے چچا کو قتل کرنے اور امراء سے اپنی بیعت لینے کے متعلق اس کی بات مان لی اور اس نے حارث سمرقندی نام ایک شخص کو تیار کیا جو عباس کا ندیم تھا اور اس نے در پردہ امراء کی ایک جماعت سے اس کی بیعت لی اور اس نے ان سے عہد و پیمان لیا اور ان کے سامنے یہ بات پیش کی کہ وہ اس کے چچا کے قتل کا ذمہ دار ہے اور جب وہ درب الروم

میں تھے اور انقرہ جا رہے تھے اور وہاں سے عموریہ جانا تھا تو عجیف نے عباس کو مشورہ دیا کہ وہ اس درے میں اپنے چچا کو قتل کر دے اور اپنی بیعت لے کر بغداد کو واپس چلا جائے عباس نے کہا میں پسند نہیں کرتا کہ میں اس غزوہ کو لوگوں کے لیے بے کار بنا دوں اور جب انہوں نے عموریہ کو فتح کر لیا اور لوگ غنیمت میں مشغول ہو گئے تو اس نے اسے مشورہ دیا کہ وہ اسے قتل کر دے تو اس نے وعدہ کیا کہ وہ جب واپس جائیں گے تو وہ درے کی تنگ جگہ پر اسے قتل کر دے گا پس جب وہ واپس لوٹے تو معتصم بھی حقیقت کو سمجھ گیا اور اس نے محافظ فورس کو حفاظت کرنے کا حکم دیا اور خود بھی احتیاط کی اور پختہ ارادہ کر لیا اور اس نے حارث سمرقندی کو بلا کر اس سے تحقیق کی تو اس نے ساری بات کا اعتراف کر لیا اور یہ کہ اس نے عباس بن مامون کے لیے امراء کی ایک جماعت سے بیعت بھی لی ہے اور اس نے ان امراء کے نام بھی اسے بتائے اور معتصم نے ان سے بہت سی باتیں دریافت کیں اور اپنے بھتیجے عباس کو بلا کر اسے بیڑیاں ڈال دیں اور اس پر ناراض ہوا اور اس کی تذلیل کی پھر اس کے سامنے اس امر کا اظہار کیا کہ وہ اس سے راضی ہو گیا ہے اور اس نے اسے معاف کر دیا ہے اور اس نے اسے بیڑیوں سے آزاد کر دیا اور اس کا راستہ چھوڑ دیا اور جب رات ہوئی تو اس نے اسے اپنی محفل مے نوشی میں بلایا اور اس سے تنہائی میں ملا حتیٰ کہ اسے شراب پلا دی اور اس نے اس شخص سے بھی دریافت کیا جس نے یہ سازش بنائی تھی۔

پس اس نے سارے معاملے کو کھول دیا اور سارا واقعہ اس سے بیان کر دیا اور وہ بات ایسے ہی تھی جیسے کہ حارث سمرقندی نے بتائی تھی جب صبح ہوئی تو اس نے حارث کو بلایا اور اس سے تنہائی میں ملا اور دوبارہ اس سے اس معاملہ کے متعلق پوچھا تو اس نے اسے اسی طرح بیان کیا جیسا کہ پہلی دفعہ بیان کیا تھا اور اس نے کہا تو ہلاک ہو جائے میں اس امر کا خواہش مند تھا مگر میں نے اس معاملہ میں تیرے سچ بولنے کی وجہ سے کوئی راستہ نہیں پایا پھر اسی وقت معتصم کے حکم سے اس کے بھتیجے عباس کو بیڑیاں ڈال کو افشین کے سپرد کر دیا گیا اور اس نے عجیف اور بقیہ امراء کے متعلق جن کا اس نے ذکر کیا تھا حکم دیا کہ ان کی نگرانی کی جائے۔ پھر اس نے انہیں طرح طرح کی سزائیں دیں جو اس نے ان کے لیے تجویز کی تھیں اور ان میں سے ہر ایک کو اس طریق سے قتل کیا گیا کہ دوسرے کو اس طرح قتل نہیں کیا گیا اور عباس بن مامون منبج میں فوت ہو گیا اور وہیں اسے دفن کر دیا گیا اور اس کی موت کا سبب یہ ہوا کہ اس نے اسے سخت بھوکا رکھا پھر اس کے پاس بہت سا کھانا لایا گیا اور اس نے اس سے کھانا کھایا اور پانی مانگا تو پانی کو اس سے روک دیا گیا حتیٰ کہ وہ مر گیا اور معتصم نے حکم دیا کہ منبر پر اس پر لعنت ڈالی جائے اور اس نے اس کا نام لعین رکھا اور اسی طرح اس نے مامون کے بچوں کی ایک جماعت کو بھی قتل کر دیا۔

اور اس سال محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کروایا اور اس سال اعیان میں سے بابک خرمی کو قتل کیا گیا اور صلیب دیا گیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور خالد بن خراش' عبداللہ بن صالح جو لیث بن سعد کا کاتب تھا محمد سنان العوفی اور موسیٰ بن اسماعیل نے وفات پائی۔

۲۲۴ھ

اس سال مازیار بن قارن بن یزداہرمز نامی ایک شخص نے آمل طبرستان میں خروج کیا اور وہ خراسان کے نائب عبداللہ بن طاہر بن حسین کو خراج دینا پسند نہیں کرتا تھا بلکہ وہ اسے خلیفہ کو بھیجتا تھا تا کہ وہ اس سے کچھ خراج حاصل کر لے سو وہ بعض شہروں کی طرف بار برداری کرنے والوں کے ذریعے خلیفہ کو خراج بھیجتا تا کہ وہ اس سے کچھ خراج لے لے پھر اسے ابن طاہر کے پاس بھیج دے۔ پھر نوبت بایں جارسید کہ اس نے ان علاقوں میں بغاوت کر دی اور معتصم کی مخالفت کا اظہار کر دیا اور مازیار' بابک خرمی سے مراسلت کیا کرتا تھا اور وہ اسے فتح کے وعدے دیتا تھا' بیان کیا جاتا ہے کہ افشین نے مازیار کو اس بات پر پختہ کیا تا کہ وہ عبداللہ بن طاہر کو اس کی مقاومت سے عاجز کر دے اور معتصم اس کی جگہ اسے خراسان کا والی بنا دے' پس معتصم نے محمد بن ابراہیم بن مصعب اسحاق بن ابراہیم کے بھائی کو ایک عظیم فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ میں بھیجا اور ان دونوں کے درمیان طویل معرکے ہوئے جن کا ابن جریر نے استقصاء کیا ہے۔

بالآخر اس نے مازیار کو قید کر لیا اور اسے ابن طاہر کے پاس لے آیا اور اس سے ان خطوط کے متعلق تحقیقات کی جو اس نے اسے بھیجے تھے اور اس نے ان خطوط کا اعتراف کیا تو اس نے اسے ان اموال کے ساتھ جو خلیفہ کے لیے محفوظ کئے گئے تھے معتصم کے پاس بھیج دیا اور وہ جواہرات' سونا اور کپڑوں کی بہت سی اشیاء تھیں اور جب اسے خلیفہ کے سامنے کھڑا کیا گیا تو اس نے اس سے ان خطوط کے متعلق دریافت کیا جو افشین نے اسے بھیجے تھے اس نے ان سے انکار کر دیا تو اسے کوڑوں سے مارا گیا حتیٰ کہ وہ مر گیا اور بغداد کے پل پر اسے بابک خرمی کے پہلو میں صلیب دیا گیا اور اس نے اس کے بڑے بڑے اصحاب اور اتباع کو بھی قتل کر دیا۔

اور اس سال حسن بن افشین نے اترجہ دختر اشناس سے نکاح کیا اور اسے جمادی میں سامراء میں معتصم کے محل میں لے آیا اور یہ ایک بھرپور دعوت ولیمہ تھی جس کا منتظم خود معتصم تھا بیان کیا گیا ہے کہ وہ عوام کی داڑھیوں کو غالیہ خوشبو سے رنگتے تھے۔

اور اس سال افشین کے ایک قرابت دار منکجور الاشروسنی نے آذربائیجان کے علاقے میں بغاوت کی اور اطاعت چھوڑ دی اور اس کا سبب یہ ہوا کہ افشین نے جب وہ بابک کے معاملے سے فارغ ہوا اسے بلاد آذربائیجان پر نائب مقرر کیا تھا اور منکجور بعض شہروں میں بابک کے جمع شدہ بہت سے مال کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا پس اس مال کو اپنے قبضے میں کر لیا اور اسے معتصم سے چھپائے رکھا اور اس بات سے عبداللہ بن عبدالرحمن نامی ایک شخص آگاہ تھا اس نے خلیفہ کو اس بارے میں خط لکھا اور منکجور نے اس بارے میں اس کی تکذیب کا خط لکھا اور اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا اور اہل اردبیل کے ذریعے اس سے بچ گیا اور جب خلیفہ کو منکجور کے جھوٹ کا یقین ہو گیا تو اس نے اس کے مقابلہ میں بغا الکبیر کو بھیجا سو اس نے اس سے جنگ کی اور اسے امان کے ذریعے پکڑ کر خلیفہ کے پاس لے آیا۔

اور اس سال عموریہ کے نائب مناطس رومی نے وفات پائی اور اس کا سبب یہ ہوا کہ معتصم اسے اپنے ساتھ قیدی بنا کر لایا

اور اسے سامرا میں قید کر دیا حتیٰ کہ وہ اس سال فوت ہو گیا۔

ابراہیم بن مہدی بن منصور:

اور اس سال کے رمضان میں معتصم کے چچا ابراہیم بن مہدی نے وفات پائی جو ابن شکلہ کے نام سے مشہور تھا اور یہ سیاہ فام فربہ فصیح اور فاضل آدمی تھا' ابن ماکولا نے بیان کیا ہے اسے اس کے سیاہ رنگ کی وجہ سے التنیسی کہا جاتا تھا اور ابن عساکر نے اس کے بھرپور حالات بیان کئے ہیں اور اس نے بیان کیا ہے کہ اس نے اپنے بھائی رشید کی جانب سے دو سال تک دمشق کی امارت سنبھالی' پھر اس نے اسے وہاں سے معزول کر دیا پھر اس نے دوبارہ اسے دمشق کی امارت دے دی اور وہ چار سال وہاں امیر رہا اور اس نے اس کی شجاعت وعدالت کے اچھے واقعات بیان کئے ہیں اور یہ کہ اس نے ۱۸۴ھ میں لوگوں کو حج کروایا' پھر دمشق واپس آ گیا اور جب ۲۰۲ھ میں مامون کی خلافت کے آغاز میں اس کی بیعت خلافت ہوئی تو بغداد کے نائب حسن بن سہل نے اس سے جنگ کی اور اس ابراہیم نے اسے شکست دی۔

پس حمید الطوسی اس کے مقابلہ میں گیا اور اس نے ابراہیم کو شکست دی اور جب مامون بغداد آیا تو ابراہیم بغداد میں روپوش ہو گیا' پھر مامون نے اس پر فتح پائی تو اسے معاف کر دیا اور اس کی عزت کی اور اس کی مدت خلافت ایک سال گیارہ ماہ بارہ دن ہے اور اس کی روپوشی کا آغاز ذوالحجہ ۲۰۳ھ میں ہوا اور وہ چھ سال چار ماہ دس دن روپوش رہا۔

خطیب نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم بن مہدی بڑی خوبیوں والا' بہت شائستہ' وسیع دل اور سخی ہاتھ تھا اور گانے کے فن میں بڑا ماہر تھا اور بغداد میں اس کی خلافت کے ایام میں اس کا مال کم ہو گیا تو بدوؤں نے اپنے عطیات کے بارے میں اس سے اصرار کیا اور وہ ان سے ٹال مٹول کرنے لگا پھر اس کا ایلچی ان کے پاس گیا کہ آج اس کے پاس کوئی مال نہیں تو ان کے بعض آدمیوں نے کہا خلیفہ ہمارے پاس آئے اور اس جانب کے باشندوں کو تین سروں میں گیت سنائے اور اس بارے میں مامون کے شاعر دعبل نے ابراہیم بن مہدی کی مذمت کرتے ہوئے کہا ہے:

اے بدوؤں کے گروہ' غلطی نہ کرو اپنے عطیے لو اور ناراض نہ ہو عنقریب وہ تمہیں غم کی آواز دے گا جو تھیلی میں داخل نہیں ہوتی اور نہ پڑاؤ ڈالتی ہے اور تارکول کے لیپ کی ہوئی اونٹنیاں تمہارے جرنیلوں کے لیے ہیں اور اس پر کوئی بھی رشک نہیں کرتا۔ خلیفہ اسی طرح اپنے اصحاب کو رسد دیتا ہے اور اس کا مصحف بربط ہے۔

اور جب اس کی روپوشی نے طول پکڑا تو اس نے اپنے بھتیجے مامون کو خط لکھا' بدلہ لینے کا ذمہ دار قصاص میں مضبوط ہے اور عفو' تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین کو ہر معاف کرنے والے سے ہی ایسے ہی بالا کیا ہے جیسے اس نے ہر نسب والے کو اس سے نیچے رکھا ہے پس اگر وہ معاف کرے تو یہ اس کا احسان ہے اور اگر سزا دے تو یہ اس کا حق ہے' پس مامون نے اس کے جواب میں لکھا طاقت غصے کو ختم کر دیتی ہے اور انابت شرمندگی کو کافی ہوتی اور عفو الٰہی ہر چیز سے وسیع ہے اور جب وہ اس کے پاس آیا تو کہنے لگا:

اگر میں گنہگار رہوں تو میں نے اپنے نصیبے کے بارے میں خطا کی ہے تو زیادہ زجر وتوبیخ کو چھوڑ دے اور تم وہی بات کہو جو

یوسف علیہ السلام نے یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں سے جب وہ آپ کے پاس آئے تھے کہی تھی کہ تم پر کوئی سرزنش نہیں ہے۔

مامون نے بھی کہا کوئی سرزنش نہیں اور خطیب نے بیان کیا ہے کہ جب ابراہیم مامون کے سامنے کھڑا ہوا تو وہ اس کے فعل پر اسے زجر و توبیخ کرنے لگا تو اس نے کہا یا امیر المومنین میں اپنے باپ کے پاس موجود تھا اور وہ آپ کا دادا تھا' اس کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جس کا گناہ میرے گناہ سے بڑا تھا' اس نے اس کے قتل کا حکم دیا تو مبارک بن فضالہ نے کہا یا امیر المومنین اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس شخص کے قتل کو مؤخر کر دیں تا کہ میں آپ سے ایک حدیث بیان کروں اس نے کہا بیان کرو اس نے کہا حسن بصری نے بحوالہ عمران بن حصین مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی کرنے والا عرش کے نیچے آواز دے گا کہ خلفاء میں سے لوگوں کو معاف کرنے والے بہترین جزاء کی طرف آ جائیں' پس وہ کھڑا ہوگا جس نے معاف کیا ہوگا' مامون نے کہا میں نے اس حدیث کو اس کے مقبول ہونے کی وجہ سے قبول کیا اور اے چچا میں نے آپ کو معاف کیا اور ہم نے ۲۰۴ھ میں اس سے زیادہ بیان کیا ہے اور اس کے اشعار بہت اچھے ہیں اللہ تعالیٰ اسے معاف کرے اور ابن عساکر نے ان میں سے بڑے اچھے اشعار بیان کئے ہیں۔

ابراہیم' ذوالقعدہ ۱۶۲ھ کے آغاز میں پیدا ہوا اور اس سال کے سات دن گزرے تھے کہ اس نے جمعہ کے روز ۶۲ سال کی عمر میں وفات پائی اور اس سال سعید بن ابی مریم مصری' سلیمان بن حرب' ابو معمر القعد' علی بن المدائنی مؤرخ جو اپنے زمانے میں تاریخ کا ایک امام تھا اور امام بخاریؒ کے شیخ عمرو بن مرزوق نے وفات پائی اس شخص نے ایک ہزار عورتوں سے نکاح کیا۔

حضرت ابو عبید القاسم بن سلام بغدادی:

آپ لغت' فقہ' حدیث' قرآن اور لوگوں کی تاریخ کے امام ہیں اور آپ کی تصانیف مشہور ہیں اور لوگوں میں پھیلی ہوئی ہیں' یہاں تک کہ بیان کیا گیا ہے کہ امام احمدؒ نے اپنے ہاتھ سے غریب الفاظ کے بارے میں کتاب لکھی ہے اور جب عبداللہ بن طاہر کو اس کا پتہ چلا تو اس نے پانچ سو درہم آپ کا وظیفہ لگا دیا اور آپ کے بعد آپ کی اولاد کو بھی دیتا رہا اور ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ ابن طاہر نے آپ کی کتاب کو عمدہ خیال کیا اور کہا جس عقل نے اپنے مالک کو اس کتاب کی تصنیف پر آمادہ کیا ہے ہمارے لیے مناسب نہیں کہ ہم اس کے مصنف کو طلب معاش کا محتاج بنا دیں اور اس نے ہر ماہ دس ہزار درہم آپ کا وظیفہ جاری کر دیا اور محمد بن وہب مسعودی نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابو عبید کو بیان کرتے سنا ہے کہ میں نے چالیس سال میں اس کتاب کو تصنیف کیا ہے اور ہلال المعلی الرقی نے بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان چار اشخاص کے ذریعے مسلمانوں پر مہربانی فرمائی ہے حضرت امام شافعیؒ نے فقہ اور حدیث میں اور امام احمد بن حنبلؒ نے آزمائش میں اور یحییٰ بن معین نے کذب کے دور کرنے میں اور ابو عبید نے حدیث کے غریب الفاظ کی تفسیر کرنے میں تفقہ حاصل کیا ہے اور اگر آپ نہ ہوتے تو لوگ ہلاکتوں میں جا پڑتے۔

اور ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ ابو عبید ۱۸ سال طرطوس میں قاضی رہے اور اس نے آپ کے اجتہاد و عبادت کے بارے میں بہت سی باتوں کو بیان کیا ہے اور ابو زید انصاری' اصمعی' ابو عبیدہ' معمر بن المثنی' ابن الاعرابی' الفراء اور کسائی وغیرہم نے غریب الفاظ کو بیان کیا ہے' اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا ہے ہم آپ کے محتاج ہیں اور آپ ہمارے محتاج نہیں' آپ بغداد آئے

تو لوگوں نے آپ سے آپ کی تصانیف سے سماع کیا اور ابراہیم الحربی نے بیان کیا ہے کہ آپ ایک پہاڑ تھے جس میں روح پھونکی گئی ہے آپ ہر چیز کو عمدگی سے کرتے تھے اور قاضی احمد بن کامل نے بیان کیا ہے حضرت ابوعبید فاضل' دیندار عالم ربانی اور اہل ایمان' اہل اتقان اور اہل اسلام کے مختلف علوم میں پختہ کار تھے۔ یعنی قرآن' فقہ' عربی' احادیث' حسن الروایہ اور صحیح النقل ہیں مجھے معلوم نہیں کہ کسی شخص نے آپ کے علم اور کتب کے بارے میں آپ پر اعتراض کیا ہو آپ کی ایک کتاب کتاب الاموال اور فضائل القرآن و معانیہ بھی ہے اور ان کے علاوہ نفع بخش کتابیں بھی ہیں۔ امام بخاریؒ کا قول ہے کہ آپ نے اس سال وفات پائی ہے اور بعض کا قول ہے کہ اس سے پہلے سال مکہ میں اور بعض کا قول ہے کہ مدینہ میں آپ نے وفات پائی ہے آپ کی عمر ۶۷ سال تھی اور بعض کا قول ہے آپ کی عمر ۷۰ سال سے متجاوز تھی۔

اور شیخ الحدیث محمد بن عثمان ابوطاہر دمشقی کفرتوثی' امام بخاریؒ کے شیخ محمد بن الفضل ابوالنعمان السدوسی ملقب بہ عارم' محمد بن عیسیٰ الطباع' یزید بن عبدربہ الجرجسی الحمصی جو اپنے زمانے کے شیخ تھے انہوں نے بھی اسی سال وفات پائی ہے۔

۲۲۵ھ

اس سال بغا الکبیر اور اس کے ساتھ منکجور بھی آیا اس نے امان کے ساتھ اطاعت اختیار کی تھی اور اس سال معتصم نے جعفر بن دینار کو یمن کی نیابت سے معزول کر دیا اور اس سے ناراض ہوا اور ایتاخ کو یمن کا والی بنا دیا اور اسی سال عبداللہ بن طاہر نے مازیار کو بھیجا اور وہ پالان والے خچر پر سوار ہو کر بغداد آیا اور معتصم نے اسے اپنے سامنے ساڑھے چار سو کوڑے مارے اور اسے پانی پلایا حتیٰ کہ وہ مر گیا اور اس نے اسے بابک کے پہلو صلیب دینے کا حکم دیا اور اس نے اپنی مار میں یہ اعتراف کیا کہ افشین اس سے خط و کتابت کیا کرتا تھا اور اسے اطاعت سے دستبرداری کو اچھا کر کے دکھاتا تھا پس معتصم افشین سے ناراض ہو گیا اور اس نے اسے قید کرنے کا حکم دے دیا اور اس نے دار الخلافہ میں اس کے لیے روشن دان کی مانند ایک جگہ بنائی جس میں فقط وہ سما سکتا تھا اور اس نے یہ کام اس وقت کیا جب اسے یقین ہو گیا کہ وہ اس کی مخالفت کرنا چاہتا ہے اور اس کے خلاف بغاوت بھی کرنا چاہتا ہے اور اس نے بلاد خزر کی طرف مسلمانوں کے خلاف کمک طلب کرنے کے لیے جانے کا عزم بھی کیا ہوا ہے۔

پس خلیفہ نے ان سب باتوں سے قبل اسے گرفتار کر لیا اور معتصم نے ایک مجلس منعقد کی جس میں اس کا قاضی احمد بن ابی داؤد معتزلی اور اس کا وزیر محمد بن عبدالملک الزیات اور اس کا نائب اسحاق بن ابراہیم بن مصعب بھی شامل تھے اور اس نے اس مجلس میں افشین پر کچھ باتوں کے الزامات لگائے جو اس امر پر دلالت کرتے تھے کہ وہ اپنے ایرانی اجداد کے دین پر قائم ہے۔ ان میں سے ایک الزام یہ تھا کہ وہ غیر مختون ہے' اس نے عذر کیا کہ وہ اس کی تکلیف سے ڈرتا ہے تو وزیر نے اسے کہا اور وہی لوگوں کے درمیان اس سے مناظرہ کر رہا تھا تو جنگوں میں نیزوں کے ساتھ نیزہ زنی کرتا ہے اور ان کی چوٹ سے خوف نہیں کھاتا اور تو اپنے بدن کے حشفہ کے اوپر کی کھال کے قطع کرنے سے ڈرتا ہے اور دوسرا الزام یہ تھا کہ اس نے دو اشخاص کو جن میں سے ایک امام اور دوسرا مؤذن تھا ہر ایک کو ایک ایک ہزار کوڑا مارا تھا کیونکہ انہوں نے بت خانہ کو گرا کر اسے مسجد بنا لیا تھا اور تیسرا الزام یہ تھا کہ

اس کے پاس کتاب کلیلہ دمنہ مصور صورت میں ہے جس میں کفر پایا جاتا ہے اور وہ جواہر اور سونے سے آراستہ ہے' اس نے عذر کیا کہ وہ اپنے آباء سے اس کا وارث ہوا ہے اور اس نے الزام لگایا کہ اعاجم اس سے خط و کتابت کرتے ہیں اور وہ اپنے خطوط میں اسے لکھتے ہیں تو غلاموں میں سے خداوندوں کا خدا ہے اور وہ ان سے اس کا اعتراف کرواتا ہے وہ عذر کرنے لگا کہ انہیں اس بات کی جرأت اس لیے ہوتی ہے کہ وہ اس خطاب سے اس کے آباؤ اجداد سے خط و کتابت کرتے تھے اور وہ انہیں اس کے ترک کر دینے کا حکم دینے سے ڈرتا ہے کہ اس طرح وہ ان کے نزدیک ذلیل ہو جائے گا۔

وزیر نے اسے کہا تو ہلاک ہو جائے تو نے فرعون کے لیے کیا باقی رہنے دیا ہے جس نے انا ربکم الاعلی کہا تھا اور یہ کہ وہ مازیار سے خط و کتابت کرتا تھا کہ وہ اطاعت کو چھوڑ دے اور یہ کہ وہ قدیم مجوسی دین کی مدد کرنے تک تنگی میں رہے گا اور اسے عربوں کے دین پر غالب کر دے اور وہ گلا گھٹے جانور کے گوشت کو ذبح کیے ہوئے جانور کے گوشت پر ترجیح دیتا تھا اور یہ کہ وہ ہر بدھ وار کو سیاہ بکری منگوا کر اسے تلوار مار کر دو ٹکڑے کر دیتا ہے اور ان دونوں کے درمیان چلتا ہے پھر اسے کھا جاتا ہے' اس موقع پر معتصم نے حکم دیا کہ بغا الکبیر کو ذلیل و رسوا کر کے قید کیا جائے اور وہ کہنے لگا مجھے تم سے یہی توقع تھی۔

اور اس سال عبداللہ بن طاہر' حسن بن افشین اور اس کی بیوی اترجہ بنت اشناس کو سامرا لے گیا اور اس سال محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کروایا اور اس سال اعیان میں سے اصبغ بن الفرج' سعدویہ' شیخ البخاری محمد بن سلام البیکندی' ابوعمر الجرمی اور ایک سخی امیر ابودلف عجلی تمیمی نے وفات پائی۔

سعید بن مسعدہ:

ابوالحسن الاخفش الاوسط البلخی ثم البصری النحوی' آپ نے سیبویہ سے نحو سیکھی اور بہت سی کتابیں تصنیف کیں جن میں ایک کتاب قرآن کے معانی کے بارے میں ہے اور دوسری کتاب الاوسط ہے جو نحو کے بارے میں ہے اور آپ کی ایک کتاب عروض کے بارے میں بھی ہے جس میں آپ نے بحر خبب کا اضافہ کیا ہے اور آپ کو آنکھوں کے چھوٹا ہونے اور نظر کے کمزور ہونے کی وجہ سے اخفش کہتے ہیں اسی طرح آپ ادلغ بھی تھے اور ادلغ اسے کہتے ہیں جس کے دونوں ہونٹ اس کے دانتوں پر جڑتے نہ ہوں اور سب سے پہلے آپ کو اخفش کبیر الوالخطاب عبدالحمید بن عبدالمجید الہجری جو سیبویہ اور ابوعبید کے شیخ تھے کی نسبت سے اخفش صغیر کہا جاتا تھا اور جب علی بن سلیمان نمایاں ہوا اور اخفش لقب رکھا تو سعید بن مسعدہ اوسط اور الہجری' اکبر اور علی بن سلیمان اصغر' اخفش بن گیا اور آپ کی وفات اسی سال میں ہوئی ہے اور بعض کا قول ہے کہ ۲۲۱ھ میں ہوئی ہے۔

الجرمی نحوی:

صالح بن اسحاق بصری' آپ بغداد آئے اور وہاں الفراء سے مناظرہ کیا آپ نے ابوعبیدہ ابوزید اور اصمعی سے نحو سیکھی اور کتابیں تصنیف کیں جن میں کتاب الفرخ بھی ہے یعنی فرخ کتاب سیبویہ آپ فقیہ فاضل ماہر نحوی' لغت کے عالم اور اس کے حافظ دیندار' متقی' اچھے مذہب اور صحیح اعتقاد والے تھے' آپ نے حدیث کی روایت کی ہے' اس بات کو ابن خلکان نے بیان کیا ہے اور آپ سے المبرد نے روایت کی ہے' اسے ابونعیم نے تاریخ اصبہان میں بیان کیا ہے۔

۲۲۶ھ

اس سال کے شعبان میں افشین نے قید خانے میں وفات پائی اور معتصم نے حکم سے اسے صلیب دیا گیا پھر اسے جلا کر اس کی راکھ کو دجلہ میں بکھیر دیا گیا اور اس کے اموال وذخائر پر قبضہ کر لیا گیا اور ان میں انہوں نے سونے اور جواہر سے مرصع بت اور مجوسی دین کی خوبیوں کے بارے میں کتابیں اور بہت سی ایسی چیزیں پائیں جن سے وہ متہم تھا جو اس کے کفر وزندقت پر دلالت کرتی تھیں جن کے باعث اس کا اپنے مجوسی آباء کے دین کی طرف منسوب ہونا متحقق ہو گیا اور اس سال محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کروایا۔

اور اس سال اسحاق القروی' اسماعیل بن ابی اوس' محمد بن داؤد مؤلف تفسیر' غسان بن الربیع امام مسلمؒ کے شیخ یحییٰ بن یحییٰ تمیمی اور محمد بن عبداللہ بن طاہر بن حسین نے وفات پائی۔

ابودلف عجلی:

عیسیٰ بن ادریس بن معقل بن عمیر بن شیخ بن معاویہ بن خزاعی بن عبدالعزیز بن دلف بن جشم بن قیس بن سعد بن عجل بن لجیم امیر ابودلف عجلی جو مامون اور معتصم کا ایک جرنیل تھا اور اسی کی طرف امیر ابونصر بن مالا کو مؤلف کتاب الاکمال منسوب ہوتا ہے' قاضی جلال الدین خطیب دمشق القزوینی کا خیال تھا کہ وہ اس کی اولاد میں سے ہے اور وہ اپنے نسب کو اسی کی طرف بیان کرتا تھا اور یہ ابودلف شریف' سخی اور قابل تعریف آدمی تھا' ہر طرف کے شاعر اس کے پاس آتے تھے اور ابوتمام طائی بھی ان لوگوں میں شامل تھا جو اس کے پاس آتے تھے اور اسے بخشش حاصل کرتے تھے اسے ادب اور گانے میں کمال حاصل تھا اور اس نے کئی کتابیں تصنیف کی ہیں جن میں سیاسۃ الملوک اور ایک کتاب شکار اور بازوں کے متعلق اور ایک کتاب ہتھیاروں کے بارے میں ہے اور بکر بن النطاع شاعر نے اس کے بارے میں کیا خوب کہا ہے:

اے کیمیا اور اس کے علم کے طالب' ابن عیسیٰ کی مدح کرنا سب سے بڑا کیمیا ہے اگر زمین میں صرف ایک درہم ہو اور تو اس کی مدح کرے تو وہ اس درہم کو تجھے دے دے گا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اس شعر پر دس ہزار درہم دیئے اور وہ بڑا دلیر بہادر تھا اور قرض لے کر عطا کرتا تھا اور اس کے باپ نے کرخ شہر کی تعمیر شروع کی اور اسے مکمل کیے بغیر مر گیا اور ابودلف نے اسے مکمل کیا اور اس میں تشیع پایا جاتا تھا اور وہ کہا کرتا تھا جو تشیع میں غلو نہ کرے وہ ولد الزنا ہے اور اس کے بیٹے دلف نے اسے کہا اے میرے باپ میں تیرے مذہب پر نہیں ہوں اس نے کہا خدا کی قسم میں نے تیری ماں کو خریدنے سے قبل اس سے جماع کیا تھا اور یہ اس کا اثر ہے۔

اور ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ اس کے بیٹے نے اپنے باپ کی وفات کے بعد خواب دیکھا کہ ایک آنے والا اس کے پاس آیا اور کہنے لگا امیر کو جواب دو' وہ بیان کرتا ہے میں اس کے ساتھ کھڑا ہو گیا تو اس نے مجھے ایک خوفناک ویران گھر میں داخل کر دیا جس کی دیواریں سیاہ اور چھت اور دروازے بند تھے' پھر اس نے مجھے اس کی کی سیڑھی پر چڑھایا اور ایک بالا خانے میں

داخل کر دیا گیا دیکھتا ہوں کہ اس کی دیواروں پر آگ کا نشان ہے اور اس کی زمین پر راکھ کا نشان ہے اور اس میں میرا باپ برہنہ اور اپنے دونوں گھٹنوں پر اپنا سر رکھے ہوئے ہے اس نے مجھے سوالیہ انداز میں کہا کیا دلف ہے؟ میں نے کہا دلف ہوں تو وہ کہنے لگا:

ہمارے اہل کو اس تکلیف کے متعلق بتا دو جو ہمیں گلا گھونٹ دینے والے برزخ میں پہنچی ہے اور اسے ان سے پوشیدہ نہ رکھو ہم سے ان سب کاموں کے متعلق پوچھا گیا جو ہم نے کیے ہیں میری تنہائی اور جس مصیبت سے مجھے پالا پڑا ہے اس پر رحم کرو۔

پھر اس نے کہا کیا تم سمجھ گئے ہو؟ اس نے کہا ہاں پھر وہ کہنے لگا:۔

جس وقت ہم مرے تھے اگر ہمیں چھوڑ دیا جاتا تو موت ہر زندہ کی راحت ہوتی لیکن جب ہم مر جاتے ہیں تو ہمیں اٹھا دیا جاتا ہے اور اس کے بعد ہم سے ہر چیز کے بارے میں پوچھا جاتا ہے۔

پھر اس نے کہا کیا تم سمجھ گئے ہو؟ میں نے کہا ہاں اور میں بیدار ہو گیا۔

۲۲۷ھ

اس سال سرحدی باشندوں میں سے ایک شخص نے جسے ابوحرب المبرقع الیمانی کہا جاتا تھا شام میں بغاوت کر دی اور اطاعت چھوڑ کر اپنی طرف دعوت دی اور اس کی بغاوت کا سبب یہ تھا کہ ایک فوجی سپاہی نے اس کی غیر حاضری میں اس کے گھر اس کی بیوی کے پاس جانے کا ارادہ کیا تو اس عورت نے اسے روکا اور سپاہی نے اس عورت کے ہاتھ پر مارا اور چوٹ نے اس کی کلائی پر نشان ڈال دیا اور جب اس کا خاوند ابوحرب آیا تو اس نے اسے بتایا تو وہ سپاہی کے پاس گیا اور وہ غافل پڑا تھا سو اس نے اسے قتل کر دیا پھر وہ برقعہ پہن کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر قلعہ بند ہو گیا اور جب کوئی شخص اس کے پاس آتا تو وہ اسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی دعوت دیتا اور سلطان کی مذمت کرتا اور بہت سے کسانوں وغیرہ نے اس کی پیروی اختیار کر لی۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے یہی وہ سفیانی ہے جس کے متعلق بیان ہوا ہے کہ وہ شام پر قبضہ کر لے گا۔ پس اس کا معاملہ بہت بڑھ گیا اور تقریباً ایک لاکھ جانبازوں نے اس کی پیروی کی اور معتصم نے اپنے مرض الموت میں اس کی طرف تقریباً ایک لاکھ جانبازوں کی فوج روانہ کی اور جب معتصم کا امیر اپنے ساتھیوں کے ساتھ آیا تو اس نے انہیں بہت بڑی قوم پایا جو ابوحرب کے اردگرد جمع ہو چکی تھی وہ اس حالت میں اس پر حملہ کرنے سے خوف کھا گیا اور اس نے زمین کے بونے کے دنوں تک انتظار کیا اور لوگ اسے چھوڑ کر اپنی زمینوں پر چلے گئے اور وہ چھوٹی سی جماعت کے ساتھ باقی رہ گیا تو اس نے اس سے جنگ کی اور اسے قید کر لیا اور اس کے اصحاب اسے چھوڑ گئے اور فوج کا امیر رجاء بن ایوب اسے اٹھا کر معتصم کے پاس لے آیا' معتصم نے اسے شام آتے ہی اس کے ساتھ جنگ کرنے میں سستی کرنے پر ملامت کی تو اس نے کہا اس کے ساتھ ایک لاکھ یا اس سے زیادہ آدمی تھے پس وہ مسلسل اس سے ٹال مٹول کرتا رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قابو دے دیا تو اس نے اس پر اس کا شکریہ ادا کیا۔

اور اس سال ۱۸ ربیع الاول کو جمعرات کے روز ابواسحاق محمد المعتصم باللہ بن ہارون الرشید بن المہدی بن المنصور نے وفات پائی۔

معتصم باللہ کے حالات:

امیر المومنین ابواسحاق محمد المعتصم بن ہارون الرشید بن المہدی بن منصور العباسی کو المثمن بھی کہا جاتا ہے اس لیے کہ وہ عباس کا آٹھواں لڑکا تھا اور وہ آپ کی اولاد میں سے آٹھواں خلیفہ تھا اور اس نے آٹھ فتوحات حاصل کیں اور اس نے آٹھ سال آٹھ ماہ آٹھ دن خلافت کی اور بعض نے دو دن بیان کئے ہیں اور وہ ۱۸۰ھ میں شعبان میں پیدا ہوا جو سال کا آٹھواں مہینہ ہے اور اس نے ۴۸ سال کی عمر میں وفات پائی اور اس نے آٹھ بیٹے اور آٹھ بیٹیاں پیچھے چھوڑیں اور وہ اپنے بھائی مامون کی وفات کے پورے آٹھ ماہ بعد آغاز رمضان ۲۱۸ھ میں شام سے بغداد آیا' مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ وہ ان پڑھ تھا اور اچھی طرح لکھ نہ سکتا تھا اور اس کا سبب یہ تھا کہ اس کے ساتھ ایک غلام کاتبوں کے پاس جایا کرتا تھا اور وہ غلام مرگیا تو اس کے باپ رشید نے اسے کہا تیرے غلام نے کیا کیا؟ اس نے کہا وہ مرکر کتابت سے آرام پاگیا ہے رشید نے کہا کتابت سے تیری کراہت اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ تو نے موت کو اس سے راحت کا سبب بنا دیا ہے؟ اے میرے بیٹے قسم بخدا آج کے بعد تو کتابت کے لیے جائے گا۔

پس انہوں نے اسے چھوڑ دیا اور وہ ان پڑھ تھا اور بعض کا قول ہے کہ اس کی تحریر بہت کمزور تھی اور خطیب نے اپنے طریق سے اس کے آباء سے دو منکر حدیثوں کا اسناد کیا ہے ان میں ایک بنوامیہ کی مذمت اور بنوعباس کے خلفاء کی مدح میں ہے اور دوسری جمعرات کے پچھنے لگوانے سے مناہی کے بارے میں ہے اور اس نے اپنی سند سے بحوالہ معتصم بیان کیا ہے کہ شاہ روم نے اسے ایک دھمکی آمیز خط لکھا تو اس نے کاتب سے کہا لکھو میں نے تیرے خط کو پڑھ لیا ہے اور تیرے خطاب کو سمجھ لیا ہے اور اس کے جواب کو تو دیکھے گا سنے گا نہیں اور عنقریب کفار کو علم ہو جائے گا کہ گھر کا انجام کس کے لیے ہوگا۔

خطیب نے بیان کیا ہے کہ معتصم نے ۲۲۳ھ میں بلاد روم سے جنگ کی اور اس نے دشمن پر غالب آکر اسے قتل کیا اور عموریہ کو فتح کر کے اس کے ۳۰ ہزار باشندوں کو قتل کر دیا اور اتنے ہی لوگوں کو قیدی بنا لیا اور اس کے پاس قیدیوں میں ساٹھ جرنیل بھی تھے اور اس نے عموریہ اور اس کے دیگر نواح میں آگ پھینک کر اسے جلا دیا اور اس کے نائب کو عراق لے آیا اور اسی طرح اس کے دروازے کو بھی اپنے ساتھ لے آیا جو آج تک دارالخلافت کے دروازوں میں سے ایک دروازے میں نصب ہے جو محل کی جامع مسجد کے پاس ہے۔

اور قاضی احمد بن داؤد سے روایت ہے کہ آپ نے بیان کیا ہے کہ بسا اوقات معتصم نے اپنی کلائی میری طرف نکالی اور مجھے کہا اے ابوعبداللہ پوری قوت کے ساتھ اسے دانت سے کاٹو اور میں کہتا یا امیر المومنین میرا دل اس بات کو گوارا نہیں کرتا کہ میں آپ کی کلائی کو دانتوں سے کاٹوں' وہ کہتا یہ بات مجھے تکلیف نہیں دیتی اور میں پوری قوت کے ساتھ دانتوں سے کاٹتا اور اس کا اس کے ہاتھ پر کچھ اثر نہ ہوتا اور ایک روز وہ اپنے بھائی کی خلافت کے زمانے میں فوج کے خیموں کے پاس سے گزرا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک عورت کہہ رہی ہے میرا بیٹا' میرا بیٹا' اس نے پوچھا کیا بات ہے؟ وہ کہنے لگی میرے بیٹے کو اس خیمے والے نے پکڑ

معتصم نے اس کے پاس آ کر اسے کہا اس بچے کو چھوڑ دو اس نے انکار کیا تو اس نے اپنے ہاتھ سے اس کے جسم کو پکڑا تو اس نے اپنے ہاتھ کے پیچھے سے اس کی ہڈیوں کی آواز سنی پھر اس نے اسے چھوڑ دیا تو وہ مردہ ہو کر گر پڑا اور اس نے حکم دیا کہ بچہ اس کی ماں کو دے دیا جائے اور جب اس نے خلافت سنبھالی تو وہ بہادر شخص تھا اور جنگ میں بڑا عالی ہمت تھا اور دلوں میں اس کی بڑی ہیبت پائی جاتی تھی وہ صرف جنگ میں خرچ کرنے کا حریص تھا اسے تعمیرات وغیرہ میں خرچ کرنے کا کوئی شوق نہ تھا۔

اور احمد بن ابی داؤد نے بیان کیا ہے کہ معتصم نے میرے ہاتھوں جو صدقہ کیا اور دیا اس کی قیمت ایک کروڑ درہم ہے اور دوسرے مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ معتصم جب غصے ہو جاتا تو اس بات کی بالکل پرواہ نہ کرتا کہ اس نے کسے قتل کیا ہے اور اس نے کیا کیا ہے اور اسحاق بن ابراہیم موصلی نے بیان کیا ہے کہ ایک روز میں معتصم کے پاس آیا تو اس کے پاس اس کی ایک گلوکارہ لونڈی اسے گیت سنا رہی تھی اس نے مجھ سے پوچھا تو نے اسے کیسا پایا ہے؟ میں نے اسے کہا میں نے اسے دیکھا ہے کہ وہ مہارت سے اس پر غالب ہے اور نرمی سے اسے بڑا بنا رہی ہے اور ایک چیز سے نکل کر اس سے بہتر کی طرف جاتی ہے اور اس کی آواز میں چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہیں جو سینوں پر موتیوں کے ہاروں سے اچھے ہیں اس نے کہا خدا کی قسم تو نے اس کی جو صفت کی ہے وہ اس سے اور اس کے گانے سے بہتر ہے پھر اس نے اپنے بیٹے ہارون الواثق سے جو اس کے بعد ولی عہد تھا کہا اس کلام کو سن اور معتصم نے بہت سے ترکوں کو خادم بنایا اور اس کے ترک غلام تقریباً بیس ہزار تھے اور وہ اتنے آلات حرب اور چوپایوں کا مالک تھا کہ کسی دوسرے کو اتنے جانور اور آلات حرب رکھنے کا اتفاق نہیں ہوا اور جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو وہ کہنے لگا (اور جو کچھ انہیں دیا گیا تھا جب وہ اس پر اترانے لگے تو ہم نے انہیں اچانک پکڑ لیا اور وہ مایوس ہو گئے) اور اس نے کہا اگر مجھے علم ہوتا کہ میری عمر تھوڑی ہے تو میں ایسا نہ کرتا اور اس نے کہا میں اس مخلوق کو بتاتا ہوں اور کہنے لگا تدبیریں ختم ہو گئی ہیں اور کوئی تدبیر نہیں رہی اور اس سے روایت کی گئی ہے کہ اس نے اپنے مرض الموت میں کہا اے اللہ میں اپنے سے پہلے بھی تجھ سے ڈرتا تھا اور تجھ سے پہلے میں کسی سے نہیں ڈرتا اور میں تجھ سے امید رکھتا ہوں اور اپنی جانب سے تجھ سے کوئی امید نہیں رکھتا۔

اس کی وفات جمعرات کے روز چاشت کے وقت ۱۷ ربیع الاول ۲۲۷ھ کو سر من رأی میں ہوئی اور اس کی پیدائش دس شعبان ۱۸۰ھ کو ہوئی اور اس نے رجب ۲۱۸ھ میں خلافت سنبھالی اور وہ سفید رنگ، سرخ وسفید داڑھی والا تھا جس کی لمبائی درمیانی تھی اور اس کا رنگ تیز تھا اس کی ماں ام ولد تھی جس کا نام ماردہ تھا اور وہ رشید کے چھ لڑکوں میں سے ایک تھا اور ان میں سے ہر ایک کا نام محمد تھا اور وہ یہ ہیں: ابواسحاق محمد المعتصم، ابوالعباس محمد الامین، ابوعیسیٰ محمد، ابواحمد، ابو یعقوب، ابوایوب، یہ بیان کیا ہے کہ اس کے وزیر محمد بن عبدالملک بن الزیات نے اس کا مرثیہ کہا ہے:

جب انہوں نے تجھے چھپایا اور تجھ پر ہاتھوں نے مٹی ڈالی تو میں نے کہا جاؤ تم دنیا میں کیا ہی اچھے محافظ اور کیا ہی اچھے دین کے مددگار تھے اللہ تعالیٰ اس قوم کی جس نے تیرے جیسے شخص کو کھو دیا ہے ہارون جیسے شخص سے اصلاح کرے۔

اور مروان بن ابی الجنوب جو حفصہ کا بھتیجا تھا نے کہا:

ابواسحاق چاشت کے وقت فوت ہوا تو ہم بھی مر گئے اور شام کو ہم ہارون کے ذریعے زندہ ہو گئے اگر جمعرات ہمارے

ناپسندیدہ امر کو لائی ہے تو جمعرات ہمارے محبوب امر کو بھی لائی ہے۔

ہارون الواثق بن المعتصم کی خلافت:

اس کے باپ کی وفات سے قبل اس کی بیعت ۸ ربیع الاول ۲۲۷ھ کو بدھ کے روز ہوئی اس کی کنیت ابوجعفر ہے اور اس کی ماں ام ولد رومیہ ہے جسے قراطیس کہا جاتا ہے وہ اس سال حج کے ارادے سے روانہ ہوئی اور حیرہ میں فوت ہوگئی اور کوفہ میں داؤد بن عیسیٰ کی حویلی میں دفن ہوئی یہ اس سال کی ۴ ربیع الاول کا واقعہ ہے اور اس سال جعفر بن المعتصم نے لوگوں کو حج کروایا۔

اور اس سال شاہ روم توفیل بن میخائیل نے وفات پائی اس کی مدت حکومت ۱۲ سال تھی اس کے بعد رومیوں نے اس کی بیوی قدروہ کو بادشاہ بنالیا اور اس کا بیٹا میخائیل بن توفیل چھوٹا تھا۔

مشہور درویش حضرت بشر حافی کی وفات:

بشر بن حارث بن عبدالرحمٰن بن عطاء بن ہلال بن ہامان بن عبداللہ المروزی ابونصر درویش جو حافی کے نام سے مشہور ہیں آپ بغداد میں بطور مہمان آئے' ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ کے دادا کا نام الغبور تھا جس نے حضرت علی بن ابی طالب کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا' میں کہتا ہوں آپ ۱۵۰ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے اور وہاں آپ نے حماد بن زید' عبداللہ بن المبارک' ابن مہدی' مالک' ابی بکر بن عیاش وغیرہم سے بہت سی باتوں کا سماع کیا اور آپ سے ایک جماعت نے روایت کی ہے جس میں ابوخیثمہ' زہیر بن حرب' سری سقطی' پھر آپ عبادت میں مشغول ہو گئے اور لوگوں سے الگ ہو گئے اور کوئی حدیث بیان نہ کی اور کئی آئمہ نے آپ کے زہد وعبادت' تقویٰ' قربانی اور تقشف کی تعریف کی ہے' جب حضرت امام احمد کو آپ کی موت کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا آپ کی نظیر صرف عامر بن عبد قیس تھا اور اگر آپ نکاح کرتے تو آپ کا معاملہ مکمل ہو جاتا اور آپ ہی سے ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ آپ نے اپنے بعد اپنا مثل نہیں چھوڑا اور ابراہیم الحربی نے بیان کیا ہے کہ بغداد نے آپ سے بڑھ کر کامل عقل مند اور آپ سے بڑھ کر زبان کی حفاظت کرنے والا پیدا نہیں کیا آپ نے کسی مسلمان کی غیبت نہیں کی اور آپ کے ہر بال میں عقل تھی اور اگر آپکی عقل اہل بغداد میں تقسیم کی جاتی تو وہ عقل مند بن جاتے اور آپ کی عقل میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔

اور کئی لوگوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت بشر شروع شروع میں شاطر تھے اور آپ کی توبہ کا سبب یہ ہے کہ آپ کو حمام کے چولہے سے کاغذ کا ایک ٹکڑا ملا جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوا تھا آپ نے اسے اٹھالیا اور آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر کہا اے میرے آقا آپ کا نام یہاں پڑے ہوئے روندا جاتا ہے پھر آپ ایک عطار کے پاس گئے اور اس سے ایک درہم کی خوشبو خریدی اور اس کاغذ کے ٹکڑے کو لیتھڑا اور اسے اس جگہ رکھ دیا جہاں تک رسائی نہ ہوسکتی تھی' پس اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل کو زندہ کر دیا اور اپنی ہدایت اسے دی اور پھر آپ عابد وزاہد بن گئے۔

آپ کے اقوال:

جس نے دنیا سے محبت کی وہ ذلت کے لیے تیار ہو جائے' حضرت بشر صرف روٹی کھا رہے تھے آپ سے دریافت کیا گیا کیا

آپ کے پاس سالن نہیں؟ آپ نے فرمایا میں عافیت کو یاد کرتا ہوں اور اسے سالن بناتا ہوں' آپ جوتا نہیں پہنتے تھے بلکہ برہنہ پا چلتے تھے ایک روز آپ ایک دروازے پر آئے اور اسے کھٹکھٹایا پوچھا گیا آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا بشر حافی تو ایک چھوٹی سی لڑکی نے آپ سے کہا اگر آپ ایک درہم میں جوتا خرید لیں تو آپ سے حافی کا نام جاتا رہے۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے آپ کے جوتا نہ پہننے کا سبب یہ ہے کہ ایک دفعہ آپ نے ایک موچی کے پاس آئے اور اس سے اپنے جوتے کا تسمہ مانگا اس نے کہا اے فقرا تمہاری وجہ سے لوگوں کو کس قدر کلفت ہے؟ آپ نے اپنے ہاتھ سے جوتا پھینک دیا اور دوسرا اپنے پاؤں سے اتار لیا اور قسم کھائی کہ آپ کبھی جوتا نہیں پہنیں گے۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ کی وفات عاشوراء کے دن ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ رمضان میں بغداد میں ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ مرو میں ہوئی' میں کہتا ہوں صحیح قول یہ ہے کہ آپ کی وفات اس سال بغداد میں ہوئی اور بعض نے آپ کی وفات ۲۲۶ھ میں بیان کی ہے اور پہلا قول اصح ہے واللہ اعلم۔

جب آپ نے وفات پائی تو سب اہل بغداد آپ کے جنازے میں اکٹھے ہوئے' نماز فجر کے بعد آپ کا جنازہ نکالا گیا اور عشاء کے بعد آپ کو قبر میں رکھا گیا اور علی المدائنی اور دیگر ائمہ حدیث آپ کے جنازے میں بلند آوازیں دیتے جاتے تھے' خدا کی قسم آخرت کے شرف سے قبل یہ دنیا کا شرف ہے' روایت کی گئی ہے کہ آپ جس گھر میں رہتے تھے اس میں جنات آپ پر نوحہ کرتے تھے اور ایک شخص نے آپ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اس نے مجھے اور قیامت کے دن تک جو شخص مجھ سے محبت کرے گا اسے بخش دیا ہے اور خطیب نے بیان کیا ہے کہ آپ کی تین بہنیں تھیں' مخہ' مضغہ اور زبدہ اور سب کی سب آپ کی طرح عابدہ' زاہدہ اور تقویٰ شعار تھیں ان میں سے ایک حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے پاس گئی اور کہنے لگی بسا اوقات چراغ بجھ جاتا ہے اور اس میں چاند کی روشنی میں سوت کاتتی ہوں کیا بیع کے وقت مجھ پر لازم ہے کہ میں اس کو اس سے جدا کروں؟ آپ نے فرمایا اگر ان دونوں کے درمیان کوئی فرق ہوتا ہے تو خریدار کے لیے علیحدہ کرو اور ان میں سے ایک نے آپ سے کہا بسا اوقات رات کو ہمارے پاس سے بنی طاہر کی مشعلیں گزرتی ہیں اور ہم سوت کات رہی ہوتی ہیں اور ہم ایک چھلی یا دو چھلیاں یا تین چھلیاں کات لیتی ہیں مجھے اس سے نجات دلائیے آپ نے اسے حکم دیا چونکہ اس پر اس کی مقدار مشتبہ ہے اس لیے وہ سارے سوت کو صدقہ کر دے اور اس نے آپ سے مریض کے کراہنے کے متعلق پوچھا کہ کیا اس میں شکایت پائی جاتی ہے آپ نے فرمایا نہیں وہ تو صرف اللہ کے پاس شکایت ہے پھر وہ باہر چلی گئی تو آپ نے اپنے بیٹے عبداللہ سے فرمایا اے میرے بیٹے اس کے پیچھے جاؤ اور مجھے بتاؤ یہ عورت کون ہے؟ عبداللہ کا بیان ہے میں اس کے پیچھے گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ بشر کے گھر میں داخل ہوگئی اور وہ آپ کی بہن مخہ ہے۔

اور اسی طرح خطیب نے زبدہ سے روایت کی ہے وہ بیان کرتی ہے ایک شب میرا بھائی بشر آیا تو اس نے اپنا ایک پاؤں گھر کے اندر رکھا اور دوسرا باہر رہ گیا اور وہ ساری رات اسی حالت میں رہے حتیٰ کہ صبح ہوگئی آپ سے دریافت کیا گیا آپ رات کو کیا سوچتے رہے آپ نے فرمایا میں بشر نصرانی' بشر یہودی' بشر مجوسی اور اپنے بارے میں سوچتا رہا کیونکہ میرا نام بھی بشر ہے۔ میں

نے اپنے دل میں کہا اللہ کی جانب سے کون سی بات نے میرے لیے سبقت کی ہے کہ اس نے ان کے درمیان سے مجھے اسلام کے لیے چن لیا ہے؟ پس میں نے افضل کے بارے میں سوچا جو اس نے مجھ پر کیا ہے اور میں نے اس بات پر اس کی تعریف کی کہ اس نے اسلام کی طرف میری راہنمائی کی اور اس نے مجھے ان لوگوں میں سے بنایا جن کو اس نے اسلام سے مخصوص کیا ہے اور مجھے اپنے احباب کا لباس پہنایا' ابن عساکر نے آپ کے حالات کو نہایت شاندار طریق سے طوالت بلاملامت کے ساتھ بیان کیا ہے اور اس نے آپ کے اچھے اشعار کو بھی بیان کیا ہے نیز بیان کیا ہے کہ آپ ان ابیات کو بطور مثال پڑھا کرتے تھے۔

تو پانی میں گندگی کو ناپسند کرتا ہے اور اسے پی نہیں سکتا اور تو گناہوں کے حوض سے منہ لگا کر پانی پیتا ہے اور تو لذیذ ترین کھانے کو ترجیح دیتا ہے اور تو پسندیدہ کھانے کے متعلق یہ نہیں بیان کرتا کہ وہ کہاں سے کمایا جاتا ہے اور اے مسکین تو گدیلوں کے اوپر سوتا ہے اور ان کے اندر آگ ہے جو تجھ پر بھڑکتی ہے تو کب تک جہالت سے ہوش میں نہیں آئے گا تو ستر سال سے اپنے دین سے کھیل رہا ہے۔

اور اس سال احمد بن یونس' اسماعیل بن عمرو البجلی' سعید بن منصور مؤلف سنن مشہورہ جن میں تھوڑے لوگ ہی آپ سے مشارکت رکھتے ہیں' محمد بن الصباح دولابی' آپ کے بھی سنن ہیں ابو ولید طیالسی اور ابو الہذیل العلاف المتکلم المعتزلی نے وفات پائی۔ واللہ اعلم۔

۲۲۸ھ

اس سال کے رمضان میں واثق نے امیر شناس کو خلعت دیا اور اسے تاج پہنایا اور اسے جواہرات کے دو ہار پہنائے اور اس سال امیر محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کروایا اور مکہ کے راستے میں لوگوں کے لیے غلہ نہایت مہنگا ہو گیا اور عرفہ میں انہیں شدید گرمی نے تکلیف دی پھر اس کے بعد سخت ٹھنڈک اور بڑی بارش ہوئی اور یہ سب کچھ ایک ہی ساعت میں ہوا اور ان پر منیٰ میں ایسی بارش ہوئی کہ اس کی مثل نہیں دیکھی گئی اور جمرہ عقبہ کے پاس پہاڑ کا ایک ٹکڑا گر پڑا' جس سے حاجیوں کی ایک جماعت مر گئی۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے اس سال ام الحسن المدائنی نے اسحاق بن ابراہیم موصلی کے مکان میں وفات پائی اور حبیب بن اوس طائی ابو تمام شاعر نے بھی وفات پائی۔

ابو تمام طائی شاعر:

مؤلف حماسہ جسے اس نے ہمدان کے وزیر کے گھر میں عورتوں کی فضیلت کے بارے میں جمع کیا ہے اور وہ حبیب بن اوس بن الحارث بن قیس بن الاشج بن یحییٰ ابو تمام الطائی الشاعر الادیب' خطیب نے محمد بن یحییٰ الصولی سے روایت کی ہے کہ اس نے بعض لوگوں سے روایت کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا ابو تمام حبیب بن تدریس النصرانی اور اس کے باپ حبیب نے اس کا نام تدرس کی بجائے اوس رکھا۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ اس کا اصل جاسم بستی ہے جو الجیدور کی عملداری میں طبریہ کے نزدیک ہے اور یہ دمشق میں

ایک جولاہے کے پاس کام کرتا تھا پھر وہ اس کی جوانی میں اسے مصر لے گیا اور ابن خلکان نے یہ بات تاریخ ابن عساکر سے اخذ کی ہے اور ابوتمام نے اس کے حالات ونہایت اچھی طرح بیان کیا ہے خطیب نے بیان کیا ہے کہ وہ شامی الاصل ہے اور وہ اپنی نوعمری میں مصر کی جامع مسجد میں پانی پلاتا تھا پھر اس نے بعض ادباء کی ہم نشینی کی اور ان سے ادب سیکھا اور وہ ذہین وفطین شخص تھا اور وہ شعر کو پسند کرتا تھا اور وہ مسلسل اس کی مشقت برداشت کرتا رہا حتیٰ کہ اس نے شعر کہے اور بہت اچھے کہے اور اس کی شہرت پھیل گئی اور معتصم کو اس کی اطلاع ملی تو وہ اسے سر من رأی میں اپنے پاس لے گیا اور اس نے اس کے متعلق قصائد بنائے اور اس نے اسے انعامات دیئے اور اسے اس کے زمانے کے شعراء پر مقدم کیا اس نے بغداد آ کر ادباء سے ہم نشینی کی اور علماء سے میل جول کیا اور یہ عقل اور حسن اخلاق سے موصوف تھا اور احمد بن ابی طاہر نے احادیث کو اس سے اپنی سند سے روایت کیا ہے' ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ اسے قصائد اور قطعات وغیرہ کے علاوہ عربوں کے چودہ ہزار بحر رجز کے قصائد یاد تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ طئی قبیلے میں تین آدمی ہیں حاتم اپنی سخاوت میں داؤد طائی اپنے زہد میں اور ابوتمام اپنے شعر میں اور اس کے زمانے میں شعراء کی ایک جماعت موجود تھی اور ان کے مشاہیر میں سے ابوالشیص' دعبل اور ابن ابی قیس ہیں اور ابوتمام دین' ادب اور اخلاق کے لحاظ سے ان سب سے بہتر تھا اور اس کے شاندار اشعار میں سے یہ شعر بھی ہیں:

اے سخاوت کے حلیف اور سخاوت کی کان اور اشعار جمع کرنے والوں کے بہتر شخص' کاش تیرا بخار مجھے ہوتا اور تجھے اجر ملتا اور تو بیمار نہ ہوتا اور میں مریض ہوتا۔

اور خطیب نے بحوالہ ابراہیم بن محمد بن عرفہ بیان کیا ہے کہ ابوتمام نے ۲۳۱ھ میں وفات پائی ہے اور یہی قول ابن جریر کا ہے اور بعض سے روایت کی گئی ہے کہ اس نے ۲۳۱ھ میں اور بعض نے اس کی وفات ۲۳۲ھ میں بیان کی ہے واللہ اعلم۔

اس کی وفات موصل میں ہوئی اور اس کی قبر پر ایک گنبد تعمیر کیا گیا اور محمد بن عبدالملک الزیات نے اس کا مرثیہ کہا ہے:

ایک عظیم خبر آئی ہے جس نے اندرونے کو ہلا دیا ہے' لوگوں نے بیان کیا ہے کہ حبیب مر گیا ہے تو میں نے انہیں جواب دیا میں تم کو واسطہ دیتا ہوں اسے طائی نہ بناؤ۔

اور ایک دوسرے شاعر نے کہا ہے:

خاتم الشعراء اور باغ شعر کے تالاب حبیب طائی کے مرنے سے اشعار کو دکھ ہوا ہے وہ دونوں اکٹھے مر گئے ہیں اور ایک گڑھے میں ایک دوسرے کے پڑوسی ہیں اور اس سے قبل وہ زندوں میں بھی ایسے ہی تھے۔

اور الصولی نے ابوتمام کے اشعار کو حروف ابجد کے مطابق جمع کیا ہے' ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ اس نے احمد بن المعتصم کی تعریف کی ہے اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے ابن مامون کے متعلق اپنے قصیدہ میں کہا ہے:

حاتم کی سخاوت میں عمرو کا اقدام اور احنف کا حلم ایاس کی ذہانت کی صورت میں پایا جاتا ہے۔

اور حاضرین میں سے ایک شخص نے اسے کہا کیا امیر المومنین کے متعلق یہ کہتا ہے حالانکہ وہ ان سے بڑی شان والے ہیں؟ اور تو نے زیادہ سے زیادہ یہ کیا ہے کہ انہیں صحرانشین عربوں کے اجڈ لوگوں سے تشبیہ دے دی ہے اس نے سر جھکایا پھر اپنے سر کو

اٹھا کر کہنے لگا:

میں نے سخاوت اور بہادری میں مقتدر لوگوں سے اس کی جو مثال بیان کی ہے اس کا انکار نہ کرو اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے کمتر نور والی چیز جیسے طاقچے اور چراغ سے مثال بیان کی ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ جب انہوں نے قصیدہ لیا تو انہوں نے اس میں یہ دو اشعار نہ پائے اس نے ان دونوں کو ارتجالاً کہا تھا راوی کا بیان ہے اس کے بعد تھوڑا عرصہ ہی زندہ رہا' کہتے ہیں کہ جب اس قصیدہ سے خلیفہ کی تعریف کی تو اس نے اسے موصل عطا کیا۔ اور اس نے وہاں چالیس روز قیام کیا پھر فوت ہو گیا اور یہ قول صحیح نہیں اور نہ اس کی کوئی اصل ہے اگرچہ بعض لوگ اس کے شیفتہ تھے۔ جیسے زمخشری وغیرہ اور ابن عساکر نے اس کے کچھ اشعار بیان کئے ہیں:

اگر رزق عقل کے مطابق ملتے تو بہائم اپنی جاہلیت کی وجہ سے ہلاک ہو جاتے اور کسی مسافر کے لیے مشرق و مغرب اکٹھے نہیں ہوئے اور نہ ہی کسی شخص کی ہتھیلی میں بزرگی اور دراہم اکٹھے ہوئے ہیں۔

پھر وہ کہتا ہے:

جب میں علم پر غیرت نہ کروں تو میں غیر ان مقام پر اس کے بونے کے بغیر ہی پیدا ہوا ہوں' وہ تیس سال سے میرے دل کا لبیب ہے اور میرے ہم و غم کو دور کرنے والا ہے۔

اور اسی سال ابونصر فارابی' العبسی' ابوالجہم' مسدد' داؤد بن عمر الضبی اور یحییٰ بن عبدالحمید الحمانی نے وفات پائی۔

۲۲۹ھ

اس سال واثق نے کونسلوں کے افیسرز کو ان کی خیانت کے ظاہر ہو جانے اور اپنے امور میں تجاوز کرنے کے باعث سزا دینے' مارنے اور ان سے مال چھین لینے کا حکم دیا' ان میں سے بعض کو ایک ہزار یا اس سے کم و بیش کوڑے مارے اور بعض سے اس نے ایک ایک کروڑ یا اس سے کم دینار لئے اور وزیر محمد بن عبدالملک نے دیگر پولیس افسروں کے کھلم کھلا عداوت کی اور ان پر ظلم کیا گیا اور انہیں قید کیا گیا اور انہیں عظیم مصیبت اور بڑی مشقت سے پالا پڑا اور اسحاق بن ابراہیم ان کے معاملے میں غور کرنے کے لیے بیٹھا اور انہیں لوگوں کے سامنے سیدھا کھڑا کیا گیا اور ان کی اور کونسلوں کی بڑی رسوائی ہوئی اور اس کا سبب یہ ہوا کہ ایک شب واثق دارالخلافت میں بیٹھا اور وہ بھی اس کے پاس داستان سرائی کرنے بیٹھ گئے اور اس نے پوچھا کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات کو جانتا ہے کہ میرے دادا رشید نے برامکہ کو کس وجہ سے سزا دی تھی؟ بعض حاضرین نے کہا ہاں یا امیرالمومنین اس کا سبب یہ تھا کہ رشید کے سامنے ایک لونڈی کو پیش کیا گیا جس کے حسن و جمال نے اسے حیرت میں ڈال دیا اور اس نے اس کے مالک سے اس کا سودا کیا اور اس نے کہا یا امیرالمومنین میں نے قسم کھائی ہے کہ میں اسے ایک لاکھ دینار سے کم میں فروخت نہیں کروں گا' اس نے اسے ایک لاکھ دینار کے عوض میں خرید لیا اور وزیر یحییٰ بن خالد کو پیغام بھیجا کہ وہ بیت المال سے اس کے پاس مال بھیج دے اس نے عذر کیا کہ اس کے پاس دینار نہیں ہیں' رشید نے اسے زجر و توبیخ کرتے ہوئے پیغام بھیجا کیا بیت المال میں ایک لاکھ دینار بھی نہیں

اور اس نے ان کے مطالبہ میں اصرار کیا تو یحییٰ بن خالد نے کہا اس کی طرف دراہم بھیج دو تا کہ وہ انہیں زیادہ سمجھے اور شاید وہ لونڈی کو واپس کر دے پس انہوں نے ایک لاکھ دینار کے بدلے دراہم بھیج دیئے اور انہیں رشید کے راستے میں رکھ دیا جب کہ وہ نماز کو جا رہا تھا اور جب وہ اس کے پاس سے گزرا تو اس نے دراہم کا ایک ڈھیر دیکھا' اس نے پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا لونڈی کی قیمت ہے اس نے اسے زیادہ سمجھا اور ایک خادم کو اسے دارالخلافت میں جمع کر دینے کا حکم دیا اور اسے ذخائر میں مال کا جمع ہونا اسے پسند آیا پھر اس نے بیت المال کے اموال کی ٹوہ لگانی شروع کر دی تو اسے پتہ چلا کہ برامکہ نے ان کو خرچ کر دیا ہے پس وہ ان کے متعلق ارادے کرنے لگا اور کبھی وہ انہیں گرفتار اور ہلاک کرنا چاہتا اور کبھی ان سے رک جاتا حتیٰ کہ ایک رات کو ایک شخص نے جسے ابوالعور کہا جاتا تھا اس سے گفتگو کی اور اس نے فوراً اسے تیس ہزار دراہم دیئے اور اس نے یحییٰ بن خالد بن برمک کے پاس جا کر دراہم کا مطالبہ کیا تو وہ طویل مدت تک اس سے ٹال مٹول کرتا رہا اور جب ایک شب رات کی گفتگو میں ابوالعور' رشید کے پاس تھا اس نے عمر بن ابی ربیعہ کے شعر میں رشید کے سامنے یہ بات پیش کی:

ہند نے وعدہ کیا اور وہ وعدہ کرنے کی نہیں' کاش ہند وہ وعدہ پورا کرے جو اس نے ہم سے کیا ہے اور اس نے ایک دفعہ کام کیا ہے اور عاجز وہ ہے جو کام کو پورا نہ کرے۔

رشید اس کے شعر کو دہرانے لگا کہ عاجز وہ ہے جو کام کو پورا نہ کرے اور یہ شعر اسے حیرت میں ڈالنے لگا جب صبح ہوئی تو یحییٰ بن خالد اس کے پاس آیا تو رشید نے اسے یہ دو شعر سنائے اور وہ بھی ان کی تحسین کرنے لگا اور یحییٰ بن خالد اس بات کو سمجھ گیا اور خوفزدہ ہو گیا اس نے پوچھا کہ یہ اشعار رشید کو کس نے سنائے ہیں؟ اسے بتایا گیا کہ ابوالعور نے' اس نے اسے پیغام بھیجا اور اسے تیس ہزار درہم دیئے اور اپنی طرف سے بھی اسے بیس ہزار درہم دیئے اور اسی طرح اس کے بیٹوں فضل اور جعفر نے بھی اسے درہم دیئے اور ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ رشید نے برامکہ کو پکڑ لیا اور ان کا جو معاملہ ہوا سو ہوا۔

جب واثق نے یہ اشعار سنے تو ان اشعار نے اسے بھی حیرت میں ڈال دیا اور وہ شاعر کے شعر کو دہرانے لگا کہ عاجز وہ ہے جو کام کو پورا نہ کرے۔ پھر اس نے یک بیک کاتبوں کو پکڑ لیا اور اس کے بعد کونسلوں کا ارادہ کیا اور ان سے بہت سے اموال چھین لیے اور اس سال گزشتہ سال کے امیر نے لوگوں کو حج کروایا اور گزشتہ دو سالوں میں بھی وہ امیر الحجاج تھا۔

اور اس سال مشہور قاری خلف بن ہشام البزار' عبداللہ بن محمد السندی' امام اہل سنت نعیم بن حماد خزاعی (آپ پہلے جہمیہ کے اکابر میں سے تھے اور آپ کی سنن وغیرہ کے متعلق تصانیف بھی ہیں بشار بن عبداللہ جس کی طرف نقل کی ہوئی جھوٹی کتاب منسوب ہے یا اسے اس نے بنایا ہے لیکن اس کا اسناد اس تک بلند ہے لیکن وہ موضع ہے) نے وفات پائی۔

۲۳۰ھ

اس سال کے جمادی میں بنو سلیم نے مدینہ نبویہ کے اردگرد خروج کیا اور زمین میں فساد برپا کر دیا اور مسافروں کو خوفزدہ کیا اور اہل مدینہ نے ان کے ساتھ جنگ کی اور انہوں نے باشندگان مدینہ کو شکست دی اور مکہ کے درمیان جو گھاٹ اور بستیاں تھیں ان پر قابض ہو گئے' پس واثق نے بغا الکبیر ابوموسیٰ ترکی کو ایک فوج کے ساتھ ان کے مقابلہ میں بھیجا اور اس نے شعبان میں ان سے جنگ کی اور ان کے پچاس سواروں کو قتل کر دیا اور کچھ کو قیدی بنا لیا اور ان کے باقی ماندہ لوگ شکست کھا گئے اور اس نے انہیں امان کی دعوت دی اور یہ کہ وہ امیر المومنین کے فیصلہ کو تسلیم کریں سو ان میں سے بہت سے لوگ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور وہ انہیں مدینہ لے آیا اور ان کے سرداروں کو یزید بن معاویہ کی حویلی میں قید کر دیا اور اس سال حج کو چلا گیا اور حج کے اجتماع میں عراق کا نائب اسحاق بن ابراہیم بن مصعب بھی اس کے ساتھ شامل ہوا اور اس سال محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کروایا۔

عبداللہ بن طاہر بن حسین کی وفات:

اس سال خراسان اور اس کے اردگرد کے علاقوں کے نائب عبداللہ بن طاہر بن حسین نے وفات پائی اور ہر سال اس کے قبضے میں جو خراج ہوتا تھا وہ ۴۸ کروڑ درہم تھا' پس واثق نے اس کی جگہ اس کے بیٹے طاہر کو نائب بنا دیا اور اس سے نو دن قبل اشناس ترکی نے ۱۱ ربیع الاول ۲۳۰ھ کو سوموار کے روز وفات پائی اور ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ اس نے ۲۲۸ھ میں مرو میں وفات پائی ہے اور بعض نے نیشاپور میں وفات پانا بیان کیا ہے وہ سخی سردار تھا اور اچھا شاعر تھا' اس نے ۲۲۰ھ کے بعد مصر کی نیابت سنبھالی اور وزیر ابوالقاسم المغربی نے بیان کیا ہے کہ مصر کے عبدالادی خربوزے اسی عبداللہ بن طاہر کی طرف منسوب ہیں' ابن خاکان نے بیان کیا ہے اس لیے کہ وہ انہیں سمجھتا تھا اور بعض کا قول ہے کہ وہ خربوزے اس کی طرف اس لیے منسوب ہیں کہ سب سے پہلے اسی نے انہیں کاشت کیا تھا واللہ اعلم۔

اور اس کے اچھے اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں:

میری لغزش کو بخش دے تا کہ تو میرے شک کو محفوظ کر لے اور میرا اجر تجھے کھو نہ دے مجھے عذر اختیار کرنے کے سپرد نہ کر شائد میں اپنے عذر پر قائم نہ رہوں۔

نیز وہ کہتا ہے:

ہم دست عشق کے مطیع ہیں ہمیں آنکھیں شکار کرتی ہیں حالانکہ ہمارا حال یہ ہے کہ ہم شیروں کو شکار کرتے ہیں ہم شکار کے مالک ہیں پھر چمکدار تلواریں ہمیں آنکھوں اور رخساروں کا مالک بنا دیتی ہیں' ہماری ناراضگی سے شیر بھی ڈرتے ہیں اور جب ہرنی کا بچہ بیٹھنے کا اظہار کرتا ہے تو ہم اس کے گرنے سے ڈرتے ہیں تو ہمیں جنگ کے روز آزاد دیکھے گا اور صلح کے زمانے میں خوبصورت عورتوں کا غلام پائے گا۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ وہ خزاعی تھا اور طلحۃ الطلحات خزاعی کے غلاموں (موالی) سے تھا۔ اور ابوتمام اس کی مدح

کیا کرتا تھا اور وہ ایک دفعہ اس کے پاس آیا تو اس نے ہمدان کے نمک سے اس کی مہمان نوازی کی اور اس نے اپنی ایک بیوی کے ہاں اس کے لیے کتاب الحماسہ تصنیف کی اور جب مامون نے اسے مصر و شام کی نیابت دی تو وہ اس کی طرف گیا اور اس نے دیار مصر کے متعلق اسے حکم دیا تو وہ انہیں اس کے پاس لے گیا اور وہ راستے کے دوران ہی تین کروڑ دینار تھے اور اس نے اس سب کو ایک ہی مجلس میں تقسیم کر دیا اور جب وہ مصر کے سامنے آیا تو اس نے اسے دیکھ کر اسے حقیر سمجھا اور کہنے لگا اللہ فرعون کا برا کرے وہ کس قدر ذلیل اور پست ہمت تھا جس نے اس بستی کی حکومت کو بڑا سمجھا اور اس پر فخر کیا اور کہنے لگا انا ربکم الاعلی نیز اس نے کہاالیس لی ملك مصر (کیا میرے پاس مصر کی حکومت نہیں) اور اگر وہ بغداد وغیرہ کو دیکھتا تو اس کا کیا حال ہوتا۔

اور اس سال علی بن جعد الجوہری' واقدی کے کاتب اور کتاب الطبقات کے مؤلف محمد بن سعد اور سعید بن محمد الجرمی نے وفات پائی۔

۲۳۱ھ

اس سال امیر خاقان خادم کے ہاتھوں ان مسلمان قیدیوں کا فدیہ دیا گیا جو رومیوں کے قبضے میں تھے اور یہ کام اس سال کے محرم میں ہوا اور قیدیوں کی تعداد چار ہزار تین سو باسٹھ تھی اور اسی سال احمد بن نصر خزاعی رحمۃ اللہ واکرم مثواہ قتل ہوا۔

اور اس کا سبب یہ تھا کہ اس شخص یعنی احمد بن نصر بن مالک بن الہشیم خزاعی کا دادا مالک بن الہشیم بنوعباس کی حکومت کے بڑے داعیوں میں سے تھا جنہوں نے اس کے بیٹے کو قتل کیا تھا اور اس احمد بن نصر کو بڑی وجاہت اور سرداری حاصل تھی اور اس کے باپ نصر بن مالک کے پاس اہل حدیث آیا کرتے تھے اور عوام نے ۲۰۱ھ میں جب مامون کی بغداد سے غیر حاضری کے دوران فریب کاروں اور بدکاروں کی کثرت ہوگئی تھی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' امرونہی کے قیام کے لیے اس کی بیعت کر لی تھی اور بغداد میں سویقۃ نصر (نصر کا بازار) اسی کے نام سے مشہور ہے اور یہ احمد' صاحب علم' دین دار' نیک کام کرنے والے اور بھلائی کے کاموں میں کوشش کرنے والے لوگوں میں سے تھا اور اہل سنت کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے ائمہ میں سے تھا اور اس قول کی طرف دعوت دینے والے لوگوں میں سے تھا کہ قرآن نازل شدہ کلام اللہ ہے اور غیر مخلوق ہے اور واثق' خلق قرآن کا بڑی سختی سے قائل تھا اور دن رات' پوشیدہ اور اعلانیہ اس کی طرف توجہ دیتا تھا جیسا کہ اس سے قبل اس کا باپ اور اس کا چچا مامون بغیر کسی دلیل اور برہان اور بغیر کسی حجت و بیان اور سنت و قرآن کے بغیر اس قول پر اعتماد کرتا تھا۔

پس یہ احمد بن نصر کھڑا ہو کر دعوت الی اللہ کرنے لگا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی بھی دعوت دینے لگا اور اس بات کی طرف بھی دعوت دینے لگا کہ قرآن نازل شدہ کلام اللہ ہے اور غیر مخلوق ہے اسی طرح اس نے بہت سی باتوں کی طرف لوگوں کو دعوت دی اور اہل بغداد کی ایک جماعت نے اس پر اتفاق کر لیا اور ہزاروں کی تعداد میں لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے اور احمد بن نصر کی طرف سے دعوت دینے کے لیے دو شخص اٹھ کھڑے ہوئے ان میں سے ایک ابو ہارون السراج تھا جو شرقی جانب کو دعوت دیتا تھا اور دوسرے کو طالب کہتے تھے جو غربی جانب کو دعوت دیتا تھا پس ہزارہا مخلوق اور بہت سی جماعتیں اس کے پاس اکٹھی ہو گئیں

اور جب اس سال کا ماہ شعبان آیا تو خفیہ طور پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے قیام کے لیے اور سلطان کی بدعت اور خلق قرآن کے قول کی طرف اس کی دعوت کے باعث اس کے خلاف خروج کرنے کے لیے احمد بن نصر خزاعی کی بیعت مرتب ہوئی نیز جن معاصی اور فواحش کا ارتکاب وہ اس کے امراء اور خواص کرتے تھے اس کی وجہ سے بھی اس کے خلاف خروج کرنے کی بیعت ہوئی۔ انہوں نے طے کیا کہ شعبان کی تیسری رات جو جمعہ کی رات تھی کوطبل بجایا جائے اور بیعت کنندگان اس جگہ جمع ہو جائیں جس پر انہوں نے اتفاق کیا اور طالب اور ابو ہارون نے اپنے اصحاب میں ایک ایک دینار خرچ کیا اور جن لوگوں کو انہوں نے ایک ایک دینار دیا ان میں بنی اشرس کے دو شخص بھی تھے جو شراب نوشی کیا کرتے تھے اور جب جمعرات کی رات آئی تو ان دونوں نے اپنے اصحاب میں شراب پی اور خیال کیا کہ یہی رات وعدہ کی رات ہے حالانکہ یہ اس سے پہلی رات تھی وہ دونوں اٹھ کر رات کو طبل بجانے لگے تا کہ لوگ ان کے پاس اکٹھے ہو جائیں مگر کوئی شخص نہ آیا اور نظام درہم برہم ہو گیا اور رات کو محافظوں نے بھی سن لیا اور انہوں نے نائب سلطنت محمد بن ابراہیم بن مصعب کو اطلاع کر دی جو اپنے بھائی اسحاق بن ابراہیم کی بغداد سے غیر حاضری کے دوران اس کا نائب تھا' لوگوں نے دیوانگی کی حالت میں صبح کی اور نائب سلطنت نے ان دونوں اشخاص کے حاضر کرنے کی کوشش کی۔ انہیں حاضر کیا گیا تو اس نے ان دونوں کو سزا دی اور ان دونوں نے احمد بن نصر کے متعلق اعتراف کیا۔

پس اس نے اسے تلاش کیا اور اس کے خادم کو پکڑ لیا اور اس سے تحقیق کی تو اس نے بھی وہی اعتراف کیا جو ان دونوں اشخاص نے کیا تھا اور اس نے احمد کے سرکردہ اصحاب کی ایک جماعت کو اس کے ساتھ اکٹھا کر کے خلیفہ کے پاس سرمن رأی بھجوا دیا یہ شعبان کے آخر کا واقعہ ہے اور اس نے اپنے اعیان کی ایک جماعت کو بلایا اور قاضی احمد بن ابی داؤد معتزلی بھی آیا اور اس نے احمد بن نصر کو بلایا اور اس نے احمد بن نصر پر کوئی ناراضگی ظاہر نہ کی اور جب احمد کو واثق کے سامنے کھڑا کیا گیا تو اس نے عوام سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وغیرہ کی بیعت لینے پر اسے کوئی ملامت نہ کی بلکہ ان سب باتوں سے اعراض کیا اور اسے پوچھا قرآن کے بارے میں تیری کیا رائے ہے اس نے کہا وہ کلام اللہ ہے اس نے پوچھا کیا وہ مخلوق ہے؟ اس نے کہا وہ کلام اللہ ہے اور احمد بن نصر نے مردانہ وار اپنے آپ کو قتل کے لیے پیش کر دیا اور اپنی جان کو فروخت کر دیا اور حاضر ہو گیا اور اس نے خوشبو لگائی اور پوڈر لگایا اور اپنی شرمگاہ پر مضبوطی سے پردے کے لیے کپڑا باندھ دیا اور اس نے آپ سے پوچھا آپ کا اپنے رب کے بارے میں کیا خیال ہے کیا آپ اسے قیامت کے روز دیکھیں گے؟ آپ نے کہا یا امیر المومنین اس کے متعلق قرآن واحادیث میں بیان ہوا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَجُوْهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴾ .

اس روز چہرے تروتازہ ہوں گے اور اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

''بلاشبہ تم اپنے رب کی یوں دیکھو گے جیسے تم اس چاند کو دیکھتے ہو اور تم اس کی دید میں شبہ نہیں کرتے''۔

پس ہم اس حدیث پر قائم ہیں خطیب نے یہ اضافہ کیا ہے کہ واثق نے کہا تو ہلاک ہو جائے کیا اسے اس طرح دیکھا جائے گا

جیسے محدود مجسم کو دیکھا جاتا ہے اور جسے جگہ گھیر لیتی ہے اور آنکھ جس کا حصر کر لیتی ہے؟ میں اس رب کا انکار کرتا ہوں جس کی یہ صفت ہے۔

میں کہتا ہوں جو بات واثق نے کہی ہے جائز نہیں ہے اور نہ اس سے صحیح حدیث کو رد کیا جا سکتا ہے۔ واللہ اعلم۔ پھر احمد بن نصر نے واثق سے کہا مجھ سے سفیان نے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ

''ابن آدم کا دل اللہ تعالیٰ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں میں ہے وہ جس طرح چاہتا ہے اسے پھیر دیتا ہے''۔

اور حضرت نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے:

''اے دلوں کے پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر قائم رکھ۔

اسحاق بن ابراہیم نے آپ سے کہا تو ہلاک ہو جائے دیکھ تو کیا کہہ رہا ہے؟ آپ نے فرمایا تو نے ہی مجھے اس کا حکم دیا ہے تو اسحاق اس بات سے ڈر گیا اور کہنے لگا میں نے آپ کو حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں تو نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس کی خیر خواہی کروں' واثق نے ان لوگوں سے جو اس کے اردگرد تھے کہا تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ تو لوگوں نے آپ کے بارے میں بہت باتیں کیں' عبدالرحمٰن بن اسحاق جو مغربی جانب کا معزول قاضی تھا اور اس سے قبل احمد بن نصر سے محبت رکھتا تھا نے کہا یا امیر المومنین اس کا خون حلال ہے اور احمد بن ابی داؤد کے دوست ابوعبداللہ ارمنی نے کہا یا امیر المومنین مجھے اس کا خون پلا دیجئے' واثق نے کہا ضرور ہے کوتو جو چاہتا ہے یہ اس کام کو کر دے اور ابن ابی داؤد نے کہا یہ کافر ہے اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے شاید اسے کوئی بیماری یا عقل کا نقص ہو' واثق نے کہا جب تم مجھے اس کے پاس جاتا دیکھو تو کوئی شخص میرے ساتھ کھڑا نہ ہو میں اپنی خطاؤں کا ثواب حاصل کر رہا ہوں پھر وہ صمصامہ کے ساتھ آپ کے پاس گیا اور عمرو بن معدیکرب زبیدی کی تلوار تھی جو موسیٰ ہادی کو اس کے ایام خلافت میں تحفتاً دی گئی تھی اور وہ چوڑی اور خراب شدہ تلوار تھی جسے نیچے سے میخوں سے مضبوط کیا گیا تھا اور جب وہ آپ کے پاس پہنچا تو اس نے وہ تلوار آپ کے کندھے پر ماری اور آپ رسیوں سے بندھے ہوئے تھے اور آپ کو چمڑے کے فرش پر کھڑا کیا گیا تھا پھر اس نے دوسری ضرب آپ کے سر پر لگائی پھر اس نے آپ کے پیٹ میں صمصامہ سے چوٹ لگائی تو آپ چمڑے کے فرش پر مردہ ہو کر گر پڑے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون' رحمہ اللّٰہ وعفا عنہ۔

پھر سیما دمشقی نے اپنی تلوار سونتی اور آپ کی گردن پر تلوار ماری اور آپ کا سر کاٹ لیا اور آپ کو چوڑے انداز میں اٹھا کر اس باڑے میں لے آیا جس میں بابک خرمی تھا اور اس میں آپ کو صلیب دیا گیا اور آپ کے پاؤں میں دو بیڑیاں تھیں اور آپ شلوار قمیص پہنے ہوئے تھے اور آپ کے سر کو بغداد لا کر شرقی جانب میں کئی دن تک نصب رکھا گیا اور غربی جانب بھی نصب رکھا گیا اور رات دن محافظ آپ کے پاس رہتے تھے اور آپ کے کان میں کاغذ کا ایک پرزہ تھا جس میں لکھا تھا یہ کافر' مشرک اور گمراہ احمد بن نصر خزاعی کا سر ہے جو عبداللہ ہارون امام واثق باللہ امیر المومنین کے ہاتھوں قتل ہوا ہے اس سے قبل واثق نے اس پر خلق قرآن کے مسئلہ میں حجت قائم کی اور تشبیہ کی نفی کی اور اس کو توبہ کی پیشکش کی اور حق کی طرف رجوع کرنے کا موقع دیا مگر اس نے معاندت اور تصریح کے سوا ہر بات سے انکار کیا' پس اس خدا کا شکر ہے جو کفر کی وجہ سے اپنے دوزخ اور عذاب کی دردناکی کی طرف جلد لے گیا ہے اور امیر المومنین نے اس وجہ سے اس کے خون کو حلال قرار دیا ہے اور اس پر لعنت کی ہے۔

پھر واثق نے آپ کے سرکردہ اصحاب کو تلاش کرنے کا حکم دیا اور اس نے ان میں سے تقریباً ۲۹ آدمیوں کو پکڑ لیا اور انہیں قید خانوں میں ڈال دیا گیا اور ان کو ظالموں کا نام دیا گیا اور ہر کسی کو ان کی ملاقات سے روک دیا گیا اور انہیں لوہے کی بیڑیاں ڈال دی گئیں اور قیدیوں کو جو رسد ملتی تھی وہ بھی انہیں نہ دی گئی اور یہ ایک ظلم عظیم ہے۔

اور احمد بن نصر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے اکابر علماء میں سے تھے اور آپ نے حماد بن زید سفیان بن عیینہ اور ہاشم بن بشیر سے حدیث کا سماع کیا اور آپ کے پاس ان کی سب تصانیف تھیں اور آپ نے حضرت امام مالکؒ بن انس سے بھی جید احادیث کا سماع کیا اور آپ نے اپنی بہت سی احادیث کو بیان نہیں کیا اور آپ سے احمد بن ابراہیم الدروقی اور ان کے بھائی یعقوب بن ابراہیم اور یحییٰ بن معین نے روایت کی ہے' ایک روز یحییٰ بن معین نے آپ کا ذکر کیا اور آپ کے لیے رحم کی دعا کی اور فرمایا خدا تعالیٰ نے شہادت پر آپ کا خاتمہ کیا ہے' آپ حدیث بیان نہیں کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے میں اس کا اہل نہیں ہوں اور یحییٰ بن معین نے آپ کی نہایت اچھی تعریف کی ہے اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے ایک روز آپ کا ذکر کیا اور فرمایا اللہ آپ پر رحم فرمائے آپ راہ خدا میں جان دینے میں کس قدر فیاض تھے آپ نے اس کے لیے اپنی جان دے دی ہے اور جعفر بن محمد الصائغ نے بیان کیا ہے میری دونوں آنکھوں نے دیکھا ہے اگر ایسا نہیں تو وہ پھوٹ جائیں اور میرے دونوں کانوں نے سنا ہے اگر ایسا نہیں تو وہ بہرے ہو جائیں جب احمد بن نصر کو قتل کیا گیا تو آپ کا سر لا الہ الا اللہ کہہ رہا تھا اور بعض لوگوں نے جب کہ آپ تنے پر مصلوب تھے آپ سے سنا ہے آپ کا سر پڑھ رہا تھا:

﴿ الٓمٓ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ﴾.

کیا لوگوں نے خیال کر لیا ہے کہ انہیں یہ کہہ دینے سے کہ ہم ایمان لائے ہیں انہیں چھوڑ دیا جائے گا اور ان کی آزمائش نہ ہوگی''۔

راوی بیان کرتا ہے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور ایک شخص نے آپ کو خواب میں دیکھا تو اس نے آپ سے پوچھا آپ کے رب نے آپ سے کیا سلوک کیا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ صرف نیند کی جھپکی تھی کہ میں نے اللہ سے ملاقات کی اور وہ مسکراتا ہوا میرے پاس آیا اور ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے یہ سب اس تنے کے پاس سے گزرے جس پر احمد بن نصر کا سر تھا اور جب وہ اس کے پاس سے گزر گئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے روئے مبارک کو اس سے پھیر لیا' آپ سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ کیا بات ہے کہ آپ نے احمد بن نصر سے منہ پھیر لیا ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے اس سے شرم کی وجہ سے منہ پھیرا ہے جس شخص نے اسے قتل کیا ہے وہ اپنے آپ کو میرے اہل بیت میں خیال کرتا ہے۔

اور اس سال کی ۲۸ شعبان بروز جمعرات سے لے کر عید الفطر کے ایک یا دو دن بعد تک آپ کا سر مسلسل مصلوب رہا اور آپ کے سر اور جثہ کو اکٹھا کر کے بغداد کی مشرقی جانب اس قبرستان میں دفن کر دیا گیا جو مقبرہ مالکیہ کے نام سے مشہور ہے اور یہ متوکل علی اللہ کے حکم سے ہوا جس نے اپنے بھائی واثق کے بعد خلافت سنبھالی اور عبدالعزیز یحییٰ کنانی' مؤلف کتاب الحیدہ متوکل

کے پاس آیا اور متوکل بہترین خلفاء میں سے تھا اس لیے کہ اس نے اپنے بھائی واثق اور اپنے باپ معتصم اور اپنے چچا مامون کے برخلاف اہل سنت سے بہت اچھا سلوک کیا بلاشبہ انہوں نے اہل سنت کو دکھ دیا اور معتزلہ وغیرہ میں سے اہل بدعت کو ضال کو قریب کیا اس نے حکم دیا کہ احمد بن نصر کے جسد کو اتار کر دفن کر دیا جائے سو ایسے ہی کیا گیا اور متوکل' حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا بہت زیادہ احترام کرتا تھا جیسا کہ اس کی تفصیل اپنے موقع پر بیان ہوگی حاصل کلام یہ کہ مولف کتاب الجید عبدالعزیز نے متوکل سے کہا یاامیر المومنین میں نے واثق کے معاملے سے حیران کن بات نہیں دیکھی یا نہیں دیکھی گئی اس نے احمد بن نصر کو قتل کیا اور آپ کی زبان قرآن پڑھ رہی تھی حتیٰ کہ آپ کو دفن کر دیا گیا متوکل اس کی گفتگو سے خوفزدہ ہو گیا اور جو کچھ اس نے اپنے بھائی واثق کے متعلق سنا اسے اس سے دکھ ہوا اور جب وزیر محمد بن عبدالملک بن ادیات اس کے پاس آیا تو متوکل نے اسے کہا میرے دل میں احمد بن نصر کے قتل کے متعلق کچھ خلجان پایا جاتا ہے اس نے کہا یاامیر المومنین اللہ مجھے آگ سے جلا دے امیر المومنین نے اسے کافر ہونے کی حالت میں قتل کیا ہے اور ہرثمہ اس کے پاس آیا تو اس نے اس بارے میں اس سے بات کی تو اس نے کہا اللہ تعالیٰ میرا عضو عضو قطع کر دے' اس نے کافر ہونے کی حالت میں اسے قتل کیا ہے اور قاضی احمد بن داؤد اس کے پاس آیا تو اس نے اسے بھی اس قسم کی بات کہی تو اس نے کہا اللہ مجھے فالج کر دے' واثق نے اسے کافر ہونے کی حالت میں قتل کیا ہے' متوکل نے کہا ابن الزیات کو میں آگ سے جلاؤں گا اور ہرثمہ بھاگ گیا اور خزاعہ کے ایک قبیلہ کے پاس سے گزرا تو قبیلے کے ایک شخص نے اسے پہچان لیا اور کہنے لگا اے خزاعہ کی جماعت اس شخص نے تمہارے عم زاد احمد بن نصر کو قتل کیا ہے پس انہوں نے اسے کاٹ کر رکھ دیا اور اس کا ایک ایک عضو کاٹ دیا اور ابن ابی داؤد کو اللہ تعالیٰ نے اس کی کھال میں قید کر دیا یعنی اسے فالج ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اس کی موت سے چار سال قبل فالج کر دیا اور اس کے صلبی مال سے بہت سارا مال لے لیا گیا جیسا کہ اس کی تفصیل اپنے موقع پر آئے گی۔

اور ابوداؤد نے کتاب المسائل میں احمد بن ابراہیم الدروتی سے بحوالہ احمد بن نصر روایت کی ہے' آپ بیان کرتے ہیں میں نے سفیان بن عیینہ سے پوچھا دل اللہ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہے اور اللہ اس شخص پر ہنستا ہے جو اسے بازاروں میں یاد کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا اس روایت کو جیسے بیان ہوئی ہے بلا کیف روایت کر دو۔

اور اس سال واثق نے حج کا ارادہ کیا اور اس کے لیے تیار ہوا تو اسے بتایا گیا کہ راستے میں پانی تھوڑا ہے تو اس نے اس سال حج ترک کر دیا اور اس سال جعفر[1] بن دینار نے یمن کی نیابت سنبھالی اور وہ چار ہزار سواروں کے ساتھ اس کی طرف روانہ ہوا اور اس سال عوام میں سے کچھ لوگوں نے بیت المال پر حملہ کر دیا اور اس سے کچھ سونا چاندی لے گئے' انہیں پکڑ کر قید کر دیا گیا اور اس سال بلاد ربیعہ میں ایک خارجی ظاہر ہوا اور موصل کے نائب نے اس سے جنگ کر کے اسے شکست دی اور اس کے اصحاب شکست کھا گئے اور اس سال وصیف خادم کردوں کی ایک جماعت کو جو پانچ سو کے قریب تھی بیڑیاں ڈال کر لایا' انہوں نے راستوں میں فساد برپا کیا اور رہزنی کی تھی۔ خلیفہ نے وصیف خادم کو ۷۵ ہزار دینار اور خلعت دیا اور اس سال خاقان خادم بلاد روم سے آیا اور اس کے درمیان مصالحت اور باہم فدیہ کی ادائیگی کی بات مکمل ہوگئی اور سرحدوں کے سرکردہ لوگوں کی ایک

---

[1] مصری نسخے میں احمد بن دینار ہے۔

جماعت بھی اس کے ساتھ آئی' واثق نے خلق قرآن کے مسئلہ سے اس بات سے کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں دکھائی نہیں دے گا' ان کی آزمائش کرنے کا حکم دیا' چار آدمیوں کے سواسب نے اس بات کو مان لیا اور اس نے حکم دیا کہ اگر وہ خلق قرآن اور یہ کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں دکھائی نہ دے گا کے مسئلے کو نہ مانیں تو انہیں قتل کر دیا جائے اور اسی طرح واثق نے خلق قرآن اور یہ کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں دکھائی نہ دے گا کے مسئلے سے ان قیدیوں کی آزمائش کرنے کا حکم دیا جنہیں فرنگ کی قید سے چھڑایا گیا تھا' پس جو خلق قرآن اور یہ کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں دکھائی نہ دے گا کے مسئلے کو تسلیم کرے اس کا فدیہ دیا جائے بصورت دیگر اسے کفار کی قید میں چھوڑ دیا جائے یہ ایک گنجی بڑی اندھی اور بہری بدعت تھی جس کا کتاب وسنت اور عقل صحیح میں کوئی مستند نہیں پایا جاتا بلکہ کتاب وسنت اور عقل صحیح اس کے خلاف ہیں جیسا کہ اسے اس کی جگہ پر بیان کیا گیا ہے۔

فدیہ دریائے اللامس اور دریائے سلوقیہ کے پاس دیا گیا جو طرطوس کے نزدیک ہے ہر مسلمان مرد اور مسلمان عورت جو رومیوں کے قبضے میں تھے کے عوض میں اس ذمی مرد اور ذمی عورت جو رومیوں میں سے مسلمانوں کے قبضے میں تھے اور مسلمان نہیں ہوئے تھے کا تبادلہ کیا گیا اور انہوں نے دریا پر دو پل نصب کیے اور جب رومی کسی مسلمان مرد یا مسلمان عورت کو اپنے پل سے بھیجتے اور وہ مسلمان کے پاس پہنچ جاتا تو وہ تکبیر کہتا' پھر مسلمان رومی قیدی کو اپنے پل سے بھیجتے اور جب وہ ان کے پاس پہنچ جاتا تو وہ بھی تکبیر کی مانند کوئی کلام کرتے اور چار دن تک مسلسل یہی کام ہوتا رہا یعنی ایک نفس کے بدلے ایک نفس' پھر خاقان کے پاس رومی قیدیوں کی ایک جماعت باقی بچ گئی تو اس نے انہیں رومیوں کے لیے رہا کر دیا تا کہ اسے ان پر بڑائی حاصل ہو۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال طاہر حسن بن حسین نے ماہ رمضان میں طبرستان میں وفات پائی اور الخطاب بن وجہ الفلس نے بھی اسی سال وفات پائی اور ابوعبداللہ بن الاعرابی راویہ نے ۱۳ شعبان کو بدھ کے روز ۸۰ سال کی عمر میں وفات پائی اور اس سال اس کے باپ کی ماں' موسیٰ کی بیٹی اور علی بن موسیٰ الرضا کی بہن نے وفات پائی اور اس سال مخارق مغنی' اصمعی کے راویہ ابونصر احمد بن حاتم' عمرو بن ابی شیبانی اور محمد بن سعدان نحوی نے بھی وفات پائی۔

میں کہتا ہوں اس سال احمد بن نصر خزاعی نے بھی وفات پائی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور ابراہیم بن محمد بن عرعرۃ' امیہ بن بسطام اور ابوتمام طائی نے بھی وفات پائی اور مشہور قول وہی ہے جو پہلے بیان ہو چکا ہے اور کامل بن طلحۃ' محمد بن سلام الجمحی اور اس کے بھائی عبدالرحمٰن اور محمد بن منہال نابینا اور حجاج کے بھائی محمد بن منہال اور ہارون بن معروف اور حضرت امام شافعی کے دوست ابویعقوب نے خلق قرآن کے مسئلہ سے انکار کرنے پر قید خانے میں وفات پائی اور یحییٰ بن بکیر جنہوں نے مؤطا کو امام مالکؒ سے روایت کیا ہے انہوں نے بھی اسی سال وفات پائی ہے۔

۲۳۲ھ

اس سال یمامہ میں بنو نمیر قبیلہ نے فساد برپا کر دیا اور واثق نے بغا الکبیر کی طرف خط لکھا جو ارض حجاز میں مقیم تھا تو اس نے ان سے جنگ کی اور ان میں سے ایک جماعت کو قتل کر دیا اور دوسروں کو قیدی بنا لیا اور بقیہ کو شکست دے دی۔ پھر اس نے بنو تمیم کے ساتھ مڈبھیڑ کی' اس کے پاس چار ہزار دینار تھے اور وہ تین ہزار تھے' ان کے درمیان معرکہ آرائی ہوتی رہی اور بالآخر اسے ان پر فتح حاصل ہوگئی۔ یہ ۱۵ جمادی الآخرۃ کا واقعہ ہے پھر اس کے بعد یہ بغداد واپس آ گیا اور ان کے ساتھ ان کے سرکردہ اعیان کی ایک جماعت بیڑیوں اور بندھنوں میں تھی اور معرکہ آرائی میں اس نے ان کے دو ہزار سے زیادہ جوانوں کو جو بنی سلیم' نمیر' مرۃ' کلاب' فزارہ' ثعلبہ' طی اور تمیم وغیرہ قبائل سے تھے' قتل کر دیا اور اس سال حاجیوں کو واپسی پر سخت پیاس نے تکلیف دی حتیٰ کہ ایک بار سیراب ہونے کی مقدار کا پانی بہت سے دنانیر میں فروخت ہوا اور بہت سے لوگ پیاس سے مر گئے اور اس سال واثق نے سمندری کشتیوں سے عشر اکٹھا کرنے کو ترک کر دینے کا حکم دے دیا۔

خلیفہ واثق بن معتصم کی وفات:

اس سال خلیفہ واثق بن محمد المعتصم ابن ہارون الرشید ابی جعفر ہارون الواثق نے وفات پائی۔ اس کی وفات اس سال کے ذوالحجہ میں استسقاء کی بیماری سے ہوئی اور وہ اس سال عید پر بھی حاضر نہ ہو سکا اور اس کی نیابت میں اس کے قاضی احمد بن ابی داؤد الایادی المعتزلی نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ اس کی وفات ۲۴ ذوالحجہ کو ہوئی اور اس کا باعث یہ ہوا کہ اس کو سخت استسقاء ہو گیا اور اسے ایک تنور میں بٹھایا گیا جسے اس قدر گرم کیا گیا تھا جس میں انسان بیٹھ سکے تاکہ اس کی تکلیف کو سکون ہو اسے کچھ معمولی سا آرام آیا اور جب دوسرا دن ہوا تو اس نے حکم دیا کہ اسے دستور سے زیادہ گرم کیا جائے' اسے اس میں بٹھا کر پھر نکال کر تخت رواں پر رکھا گیا اور اس میں اس کے اردگرد اس کے امراء اور وزراء اور قاضی بھی سوار ہو گئے اور وہ اس میں اٹھائے ہوئے ہی مر گیا اور انہیں اس وقت پتہ چلا جب وہ فوت ہو کر تخت پر رواں پر پیشانی کے بل گر پڑا' پیشانی کے بل گرنے کے بعد اس کے قاضی نے اس کی آنکھیں بند کیں اور اس کے غسل اور نماز جنازہ کی ذمہ داری اس سے سنبھالی اور اسے قصر ہادی میں دفن کر دیا۔

ان دونوں پر وہی کچھ نازل ہو جس کے یہ دونوں مستحق ہیں' واثق سرخ وسفید' خوش منظر' خبیث دل' خوبصورت جسم اور بدنیت انسان تھا' اس کی بائیں آنکھ سیاہ تھی جس پر ایک سفید داغ تھا اس کی پیدائش مکہ کے راستے میں ۱۹۶ھ کو ہوئی اور وہ ۳۳ سال کی عمر میں مر گیا اور اس کی مدت خلافت پانچ سال نو ماہ پانچ دن تھی اور بعض نے سات دن بارہ گھنٹے بیان کی ہے۔ ظالموں' فسادیوں اور بدعتیوں کے دن چھوٹے اور تھوڑے ہی ہوتے ہیں' جب واثق کی بیماری نے شدت اختیار کر لی تو اس نے اپنے زمانے کے نجومیوں کو جمع کیا اور احمد بن خزاعی کے قتل کے بعد اس کی بیماری شدت اختیار کر گئی تاکہ وہ اسے اللہ کے حضور اس سے ملا دے اور جب انہوں نے فن نجوم کے مطابق اس کی پیدائش کے بارے میں غور وفکر کیا کہ اس کی حکومت کتنے دن رہے گی تو اس کے پاس سرکردہ لوگوں کی ایک جماعت جمع ہو گئی جس میں حسن بن سہل' فضل بن اسحاق ہاشمی' اسماعیل بن نوبخت' محمد بن موسیٰ خوارزمی

مجوسی مطر بلی اور محمد بن الہیثم کا دوست سند اور عوام جو نجوم میں دسترس رکھتے تھے شامل تھے پس انہوں نے اس کی پیدائش اور تقاضائے حال کے بارے میں غور و فکر کیا اور انہوں نے اس امر پر اتفاق کیا کہ وہ لمبا زمانہ خلافت کی زندگی گزارے گا اور انہوں نے جس روز وہ بیٹھنے والا تھا آغاز سے دیکھا اس کا اندازہ آئندہ پچاس سال تک لگایا اور وہ ان کے قول اور اندازے کے بعد صرف دس دن زندہ رہا اور مر گیا اسے امام ابوجعفر بن جریر طبری نے بیان کیا ہے۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حسین بن ضحاک نے بیان کیا کہ اس نے معتصم کے مرنے کے چند روز بعد واثق کو دیکھا اور وہ اس کی پہلی مجلس تھی اور وہ پہلا شخص تھا جس نے اس مجلس میں گانا سنایا اور اسے ابراہیم بن مہدی کی لونڈی شازیہ نے گانا سنایا:

جس روز اس کی نعش اٹھانے والوں نے اس کی نعش کو اٹھایا تو انہیں پتہ نہ چلا کہ انہوں نے اسے دفن کرنے کے لیے اٹھایا

ہے یا ملاقات کے لیے اٹھایا ہے تیرے بارے میں رونے والیاں ہر شام کو چیخ کر جو چاہیں کہیں۔

راوی بیان کرتا ہے وہ رو پڑا اور ہم بھی رو پڑے حتیٰ کہ رونے نے ہمیں ان تمام باتوں سے غافل کر دیا جن میں ہم مشغول تھے پھر ایک شخص گانے لگا:

اے ناپسندیدگی سے الوداع کیا گیا کہ قافلہ کوچ کرنے والا ہے اور اے شخص کیا تو الوداع کی طاقت نہیں رکھتا۔

پس اس کے رونے میں اضافہ ہو گیا اور وہ کہنے لگا میں نے کبھی آج کی مانند باپ کی تعزیت اور نفس کا ظلم نہیں سنا پھر اس نے اس مجلس کو چھوڑ دیا اور خطیب نے روایت کی ہے کہ جب واثق خلیفہ بنا تو دعبل بن علی شاعر نے ایک کاغذ کا قصد کیا اور اس میں کچھ شعر لکھے پھر حاجب کے پاس آ کر اسے دے دیا اور کہنے لگا:

امیر المومنین کو سلام کہنا اور یہ بھی کہنا ان اشعار میں دعبل نے آپ کی مدح کی ہے اور جب واثق نے اسے کھولا تو اس میں لکھا تھا:

''سب تعریف اللہ کے لیے ہے جب اہل محبت سو جائیں تو صبر و تسلی نہیں رہتی' خلیفہ فوت ہو گیا ہے اور اس کے لیے کسی نے غم نہیں کیا اور دوسرا خلیفہ بن گیا ہے اور کوئی اس کے لیے خوش نہیں ہوا وہ گزر گیا ہے اور نحوست بھی اس کے پیچھے پیچھے گزر گئی ہے اور یہ کھڑا ہوا ہے تو ہلاکت اور تنگی بھی کھڑی ہو گئی ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے واثق نے پوری طاقت کے ساتھ اسے تلاش کیا مگر وہ اس پر قابو نہ پا سکا حتیٰ کہ واثق مر گیا اور اسی طرح یہ روایت بھی کہ جب واثق نے عید کے روز ابی داؤد کو نماز کے لیے نائب مقرر کیا اور وہ ادائیگی نماز کے بعد اس کے پاس آیا تو اس نے اسے پوچھا اے ابوعبداللہ تمہاری عید کیسے ہوئی؟ اس نے کہا ہم ایسے دن میں تھے جس میں سورج نہ تھا تو وہ ہنس پڑا اور کہنے لگا اے عبداللہ مجھے آپ کی تائید حاصل ہے۔

خطیب نے بیان کیا ہے کہ ابن ابی داؤد واثق پر حاوی ہو گیا اور اسے آزمائش میں سختی پر آمادہ کیا اور خلق قرآن کے مسئلہ کی طرف لوگوں کو دعوت دی۔ راوی بیان کرتا ہے بیان کیا جاتا ہے کہ واثق نے اپنی موت سے قبل اس سے رجوع کر لیا تھا۔ مجھے عبداللہ بن ابوالفتح نے بتایا ہے کہ احمد بن ابراہیم بن حسن نے بتایا کہ ابراہیم بن محمد بن عرفہ نے ہم سے بیان کیا کہ حامد بن عباس

نے ایک شخص سے بحوالہ مہدی مجھ سے بیان کیا واثق نے خلق قرآن کے مسئلہ سے توبہ کرنے کی حالت میں وفات پائی ہے

روایت ہے کہ ایک روز واثق کا مؤدب اس کے پاس آیا اور اس نے اس کا بہت اکرام کیا' اس کے بارے میں دریافت کیا گیا تو اس نے کہا کہ یہ پہلا شخص ہے جس نے ذکر الٰہی سے میری زبان کھولی اور مجھے رحمت الٰہی کے قریب کیا اور ایک شاعر نے اسے لکھا:

''میں نے افکار وہموم کو تونگری کی طلب سے کھینچ رکھا ہے اور میں نے نفس سے کہا ہے کہ وہ کم طلب سے رکا ہے' بلاشبہ امیر المومنین کے ہاتھ رزق کی چکی کا مدار ہے جو ہمیشہ چلتا رہتا ہے''۔

اس کے رقعہ سے اس پر یہ اثر ہوا کہ تیرے نفس نے مجھے اپنی ذلت سے کھینچ لیا اور تجھے اس کے بچانے کی دعوت دی پس جو تو چاہتا ہے آسانی سے حاصل کر لے اور اس نے اسے بہت عطیہ دیا اور اس کا ایک شعر یہ بھی ہے:

''تقدیریں اپنی لگاموں میں چلتی ہیں صبر کر انہیں کسی حال میں صبر نہیں آتا''۔

اور واثق کا شعر ہے:

''قبیح کام سے ایک طرف ہٹ جا اور اس کا ارادہ بھی نہ کر اور جس سے تو نیکی کرے اس سے مزید نیکی کر جب دشمن تدبیر کرے تو تیرے دشمن کی تدبیر سے تجھے کفایت کی جائے گی اور تو دشمن کے متعلق تدبیر نہ کر''۔

اور قاضی یحییٰ بن اکثم نے بیان کیا ہے کہ خلفائے بنی عباس میں سے آل ابی طالب کے ساتھ جس قدر اچھا سلوک واثق نے کیا ہے کسی اور نے نہیں کیا وہ اس وقت مرا جب ان میں کوئی محتاج نہ تھا اور جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو وہ ان دو اشعار کو بار بار پڑھنے لگا:

''موت میں تمام اخلاق مشترک ہیں نہ ان میں سے کوئی رعیت کا آدمی بچے گا اور نہ بادشاہ کم مال والوں کو ان کی محتاجی نے کوئی نقصان نہیں دیا اور نہ بادشاہوں کو ملکیتوں نے کچھ فائدہ دیا ہے۔

پھر اس کے حکم سے بستر لپیٹ دیا گیا پھر اس نے اپنا رخسار زمین کے ساتھ لگا دیا اور کہنے لگا:

اے وہ ذات جس کی حکومت کو زوال نہیں اس پر رحم کر جس کی حکومت کو زوال آ گیا ہے اور ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ جب واثق کی موت کا وقت نزدیک آیا اور ہم اس کے اردگرد تھے وہ بے ہوش گیا اور ہم ایک دوسرے سے کہنے لگے دیکھو کیا وہ فوت ہو گیا ہے؟ میں ان کے درمیان سے اس کے نزدیک ہوا تا کہ دیکھوں کہ اس کے نفس کو سکون ہوا یا نہیں تو اس کو ہوش آ گیا اور اس نے اپنی آنکھوں سے میری طرف دیکھا تو میں اس سے ڈر کر الٹے پاؤں واپس آ گیا اور میری تلوار کا دستہ کسی چیز سے الجھ گیا قریب تھا کہ میں ہلاک ہو جاتا۔ پھر تھوڑی دیر بعد ہی وہ فوت ہو گیا اور وہ دروازہ بند کر دیا گیا جس میں وہ تھا اور وہ اس میں اکیلا ہی رہ گیا اور لوگ اس کے بھائی جعفر متوکل کی بیعت میں مشغول ہونے کی وجہ سے اس کی تجہیز وتکفین سے غافل ہو گئے اور میں دروازے کی نگرانی کرنے بیٹھ گیا اور میں نے گھر کے اندر حرکت کی آواز سنی میں اندر داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ چوہے نے اس آنکھ کو کھا لیا ہے جس سے اس نے میری طرف دیکھا تھا اور اس کے اردگرد کے دونوں رخساروں کو بھی کھا لیا ہے۔

اس کی وفات سرمن رائی میں قصر ہارونی میں جس میں وہ رہائش پذیر تھا ۲۴ ذوالحجہ ۲۳۲ھ کو بدھ کے روز ۳۶ سال کی عمر میں ہوئی اور بعض نے ۳۲ سال کی بیان کی ہے اور اس کی خلافت پانچ سال نو ماہ پانچ دن رہی اور بعض نے اس کی مدت خلافت پانچ سال دو ماہ اکیس دن بیان کی ہے اور اس کے بھائی جعفر متوکل نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ واللہ اعلم

متوکل علی اللہ جعفر بن معتصم کی خلافت:

اس کے بھائی واثق کے بعد ۲۴ ذوالحجہ کو بدھ کے روز زوال کے وقت اس کی بیعت ہوئی اور ترکوں نے محمد بن واثق کو امیر بنانے کا عزم کیا ہوا تھا پس انہوں نے اسے چھوٹا سمجھا اور اسے چھوڑ کر جعفر کی طرف مائل ہو گئے۔ اس وقت اس کی عمر ۲۶ سال تھی اور قاضی احمد بن ابی داؤد نے اسے خلعت خلافت پہنائی اور وہی پہلا شخص ہے جس نے اسے سلام خلافت کیا اور عوام وخواص نے اس کی بیعت کی اور انہوں نے جمعہ کی صبح کو اس کا نام المنتصر باللہ رکھنے پر اتفاق کر لیا اور ابن ابی داؤد نے کہا میری رائے یہ ہے کہ اسے متوکل علی اللہ کا لقب دیا جائے سو انہوں نے اس پر اتفاق کر لیا اور ابن ابی داؤد نے کہا میری رائے یہ ہے کہ اسے متوکل علی اللہ کا لقب دیا جائے سو انہوں نے اس پر اتفاق کر لیا اور اس نے اطراف کو خطوط لکھے اور عام فوج کو آٹھ ماہ کا اور مغاربہ کو چار ماہ کا اور دوسروں کو تین ماہ کا عطیہ دینے کا حکم دیا اور لوگ اس سے خوش ہو گئے اور متوکل نے اپنے بھائی ہارون واثق کی زندگی میں خواب دیکھا کہ گویا آسمان سے کوئی چیز اس پر نازل ہوئی ہے جس میں جعفر متوکل علی اللہ لکھا ہوا ہے اس نے اس کی تعبیر پوچھی تو بتایا گیا کہ اس سے مراد خلافت ہے' اس کے بھائی واثق کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے اسے کچھ وقت کے لیے قید کر دیا اور پھر رہا کر دیا۔

اور اس سال امیر الحجیج محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کروایا اور اس سال الحکم بن موسیٰ اور عمرو بن محمد الناقد نے وفات پائی۔

۲۳۳ھ

اس سال خلیفہ متوکل علی اللہ نے ۷ صفر بروز بدھ واثق کے وزیر محمد بن عبدالملک الزیات کو گرفتار کرنے کا حکم دیا اور متوکل کئی باتوں کی وجہ سے اس سے نفرت کرتا تھا۔ ان میں سے ایک بات یہ تھی کہ جب اس کا بھائی بعض اوقات متوکل سے ناراض ہوتا تو ابن الزیات اس پر اس کی ناراضگی کو مزید بڑھا دیتا اور یہ بات اس کے دل میں بیٹھ گئی۔ پھر جس شخص نے واثق کو اس پر خوش کیا وہ احمد بن ابی داؤد تھا۔ اس وجہ سے اس سے اس کی حکومت کے بارے میں بڑا مرتبہ حاصل کیا۔

دوسری بات یہ تھی کہ ابن الزیات نے واثق کے بعد اس کے بیٹے محمد کی خلافت کا مشورہ دیا تھا اور لوگوں کو اس کے گرد جمع کیا اور جعفر متوکل نے دارالخلافت کے ایک گوشے میں پڑے ہوئے اس کی طرف التفات نہ کیا مگر ابن الزیات کی مرضی کے خلاف امارت جعفر متوکل علی اللہ کو مل گئی۔ اس لیے اس نے اسے فوراً گرفتار کرنے کا حکم دیا' پس اس نے اسے طلب کیا تو وہ صبح کے ناشتے کے بعد گیا اور اس کا خیال تھا کہ خلیفہ نے اس کی طرف حکم بھیجا ہے' پس ایلچی اسے پولیس سپرنٹنڈنٹ کے گھر لے گیا اور اس کا گھیراؤ کر لیا گیا اور اسے بیڑیاں ڈال دی گئیں اور انہوں نے اسی وقت فوج کو اس کے گھر بھیجا اور جو کچھ اس میں اموال' موتی' جواہرات' ذخائر' لونڈیاں اور ساز وسامان موجود تھا قبضے میں کر لیا اور انہوں نے اس کی خاصی نشست گاہ میں شراب نوشی کے برتن

پائے اور اسی طرح متوکل نے سامرا میں اس کی جو جاگیریں اور ذخائر تھے ان کی طرف فوج بھیجی اور ان کی محافظت کی۔ نیز اس نے حکم دیا کہ [illegible] اور انہوں نے اسے بات کرنے سے منع کر دیا اور وہ اسے بے خواب رکھتے تھے اور جب وہ سونے کا ارادہ کرتا اسے نوکدار لوہا چبھویا جاتا۔ پھر اس کے بعد اس نے اسے ایک لکڑی کے تنور میں رکھا جس کے پیچھے میخیں گڑی ہوئی تھیں اسے ان پر کھڑا کیا گیا اور ایک آدمی کی ڈیوٹی لگا دی گئی کہ وہ اسے بیٹھنے اور سونے سے روکتا رہے پس وہ کئی روز اسی حالت میں رہا حتیٰ کہ اسی حالت میں فوت ہو گیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اسے تنور سے نکالا تو اس میں زندگی کی کچھ رمق باقی تھی تو اس نے اس کے پیٹ اور پشت پر ضربیں لگائی اور وہ مار کھاتا ہوا مر گیا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اسے جلایا گیا پھر اس کا جثہ اس کے بچوں کو دے دیا گیا اور انہوں نے اسے دفن کر دیا اور کتوں نے اسے کھود کر نکال لیا اور اس کا جو گوشت اور چمڑا باقی رہ گیا تھا اسے کھا گئے اور اس سال کی گیارہ ربیع الاول کو اس کی وفات ہوئی اور اس کے جو ذخائر تھے ان کی قیمت تقریباً نوے ہزار دینار تھی۔

اور قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ متوکل نے اس سے احمد بن نصر خزاعی کے قتل کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا یا امیر المومنین اللہ مجھے آگ سے جلا دے' واثق نے اسے کافر ہونے کی حالت میں قتل کیا ہے۔ متوکل نے بیان کیا میں نے اسے آگ سے جلا دیا ہے۔

اور ابن الزیات کی ہلاکت کے بعد اس سال کے جمادی الاولیٰ میں قاضی احمد بن ابی داؤد معتزلی کو فالج ہو گیا اور وہ مسلسل مفلوج رہا حتیٰ کہ چار سال بعد اسی حالت میں فوت ہو گیا جیسا کہ اس نے اپنے خلاف اس وقت بددعا کی تھی جب متوکل نے اس سے احمد بن نصر کے قتل کے متعلق پوچھا تھا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے پھر متوکل کونسلوں اور کارندوں کی ایک جماعت پر ناراض ہوا اور ان سے بہت سے اموال لے لئے اور اسی سال متوکل نے اپنے بیٹے محمد المنتصر کو حجاز اور یمن کا امیر مقرر کیا اور اس سال کے رمضان میں ان سب کاموں کا چارج اسے دے دیا اور اس سال شاہ روہم میخائیل بن توفیل کے اپنی ماں قدورہ کا قصد کیا اور اسے الشمس مقام میں ٹھہرایا اور اسے ایک خانقاہ دے دی اور اس شخص کو قتل کر دیا جس پر اس کے بارے میں بدگمانی کی گئی تھی اور اس کی حکومت چھ سال رہی اور اس سال امیر مکہ محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کروایا۔

اور اس سال ابراہیم بن حجاج شامی' حیان بن موسیٰ العربی' سلیمان بن عبدالرحمٰن دمشقی' سہل بن عثمان عسکری' قاضی محمد بن سماعۃ' مولف مغازی محمد بن عائذ دمشقی' یحییٰ منابری اور امام جرح وتعدیل اور اپنے زمانے میں اس فن کے ماہرین استاذ یحییٰ بن معین نے وفات پائی۔

۲۳۴ھ

اس سال میں بلادِ آذر بائیجان میں محمد بن البعیث بن حلبس نے اطاعت چھوڑ دی اور ظاہر کیا کہ متوکل مر گیا ہے اور اس علاقے کی ایک جماعت اس کے گرد جمع ہو گئی اور اس نے مرند شہر کی پناہ لے لی اور اسے مضبوط کیا اور ہر جانب سے فوجیں اس کے پاس آ گئیں اور متوکل نے بھی اس کے مقابلے میں یکے بعد دیگرے فوجیں بھیجیں اور انہوں نے اس کے شہر کی تمام اطراف میں مجانیق نصب کر دیں اور اس کا سخت محاصرہ کر لیا اور اس نے ان سے خوفناک جنگ کی اور اس نے اور اس کے اصحاب نے بڑا استقلال دکھایا اور بغا الشرابی اس کے محاصرہ کے لیے آیا اور وہ مسلسل اس کا محاصرہ کئے رہا حتیٰ کہ اس نے اسے قید کر لیا اور اس کے اموال وازواج کو مباح کر دیا اور اس کے بہت سے سرکردہ اصحاب کو قتل کر دیا اور باقی ماندہ کو قیدی بنا لیا اور ابن البعیث کی قوت کا خاتمہ ہو گیا اور اس سال کے جمادی الاولیٰ میں متوکل مدائن گیا اور اس سال ایک امیر کبیر والیٔ مکہ ایتاخ نے حج کیا اور منابر پر اس کے لیے دعا کی گئی اور یہ ایتاخ ایک خزری باورچی غلام تھا اور جس شخص کا یہ غلام تھا اسے سلام الابرش کہا جاتا تھا۔

معتصم نے اسے اس سے ۱۹۹ھ میں خرید لیا اور اس کے مقام کو بلند کیا اور اپنے ہاں مرتبہ دیا اور اسی طرح واثق نے اس کے بعد کیا اور بہت سی عملداریاں اس کے سپرد کر دیں اور اسی طرح متوکل نے اس سے کیا اور یہ سب کچھ اس کی شہسواری‘ جوانمردی اور دلیری کی وجہ سے ہوا اور جب یہ سال آیا تو اس نے ایک شب متوکل کے ساتھ شراب پی تو متوکل نے اس پر سختی کی تو ایتاخ نے اس کے قتل کرنے کا ارادہ کر لیا اور جب صبح ہوئی تو متوکل نے اس سے معذرت کی اور اسے کہنے لگا تو میرا باپ ہے اور تو نے میری پرورش کی ہے۔ پھر اس نے خفیہ طور پر اس کے پاس آدمی بھیجا جو اسے حج کی اجازت طلب کرنے کا اشارہ کرے پس اس نے اجازت طلب کی اور اس نے اسے اجازت دے دی اور اسے اس شہر کا امیر بنا دیا جس میں اس نے فروکش ہونا تھا اور جب وہ روانہ ہوا تو حج کے راستے میں جرنیل اس کی خدمت کے لیے گئے اور متوکل نے ایتاخ کی بجائے وصیف خادم کو حجابت دے دی اور اس سال امیر مکہ محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کروایا اور پہلے سالوں میں بھی یہی امیر تھا۔

اور اس سال ابوخیثمہ‘ زہیر بن حرب‘ حافظ سلیمان بن داؤد الشاذکونی‘ عبداللہ بن محمد النفیلی‘ ابوربیع الزہرانی‘ عبداللہ بن جعفر المدینی جو فن حدیث میں امام بخاری کے شیخ ہیں‘ محمد بن عبداللہ بن نمیر‘ محمد بن ابی بکر المقدمی الربیعی‘ حضرت امام مالکؒ سے موطا کی روایت کرنے والے یحییٰ بن یحییٰ اللیثی نے وفات پائی۔

۲۳۵ھ

اس سال کے جمادی الآخرۃ میں ایتاخ قید خانے میں مرگیا اور اس کا سبب یہ ہوا کہ جب وہ حج سے واپس آیا تو اسے خلیفہ کے تحائف ملے اور جب وہ سامرا میں جہاں متوکل موجود تھا داخل ہوا تو چاہتا تھا تو نائب بغداد اسحاق بن ابراہیم نے خلیفہ کے حکم سے اسے بغداد بلا بھیجا تاکہ سرکردہ لوگ اور بنی ہاشم اس سے ملاقات کرلیں پس وہ بڑی شان وشوکت کے ساتھ بغداد میں داخل ہوا اور اسحاق بن ابراہیم نے اسے اور اس کے دونوں بیٹوں مظفر اور منصور اور اس کے دونوں کاتبوں' سلیمان بن وہب اور قدامہ بن زیاد نصرانی کو گرفتار کرلیا اور اسے حوالہ سزا کردیا' اور ایتاخ کی موت پیاس سے ہوئی اور وہ اس طرح کہ اس نے سخت بھوک کے بعد بہت سا کھانا کھالیا' پھر اس نے پانی مانگا تو اسے پانی نہ پلایا گیا حتیٰ کہ وہ اس سال ۵ جمادی الآخرۃ کو بدھ کے روز مرگیا اور اس کے دونوں بیٹے متوکل کی خلافت کے زمانے میں قید خانے میں رہے اور جب متوکل کا بیٹا المنتصر خلیفہ بنا تو اس نے ان دونوں کو باہر نکالا اور اس سال کے شوال میں بفاہ سامرا آیا اور اس کے ساتھ محمد بن البعیث اور اس کے دونوں بھائی صقر اور خالد اور اس کا نائب العلاء اور اس کے سرکردہ اصحاب میں سے تقریباً ۱۸۰ آدمی بھی تھے' انہیں اونٹوں پر داخل کیا گیا تاکہ لوگ انہیں دیکھیں اور جب ابن البعیث کو متوکل کے سامنے کھڑا کیا گیا تو اس نے اس کے قتل کا حکم دے دیا اور تلوار اور چمڑے کا فرش حاضر کیا گیا اور جلاد بھی آکر اس کے اردگرد کھڑے ہوگئے' متوکل نے اسے کہا تو ہلاک ہوجائے تجھے کس بات نے اس کام کی طرف آمادہ کیا تھا جو تو نے کیا ہے؟ اس نے کہا یا امیر المومنین بدبختی نے آپ اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان ایک کھینچی ہوئی رسی ہیں اور آپ کے بارے میں میرے دو گمان ہیں جنہوں نے میرے دل کی طرف سبقت کی ہے۔ ان دونوں میں سے پہلا گمان آپ کے متعلق عفو کا ہے۔ پھر وہ فی البدیہہ کہنے لگا۔

لوگوں نے تسلیم کیا ہے کہ آج مجھے قتل کردیں گے جو امام ہدایت ہیں اور درگزر کرنا آدمی کے لیے زیادہ بہتر ہے اور میں خطا کی پیداوار ہوں اور آپ کا عفو نور نبوت سے پیدا ہوا ہے اور تو بلندیوں کی طرف دوڑنے والوں کا بہترین آدمی ہے اور اس میں کچھ شبہ نہیں کہ آپ بہترین کام کرتے ہیں۔

متوکل نے کہا بلاشبہ یہ تو ادیب ہے پھر اسے معاف کردیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کے بارے میں المعتز بن متوکل نے سفارش کی اور اس نے اسے قبول کرلیا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اسے بیڑیوں سمیت قید خانے میں ڈال دیا گیا اور وہ مسلسل وہیں رہا حتیٰ کہ بھاگ گیا اور فرار ہوتے وقت اس نے کہا:

> تو نے کتنے ہی امور کا جنہیں دوسروں نے چھوڑ دیا تھا فیصلہ کیا ہے۔ حالانکہ افلاس نے مضبوطی سے پکڑ لیا ہوا ہے جو بات مجھے نفع بخش نہیں اس کے بارے میں مجھے ملامت نہ کر' مجھ سے پرے ہٹ جا تقدیر کا قلم چل چکا ہے میں عسر و یسر میں مال کو تلف کردوں گا' بلاشبہ سخی وہ ہے جو ناداری میں عطا کرتا ہے۔

اور اس سال متوکل نے ذمیوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے عماموں' لباس اور کپڑوں میں مسلمانوں سے متمیز ہوں اور رنجی سے رنگا

ہو، طیلسان نہیں اور ان کی پگڑیوں کے آگے پیچھے ان کے کپڑوں کے رنگ کے مخالف پٹیاں ہوں۔ نیز وہ آج کے کسانوں کے زنار کی طرح اپنے کپڑوں کے لیے کمر باندھنے والے زنار پہنیں اور اپنی گردنوں میں گھنٹیاں لٹکائیں اور گھوڑوں پر سوار نہ ہوں اور دیگر اس قسم کے امور جو ان کو ذلیل کرنے والے تھے اور وہ ان ماکولات کو استعمال نہ کریں جن پر مسلمانوں کے بارے میں حکم ہوا اور اس نے ان کے نئے گرجوں کو گرانے اور ان کے وسیع مکانات کو تنگ کرنے کا حکم دیا اور یہ کہ ان سے عشر لیا جائے اور ان کے وسیع گھروں کو مسجد بنایا جائے اور ان کی قبروں کو زمین کے ساتھ برابر کرنے کا حکم دے دیا اور اس نے یہ حکم بقیہ صوبوں اور اطراف کو بھی لکھ دیا اور تمام شہروں کو بھی بھیج دیا۔

اور اس سال ایک شخص نے جسے محمود بن الفرخ نیشاپوری کہا جاتا تھا خروج کیا اور وہ بابک کی اس لکڑی کے پاس آیا کرتا تھا جس پر اسے صلیب دیا گیا تھا اور اس کے قریب بیٹھ جایا کرتا تھا اور ہر جگہ سرمن رائی میں درالخلافہ کے نزدیک تھی' اس نے دعویٰ کیا کہ وہ نبی ہے نیز وہ ذوالقرنین ہے اور تھوڑے سے لوگوں نے جو ۲۹ آدمی تھے اس سے اس جہالت وضلالت پر اتفاق کیا اور اس نے ایک مصحف میں ان کے لیے کچھ کلام بھی مرتب کیا' اللہ اس کا برا کرے اور اس نے خیال کیا کہ اس کو جبریل علیہ السلام اس کے پاس اللہ کی طرف سے لایا ہے اسے گرفتار کیا گیا اور اس کا معاملہ متوکل تک پہنچا تو اس کے حکم سے اس کے سامنے اسے کوڑے مارے گئے تو جو بات اس کی طرف منسوب کی گئی ہے اس کا اس نے اعتراف کیا اور اس نے اس بات سے توبہ اور رجوع کا اظہار کیا اور خلیفہ نے حکم دیا کہ اس کے ۲۹ پیروکاروں میں سے ہر ایک اسے تھپڑ مارے تو انہوں نے اسے دس تھپڑ مارے اس پر اور ان پر زمین وآسمان کے رب کی لعنت ہو۔ پھر اس سال کی ۳ ذوالحجہ کو بدھ کے روز اس کی وفات ہوگئی اور ۲۷ ذوالحجہ کو ہفتہ کے روز متوکل علی اللہ نے اپنے تینوں بیٹوں محمد المنتصر اور پھر عبداللہ المعتز اس کا نام محمد تھا اور بعض کا قول ہے کہ زبیر تھا۔ پھر ابراہیم کے لیے عہد لیا اور اسے المؤید باللہ کا نام دیا اسے خلافت نہیں ملی اور اس نے ان میں سے ہر ایک کو کچھ علاقے دیئے جن پر وہ نائب تھے اور وہ ان علاقوں میں نیابت کرتے تھے اور وہاں اس کے لیے کرنسی ڈالی جاتی تھی۔

اور ابن جریر نے ان میں سے ہر ایک کے لیے صوبے اور شہر بھی مقرر کئے ہیں اور اس نے ان میں سے ہر ایک کے لیے دو جھنڈے باندھے' ایک سیاہ جھنڈا جو عہد کا تھا اور دوسرا عامل ہونے کا اور اس نے انہیں رضامندی کی تحریر لکھ دی اور اکثر امراء نے اس بات پر اس کی بیعت کی اور یہ جمعہ کا دن تھا اور اس سال کے ماہ ذوالحجہ میں تین دن تک دریائے دجلہ کا پانی زردی مائل ہوگیا۔ پھر پانی کے رنگ میں تلچھٹ ہوگئی جس سے لوگ گھبرا گئے اور اس سال یحییٰ بن عمر بن زید بن علی بن حسین علی بن ابی طالب کو بعض نواح سے متوکل کے پاس لایا گیا۔ اس کے پاس کچھ شیعہ آ گئے تھے اس نے اسے مارنے کا حکم دیا تو اسے ۱۸ سخت کوڑے مارے گئے پھر اسے زمین دوز قید خانے میں قید کر دیا گیا اور محمد داؤد نے لوگوں کو حج کروایا۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال نائب بغداد اسحاق بن ابراہیم نے ۲۳ ذوالحجہ کو منگل کے روز وفات پائی اور اس نے اس کی جگہ اس کے بیٹے محمد کو نائب مقرر کر دیا اور اسے پانچ خلعت دیئے اور اس کے گلے میں تلوار لٹکائی' میں کہتا ہوں وہ مامون کے زمانے میں عراق کا نائب تھا اور وہ اپنے سادات واکابر کے تتبع میں خلق قرآن مسئلہ کا داعی تھا جن کے بارے میں اللہ نے

فرمایا ہے کہ:

''اے ہمارے رب ہم نے اپنے سادات واکابر کی اطاعت کی تو انہوں نے ہمیں راہِ حق سے بھٹکا دیا۔

اور وہ لوگوں کی آزمائش کرتا تھا اور انہیں مامون کے پاس بھیجا کرتا تھا۔

اسحاق بن ماہان:

موصلی' ندیم' ادیب ابن ادیب جو اپنے وقت میں نادر الشکل تھا اور ہر اس فن کا جامع تھا جسے اس کے زمانے کے لوگ جانتے تھے یعنی وہ فقہ' حدیث' جدل' کلام' نعت اور شعر کو جانتا تھا لیکن اس نے گانے میں شہرت پائی کیونکہ اس فن میں دنیا میں اس کی کوئی نظیر موجود نہ تھی' معتصم نے بیان کیا ہے کہ اسحاق جب گاتا ہے تو مجھے خیال آتا ہے کہ اس نے میری حکومت میں اضافہ کر دیا ہے اور مامون نے بیان کیا ہے کہ اگر وہ گانے میں مشہور نہ ہوتا تو میں اسے قاضی بناتا کیونکہ اس کی پاکیزگی' عفت اور امانت کو جانتا ہوں اس کے اشعار بہت اچھے ہیں اور ایک بہت بڑا دیوان بھی ہے اور اس کے پاس ہر فن کی بہت سی کتابیں تھیں اس نے اس سال میں وفات پائی ہے اور بعض کا قول ہے کہ اس سے پہلے سال میں اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے بعد والے سال میں وفات پائی ہے اور ابن عساکر نے اس کے بھرپور حالات بیان کئے ہیں اور اس کے متعلق عمدہ باتیں اور شاندار اشعار اور حیران کن حکایت بیان کی ہے جن کا استفسار طویل کام ہے اور ان میں سے ایک عجیب بات یہ ہے کہ اس نے ایک روز یحییٰ بن خالد بن برمک کو گانا سنایا تو اس نے اسے ایک کروڑ درہم دیا اور اس کو بیٹے جعفر نے بھی اسے اتنے ہی درہم دیئے اور اس کے بیٹے فضل نے بھی اسے اتنے ہی درہم دیئے' یہ باتیں طویل حکایات میں موجود ہیں۔

اور اس سال شریح بن یونس' شیبان بن فروخ' عبیداللہ بن عمر القواریری اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے وفات پائی جو اسلام کے جلیل القدر امام اور المصنف کے مؤلف ہیں۔ نہ آپ سے پہلے کسی نے اس قسم کی تصنیف کی ہے اور نہ آپ کے بعد کی ہے۔

۲۳۶ھ

اس سال متوکل نے حسین بن علی بن ابی طالب کی قبر اور اس کے اردگرد کے گھروں اور حویلیوں کو گرانے کا حکم دیا اور لوگوں میں اعلان کر دیا گیا کہ جو شخص تین دن کے بعد وہاں پایا گیا اسے میں زمین دوز قید خانے میں ڈال دوں گا' سو وہاں کوئی بشر نہ رہا اور اس نے اس جگہ کو کھیتی بنا دیا جس میں ہل چلایا جاتا اور غلہ حاصل کیا جاتا اور اس سال محمد بن المنتصر بن متوکل نے لوگوں کو حج کروایا اور محمد بن ابراہیم بن مصعب نے وفات پائی۔ اسے اس کے بھتیجے محمد بن اسحاق بن ابراہیم نے زہر دیا تھا اور یہ محمد بن ابراہیم کبار امراء میں سے تھا اور اسی سال وزیر حسن بن سہل نے وفات پائی جو مامون کی بیوی بوران کا باپ تھا جس کا ذکر پہلے بیان ہو چکا ہے اور وہ لوگوں کے سرداروں میں سے تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اسحاق بن ابراہیم گلوکار نے بھی اسی سال وفات پائی۔ واللہ اعلم۔ نیز اس سال ابراہیم المنذر الحزامی' مصعب بن عبداللہ زبیری' ہدبہ بن خالد قیسی اور ایک ضعیف ابوالصلت الہروی نے بھی وفات پائی۔

۲۳۷ھ

اس سال آرمینیا کے نائب یوسف بن محمد بن یوسف نے وہاں کے بڑے جرنیل کو گرفتار کر کے اسے خلیفہ کے نائب کے پاس بھجوا دیا اور ایسا اتفاق ہوا کہ اس کے بھیجنے کے بعد اس علاقے میں بہت برف پڑی اور اس راستے کے باشندوں نے قلعہ بندی کر لی اور آ کر اس شہر کا محاصرہ کر لیا جس میں یوسف موجود تھا اور وہ ان سے جنگ کرنے کے لیے ان کے مقابلہ میں نکلا تو انہوں نے اسے اور اس کے ساتھ جو مسلمانوں کی بہت بڑی جماعت تھی اسے قتل کر دیا اور بہت سے لوگ سردی کی شدت سے ہلاک ہو گئے اور جب متوکل کو اس قبیح معاملے کی اطلاع ملی تو اس نے بغا الکبیر کو ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ اس نواح کے باشندوں کے مقابلہ میں بھیجا اور اس نے اس نواح کے باشندوں میں سے جنہوں نے شہر کا محاصرہ کیا ہوا تھا' تقریباً تیس ہزار کو قتل کر دیا اور ان میں سے ایک بہت بڑی جماعت کو قیدی بنا لیا۔ پھر وہ بسفرجانی کے ضلع میں الباق کے علاقے کی طرف روانہ ہو گیا اور بہت سے بڑے شہروں کی طرف گیا اور حکومتوں کو ہموار کیا اور نواح د بلاد کو دبایا۔

اور اس سال کے صفر میں متوکل قاضی ابن ابی داؤد معتزل پر ناراض ہو گیا جو نا انصافیوں پر قاضی مقرر تھا اس نے اسے وہاں سے معزول کر کے اور یحییٰ بن اکثم کو بلا کر چیف جسٹس اور نا انصافیوں کا قاضی بنا دیا اور ربیع الاول میں خلیفہ نے ابن ابی داؤد کی جاگیروں کی حفاظت کرنے اور اس کے بیٹے ابوالولید محمد کے گرفتار کرنے کا حکم دیا اور اس نے ۳ ربیع الآخر کو ہفتہ کے روز اسے قید کر دیا اور اسے مال لانے کا حکم دیا تو وہ ایک لاکھ بیس ہزار دینار اور بیس ہزار دینار کی قیمت کے نفیس جواہرات اٹھا لیا۔ پھر سولہ کروڑ درہم پر صلح ہو گئی اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں' ابن ابی داؤد کو فالج ہو گیا تھا پھر اس نے اس کے اہل کو ذلیل کر کے سامرا سے بغداد کی طرف جلاوطن کر دیا۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ ابوالعتاہیہ نے اس کے بارے میں کہا ہے:

اگر تیری رائے میں رشد ہوتا اور تیرے عزم میں درستگی ہوتی تو تو فقہ میں مشغول رہتا اور کتاب اللہ کو مخلوق کہنے سے بچتا

اور اگر جہالت اور حماقت نہ ہوتی تو تیرا کوئی حرج نہ تھا جب کہ دین کی اصل انہیں فرع میں بھی اکٹھا کرتی ہے۔

اور اس سال کی عید الفطر کو متوکل نے احمد بن نصر خزاعی کے جثے کو اتارنے اور آپ کے سر اور جسم کو اکٹھا کر کے آپ کے وارثوں کے سپرد کر دینے کا حکم دیا جس سے لوگوں کو بہت خوشی ہوئی اور آپ کے جنازے میں بے شمار لوگ جمع ہوئے اور وہ آپ کی چارپائی کی لکڑی اور آپ کے تابوت کو چھو کر برکت حاصل کرنے لگے اور یہ جمعہ کا دن تھا پھر وہ اس تنے کے پاس آئے جس پر آپ صلیب دیا گیا تھا اور اسے چھو کر برکت حاصل کرنے لگے اور عوام الناس اس کے باعث خوشی اور مسرت سے اچھلنے لگے اور متوکل نے اپنے نائب کو حکم دیتے ہوئے لکھا کہ وہ انہیں اس قسم کے کاموں کے ارتکاب کرنے اور بشر کے بارے میں غلو کرنے سے روکے' پھر متوکل نے اطراف کو علم کلام کے مسئلہ میں گفتگو کرنے اور خلق قرآن کے قول سے رک جانے کا خط لکھا اور یہ کہ جس نے علم کلام کو سیکھا ہے اگر اس نے اس کے متعلق گفتگو کی تو موت تک اس کا ٹھکانہ زمین دوز قید خانہ ہو گا اور اس نے لوگوں کو حکم دیا

کہ وہ صرف کتاب وسنت میں مشغول رہیں' پھر اس نے حضرت امام احمد بن حنبل کے اکرام کرنے کا اظہار کیا اور آپ کو بغداد سے اپنے پاس بلایا اور اس نے آپ سے ملاقات کی اور آپ کا اکرام کیا اور آپ کے لیے قیمتی انعام کا حکم دیا مگر آپ نے اسے قبول نہ کیا اور اس نے ملبوسات سے ایک قیمتی خلعت آپ کو دیا اور حضرت امام احمدؒ نے اس سے بہت شرم محسوس کی اور اسے اس جگہ تک پہنے رکھا جس میں فروکش تھے۔ پھر آپ نے سختی سے اتار پھینکا اور آپ رو رہے تھے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

اور متوکل ہر روز اپنے خاص کھانے سے آپ کو کھانا بھیجنے لگا اور اس کا خیال تھا کہ آپ اسے کھاتے ہیں اور حضرت امام احمد ان کا کھانا نہیں کھایا کرتے تھے بلکہ وہ ان ایام میں خالی پیٹ مسلسل روزے رکھتے رہے' اس لیے آپ کو کوئی ایسی چیز میسر نہ آئی جسے آپ کھانا پسند کرتے لیکن آپ کے بیٹے صالح اور عبداللہ ان انعامات کو قبول کرتے رہے مگر آپ کو اس کا کچھ علم نہ تھا اور اگر وہ بغداد جلد واپس نہ آتے تو حضرت احمد کو بھوک سے فوت ہو جانے کا خوف پیدا ہو گیا تھا اور متوکل کے زمانے میں سنت کا مقام بہت بلند ہو گیا۔ اللہ اسے معاف کرے اور وہ حضرت امام احمد کے مشورہ کے بغیر کسی کو امیر نہیں بناتا تھا اور اس نے ابن ابی داؤد کی جگہ قاضی یحییٰ بن اکثم کو چیف جسٹس بھی آپ ہی کے مشورے سے مقرر کیا تھا اور یحییٰ بن اکثم سنت کے آئمہ اور لوگوں کے علماء میں سے تھے اور فقہ وحدیث اور اتباع سنت کی تعظیم کرنے والوں میں سے ہے اور اس نے اپنی جانب سے حبان بشر کو مشرقی جانب پر اور سوار بن عبداللہ کو مغربی جانب پر قاضی مقرر کیا اور یہ دونوں یک چشم تھے اور اس بارے میں ابن ابی داؤد کے ایک دوست نے کہا: ؎

میں نے دو قاضیوں عجیب بات دیکھی ہے جو مشرق ومغرب میں ایک افسانہ ہیں۔ انہوں نے اندھے پن کو دو حصوں میں لمبائی میں اس طرح تقسیم کر لیا ہے جیسے انہوں نے دونوں جانب کی قضاء کو تقسیم کر لیا ہے اور ان دونوں میں سے جو سر ہلائے اس کے متعلق گمان کیا جاتا ہے کہ وہ وراثت اور فرض میں غور وفکر کرے گا گویا تو نے اس پر مٹکا رکھ دیا ہے جس کے سوراخ کو تو نے ایک آنکھ سے کھولا ہے۔ جب قضا کا افتتاح دو یک چشم آدمیوں سے ہو تو وہ دونوں یحییٰ کے مرنے سے زمانے کو شکست دے دیں گے۔

اور اس سال علی بن یحییٰ ارمنی نے موسم گرما کی جنگ لڑی اور امیر حجاز علی بن عیسیٰ بن جعفر بن ابی جعفر منصور نے لوگوں کو حج کروایا اور اس سال حاتم الاصم' عبدالاعلیٰ بن حماد' عبیداللہ بن معاذ العنبری اور ابو کامل فضیل بن حسن الجحدری نے وفات پائی۔

۲۳۸ھ

اس سال کے ربیع الاول میں بغا نے تفلیس شہر کا محاصرہ کیا اور اس کے ہراول میں زیرک ترکی تھا اور تفلیس کا حکم اسحاق بن اسماعیل اس کے مقابلہ میں نکلا اور اس سے جنگ کی اور بغا نے اسحاق کو قیدی بنا لیا اور بغا نے اسے قتل کرنے اور صلیب دینے کا حکم دیا اور آگ کی مٹی کے تیل میں ڈال کر شہر کی طرف پھینکنے کا حکم دیا اور اس کے اکثر مکان چیل کی لکڑی سے بنے ہوئے تھے' پس اس نے وہاں کے اکثر مکانوں کو جلا دیا اور اس کے تقریباً پچاس ہزار باشندوں کو بھی جلا دیا اور دو دن کے بعد آگ بجھ گئی اس لیے

کہ چیل کی آگ باقی نہیں رہتی اور فوج نے شہر میں داخل ہو کر باقی ماندہ باشندوں کو قیدی بنالیا اور ان سے مویشی تک چھین لئے پھر بعد دوسرے شہروں کی طرف گیا جن کے باشندے نائب آرمینیا یوسف بن محمد بن یوسف کے قتل میں مدد کرتے تھے پس اس نے اس کا بدلہ لیا اور جس نے اس پر جرأت کی اسے سزا دی۔

اور اس سال تقریباً تین سو کشتیوں میں فرنگی دمیاط کی جانب سے مصر جانے کے ارادے سے آئے اور انہوں نے اچانک اس میں داخل ہو کر اس کے باشندوں کو قتل کر دیا اور جامع مسجد اور منبر کو جلا دیا اور تقریباً چھ سو عورتوں کو قیدی بنالیا جن میں ۱۲۵ عورتیں مسلمان تھیں اور بقیہ قبطی عورتیں تھیں اور انہوں نے بہت سا مال' ہتھیار اور ساز وسامان قابو کر لیا اور لوگ ہر طرف ان سے فرار کر گئے اور جو لوگ بحیرہ تنیس میں غرق ہوئے وہ ان لوگوں سے بھی زیادہ تھے جن کو انہوں نے قید کیا تھا پھر وہ غیرت کھا کر واپس آئے اور کسی نے انہیں رکاوٹ نہ کی حتیٰ کہ وہ اپنے شہروں کو واپس آ گئے اللہ ان پر لعنت کرے اور اس سال علی بن یحییٰ ارمنی نے موسم گرما کی جنگ لڑی اور اس سال اسی امیر نے لوگوں کو حج کروایا جس نے اس سے پہلے سال حج کرایا تھا۔

اور اس سال عظیم عالم اور مجتہد اسحاق بن راہویہ' بشر بن ولید فقیہہ حنفی' طالون بن عباد' محمد بن بکار بن الزیات' محمد بن البرجانی اور محمد بن ابی السری عسقلانی نے وفات پائی۔

۲۳۹ھ

اس سال کے محرم میں متوکل نے ذمیوں پر لباس کی علیحدگی کے بارے میں زیادہ سختی کی اور اسلام میں نئے گرجوں کی تخریب کا سخت حکم دیا اور اس سال متوکل نے علی بن الجہم کو خراسان کی طرف جلاوطن کر دیا۔ اس اتفاق سے نصاریٰ کی شعانین اور یوم نیروز ایک ہی دن آئے یعنی ۲۰ ذوالقعدہ کو ہفتہ کے روز آئے اور نصاریٰ کا خیال ہے کہ اسلام میں صرف اسی سال ہی یہ واقعہ ہوا ہے اور علی بن یحییٰ نے موسم گرما کی جنگ لڑی اور والی مکہ عبداللہ بن محمد بن ابی داؤد نے لوگوں کو حج کروایا۔

ابن جریر کا بیان ہے کہ اس سال ابوالولید محمد بن قاضی احمد بن ابی داؤد ماری معتزلی نے وفات پائی۔ میں کہتا ہوں اس سال وفات پانے والوں میں داؤد بن رشید' صفوان بن صالح مؤذن اہل دمشق عبدالملک بن حبیب فقیہہ مالکی جو ایک مشہور شخص ہیں عثمان بن ابی شیبہ مؤلف تفسیر اور المسند محمد بن مہران رازی' محمود بن غیلان اور وہب بن تصیہ شامل ہیں۔

احمد بن عاصم انطاکی:

ابوعلی واعظ زاہد' ایک عبادت گزار اور درویش شخص تھے' زہد اور معاملات قلوب کے بارے میں آپ کا کلام نہایت اچھا ہے۔ ابوعبدالرحمٰن سلمی نے بیان کیا ہے کہ آپ حارث محاسبی اور بشر حافی کے طبقہ میں سے تھے اور ابوسلیمان الدرانی نے آپ کی تیزی فراست کی وجہ سے آپ کا نام جاسوس القلوب رکھا ہوا تھا۔ آپ نے ابومعاویۃ العزیز انور اس کے طبقہ کے لوگوں سے روایت کی ہے اور آپ سے احمد بن الحواری' محمود بن خالد اور ابوزرعہ دمشقی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ احمد بن الحواری آپ سے عن مخلد ابن حسن عن ہشام بن حسان روایت کی ہے کہ میں حضرت حسن بصری کے پاس سے گزرا تو آپ صبح کے وقت بیٹھے ہوئے

تھے میں نے کہا اے ابوسعید آپ جیسا شخص اس وقت بیٹھتا ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے وضو کیا ہے اور میں نے اپنے نفس کو نماز میں لگانا چاہا ہے مگر اس نے میری بات نہ مانی اور اس نے مجھے سلانے کا ارادہ کیا اور میں نے اس کی بات نہیں مانی۔

آپ کے بہترین اقوال:

جب تو اپنے دل کی اصلاح کرنا چاہے تو اپنے جوارح کی حفاظت کرنے سے اس کی مدد کر۔ یہ مفت کی غنیمت ہے کہ تو اپنی باقی ماندہ عمر کی اصلاح کرے اور جو اس سے پہلے گزر چکی ہے وہ اللہ تجھے معاف کر دے تھوڑا یقین سارے شک کو تیرے دل سے نکال دے گا جو شخص اللہ کے ساتھ ہوتا ہے تو وہ اس بات کو بہتر جانتا ہے جس سے وہ زیادہ ڈرتا ہے ڈنیا میں تیرا بہترین دوست غم ہے جو تجھے دنیا سے سے روک کر آخرت تک پہنچا دے گا اور آپکے اشعار میں سے یہ شعر بھی ہیں:

میں نے ارادہ کیا اور میں نے عزم کیا اور اگر میں سچا ہوتا تو میں عزم کرتا لیکن دودھ چھڑانا سخت تھا اور اگر کوئی مجھے عقل اور یقین کرنے والے کا یقین حاصل ہوتا تو میں راہ اعتدال سے نہ ہٹتا۔ کاش سلوک کے سوا میری کوئی خواہش ہوتی لیکن میں قضاوقدر سے کیسے پھر سکتا ہوں نیز آپ نے کہا:

ہم حیران اور مذبذب رہ گئے ہم صدق کے متلاشی ہیں اور اس کی طرف کوئی راہ نہیں۔ محبت کے اسباب ہم پر ہلکے ہیں اور محبت کے خلاف اسباب ہم پر بوجھل ہیں' سچائی جگہوں سے مفقود ہوگئی ہے حتیٰ کہ آج اس کے بیان پر کوئی دلیل نہیں' ہم کسی خوفزدہ کو نہیں دیکھتے جو ہمیں خوف لاحق کر دے اور ہم اسے اس بات میں سچا نہیں دیکھتے جو وہ بیان کرتا ہے۔

نیز آپ نے کہا:

اپنے آپ سے نرمی کر' ہر معاملہ ختم ہو جانے والا ہے اور اپنے آپ سے غم کی لہر کو دور کر وہ ہٹ جائے گی اور ہر غم کے بعد فراخی ہے اور ہر تکلیف جب تنگ ہو جاتی ہے زمانہ خواہ کس قدر لمبا ہو یقیناً مصیبت ہے' موت اس کا خاتمہ کر دے گی یا وہ ختم ہو جائے گی۔

حافظ ابن عساکر نے آپ کے حالات کو بہت طول دیا ہے اور آپ کی تاریخ وفات بیان نہیں کی میں نے یہاں آپ کا ذکر ثواب کے لیے کیا ہے۔

۲۴۰ھ

اس سال اہل حمص نے اپنے گورنر ابوالمغیث موسیٰ بن ابراہیم الرافقی پر حملہ کر دیا کیونکہ اس نے ان کے ایک سردار کو قتل کر دیا تھا سو انہوں نے اس کے اصحاب کی ایک جماعت کو قتل کر دیا اور اسے اپنے درمیان باہر نکال دیا اور متوکل نے ان کے مقابلہ میں اسے فوج کا امیر بنا کر بھیجا اور اس کے ساتھی سفیر سے کہا اگر وہ اسے قبول کریں تو ٹھیک ورنہ مجھے اطلاع دینا انہوں نے اسے قبول کر لیا اور اس نے ان میں عجیب کام کیے اور ان کی بہت اہانت کی۔

اور اس سال متوکل نے قاضی یحییٰ بن اکثم کو چیف جسٹس کے عہدے سے معزول کر دیا اور اس سے ۸۰ ہزار دینار کا مطالبہ

کیا اور بصرہ کے علاقہ میں اس کی بہت سی اراضی لے لیں اور اس کی جگہ جعفر بن عبدالواحد بن جعفر بن سلیمان بن علی کو چیف جسٹس مقرر کیا۔ ابن جریر نے بیان کیا ہے۔ اس سال کے محرم میں احمد بن ابی داؤد نے اپنے بیٹے کے بیس دن بعد وفات پائی۔

احمد بن ابی داؤد کے حالات:

احمد بن ابی داؤد ایادی معتزلی اس کا نام الفرج تھا اور بعض نے دعمی بیان کیا ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ اس کا نام ہی اس کی کنیت ہے۔ ابن خلکان نے اس کے نسب کے بارے میں بیان کیا ہے۔ ابوعبداللہ احمد بن ابی داؤد فرج بن جریر بن مالک بن عبداللہ بن عباس بن سلام بن عبد ہند بن عبدنجم بن مالک بن فیض بن منعہ بن مبرجان بن دوس الہزلی بن امیہ بن حذیفہ بن زہیر بن ایاد بن ادبن معد بن عدنان۔

خطیب نے بیان کیا ہے ابن ابی داؤد معتصم کا چیف جسٹس تھا۔ پھر واثق کا چیف جسٹس تھا اور یہ جود وسخاوت' حسن اخلاق اور وفور ادب سے آراستہ تھا مگر اس نے جہمیہ کے مذہب کا اعلان کر دیا اور سلطان کو خلق قرآن کے مسئلہ میں لوگوں کی آزمائش پر آمادہ کیا اور یہ کہ اللہ کو آخرت میں دیکھا نہیں جائے گا۔ الصولی نے بیان کیا ہے برامکہ کے بعد اس سے بڑا اکرم کوئی نہ تھا۔ اگر اس نے اپنے نفس کو آزمائش کی محبت میں نہ ڈالا ہوتا تو سب لوگ اس پر اتفاق کرتے۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ وہ ۱۶۰ھ میں پیدا ہوا اور وہ یحییٰ بن اکثم سے بیس سال بڑا تھا۔ ابن خلکان نے بیان کیا ہے اصلاً وہ بلاد قنسرین کا ہے' اس کا باپ تاجر تھا جو شام آیا کرتا تھا' پھر وہ عراق چلا گیا اور اپنے اس بیٹے کو بھی اپنے ساتھ عراق لے گیا اور یہ علم میں مشغول ہو گیا اور اس نے واصل بن عطاء کے دوست صیاج بن العلاء سلمی کی مصاحبت اختیار کی اور اس سے اعتزال سیکھا' بیان کیا گیا ہے کہ وہ قاضی یحییٰ بن اکثم کی بھی مصاحبت کیا کرتا تھا اور اس سے علم حاصل کرتا تھا۔ پھر ابن خلکان نے کتاب الوفیات میں اس کے طویل حالات بیان کئے ہیں اور ایک شاعر نے اس کی مدح بھی کی ہے وہ کہتا ہے:

اللہ کا رسول اور خلفاء اور احمد بن ابی داؤد ہم میں سے ہوئے ہیں۔

اور ایک شاعر نے اس کا جواب دیا ہے۔

نزار پر فخر کرنے والوں سے کہہ دے وہ زمین میں بندوں کے سردار ہیں اور اللہ کا رسول اور خلفاء ہم میں سے ہیں اور ہم بنی ایاد کے لے پالک سے اظہار بیزاری کرتے ہیں' جب وہ ایاد بن ابی داؤد کی دعوت کو تسلیم کریں تو وہ ہم میں سے نہیں ہیں۔

راوی بیان کرتا ہے جب احمد بن ابی داؤد کو ان اشعار کی اطلاع ملی تو اس نے کہا اگر میں سزا کو ناپسند نہ کرتا ہوتا تو اس شاعر کو ایسی سزا دیتا جو کسی نے نہ دی ہوتی۔

خطیب نے بیان کیا ہے ازہری نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ احمد بن عمر الواعظ نے ہم سے بیان کیا کہ عمر بن الحسن بن علی بن مالک نے ہم سے بیان کیا کہ جریر بن احمد ابو مالک نے مجھ سے بیان کیا کہ میرا باپ احمد بن ابی داؤد جب نماز پڑھتا ہے تو وہ دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتا اور اپنے رب سے خطاب کرتا اور کہتا:

تو ضعیف الاسباب ہے اور معاملات کی کامیابی قوت اسباب سے ہے آج یہیں تیری ضرورت ہے اور طبیب کو بیماریوں کے وقت ہی بلایا جاتا ہے۔

پھر خطیب نے روایت کی ہے کہ ابوتمام ایک روز ابن ابی داؤد کے پاس آیا تو اس نے اسے کہا میرا خیال ہے آپ ناراض ہیں اس نے کہا وہ ایک پر ناراض ہوتا ہے اور تو ساری مخلوق سے اس نے اسے کہا تو نے یہ خیال کہاں سے لیا ہے؟ اس نے کہا ابونواس کے قول سے:

''اور اللہ کے لیے یہ کوئی عجیب بات نہیں کہ وہ عالم کو ایک شخص میں جمع کر دے''۔

اور ایک روز ابوتمام نے اس کی مدح کی اور کہا:

سارے زمانے کی برائیاں احمد بن ابی داؤد کی خوبیاں بن گئی ہیں تو نے سب اطراف میں صرف اس لیے سفر کیا ہے کہ میری اونٹنی اور میرا زاد تیرے عطیے سے ہو' تیرے بارے میں ظن اور خواہش کیا ہی اچھی ہے' خواہ میری سواری شہروں میں بے قرار رہے۔

اس نے پوچھا اس مفہوم میں تو منفرد ہے یا اسے کسی اور سے لیا ہے؟ اس نے کہا یہ میرا خیال ہے مگر میں نے ابونواس کے اس قول پر بھی نگاہ ڈالی ہے:

اور اگر کسی روز الفاظ تیرے سوا کسی اور انسان کی مدح میں رواں ہوں تو تو ہی ہماری مراد ہوتا ہے۔

اور محمد بن الصولی نے بیان کیا ہے کہ ابوتمام نے احمد بن ابی داؤد کی جو چنندہ مدح کی ہے اس کے کچھ اشعار یہ ہیں:

اے احمد! حاسد بہت سے ہیں اور اگر شرفاء کا شمار کیا جائے تو تیری کوئی نظیر نہیں تو مجد وفخر قدیم کے بیڑے اور چوٹی کے مقام پر اترا ہے جو بہت فخر والا ہے ہر غنی اور فقیر تیرے پاس آتا ہے خواہ فقیر آسمان تک پہنچ جائے' ہر جانب سے بزرگی تجھ تک پہنچتی ہے اور خواہ جہاں بھی جائے تجھ سے آگے نہیں بڑھ سکتی تو ایاد کا ماہ چہارم ہے وہ اس کا انکار نہیں کرتے۔ اسی طرح ایاد بھی لوگوں کے لیے چودھویں کے چاند ہیں تو نے از راہ خاکساری امیر کہلوانے سے اجتناب کیا ہے حالانکہ جسے امیر کہا جاتا ہے تو اس کا امیر ہے اور ہر ہاتھ تیری طرف دراز ہے اور ہر بلندی تیری طرف اشارہ کرتی ہے۔

میں کہتا ہوں ان اشعار میں شاعر نے بہت بڑی غلطی کی ہے اور مبالغہ میں بہت بڑی بات کی ہے اور اگر اس کا ضعیف' مسکین' گمراہ اور گمراہ کرنے والی مخلوق کے بارے میں یہ اعتقاد ہے تو اس کے لیے جہنم ہے جو برا ٹھکانہ ہے اور ایک روز ابن ابی داؤد نے کسی سے کہا تو مجھ سے سوال کیوں نہیں کرتا؟ اس نے اسے کہا اگر میں تجھ سے سوال کرتا تو تجھے تیرے احسان کی قیمت دیتا۔ اس نے اسے کہا تو نے درست کہا ہے اور اس نے اس کی طرف پانچ ہزار درہم بھیجے۔

ابن الاعرابی نے بیان کیا ہے ایک شخص نے ابن ابی داؤد سے سوال کیا کہ وہ اسے گدھے پر سوار کرا دے اس نے کہا اے غلام اسے گدھا' خچر' ٹٹو' گھوڑا اور ایک لونڈی دے دے اور اسے کہا اگر مجھے ان کے علاوہ بھی کسی سواری کا علم ہوتا تو تجھے وہ بھی دیتا۔ پھر خطیب نے اپنے اسانید سے ایک جماعت کے حوالے سے کچھ حالات بیان کیے ہیں جو اس کی سخاوت' فصاحت' ادب'

علم اور ضروریات کے پورا کرنے کی طرف سبقت کرنے اور خلفاء کے ہاں اس کے بلند مقام پر دلالت کرتے ہیں۔

محمد بن مہدی واثق سے روایت ہے کہ ایک روز ایک شیخ واثق کے پاس آیا اور اس نے سلام کیا اور واثق نے اسے جواب نہ دیا بلکہ کہا اللہ تجھے سلام نہ کہے اس نے کہا یا امیر المومنین آپ کے معلم نے آپ کو بہت برا ادب سکھایا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"جب تمہیں کوئی تحفہ دیا جائے تو اس سے بہتر تحفہ دو یا اسے واپس کردو"۔

آپ نے مجھے اس سے بہتر تحفہ نہیں دیا اور نہ اسے واپس کیا ہے' ابن ابی داؤد نے کہا' یا امیر المومنین یہ شخص متکلم ہے' اس نے کہا اس سے مناظرہ کرو' ابن ابی داؤد نے کہا اے شیخ تو قرآن کے بارے میں کیا کہتا ہے کیا وہ مخلوق ہے؟ شیخ نے کہا تو نے مجھ سے انصاف نہیں کیا سوال مجھے کرنا ہے اس نے کہا سوال کرو اس نے کہا یہ بات جو تو کہہ رہا ہے کیا رسول اللہ ﷺ' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معلوم تھی یا نہیں؟ ابن ابی داؤد نے کہا انہیں یہ بات معلوم نہ تھی' اس نے کہا تو وہ بات جانتا ہے؟ جو انہیں معلوم نہیں تو وہ شرمندہ ہو کر خاموش ہو گیا۔ پھر کہنے لگا مجھے معاف کیجیے وہ اسے جانتے تھے اس نے کہا پھر انہوں نے لوگوں کو اس طرف دعوت کیوں نہیں دی جیسے تو دعوت دیتا ہے' کیا تمہارے لیے وہ بات روا نہیں جو انہیں روا تھی؟ تو وہ شرمندہ ہو کر خاموش ہو گیا اور واثق نے اسے تقریباً چار ہزار دینار انعام دینے کا حکم دیا مگر اس نے انہیں قبول نہ کیا۔

مہدی نے بیان کیا ہے' میرا باپ گھر میں داخل ہو کر پشت کے بل لیٹ گیا اور شیخ کا قول دہرانے لگا اور کہنے لگا کیا تجھے وہ بات روا نہیں جو انہیں روا تھی؟ پھر اس نے شیخ کو چھوڑ دیا اور اسے چار ہزار دینار دیئے اور اسے اس کے شہر میں واپس بھیج دیا اور ابن ابی داؤد اس کی نظروں سے گر گیا اور اس کے بعد اس نے کسی کی آزمائش نہیں کی۔

خطیب نے اسے اپنی تاریخ میں ایسے اسناد سے بیان کیا ہے جس میں بعض ایسے آدمی ہیں جو مشہور نہیں اور اس نے اس کے واقعہ کو طوالت کے ساتھ بیان کیا ہے اور ثعلب نے بحوالہ ابوحجاج الاعرابی یہ اشعار سنائے اور بیان کیا کہ اس نے یہ ابن ابی داؤد کے متعلق کہے ہیں: ؎

اے ابن ابی داؤد تو نے دین کو اندھا کر دیا ہے اور جس نے تیری اطاعت کی ہے وہ مرتد ہو گیا ہے تو نے اپنے رب کے کلام کو مخلوق خیال کیا ہے کیا تجھے رب کے پاس لوٹنا نہیں؟ اس کلام الٰہی کو اس نے علم کے ساتھ جبریل کے ذریعے خیر البشر کی طرف نازل کیا ہے اور جس نے تیرے دروازے پر ضیافت طلب کرتے ہوئے شام کی اس کی حالت اس شخص کی سی ہے جو توشہ کے بغیر جنگل میں اتر پڑے اور اسے ابن ابی داؤد نے قول سے یہ عمدہ بات بیان کی ہے کہ میں ایادی قبیلے کا ایک شخص ہوں۔

پھر خطیب نے بیان کیا ہے کہ قاضی ابوالطیب بن عبداللہ طبری نے بتایا ہے کہ المعانی بن زکریا الجریری نے بحوالہ محمد بن یحییٰ الصولی ہمیں کسی کا یہ شعر سنایا جس میں وہ ابن ابی داؤد کی ہجو کرتا ہے: ؎

اگر تیرے رائے میں رشد ہوتا تو تیرے عزم میں اعتدال ہوتا۔

اور یہ اشعار پہلے بیان ہو چکے ہیں اور خطیب نے بحوالہ احمد بن الموفق یا یحییٰ الجلاء روایت کی ہے وہ بیان کرتا ہے کہ الواقفیہ میں سے ایک شخص نے مجھ سے خلق قرآن کے بارے میں مناظرہ کیا اور اس نے مجھ پر وہ عیب لگائے جنہیں میں پسند کرتا تھا اور جب شام ہوئی تو میں اپنی بیوی کے پاس آیا اور اس نے میرے لیے شام کا کھانا رکھا تو اس میں سے کچھ بھی نہ کھا سکا اور میں سو گیا اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو جامع مسجد میں دیکھا اور وہاں ایک حلقہ میں حضرت امام احمد بن حنبل اور آپ کے اصحاب بھی موجود ہیں اور رسول اللہ ﷺ اس آیت:

﴿ فَاِنْ یَّکْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ ﴾ .

کو پڑھنے لگے اور ابن ابی داؤد کے حلقہ کی طرف اشارہ کرنے لگے اور:

﴿ فَقَدْ وَکَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّیْسُوْا بِهَا بِکٰفِرِیْنَ ﴾ .

پڑھ کر حضرت امام احمد بن حنبل اور آپ کے اصحاب کی طرف اشارہ کرنے لگے۔

اور ایک شخص نے بیان کیا ہے میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے آج شب احمد بن ابی داؤد ہلاک ہو گیا ہے میں نے اس سے پوچھا اس کی ہلاکت کا سبب کیا ہے؟ اس نے کہا اس نے اللہ کو اپنے پر ناراض کر دیا تھا اور وہ سات آسمانوں سے اس پر ناراض ہوا ہے اور ایک اور شخص نے بیان کیا ہے میں نے ایک شب خواب دیکھا کہ ابن ابی داؤد فوت ہو گیا ہے اور آگ نے ایک عظیم لمبا سانس لیا ہے جس سے ایک شعلہ نکلا ہے میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو بتایا گیا اس نے ابن ابی داؤد کا کام تمام کر دیا ہے۔

اور اس کی موت اس سال کی ۲۳ محرم کو ہفتہ کے روز ہوئی اور اس کے بیٹے عباس نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اسے بغداد میں اس کے گھر میں ہی دفن کیا گیا اور اس کی عمر ۸۰ سال تھی اللہ تعالیٰ نے اس کی موت سے چار سال قبل اسے فالج میں مبتلا کیا حتیٰ کہ وہ اپنے بستر پر پھینکے ہوئے شخص کی طرح پڑا رہا اور وہ اپنے جسم کے کسی حصے کو ہلا نہیں سکتا تھا اور اسے کھانے پینے اور نکاح کرنے کی لذت سے محروم کر دیا گیا۔

اور ایک شخص نے اس کے پاس آ کر کہا خدا کی قسم! میں تیری عیادت کرنے نہیں آیا بلکہ میں تجھ سے تیری تعزیت کرنے آیا ہوں اور میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس نے تجھے تیرے جسم میں قید کر دیا ہے جو ہر قید خانے کی سزا سے بڑھ کر تجھے سزا دینے والا ہے پھر وہ اسے چھوڑ کر بددعا کرتا ہوا چلا گیا کہ جس تکلیف میں وہ مبتلا ہے اللہ اس میں اضافہ کرے اور اس میں کمی نہ کرے پس اس کے مرض میں مزید اضافہ ہو گیا اور گزشتہ سال اس سے بہت سے اموال لے لئے گئے تھے اور اگر وہ سزا کو برداشت کر سکتا ہوتا تو متوکل اسے سزا دیتا۔ ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ اس کی پیدائش ۱۶۰ھ کی ہوئی تھی۔

میں کہتا ہوں اس لحاظ سے وہ امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن اکثم سے بڑی عمر کا تھا۔ ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ ابن اکثم خلیفہ مامون کے ساتھ ابن ابی داؤد کی ملاقات کا سبب بنا تھا اور اس نے اس کے ہاں بڑا مرتبہ حاصل کر لیا حتیٰ کہ اس نے اپنے بھائی معتصم کو اس کے متعلق وصیت کی اور معتصم نے اسے قضاء اور ناانصافیوں کا قاضی بنا دیا اور وزیر ابن الزیات اس سے نفرت

کرتا تھا اور ان دونوں کے درمیان مقابلہ بازی اور ہجو جاری رہی اور وہ اس کے بغیر کسی بات کا فیصلہ نہ کرتا تھا اور اس نے ابن اکثم کو معزول کرنے سے اس کی جگہ قاضی بنا دیا اور یہ وہ آزمائش ہے جو بعد کی آزمائشوں کی بنیاد بنی اور اس فتنے کی بھی بنیاد بنی جس نے لوگوں پر فتنوں کا دروازہ کھول دیا۔

پھر ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ اسے فالج نہیں ہوا اور نہ اس سے مال لیا گیا ہے اور اس کے بیٹے ابوالولید محمد سے ایک کروڑ دولاکھ دینار لئے گئے اور وہ اپنے باپ کے ایک ماہ قبل فوت ہو گیا اور ابن عساکر نے اس کے حالات کو مبسوط طور پر بیان کیا ہے اور ان کی بہت اچھی وضاحت کی ہے اور وہ شخص ادیب، فصیح، شریف، سخی، قابل تعریف، روکنے کو ترجیح دینے والا اور جمع پر تقسیم کو ترجیح دینے والا تھا اور ابن عساکر نے اپنے اسناد سے روایت کی ہے کہ ایک روز اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھا واثق کے باہر نکلنے کا انتظار کر رہا تھا تو ابن ابی مزاد نے کہا مجھے یہ دوشعر بہت اچھے لگتے ہیں:

''اگر دیکھنے والا اپنی نظر سے عورت کو حاملہ کر سکتا تو میری نظر سے وہ مجھ سے حاملہ ہو جاتی اور اگر وہ دیکھنے سے نو ماہ کے درمیان بیٹے کو جنم دیتی تو بلاشبہ اس کا بیٹا میرا ہوتا''۔

اور اس سال وفات پانے والے اعیان میں مشہور فقیہہ ابوثور ابراہیم بن خالد کلبی ہیں۔ امام احمد نے فرمایا ہے ہمارے نزدیک وہ ثوری کے کینڈے کے ہیں اور امام تاریخ خلیفہ بن خیاط، سوید بن سعد الحدثانی، سوید بن نصر، مالکیہ کے مشہور عبدالسلام بن سعید ملقب بہ سحنون، عبدالواحد بن غیاث، شیخ الآئمہ والسنۃ قتیبہ بن سعید، ابوالعمثیل عبداللہ بن خالد جو عبداللہ بن طاہر کا کاتب اور شاعر تھا اور لغت کا بھی عالم تھا اور لغت کے بارے میں اس کی متعدد تصانیف ہیں جن کا کچھ ذکر ابن خلکان نے کیا ہے اور وہ اپنے اشعار میں عبداللہ بن طاہر کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے:

''اے وہ شخص جو چاہتا ہے کہ اس کی صفات عبداللہ کی طرح ہو جائیں، خاموش ہو جا اور سن میں تجھے ایسی سادات کی نصیحت کروں گا جن کا حاجیوں نے قصد کیا سن یا چھوڑ، سچ بول، پاکدامنی اختیار کر، نیکی اختیار کر، صبر کر، برداشت کر، درگزر کر، بدلہ دے، چکرا لگا، بردباری اختیار کر، دلیر بن، مہربانی کر، نرمی اختیار کر، حسن سلوک کر، سنجیدگی اختیار کر، مستقل مزاج رہ، سخاوت کر، حمایت کر، بوجھ اٹھا، دفاع کر، اگر تو میری نصیحت کو قبول کرے تو میں نے تجھے نصیحت کر دی ہے اور صحیح سیدھے رستے کی طرف تیری رہنمائی ہو۔

سحنون مالکی مولف المدونہ:

ابوسعید عبدالسلام بن سعید بن جندب بن حسان بن ہلال بن بکار بن ربیعہ تنوخی، آپ اصلاً حمص شہر کے ہیں۔ آپ کا باپ حمص کی فوج کے ساتھ بلاد مغرب میں آپ کو لایا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا اور وہاں آپ کو مالکی مذہب کی سرداری مل گئی اور آپ نے ابن القاسم سے فقہ سیکھی اور اس کا سبب یہ ہوا کہ حضرت امام مالکؒ کا دوست اسد بن الضرات بلاد مغرب سے مصر آیا اور عبدالرحمٰن بن القاسم نے حضرت امام مالکؒ کے دوست سے بہت سے سوالات پوچھے اور آپ نے اسے ان کے جوابات دیئے۔ اس نے آپ سے ان جوابات کو نقل کر لیا اور انہیں لے کر بلاد مغرب میں داخل ہو گیا اور اس سے سحنون نے انہیں لکھ لیا۔

پھر ابن القاسم کے پاس مصر آئے تو اس نے اپنے سوالات کو دوبارہ آپ کے سامنے دہرایا اور ان میں کچھ کمی بیشی کی اور ان میں سے چند باتوں کو چھوڑ دیا پس سحنون نے انہیں مرتب کیا اور انہیں لے کر بلاد مغرب واپس آ گئے اور ابن القاسم نے آپ کے ہاتھ اسد بن الفرات کو ایک خط لکھا کہ وہ اپنے نسخہ کو سحنون کے نسخہ پر پیش کریں اور اس سے اس کی اصلاح کر لیں مگر اس نے یہ بات قبول نہ کی اور ابن القاسم کو بلایا گیا مگر اس نے نہ آپ سے اور نہ آپ کی تحریر سے فائدہ اٹھایا اور لوگ سحنون کی طرف سفر کرنے لگے اور آپ کی المدونہ مشہور ہوئی اور آپ اس زمانے کے باشندوں کے سردار بن گئے اور آپ قیروان میں قاضی بن گئے یہاں تک کہ اس سال میں ۸۰ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ رحمہ اللہ وایانا۔

۲۴۱ھ

اس سال کے جمادی الاولیٰ یا جمادی الآخرۃ میں اہل حمص نے اپنے عامل' محمد بن عبدویہ پر حملہ کر دیا اور اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا اور نصاریٰ نے بھی اس کے باشندوں کو مدد دی' اس نے اس بارے میں خلیفہ کو اطلاعی خط لکھا تو اس نے اسے لکھا اور حکم دیا کہ وہ ان سے جنگ کرے اور اس نے دمشق کے والی کو خط لکھا کہ وہ اپنی فوج سے اسے مدد دے تاکہ وہ اہل حمص کے خلاف اس کی مدد کرے۔ نیز اس نے اسے یہ بھی لکھا کہ وہ ان میں سے تین مشہور شرارتی اشخاص کو کوڑے مارے حتیٰ کہ وہ مر جائیں پھر انہیں شہر کے دروازوں پر صلیب دے دے اور ان میں سے دوسرے بیس آدمیوں میں سے ہر ایک شخص کو تین تین سو کوڑے مارے اور انہیں پابجولاں سامرا کی طرف بھیج دے اور وہاں جو بھی نصرانی ہے اسے باہر نکال دے اور جامع مسجد کے پہلو میں ان کا جو بڑا گرجا ہے اسے گرا دے یا اسے مسجد کے ساتھ شامل کر دے اور اس نے اس کے لیے پچاس ہزار درہم کا حکم دیا اور جن امراء نے اس کی مدد کی تھی ان کے لیے قیمتی عطیات کا حکم دیا۔ پس خلیفہ نے اس کے بارے میں اسے حکم دیا اس نے اس پر عمل کیا اور اس سال متوکل علی اللہ نے اہل بغداد کے اعیان میں سے ایک شخص کو جسے عیسیٰ بن جعفر بن محمد بن عاصم کہا جاتا تھا مارنے کا حکم دیا اور اس نے اسے دکھ دہ مار دی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے ہزار کوڑے مارے حتیٰ کہ وہ مر گیا اور یہ سزا اسے اس لیے ملی کہ اس کے خلاف سترہ آدمیوں نے شرقی حصے کے قاضی ابوحسان الزیادی کے پاس گواہی دی کہ وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو گالیاں دیتا ہے' قاضی نے اس معاملہ کو خلیفہ تک پہنچایا تو بغداد کے نائب محمد بن عبداللہ بن طاہر بن حسین کے پاس خلیفہ کا خط آیا جس میں اس نے اسے حکم دیا کہ وہ اسے لوگوں کی موجودگی میں حد دشنام لگائے پھر اسے کوڑے مارے حتیٰ کہ وہ مر جائے اور اسے دجلہ میں پھینک دیا جائے اور اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے تاکہ ملحدین اور معاندین اس کام سے باز آ جائیں سو اس نے اس کے ساتھ یہی سلوک کیا' اللہ اس کا برا کرے اور اس پر لعنت کرے اور اگر اس قسم کے شخص نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی ہو تو بالاجماع اس کی تکفیر کی جائے گی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا جو امہات المومنین ہیں ان کے بارے میں دو قول ہیں اور صحیح قول یہی ہے کہ اس کی بھی تکفیر کی جائے گی کیونکہ وہ بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہیں۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال بغداد میں ستارے ٹوٹے اور بکھر گئے اور یہ جمادی الآخرۃ کی پہلی رات کا واقعہ ہے کہ ماہ اگست میں لوگوں پر شدید بارش ہوئی اور اس میں بہت سے جانور مر گئے خصوصاً بیل بہت مرے۔ راوی کا بیان ہے کہ اس سال رومیوں نے عین زربہ پر غارت گری کی اور وہاں جوزط قوم کے لوگ موجود تھے انہیں قیدی بنالیا اور ان کی عورتوں' بچوں اور چوپاؤں کو پکڑ کر لے گئے۔ راوی کا بیان ہے کہ اس سال بلاد طرطوس میں چیف جسٹس جعفر بن عبدالواحد کی موجودگی میں خلیفہ کی اجازت سے اور ابن ابی الشوارب کی نیابت میں مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان فدیہ کا لین دین ہوا۔ مسلمان مرد قیدیوں کی تعداد ۷۸۵ اور عورتوں کی تعداد ۱۲۵ تھی اور بادشاہ کی ماں قدورہ اللہ اس پر لعنت کرے ان قیدیوں پر جو اس کے قبضے میں تھے نصرانیت کو پیش کرتی اور وہ تقریباً بیس ہزار تھے اور جو نصرانیت کو قبول کرتا اسے چھوڑ دیتی اور دوسروں کو قتل کر دیتی اور اس نے ۱۲ ہزار آدمیوں کو قتل کیا اور بعض نصرانی مر گئے اور ان میں سے یہ لوگ باقی بچے جن کا فدیہ دیا گیا اور یہ مرو زن تقریباً نو سو تھے۔

اور اس سال البجہ نے سرزمین مصر کی فوج پر غارت گری کی اور اس سے قبل البجہ مسلمانوں سے مصالحت کی وجہ سے جنگ نہیں کرتے تھے پس انہوں نے صلح کو توڑ دیا اور اعلانیہ مخالفت کی اور البجہ بلاد مغرب کے حبشیوں کی ایک جماعت ہے اور اسی طرح نوبہ' شنون' زغرین' یکسوم اور بہت سی قومیں ہیں جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور ان لوگوں کے علاقے میں سونے اور جواہرات کی کانیں ہیں اور ان پر ہر سال ان کانوں سے دیار مصر کی طرف ٹیکس بھیجنا واجب تھا اور جب متوکل کی حکومت آئی تو متعدد سالوں سے جو چیز ان پر واجب تھی انہوں نے اس کی ادائیگی سے انکار کر دیا تو مصر کے نائب یعقوب بن ابراہیم باز عنیسی جو ہادی کا غلام اور قوصرہ کے نام سے مشہور تھا نے متوکل کو یہ ساری صورت حال لکھ بھیجی جس سے متوکل کو بہت غصہ آیا اور اس نے البجہ کے معاملے میں مشورہ کیا تو اسے بتایا گیا یا امیر المومنین! وہ شتربان اور صحرائی لوگ ہیں اور ان کے علاقے دور دراز اور بے آب ہیں اور ان کے مقابلہ میں جانے والی فوج کے لیے ضروری ہے کہ وہ وہاں پر اپنے قیام کے لیے کھانا اور پانی ساتھ لے جائیں۔ اس بات نے اسے ان کی طرف فوج بھیجنے سے روک دیا۔ پھر اسے اطلاع ملی کہ وہ الصعید کی اطراف میں غارت گری کرتے ہیں اور اہل مصر اپنے بچوں کے بارے میں ان سے خوفزدہ ہیں' سو اس نے محمد بن عبداللہ قمی کو ان سے جنگ کرنے کے لیے تیار کیا اور اسے ان کے علاقے سے ملحقہ تمام علاقے کی نیابت بھی دے دی اور اس نے عمال مصر کو لکھا کہ اسے جس قدر کھانے وغیرہ کی ضرورت ہو وہ اس کی مدد کریں۔

پس وہ روانہ ہوا اور اس کے ساتھ ان لوگوں کی فوج بھی روانہ ہوئی جو ان علاقوں سے اس کے ساتھ آ ملے تھے حتیٰ کہ وہ بیس ہزار سواروں اور پیادوں کے ساتھ ان کے علاقے میں داخل ہوا اور سات کشتیوں میں اپنے ساتھ کھانا اور سالن بھی لے گیا اور وہ جو لوگ موجود تھے اس نے انہیں حکم دیا کہ وہ ان کے ساتھ سمندر میں داخل ہو جائیں اور جب وہ بلاد البجہ کے درمیان پہنچ جائے تو وہاں اسے وہاں آ ملیں پھر وہ چل پڑا حتیٰ کہ ان کے شہروں میں داخل ہو گیا اور ان کی کانوں سے آگے گزر گیا اور شاہ البجہ جس کا نام علی بابا تھا ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ جو محمد بن عبداللہ قمی کی فوج سے کئی گنا زیادہ تھی اس کے مقابلہ میں آیا اور وہ مشرک لوگ تھے جو بتوں کی پوجا کرتے تھے اور بادشاہ مسلمانوں سے ٹال مٹول کرنے لگا تاکہ ان کا توشہ ختم ہو جائے اور وہ

انہیں ہاتھوں سے ہی پکڑ لیں اور جب مسلمانوں کے پاس جو توشہ تھا وہ ختم ہو گیا تو حبشیوں نے ان کا لالچ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کشتیوں کو پہنچا دیا جن میں کھانا' کھجوریں اور تیل وغیرہ ضرورت کی بہت سی اشیاء تھیں' امیر نے مسلمانوں میں ان کی ضرورت کے مطابق انہیں تقسیم کر دیا اور حبشی بھوک سے مسلمانوں کے ہلاک ہونے سے مایوس ہو گئے تھے تو انہوں نے مسلمانوں سے جنگ کی تیاری کر لی اور ان کی سواری اونٹ تھے جو وہ غلہ قسم کے تھے اور پراگندہ ولد اور بہت ڈرپوک تھے وہ جس چیز کو دیکھتے یا سنتے اس سے بھاگ جاتے اور جب لڑائی کا دن آیا تو امیر المسلمین ان سب گھنٹیوں کی طرف گئے جو فوج میں ان کے پاس تھیں اور انہیں گھوڑوں کی گردنوں میں ڈال دیا اور جب معرکہ آرائی ہوئی تو مسلمانوں نے یکبارگی حملہ کیا تو ان کے اونٹ ان گھنٹیوں کی آواز سے ان کو لے کر ہر طرف کو بھاگ اٹھے اور وہ مختلف سمتوں میں بکھر گئے اور مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا وہ جسے چاہتے قتل کر دیتے اور ان میں سے کوئی بھی نہ بچا' اللہ کے سوا کسی کو علم نہیں کہ انہوں نے کتنے آدمیوں کو قتل کیا' پھر صبح ہوئی تو وہ پیادہ ہو کر جمع ہو گئے تو قمی نے انہیں وہاں سے آ دبایا جہاں سے انہیں معلوم بھی نہ تھا اور اس نے ان کے باقی ماندہ عوام کو قتل کر دیا اور ان کے بادشاہ کو امان دے کر پکڑ لیا اور ان کے ذمہ جو ادائیگی تھی وہ اس نے ادا کی اور وہ اسے قیدی بنا کر اپنے ساتھ خلیفہ کے پاس لے گیا اور یہ معرکہ آرائی اس سال کے پہلے دن ہوئی اور خلیفہ نے اسے پہلے کی طرح اس کے علاقے کا امیر بنا دیا اور ابن القمی کو اس نواح کی امارت اور دیکھ بھال سپرد کر دی۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے اس سال یعقوب بن ابراہیم نے جو قوصرہ کے نام سے مشہور تھا جمادی الآخرۃ میں وفات پائی اور یہ شخص متوکل کی طرف سے دیار مصر کا نائب تھا اور اس سال عبداللہ بن محرز ابن داؤد نے لوگوں کو حج کروایا اور حج کے اجتماع کے واقعات اور مکہ کے راستے کے والی جعفر بن دینار نے بھی حج کیا اور ابن جریر نے اس سال میں کسی محدث کی وفات کو بیان نہیں کیا اور اعیان میں سے حضرت امام احمد بن حنبل' جبارہ بن المغلس الحمانی' ابوثوبۃ الحلبی' عیسیٰ بن حماد سجادہ اور یعقوب بن حمید کا سب نے وفات پائی۔

حضرت امام احمد بن حنبل:

احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال اسد بن ادریس بن عبداللہ بن حیان بن عبداللہ بن انس بن عوف بن قاسط بن مازن بن شیبان بن ذہل بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل بن قاسط بن ہنب بن اقصی بن دعمی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن فزار بن معد بن عدنان بن اد بن ادو بن الہمیسع بن حمل بن النبت بن قیدار بن اسماعیل بن ابراہیم خلیل علیہما السلام۔ ابوعبداللہ الشیبانی ثم المروزی ثم البغدادی' حافظ کبیر ابوبکر بیہقی نے اس کتاب میں جسے اس نے مناقب احمد میں تالیف کیا ہے' اپنے شیخ حافظ ابوعبداللہ الحاکم مولف المستدرک سے روایت کر کے اس طرح آپ کے نسب کو بیان کیا ہے اور امام احمد کے بیٹے صالح سے روایت کی گئی ہے کہ اس نے بیان کیا کہ میرے باپ نے اس نسب کو میری ایک کتاب میں دیکھا تو فرمایا تو اس سے کیا کر رہا ہے؟ اور نسب کا انکار نہ کیا۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ آپ کے باپ آپ کو مرو سے لائے اس وقت آپ حمل میں تھے اور آپ کی والدہ نے ربیع

الاولیٰ ۱۶۴ھ میں بغداد میں آپ کو جنم دیا اور آپ تین سال کے تھے کہ آپ کے والد وفات پا گئے۔

صالح نے اپنے باپ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ میرے دونوں کانوں کو چھید کر ان میں موتی ڈال دیئے گئے اور جب میں بڑا ہو گیا تو آپ نے وہ دونوں موتی مجھے دے دیئے اور میں نے انہیں تیس درہم میں فروخت کر دیا ابوعبداللہ امام احمد بن حنبل نے ۱۲ ربیع الاول ۲۴۱ھ کو بروز جمعہ ۷۷ سال کی عمر میں وفات پائی۔

اور آپ نوعمری میں قاضی ابو یوسف کی مجلس میں آیا جایا کرتے تھے' پھر آپ نے آنا جانا چھوڑ دیا اور سماع حدیث کی طرف متوجہ ہو گئے اور آپ نے اپنے مشائخ سے سب سے پہلا سماع حدیث ۱۸۷ھ میں کیا۔ پھر ۱۹۱ھ میں کیا اور اس سال ولید بن مسلم نے حج کیا' پھر آپ نے ۱۹۶ھ میں کیا اور ۱۹۷ھ میں اعتکاف بیٹھے' پھر ۱۹۸ھ میں آپ نے حج کیا اور ۱۹۹ھ میں عبدالرزاق کے پاس یمن کی طرف سفر کیا اور اس سے آپ نے اور یحییٰ بن معین نے اور اسحاق بن راہویہ نے لکھا۔

امام احمد نے بیان کیا ہے کہ میں نے پانچ حج کئے جن میں سے تین پیادہ پا کئے اور ان میں سے ایک حج میں میں نے تیس درہم خرچ کئے آپ فرماتے ہیں اور میں ایک راستے میں بھول گیا اور آپ فرماتے ہیں کہ میں کوفہ کی طرف گیا اور میں ایک گھر میں تھا اور میرے سر کے نیچے اینٹ تھی اور اگر میرے پاس نوے درہم ہوتے تو میں جریر بن عبدالحمید کے پاس ری کو کوچ کر جاتا اور ہمارے بعض اصحاب چلے گئے لیکن میں نہ جا سکا کیونکہ میرے پاس کوئی چیز نہ تھی۔

اور ابن ابی حاتم نے اپنے باپ سے بحوالہ حرملہ بیان کیا ہے کہ میں نے امام شافعی کو بیان کرتے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا مجھ سے امام احمد بن حنبلؒ نے وعدہ کیا تھا کہ وہ میرے پاس مصر آئیں گے مگر وہ نہیں آئے ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے ہوسکتا ہے کہ مالی کمی نے آپ کو وعدہ وفائی سے روک دیا ہو اور حضرت امام احمد بن حنبل نے بلاد آفاق میں چکر لگایا اور اپنے زمانے کے مشائخ سے سماع کیا اور جب کہ آپ ان سے سماع کر رہے تھے اس حالت میں بھی وہ آپ کی عزت واحترام کرتے تھے اور ہمارے شیخ نے اپنی کتاب تہذیب میں آپ کے شیوخ کے اسماء حروف ابجد کے مطابق مرتب کئے ہیں اور اسی طرح آپ سے روایت کرنے والوں کے نام بھی مرتب کئے ہیں' امام بیہقی نے امام احمد کے شیوخ کے ذکر کے بعد بیان کیا ہے کہ امام احمد بن حنبل نے المسند اور دوسری کتب میں حضرت امام شافعیؒ سے روایت بیان کی ہے اور انساب قریش کے بارے میں آپ سے کچھ باتیں اخذ کی ہیں اور آپ نے ان سے فقہ بھی سیکھی ہے جس میں وہ مشہور ہیں اور جب حضرت امام احمدؒ نے وفات پائی تو لوگوں نے آپ کے ترکہ میں امام شافعیؒ کے دو رسالے ''القدیمہ والجدیدہ'' پائے۔

میں کہتا ہوں امام شافعیؒ نے جو کچھ روایت کیا ہے اسے بیہقی نے الگ بھی بیان کیا ہے اور وہ احادیث جو بیس تک بھی نہیں پہنچتیں اور سب سے اچھی حدیث وہ ہے جسے ہم نے عن امام احمد عن الشافعی' عن مالک بن انس عن الزہری عن عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک عن ابیہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن کی روح ایک پرندہ ہے جو جنت کے درخت کے ساتھ لٹکا ہوا ہے حتیٰ کہ وہ اسے اٹھنے کے روز اس کے جسم میں واپس کرے گا اور جب امام شافعیؒ نے ۱۹۹ھ میں مصر کا دوسرا سفر کیا تو آپ نے امام احمدؒ سے ملاقات کی اس وقت امام احمد کی عمر تیس سال سے اوپر تھی اور آپ سے فرمایا۔ اے عبداللہ جب تمہارے پاس صحیح حدیث ہو

تو اسے مجھے بتانا' میں اس کے پاس جاؤں گا خواہ وہ حجازی ہو یا شامی' عراقی ہو یا یمنی یعنی آپ ان حجازی فقہاء کی بات نہیں کہتے جو صرف حجازیوں کی روایت قبول کرتے ہیں اور ان کے سوا دوسروں کی احادیث کو اہل کتاب کی احادیث کا مرتبہ دیتے ہیں۔ حضرت امام شافعی کا حضرت امام احمد کو یہ کہنا حضرت امام احمد کی تعظیم اور اجلال کے لیے ہے اور آپ کا مرتبہ ان کے ہاں یہ ہے کہ جب آپ کسی حدیث کو صحیح یا ضعیف قرار دیتے تو آپ کی طرف رجوع کرتے اور آئمہ اور علماء کے نزدیک بھی امام احمد کا یہی مقام تھا جیسا کہ ابھی وہ تعریف بیان ہوگی جو آئمہ نے آپ کی بیان کی ہے اور انہوں نے علم اور حدیث میں آپ کے علوم مرتبت کا اعتراف کیا ہے اور آپ کے زمانے میں بھی آپ کی شہرت دور دور تک پھیل گئی تھی اور آپ کی جوانی میں ہی آپ کا نام آفاق میں مشہور ہو گیا تھا۔

پھر بیہقی نے ایمان کے بارے میں امام احمد کا کلام بیان کیا ہے کہ وہ قول وعمل ہے جو بڑھتا اور کم ہوتا رہتا ہے اور قرآن کے بارے میں آپ کا یہ بیان ہے کہ کلام اللہ غیر مخلوق ہے اور آپ نے ان لوگوں کی بات کا بھی انکار کیا ہے جو کہتے ہیں کہ قرآن کا لفظ بولنا مخلوق ہے اور ان کی مراد قرآن ہی ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ ابو عمارہ اور ابو جعفر نے بیان کیا ہے کہ احمد نے ہمارے شیخ سراج کو بحوالہ احمد بن حنبل بتایا کہ آپ نے فرمایا لفظ محدث ہے اور آپ نے اللہ کے قول:

﴿ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ﴾ .

سے استدلال کیا ہے اور فرمایا لفظ آدمیوں کا کلام ہے اور دوسروں نے احمدؒ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا قرآن میں غیر مخلوق ہی دخل پا سکتا ہے اب رہے ہمارے وہ افعال تو وہ مخلوق ہیں۔

میں کہتا ہوں امام بخاری نے بندوں کے افعال کے بارے میں اس مفہوم کو بیان کیا ہے اور اسی طرح صحیح میں بھی اس کا ذکر کیا ہے اور آپ کے اس قول سے استدلال کیا ہے:

زينوا القرآن باصواتكم.

''یعنی قرآن کو اپنی آوازوں سے زینت دو''۔

اس لیے کئی آئمہ نے کہا ہے کہ کلام کلام باری ہے اور آواز آواز قاری ہے اور اسی طرح بیہقی نے بھی اسے بیان کیا ہے۔

اور بیہقی نے ابوالحسن میمونی کے طریق سے بحوالہ احمد بیان کیا ہے کہ جب جہمیہ نے آپ کے خلاف اللہ کے قول:

﴿ مَا يَاْتِيْهِمْ مِنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ﴾ .

سے حجت پکڑی تو آپ نے فرمایا ہو سکتا ہے کہ اس کا ہماری طرف اتارنا محدث ہو خود ذکر محدث نہیں ہے اور حنبلؒ نے احمد سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہو سکتا ہے کہ قرآن کے علاوہ کوئی ذکر ہو اور وہ رسول اللہ ﷺ کا ذکر ہو سکتا ہے یا آپ کا ان کو وعظ کرنا ہو۔ پھر بیہقی نے امام احمد کا کلام دار آخرت میں رؤیت الٰہی کے بارے میں بیان کیا ہے اور رؤیت کے بارے میں حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کی حدیث سے حجت پکڑی ہے اور وہ رؤیت اضافہ ہے اور آپ کا کلام نفی تشبیہ اور علم کلام میں مشغولیت ترک

کرنے اور کتاب وسنت میں جو کچھ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحابؓ سے بیان ہوا ہے اس سے تمسک کرنے کے بارے میں ہے اور بیہقی نے حاکم سے عن ابی عمرو بن السماک عن حنبل روایت کی ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے اللہ تعالیٰ کے قول

﴿ وجآء ربک ﴾

کی تاویل کی ہے کہ اس کا ثواب آئے گا۔ پھر بیہقی نے بیان کیا ہے اس اسناد میں کچھ شبہ نہیں پایا جاتا۔

اور احمدؒ نے بیان کیا ہے کہ ابوبکر بن عیاش نے ہم سے بیان کیا کہ عاصم نے زر سے بحوالہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہم سے بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا جسے مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک اچھا ہے اور جسے وہ برا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک برا ہے اور سب صحابہؓ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانا اچھا سمجھا یہ اسناد صحیح ہے' میں کہتا ہوں اس حدیث میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی تقدیم کے بارے میں صحابہؓ کے اجماع کو بیان کیا گیا ہے اور بات وہی ہے جو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کی ہے اور کئی آئمہ نے اس کی صراحت کی ہے اور جب امام احد حمص سے گزرے تو آپ نے فرمایا اور آزمائش کے زمانے میں آپ کو مامون کے پاس بھیجا گیا اور عمرو بن عثمان بن حمص نے آپ کے پاس آکر پوچھا خلافت کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور جو شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر مقدم کرے اس نے اصحاب شوریٰ پر عیب لگایا کیونکہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مقدم کیا ہے۔

آپ کا تقویٰ اور زہد وتقشّف:

بیہقی نے مزنی کے طریق سے بحوالہ امام شافعی روایت کی ہے کہ آپ نے رشید سے کہا کہ یمن قاضی کا محتاج ہے اس نے آپ سے کہا آپ کسی آدمی کو منتخب کریں ہم اسے یمن کا قاضی بنا دیتے ہیں۔ حضرت امام شافعیؒ نے امام احمد بن حنبلؒ سے جو آپ کے پاس علم حاصل کرنے والے لوگوں کے ساتھ آیا جایا کرتے تھے فرمایا کیا آپ یمن کی قضاء قبول نہیں کریں گے؟ تو آپ نے اس سے شدید انکار کیا اور امام شافعی سے کہا میں آپ کے پاس دنیا سے بے رغبت کرنے والا علم حاصل کرنے آتا ہوں اور آپ مجھے قضا سنبھالنے کا حکم دیتے ہیں اور اگر علم حاصل کرنے کی بات نہ ہوتی تو میں آج کے بعد آپ سے بات نہ کرتا تو حضرت امام شافعیؒ آپ سے جھینپ گئے۔

اور امام بیہقی نے روایت کی ہے کہ آپ نے اپنے چچا اسحاق بن حنبل کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے تھے اور نہ اس کے بیٹوں کے پیچھے نماز پڑھتے تھے اور نہ ہی ان سے بات کرتے تھے کیونکہ انہوں نے سلطان کا انعام لیا تھا اور ایک دفعہ آپ نے تین دن تک کھانے کو کوئی چیز نہ پائی حتیٰ کہ آپ نے اپنے ایک ساتھی کے پاس پیغام بھیجا اور آٹا قرض لیا تو اس کے اہل کو معلوم ہوا کہ آپ کو کھانے کی حاجت ہے پس انہوں نے جلدی سے آٹا گوندھا اور سرعت کے ساتھ آپ کے لیے روٹی پائی۔ آپ نے پوچھا یہ عجلت کیسی ہے تم نے روٹی کیسے پکائی ہے انہوں نے کہا ہم نے صالح کے گھر کے تنور کو گرم پایا تو اس میں ہم نے آپ کے لیے روٹی پکائی' آپ نے فرمایا روٹی اٹھالو اور آپ نے اسے نہ اٹھایا اور صالح کے گھر کی طرف آپ کا جو دروازہ کھلتا تھا اسے بند کرنے کا حکم دے دیا۔

بیہقی نے بیان کیا ہے اس لیے کہ اس نے سلطان متوکل علی اللہ کا انعام لے لیا تھا اور آپ کے بیٹے عبداللہ نے بیان کیا ہے

میرے والد فوج کے ساتھ خلیفہ کے پاس سولہ دن ٹھہرے رہے اور ان دنوں میں آپ نے صرف ۱/۴ مد[1] ستو کھائے۔ آپ ہر تین راتوں کے بعد مٹھی بھر ستو اس سے پھانک لیتے حتیٰ کہ آپ اپنے گھر واپس آ گئے اور چھ ماہ بعد آپ کی صحت واپس آئی اور میں نے دیکھا آپ کے گوشہ ہائے چشم آپ کے ڈھیلوں میں دھنس گئے ہیں' بیہقی نے بیان کیا ہے کہ خلیفہ آپ کے پاس دسترخوان بھیجا کرتا تھا جس میں مختلف قسم کی چیزیں ہوا کرتی تھی اور حضرت امام احمد اس سے کچھ نہیں لیتے تھے۔ راوی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ مامون نے اصحاب حدیث میں سونا تقسیم کرنے کے لیے بھیجا ان سب نے سونا لے لیا مگر امام احمد بن حنبل نے اسے لینے سے انکار کر دیا اور سلیمان شاذکونی نے بیان کیا ہے میں حضرت امام احمد کے حضور حاضر ہوا تو آپ نے تانبے کا ایک برتن یمن میں ہمارے پاس رہن رکھا اور جب آپ اس کے پاس اسے چھڑانے آئے تو اس نے آپ کے لیے تانبے کے دو برتن نکالے اور کہا ان دونوں میں سے اپنا برتن لے لیجیے تو آپ کو اشتباہ ہو گیا کہ ان دونوں میں سے آپ کا برتن کون سا ہے اور آپ نے فرمایا تو میری طرف سے اور اس کے چھڑانے سے بری ہے اور اسے چھوڑ کر چلے گئے۔

اور آپ کے بیٹے عبداللہ نے بیان کیا ہے کہ ہم واثق کے زمانے میں بہت تنگی میں تھے تو ایک شخص نے میرے باپ سے کہا میرے پاس چار ہزار درہم ہیں جو مجھے اپنے باپ کی وراثت سے ملے ہیں اور صدقہ اور زکوٰۃ کے نہیں ہیں اگر آپ پسند فرمائیں تو انہیں قبول فرمائیں آپ نے ان کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور جب کچھ وقت کے بعد ہم نے اس بات کا ذکر کیا تو میرے والد نے فرمایا اگر ہم انہیں قبول کر لیتے تو وہ ختم ہو جاتے اور ہم انہیں کھا جاتے۔

اور ایک تاجر نے آپ کو دس ہزار درہم کی پیش کش کی جو اسے اس سامان سے نفع میں حاصل ہوئے جو اس نے آپ کے نام سے تجارت میں لگایا تھا آپ نے ان کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا ہمارا گزر ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ تیرے ارادے کی تجھے جزائے خیر دے اور ایک اور تاجر نے آپ کو تین ہزار دینار پیش کیے تو آپ نے ان کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اٹھ کھڑے ہوئے اور اسے چھوڑ دیا اور یمن میں امام احمد کا خرچہ ختم ہو گیا تو آپ کے شیخ عبدالرزاق نے آپ کو مٹھی بھر دنانیر پیش کیے آپ نے فرمایا ہمارا گزر ہو رہا ہے اور انہیں قبول نہ کیا۔

یمن میں آپ کے کپڑے چوری ہو گئے تو آپ اپنے گھر میں بیٹھ گئے اور دروازہ بند کر لیا اور آپ کے اصحاب نے آپ کو گم پایا تو وہ آپ کے پاس آئے اور انہوں نے آپ سے پوچھا تو آپ نے انہیں بتایا' انہوں نے آپ کو سونا پیش کیا مگر آپ نے اسے قبول نہ کیا اور ان سے صرف ایک دینار قبول کیا تا کہ اس کا اجر ملے تو آپ نے ان کے لیے اجر لکھ دیا۔

اور ابوداؤد نے بیان کیا ہے کہ حضرت احمد کی مجالس' آخرت کی مجالس تھیں اور ان میں دنیوی امور کا کچھ ذکر نہ ہوتا تھا اور میں نے حضرت امام احمد کو کبھی دنیا کا ذکر کرتے نہیں دیکھا اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ حضرت امام احمد سے توکل کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا لوگوں سے مایوس ہو کر دیکھنے کو ترک کرنا توکل ہے اس سے دریافت کیا گیا اس پر کوئی دلیل ہے؟

---

[1] مد ایک پیمانہ ہے جس کی مقدار اہل حجاز کے نزدیک ۱/۳ رطل اور اہل عراق کے نزدیک ۲ رطل ہے اور رطل پونے سولہ اونس کا ہوتا ہے۔ مترجم۔

آپ نے فرمایا ہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو منجنیق کے ذریعے آگ میں پھینکا گیا تو جبریل آپ سے ملے اور کہنے لگے کیا کوئی کام ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا آپ سے کوئی کام نہیں جبریل نے کہا جس سے آپ کو کام ہے اس سے پوچھئے آپ نے فرمایا مجھے وہی دو کام پسند ہیں جو اسے پسند ہیں۔

اور ابوجعفر محمد بن یعقوب انعفار سے روایت ہے کہ ہم سرمن رائی میں حضرت امام احمد بن حنبل کے ساتھ تھے ہم نے عرض کیا ہمارے لیے اللہ سے دعا کیجیے آپ نے فرمایا اے اللہ جس بات کو ہم زیادہ پسند کرتے ہیں تو اسے جانتا ہے۔ پس تو ہمیں اس بات پر قائم کر دے جسے تو ہمیشہ پسند کرتا ہے پھر آپ خاموش ہو گئے تو ہم نے کہا مزید دعا فرمائیے' آپ نے فرمایا اے اللہ ہم اس قدرت کے ساتھ تجھ سے سوال کرتے ہیں جس سے تو نے زمین وآسمان کو کہا ہے (خوشی یا ناخوشی سے چلے آ ؤ' ان دونوں نے کہا ہم خوشی خوشی آئے) اے اللہ! ہمیں اپنی رضامندی کی توفیق دے۔ اے اللہ! ہم محتاجی سے تیری پناہ مانگتے ہیں اور صرف تیری محتاجی کے خواہاں ہیں اور ذلت سے تیری پناہ چاہتے ہیں مگر تیرے لیے ذلت قبول ہے' اے اللہ! ہم کو زیادہ نہ دے کہ ہم سرکش ہو جائیں اور نہ کم دے کہ ہم بھول جائیں اور ہمیں اپنی رحمت اور وسعت رزق سے اتنا دے جو ہماری دنیا میں ہمارے لیے کفایت کرے اور تیرے فضل سے غنی کر دے۔

بیہقی نے بیان کیا ہے ابوالفضل تمیمی نے امام احمد سے روایت کی ہے کہ آپ سجود میں یہ دعا کرتے تھے اے اللہ اس امت کا جو شخص حق پر نہیں اور وہ اپنے آپ کو حق پر خیال کرتا ہے اسے حق کی طرف واپس لا تا کہ وہ اہل حق میں سے ہو جائے اور آپ فرمایا کرتے تھے اے اللہ! اگر تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی طرف سے فدیہ قبول کرے تو مجھے ان کا فدیہ بنا دے۔

اور صالح بن احمد نے بیان کیا ہے کہ میرے والد کسی کو وضو کا پانی نکالنے کے لیے نہیں بلایا کرتے تھے بلکہ آپ خود یہ کام کیا کرتے تھے اور جب ڈول بھرا ہوا نکلتا تو الحمد للہ کہتے میں نے کہا اے میرے باپ اس کا کیا فائدہ ہے؟ آپ نے فرمایا اے میرے بیٹے کیا تو نے اللہ کا قول نہیں سنا:

﴿ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ﴾ .

''تمہارا کیا خیال ہے اگر تمہارا پانی خشک ہو جائے تو تمہارے پاس کون میٹھا پانی لائے گا''۔

اور اس باب میں آپ کے بہت سے واقعات بیان کئے گئے ہیں اور حضرت امام احمد نے زہد کے بارے میں ایک عظیم جامع کتاب لکھی ہے۔ نہ آپ سے پہلے کسی نے اس کی نقل لکھی ہے اور نہ اس میں آپ کو کوئی مل سکا ہے۔

اور اسماعیل بن اسحاق السراج نے بیان کیا ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ نے مجھے فرمایا جب حارث محاسبی آپ کے گھر آئیں تو کیا آپ مجھے انہیں دکھا سکیں گے؟ میں نے کہا ہاں اور میں اس بات سے خوش ہوا پھر میں حارث کے پاس گیا اور میں نے ان سے کہا میں چاہتا ہوں کہ آج شب آپ اور آپ کے اصحاب میرے ہاں تشریف لائیں' آپ نے فرمایا وہ بہت سے آدمی ہیں' ان کے لیے کھجوریں اور کمائی حاضر کرنا اور جب مغرب وعشاء کے درمیان وقت آیا تو وہ آ گئے اور امام احمد ان سے پہلے آ کر ایک کمرے میں بیٹھ گئے جہاں سے وہ انہیں دیکھتے تھے اور ان کی باتیں سنتے تھے اور وہ آپ کو نہیں دیکھتے تھے اور جب انہوں نے عشاء

کی نماز پڑھی تو انہوں نے اس کے بعد کوئی نماز نہ پڑھی بلکہ آ کر حارث کے سامنے سر جھکا کر خاموشی سے بیٹھ گئے گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں اور جب نصف شب کے قریب وقت ہوا تو ایک شخص نے آپ سے مسئلہ پوچھا تو حضرت حارث اس پر اور اس کے متعلقات زہد' تقویٰ اور نصیحت پر گفتگو کرنے لگے تو ایک شخص رونے لگا اور دوسرا آواز سے رونے لگا اور تیسرا چلانے لگا۔

راوی بیان کرتا ہے میں بالا خانے پر حضرت امام احمد کے پاس گیا تو آپ بھی گریہ کناں تھے' قریب تھا کہ آپ بے ہوش ہو جائیں پھر وہ صبح تک مسلسل اسی حالت میں رہے اور جب انہوں نے واپسی کا ارادہ کیا تو میں نے پوچھا اے ابوعبداللہ! آپ نے انہیں کیسا پایا ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے زہد کے بارے میں اس شخص کی مانند کسی کو گفتگو کرتے نہیں دیکھا اور نہ ہی میں نے ان لوگوں کی مانند کسی کو دیکھا ہے' اس کے باوجود میری رائے تیرے بارے میں یہ ہے کہ تو ان سے ملاقات نہ کیا کر۔

بیہقی نے بیان کیا ہے ہوسکتا ہے کہ آپ نے ان کی صحبت کو اس لیے پسند نہ کیا ہو کیونکہ حارث بن اسد اگرچہ زاہد تھا مگر اس کے پاس کچھ علم کلام بھی تھا اور حضرت احمد اسے پسند نہیں کرتے تھے یا آپ نے اس کے لیے ان کی صحبت اس لیے ناپسند کی ہو کہ وہ زہد وتقویٰ کے جس طریق پر قائم ہیں یہ اس پر نہیں چل سکے گا میں کہتا ہوں بلکہ آپ نے اسے اس لیے ناپسند کیا ہے کہ ان کے کلام میں ایسا تقشف' زہد اور ملوک کی شدت پائی جاتی ہے جو شرع' تدقیق اور دقیق وبلیغ محاسبہ نے مراد نہیں لی اور نہ اس کے متعلق کوئی حکم آیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ابوزرعہ رازی' حارث کی کتاب ''الرعایۃ'' سے آگاہ ہوئے تو انہوں نے فرمایا یہ بدعت ہے پھر اس نے اس شخص سے جو کتاب لایا تھا فرمایا تجھ پر اس طریق کو اختیار کرنا لازم ہے جس پر مالک' ثوری' اوزاعی اور لیث قائم تھے اور اسے چھوڑ دے یہ بدعت ہے۔

اور ابراہیم الحربی نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام احمد بن حنبل کو بیان کرتے سنا اگر تو چاہے کہ اللہ اس بات پر ہمیشہ قائم رہے جسے تو پسند کرتا ہے تو تو ہمیشہ اس بات پر قائم رہ جسے وہ پسند کرتا ہے اور فرمایا فقر پر صبر کرنا ایک ایسا مرتبہ ہے جسے صرف اکابر حاصل کرتے ہیں اور فرمایا فقر تونگری سے افضل ہے بلاشبہ اس پر صبر کرنا مرارت ہے اور اس پر گھبرانا شکر کا ایک حال ہے اور فرمایا میں کسی چیز کو فقر کی فضیلت کے برابر قرار نہیں دیتا اور آپ فرمایا کرتے تھے انسان پر واجب ہے کہ وہ ناامیدی کے بعد رزق کو قبول کرے اور جب اسے طمع اور تلاش آگے کرے تو اسے قبول نہ کرے اور آپ دنیا سے کم کو پسند کرتے تھے تاکہ حساب کو ہلکا کریں۔

ابراہیم نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام احمد سے کہا یہ علم آپ نے اللہ کے لیے سیکھا ہے؟ امام احمد نے فرمایا یہ شرط شدید ہے لیکن مجھے ایک شے محبوب ہے اور میں نے اسے جمع کر لیا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا یہ اللہ کو عزیز ہے لیکن مجھے ایک چیز محبوب ہے اور میں نے اسے جمع کر لیا ہے۔

اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ ایک شخص حضرت امام احمد کے پاس آیا اور کہنے لگا میری ماں بیس سال سے لنجی اور اپاہج ہے اور اس نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ اس کے لیے دعا کریں۔ آپ نے ناراضگی کے انداز میں فرمایا ہم اس بات کے زیادہ محتاج ہیں کہ وہ ہمارے لیے دعا کرے بہ نسبت اس کے کہ ہم اس کے لیے دعا کریں۔ پھر آپ نے اس کے لیے اللہ سے دعا

کی وہ شخص اپنی ماں کی طرف واپس آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا تو وہ اپنے پاؤں پر چل کر اس کے پاس آئی اور کہنے لگی اللہ نے مجھے صحت دے دی ہے۔

روایت ہے کہ ایک سائل نے سوال کیا تو امام نے اسے ایک ٹکڑا دیا تو ایک شخص نے سائل کے پاس جا کر کہا مجھے یہ ٹکڑا دے دو تا کہ میں تجھے اس کا معاوضہ دوں جو ایک درہم کے برابر ہوگا اس نے انکار کیا تو وہ پچاس درہم تک بڑھا اور وہ انکار کرتا رہا اور کہنے لگا میں بھی اس کی اسی برکت کا خواہاں ہوں جس کا تو خواہاں ہے۔

ابوعبداللہ امام احمد بن حنبل کی آزمائش کا بیان:

مامون، معتصم پھر واثق کے زمانے میں قرآن عظیم کے سبب آپ کو طویل قید اور ضرب شدید اور دردناک عذاب کے ساتھ قتل کی دھمکیوں اور ان کی طرف سے لاپرواہی کرنے اور صراط مستقیم پر قائم رہنے کے باعث بہت تکلیف پہنچی اور امام احمد آیات متلوہ اور احادیث ماثورہ کے بیان کے مطابق عالم تھے اور آپ کو اس بات کی اطلاع ملی جو آپ نے نوم و یقظہ میں وصیت کی تھی تو آپ راضی ہو گئے اور ایمان و احتساب سے بچ گئے اور دنیا کی بھلائی اور آخرت کی آسودگی سے کامیاب ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ چیز مہیا فرمائی جو اہل بلاء اولیاء کو اصلی منازل تک پہنچاتی ہے اپنے محبوں کو وہ کرامت الٰہی بغیر مصیبت کے عطا کرے گا انشاء اللہ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. الٓمّٓ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ . وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِيْنَ ﴾ .

نیز فرماتا ہے:

﴿ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴾ .

ہم نے جو کچھ لکھا ہے اس کے سوا بھی اس مفہوم کی آیات ہیں اور امام احمد نے اپنے مسند میں روایت کی ہے کہ محمد بن جعفر نے شعبہ سے بحوالہ عاصم بن بہدلہ ہم سے بیان کیا کہ میں نے مصعب بن سعد کو بحوالہ سعد بیان کرتے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کون سے لوگ زیادہ سخت آزمائش والے ہوتے ہیں؟ آپ نے فرمایا انبیاء پھر ان سے مشابہ پھر ان سے مشابہ اللہ تعالیٰ آدمی کو اس کے دین کے مطابق آزماتا ہے اگر وہ کمزور دین ہو تو اسے اس کے مطابق آزماتا ہے اور اگر وہ دین میں مضبوط ہو تو اسے اس کے مطابق آزماتا ہے اور آدمی ہمیشہ آزمائش میں رہتا ہے حتیٰ کہ وہ زمین پر چلتا ہے اور اس کے ذمے کوئی خطا نہیں ہوتی۔

اور مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے کہ عبدالوہاب ثقفی نے ہم سے بیان کیا کہ ایوب نے ابوقلابہ سے بحوالہ حضرت انس ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص میں تین باتیں موجود ہوں وہ ایمان کی حلاوت کو پالیتا ہے جسے اللہ اور اس کا رسول دیگر چیزوں کی نسبت زیادہ محبوب ہوں اور یہ کہ وہ آدمی سے صرف اللہ محبت کرے اور کفر کی طرف واپس جانے کی

نسبت اسے آگ میں پھینکا جانا زیادہ پسند ہو جب کہ قبل ازیں اللہ نے اسے اس سے بچایا ہو بخاری اور مسلم نے اسے صحیحین میں بیان کیا ہے۔

اور ابن القاسم بغوی نے بیان کیا ہے کہ امام احمد بن حنبل نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالمغیرہ نے ہم سے بیان کیا کہ صفوان بن عمرو السکسکی نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن قیس الکوفی نے ہم سے بیان کیا کہ عاصم بن حمید نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ تم نے صرف آزمائش اور فتنہ دیکھا ہے اور معاملہ شدت میں بڑھتا جائے گا اور نفوس بخل میں بڑھتے جائیں گے اور یہی حضرت معاذ نے بیان کیا ہے کہ تم آئمہ سے سختی دیکھو گے اور جو تم ہولناک اور سخت امر دیکھو گے اس کے بعد تم اس سے سخت امر دیکھو گے۔

بغوی نے بیان کیا ہے کہ میں نے امام احمد کو بیان کرتے سنا ہے اے اللہ ہم راضی ہیں اور بیہقی نے بحوالہ ربیع روایت کیا ہے کہ مجھے امام شافعی نے مصر سے ایک خط دے کر امام احمد بن حنبل کے پاس بھیجا میں آپ کے پاس آیا تو آپ نماز فجر سے واپس آرہے تھے میں نے آپ کو خط دیا آپ نے پوچھا کیا تو نے اسے پڑھا ہے؟ میں نے کہا نہیں آپ نے اسے لے کر پڑھا تو آپ کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔ میں نے کہا اے ابوعبداللہ اس میں کیا لکھا ہے آپ نے فرمایا وہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ابوعبداللہ احمد بن حنبل کو خط لکھو اور انہیں میرا اسلام کہو نیز انہیں کہو عنقریب تم آزمائے جاؤ گے اور خلق قرآن کے قول کی طرف تمہیں بلایا جائے گا انہیں جواب نہ دینا' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تک تمہارا جھنڈا بلند رکھے گا۔

ربیع کا بیان ہے میں نے کہا بشارت کی حلاوت ہے تو آپ نے وہ قمیص جو آپ کی کھال کے ساتھ تھی اتار کر اسے دے دی اور جب میں امام شافعی کے پاس واپس گیا تو میں نے انہیں یہ بات بتائی تو آپ نے فرمایا میں تجھے اس قمیص کے بارے میں دردمند نہیں کروں گا تو اسے پانی سے تر کر لے اور مجھے دے دے تاکہ میں اس سے برکت حاصل کروں۔

آئمہ اہل سنت کے کلام سے فتنہ اور آزمائش کا ملخص:

قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ مامون معتزلہ کی ایک جماعت حاوی ہو چکی تھی اور انہوں نے اسے حق کے راستے سے باطل کی طرف منحرف کر دیا تھا اور اسے خلق قرآن اور اللہ تعالیٰ سے صفات کی نفی کا قول خوبصورت کر کے دکھایا تھا۔

بیہقی نے بیان کیا ہے کہ اس سے پہلے بنوامیہ اور بنوعباس کے جو خلفاء ہوئے ہیں وہ سلف کے مذہب ومنہاج پر تھے اور جب اس نے خلافت سنبھالی تو یہ اس کے پاس اکٹھے ہوگئے اور انہوں نے اس قول پر آمادہ کر لیا اور اسے یہ قول خوبصورت کر کے دکھایا اور اتفاق سے رومیوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے اس کا خروج طرطوس کی طرف ہوا تو اس نے اپنے بغداد کے نائب اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کو حکم دیتے ہوئے خط لکھا کہ وہ لوگوں کو خلق قرآن کے مسئلہ کی طرف دعوت دے اور اس کا اتفاق اسے اپنی آخری عمر میں اپنی موت سے چند ماہ قبل ۲۱۸ھ میں ہوا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں جب خط پہنچا تو اس نے آئمہ حدیث کی جماعت کو بلایا اور انہیں اس کی طرف دعوت دی تو انہوں نے انکار کیا تو اس نے انہیں مارنے اور رسد بند کر دینے کی

دھمکی دی اور اکثریت نے بادل نخواستہ جواب دیا اور امام احمد بن حنبل اور محمد بن نوح جندی سابوری مسلسل انکار پر قائم رہے اور ان دونوں کو خلیفہ کے حکم سے اونٹ پر سوار کرا کر خلیفہ کے پاس پہنچایا گیا اور یہ دونوں ایک اونٹ پر ایک محمل میں پابجولاں ایک دوسرے کے ساتھ سوار تھے اور جب یہ کوفہ کے علاقے میں تھے تو بدوؤں کے غلاموں میں سے ایک شخص جسے جابر بن عامر کہا جاتا تھا ان دونوں کے پاس آیا اور اس نے امام کو سلام کیا اور آپ سے کہنے لگا آپ لوگوں کے پاس جانے والے ہیں ان کے لیے منحوس نہ بننا اور آج آپ لوگوں کے سردار ہیں اور جس بات کی طرف وہ آپ کو دعوت دیتے ہیں اس کا جواب دینے سے بچنا کہ وہ جواب دیں اور قیامت کے روز آپ ان کے گناہوں کا بوجھ اٹھائیں گے اور اگر آپ اللہ سے محبت کرتے ہیں تو آپ جس حالت میں ہیں اس پر صبر کیجیے آپ کے اور جنت کے درمیان صرف آپ کا قتل ہونا ہی باقی ہے اور اگر آپ قتل نہ ہوئے تو آپ مر جائیں گے اور اگر زندہ رہے تو قابل تعریف حالت میں زندہ رہیں گے۔

امام احمد کا بیان ہے کہ جس بات کی طرف مجھے وہ دعوت دیتے تھے اس کی گفتگو نے اس سے میرے عزم انکار کو مضبوط کر دیا اور جب یہ دونوں خلیفہ کی فوج کے نزدیک آئے تو ایک دن کی مسافت پر اتر پڑے اور ایک خادم اپنے کپڑے کے پلو سے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے آیا اور کہنے لگا اے ابوعبداللہ! مجھ پر یہ بات گراں گزرتی ہے کہ مامون نے ایک تلوار سونتی ہے جو اس نے اس سے قبل نہیں سونتی اور وہ رسول اللہ ﷺ سے اپنی قرابت داری کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ اگر آپ نے خلق قرآن کے قول کو قبول نہ کیا تو وہ آپ کو اس تلوار سے ضرور قتل کر دے گا۔

راوی کا بیان ہے حضرت امام احمد اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور آپ نے اپنی نگاہ سے آسمان کی طرف دیکھا اور فرمایا اے میرے آقا تیرے حلم نے اس فاجر کو فریب دیا ہے حتیٰ کہ اس نے تیرے اولیاء کے ضرب وقتل پر جرأت کی ہے۔ اے اللہ! اگر قرآن جو تیرا کلام ہے غیر مخلوق ہے تو ہمیں اس کی مشقت سے کفایت کر۔

راوی کا بیان ہے کہ رات کی آخری تہائی میں ان کے پاس مامون کی موت کا دادخواہ آیا' امام احمد نے بیان کیا ہے کہ ہم خوش ہو گئے۔ پھر اطلاع آئی کہ معتصم نے خلافت سنبھال لی ہے اور احمد بن داؤد اس کے ساتھ منضم ہو گیا ہے اور معاملہ بڑا سخت ہے' پس انہوں نے ہمیں بعض قیدیوں کے ساتھ کشتی میں بغداد واپس کر دیا اور مجھے ان سے بہت تکلیف پہنچی اور آپ کے پاؤں میں بیڑیاں تھیں اور آپ کا ساتھی محمد بن نوح راستے ہی میں فوت ہو گیا اور امام احمد نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور جب امام احمد بغداد واپس آئے تو آپ رمضان میں بغداد میں داخل ہوئے اور آپ کو ۲۸ ماہ تک قید خانے میں ڈال دیا گیا اور بعض نے تیس ماہ سے زیادہ بیان کیا ہے پھر آپ کو مارنے کے لیے معتصم کے سامنے لایا گیا اور امام احمد قید خانے میں پابجولاں قیدیوں کو نماز پڑھاتے تھے۔

معتصم کے سامنے آپ کو مارنے کا بیان:

جب معتصم نے قید خانے سے آپ کو بلایا تو آپ کی بیڑیوں میں اضافہ کر دیا۔ امام احمد کا بیان ہے کہ میں نے ان کے ساتھ چلنے کی سکت نہ پائی تو میں نے انہیں ازار بند میں باندھ دیا اور انہیں اپنے ہاتھوں میں اٹھا لیا پھر وہ میرے پاس ایک جانور

لائے اور مجھے اس پر سوار کروایا گیا' قریب تھا کہ میں بیڑیوں کے بوجھ کی وجہ سے منہ کے بل گر جاتا اور میرے ساتھ مجھے پکڑنے والا بھی کوئی نہ تھا سو اللہ نے محفوظ رکھا حتیٰ کہ ہم معتصم کے گھر میں آ گئے مجھے ایک گھر میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا گیا اور میرے پاس چراغ بھی نہ تھا' میں نے وضو کرنا چاہا تو میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک برتن میں پانی پڑا ہے میں نے اس سے وضو کیا پھر میں کھڑا ہوا اور مجھے قبلے کا پتہ نہ تھا اور جب میں نے صبح کی تو میں روبقبلہ ہی تھا وللہ الحمد' پھر مجھے بلایا گیا اور معتصم کے پاس لے جایا گیا اور جب اس نے مجھے دیکھا تو ابن ابی داؤد بھی اس کے پاس موجود تھا وہ کہنے لگا کیا تمہارا خیال نہ تھا کہ یہ نوعمر ہے' حالانکہ یہ ادھیڑ عمر شیخ ہے اور جب میں اس کے نزدیک ہوا تو میں نے سلام کیا۔ اس نے مجھے کہا نزدیک ہو جاؤ اور وہ مسلسل مجھے نزدیک کرتا رہا حتیٰ کہ میں اس کے قریب ہو گیا پھر اس نے کہا بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا اور بیڑیوں نے مجھے بوجھل کر دیا تھا میں کچھ دیر ٹھہرا' پھر میں نے کہا یا امیر المومنین آپ کے عم زاد رسول اللہ ﷺ نے کس بات کی طرف مجھے دعوت دی ہے' اس نے کہا لا الہ الا اللہ کی شہادت دینے کی طرف میں نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں پھر میں نے وفد عبدالقیس کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث بتائی پھر میں نے کہا اس بات کی طرف رسول اللہ ﷺ نے دعوت دی ہے' آپ فرماتے ہیں پھر ابن ابی داؤد نے کوئی بات کی جسے میں سمجھ نہیں سکا غرض کہ میں نے اس کی بات سے اتفاق نہ کیا پھر معتصم نے کہا اگر آپ مجھ سے پہلے خلیفہ کے قبضے میں نہ ہوتے تو میں آپ کے درپے نہ ہوتا پھر کہنے لگا اے عبدالرحمٰن! کیا میں نے تجھے حکم نہیں دیا تھا کہ تو آزمائش کو ختم کر دے۔

امام احمد بیان کرتے ہیں میں نے کہا اللہ اکبر' یہ مسلمانوں کے لیے کشادگی ہے پھر اس نے کہا اے عبدالرحمٰن! ان سے مناظرہ کرو' اور ان سے گفتگو کرو' عبدالرحمٰن نے مجھے کہا آپ قرآن کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ میں نے اسے جواب نہ دیا معتصم نے کہا اسے جواب دیجیے میں نے کہا آپ علم کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ تو وہ خاموش ہو گیا میں نے کہا قرآن اللہ کے علم سے ہے اور جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ اللہ کا علم مخلوق ہے وہ اللہ کا کافر ہے وہ خاموش ہو گیا تو لوگوں نے آپس میں کہا یا امیر المومنین اس نے آپ کو اور ہمیں کافر قرار دیا ہے مگر اس نے اس بات کی طرف توجہ نہ دی۔ عبدالرحمٰن نے کہا اللہ موجود تھا اور قرآن موجود نہ تھا میں نے کہا اللہ موجود تھا اور علم نہ تھا؟ تو وہ خاموش ہو گیا اور ادھر ادھر سے لوگ باتیں کرنے لگے میں نے کہا یا امیر المومنین مجھے کتاب اللہ اور سنت رسولؐ سے کوئی چیز دیجیے تاکہ میں اسے بیان کروں۔ ابن ابی داؤد نے کہا آپ صرف کتاب وسنت پر ہی بات کر سکتے ہیں میں نے کہا اسلام ان دونوں چیزوں پر قائم ہے' طویل مناظرات جاری رہے اور انہوں نے آپ کے خلاف قول الٰہی:

﴿ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرٍ مِنْ رَبِّهِمْ مُحْدَثٍ ﴾ ۔

اور قول الٰہی:

﴿ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ﴾ ۔

اسے حجت پکڑی آپ نے اس کا جو جواب دیا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ قول قول الٰہی:

﴿ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا ﴾ ۔

سے عام مخصوص ہے۔

ابن ابی داؤد نے کہا یا امیر المومنین! قسم بخدا یہ شخص ضال مضل اور بدعتی ہے اور یہاں پر آپ کے قضاۃ اور فقہاء موجود بھی ہیں ان سے دریافت کیجیے اس نے ان سے پوچھا تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے بھی ابن ابی داؤد کی مانند جواب دیا پھر انہوں نے دوسرے دن آپ کو بلایا اور آپ سے اسی طرح مناظرہ کیا پھر تیسرے دن بھی اور ان تمام دنوں میں آپ کی آواز ان پر غالب رہی اور آپ کی حجت ان کی حجتوں پر متغلب ہوگئی۔

راوی بیان کرتا ہے جب وہ خاموش ہوگئے تو ابن ابی داؤد نے ان سے گفتگو کا آغاز کیا اور یہ ان میں سے علم اور کلام سے سب سے بڑھ کر جاہل تھا اور مجادلہ میں ان سے کئی قسم کے مسائل ہوئے اور انہیں نقل کا علم ہی نہ تھا اور وہ احادیث کا انکار کرنے لگے اور ان سے حجت پکڑنے کو رد کرنے لگے اور میں نے ان سے ایسی باتیں سنیں جن کے متعلق میں گمان بھی نہیں کرسکتا تھا کہ کوئی انہیں کہہ سکتا ہے اور مجھ سے ابن غوث [1] نے طویل گفتگو کی جس میں جسم وغیرہ کا ذکر کیا جس کا اس میں کچھ فائدہ نہ تھا میں نے کہا تو جو بات کہتا ہے میں اسے نہیں جانتا ہاں یہ بات جانتا ہوں کہ اللہ یکتا اور بے نیاز ہے اور اس کی مثل کوئی نہیں تو اس نے مجھ سے اعراض کیا اور میں نے ان کے سامنے دار آخرت میں اذیت کی حدیث بیان کی اور انہوں نے اس کے اسناد کو کمزور قرار دیئے اور بعض محدثین کے بارے میں جھوٹی باتیں کرنے کی کوشش کی جس سے وہ ان کے بارے میں طعن کرنا چاہتے تھے اور یہ بہت دور کی بات ہے اور وہ دور جگہ سے اسے کیسے پاسکتے ہیں اور ان تمام باتوں کے دوران خلیفہ آپ سے نرمی کرتا رہا اور کہتا رہا اے احمد اس کا جواب دیجیے تاکہ میں آپ کو اپنے خواص میں شامل کرلوں اور ان لوگوں میں شامل کرلوں جو میرے فرش کو پامال کرتے ہیں اور میں کہتا یا امیر المومنین وہ میرے پاس کتاب اللہ کی کوئی آیت یا رسول اللہ ﷺ کی کوئی سنت لائیں تاکہ میں انہیں اس کا جواب دوں اور جب انہوں نے آثار کا انکار کیا تو حضرت امام احمد نے ان کے خلاف اس قول الٰہی:

﴿ يَاأَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَالَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْئًا ﴾.

اور قول الٰہی:

﴿ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ﴾.

اور قول الٰہی:

﴿ اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ﴾.

اور قول الٰہی:

﴿ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنَاهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴾.

اور اس قسم کی دیگر آیات سے حجت پکڑی اور جب آپ کے ساتھ ان کی کوئی حجت قائم نہ ہوئی تو انہوں نے خلیفہ کی جاہ

---

[1] اصل کتاب کے حاشیہ میں ہے کہ شاید یہ ابن غیاث المریسی ہے۔

وحشمت کے استعمال کی طرف عدول کیا اور کہنے لگے یا امیر المومنین یہ شخص کافر' ضال' اور مضل ہے اور بغداد کے نائب اسحاق بن ابراہیم نے اسے کہا یا امیر المومنین یہ کوئی تدبیر خلافت نہیں کہ آپ اسے آزاد کر دیں اور یہ دو خلیفوں پر غالب آ جائے۔ اس موقع پر اسے غصہ آ گیا اور اس کا غضب بڑھ گیا' حالانکہ وہ ان سب سے نرم طبیعت تھا اور اس کا خیال تھا کہ یہ کسی دلیل پر قائم ہیں' امام احمد بیان کرتے ہیں اس موقع پر اس نے مجھے کہا اللہ تجھ پر لعنت کرے میں نے تیرے بارے میں طمع کیا کہ تو مجھے جواب دے لیکن تو نے مجھے جواب نہیں دیا' پھر کہنے لگا اسے پکڑ لو' اس کے کپڑے اتار دو اور اسے گھسیٹو' امام احمد بیان کرتے ہیں مجھے پکڑ لیا گیا اور مجھے گھسیٹا گیا اور میرے کپڑے اتارے گئے اور سزا دینے والوں اور کوڑوں کو لایا گیا اور میں دیکھ رہا تھا اور میرے پاس رسول کریم ﷺ کے کچھ بال تھے جو میرے کپڑے میں بندھے ہوئے تھے انہوں نے مجھے کپڑوں سے برہنہ کر دیا اور میں عقابوں کے درمیان ہو گیا میں نے کہا یا امیر المومنین اللہ سے ڈریئے' رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے لا الہ الا اللہ کی شہادت دینے والے کا خون صرف تین باتوں میں سے ایک بات کے پائے جانے پر حلال ہوتا ہے اور میں نے وہ حدیث پڑھی کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں' حتیٰ کہ وہ لا الہ الا اللہ کہہ دیں اور جب وہ یہ کہہ دیں تو وہ اپنے خون اور اموال مجھ سے محفوظ کر لیں گے پس آپ کس وجہ سے میرے خون کو حلال کہتے ہیں حالانکہ میں نے ان میں سے کوئی کام نہیں کیا۔ اے امیر المومنین! اللہ کے حضور اپنے کھڑے ہونے کو یاد کیجیے آپ وہاں ایسے ہی کھڑے ہوں گے جیسے میں آپ کے سامنے کھڑا ہوں' یوں معلوم ہوا کہ گویا وہ رک گیا ہے پھر وہ مسلسل اسے کہتے رہے یا امیر المومنین' یہ ضال' مضل اور کافر ہے۔ اس نے مجھے حکم دیا تو میں نے عقابوں کے درمیان ہو گیا اور ایک کرسی لائی گئی اور مجھے اس پر کھڑا کیا گیا اور ان میں سے بعض نے مجھے حکم دیا کہ میں دونوں ہاتھوں سے ایک لکڑی کو پکڑ لوں لیکن مجھے سمجھ نہ آئی پس میرے ہاتھ الگ الگ ہو گئے اور مارنے والوں کو لایا گیا اور ان کے پاس کوڑے تھے اور ان میں سے ایک مجھے دو دو کوڑے مارنے لگا' پھر معتصم اسے کہنے لگا زور سے مار اللہ تیرے ہاتھوں کو قطع کر دے اور دوسرا نوکر مجھے دو کوڑے مارنے لگا پھر تیسرا غرض کہ انہوں نے مجھے کوڑے مارے اور میں بے ہوش ہو گیا اور کئی بار میری عقل جاتی رہی اور جب مار رک جاتی تو میری عقل واپس آ جاتی اور معتصم میرے پاس آ کر مجھے ان کے قول کی طرف دعوت دینے لگا مگر میں نے اسے جواب نہ دیا' پھر وہ دوبارہ میرے پاس آیا مگر میں نے اسے جواب نہ دیا اور وہ کہنے لگا تو ہلاک ہو جائے خلیفہ تیرے سر پر کھڑا ہے مگر میں نے بات نہ مانی تو انہوں نے دوبارہ مارنا شروع کیا پھر وہ تیسری بار میرے پاس آیا اور اس نے مجھے بلایا تو میں مار کی شدت سے اس کی بات کو سمجھ نہ سکا' پھر انہوں نے مارنا شروع کر دیا تو میری عقل جاتی رہی اور میں نے مار کو محسوس نہ کیا اور میرے اس حال نے اسے خوفزدہ کر دیا اور میرے پاؤں سے بیڑیاں کھول دی گئیں۔

اور یہ ۲۵ رمضان کا واقعہ ہے ۲۲۱ھ کا واقعہ ہے۔ پھر خلیفہ نے آپ کو رہا کر کے آپ کے اہل کے پاس بھیجنے کا حکم دے دیا اور آپ کو تیس سے زیادہ کوڑے مارے گئے۔

اور بعض کا قول ہے کہ ۸۰ کوڑے مارے گئے لیکن وہ بڑی شدید دکھ دہ مار تھی' حضرت امام احمد دراز قد' پتلے' گندم گوں اور بہت متواضع شخص تھے۔ رحمہ اللہ۔

اور جب آپ کو دارالخلافت سے اسحاق بن ابراہیم کے گھر لایا گیا تو آپ روزہ دار تھے وہ آپ کے پاس ستو لائے کہ آپ کمزوری کے باعث روزہ افطار کر دیں تو آپ نے اس بات سے منع کیا اور اپنے روزے کو پورا کیا اور جب ظہر کی نماز کا وقت آیا تو آپ نے ان کے ساتھ نماز پڑھی اور قاضی ابن سماعۃ نے آپ کو پورا کیا اور جب ظہر کی نماز کا وقت آیا تو آپ نے ان کے ساتھ نماز پڑھی اور قاضی ابن سماعۃ نے آپ سے کہا آپ نے خون آلودہ حالت میں ہی نماز پڑھ لی ہے حضرت امام احمد نے اسے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس حالت میں نماز پڑھی تھی کہ آپ کے زخم سے خون بہہ رہا تھا تو وہ خاموش ہو گیا۔

روایت ہے کہ جب آپ کو کھڑا کیا گیا کہ آپ کو مارا جائے تو آپ کی شلوار کا ازار بند ٹوٹ گیا اور آپ کو خدشہ پیدا ہوا کہ آپ کی شلوار گر جائے گی اور آپ کی شرمگاہ برہنہ ہو جائے گی سو آپ نے اپنے دونوں لبوں کو جنبش دی اور اللہ سے دعا کی تو آپ کی شلوار پہلے کی طرح ہو گئی۔ روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا اے فریادیوں کے فریاد رس اے الہ العالمین! اگر تجھے علم ہے کہ میں تیری خاطر حق پر قائم ہوں تو میری شرمگاہ کو برہنہ نہ کر۔

اور جب آپ اپنے گھر واپس آئے تو جراح نے آ کر آپ کے جسم سے مردہ جسم کو کاٹ دیا اور آپ کا علاج کرنے لگا اور نائب بروقت اس سے دریافت کرتا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ معتصم نے حضرت امام احمد سے جو سلوک کیا اس پر اسے بہت پشیمانی ہوئی اور وہ نائب سے آپ کے متعلق دریافت کرتا اور نائب آپ کی خبر معلوم کرتا اور جب آپ صحت مند ہو گئے تو معتصم اور مسلمانوں کو اس سے بہت خوشی ہوئی اور جب اللہ نے آپ کو صحت دی تو آپ ایک مدت زندہ رہے اور آپ کے دونوں انگوٹھوں کو سردی تکلیف دیتی اور آپ اہل بدعت کے سوا ہر اس شخص کو جس نے آپ کو اذیت دی تھی بری سمجھتے تھے اور آپ اس بارے میں قول الٰہی:

﴿ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ﴾ ۔

''اور چاہیے کہ وہ معاف کر دیں اور درگزر کریں''۔

پڑھتے تھے اور فرماتے تھے تیری وجہ سے تیرے مسلمان بھائی کو عذاب ہو تو تجھے کیا فائدہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

''پس جو معاف کرے اور اصلاح کرے تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے اور وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا''۔

اور قیامت کے روز منادی اعلان کرے گا جس کا اجر اللہ کے ذمے ہے وہ کھڑا ہو جائے تو صرف معاف کرنے والا ہی اٹھے گا۔

اور صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تین باتوں پر قسم کھاتا ہوں' صدقہ سے کوئی مال کم نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ بندے کو صرف عزت دینے کے لیے عفو میں زیادہ کرتا ہے اور جو شخص اللہ کے لیے تواضع کرے گا اللہ تعالیٰ اسے بلند کرے گا۔

اور جو آزمائش میں ثابت قدم رہے اور انہوں نے کلیتہً جواب نہ دیا وہ چار[1] تھے' حضرت امام احمد بن حنبل' آپ ان کے

---

[1] وہ پانچ تھے' جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

سرخیل تھے' محمد بن نوح بن میمون جندی سابوری' آپ راستے ہی میں فوت ہو گئے تھے' نعیم بن حماد خزاعی' آپ قید خانے میں فوت ہوئے تھے اور ابو یعقوب البویطی' آپ نے خلق قرآن کے مسئلہ میں واثق کے قید خانے میں وفات پائی۔ آپ بیڑیوں سے بوجھل ہو چکے تھے اور احمد بن نصر خزاعی' ہم آپ کے قتل کی کیفیت کو بیان کر چکے ہیں۔

آئمہ کا حضرت امام احمد بن حنبل کی تعریف کرنا:

امام بخاری نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت امام احمد بن حنبل کو مارا گیا تو ہم بصرہ میں تھے اور میں نے ابوالولید طیالسی کو بیان کرتے سنا کہ اگر امام احمد بن حنبل بنی اسرائیل میں ہوتے تو ایک افسانہ ہوتے اور اسماعیل بن خلیل نے بیان کیا ہے کہ اگر امام احمد بن حنبل بنی اسرائیل میں ہوتے تو نبی ہوتے۔ اور المزنی نے بیان کیا ہے کہ امام احمد بن حنبل آزمائش کے دن اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ارتداد کے دن اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ثقیفہ کے دن اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ امداد کے دن اور حضرت علی رضی اللہ عنہ جمل وصفین کے دن قابل تعریف تھے۔

اور حرملہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام شافعی کو بیان کرتے سنا ہے کہ میں عراق سے نکلا اور میں نے امام احمد بن حنبل سے افضل' عالم' پرہیزگار اور متقی شخص نہیں دیکھا اور شیخ احمد یحییٰ بن سعید القطان نے بیان کیا ہے کہ بغداد آنے والوں سے کوئی شخص مجھے امام احمد بن حنبل سے زیادہ محبوب نہیں۔

اور قتیبہ نے بیان کیا ہے حضرت سفیان ثوری فوت ہوئے تو پرہیزگاری مر گئی اور حضرت امام شافعی فوت ہوئے تو سنن مر گئیں اور امام احمد بن حنبل فوت ہو گئے تو بدعات ظاہر ہو جائیں گی' نیز آپ نے فرمایا ہے کہ امام احمد بن حنبل فوت ہو گئے امت میں مقام نبوت پر کھڑے ہوئے ہیں اور بیہقی نے خدا کی خاطر پہنچنے والی اذیتوں پر آپ کے صبر کے بارے میں بیان کیا ہے اور ابوعمر بن النحاس نے بیان کیا ہے ایک روز آپ نے حضرت امام احمد کا ذکر کیا اور فرمایا اللہ ان پر رحم کرے' آپ دین میں کس قدر بصیرت رکھتے تھے اور دنیا کے بارے میں کس قدر صابر تھے اور زہد کے بارے میں کس قدر تجربہ کار تھے اور صالحین سے کس قدر ملے ہوئے تھے اور گزشتہ لوگوں سے کس قدر مشابہ تھے' دنیا آپ کے سامنے پیش کی گئی تو آپ نے اس سے انکار کر دیا اور بدعات کی نفی کی اور حضرت امام احمد بن حنبل کو مارا گیا تو اس کے بعد حضرت بشر حافی نے فرمایا احمد کو بھٹی میں داخل کیا گیا تو آپ سرخ سونا بن کر نکلے اور میمونی نے بیان کیا کہ حضرت امام احمد کی آزمائش کے بعد علی بن المدینی نے مجھے کہا اور بعض کا قول ہے کہ آپ کی آزمائش سے قبل کہا اے میمون اسلام میں جس طرح امام احمد بن حنبل کھڑے ہوئے ہیں کوئی شخص کھڑا نہیں ہوا اور میں اس بات سے بہت حیران ہوا اور میں نے ابوعبید القاسم کے پاس جا کر انہیں علی بن المدینی کی بات بتائی تو انہوں نے فرمایا آپ نے درست فرمایا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارتداد کے روز اعوان وانصار حاصل تھے اور احمد بن حنبل کے کوئی یار و مددگار نہ تھے پھر حضرت ابوعبید امام احمد کی بہت تعریف کرنے لگے اور کہنے لگے میں اسلام میں ان کی مانند کسی کو

---

❶ وہ پانچ تھے جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

نہیں جانتا۔

اور اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا ہے حضرت امام احمد زمین میں اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان حجت ہیں اور علی بن المدینی نے بیان کیا ہے جب میں کسی چیز کی آزمائش میں پڑ جاؤں اور امام احمد بن حنبل مجھے فتویٰ دے دیں اور جب میں اپنے رب سے ملوں گا تو مجھے کچھ پرواہ نہ ہوگی کہ کیا کرتا ہے نیز فرمایا میں نے اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حضرت امام احمد کو حجت بنالیا ہے پھر فرمایا اور جس بات کی قوت ابوعبید اللہ رکھتے ہیں کون اس کی قوت رکھتا ہے؟

اور یحییٰ بن معین نے فرمایا ہے حضرت امام احمد بن حنبل میں کچھ خصائل ہیں جنہیں میں نے کبھی کسی عالم میں نہیں دیکھا آپ محدث' حافظ' عالم' متقی' زاہد اور عاقل تھے۔ نیز آپ نے فرمایا لوگوں نے چاہا کہ امام احمد بن حنبل کی مانند ہو جائیں' قسم بخدا ہم آپ کی مانند ہونے کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ آپ کے طریق پر چلنے کی طاقت رکھتے ہیں اور الزہلی نے بیان کیا ہے میں نے اپنے اور اللہ کے درمیان حضرت امام احمد کو حجت بنالیا ہے اور ہلال بن المعلی الرقی نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار اشخاص کے ذریعے اس امت پر احسان کیا ہے امام شافعی کے ذریعے آپ نے احادیث کو سمجھا اور ان کی تفسیر کی اور ان کے مجمل ومفصل اور خاص وعام اور ناسخ ومنسوخ کی وضاحت کی اور ابوعبید کے ذریعے جنہوں نے غریب احادیث کی وضاحت کی اور یحییٰ بن معین کے ذریعے جنہوں نے احادیث سے کذب کی نفی کی اور امام احمد بن حنبل کے ذریعے جو آزمائش میں ثابت قدم رہے اگر یہ چار اشخاص نہ ہوتے تو لوگ ہلاک ہو جاتے۔

اور ابوبکر بن ابی داؤد نے بیان کیا ہے کہ امام احمد بن حنبل نے اپنے زمانے میں ہر اس شخص سے مقدم تھے جو اپنے ہاتھ میں قلم دوات اٹھاتا ہے اور ابوبکر محمد بن محمد بن رجا نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام احمد بن حنبل کا مثل نہیں دیکھا اور نہ اس شخص کو دیکھا ہے جس نے آپ کا مثل دیکھا ہو۔

اور ابوزرعہ رازی نے بیان کیا ہے کہ میں اپنے اصحاب میں کسی سیاہ سر کو آپ سے فقیہ نہیں جانتا اور بیہقی نے حاکم سے بحوالہ یحییٰ بن محمد العنبری روایت کی ہے کہ ابوعبید اللہ البوسندی نے حضرت امام احمد بن حنبل کے بارے میں ہمیں یہ اشعار سنائے:

"اگر تو ہمارے امام کے متعلق دریافت کرتے تو وہ امام احمد بن حنبل ہیں اور مخلوق میں سے آئمہ نے آپ ہی سے تمسک کیا ہے۔ آپ ان لوگوں کے بعد حضرت نبی کریم ﷺ کے جانشین ہیں جنہوں نے خلیفوں کی جانشینی کی اور فوت ہو گئے اور وہ تسمے پر تسمے کی مانند ہیں اور مثال کی برابری ملتی جلتی مثال ہی کرتی ہے"۔

اور صحیح میں رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہمیشہ ہی میری امت کا ایک گروہ حق پر غالب رہے گا اور ان کو چھوڑ دینے والا اور ان کی مخالفت کرنے والا ان کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا حتیٰ کہ اللہ کا حکم آ جائے گا اور وہ اسی حالت میں ہوں گے۔

اور بیہقی میں عن ابن عدی عن ابی القاسم البغوی عن ابی الربیع الزہرانی عن حماد بن زید بن عن بقیہ بن الولید عن معاذ بن

رفاعہ عن ابراہیم بن عبدالرحمٰن الغدری روایت کی ہے کہ بغوی نے بیان کیا ہے کہ زیادہ بن ایوب نے مجھ سے بیان کیا کہ مبشر نے عن معاذ عن ابراہیم بن عبدالرحمٰن الغدری ہم سے بیان کیا۔ بغوی نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس علم کو ہر خلف سے عادل آدمی اٹھائیں گے جو اس سے غالیوں کی تحریف اور تمسخر کرنے والوں کی منسوب کی ہوئی باتوں اور جاہلوں کی تاویل کو دور کریں گے یہ حدیث مرسل ہے اور اس کی اسناد میں ضعف پایا جاتا ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ ابن عبدالبر نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور اس سے ہر حامل علم کی عدالت پر حجت پکڑی ہے اور امام احمد اہل علم کے آئمہ میں سے ہیں۔ رحمہ اللہ واکرام مثواہ۔

آزمائش کے بعد حضرت امام احمد کا حال:

جس وقت دارالخلافت سے نکل کر اپنے گھر گئے تو آپ کا علاج کیا گیا حتیٰ کہ آپ صحت یاب ہو گئے اور اپنے گھر کے ہی ہو کر رہ گئے اور جمعہ اور جماعت کے لیے بھی اس سے باہر نہ نکلتے اور حدیث بیان کرنے سے رک گئے اور آپ کو اپنی ملکیت سے ہر ماہ ستر درہم کا غلہ آتا تھا جسے آپ اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتے تھے اور صبر وثواب کے نقطۂ نظر سے اسی پر قناعت کرتے تھے اور معتصم کی خلافت کے زمانے میں مسلسل آپ کی یہی حالت رہی اور اس کے بیٹے محمد واثق کے زمانے میں بھی آپ کا یہی حال رہا اور جب متوکل نے خلافت سنبھالی تو لوگ اس کی حکومت سے خوش ہوئے بلاشبہ وہ سنت اور اہل سنت کا محب تھا اور اس نے لوگوں کی آزمائش ختم کر دی اور آفاق کو خطوط لکھے کہ کوئی شخص مسئلہ خلق قرآن کے بارے میں گفتگو نہ کرے پھر اس نے بغداد کے نائب اسحاق بن ابراہیم کو لکھا کہ وہ حضرت امام احمد بن حنبل کو اس کی طرف بھجوا دے' اسحاق نے حضرت امام احمد کو اپنے پاس بلایا اور آپ کا آعزاز واکرام کیا کیونکہ اسے علم تھا کہ خلیفہ آپ کا اعزاز واکرام کرتا ہے اور اس کے اور آپ کے درمیان جو گفتگو ہوئی اس میں اس نے آپ سے قرآن کے بارے میں بھی پوچھا تو حضرت امام احمد نے اسے کہا تمہارا یہ سوال تکلیف پہنچانے کے لیے ہے یا ہدایت طلب کرنے کے لیے ہے اس نے کہا ہدایت طلب کرنے کے لیے ہے۔ آپ نے فرمایا وہ نازل شدہ کلام الٰہی ہے اور غیر مخلوق ہے تو اسے آپ کی اتنی بات سے سکون حاصل ہو گیا۔ پھر اس نے آپ کو سرمن رای کی طرف خلیفہ کے پاس بھیج دیا پھر آپ سے پہلے اس کے پاس پہنچ گیا۔

اور اسے اطلاع ملی کہ حضرت امام احمد اس کے بیٹے محمد بن اسحاق کے پاس سے گزرے ہیں اور اس کے پاس نہیں گئے اور نہ اسے سلام کہا ہے جس سے اسحاق بن ابراہیم نے غضب ناک ہو کر خلیفہ کے پاس آپ کی شکایت کی تو متوکل نے کہا خواہ آپ میرے فرش کو پامال کر دیں پھر بھی آپ کو واپس کر دیا جائے گا تو حضرت امام احمد راستے ہی سے بغداد واپس آ گئے اور حضرت امام احمد ان کے پاس اپنی آمد کو پسند نہ کرتے تھے لیکن بہت سے لوگوں پر یہ بات آسان نہ تھی' آپ کی واپسی اسحاق بن ابراہیم کے قول کی وجہ سے ہوئی جو آپ کی مار کا سبب بنا تھا پھر مبتدعین میں سے ایک شخص نے جسے ابن البلخی کہا جاتا تھا خلیفہ کے پاس کوئی شکایت کی اور کہا کہ علویوں میں سے ایک شخص نے امام احمد بن حنبل کے گھر میں پناہ لی ہے اور در پردہ اس کے لیے لوگوں سے بیعت لے رہے ہیں' خلیفہ نے بغداد کے نائب کو حکم دیا کہ وہ امام احمد بن حنبل کے گھر پر حملہ کرے اور انہیں اس وقت پتہ چلا جب ... سے شعلوں نے گھر کا احاطہ کر لیا حتیٰ کہ حبشیوں کے اوپر سے بھی اور انہوں نے حضرت امام احمد کو اپنے گھر میں اپنے عیال ...

بیٹھے پایا اور انہوں نے آپ سے اس بات کے متعلق پوچھا جو آپ کے بارے میں بیان کی گئی تھی آپ نے فرمایا ایسی بات تو کوئی نہیں اور نہ ہی میرا ارادہ ہے اور میں پوشیدہ اور اعلانیہ اور عسر ویسر اور پسند وناپسند میں خلیفہ کی اطاعت کی رائے رکھتا ہوں اور اس کا مجھ پر اثر ہے اور میں بہت سی گفتگو میں رات دن اس کے لیے اللہ سے راہ راست اور اعتدال کی دعا کرتا ہوں۔ انہوں نے آپ کے گھر کی تلاشی لی حتیٰ کہ لائبریری اور عورتوں کے کمروں اور چھتوں وغیرہ کی بھی تلاشی لی اور انہوں نے کچھ نہ پایا اور جب متوکل کو اس کی اطلاع ملی اور اسے معلوم ہو گیا جو بات اس کی طرف منسوب کی گئی ہے آپ اس سے بری ہیں تو اس نے کچھ سمجھ لیا کہ وہ آپ کے متعلق بہت جھوٹ بولتے ہیں اور حاجب یعقوب بن ابراہیم قوصرہ نے خلیفہ سے دس ہزار درہم لے کر آپ کی طرف بھیجے اور کہا خلیفہ آپ کو سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ ان دراہم کو خرچ کر کے ختم کر دیجیے مگر آپ نے ان کے قبول کرنے سے انکار کر دیا تو اس نے کہا اے ابوعبداللہ ان دراہم کو آپ کے رد کرنے سے مجھے آپ کے اور اس کے درمیان انقباض پیدا ہو جانے کا خوف ہے اور ان کا قبول کر لینے میں آپ کا مفاد ہے اور وہ انہیں آپ کے پاس رکھ کر چلا گیا اور جب رات کا آخری وقت آیا تو امام احمد نے اپنے اہل اور عم زادوں اور ان کے عیال کو بلایا اور کہا میں اس مال کی وجہ سے آج شب سو نہیں سکا پس انہوں نے بیٹھ کر بغداد اور بصرہ کے اہل حدیث کے نام لکھے۔ پھر صبح ہوئی تو آپ نے لوگوں میں پچاس سے ایک سو اور دو سو تک تقسیم کر دیا اور ان میں سے ایک درہم بھی باقی نہ رہا اور آپ نے ان سے ابوایوب اور ابوسعید الاشج کو بھی دیئے اور وہ تھیلی بھی صدقہ کر دی جس میں وہ دراہم تھے اور آپ نے ان میں سے اپنے اہل کو کچھ نہ دیا حالانکہ وہ نہایت محتاج اور تکلیف میں تھے اور آپ کے پوتے نے آ کر کہا مجھے ایک درہم دیجیے تو امام احمد نے اپنے بیٹے صالح کی طرف دیکھا تو صالح نے ایک ٹکڑا لے کر بچے کو دے دیا اور امام احمد خاموش رہے اور خلیفہ کو اطلاع ملی کہ آپ نے سب انعام کو حتیٰ کہ تھیلی کو بھی صدقہ کر دیا ہے تو علی بن الجہم نے کہا یا امیر المومنین انہوں نے آپ کی جانب سے اسے قبول کر لیا ہے اور آپ کی طرف سے اسے صدقہ کر دیا ہے اور امام احمد مال کو کیا کریں گے' انہیں صرف ایک روٹی کافی ہے اس نے کہا تو نے درست کہا ہے۔

اور جب اسحاق بن ابراہیم اور اس کا بیٹا محمد فوت ہو گئے اور ان کے درمیان تھوڑا سا عرصہ ہی تھا اور بغداد کی نیابت عبداللہ بن اسحاق نے سنبھالی تو متوکل نے اسے لکھا کہ وہ امام احمد کو اس کے پاس لائے' اس نے اس بارے میں امام احمد سے بات کی تو آپ نے فرمایا میں بوڑھا اور کمزور ہوں۔ اس نے یہ جواب خلیفہ کو بھیج دیا تو اس نے اسے قسم دے کر پیغام بھیجا کہ آپ ضرور میرے پاس آئیں اور حضرت امام احمد کو لکھا میں ضرور آپ کے قرب سے تسلی چاہتا ہوں اور آپ کے دیکھنے کو پسند کرتا ہوں اور مجھے آپ کی دعا سے برکت حاصل ہو گی تو حضرت امام احمد علالت کی حالت میں اپنے بیٹوں اور ایک بیوی کے ساتھ اس کی طرف روانہ ہو گئے اور جب آپ فوج کے نزدیک آئے تو وصیف خادم نے ایک جماعت کے ساتھ آپ کا استقبال کیا اور وصیف نے حضرت امام احمد کو سلام کیا' آپ نے سلام کا جواب دیا اور وصیف نے آپ سے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دشمن ابن ابی داؤد پر قابو دیا ہے آپ نے اسے کوئی جواب نہ دیا اور آپ کا بیٹا وصیف خلیفہ کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے لگا اور جب وہ سر من رای میں فوج کے پاس پہنچے تو اس نے امام احمد کو ایتاخ کے گھر میں اتارا اور جب آپ کو اس کا علم ہوا تو آپ وہاں سے کوچ کر گئے

اور حکم دیا کہ ان کے لیے کوئی اور گھر کرائے پر لیا جائے اور سرکردہ امراء ہر روز آپ کے پاس حاضر ہوتے اور خلیفہ کی طرف سے آپ کو سلام پہنچاتے اور آپ کے پاس زیبائش کی چیزیں اور ہتھیار اتار کر آتے اور خلیفہ نے نرم بچھونے اور دیگر سامان جو اس عظیم گھر کے لائق نہ تھا' آپ کی طرف بھیجا اور خلیفہ کا مقصد یہ تھا کہ آپ وہاں قیام کر کے ایام آزمائش اور بعد کے طویل سالوں کے دوران جو کچھ لوگوں سے ضائع ہو گیا ہے اس کے عوض میں ان سے احادیث بیان کریں' آپ نے خلیفہ کے پاس معذرت کی کہ آپ علیل ہیں اور آپ کے دانت ہلتے ہیں اور آپ کمزور ہیں اور خلیفہ ہر روز آپ کے پاس دستر خوان بھیجتا جس میں انواع واقسام کے کھانے' پھل اور برف ہوتی جو روزانہ ایک سو بیس درہم کی قیمت کے ہوتے اور خلیفہ خیال کرتا کہ آپ اس سے کھاتے ہیں اور حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اس سے کچھ نہیں کھاتے تھے بلکہ روزہ دار اور خالی پیٹ رہتے۔ آپ نے نو دن قیام کیا اور کھانا نہیں کھایا اور اس کے ساتھ وہ بیمار بھی تھے۔ پھر آپ کے بیٹوں نے آپ کو قسم دی تو آپ نے آٹھ دونوں کے بعد تھوڑے سے ستو پیے اور عبداللہ بن یحییٰ بن خاقان خلیفہ کے پاس سے بہت سارا مال بطور انعام آپ کے پاس لایا تو آپ نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ امیر نے نائب سے اصرار کیا تو بھی آپ نے قبول نہ کیا اور امیر نے اسے لے کر آپ کے بیٹوں اور اہل پر تقسیم کر دیا اور کہا اسے خلیفہ کو واپس کرنا ممکن نہیں اور خلیفہ نے آپ کے اہل و اولاد کے لیے ہر ماہ چار ہزار درہم مقرر کر دیئے اور ابو عبداللہ نے خلیفہ کو روکا تو خلیفہ نے کہا اس کے بغیر چارہ نہیں اور یہ صرف آپ کے بیٹوں کے لیے ہے تو ابو عبداللہ منع کرنے سے رک گئے۔ پھر آپ اپنے اہل اور چچا کو ملامت کرنے لگے اور انہیں کہنے لگے ہمارے تھوڑے دن ہی باقی رہ گئے ہیں گویا ہم پر موت نازل ہو چکی ہے یا جنت کی طرف جائیں گے یا دوزخ کی طرف جائیں گے ہم دنیا سے جائیں گے تو ہمارے بیٹوں نے ان لوگوں کا مال لیا ہوگا آپ طویل گفتگو میں انہیں نصیحت کرتے رہے اور انہوں نے آپ کے خلاف حدیث صحیح سے حجت پکڑی کہ اس مال سے جو کچھ تیرے پاس آئے اور تو سائل نہ ہو اور دیکھنے والا ہو تو تو اسے لے لے اور یہ کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بادشاہوں کے انعامات کو قبول کیا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ اور وہ برابر نہیں ہیں اور اگر مجھے علم ہوتا کہ اس نے یہ مال حق سے لیا ہے' ظلم و جور سے نہیں تو میں پرواہ نہ کرتا۔

اور آپ مسلسل کمزور ہوتے گئے اور متوکل آپ کے پاس طبیب ابن ماسویہ کو بھیجنے لگا کہ وہ آپ کی بیماری کے متعلق غور وفکر کرے اور اس نے واپس جا کر کہا یا امیر المومنین حضرت امام احمد کے بدن میں کوئی بیماری نہیں ہے' آپ کی بیماری صرف قلت طعام اور کثرت عبادت و صیام ہے تو متوکل خاموش ہو گیا۔ پھر خلیفہ کی ماں نے اس سے پوچھا کہ وہ امام احمد کو دیکھنا چاہتی ہے تو متوکل نے آپ کے پاس آدمی بھیج کر پوچھا آپ اس کے بیٹے المعتز سے ملاقات کریں اور اس کے لیے دعا کریں وہ آپ کی گود میں ہو' آپ نے اس سے انکار کیا۔

پھر آپ نے اس امید پر اسے جواب دیا کہ وہ آپ کو اپنے اہل کو آپ کے پاس جلد بغداد واپس بھیج دے اور خلیفہ نے آپ کی طرف قیمتی خلعت اور اپنی سواریوں میں سے ایک سواری بھیجی تو آپ نے اس پر سوار ہونے سے انکار کر دیا کیونکہ اس پر چیتے کی کھال کا گدیلا پڑا تھا اور ایک تاجر کا خچر لایا گیا تو آپ اس پر سوار ہو کر المعتز کی نشست گاہ کے سامنے آئے اور خلیفہ اور اس

کی ماں اس نشست گاہ کی ایک جانب باریک پردے کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے اور جب حضرت امام احمد آئے تو آپ نے السلام علیکم کہا اور بیٹھ گئے اور اسے سلام امارت نہ کیا تو خلیفہ کی ماں کہنے لگی اے میرے بیٹے اس شخص کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور اسے اپنے اہل کے پاس واپس بھیج دے۔ بلاشبہ یہ شخص ان لوگوں میں سے نہیں جو اس چیز کا خواہاں ہو جس میں تم پڑے ہو اور جب متوکل نے امام احمد کو دیکھا تو اس نے اپنی ماں سے کہا اے میری ماں گھر مانوس ہو گیا ہے اور خادم آیا اور اس کے پاس قیمتی خلعت اور کپڑے اور ٹوپی اور چادر تھی' اس نے اپنے ہاتھ سے حضرت امام احمد کو یہ چیزیں پہنائیں اور احمد بالکل حرکت نہیں کرتے تھے۔

امام احمد نے بیان کیا ہے اور جب میں المعتز کے پاس بیٹھا تھا تو اس کے مؤدب نے کہا اللہ امیر کا بھلا کرے اس نے خلیفہ کو مشورہ دیا ہے کہ وہ تیرا مؤدب ہو اس نے کہا اگر اس نے مجھے کچھ سکھایا تو میں اسے سیکھوں گا۔

امام احمد فرماتے ہیں میں صغر سنی میں اس کی ذہانت سے حیران رہ گیا کیونکہ وہ بہت ہی چھوٹا تھا پس امام احمد اللہ سے بخشش طلب کرتے ہوئے اور اس کی ناراضگی اور غضب سے پناہ مانگتے ہوئے ان کو چھوڑ کر باہر چلے گئے۔ پھر کچھ دنوں کے بعد خلیفہ نے آپ کو واپس جانے کی اجازت دے دی اور آپ کے لیے ایک فائرشپ تیار کیا مگر آپ نے اس میں اتر نا پسند نہ کیا بلکہ آپ ایک چھوٹی کشتی میں بیٹھ کر خفیہ طور پر بغداد میں داخل ہو گئے اور آپ نے اسے حکم دیا کہ اس خلعت کو فروخت کر کے اس کی قیمت کو فقراء اور مساکین پر صدقہ کر دیا جائے اور آپ کئی روز تک ان کی ملاقات سے الم محسوس کرتے رہے اور فرمانے لگے میں عمر بھر ان سے بچا رہا۔ پھر آخری عمر میں ان سے میری آزمائش ہوگئی اور آپ ان کے ہاں بہت بھوکے رہے قریب تھا کہ بھوک آپ کو مار دے اور ایک امیر نے متوکل سے کہا امام احمد نہ تیرا کھانا کھاتے ہیں نہ تیرا پانی پیتے ہیں' نہ تیرے بچھونے پر بیٹھتے ہیں اور جو انہیں پلاتا ہے اسے حرام سمجھتے ہیں اس نے کہا قسم بخدا اگر معتصم زندہ ہو اور مجھ سے امام احمد کے بارے میں گفتگو کرے تو میں اس کی بات کو قبول نہ کروں اور خلیفہ کے ایلچی ہر روز آپ کا حال معلوم کرنے کے لیے آپ کے پاس آتے اور وہ آپ سے ابن ابی داؤد کے اموال کے متعلق سوال پوچھنے لگا تو آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر متوکل نے ابن ابی داؤد کو خود اسے اس کی جاگیروں اور املاک کو فروخت پر گواہ بنا کر اور اس کے سب اموال کو لینے کے بعد سر من رای سے بغداد کی طرف بھیج دیا۔

عبداللہ بن احمد کا بیان ہے جب میرے والد سامرا سے واپس آئے تو ہم نے دیکھا کہ آپ کی آنکھیں گوشہ ہائے چشم میں دھنس چکی ہیں اور چھ ماہ کے بعد آپ کی قوت بحال ہوئی اور آپ نے اپنے قرابتداروں کے گھر میں داخل ہونے سے انکار کیا اور اس گھر میں بھی داخل ہونے سے انکار کیا جس میں وہ موجود ہوں اور ان کی کسی چیز سے فائدہ اٹھانے سے بھی انکار کیا اس لیے کہ انہوں نے سلطان کے اموال کو قبول کیا تھا۔

امام احمد ۲۳۷ھ میں متوکل کی طرف روانہ ہوئے اور اپنی وفات کے سال تک ٹھہرے رہے اور متوکل ہر روز آپ کے متعلق دریافت کرتا اور آپ کی طرف بعض امور کے بارے میں مشورہ کرنے کے لیے آدمی بھیجتا اور جو باتیں اسے پیش آتیں ان کے بارے میں آپ سے مشورہ لیتا اور جب متوکل بغداد آیا تو اس نے ابن خاقان کو ایک ہزار دینار دے کر آپ کے پاس بھیجا کہ آپ انہیں جسے مناسب سمجھیں دے دیں تو آپ نے ان کو قبول کرنے اور تقسیم کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا امیر المومنین نے مجھے

اس بات سے جسے میں ناپسند کروں معافی دی ہوئی ہے اور آپ نے ان دنانیر کو واپس کر دیا اور ایک شخص نے متوکل کو رقعہ لکھا یا امیر المومنین امام احمد کے آباء کو سب وشتم کرتے ہیں اور ان پر زندقت کی تہمت لگاتے ہیں۔ متوکل نے اس کے بارے میں لکھا مامون نے گڈمڈ کی اور لوگوں کو اپنے آپ پر حملہ آور کیا اور میرا باپ معتصم ایک جنگجو شخص تھا اسے علم کلام میں کوئی بصیرت حاصل نہ تھی اور میرا بھائی واثق اس بات کا مستحق تھا جو اس کے بارے میں بیان کی گئی ہے پھر اس نے اس شخص کو جس نے اس تک رقعہ پہنچایا تھا دو سو کوڑے مارنے کا حکم دیا پس عبداللہ بن اسحاق بن ابراہیم نے اسے پکڑ لیا اور اسے پانچ سو کوڑے مارے خلیفہ نے اس سے پوچھا تو نے اسے پانچ سو کوڑے کیوں مارے ہیں؟ اس نے کہا دو سو آپ کی اطاعت میں اور ایک سو اس صالح شخص احمد بن حنبل پر تہمت لگانے کی وجہ سے۔

اور خلیفہ نے تکلیف پہنچانے اور آزمائش عناد کے لیے نہیں بلکہ خلق قرآن کے مسئلہ کے متعلق استرشاد و استفادہ کے لیے حضرت امام احمد کو ایک خط لکھا تو حضرت امام احمد نے اسے ایک بہت اچھا خط لکھا جس میں صحابہ وغیرہم کے آثار اور مرفوع احادیث تھیں اور آپ کے بیٹے صالح نے انہیں آزمائش کے واقعہ میں بیان کیا ہے اور وہ آپ سے مروی ہیں اور کئی حفاظ سے انہیں نقل کیا ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل کی وفات:

آپ کے بیٹے صالح کا بیان ہے کہ یکم ربیع الاول ۲۴۱ھ کو آپ کی بیماری شروع ہوئی اور میں ۲ ربیع الاول بدھ کے روز آپ کے پاس آیا تو آپ کو بخار تھا اور آپ لمبے سانس لے رہے تھے اور کمزور ہو چکے تھے۔ میں نے پوچھا اے میرے باپ آپ کا ناشتہ کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا لوبیے کا پانی' پھر صالح نے آپ کی عیادت کے لیے اکابر اور عوام الناس کے بکثرت آنے اور لوگوں کے آپ پر تنگی کر دینے کا ذکر کیا ہے اور آپ کے پاس ایک چیتھڑا تھا جس میں کچھ رقم تھی جسے آپ اپنے پر خرچ کرتے تھے اور آپ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو حکم دیا کہ وہ اپنی ملکیت کے باشندوں سے مطالبہ کرے اور آپ کی طرف سے قسم کا کفارہ دے۔ پس اس نے کچھ اجرت لی اور کھجوریں خریدیں اور اپنے باپ کا کفارہ ادا کیا اور اس سے تین درہم بچ گئے اور حضرت امام احمد نے اپنی وصیت لکھی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ احمد بن حنبل کی وصیت ہے' اس نے وصیت کی کہ وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ واحد لاشریک ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اللہ نے آپ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ وہ آپ کو سب ادیان پر غالب کرے خواہ مشرکین ناپسند ہی کریں اور اس نے اپنے اہل میں سے اپنے اطاعت کنندوں اور قرابتداروں کو وصیت کی کہ وہ عبادت گزاروں کے ساتھ اللہ کی عبادت کریں اور تعریف کرنے والے کے ساتھ اس کی تعریف کریں اور مسلمانوں کی جماعت کی خیر خواہی کریں اور اس نے وصیت کی کہ میں اللہ کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے نبی ہونے سے راضی ہوں اور اس نے عبداللہ بن محمد جو بوران کے نام سے مشہور ہے کے لیے تقریباً پچاس دینار کی وصیت کی ہے اور وہ انہیں پورا کرے

گا جو اس پر قرض ہے اسے گھر کے غلے سے ادا کیا جائے گا انشاء اللہ اور جب وہ پورا لے لے تو صالح بیٹا ہر مرد اور عورت کو دس دس درہم دے۔

پھر آپ نے اپنے وارثوں کے بیٹوں کو بلایا اور ان کے لیے دعا کرنے لگے اور آپ کے ہاں آپ کی وفات سے پچاس روز قبل ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام آپ نے سعید رکھا اور آپ کا ایک اور بیٹا بھی تھا جس کا نام محمد تھا۔ جب آپ بیمار ہوئے تو وہ چلتا تھا' آپ نے اسے بلا کر اپنے ساتھ لگایا اور اسے بوسہ دیا پھر فرمایا میں کبر سنی میں لڑکے کیا کروں؟ آپ سے کہا گیا آپ کی اولاد آپ کے بعد آپ کے لیے دعا کرے گی۔ آپ نے فرمایا یہ بات اچھی ہے اگر میسر آ جائے تو اور اللہ کی تعریف کرنے لگے۔ آپ کو اپنی بیماری میں طاؤس کے متعلق یہ اطلاع ملی کہ وہ مریض کے رونے کی آواز کو ناپسند کرتے ہیں۔

تو پھر آپ نے اس رات رونے کی آواز نہیں نکالی جس کی صبح کو آپ نے رونے کی آواز نکالی تھی اور اس سال کے ۱۲ ربیع الاول کے جمعہ کی رات تھی اور جب آپ کی تکلیف زیادہ ہوگئی تو آپ نے رونے کی آواز نکالی۔

اور آپ کے بیٹے عبداللہ سے روایت کی گئی ہے اور اسی طرح صالح سے بھی روایت کی گئی ہے آپ کہتے ہیں کہ جب میرے باپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ کثرت سے لا بعد' لا بعد کہنے لگے میں نے کہا اے میرے ابا! یہ کیا لفظ ہے جو آپ اس گھڑی میں بول رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا اے میرے بیٹے! ابلیس گھر کے کونے میں کھڑا ہے اور اپنی انگلی کاٹ رہا ہے اور وہ کہہ رہا ہے اے احمد تو مجھے آزما اور میں کہہ رہا ہوں لا بعد بعد یعنی وہ اس سے آگے نہیں بڑھ سکے گا حتیٰ کہ اس کے جسم سے اس کی جان توحید پر نکل جائے جیسا کہ ایک حدیث میں آیا ہے ابلیس نے کہا اے میرے رب تیرے عزت وجلال کی قسم جب تک ان کی روحیں ان کے اجسام میں ہیں میں ہمیشہ انہیں گمراہ کرتا رہوں گا اللہ نے فرمایا میرے عزت وجلال کی قسم جب تک وہ مجھ سے بخشش مانگتے رہیں گے میں ہمیشہ انہیں بخشتا رہوں گا۔

اور آپ کی سب سے اچھی بات یہ ہے کہ آپ نے اپنے اہل کو اشارہ کیا کہ وہ آپ کو وضو کرائیں اور وہ آپ کو وضو کرانے لگے اور وہ انہیں اشارہ کرنے لگے کو میری انگلیوں میں خلال کرو اور وہ اس دوران ذکر الٰہی کرتے رہے اور جب وہ آپ کے وضو کو مکمل کر چکے تو آپ وفات پا گئے اور آپ کی وفات جمعہ کے روز اس وقت ہوئی جس اس سے تقریباً دو گھڑیاں گزر گئیں اور لوگ گلیوں میں اکٹھے اور محمد بن طاہر نے اپنے حاجب کو بھیجا اور اس کے ساتھ غلام بھی تھے اور ان کے پاس رومال تھے جن میں کفن تھے اور اس نے پیغام بھیجا یہ خلیفہ کی طرف سے نیابت ہے اور اگر وہ موجود ہوتا تو وہ اسے بھیجتا اور اس نے اپنے لڑکوں کو بھیجا جو کہہ رہے تھے کہ امیر المومنین نے آپ کی زندگی ہی میں آپ کو وہ باتیں معاف کر دی تھیں جو آپ ناپسند کرتے تھے اور انہوں نے آپ کو ان کفنوں میں کفن دینے سے انکار کر دیا اور ایک کپڑا لایا گیا جسے اس کی لونڈی نے کاتا تھا۔ پس انہوں نے آپ کو کفن دیا اور انہوں نے اس کے ساتھ لپیٹنے کا کپڑا اور خوشبو بھی خریدی اور آپ کے لیے پانی کی ایک مشک خریدی اور انہوں نے اپنے گھروں کے پانی سے آپ کو غسل دینے سے انکار کر دیا اس لیے کہ آپ نے ان گھروں کو چھوڑ دیا تھا اور آپ نہ ان سے کھانا کھاتے تھے اور نہ ان کے سامان کو عاریۃً لیتے تھے اور آپ ہمیشہ ان پر ناراض رہتے تھے کیونکہ وہ بیت المال کا راتب لیتے تھے جو ہر ماہ چار ہزار درہم تھا

اور ان کے عیال بہت زیادہ تھے اور وہ محتاج تھے اور آپ کے غسل میں بیت الخلافت سے بنی ہاشم کے تقریباً ایک سو آدمی شامل ہوئے اور وہ آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسے دینے لگے اور آپ کے لیے دعائیں کرنے لگے اور آپ کے لیے رحم کی دعا کرنے لگے اور لوگ آپ کا تابوت لے کر نکلے اور اس کے اردگرد اس قدر مرد اور عورتیں تھے جن کی تعداد اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا اور شہر کا نائب محمد بن عبداللہ بن طاہر بھی جملہ لوگوں میں کھڑا تھا۔ پھر اس نے آگے بڑھ کر امام احمد کے لڑکوں سے آپ کی تعزیت کی اور اسی نے آپ کی نماز جنازہ میں لوگوں کی امامت کی تھی اور قبر کے پاس اس نے دوبارہ آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور دفن ہونے کے بعد قبر پر نماز پڑھائی اور مخلوق کی کثرت کی وجہ سے آپ کو نماز عصر کے بعد اپنی قبر میں رکھا گیا۔

اور بیہقی نے اور کئی لوگوں نے روایت کی ہے کہ امیر محمد بن طاہر نے لوگوں کا تخمینہ لگانے کا حکم دیا تو انہوں نے ایک کروڑ تین لاکھ آدمی پایا اور ایک روایت میں کشتیوں والوں کے علاوہ سات لاکھ آدمی تھا۔

اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابوزرعہ کو بیان کرتے سنا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ متوکل نے اس جگہ کی پیمائش کرنے کا حکم دیا جس میں کھڑے ہو کر لوگوں نے امام احمد بن حنبل کی نماز جنازہ پڑھی تھی تو اس کا اندازہ دو کروڑ پانچ لاکھ تھا۔

بیہقی نے بحوالہ حاکم بیان کیا ہے کہ میں نے قاضی ابوبکر بن کامل کو بیان کرتے سنا کہ میں نے محمد بن یحییٰ زنجانی سے سنا کہ میں نے عبدالوہاب وراق کو بیان کرتے سنا کہ ہمیں جاہلیت اور اسلام میں کسی جنازہ کے ایسے اکٹھ کی خبر نہیں ملی کہ وہ اس اکٹھ سے زیادہ ہو جو حضرت امام احمد بن حنبل کے جنازہ میں جمع ہوا تھا۔

اور عبدالرحمٰن بن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ میں نے اپنے باپ کو بیان کرتے سنا کہ محمد بن عباس مکی نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے الورکانی امام احمد بن حنبل کے پڑوسی سے سنا کہ جس روز حضرت امام احمد بن حنبل نے وفات پائی اس روز بیس ہزار یہود ونصاریٰ اور مجوس نے اسلام قبول کیا اور بعض نسخوں میں بیس ہزار کی بجائے دس ہزار کا اسلام قبول کرنا بیان ہوا ہے واللہ اعلم۔

دارقطنی نے بیان کیا ہے میں نے ابوسہل بن زیادہ سے سنا کہ میں نے عبداللہ بن احمد کو بیان کرتے سنا کہ میں نے اپنے باپ کو بیان کرتے سنا کہ اہل بدعت سے کہو کہ ہمارے اور تمہارے درمیان جنازے فیصلہ کریں گے جب وہ گزریں گے اور اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں حضرت امام احمد بن حنبل کے قول کو سچ کر دکھایا' بلاشبہ آپ اپنے زمانے میں امام سنت تھے اور آپ کے مخالفوں کے سردار احمد بن ابی داؤد جو دنیا کا قاضی القضاۃ تھا اس کی موت کی کسی نے پرواہ نہیں کی اور نہ کسی نے اس کی طرف التفات کیا اور جب وہ فوت ہو گیا تو سلطان کے تھوڑے سے مددگاروں نے اس کی مشایعت کی اور اسی طرح حارث بن اسد محاسبی کا حال تھا کہ اس کے زہد وتقویٰ اور محاسبہ نفس کے باوجود صرف تین یا چار آدمیوں نے اس کا جنازہ پڑھا اور یہی حال بشر بن غیاث المریسی کا تھا۔ اس پر ایک نہایت چھوٹی سی جماعت نے نماز جنازہ پڑھی۔

اور بیہقی نے بحوالہ حجاج بن محمد شاعر روایت کی ہے کہ اس نے بیان کیا کہ میں پسند نہیں کرتا کہ میں راہ خدا میں قتل ہوں اور امام احمد میرا جنازہ نہ پڑھیں۔

اور ایک عالم سے روایت کی گئی ہے کہ اس نے حضرت امام احمد کے دفن کے روز کہا آج پانچوں کا چھٹا دفن کیا گیا ہے اور وہ

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ' حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اور حضرت امام احمدؒ ہیں اور جس روز آپ فوت ہوئے آپ کی عمر ۷۷ سال اور ایک ماہ سے کم دن تھے۔

آپ کے متعلق دیکھے جانے والے خوابوں کا بیان

صحیح حدیث میں ہے کہ نبوت میں سے صرف مبشرات باقی ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ نبوت میں سے صرف رویائے صالحہ باقی ہیں جنہیں مومن دیکھتا ہے یا وہ اسے دکھائے جاتے ہیں۔

اور بیہقی نے بحوالہ حاکم روایت کی ہے کہ میں نے علی بن مختار سے سنا کہ میں نے جعفر بن محمد بن الحسین سے سنا کہ میں نے سلمہ بن شبیب کو بیان کرتے سنا کہ ہم حضرت امام احمد بن حنبل کے پاس تھے کہ آپ کے پاس ایک شیخ آیا اور اس کے پاس ایک سوٹا تھا اس نے سلام کیا اور بیٹھ گیا اور کہنے لگا تم میں سے احمد بن حنبل کون ہے؟ امام احمد نے کہا میں ہوں کیا کام ہے؟ اس نے کہا میں چار سو فرسخ کا سفر کر کے آپ کے پاس آیا ہوں مجھے خضر خواب میں دکھایا گیا ہے اور اس نے مجھے کہا ہے احمد بن حنبل کے پاس جاؤ اور اس کے متعلق دریافت کر کے اسے کہو کہ عرش کا مکین اور فرشتے اس صبر نفس کو پسند کرتے ہیں جو آپ نے اللہ کے لیے اختیار کیا ہے۔

اور ابوعبداللہ بن محمد خزیمہ اسکندری سے روایت ہے کہ جب حضرت امام احمد بن حنبل فوت ہوئے تو مجھے شدید غم ہوا اور میں نے آپ کو خواب میں دیکھا کہ آپ ناز و ادا سے چل رہے ہیں میں نے آپ سے پوچھا اے ابوعبداللہ یہ کون سی چال ہے؟ آپ نے فرمایا دارالسلام میں خدام کی چال ہے میں نے پوچھا اللہ نے آپ سے کیا سلوک کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اس نے مجھے بخش دیا ہے اور مجھے تاج پہنایا ہے اور مجھے سونے کے دو جوتے پہنائے ہیں اور مجھے فرمایا ہے اے احمد! یہ تیرے اس قول کا بدلہ ہے جو تو نے کہا ہے کہ قرآن میرا کلام ہے۔ پھر اس نے مجھے کہا اے احمد! مجھ سے وہ دعائیں کرو جو تجھے سفیان ثوری کے حوالے سے پہنچی ہیں اور تو انہیں دنیا میں کیا کرتا تھا میں نے کہا اے ہر چیز کے رب تجھے ہر چیز پر قدرت ہے مجھے سب کچھ بخش دے حتیٰ کہ تو مجھ سے کسی چیز کے بارے میں نہ پوچھ اور اس نے مجھے کہا اے احمد یہ جنت ہے اٹھ کر اس میں داخل ہو جا میں داخل ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ میں حضرت سفیان ثوری کے پاس ہوں اور اس کے دو سبز پر ہیں جن سے وہ ایک کھجور کے درخت سے دوسرے کھجور کے درخت تک اور ایک درخت سے دوسرے درخت تک اڑتے ہیں وہ کہہ رہے ہیں:

﴿ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ اَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ نَشَآءُ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعَامِلِیْنَ ﴾ ۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپ سے پوچھا اس نے بشر حافی سے کیا سلوک کیا ہے؟ آپ نے فرمایا آفرین ہے بشر کی مانند کون ہے؟ میں نے اسے رب جلیل کے سامنے چھوڑا ہے اور اس کے سامنے کھانے کا دسترخوان تھا اور رب جلیل اس کے پاس آ کر کہتا ہے اے وہ شخص جس نے نہیں کھایا کھا لے اور وہ شخص جس نے نہیں پیا پی لے اور اے وہ شخص جو آسودہ نہیں ہوا آسودہ ہو جا۔

اور ابومحمد بن ابی حاتم نے بحوالہ محمد بن مسلم بن وارہ بیان کیا ہے کہ جب ابوزرعہ فوت ہوئے تو میں نے انہیں خواب میں

دیکھا اور میں نے ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا ہے؟ آپ نے کہا جبار نے فرمایا اے ابوعبداللہ' ابوعبداللہ' ابوعبداللہ' مالک' شافعی اور احمد بن حنبل کے ساتھ مل جاؤ اور احمد بن خرزاد انطاکی نے بیان کیا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا قیامت قائم ہوگئی ہے اور رب ذوالجلال فیصلے کرنے کے لیے نمودار ہو گیا ہے اور ایک منادی عرش کے نیچے اعلان کر رہا ہے ابوعبداللہ' ابوعبداللہ' ابوعبداللہ' ابوعبداللہ کو جنت میں داخل کردو۔ میں نے ایک فرشتے سے جو میرے پہلو میں تھا پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ اس نے کہا مالک' ثوری' شافعی اور احمد بن حنبل اور ابوبکر بن ابی خثیمہ نے بحوالہ یحییٰ بن ایوب المقدسی سے روایت کی ہے کہ میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو سوئے ہوئے دیکھا اور آپ ایک کپڑے سے ڈھکے ہوئے ہیں اور احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین آپ سے وہ کپڑا ہٹا رہے ہیں اور قبل ازیں احمد بن ابی داؤد کے حالات میں بحوالہ یحییٰ الجلاء بیان ہو چکا ہے کہ اس نے امام احمد بن حنبل کو جامع مسجد کے حلقہ میں دیکھا اور احمد بن ابی داؤد ایک دوسرے حلقہ میں ہے اور رسول اللہ ﷺ دونوں حلقوں کے درمیان کھڑے ہیں اور آپ یہ آیت:

﴿ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ ﴾ ۔

پڑھ رہے ہیں اور ابن ابی داؤد کے حلقہ کی طرف اشارہ کر رہے ہیں اور آیت:

﴿ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ﴾ ۔

پڑھ کر امام احمد بن حنبل اور آپ کے اصحاب کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

۲۴۲ھ

اس سال بلاد میں خوفناک زلزال آئے' ان میں سے ایک قومس شہر میں آیا جس سے بہت سے گھر منہدم ہو گئے اور اس کے باشندوں میں سے تقریباً ۴۵ ہزار ۹۶ آدمی مر گئے اور یمن' خراسان' شام اور فارس وغیرہ بلاد میں سخت زلزلے آئے اور اس سال رومیوں نے جزیرہ کے علاقے پر غارت گری کی اور بہت سی چیزیں لوٹ لیں اور تقریباً دس ہزار بچوں کو قیدی بنا لیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور اس سال مکہ کے نائب عبدالصمد بن موسیٰ بن امام ابراہیم بن محمد بن علی نے لوگوں کو حج کروایا اور اس سال اعیان میں سے شہر منصور کے قاضی حسن بن علی بن الجعد نے وفات پائی۔

ابوحسان الزیادی:

آپ شرقی حصے کے قاضی تھے اور آپ کا نام حسن بن عثمان بن حماد بن حسان بن عبدالرحمٰن بن یزید بغدادی ہے۔ آپ نے ولید بن مسلم' وکیع بن الجراح' واقدی اور ان کے علاوہ بہت سے لوگوں سے سماع کیا اور آپ سے ابوبکر بن ابی الدنیا' حافظ علی بن عبداللہ الفرغانی جو طفل کے نام سے مشہور ہے۔

اور ایک جماعت نے روایت کی ہے ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں آپ کے حالات لکھے ہیں اور بیان کیا ہے کہ آپ زیادہ بن ابیہ کی نسل میں سے نہیں ہیں۔ آپ کے اجداد میں سے کسی نے زیاد کی ام ولد سے نکاح کیا تھا تو آپ کو الزیادی کہا جانے

لگا۔ پھر اس نے آپ کی حدیث کو اپنی سند سے بحوالہ جابرؓ بیان کیا ہے کہ حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے۔

اور اس نے خطیب سے روایت کی ہے کہ اس سے بیان کیا ہے کہ آپ عارف فقہ اور ائمہ علمائے افاضل میں سے تھے آپ متوکل کے زمانے میں شرقی حصے کے قاضی بنے اور سالوں کے متعلق آپ کی تاریخ بھی ہے اور آپ کی بہت سی احادیث بھی ہیں اور دوسروں نے بیان کیا ہے کہ آپ صالح دیندار تھے آپ نے کتابیں بنائیں اور آپ کو لوگوں کے زمانے کی اچھی معرفت حاصل تھی اور آپ کی تاریخ اچھی ہے اور آپ کریم اور فضیلت والے تھے اور ابن عسا کرنے آپ سے اچھی باتیں روایت کی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کے ایک دوست نے آپ کے پاس آ کر ذکر کیا کہ اسے عید کے موقع پر سخت تنگی کی شکایت ہے اور آپ کے پاس صرف ایک سو دینار تھا' آپ نے تھیلی سمیت وہ دینار اس کے پاس بھیج دیئے۔ پھر اس شخص کے ایک دوست نے اس کے پاس آ کر ایسے ہی شکایت کی جیسے اس نے الزیادی کے پاس کی تھی تو دوسرے شخص نے اس دوسرے شخص کو وہ تھیلی بھیج دی اور ابوحسان نے اس آخری شخص کو جس کے پاس آخر میں تھیلی پہنچی تھی خط لکھا کہ وہ اس سے کچھ قرض لینا چاہتا ہے اور وہ حقیقت حال سے باخبر نہ تھا تو اس نے ایک سو دینار تھیلی اس کے پاس بھیج دیا۔ جب الزیادی نے اسے دیکھا تو حیران رہ گیا اور اس کے متعلق اس سے پوچھنے لگا اور اس نے بتایا کہ فلاں شخص نے اس کی طرف یہ تھیلی بھیجی تھی پس وہ تینوں اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے ایک سو دینار باہم تقسیم کر لئے۔

اور اسی سال ابومصعب الزہری جو امام مالک سے مؤطا کے رواۃ میں سے ایک ہیں اور مشہور قاری عبدالمتین ذکوان' محمد بن اسلم طوسی' محمد بن رمح' امام جرح وتعدیل محمد بن عبداللہ بن عمار موصلی اور قاضی یحییٰ بن اکثم نے وفات پائی۔

۲۴۳ھ

اس سال کے ذوالقعدہ میں متوکل علی اللہ عراق سے شہر دمشق گیا تا کہ وہ اسے اقامت گاہ اور امامت کی فرودگاہ بنائے اور وہیں اسے عیدالاضحیٰ آ گئی اور اہل عراق نے اپنے درمیان سے خلیفہ کے چلے جانے پر افسوس کیا اور اس بارے میں یزید بن محمد مہلبی نے کہا ہے:

جب امام جانے کا عزم کرے گا تو میرا خیال ہے شام عراق کی مصیبت پر خوش ہوگا اور اگر اس نے عراق اور اس کے باشندوں کو چھوڑا تو خوبصورت عورت طلاق کی آزمائش پر پڑے گی۔

اور اس سال لوگوں نے اس شخص کو حج کروایا جس نے انہیں اس سال سے پہلے کروایا تھا اور وہ مکہ کا نائب تھا۔

ابراہیم بن عباس:

افسر جاگیرات' میں کہتا ہوں ابراہیم بن عباس بن محمد بن صول الصولی شاعر کاتب' یہ محمد بن یحییٰ الصولی کا چچا ہے اور اس کا دادا صول بکر' جرجان کا بادشاہ تھا اور یہ اصلاً جرجانی ہے' پھر یہ مجوسی بن گیا پھر یزید بن مہلب بن ابی صفرہ کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا اور اس ابراہیم کا ایک شعروں کا دیوان بھی ہے جس کا ذکر ابن خلکان نے کیا ہے اور اس کے کچھ اشعار کو عمدہ خیال کیا ہے جن میں

سے یہ اشعار بھی ہیں:

''بہت سی مصیبتیں ہیں جن سے جوان کا دل تنگ پڑ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان سے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے وہ تنگ ہوئی اور جب اس کے حلقے مضبوط ہو گئے تو وہ دور ہو گئی اور میں اس کے متعلق خیال کرتا تھا کہ وہ دور نہیں ہو گی۔''

اور اس کے دو شعر یہ بھی ہیں:

''تو میری آنکھ کی پتلی تھا اور آنکھ تجھ پر گریہ کناں ہے جو چاہے تیرے بعد مر جائے مجھے تو تیری موت کا ہی ڈر تھا''۔

اور اس نے معتصم کے وزیر محمد بن عبدالملک بن الزیات کو یہ اشعار لکھے:

''تو زمانے کے بھائی بنانے سے میرا بھائی بنا تھا اور جب اس نے منہ موڑا تو تو سخت جنگ بن گیا اور میں زمانے کے مقابلے میں تیری پناہ لیا کرتا تھا اور میری یہ حالت ہے کہ میں تیرے مقابلے میں زمانے کی پناہ لیتا ہوں اور میں تجھے مصائب کے مقابلہ کے لیے تیار کرتا تھا اور میں اب تجھ سے امان طلب کرتا ہوں۔

اور اس کے یہ اشعار بھی ہیں:

''آسودہ زندگی' آسائش میں تجھے اہل وطن کی طرف دل کے اشتیاق سے نہ روکے' ہر شہر میں جہاں بھی تو فروکش ہوگا تجھے وہاں اہل کے بدلے اہل اور وطن کے بدلے وطن مل جائے گا۔

اور اس کی وفات اس سال کی ۱۵ شعبان کو سر من رای میں ہوئی اور حسن بن مخلد بن الجراح خلیفہ ابراہیم بن شعبان نے کہا ہے کہ ہاشم بن فجور نے ذوالحجہ میں وفات پائی ہے۔

میں کہتا ہوں اس سال احمد بن سعید الرباطی' حارث بن اسد محاسبی جو صوفیاء کے ایک امام ہیں امام شافعی کے دوست حرملہ بن یحییٰ التجیبی' عبداللہ بن معاویہ الجمحی' محمد بن عمر العدنی' ہارون بن عبداللہ الحمانی اور معاذ بن السری نے بھی وفات پائی ہے۔

۲۴۴ھ

اس سال کے صفر میں خلیفہ متوکل علی اللہ خلافت کی شان وشوکت کے ساتھ دمشق آیا اور یہ جمعہ کا دن تھا اور وہ یہاں اقامت اختیار کرنے کا عزم کیے ہوئے تھا اور اس نے حکومت کے ذخائر کو بھی وہاں منتقل کرنے کا حکم دے دیا اور وہاں پر محلات تعمیر کرنے کا بھی حکم دیا جو دریا کے راستے میں تعمیر کئے گئے اور اس نے وہاں کچھ عرصہ قیام کیا پھر اس نے اسے ناموافق پایا اور محسوس کیا کہ اس کی ہوا سرد تر' اس کا پانی عراق کی ہوا اور پانی کے مقابلہ میں ثقیل ہے اور اس نے دیکھا کہ وہاں گرمیوں کے زمانے میں ہوا زوال کے بعد چلتی ہے اور مسلسل تہائی رات تک اس میں شدت اور غبار رہتا ہے اور وہاں اس نے بہت سے پسو بھی دیکھے اور موسم سرما آیا تو اس نے حیرت ناک بارشیں اور برفباری دیکھی اور نرخ گراں ہو گئے اور وہ بکثرت لوگوں کے ساتھ موجود تھا اور بارشوں اور برف کی کثرت کے باعث مال رک گئے تو وہاں سے اکتا گیا پھر اس نے بغا کو بلاد روم کی طرف بھیجا پھر دمشق میں دو ماہ دس دن قیام کرنے کے بعد سال کے آخر میں سامرا واپس آ گیا جس سے اہل بغداد کو بہت خوشی ہوئی اور اس سال متوکل

کو وہ نیزہ دیا گیا جو رسول اللہ ﷺ کے آگے آگے اٹھا کر چلتا تھا جس سے اسے بہت خوشی ہوئی اور رسول اللہ کے آگے عید وغیرہ کے دن اٹھایا جاتا تھا یہ نیزہ نجاشی کا تھا جو اس نے حضرت زبیر بن العوام کو دیا اور حضرت زبیر نے رسول اللہ ﷺ کو دے دیا۔ پھر متوکل نے پولیس سپرنٹنڈنٹ کو حکم دیا کہ وہ اسے اس کے آگے یوں اٹھائے جس طرح اسے رسول اللہ ﷺ کے آگے اٹھایا جاتا تھا اور اس سال متوکل بختیشوع طبیب سے ناراض ہو گیا اور اسے جلاوطن کر دیا اور اس کا مال چھین لیا۔

اور اس سال عبدالصمد نے لوگوں کو حج کروایا جس کا ذکر اس سے پہلے سال ہو چکا ہے اور اس سال عیدالاضحیٰ اور یہود کی خمیس فطر اور نصاریٰ کی شعانین ایک ہی روز ہوئی اور یہ ایک عجیب غریب بات ہے۔

اور اس سال احمد بن منیع' اسحاق بن موسیٰ خطمی' حمید بن مسعدۃ' عبدالحمید بن سنان' علی بن حجر' محمد بن عبدالملک الزیات وزیر اور یعقوب بن السکیت موتف اصطلاح المنطق نے وفات پائی۔

۲۴۵ھ

اس سال متوکل نے ماخورہ شہر کی تعمیر اور اس کی نہر کی کھدائی کا حکم دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اس کی تعمیر اور وہاں پر قصر خلافت کی تعمیر پر جسے اللولوۃ کہا جاتا ہے دو کروڑ دینار خرچ کیے اور اس سال مختلف شہروں میں بہت زلزلے آئے اور ان میں ایک زلزلہ انطاکیہ میں آیا جس سے پندرہ سو گھر گر گئے اور اس کی فصیل کے نوے سے زیادہ برج منہدم ہو گئے اور اس کے گھروں کے روشندانوں سے نہایت خوفناک آوازیں سنی گئیں اور وہ اپنے گھروں سے سرعت کے ساتھ دوڑتے ہوئے باہر نکل گئے اور اس کے پہلو میں جو اقرع نام پہاڑ ہے وہ گر پڑا اور سمندر میں دھنس گیا۔ اس موقع پر سمندر حرکت میں آ گیا اور سیاہ تاریکی کرنے والا بدبودار دھواں اٹھا اور اس سے ایک فرسخ پر ایک نہر زمین میں جذب ہو گئی اور نہیں معلوم وہ کہاں گئی۔

ابوجعفر بن جریر نے بیان کیا ہے کہ اس سال اہل کینس نے ایک طویل مسلسل شور سنا جس سے بہت سے لوگ مر گئے نیز اس نے بیان کیا ہے کہ اس سال الرہا' رقہ' حران' راس العین' حمص' دمشق' طرطوس' مصیصہ' اذنہ اور سواحل شام میں زلزلے آئے اور لاذقیہ اپنے باشندوں سمیت ہل گیا اور اس کے تمام مکانات منہدم ہو گئے اور اس کے تھوڑے سے باشندے زندہ بچے اور جبلہ اپنے باشندوں سمیت تباہ ہو گیا اور اس سال مکہ کا چشمہ مشاش خشک ہو گیا حتیٰ کہ مکہ میں ایک مشکیزے کی قیمت ۸۰ درہم تک پہنچ گئی۔ پھر متوکل نے آدمی بھیجے اور اس پر بہت سا مال خرچ کیا اور پھر وہ چشمہ باہر نکل آیا اور اس سال اسحاق بن ابی اسرائیل اور قاضی سوار بن عبداللہ اور ہلال دارمی نے وفات پائی۔

نجاح بن مسلمہ:

اور اس سال نجاح بن مسلمہ نے وفات پائی یہ شاہی نمبر کے دفتر کا انچارج تھا اور متوکل کے ہاں اس کا بڑا مرتبہ تھا' پھر ایک بات نے اس کو یہاں تک پہنچا دیا کہ متوکل نے اس کے اموال واملاک اور ذخائر کو چھین لیا اور اس کے واقعہ کو ابن جریر نے طوالت

کے ساتھ بیان کیا ہے۔

اور اس سال احمد بن عبدۃ الضبی ابوالحسین القواس مہمان نواز احمد بن نصر نیشاپوری اسحاق بن اسرائیل اسماعیل بن موسیٰ ابن بنت السدی ذوالنون مصری عبدالرحمن بن ابراہیم دحیم محمد بن رافع ہشام بن عمار اور ابوتراب النخشبی نے وفات پائی۔

ابن الراوندی:

احمد بن یحییٰ بن اسحاق ابوالحسین راوندی زندیق تھا بلاد قاشان کی ایک بستی کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے راوندی کہلاتا ہے اس نے بغداد میں نشو ونما پائی اور وہاں پر زندقت کے بارے میں کتابیں تصنیف کیا کرتا تھا' اس میں خوبیاں بھی تھیں لیکن اس نے انہیں نقصان دہ کاموں میں استعمال کیا اور انہوں نے اسے دنیا اور آخرت میں کوئی فائدہ نہ دیا اور ہم نے اس کے طویل حالات ابن جوزی کے بیان کے مطابق ۲۹۸ھ میں بیان کئے ہیں اور اس کا ذکر ہم نے یہاں اس لیے کیا ہے کہ ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ اس کی وفات اس سال میں ہوئی ہے اور اس پر اس کا حال مشتبہ رہا ہے اور اس نے اس پر جرح نہیں کی بلکہ اس کی تعریف کی ہے اور اس نے بیان کیا ہے کہ وہ ابوالحسین احمد بن اسحاق الراوندی مشہور عالم ہے اور علم کلام کے بارے میں اس نے گفتگو کی ہے اور وہ اپنے زمانے کے فضلاء میں سے تھا اور اس کی تصانیف کی تعداد تقریباً ایک سو چودہ ہے جن میں سے فضیحۃ المعتزلہ' کتاب التاج' کتاب الزمردہ اور کتاب القصب وغیرہ بھی ہیں اور علمائے کلام کی ایک جماعت کے ساتھ اس کی گفتگوئیں بھی ہوئی ہیں اور اس میں خوبیاں بھی پائی جاتی ہیں اور وہ مذاہب میں منفرد ہے جنہیں اہل کلام نے اس سے روایت کیا ہے اس نے ۲۴۵ھ میں مالک بن طوق تغلبی کی فرودگاہ میں وفات پائی اور بعض کا قول ہے کہ بغداد میں وفات پائی اسے ابن خلکان کے الفاظ میں روایت کیا گیا ہے اور یہ قول غلط ہے ابن جوزی نے اس کی تاریخ وفات ۲۹۸ھ بیان کی ہے وہاں پر اس کے طویل حالات بیان ہوں گے۔

حضرت ذوالنون مصری:

ثوبان بن ابراہیم اور بعض نے ابن الفیض بن ابراہیم بیان کیا ہے' ابوالفیض مصری مشہور مشائخ میں سے ہیں اور ابن خلکان نے الوفیات میں آپ کے حالات بیان کئے ہیں اور آپ کے کچھ فضائل واحوال بھی بیان کئے ہیں اور اس سال میں آپ کی تاریخ وفات بیان کی ہے اور بعض نے اس کے بعد والے سال بھی آپ کی وفات کو بیان کیا ہے اور بعض نے ۲۴۸ھ میں آپ کی وفات بیان کی ہے' واللہ اعلم۔ آپ بھی امام مالک سے موطا کو روایت کرنے والوں میں شمار ہوتے ہیں۔

اور ابن یونس نے تاریخ مصر میں آپ کا ذکر کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ آپ کا باپ نوبہ کا رہنے والا تھا اور بعض نے اسے اخمیم کا باشندہ بیان کیا ہے اور آپ حکیم اور فصیح شخص تھے بیان کیا جاتا ہے کہ آپ سے آپ کی توبہ کا سبب پوچھا گیا تو آپ نے بیان کیا ہے کہ آپ نے ایک اندھی چنڈول کو دیکھا جو اپنے گھونسلے سے گر پڑی اور زمین اس کے لیے پھٹ کر سونے اور چاندی کی دو پلیٹیں بن گئی۔ ان میں سے ایک تیل اور دوسری میں پانی تھا' اس نے ایک سے کھایا اور دوسری سے پانی پیا اور ایک دفعہ آپ کے خلاف متوکل کے پاس شکایت کی گئی تو اس نے آپ کو مصر سے عراق بلایا اور جب آپ اس کے پاس آئے تو آپ نے اسے وعظ کر کے رلا دیا تو اس نے آپ کو احترام کے ساتھ واپس کر دیا اور اس کے بعد جب بھی متوکل کے پاس آپ کا ذکر ہوا اس نے آپ کی تعریف کی۔

۲۴۶ھ

اس سال کے عاشورا میں متوکل المامونہ آیا اور وہاں کے قصر خلافت میں اترا اور قاریوں کو بلایا اور انہیں خوب دیا اور وہ جمعہ کا دن تھا اور اس سال کے صفر میں مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان فدیہ کا لین دین ہوا اور اس نے تقریباً چار ہزار قیدیوں کا فدیہ دیا اور اس سال کے شعبان میں بغداد میں سخت بارش ہوئی جو مسلسل ۲۱ روز جاری رہی اور سرزمین بلخ میں بھی بارش ہوئی جس کا پانی تازہ خون تھا اور اس سال محمد بن سلیمان الزینبی نے لوگوں کو حج کروایا اور اعیان میں سے اس سال محمد بن عبداللہ بن طاہر نے حج کیا اور حج کے اجتماع کا متولی بنا۔ نیز اس سال اعیان میں سے احمد بن ابراہیم الدورقی' حسین بن ابی الحسن المروزی' ابوعمر والدمشہور قاری اور محمد بن مصفی الحمصی نے وفات پائی۔

دعبل بن علی:

ابن زرین بن سلیمان خزاعی' ان کا غلام ظریف شاعر اور حد درجہ مدح کرنے والا اور بہت زیادہ ہجو کرنے والا' ایک روز یہ سہل بن ہارون کے کاتب کے پاس حاضر ہوا اور وہ ایک بخیل شخص تھا اس نے اپنا ناشتہ منگوایا کیا دیکھتا ہے کہ ایک پیالے میں مرغ پڑا ہے اور وہ اس قدر سخت ہے کہ اسے چھری مشکل کے ساتھ کاٹتی ہے اور داڑھ بھی اس میں کام نہیں کرتی اور جب وہ اس کے سامنے آیا تو اس نے اس کے سر کو گم پایا' اس نے باورچی سے کہا تو ہلاک ہو جائے تو نے کیا کیا ہے؟ اس کا سر کہاں ہے؟ اس نے کہا میں نے خیال کیا کہ آپ اسے نہیں کھاتے میں نے اسے پھینک دیا ہے اس نے کہا تو ہلاک ہو جائے خدا کی قسم! میں تو اس شخص کو بھی ملامت کرتا ہوں جو دونوں ٹانگوں کو پھینک دے' پس سر کیا کیا حال ہوگا اور اس میں چاروں حواس ہوتے ہیں اور اسی سے وہ بانگ دیتا ہے اور اسی میں اس کی آنکھیں ہوتی ہیں جن کی مثال بیان کی جاتی ہے اور اس کی کلغی بھی ہوتی ہے اور اس سے برکت حاصل ہوتی ہے اور اس کی ہڈیاں مزیدار ہڈیاں ہوتی ہیں اور اگر تو اس کے کھانے سے بے رغبت ہے تو اسے حاضر کر اس نے کہا مجھے معلوم نہیں وہ کہاں ہے؟ اس نے کہا میں جانتا ہوں اللہ تجھے ہلاک کرے وہ تیرے پیٹ میں ہے اور اس نے اشعار میں اس کی ہجو کی جس میں اس نے اس کے بخل اور کنجوسی کا ذکر کیا ہے۔

احمد بن الحواری:

ان کا نام عبداللہ بن میمون بن عیاش بن الحارث ابوالحسن تغلبی غطفانی تھا' آپ مشہور زاہد' عالم' عبادت گزار' نیک' اچھے احوال اور روشن کرامات والے تھے۔ آپ اصلاً کوفی تھے اور آپ نے دمشق میں سکونت اختیار کی اور ابوسلیمان الدارانی سے تربیت حاصل کی اور سفیان بن عیینہ' وکیع' ابواسامہ اور بہت سے لوگوں سے حدیث روایت کی اور آپ ابوداؤد' ابن ماجہ' ابوحاتم نے ابوزرعہ دمشقی' ابوزرعہ رازی اور بہت سے لوگوں نے بیان کی ہے اور ابوحاتم نے آپ کا ذکر کیا ہے اور آپ کی تعریف کی ہے۔ اور یحییٰ بن معین نے بیان کیا ہے کہ میرا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل شام کو آپ کے ذریعے سیراب کرے گا اور جنید بن محمد بیان کرتے ہیں کہ آپ پھولوں کا گلدستہ ہیں۔

اور اسی طرح ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ ایک روز احمد بن ابی الحواری کے ہاں لڑکا پیدا ہوا اور ان کے پاس بچے کے مناسب حال کوئی چیز نہ تھی۔ آپ نے اپنے خادم سے کہا جاؤ اور ہمارے لیے کچھ آٹا قرض لے آؤ اسی اثنا میں ایک شخص آپ کے پاس دو سو درہم لایا اور انہیں آپ کے سامنے رکھ دیا اور اسی وقت آپ کے پاس ایک شخص آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا اے احمد آج شب میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے اور میرے پاس کوئی چیز نہیں' آپ نے آسمان کی طرف اپنی نگاہ اٹھائی اور فرمایا اے میرے آقا عجلت میں یونہی ہوتا ہے۔ پھر آپ نے اس شخص سے کہا یہ دراہم لے لو اور آپ نے وہ سب دراہم اسے دے دیئے اور ان میں سے کچھ بھی باقی نہ رہا اور آپ نے اپنے اہل کے لیے آٹا قرض لیا۔

اور آپ سے آپ کے خادم نے روایت کی ہے کہ آپ سرحد پر پڑاؤ کے لیے نکلے اور ہمیشہ ہی دن کے آغاز سے زوال تک آپ کے پاس تحائف آتے رہتے۔ پھر آپ سب کو غروب آفتاب کے وقت تک تقسیم کر دیتے۔ پھر آپ نے مجھے فرمایا اس طرح ہو جا اللہ کی چیز کو واپس نہ کیا کرو اور نہ اسے ذخیرہ کیا کرو۔

اور جب مامون کے زمانے میں خلق قرآن کی آزمائش دمشق آئی تو اس میں احمد بن ابی الحواری' ہشام بن عمار' سلیمان بن عبدالرحمٰن اور عبداللہ بن ذکوان کو مخصوص کیا گیا اور ابن ابی الحواری کے سواء سب نے جواب دیا اور آپ کو دارالحجارۃ میں قید کر دیا گیا' پھر آپ کو ڈرایا گیا اور آپ نے بادل نخواستہ فوریۃً جواب دیا پھر اس نے آپ کو رہا کر دیا اور آپ سرحد میں ایک رات اٹھ کر یہ آیت:

﴿ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴾ .

دہراتے رہے حتیٰ کہ صبح ہوگئی۔

اور آپ نے اپنی کتب کو سمندر میں پھینک دیا اور کہنے لگے تو اللہ کی ذات پر میرے لیے کیا ہی اچھی دلیل ہے لیکن مدلول علیہ اور اس تک پہنچنے کے بعد دلیل سے اشتغال کرنا محال ہے۔

آپ کے اقوال:

اللہ کی ذات پر اس کے سوا کوئی دلیل نہیں' علم کو آداب خدمت کے لیے طلب کیا جاتا ہے جس نے دنیا کو پہچان لیا وہ اس سے بے رغبت ہو گیا اور جس نے آخرت کو پہچان لیا اس نے اس میں رغبت کی اور جس نے اللہ کو پہچانا اس نے اس کی رضا کو ترجیح دی جس نے دنیا کی طرف نظر ارادت اور محبت سے دیکھا اللہ تعالیٰ اس کے دل میں نور یقین اور زہد پیدا کر دے گا۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے ابتدائے امر میں ابوسفیان سے کہا مجھے وصیت فرمایئے آپ نے فرمایا کیا تو وصیت کرے گا؟ میں نے کہا ہاں انشاء اللہ آپ نے فرمایا نفس کی ہر مراد میں اس کی مخالفت کر بلاشبہ وہ بہت برائی کا حکم دینے والا ہے اور اپنے مسلمان بھائیوں کی حقارت سے بچ اور اطاعت الٰہی کو اوپر کا کپڑا اور خوف الٰہی کو نیچے کا کپڑا اور اس سے اخلاص کو زاد بنا اور صدق نیکی ہے اور میری یہ ایک بات قبول کر لے اور اسے نہ چھوڑ اور نہ اس سے غافل ہو جو شخص اپنے تمام اوقات احوال اور افعال میں اللہ سے شرم محسوس کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں اسے اولیاء کے مقام تک پہنچا دیتا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے ان کلمات کو ہر وقت اپنے آگے رکھا اور انہیں یاد کرتا رہا اور اپنے نفس سے ان کا مطالبہ کرتا رہا۔
اور صحیح قول یہ ہے کہ آپ نے اس سال میں وفات پائی اور بعض نے آپ کی وفات ۲۳۲ھ میں بیان کی ہے اور بعض نے اور سن بھی بیان کئے ہیں۔ واللہ اعلم۔

۲۴۷ھ

اس سال کے شوال میں خلیفہ متوکل علی اللہ اپنے بیٹے المنتصر کے ہاتھوں قتل ہو گیا اور اس کا سبب یہ تھا کہ اس نے اپنے بیٹے عبداللہ المعتز کو جو اس کے بعد ولی عہد تھا حکم دیا کہ وہ جمعہ کے روز لوگوں کو خطبہ دے اور اس نے نہایت اچھی طرح خطبہ دیا اور اس بات نے المنتصر کو انتہائی مقام تک پہنچا دیا اور اس کے باپ نے اسے بلایا اور اس کی اہانت کی اور اس کے سر پر ضرب لگانے کا حکم دیا اور اسے تھپڑ مارے اور اس کے بھائی کے بعد اسے ولی عہدی سے معزول کر دینے کی صراحت کی جس سے اس کا غصہ اور بھی بڑھ گیا اور جب عید الفطر کا دن آیا تو متوکل نے لوگوں سے خطاب کیا اور اسے بیماری کی وجہ سے کچھ ضعف بھی تھا پھر وہ ان خیموں کی طرف چلا گیا جو چار میل میں اس کے لیے لگائے گئے تھے۔ وہ وہاں اترا پھر ۳ شوال کو اس نے اپنی شبانہ گفتگو میں اپنے دوستوں کو اپنے حضور ناؤ نوش کے لیے بلایا پھر اس کے بیٹے المنتصر اور امراء کی ایک جماعت نے اس پر اچانک حملہ کر کے اسے قتل کرنے میں ایک دوسرے کی مدد کی اور وہ ۴ شوال کو بدھ کی رات کو اس کے پاس آئے۔

اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اس سال کے شعبان کی رات کو آئے اور وہ دستر خوان پر بیٹھا تھا۔ پس اس انہوں نے تلواروں کے ساتھ اس کی طرف ایک دوسرے سے سبقت کی اور اسے قتل کر دیا۔ پھر اس کے بعد انہوں نے اس کے بیٹے المنتصر کو امیر بنا دیا۔

متوکل علی اللہ کے حالات:

جعفر بن معتصم بن رشید بن محمد مہدی بن منصور عباسی اور متوکل کی ماں ام ولد تھی جسے شجاع کہا جاتا تھا اور وہ رائے اور دانشمندی کے لحاظ سے سردار عورتوں میں سے تھی۔ متوکل ۲۰۷ھ کو فم الصلح میں پیدا ہوا اور اس کے بھائی واثق کے بعد ۲۴ ذوالحجہ ۲۳۲ھ کو بدھ کے روز اس کی بیعت ہوئی اور خطیب نے اپنے طریق سے عن یحییٰ بن اکثم عن محمد بن عبدالوہاب عن سفیان عن اعمش عن موسیٰ بن عبداللہ بن یزید عن عبدالرحمٰن بن ہلال عن جریر عن عبداللہ عن النبی ﷺ روایت کی ہے آپ نے فرمایا جو نرمی سے محروم ہوا وہ خیر سے محروم ہوا پھر متوکل کہنے لگا:

''نرمی، خوش قسمتی ہے اور حلم سعادت ہے تو نرمی میں دھیرا پن اختیار کر تو کامیابی حاصل کرے گا غور وفکر کے بغیر عقل مندی میں کوئی بھلائی نہیں اور اگر تو آسانی چاہتا ہے تو شک ایک کمزوری ہے''۔

اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ اس نے اپنے بھائی معتصم اور قاضی یحییٰ بن اکثم سے روایت کی ہے اور اس نے علی ابن الجہم شاعر اور ہشام بن عمار دمشقی سے روایت کی ہے اور متوکل اپنے زمانہ خلافت میں دمشق آیا اور وہاں ارض

داریا میں ایک محل تعمیر کیا اور ایک روز اس نے کچھ لوگوں سے کہا کہ خلفا رعیت پر اس لیے غصے ہوتے ہیں کہ وہ ان کی اطاعت کرے اور میں ان سے بری کرتا ہوں کہ وہ مجھ سے محبت کریں اور میری اطاعت کریں۔

اور احمد بن مروان مالکی نے بیان کیا ہے کہ احمد بن علی البصری نے ہم سے بیان کیا کہ متوکل نے احمد بن المعذل وغیرہ علماء کی طرف پیغام بھیجا اور انہیں اپنے گھر میں جمع کیا اور پھر ان کے پاس آیا تو احمد بن المعذل کے سوا سب لوگ اس کے احترام میں کھڑے ہو گئے۔ متوکل نے عبیداللہ سے پوچھا یہ شخص ہماری بیعت کی رائے نہیں رکھتا؟ اس نے کہا یا امیرالمومنین! بے شک لیکن اس کی آنکھ میں بیماری ہے۔ احمد بن المعذل نے کہا یا امیرالمومنین میری آنکھ میں کوئی بیماری نہیں لیکن میں نے آپ کو عذاب الٰہی سے دور کیا ہے۔

حضرت نبی کریم ﷺ نے بیان کیا ہے کہ جو شخص پسند کرے کہ لوگ اس کے احترام میں کھڑے ہو جائیں وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لے پس متوکل آ کر آپ کے پہلو میں بیٹھ گیا۔

خطیب نے روایت کی ہے کہ علی بن الجہم متوکل کے پاس آیا تو اس کے ہاتھ میں دو موتی تھے جنہیں وہ الٹ پلٹ رہا تھا تو اس نے اسے اپنا وہ قصیدہ سنایا جس میں وہ کہتا ہے:

''اور جب تو عروہ کے کنوئیں کے پاس سے گزرے تو اس کے پانی سے سیراب ہو''۔

اور اس نے اسے وہ موتی دے دیئے جو اس کے ہاتھ میں تھے اور وہ ایک لاکھ کے مساوی تھے پھر اس نے اسے یہ اشعار سنائے:

''سرمن رای میں ایک امیر ہے جس کے سمندر سے سمندر چلو بھرتے ہیں' ہر کام کے لیے اس سے امید کی جاتی ہے اور خوف کھایا جاتا ہے گویا وہ جنت اور دوزخ ہے جب تک رات دن آتے جاتے ہیں حکومت اس کے اور اس کے بیٹوں کے پاس رہے گی۔ سخاوت میں اس کے دونوں ہاتھ دو سوکنوں کی طرح ہیں اور وہ دونوں اس پر غیرت کھاتے ہیں اور جو کچھ اس کا دایاں ہاتھ دیتا ہے اس کی مانند بایاں ہاتھ دیتا ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اس کے بائیں ہاتھ میں جو کچھ تھا وہ بھی اس نے اسے دے دیا' خطیب نے بیان کیا ہے کہ متوکل کے متعلق یہ اشعار علی بن ہارون تجری نے بیان کئے ہیں اور ابن عساکر نے علی بن الجہم سے روایت کی ہے کہ متوکل کی چہیتی لونڈی فتحیہ اس کے سامنے کھڑی تھی اور اس نے اپنے رخسار پر غالیہ خوشبو سے جعفر لکھا تھا' اس نے اسے غور سے دیکھا پھر کہنے لگا رخسار پر کستوری کے ساتھ جعفر لکھنے والی میری جان فدا ہو تو کستوری کو جہاں اس نے نشان ڈالا ہے اتار دے۔ اگر اس نے اپنے رخسار پر کستوری سے ایک سطر لکھی ہے تو میرے دل نے محبت کے باعث کئی سطریں لکھی ہیں' اے وہ ہستی جس کے دل میں جعفر کی آرزو ہے اللہ تعالیٰ تیرے دانتوں سے جعفر کو سیراب کرے اے مملوک تیرے کیا کہنے وہ خفیہ اور اعلانیہ طور پر اس کا مطیع ہے۔

پھر متوکل نے عرباء کو حکم دیا تو اس نے اسے گانا سنایا اور فتح بن خاقان نے بیان کیا ہے کہ ایک روز متوکل کے پاس آیا تو وہ سر جھکائے سوچ رہا تھا۔ میں نے پوچھا یا امیرالمومنین آپ کیا سوچ رہے ہیں قسم بخدا زمین میں آپ سے بڑھ کر خوش عیش اور خوش دل شخص موجود نہیں ہے۔ اس نے کہا ہاں مجھ سے خوش عیش شخص وہ ہے جس کا گھر وسیع ہو' نیک بیوی ہو اور اچھی معیشت ہو اور وہ ہم

سے واقف نہ ہو کہ ہم اسے اذیت دیں اور نہ ہمارا محتاج ہو کہ ہم اس کی حقارت کریں۔ متوکل اپنی رعیت کا محبوب تھا اور اہل سنت کی مدد میں قائم تھا اور بعض لوگوں نے اسے مرتدین کے قتل کی وجہ سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے مشابہت دی ہے' اس لیے کہ اس نے حق کی نصرت کی اور حق کو دوبارہ ان پر پیش کیا حتیٰ کہ وہ دین کی طرف واپس آ گئے اور اسے بنی امیہ کے مظالم دور کرنے کی وجہ سے حضرت عمر بن عبدالعزیز سے بھی مشابہت دی گئی ہے اور اس نے بدعت کے بعد سنت کو نمایاں کیا اور بدعت اور اہل بدعت کے فروغ کے بعد ان کا خاتمہ کر دیا' اللہ اس پر رحم کرے اور ایک شخص نے اس کی موت کے بعد اسے خواب میں نور میں بیٹھے دیکھا وہ شخص بیان کرتا ہے میں نے پوچھا متوکل ہے؟ اس نے کہا متوکل ہوں' میں نے پوچھا تیرے رب نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ اس نے کہا اس نے مجھے بخش دیا ہے' میں نے پوچھا کس وجہ سے؟ اس نے کہا جس تھوڑی سی سنت کو میں نے زندہ کیا تھا اس کی وجہ سے۔

اور خطیب نے بحوالہ صالح بن احمد روایت کی ہے کہ جس رات متوکل نے وفات پائی اسی رات اس نے اسے خواب میں دیکھا کہ گویا کوئی شخص اسے آسمان کی طرف لیے جاتا ہے اور کہنے والا کہہ رہا ہے:

''بادشاہ کو عادل بادشاہ کے پاس لے جایا جا رہا ہے جو معاف کرنے میں بڑھا ہوا ہے اور ظالم نہیں ہے''۔

اور عمرو بن شیبان حلبی سے روایت ہے کہ میں نے متوکل کی شب وفات کو ایک کہنے والے کو کہتے دیکھا:

''اے عالم اجسام میں سوئی ہوئی آنکھ والے عمرو بن شیبان اپنے آنسو بہا' کیا تو نے شیطانی ٹولے کو نہیں دیکھا' انہوں نے ہاشمی اور فتح بن خاقان کے ساتھ کیا کیا ہے اور وہ مظلوم بن کر اللہ کے پاس آیا اور اسکے لیے اہل آسمان نے اکیلے اکیلے اور دو دو ہو کر شور مچایا اور عنقریب اس کے بعد تمہارے پاس متوقع فتنے آئیں گے جن کی الگ ہی شان ہو گی جعفر پر گریہ کرو اور اپنے خلیفہ پر گریہ کرو' سب جن وانس نے اس پر گریہ کیا ہے''۔

راوی بیان کرتا ہے جب صبح ہوئی تو میں نے لوگوں کو اپنا خواب بتایا اور متوکل کی موت کی خبر آ گئی اسے اس رات کو قتل کر دیا گیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے پھر میں نے اس کے بعد اسے ایک ماہ کے بعد دیکھا کہ وہ اللہ کے حضور کھڑا ہے میں نے پوچھا تیرے رب نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے اس نے کہا اس نے مجھے بخش دیا ہے میں نے پوچھا کس وجہ سے؟ اس نے کہا میں اپنے بیٹے محمد کا انتظار کر رہا ہوں' میں خدائے حلیم وعظیم وکریم کے حضور اس سے جھگڑا کروں گا۔

اور ہم نے ابھی اس کے قتل کی کیفیت کو بیان کیا ہے کہ وہ ۴ شوال ۲۴۷ھ کو بدھ کی رات کے پہلے حصے میں متوکلیہ یعنی الماحوذیہ میں قتل ہوا تھا اور وہ بدھ کے روز اس کا جنازہ پڑھا گیا اور جعفریہ میں اسے دفن کیا گیا۔ اس کی عمر چالیس سال تھی اور اس کی مدت خلافت ۱۴ سال دس ماہ تین دن تھی وہ گندم گوں حسین آنکھ' نحیف جسم' تھوڑی داڑھی والا اور تقریباً کوتاہ قامت تھا۔ (واللہ سبحانہ اعلم)

محمد المنتصر المتوکل کی خلافت

قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ اس نے اور امراء کی ایک جماعت نے اس کے باپ کے قتل میں مدد کی ہے اور جب وہ قتل ہو گیا تو رات کو اس کی بیعت خلافت ہوئی اور جب ۴ شوال کو بدھ کی صبح ہوئی تو عوام سے اس کی بیعت لی گئی اور اس نے اپنے بھائی

المعتز کی طرف آدمی بھیجا جو اسے اس کے پاس لے آیا تو المعتز نے بھی اس کی بیعت کر لی اور المعتز اپنے باپ کے بعد اس کا ولی عہد تھا لیکن اس نے اسے مجبور کیا اور وہ ڈر گیا سو اس نے سلام کیا اور بیعت کر لی جب بیعت ہو گئی تو سب سے پہلے اس نے فتح بن خاقان پر اپنے باپ کے قتل کی تہمت لگائی اور فتح بن خاقان بھی اسی طرح قتل ہوا پھر اس نے بیعت کو اطراف کی طرف بھیجا اور اپنی خلافت کے دوسرے دن اس نے بنی ہاشم کے غلام ابوعمرہ احمد بن سعید کو مظالم کا چارج دے دیا تو شاعر نے کہا:

''ہائے اسلام کی تباہی کہ لوگوں کی ناانصافیوں کا چارج ابوعمرہ کو مل گیا ہے وہ امت کا امین بن گیا ہے حالانکہ وہ مینگنی پر بھی امین نہیں ہے اور اس کی بیعت متوکلیہ میں ہوتی ہے جسے الماخورہ کہتے ہیں''۔

اس نے وہاں دس دن قیام کیا' پھر وہ اور اس کے تمام جرنیل اور خادم وہاں سے سامرا منتقل ہو گئے اور اس سال کے ذوالحجہ میں المنتصر نے اپنے چچا علی بن معتصم کو سامرا سے بغداد بھیج دیا اور اس پر اعتماد کیا اور محمد بن سلیمان الزینبی نے لوگوں کو حج کروایا اور اس سال اعیان میں سے ابراہیم بن سعید الجوہری سفیان بن وکیع بن الجراح اور سلمہ بن شبیب نے وفات پائی۔

ابوعثمان مازنی نحوی:

آپ کا نام بکر بن محمد بن عثمان بصری تھا اور آپ اپنے زمانے کے شیخ النحاۃ تھے' آپ نے ابوعبیدہ بن اصمعی اور ابوزید انصاری وغیرہم سے علم حاصل کیا اور آپ سے ابوالعباس المبرد نے علم حاصل کیا اور خوب کیا اور اس بارے میں مازنی کی بہت سی تصانیف ہیں اور آپ تقویٰ، زہد اور امانت وثقاہت کے لحاظ سے فقہاء کی مانند تھے۔ المبرد نے آپ سے روایت کی ہے کہ ذمیوں میں سے ایک شخص نے آپ سے گزارش کی آپ اسے سیبویہ کی کتاب پڑھا دیں اور وہ آپ کو ایک سو دینار دے گا آپ نے اس بات سے انکار کر دیا اس بارے میں ایک شخص نے آپ کو ملامت کی تو آپ نے فرمایا میں نے اس پر اجرت لینا اس لیے چھوڑ دیا کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی آیات ہیں۔ اس کے بعد اتفاق سے واثق کے حضور ایک لونڈی نے گانا گایا:

اظلوم ان مصابکم رجلا　　ردالسلام تحیۃ ظلم

واثق کے حضور اس شعر کے اعراب کے بارے میں اختلاف ہو گیا کہ کیا رجلا کا لفظ مرفوع ہے یا منصوب اور اسے کس وجہ سے نصب دی گئی ہے؟ اور کیا یہ اسم ہے یا کیا ہے؟ اور لونڈی نے اصرار کیا کہ مازنی نے اسے اس طرح یاد کیا ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ خلیفہ نے آپ کو پیغام بھیجا اور جب آپ اس کے سامنے کھڑے ہوئے تو اس نے آپ سے پوچھا آپ مازنی ہیں؟ آپ نے جواب دیا ہاں اس نے پوچھا مازن تمیم سے یا مازن ربیعہ سے یا مازن قیس سے' میں نے کہا مازن ربیعہ سے اور وہ میری زبان میں مجھ سے گفتگو کرنے لگا اور کہنے لگا باسمک (تیرا نام کیا ہے) وہ باء کو میم اور میم کو باء کے ساتھ بدل دیتے ہیں' میں نے مکر پسند نہ کیا میں نے کہا بکر میرے مکر سے بکر کی طرف اعراض کرنے نے اسے حیرت میں ڈال دیا اور وہ میرے مقصد کو سمجھ گیا اور کہنے لگا رجلاً پر نصب کیوں ہے؟ میں نے جواب دیا اس لیے کہ وہ مصابکم کا معمول المصدر ہے اور یزیدی آپ سے معاوضہ کرنے لگا مگر مازنی نے حجت سے اسے مغلوب کر لیا تو خلیفہ نے فوراً آپ کو ایک ہزار دینار دیا اور آپ کو اکرام کے ساتھ اپنے اہل کی طرف واپس کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو سو دینار کا بدلہ دے دیا کیونکہ آپ نے انہیں اللہ کی رضامندی کی خاطر چھوڑا تھا اور

ذمی کے لیے ممکن نہیں تھا کہ وہ کتاب پڑھنے کی وجہ سے کیونکہ اس میں قرآنی آیات تھیں ایک ہزار دینار دیتا اور المبرد نے آپ سے روایت کی ہے کہ آپ نے بیان کیا کہ میں نے ایک شخص کو سیبویہ کی کتاب آخر تک پڑھائی اور جب وہ اس کے آخر میں پہنچا تو اس نے مجھے کہا اے شیخ اللہ آپ کو جزائے خیر دے خدا کی قسم مجھے اس کے ایک حرف کی بھی سمجھ نہیں آئی' مازنی نے اس سال وفات پائی اور بعض نے ۲۴۸ھ میں آپ کی وفات بیان کی ہے۔

۲۴۸ھ

اس سال المنتصر نے وصیت ترکی کو موسم گرما میں رومیوں سے جنگ کرنے کے لیے بھیجا اس لیے کہ شاہ روم نے بلاد شام کو کھول دیا۔ اس موقع پر المنتصر نے وصیف کو تیار کیا اور اسکے ساتھ بہت سی فوجیں تیار کیں اور اسے حکم دیا کہ جب وہ رومیوں کی جنگ سے فارغ ہو جائے تو وہ چار سال تک سرحد پر قیام کرے اور اس نے اس کے لیے عراق کے نائب محمد بن عبداللہ بن طاہر کو ایک عظیم خط لکھا جس میں لوگوں کو جنگ کی ترغیب وتحریص کے لیے بہت سی آیات تھیں اور ۲۳ صفر کی رات کو ابوعبداللہ المعتز اور ابراہیم المؤید خود بخود خلافت سے دستبردار ہو گئے اور اس نے ان دونوں سے گواہی دلوائی کہ وہ دونوں خلافت سے عاجز ہیں اور مسلمان ان دونوں کی بیعت سے آزاد ہیں اور انہوں نے یہ کام اپنے بھائی المنتصر کی دھمکیوں کے بعد کیا اور اس نے دھمکی دی کہ اگر ان دونوں نے ایسا نہ کیا تو وہ انہیں قتل کر دے گا اور وہ ترک امراء کے اشارے سے اپنے بیٹے عبدالوہاب کو خلیفہ بنانا چاہتا تھا اور اس نے جرنیلوں' قاضیوں اور لوگوں کے سرداروں اور عوام کی موجودگی میں اس کے متعلق تقریر کی اور اطراف کو بھی اس کے متعلق خطوط لکھے تا کہ وہ اس بات کو سمجھ لیں اور منابر اس کے لیے تقاریر کریں اور پے در پے کتابت کی جگہوں پر آتا رہا اور اللہ اپنے امر پر غالب ہے اس نے چاہا کہ وہ ان دونوں سے حکومت چھین کر اسے اپنی اولاد کو دے دے لیکن قضاء وقدر اس کو جھوٹا کر رہی تھی اور اس کی مخالفت کر رہی تھی اور یہ واقعہ یوں ہوا کہ اس نے اپنے باپ کو قتل کے بعد چھ ماہ بھی پورے نہ کئے کہ اس سال صفر کے آخر میں اسے ایک بیماری لاحق ہوگئی جس میں اس کی موت واقع ہوگئی۔

اور المنتصر نے خواب میں دیکھا کہ گویا وہ سیڑھی پر چڑھ رہا ہے اور وہ اس کی آخر پچیسویں سیڑھی پر پہنچ گیا ہے۔ اس نے یہ خواب ایک معبر کے سامنے بیان کیا تو اس نے کہا تم ۲۵ سال خلافت کرو گے حالانکہ وہ اس کی عمر کی مدت تھی جسے اس نے اس سال پورا کر لیا تھا۔

اور بعض لوگوں بیان کیا ہے کہ ایک روز ہم اس کے پاس آئے تو وہ بہت رو رہا تھا اور اس کے اصحاب میں سے ایک شخص نے اس سے اس کے رونے کا سبب پوچھا تو وہ کہنے لگا میں نے اپنے اس خواب میں اپنے باپ متوکل کو دیکھا ہے وہ کہہ رہا ہے اے محمد تو ہلاک ہو جائے تو نے مجھے قتل کیا مجھ پر ظلم کیا اور میری خلافت کو غصب کر لیا ہے۔ خدا کی قسم! تو میرے بعد اس سے تھوڑے دن ہی شاد کام ہوگا پھر تیرا ٹھکانہ دوزخ ہوگا اور اس نے کہا کہ میں اپنی آنکھوں اور گھبراہٹ پر قابو نہیں پاتا اور اس کے فریب کار اصحاب نے جو لوگوں کو فریب دیتے اور فتنہ میں ڈالتے ہیں اسے کہا یہ خواب سچا جھوٹا ہے آؤ ہمارے ساتھ شراب نوشی کرو تا کہ تیرا غم دور ہو' سو اس کے حکم سے شراب آ گئی اور اس کے ندیم بھی آ گئے اور اس نے شکستہ ہمت ہو کر شراب پینی شروع کی اور وہ مسلسل شکست ہمت رہا حتی کہ مر گیا۔

مؤرخین نے اس بیماری کے متعلق جس میں اس کی موت واقع ہوئی اختلاف کیا ہے بعض نے بیان کیا ہے کہ اس کے سر میں

بیماری تھی اس کے کان میں تیل ڈالا گیا اور جب وہ اس کے دماغ تک پہنچا تو جلد ہی اس کی موت واقع ہوگئی اور بعض نے بیان کیا ہے کہ اس کے معدہ میں ورم ہوگیا تھا اور ورم اس کے دل تک پہنچ گیا تو وہ مر گیا اور بعض نے بیان کیا ہے کہ اس کے حلق میں ورم ہوگیا تھا اور وہ مسلسل دس دن رہا تو وہ مر گیا۔

اور بعض نے بیان کیا ہے کہ پچھنے لگانے والے نے زہر آلود نشتر سے اس کی فصد کی تو وہ اسی دن مر گیا۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ ہمارے ایک دوست نے بتایا کہ یہ پچھنے لگانے والا اپنے گھر واپس آیا تو اسے بخار تھا اس نے اپنے شاگرد کو بلایا تا کہ وہ اس کی فصد کرے' اس نے اپنے استاد کا نشتر لے کر اس کے ساتھ اس کی فصد کر دی اور اسے معلوم ہی نہ ہوا۔ یا اللہ نے پچھنے لگانے والے کو بھلا دیا اور اسے اس وقت یاد آیا جب اس نے دیکھا کہ اس نے نشتر کے ساتھ اس کی فصد کر دی ہے اور زہر اس میں سرایت کر گیا ہے۔ پس اس نے اسی وقت وصیت کر دی اور اسی روز مر گیا اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ خلیفہ کی ماں اس کے پاس آئی تو وہ مرض الموت میں مبتلا تھا اور وہ اس سے پوچھنے لگی تیرا کیا حال ہے؟ اس نے کہا مجھ سے دنیا اور آخرت دونوں کھوگئی ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب لوگ اس کے گرد جمع ہوگئے اور وہ زندگی سے مایوس ہوگیا تو اس نے یہ شعر پڑھا:

''میرا دل اس دنیا سے جسے میں نے حاصل کیا تھا خوش نہیں ہوا بلکہ میں رب کریم کے پاس جا رہا ہوں''۔

اس کی وفات اس سال کی ۲۵ ربیع الاول کو اتوار کے روز نماز عصر کے وقت ۲۵ سال کی عمر میں ہوئی اور بعض نے ۲۵ سال چھ مہینے بیان کئے ہیں بلا اختلاف اس نے چھ ماہ خلافت کی' اس نے اس سے زیادہ نہیں کی اور ابن جریر نے اپنے ایک دوست سے روایت کی ہے کہ جب المنتصر خلیفہ بنا تو وہ مسلسل لوگوں کو یعنی عوام وغیرہ کو کہتے سنتا رہا کہ یہ صرف چھ ماہ ہی خلافت کرے گا اور یہ مدت خلافت اس شخص کی ہے جو خلافت کی وجہ سے اپنے باپ کو قتل کر دے جیسا کہ شیرویہ بن کسریٰ نے جب اپنے باپ کو بادشاہت کی وجہ سے قتل کر دیا تو چھ ماہ تک بادشاہ رہا اور ایسے ہی وقوع پذیر ہوا اور المنتصر بڑی بڑی آنکھوں والا' بلند بینی' کوتاہ قامت' بارعب اور اچھے بدن والا تھا اور یہ بنو عباس کا پہلا خلیفہ ہے جس کی قبر کو اس کی ماں حبشہ رومیہ کے حکم سے نمایاں کیا گیا۔

اس کے بہترین اقوال:

خدا کی قسم! جھوٹے نے کبھی عزت نہیں پائی' خواہ اس کی پیشانی سے چاند طلوع ہوا اور سچا کبھی ذلیل نہیں ہوا خواہ اپنا اس کے خلاف تالیاں بجائے۔

تمت بالخیر جز دھم

التماس سورہ فاتحہ برائے تمام مرحومین

۱] شیخ صدوقؒ
۲] علامہ مجلسیؒ
۳] علامہ سید اظہر حسین
۴] علامہ سید علی نقیؒ
۵] بیگم و سید عابد علی رضوی
۶) بیگم و سید احمد علی رضوی
۷) بیگم و سید رضا احمد
۸) بیگم و سید علی حیدر رضوی
۹) بیگم و سید سبط حسن
۱۰) بیگم و سید مردان حسین جعفری
۱۱) بیگم و سید جبار حسین
۱۲) بیگم و مرزا توحید علی
۱۳) سید حسین عباس فرحت
۱۴) بیگم و سید جعفر علی رضوی
۱۵) سید غلام حسین زیدی
۱۶) سیدہ ناز زہرہ
۱۷) سیدہ رضویہ خاتون
۱۸) سید نجم الحسن
۱۹) سید مبارک رضا
۲۰) سید تہنیت حیدر نقوی
۲۱) بیگم و مرزا محمد ہاشم
۲۲) سید باقر علی رضوی
۲۳) بیگم و سید باسط حسین
۲۴) سید عرفان حیدر رضوی
۲۵) بیگم و اخلاق حسین
۲۶) سید ممتاز حسین
۲۷) بیگم و سید اختر عباس
۲۸) سید محمد علی
۲۹) سیدہ رضیہ سلطان
۳۰) سید مظفر حسنین
۳۱) سید باسط حسین نقوی
۳۲) غلام محی الدین
۳۳) سید ناصر علی زیدی
۳۴) سید وزیر حیدر زیدی
۳۵) ریاض الحق
۳۶) خورشید بیگم
۳۷) محمد علی
۳۸) غلام سجاد بخش
۳۹) بیگم و سید شمشاد حسین